فَاسْئَلُوا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۵

الحمد للہ والمنۃ - کتاب مستطاب کہ در علم عقائد وطریقت اہل سنت وجماعت وحقائق و معارف ومسالک اہل سلوک اہل معرفت وحقیقت مع حجج قاطعہ وبراہین ساطعہ عقلی ونقلی وتفاسیر بعض آیاتِ قرآنی وکلام ربانی واحادیث حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم با حقایق ومعانی واصول صحیحہ کہ متعلق بآنہاست مسمّٰی بہ

تذکرۃ الحق

مصنفۂ حقیقت آگاہ عارف باللہ فقیر کامل حضرت مولانا مولوی محمد عبد الوحید المخاطب بہ محمد امیر حنفی چشتی معینی رحمۃ اللہ تعالیٰ معہ ترجمہ (جلد دوم) مسمّٰی بہ

ماهیة الحق

از جناب عالی درجہ والا مرتبہ مولٰنا مولوی سید دوست محمد صاحب اجمیری کہ یکے از صاحبزادگان حضرت خواجہ خواجگان مولٰنا معین الدین اجمیری قدس اللہ سرہ العزیز است

سنہ ۱۳۳۳ھ — ۱۹۱۵ء

بحسن انتظام واہتمام لالہ ٹھاکر داس پروپرائیٹر

در مطبع دلی پرنٹنگ ورکس دہلی مطبوع گردید

طبع اول تعداد ایک ہزار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جلد دوم

فہرست مباحث تذکرۃ الحق از حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مطالب ترجمہ ماہیۃ الحق کتاب تذکرۃ الحق جلد دوم از جانب مترجم

مطالب کتاب

مطالب کتاب

تمت

رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى حَبِيْبِكَ وَرَسُوْلِكَ وَنَبِيِّكَ الْاُمِّيِّ بِالْخَيْرِ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ دَائِمًا اَبَدًا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صحت نامہ کتاب تذکرۃ الحق جلد دوم مع ترجمہ کتاب ما ہیۃ الحق

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۱۳	مرتب	مرتبۂ	۵	۸	مفقو دالشبہ	مفقود الشبہ
"	۱۸	حتیاج	احتیاج	"	"	ومنع	و منع
۲	۱۲	×	قاعدہ	۵	۱۴	شفاعت سلب	شفاعت کا سلب
"	۱۶	کہ بمعنی	کہ یہہ بمعنی	"	۱۹	نہی مشیر	نہی صریحی مشیر
۳	۱ح	باقتضار	باقتضائے	۶	۷	متوقع شد	متوقع شود
۳	۱ح	باقتضار	وباقتضائے	"	۱۵	ہوتا	حاصل ہوتا
"	۶	مفیض	ومفیض	۷	۱۲	مومنین کی نسبت	کہ مومنین کے ساتھہ
"	۱۳	باالفرور	بالفرور	۸	۱۴	بوجہ اللہ	لوجہ اللہ
"	۱۹	آدہی ہے	وہی ہے	"	۱۷	بالارشارت	بالاشارت
"	۲۳	اگر	اور	"	۱۸	ہن شہدَ	من شہدَ
"	۲۵	عنہا	عنہما	۹	۱	ار	از
۴	۱	فیشع لیقضیٰ	فیشفع لیقضیٰ	"	۷	مرابت	مراتب
"	۶	ترتب متاخر	ترتیب اثر متاخر	"	۸	عمدًا	عہدًا
"	"	ثبوت ذہنی	ثبوت ذہنی	"	۹	داد	دارد
"	"	زماثبت متقدش	از ماثبت متقدمش	"	۱۲	من اشہدَ	من شہدَ
"	"	متاخرش	متماخرش	"	۲۰	شفا	شفاعت
"	۷	متقدمش نہ بر عدوم	متقدمش نہ بر معدوم	۱۰	۹	وتخذوا	واتخذوا
"	"	متاخرش	متاخرش	"	۱۵	پوری کرنی	پوری ہی کرنی
"	۸خ	مصداقش	مصداقش	"	۲۰	جنین	جبین
"	۴خ	ثبوت ذہنی	ثبوت ذہنی	"	۲۷	انخاذ وممنوع	اتخاذ ممنوع
۵	۱	اصل	اصل	۱۱	۱	تواند	تواند شد
"	۴ح	بالاختیار باثبوت	بالاختیار باثبوت اتحاد	"	۴	عمدًا	عہدًا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱	۶	عہداً یحفظ	عہدٌ یحفظ	۱۴	۲۲	جنست شفاعت کا	جنسیت شفاعت کہ شفاعت کا
″	″	بفضل ماضی	بفعل ماضی	″	″	حذف کا توسع	حذف کہ توسع
″	۱۴	آپکو پکارب	آپکو آپکارب	۱۵	۸	دراثبات	پس دراثبات
″	″	اس صورت	اور اس صورت	″	۱۴	شفاعت کی	شفاعت کو
″	۱۸	عہداً یحفظ توفقیہ	عہدٌ یحفظ توفیۃً	۱۶	۳	بنابر	بناپر
″	۲۱	اللہ خدا تعالیٰ	اللہ تعالیٰ			اطلاق	اطلاق مقابل تقیید
۱۲	۳	وعدہ رحمن و دعوای شفیع	وعدۂ رحمن و دعوی شفیع	۱۶	۶	ثبوت مفید	ثبوت مفید
″	″	انفسالی	انفستا	″	۱۴	یعنی	معنی
″	۵	بوقت لازم	بوقف لازم	″	۱۸	کہ نکرہ کے	کہ نکرہ کہ
″	۱۲	رسول اللہ خدائی برتر	رسول خدای برتر	″	″	اقرار کو	اقراری کو
″	۱۳	مشفع کے دعوے	مسع کے دعوے	″	۲۵	من الذی	مَن ذا الذی
۱۳	۷	عہد عام بشہادت	عہد عام بشہادت	″	″	بادنہ	باذنہ
″	۸	عہد خاما رود	عہد خاص رود	۱۷	۱۱	تحقیق	تحقق
″	۱۲	مشہد بالحق	من شہد بالحق	″	۱۵	حاصل	حال
″	۱۶	شفاعت اختیار	شفاعت اختیاری	″	۱۷	ذکر میں چونتیس ۳۴	ذکر میں کہ چونتیس ۳۴
″	۱۹	ہوئیگا۔	ہو جائے گا	۱۸	۱	حصول ثبوت	حصول ثبوت
″	۲۳	الخ انقطاع	الخ کے انقطاع	″	۲	ذہنیش	ذہنیش
۱۴	۱	مستثنیٰ	مستثنیٰ الخ	″	۹	تحقیق	تحقق
″	۲	لایشفعون الخ ص	لایشفعون الخ ولا یملکون	″	۱۴	رسول اللہ خدای	رسول خدائے
″	۳	کردہ شد	کردہ شد	″	۱۵	مانگنے گے	مانگین گے
″	″	غیرش	غیر اش	″	۱۹	شفاعت عامہ	رحمت عامہ
″	۶	نیز	و نیز	″	۲۳	تحقیق شفاعت	تحقق شفاعت
″	″	الظالمون	الظالمون ۝ ص	″	۲۵	باا قتضا	بالاقتضا
″	۱۵	اوس ذہنی خاص	اُس ثبوت ذہنی خاص	۱۹	۸	خارج ای جود خارج ۱۲	خارج ای موجود خارج ۱۲
″	۱۹	محل خاص	محل کے خاص	″	۱۰	صلواۃ	صلوٰۃ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۹	۱۶	صلواۃ	صلوٰۃ	۲۸	۲۴	سے نہ یہ	سے ہے نہ یہ
۲۰	۵	تحقیق	تحقق	۳۱	۵	وبسیار پاک	وبا پاک
″	۷	صلواۃ	صلوٰۃ	″	۱۳	اُس	اِس
″	۱۷	یعنی یہ ممنوع الجواز	یعنی یہ کہ ممنوع الجواز	″	۱۵	نسبت	ہتک
″	″	معمولی	معمول	″	۲۲	پاک کریگا	پاک و صاف کرینگا
″	۱۸	تحقیق	تحقق	″	″	کرامت اولیائی امت	کرامت فقیر ہمت اولیائے امت
″	″	الفاظ امور	الفاظ ان امور	۳۲	۴	اعراض	اعراض
″	۲۴	شفاعت ۲ بار	شفاعت کا ۲ بار	″	۶	بآن	بآن
۲۱	۱۳	عندہ الا باذنہ	عندہ الا باذنہ	″	۷	تطہیر	تطہیر
″	۱۶	جب مذکور	جیسا مذکور	″	۸	ہدیہ	ہدیہ
″	۱۹	متقدم ہونیکے	متقدم ہونیکے	″	″	غیرش	غیرش
″	۲۱	جنے	جنسے	″	۲۲	پس رفعت	پس یہ رفعت
۲۲	۱	بتحقیق	بتحقق	۳۳	۴	اختیارا	اختیارہ
″	۶	از شفاعۃ	الشفاعۃ	″	۵	دعاگو الی اللہ تعالیٰ	دعاگو الی اللہ تعالیٰ
″	۱۳	ہونیکے شفاعت	ہونیکے سبب شفاعت	″	۱۳	سورہ ن رکوع	وسورہ نا رکوع
″	″	تحقیق	تحقق	″	۱۳	تزکیہ کے	تزکیہ کہ
″	۱۳	پھر جسکی	جسکی	۳۴	۲	آمنو	امنوا
″	۱۵	پھر آیات	یہی آیات	″	۶	ترسان ییدلی	ترسانیدنی
۲۴	۱	ضینتاً	لقمناً	″	۱۴	ثم استوا	ثم استویٰ
″	۱۳	ہونا	ہے	۳۵	۹	یاش	یا ترش
″	۱۵	امر	اور	″	۱۴	اس مفعول	اسکا مفعول
″	۲۲	وجود صلعم	وجود باجود صلعم	۳۶	۱۰	بتحقیق	بتحقق
″	۲۴	حجاب	حجاب عذاب	″	۱۸	سحابول	سچا بول
۲۵	۱۷	معطیٰ	مُعطِی	۳۷	۱۶	کے معنی	کے لئے
″	۱۹	مظہر	مظہر رضا	″	۱۷	مبارک	مبارک حضور

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۹	۲	تحقق شفاعة	تحقق شفاعة	۵۰	۹	صحة پزیرد	صحة نپزیرد
〃	۳	تحققش	تحققش	〃	۲۵	اوو تعبین	اور تعیین
〃	۱۸	حکم صحیح	حکم کے صحیح	۵۱	۱۳	تعین	تعیین
〃	۲۲	زیارت کر	زیارت کرے	〃	۱۹	ٹوٹتا ہے	ٹوٹتا ہے
۴۰	۹	والااختیار	والاختیار	〃	۲۲	استغلال	استدلال
〃	۱۰	بوقت	وقت	〃	۲۴	کیفیت	کیفیت کو
〃	۱۵	اوراختیار	اوراوسکا اختیار	۵۲	۲۱	اسی کے	اس کے
۴۱	۵	بجماعت	بحمایت	۵۳	۱۸	ان یان	مع ان یاذن
۴۲	۱۰	مخصیص لہ	مختص لہ	۵۴	۱	واذن بمعنی تخییر	واذن بمعنی تخییر
〃	۱۸	کبیرہ گناہون	کثیرہ گناہون	۵۵	۱۰	ہوا	ہو
۴۴	۱	فارغرا تاثیر	فارجزا تاثیر	〃	۱۴	نفی واذن	نفی واذن
〃	۷	وقفنا	موقفنا	〃	۱۷	دیگئے ہین سکہ	دی گئے ہین یہ کہ
۴۵	۶	بالزام	بالزام	۵۶	۸	تصرفون	یصرفون
〃	۱۳	تخیر	تخییر	〃	۲۲	ڈرو کہان پہرے جاتے ہو	ڈرو کہ وکہان پہرے جاتے ہین
۴۶	۴	لغة بمعنی	لغة بمعنی	۵۷	۱۸	حسینے ربودی	حسنے ربائی
۴۷	۲	فیعیر الذین	فیعیر الذین	۵۸	۱۵	حاصل نتیجہ	حاصل ونتیجہ
〃	۱۶	پروردگا	پروردگار	〃	۱۶	کوپورا	کہ پورا
〃	۱۸	جو خداکی	جو خاص خداکی	۵۹	۱۱	دینوی	دنیوی
〃	۲۳	ثبوب بالنیة	ثبوت بالنسبة	۶۰	۱۰	بنت	بہنت
〃	〃	تحقیق بالحقیقة	تحقق بالحقیقة	۶۱	۱	عمل بکن	عمل بکن عمل بکن
۴۸	۳	مقصود	بمقصود	۶۳	۱۷	ہیچ اور ہمیشہ	ہیچ ہمیشہ
〃	۱۵	میرے رسول	تیرے رسول	۶۴	۸	اثر امر	اثر امر
۴۹	۵	مرادت	مرادات	〃	۱۰	بوجود تضمنی صف	بوجود تضمنی صف
〃	۱۳	گمراہو نیسے	گمراہ ہوجانیسے	〃	۲۴	بواسطے	بواسطہ
۵۰	۷	یتبین بعدم اجہام	تبیین بعدم ابہام	۶۶	۹	دارد	دار دالے نفس انسان

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۷	۶	وغیرش	وغیرش	۷۵	۱۸	ولایت	دلالت
۶۸	۵	جزما فوق	جزما فوق	〃	۲۰	صفاته تعالی	صفات اوتعالے
〃	〃	ازو	ازو	۷۶	۶	تنتزع	منتزع
۶۹	۲	مبتنی	مرتبی	〃	۲۲	محبت	محبیت
〃	۴	الہٗ	الہٗ	۷۷	۱۱	مسّلی	مسمّی
〃	۶	واحدٌ	احدٌ	۷۹	۱۰	تعیین	تعیین
۷۱	۱	مغنیة	معنیة	〃	۱۵	رسالت نبوت مین	رسالت ونبوت مین
〃	۱۰	خصوص	مخصوص	۸۰	۳	صفوته	صفوت
۷۲	۲۴	اور سر	اور سیر	〃	۹	نہ حمة	رحمت
۷۳	۷	بہرکہ	بہرکہ	〃	۷	تعین	تعیین
〃	〃	تعینش	تعینش	〃	۲۵	تحقیق	تخلیق
〃	۸	تنشودا	تشود	۸۱	۱	واحدش	درحدش
〃	۱۳	سر منہ	سیر منہ	〃	۳	نورکعبہ	نورکعبہ
〃	۱۴	اوسکی طرح اسی کیساتھ اوسی مین	اوسیکی طرف اوسی کے ساتھ اوسی مین	〃	۴	تنزیہش	تنزیہش
〃	۱۵	فنار	فنا	〃	۷	حجاب	حجاب
〃	۱۷	اوسی	اسی	〃	〃	حقیقتش	حقیقتش
۷۴	۱	حقیقہ	حقیقیہ	〃	۱۳	تعمیر	تعبیر
〃	۱۳	مرادان ساتون	مرادان ساتون	〃	۱۶	لہیات	الہیات
〃	۲۲	غیر نظر	غیر نظری	〃	۱۹	یہی	بہی
۷۵	۴	ای آنکہ	ای بآنکہ	〃	۲۰	لام سے	کلام سے
〃	۶	بحقیقتہ	بحقیقیہ	۸۲	۲۴	یہی	بہی
〃	۹	جنت	جنب	۸۳	۱۱	اعتبار	اعتبار
〃	۱۱	ماقدما	وقدما	۸۴	۲	حقیقتش	حقیقتش
〃	۱۶	یعنے سبب ہے کہ روح	یعنی اس سبب سے کہ روح صفات تعالے کی مظہر ہے روح	〃	۴	لیسیر	الیسیر
				〃	۱۵	تنبیہ	تنبیہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۵	۲	یاایہاالذین	ویاایہاالذین
〃	۴	نیزصر	نیز گمر
〃	۱۲	اخلاق	اخلاص
〃	۱۳	تقوٰیھا۔ زکّٰہا	تقوٰیھاؕ زکّٰھاؕ
۸۶	۳-۱۵	حافظونَ	حافظونؕ الخ
〃	۴-۱۶	یحافظونَؕ	یحافظونَؕ
۸۷	۲	مصلّی ہم	مصلّی ہم
〃	۸-۹	مراد۔صاف	مر۔ اوصاف
۸۸	۱۱	تحقیق	تحقیقش
۸۹	۱	نداستم	ندانستم
۹۱	۱۳	اصلاحی	اصطلاحی
۹۲	۷	وتعلق	وتعلق
〃	۲۴	ربط خلق کے	ربط خلق خالق کے
۹۳	۳	معرفة اللہ	معرفت اللہ
〃	۴	ورسول وشیخ	ورسول وشیخ
〃	۷	بخدائی واز	بخدائی تعالیٰ واز
〃	۱۴	درزمان	اورزمان
〃	۲۴	پہچانی جاتی	یعنی پہچانی جاتی
۹۴	۱	وملاحظہ ذات	وملاحظہ ذات
۹۵	۱	تواندشد	تواندشد کہ
〃	۹	رسول صلے	رسول اللہ تعالیٰ صلے
〃	۱۰	اللہ علیہ	اللہ تعالیٰ علیہ
〃	۲۳	رسول خدا	رسول خدائی تعالیٰ
۹۶	۵	وجوش	وجوش
۹۷	۸	سالک	سالک

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۷	۸	ازو	ازو
〃	۱۰	فنا	فنا
۹۸	۱	وانیش	دانیش
〃	۵	نمیگرد	نمیگیرد
۹۹	۳	ہذسبیلی	ہذہ سبیلی
〃	۱۷	ابتغنی الآیة	اتبعنی الآیہ سورہ یوسف آخر رکوع
۱۰۰	۷	عین حجاب	عین حجاب
〃	〃	سفات مسلوبہ	صفات مسلوبہ
〃	۸	درونباشد	درونباشد
〃	۹	مبنی	منبع
〃	〃	ہست	ہست
〃	۱۶	خودوقت	جووقت
۱۰۱	۷	واجب	کہ واجب
〃	۲۰	مانند صفات	مانند معرفت صفات
〃	۲۱	وجوہ	وجود
۱۰۲	۱۱	والحکمة	والحکمة ط
〃	〃	تعلمون	تعلمون ٥
〃	۲۴	یعلمکم	ویعلمکم
۱۰۳	۳	ویعلمکم	ویعلّمکم
〃	۱۰	وازین راز	واین راز
۱۰۴	۴	صفة عجز	صفت عجز
〃	〃	اسمش	اسمش
〃	〃	طمانیة	طمانینة
〃	۱۹	طانیت	طمانینت
۱۰۵	۴	الابصار	الابصار الآیہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۶	۲	وہستی	ونیستی از
〃	۲۴	کاکیاجاوے	کام کیاجاوے
۱۰۷	۱	بہ یتلو	یتلوہ
〃	۴	ورحمہا	وارحمنا
〃	۶	ورعسا	وترضاہ
〃	۱۰	تو آخذ	تو آخذنا
〃	۱۲	واعف عناداغفرلنا	واعف عنّاوقفہ واغفرلنا
〃	〃	درحمنا	وقفہ وارحمنا وقفہ
〃	۱۴	ترضا	ترضاہ
۱۰۸	۶	تحقیق	تحقیق
〃	〃	تاکیدش	تاکیدش
〃	۹	اجتماع	اجتماع
〃	۱۰	اعجاز	اعجاز
۱۰۹	۷	وحجة	وحجتہ
〃	۸	تاملاحظہ	تاملاحظہ
〃	۹	وصفش	وصفش
〃	۱۲	ترجمہ	ترجمہ شعر
۱۱۰	۲	فاتبعونی	فاتبعونی
〃	۸	یاہ	ایاہ
〃	۲۶	فرضیات	مرضیات
〃	۲۳	ہوتاہے	ہوتاہے
〃	۲۴	احسنوالحسنی	احسنوا الحسنیٰ
۱۱۱	۳	نتیجہ آن	نتیجۂ آن ای شکر
〃	۴	بوجہہ تعالیٰ	بوجہہ تعالےٰ
〃	۱۰	وزہد	وزہد

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱۱	۱۳	تنہون	ماتنہون
〃	۱۹	رضاءخوشنودی	رضاوخوشنودی
〃	۲۷	ملہم	یلہمہم
۱۱۲	۳	وصبر	وصبر
〃	۶	مخذوہ	فخذوہ
〃	۱۰	الحسنیین	الحسنیین
〃	〃	اورسبحانہ	اوسبحانہ
〃	〃	بوجہ تعلٰے	بوجہہ تعالیٰ
〃	۱۳	رکھیے گا	رکھیگا
〃	۲۳	احمدی	احدی
۱۱۳	۸	وحفظ	وحفظ
〃	۱۴	واستغفرہ ط	واستغفرہ ط
〃	۲۱	اسی کے	اس کے
〃	۲۴	اختیارسے عمل	اختیارسے کہ عمل
۱۱۴	۹	وازنکرونی	وازناکرونی
〃	۱۵	غفلت ہے غفلت	غفلت ہے
۱۱۵	۸	لایقبل	لایقبل
〃	۲۲	واعلموا	واعملوا
۱۱۶	۱	واختیار	واختیار
〃	۱	وترک طمع	وترک طمع
〃	۲-۳-۲	عینک	عینیک
〃	۳	البغی	ابقی
〃	۴	عرت	عزت
〃	۵	باینہمہ	با اینہمہ
۱۱۷	۲-۳	کفرونفاق	کفرونفاق متحقق

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱۸	۱۱	عبادت	عبارت
//	۱۳	اور	در
//	۱۹	دل بفضل اللہ	قُل بفضل اللہ
//	۲۱	ادراوس	وبرحمتہ ادراوس
۱۱۹	۶	فار برصیغہ کر	فار برصیغہ مو
//	۷	ابنار	ابنیار
//	۱۰	بآنکہ باسببیہ تعلیل ودعوی	بآنکہ باسببیہ تعلیل دلیل دعوی ۱۲
//	۱۶	للمومنین	للمومنین میں ہے۔
//	۲۹ع	متحق	متحقق
۱۲۰	۶	تعالی	تعالیٰ عذر العفوُ
//	۹	یقول اللتی	یقولُ التیِ
//	۱۲	کہ یعنی	یعنی
//	۲۱	امایبنزع فاستعذ	اِمّا ینزغنّک من الشیطان نزغ فاستعذ۔
//	۲۴-۲۵	چھٹہ میں۔	چھٹہ میں وقل لعبادی یقول التی ہی احسن ان الشیطان ینزغ بینہم ان الشیطان کان للانسان عدوا مبیناہ
۱۲۱	۵	اُحیا مودۃ	احیلی رمو ودۃ
//	۲۳	محرومی کو	محرومی کو پہونچا دیگی
۱۲۲	۱۳	ایمانداروں	یعنی ایمانداروں
۱۲۳	۶	بانچہ می	بانچہ می بایدم
//	۱۵	یعنی ہمسے	یعنی وہ ہمسے
//	۱۹	خاص فقیر	خاص لفظ فقیر
//	۲۵	ولسوف یعطیک اک عری	ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ ہ
۱۲۴	۷	ولیس	ولبس

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۲۵	۱۱	رحمت ودر ترک	رحمت در ترک
//	۱۹	اور پنجاتہ پہرنا	اور پنجگانہ پہرنا دعا اللہ انا نعوذبک من الخبث والخبائث
//	۲۳	اور یہ	اور یہہ
//	۲۴	در تبدیل	اور تبدیل
۱۲۶	۵	یغیض	یغیظ
//	۱۶	موطئا یغیض	موطئا یغیظ
۱۲۷	۴	اعملوا	اعملوا کا
۱۲۸	۵	بظنیت قطعیۃ	بظنیت وقطعیۃ
//	۱۵	حمر ظنی	خبر ظنی
۱۲۹	۶	ددر قبول امر	وددر قبول امر مع
//	۷	وظنیات	مع ظنیات
//	۱۵	والسلام ترحموا	والسلام ارحموا ترحموا
//	۲۰	خدا ابرترکے حق کی بابت	خدا ابرترکی حق کی بابت اور [illegible] حق کی بابت۔
۱۳۰	۱۱	ولا قوق	ولا قوۃ
۱۳۱	۱۷	اور جو تجھے ہے	اور جو تجھسے ہے
۱۳۲	۶	اتحاد خبر	اتحاد خبر
۱۳۳	۱۶	قربت لگا	قربت دیگا
۱۳۴	۲۴	درود سلام	درود وسلام
۱۳۵	۱۳	ابنار الرسل	ابنار الرُسُل
۱۳۶	۲۵	دلکے دل ڈرجاتے ہیں	دل ڈرجاتے ہیں۔
//	۲۰	ارادت میں	ارادت کہ میں
//	۲۲	رکوع سوم میں	رکوع ۴ سورہ شوریٰ میں
//	۲۶	سیعہا	سعیہا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳۷	۲۴	بکہ	بلکہ
۱۳۹	۷	طرفی	ظرفی
۱۴۰	۵	اللہ	الاّ اللہ
//	۷	ذکر ۔ درین	ذکر ۔ درین آ
۱۴۱	۲	فریادہ	فزیادۃ
//	۸	شدّد	شدّ ده
//	۱۹	انّ در انّ	اَنّ اور اِنّ
//	۲۳	شدوجہ	شدّ ده
۱۴۲	۶	درتحقیق وتشدید تحقیق	درتحقیق اللہ بتخفیف تحقیق وتشدید تحقیق
//	۹	بنفض ۔ ذکر	بنفص ۔ وکر تو
//	۱۱	مخففہ	مخففہ
//	۱۵	اشہد	اور اشہد
//	۲۰	ہورہے	دورہے
//	۲۲	للہ	اللہ
۱۴۴	۹	برشمار است	برشما است
۱۴۵	۱۴	مطلب	مطلب یہ
۱۴۶	۷	تصدیق	صر تصدیق
۱۴۸	۲	معین الحق محمد والدین	معین الحق والدین محمد
۱۴۹	۱	درترتیب ضروری	درترتیب وترتیب ضروری
//	۹	تقمیناً	تضمناً
//	۱۵	اورشل	اورمثال
۱۵۰	۱۴	تقمیناً	تضمناً
۱۵۱	۱	ذات ۔مسلوباتش	ذات ۔ مسلوباتش
//	۲	مسلوبات متصفہ	مسلوبات ذات متصفہ
۱۵۲	۱۰	شد ند	شدند ابنیار مع

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۲	۱۴	وسلّم	وسلم کے
//	۱۶	۔ اجز	عاجز
۱۵۳	۶	واولیا،	واولیار
//	۱۳	والحکمۃ	وحکمۃ
۱۵۴	۲۵	کرتاہے	گرناہے
۱۵۵	۲	خبر	جز
//	۶	فعل اختیاری	فعل اختیاری
۱۵۶	۲۳	بیترتیب	بترتیب
۱۵۷	۵	حقیقۃ	مع حقیقۃ
//	۷	وحقیقۃ حادثۃ	وحقیقۃ حادثۃ
۱۵۸	۱	کلام یرجع الی ما یحدثہ	کلامہ یرجع الی المحدثہ
//	//	بقائم بذاتہ	لقائم بذاتہ
//	۳	متوجد	متوقد
//	//	تعین	تعین
//	۴	بآنمرتبہ	بآن مرتبہ
//	۵	بآن	بآہن
//	//	فہی	فہی ای حقیقۃ الکعبۃ ۱۲
//	۶	انتزاعاتہا۔	انتزاعیاتہا معہا
۱۵۸	۷	آنہا	انہاسم
//	۱۹	ماہیت ظہور کا	ماہیت کا ظہور
۱۵۹	۷	تنزیہ ۔ نقائص	تنزیہ ۔ سلفقائص
//	۸	حقیقتش	حقیقتش
//	۱۰	شوائب نقائص	شوائب نقائص
//	۱۶	یہی	یہی
۱۶۰	۱۷	کیوافق	کے موافق

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۶۰	۱۸	سے	ہے	۱۷۲	۵	ربطی	ربطے یائے تنکیر ۱۲
//	۲۳	موجوده	موجود	//	۸	وغیرہ آن	وغیرہ آن
۱۶۲	۱	روح۔مسلوباتش	روح۔مسلوباتش	//	//	اختلاف وماده	اختلاف وماده
//	۷	ازواست	ازو است	//	۴	عاید	عائذ
۱۶۳	۸	من الحالق ومن الاحکام	من الحقائق ومامن الاحکام	۱۷۳	۵	تنکیر وآن	تنکیر وآن اے تنکیر ۲
//	۲۰	لئن	اور لئن	//	۶	نتواند شد	نتواند شد
//	۲۳	خدائی کے قول	خدائی تعالیٰ کے قول	//	۲۵	اس کلمہ	کہ اس کلمہ
۱۶۵	۱۵	جواس	حواس	۱۷۴	۱	نفی مطلقاً	نفی مطلقا
//	۵	صمدیۃ	صمدیۃ واحدیۃ	//	//	در مطلق	در مطلق
۱۶۷	۱۲	جزئی	جزئی کے	//	۲	ودر بعض	ودر بعض
۱۶۸	۱۲	بآنکہ	بآنکہ بسببیہ ۱۲	//	۴	افراد	افراد
۱۶۹	۳	النزوال	النزول	//	//	بمعنی مصدر	بمعنی مصدر
۱۶۹	۷	است	است مر	//	۵	آن بآن	آن بآن
۱۶۹	۹	عدم	عدم مر	//	۸	بہ طلان	بہ بطلان
//	۱۳	اور مدعا	اور دوم مدعا	//	۱۹	آپسمین ہے	آپسمین ہے ہے
//	۱۴	ثبوت دوم ذہنی	ثبوت ذہنی	۱۷۵	۴	ومقصود نفی درخبر واثبات	ومقصود نفی درخبر واثبات
//	۲۰	نفی ہی	نفی ہی	//	۵	نہ در غیر	نہ در غیر [illegible]
۱۷۰	۲۹	یہی اسناد	کہ یہی اسناد	۱۷۶	۲	باالٰہ	بالٰہ
//	//	خبر کا ہونا	خبر کا خبر ہونا	//	۶	انطباق	انطباق
//	//	صیغہ بصفت	صیغہ صفت	//	۷	نباشد	نباشد
۱۷۱	۵	بترتیب آثار	بترتیب آثار	۱۷۷	۱	عین غیر	عین غیر
//	۶	تضمناً او التزاماً	تضمناً ورنہ التزاماً	//	۲	ومغایره	ومغایره
//	۷	التنازع	الہ متنازع	//	۴	لوکان فیہما الہۃ الا اللہ کیساتھ	ولوکان فیہما الہۃ الا اللہ لا الآیہ مین
//	۹	ازالہ	ازالہ	۱۷۸	۱	اور اگر	واگر
۱۷۲	۲	عاید	عابد	//	۸	ایمان محقق باللہ	ایمان محقق باللہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۷۹	۱	جنیتہ مقصود	جنیتہ مقصوده	۲۰۱	۱۹	آخر	آخر تک
۱۸۰	۱۵	معبودنہ آپس	معبود آپس	۲۰۲	۱۰	وارایت	ارایت
۱۸۱	۱۸	باہمدگو	باہمدگر	۲۰۳	۱۱	علی ۔ وضاه	دعلی ۔ وترضاه
۱۸۳	۶	مفرع	مفرغ	//	۸	فی حده	فی حده
//	۱۵	بنام	قیام	//	۱۲	بیان	بیان آنحضرت
//	۲۱	قیاس کرے	قیاس کرلے	//	۲۵	مزاہم	فراہم
۱۸۴	۳	ہمہ وجود	ہمہ وجوه	۲۰۴	۲	اطاطہ	احاطہ
//	۸	است نیست	است کہ نیست	//	۶	وآن	وآوان
//	۲۵	کی موافقت	یعنی لفظ کی موافقت	//	۷	مدادا کلمات	مداد الکلمات
۱۸۵	۹	نفی الالوہیۃ	نفی عنہ الالوہیۃ	//	۹	منتزعات آن	منتزعات آن
۱۸۸	۷	گردیدانش	گردیدانش	//	۱۱	درآلنے	نہ درآلنے
//	//	حذف اسم	حذف اسم	۲۰۵	۵	آن	آن
۱۸۹	۱	احمدیۃ	احمدیۃ ومحمدیۃ	//	۲۴	خواب	خوب
۱۹۰	۲	ای بمحمدیۃ	ای محمدیۃ	۲۰۶	۷	دربندووجود	دربندو وجود
۱۹۱	۶	ربوبیۃ تا استغنا	ربوبیۃ تا استغنا	//	۱۸	اسکی	اوسکی
//	//	اعتبار اتہامی حدہما	اعتبار اتہامی حدہما	۲۰۷	۱۸	اول مرتبہ	اول کے مرتبہ
۱۹۲	۸	بمقصود	بمقصود	//	۱۱	سپاری	سپاری وکان فضل اللہ علیک عظیما
۱۹۳	۲۶	ان عرف	ان اعرف	//	۲۵	سپردکرے	سپردکرو وکان فضل اللہ علیک عظیما
۱۹۴	۲۵	صورت	صورتہ	۲۰۸	۱	عظیم درتقابل	عظیم در تقابل
۱۹۵	۹	کالانعام ام	کالانعام	//	//	غیر منقطع بعدم دلالۃ	غیر منقطع بعدم دلالۃ
//	۶	انسان۔بغلبہ اش	انسان۔بغلبہ اش	//	۳	وردمندے	درومندے
//	//	ازغیرش	ازغیرش	//	۴	مقصودش	مقصودش
۱۹۶	۹	حبکنت اعرف	احببت ان اعرف	//	۶	بمعنے	بمعنے
//	۱۲	نسبت	بسبب	//	۱۴	غیر مقابلہ	غیر کے مقابلہ
۲۶	۲۱	متفاوت ہوتے	متفاوت ہوتے ہین	//	۱۴	اعتقادیس ہے	اعتقاد بس ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٢٣٩	١١	فی نفسہ لفصل	فی نفسہ لفضل
"	١٧	التفاق	اتفاقی
٢٤٠	١	واسبابش	واسبابش
"	١٠	پس کلی	پس کلی افضل کلی ١٢
"	٢	اسباب اسکے	اسباب سوائی اسکے
٢٤١	١٥	رکوتیئیس	رکوع تیئیس
٢٤٢	١١	ہما	ہمان
"	١٥	بغر لقص	بغیر نقص
٢٤٤	٤	بہ بسیار	بہ لیبار
"	٥	چنانکہ	چنانکہ
"	١٧	اسلئے	اس کے لئے
"	٢٢	مسلم ہے پس نہین	مسلم ہے پس نہین۔
"	٢٣	اسلاف	تاخلاف
٢٤٥	١٤	اورحضرات	اور دوسرے حضرات
٢٤٦	٤	ذی النور اند	ذی النورین اند
٢٤٨	١٨	لام کا	لام کا لاالہ۔
"	٢٢	تضمن	تضمنی
٢٥٠	١٥	مخصوصہ محمد	مخصوصہ محمدی
"	٢٣	اجوس	اس
٢٥١	٢٥	لفظ میم	نفس میم
٢٥٢	٣	عرض	عرض
٢٥٣	٦	ہرکہ	تو ہرکہ
"	١٦	مقصو	مقصود
"	١٧	متعدہ	متعددہ
٢٥٤	٤	بکبیرہ لقرب	بکبیرہ و بر کبیرہ لقرب
"	١٢	اقرادنکا	اقرار و نکا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٢٥٤	٢٠	بغیر ٹوڑکے خدا	بغیر توڑے خدا
٢٥٥	١٢	ارشاد	ارشاد تنذیر
"	١٥	کہے	کو
٢٥٧	٦	بتحقفش بابینہا	بتحقق بابینہا
"	٣	لیشئ	لشیئ
٢٥٨	٣	خبر	جز
"	"	متکثرہ راہ	متکثرہ را
"	٤	مواحد	موحد
"	٥	معابید	معابید
"	١١	غرض	عَرَض
"	١٤	اعتراض	اعراض
"	٢٤	غیر	غیرہ
"	٢٥	غرض جائز	عَرَض جائز
"	٢٦	غرض جائز	عَرَض جائز
٢٥٩	٩	دانست	واکتسب
"	١٢	حاصل نتیجہ	حاصل ونتیجہ
"	٢٢	ظرف ومظروف	ظرف مظروف
٢٦١	١٩	کہ یعنی صاف	کہ صاف
٢٦٢	١٤	اثبات وجود	اثبات موجود
٢٦٣	٥	فصل	فصل
"	١٨	فی مابین	جسمین
٢٦٥	٤	یفید الحصر	یفیدُ الحصر
"	١٤	لبشفعہ دوگانہ	بشفعہ ای دوگانہ
٢٦٧	٢١	کلام تین	کلام مین
"	"	اشاردی رہاہے	اشارت دی رہاہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٢٦٧	٢٣	ادرندلسے	آدر ہذا سے
"	"	حتی قریب	حتیٰ قریب
٢٦٨	١	تصریف	تعریف
"	١٠	بعمدسہو	بعمد وسہو
"	١٦	ڈورو	ڈرو
"	"	برتر وہ اعظیم سے	برتر وعظیم سے
"	١٨	فردہین	مردہین
٢٦٩	٩	ومبنی علیہ	ومنبتی علیہ
"	١٠	اتقدم	ماتقدم
"	١٦	ببین فتح	یہان فتح
"	"	منطق	منطبق
"	"	استجماعی ہوئی	استجماعی ہو
"	١٩	اورتاکید	اورتاکید ہے
"	٢٠	بتقدیم شریف	بتقدیم تشریف
"	٢١	حدوث کی بنئ علیہ	حدوث کے گہ بنئ علیہ
"	٢٢	معلل بہ کے	معلل بہ کے ہے
"	٢٣	مفارف اور	مضاف اور
٢٧٠	٥	یاتقدم وتاخر	یاتقدم وتاخر
"	٦	حضور	ظہور
"	١٢	جو عابد	جو عبد
"	١٣	بنابرجامعیت	بنابرمالغیت
"	١٤	مصنف شرح	مصنف رح
"	"	لازمہ دو	لازمہ ذوالحال اور
"	١٥	مگر	ملکر
"	١٩	تقدیم سرلف	تقدیم تشریف

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٢٧١	٢	التصاً	اتصالاً
"	٧	ذنب غبر	ذنب اغبر
"	١٠	پس دالا	والّا
"	"	راہ	رہ
"	١٣	بہ حق	حق
"	١٧	مستلزم ابوہن	مستلزم الوہن
٢٧٢	٦	گفتہ شد	کہ گفتہ شد
٢٧٣	٣	واینجا	وازینجا
"	١٨	فجعل	فجَعَلَ
٢٧٤	٢	کاہڈی	ماہڈی
"	١٩	رحمۃ اللہ	رحمہ اللہ
٢٧٥	٥	مستجمعۃ	المستجمعۃ
"	١٦	ازداد	اضداد
"	٢٤	اوررجوع	ادرجوع
٢٧٦	٨	باموجودات	بالموجودات
"	"	الملوباۃ	الملوبۃ
"	٩	واقع	وقع
"	١٨	ورنہ	آونہ
٢٧٧	١	بجھودیۃ	بجمودیۃ
"	٧	بولاوے	توآیا ای
"	١٩	برترین را	برترین
"	٢٠	پوشیدہ شد	پوشیدہ شود
"	٢٣	پوسیدد شد	پوشیدہ شود
٢٧٨	٣	اقتنامہا	اقتناحہا
"	٦	العموم	لعموم

صفحه	سطر	غلط	صحیح	صفحه	سطر	غلط	صحیح
۲۷۸	۸	ولکمالات	والکمالاتُ	۲۸۲	۱۳	اوانانزا	وآنانزا
″	۱۳	کرده شد	کرده شود	″	۱۸	ونیت	ونیست
″	۲۴	یعنی دومغفرت	یعنی ومغفرت	″	۲۳	برحمتیش	برحمتش
۲۷۹	۴	سورۂ فاتحہ	سورۂ الفاتحة	۲۸۳	۸	بالاشارت	بالاشارات
″	۱۰	والعالم	والعالم ہوالمربوبُ	″	۲۵	یاولایت	باولایت
″	۱۷	باین ستودگی	یا این ستودگی	۲۸۴	۲	مخالفتة	مخالفتہ
″	۲۲	یعنی غالقش	وخالقش	″	۴	المجاہدات	المجاہدات
″	۲۳	عالم مربوب	عالم کہ مربوب	″	۱۶	مخالف	مخالفت
″	۲۴	برترتیب	بہ تربیت	″	″	مرضیات	مرضات
۲۸۰	۲	الرحمة	الرحمة	″	۱۷	مخالف	مخالفت
″	۴	اسما	اسما ووصفا	۵	″	بمرضیات	بمرضات
″	۱۰	والیوم	والیوم	″	۲۱	خلاف یا	خذفِ یا
″	۱۲	اے	براے	″	۲۳	معرفت	معروف
″	۱۳	وصف	وصف برو دلالت کہ ہردو صفت است	″	۲۴	نکرور	نکرہ
″	۲۴	مقصود	مقصوده	۲۸۵	۳	الاولی ولی	الاولی اَوْلٰی
۲۸۱	۲	الا	والا	۲۸۶	۶	لانهما الله	لانهما لله
″	۵	متوضح	موضح	″	۱۶	ناگفته	تاگفته
″	۷	لغیر فهی	لغیرہ فهی سبب	″	۲۰	واعتقاد	اداعتقاد
″	۱۸	خدای برراغیرش	خدای برتر از غیرش	″	۲۳	ایک دین	یک دین
″	۲۰	مع الخیر	مع الغیر	″	۱۰	مالحق	مالحق ص
۲۸۲	۳	واضح	وضح	۲۸۷	۴	وزیاتا	وزماتا
″	″	الاشهداد	الاستهداد	″	۱۱	رخدا	خدا
″	۴	شیخة	شیخہ	″	″	وسهولااست	وسهورا است
″	۵	الجاهلتة	الجاهلیة	″	″	محمد	بہ محمد
″	۶	نبلیة	نبیتہ	″	۱۲	اسلام	اسلام را

صفحه	سطر	غلط	صحیح	صفحه	سطر	غلط	صحیح
	۱۲			۲۹۷	۱۴	یلحقوا بہ	یلحقوا بهم
″	۱۶	ومحمد	بہ محمد	۲۹۸	۲۳	قابل وقت	مقابل وقت
″	۱۸	عللکم	علیکم	۲۹۹	۶	بهراه	بهره
۲۸۸	۴	بر رسالة	برسالة	″	۸	ابناد	ابناد
″	۷	علی النعمار	اعلی النعمار	۳۰۰	۶	لور	نور
″	۱۳	اور خدانے	اور جو خدا نے	″	۸	التی	التی
۲۹۰	۶	قلب	مرتبۂ قلب	″	۹	اذہی	اذ ہی
″	۹	مهیهات	فهیهات	″	۱۵	ام	او
″	۱۵	ذکر قلب	کہ ذکر قلب	″	۱۹	ازو آمده	ازو آمده
″	۱۷	کا	روح کا	۳۰۱	۱	فهو	فهو
۲۹۲	۶	غیرش	غیرش ای منفعة	″	۴	ونور	ونور
۲۹۳	۱۱	بایمان	بایمان	″	۵	مرتبة التنزیه	مرتبة التنزیه
″	″	ایادت	آیات	″	″	مرتبة المتسجعه	مرتبة المستجمعة
″	۴	اے اقتضائے	از اقتضائے	″	۶	والمعروقة تعهابها	والمعروفة معهابها
″	۱۰	تاکید	وتاکید	″	۷	هی لالیستحق	هی لا تستحق
″	۱۱	مراد شد	مراد شود	″	۸	فهو ظهور مرتبة	فهو ظهوره مرتبة
۲۹۴	۳	ابن مخفف	اِن مخفف	″	۲۲	منزه	منزه
″	۷	واین جاست کہ ہرکہ	وازینجاست ہرکہ	″	۲۴	مناسبب	مناسبت
۲۹۶	۷	پس اینجا	پس ازینجا	۳۰۲	۳	بنورهم	بنور قدیم
″	۱۹	الی شانه	تعالی شانه	″	۲۶	قوام حصوله	فعدم حصول
۲۹۷	۴	بالعموم	باعموم	″	۱۳	ظهوری	ظهور
″	۶	منسوب	منصوب	″	۲۵	عنهما بطریق مرقوع	عنهما بطریق مرفوع
″	۷	تعلیم اعجاز نیست	تعلیم است در صورت خصوص عطف	۳۰۳	۲	الما	لما
″			بر یکی ازینها مقصود بعث	″	″	کماهو	کما هی
			حاصل نہ شود پس این تلاوات	″	۳	اد علی غیره	ایراد علی غیره
			و تزکیہ و تعلیم اعجازی است				

صفحه	سطر	غلط	صحیح
۳۰۲	۱۱	قبلة وترضاها	قبلةً ترضاها
〃	۱۶	بدترین غرض	بدین غرض
〃	〃	اوردر	اودر
〃	۱۹	هر آئینه که در	هر آئینه ربوبیّه که در
〃	۲۰	مفعول	فعول
〃	〃	صبورے وشکور	صَبُور و شکُور
〃	۲۱	برداشت	براواست
〃	۲۳	بهم درین	بهم درین
۳۰۴	۲	فهو	فهو
〃	۵	الاول	الاول
〃	۱۳	متقدامه	متقدمه
〃	۱۵	خبر امتناخر است	خبر امتناخر بوجود واقع خود که متاخر است
۳۰۵	۱۲	به لولاک مرادی	به لولاک لولاک مرادی
〃	۱۴	یدوح وجد	روح وجسد
〃	۲۵	جعنا	جَعَلْنَا
۳۰۶	۱۰	لطرفیتها	لطرفیتها
〃	۱۱	لوسع جهته	توسُّعَ الجهة
〃	۲۳	یعنی هر جا سکه	یعنی و هر جائیکه
۳۰۷	۷	بجبیة	بسببیة
〃	۹	خلاف الشرط الذی صف	خلاف الشرط الذی صف
〃	۲۲	تجزح	تتخرج
〃	۱۹-۲۳	قول	قَوَلَ
۳۰۸	۶	قول	قَوَلِ
〃	۸	النسخ	النسخ

صفحه	سطر	غلط	صحیح
۳۰۸	۱۸	هنه	عنه
〃	۱۹	توکیت	تولیت
۳۰۹	۴	بالحامل	بالحال
〃	۶	فالظلم	فالظلم
〃	۱۳	نمود	نمودند
〃	۱۷	گردکامدن	گردندگان
۳۱۰	۵	تبینت	تبیّنت
〃	۸	ما تعلمون	ما تعملون
〃	۱۰	علی التشبیه	علی تشبیه
〃	۲۰	سپرکرده شده	سپرده شده
〃	۲۱	ما تعلمون	ما تعملون
〃	〃	میکنند	میکنید
۳۱۱	۳	متعلق	یتعلق
〃	۶	علوم	عام
〃	۸	حقیقة	حقیقةً
〃	〃	وحکماً	وحُکماً
۳۱۱	۱۷	جداو	جداو
〃	۱۸	قبله وکعبه	قبلهٔ کعبه
〃	۱۹	موجوده بودن	موجود بودن
۳۱۲	۶	بعلمه	بعلمه
〃	〃	والحکمة	والحکمة
〃	۷	لتحلیمها	لتعلیمها
〃	〃	لتعیمها	لتعمیمها
〃	۱۲	سوائے	سوے
〃	۱۵	مردانه شود	مراد نه شود

صفحه	سطر	غلط	صحیح
۳۱۲	۲۱	باین عطف	یا این عطف
〃	۲۴	باز تبع	بازیه تبع
〃	۲۵	لاکن امر	لاکن او
۳۱۳	۱	فیکلم باشتماله	فیکلم باشتماله
〃	۴	والتزیة	والتزکیة
〃	〃	تبعاً من اشارته	تبعا من اشارته
〃	۵	قدریة	قدرته
〃	۶	بالحلم	بالحکم
〃	۱۱	حصول معرفة	حصول المعرفة
〃	۱۸	وبه فعالیة	به فعالیة
〃	۲۴	علت سبب	علت وسبب
۳۱۴	۲	ومعقولیة	ومفعولیة
〃	۹	ان یذکرونی	ان تذکرونی
〃	〃	فبطلت	فبطلت
〃	۱۰	المحتملة بالامر	المحتملة بالامر
〃	〃	جواز	جواز
〃	۱۱	بشرط الذی یجوزه	بالشرط الذی یجوزه
〃	۱۸	کسی جگه	کسیکه
۳۱۵	۶	مفعولیة	مقعولیة
〃	۲۰	معنی	معانی
۳۱۶	۵	واقع	وقع
〃	۹	کزوم	کزم
〃	۱۰	وکیف	وکیف
〃	۱۲	زخدائے	ازخدائے
〃	〃	که درست	که درواست

صفحه	سطر	غلط	صحیح
۳۱۶	۱۳	واتباجمیعت	واتباعه اجمعین
〃	۲۱	یعنی این	یعنی
۳۱۷	۱	التنزه	التنزه عن
〃	〃	اوالخلق	اوالخلق
〃	۳	مسلوبات للازمة	مسلوباته اللازمة
〃	۶	فی حدٍ	فی حدٍ واحدٍ
〃	۱۰	وحود	وجود
〃	۱۶	وغیراو	وازغیراو
〃	۲۳	موجودات مسلوبات را در	موجودات ومسلوبات را در
〃	۲۴	بتحقیق	بتحقیق
۳۱۸	۱	وعالما	وعالما
〃	۴	محیطه بما خوذها	محیطة بما خوذها
〃	۶	ومن تیبون	ومن یتنول
〃	۷	الکرعتین	الکریمتین
〃	۹	تخمیص	تخصیص
〃	۱۰	غیره تقسیم تعنیات	غیره وتقسیم التعینات
〃	۲۵	چه انقام همان باید	چه انقسام همان یابد
〃	۲۶	بگفته آمدکه در حالی	گفته آمدکه در حالتی
۳۱۹	۲	لزوم	لزم
〃	〃	الکته	الکتة
〃	۳	عشبه	شبه
〃	۲۲	تحزنگاهداشت	تحرزنگاهداشت
〃	〃	است	از
۳۲۰	۱۹	بودر برابر	بودر برابر
〃	۲۰	ان	کان

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٣٢٠	٢٠	فی الفر	فی الضور	٣٢٤	٣	مبنیٰ	منتہیٰ
٣٢١	٣	رواتہ	رویۃ	"	٥	شبہہ	شبہہم
"	٤	الروایہ ت	الروایاتِ	"	٦	الادل مع غیرہ	الادل مع غیرہ
"	١٧	فرمود	وفرمود	"	٧	ای اول	ای الاوّل
"	٢٣	کہ مثال	مثال	"	٨	بعضہامن بعضہا	بعضہا من بعضہا
٣٢٢	٣	رواتہ	رویۃ	"	١٤	بعرض	بغرض
"	"	باستمرار	بالاستمرار	"	١٥	اولوہیت	اولیت
"	٧	المستقبل	المستقل	"	١٩	وسعت عدم وسعت	وسعت وعدم وسعت
"	٢١	عمل مستقل	علم مستقل	"	٢٠	نفیشق	نفیش
٣٢٣	خ ٢	ذہناً	فیہ بقیاً	"	٢٥	سبہ	شبہ
"	١	وجود	وجود	٣٢٥	٤	وجود	وجود
"	٢	فیہ فی معرض مسلوبہ فکان	فیہ فی معرض مسلوبہ فکان	"	"	شبہہ	شبہہ
"	٣	مقابلہ	مقابلہ	"	٧	نظیرہ	نظیرہ
"	"	فیہ	فیہ	"	٨	مسلوباتہ	مسلوباتہ
"	"	تبعہ الروح	تبعہ الروح	"	١٨	وجودو خارج	وجود خارج
"	٤	الجوازی	الجوزی	"	١٩	نیافتہ شد	نیافتہ شد یا یافتہ شد
٣٢٣	٧	جداً	جداً انتہیٰ	"	٢١	ہردوانبیاء	ہردواز انبیاء
"	١٦	نمودن	نبودن	"	٢٤	نورتو برانوار	نورتو در انوار
"	١٩	بہ آفتاب	یاآفتاب	٣٢٧	٨	یعنی مَن	یعنی من صر
	٢٢	حسب او	حسب اِد	"	١١	لازم انہال	لازم اہمال
"	"	کہ پس	پس	"	١٦	کسی باتکو	کسی بعض کو
"	٢٣	لائق سزادا آنکہ	لائق وسزاوار آنکہ	٣٢٨	١	یاخسرتی	ان تقول نفس یا حسرتی
"	٢٤	کہ ظلمت	وظلمت	"	٢	اوتقول او	اوتقول لو
"	٢٥	خارجاً	نہ خارجاً	"	٤	مشاراز	مشار از
٣٢٤	١	عدم والنظل	عدم الظل	٣٢٩	١	تیکلم ممن	تیکلم من

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٣٢٩	١	تیکلم ومن قال	تیکلم ممن قال	٣٣٩	١٨	لاق	لاحق
"	٥	موقوف الیہ	موقوف علیہ	"	١٩	اسدّہ	ما سدّہ
"	١١	گرفتہ شد	گرفتہ شود	"	٢٠	نیکی	نبی کی
٣٣٠	٥	کردہ شد	کردہ شود	"	٢٢	ونیکو	ہونیکو
"	١٥	قول جواب	قول صواب	"	"	ہین	فاعل
٣٣١	٨	بشاہد	بشاہد بحق	"	٢٤	کتاب حکمت	کتاب وحکمت
"	١٤	مصیبت	مصیب	"	"	یااندات	بالذات
"	١٥	جلہ الاختیار	جلہ بالاختیار	"	٦	داقع	واقع
"	١٩	منھصر	منحصر	٣٤٠	٦	رفوع	وقوع
٣٣٢	١	بافارق	بافارق	"	٧	درمفاعیل	درمقابلہ مفاعیل
"	٣	او	و	"	٩	المغی	المعنیٰ
"	٢٥	یون ہے	یون ہو	"	١٠	لتعلمین	لتعملن
٣٣٣	١٩	یونظم	نظم کی	"	١١	ولتعلمنہ غیرہم	ولتعلمنّہ وغیرہم
"	"	ممن	ممّن	"	١٥	نبیونکی تعین جسکے	نبیون کی طرف جنکے
٣٣٤	٢٠	جنت دوزخ	درکات دوزخ	"	٢٢	چارجزای ستقیم المعنی	ناچارجزای مستقیم المعنی
٣٣٦	١٥	ضرورت ہے تم	ضرور ہے کہ تم	٣٤١	٦	مفعولتش	مفعولش
٣٣٧	١٩	منظہر	مظہر	"	١٣	فعل اتیت کے کہ	فعل اتیت کے کہ
"	٢٢	مات	مانع ہے	"	١٩	تطیم	نظم
٣٣٨	١٧	کتاب حکمت	کتاب وحکمت	"	٢٣	فاشہدو	فاشہدوا
٣٣٩	٤	وابنیار	بانبیار	٣٤٢	١١	باآین	یاآین
"	٨	ماسدستدہ	ماسدّ مسدّہ	"	١٤	پنجم مین	پنجم مین ہے
"	١٢	اویودیت	اورعبودیت	٣٤٤	٤	تشاہدا	تشاہد
"	١٣	یہ عل	کہ یہ محل	"	"	داقع شد یاتیع	واقع شود یاتیع
"	١٤	مابین - مابین	باس - ماس	"	٥	وانیجااست	وازینجااست
"	١٧	خوب قسم	جواب قسم	"	٦	ہرپیغمبر	ہرپیغمبرے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۴۴	۱۰-۱۱	معارض شد مرخر	معارض شود مرخبر	۳۵۰	۲۱	مفوع موکدہ وصمی	مضارع موکدہ ومحقق
〃	۲۸	واحد سے	ہر واحد سے	〃	۲۲	مزا ومرابلہ	یہ شرط وجزا جملہ
۳۴۵	۳	فاضل	فاضلہ	〃	۲۵	ہمزاہ	ہمزہ
〃	۶	لتنصرنہ	ولتنصرنہ	۳۵۱	۵	تواسع	توسع
〃	۸	ایثار دفتہ	ایثار دفعۃً	〃	۱۰	ضمیر غائب	ضمیر جمع غائب
〃	۱۰	شد	شود	〃	〃	ترزنا	اقرزنا
۳۴۶	۵	کما قال	لما قال	〃	۱۲	فعل وفاعل	فعل با فاعل -
۳۴۷	۷	کما قال	لما قال	〃	۱۳	مقولہ وقول	مقولہ مقول
〃	۱۶	آمد	ادر	〃	۱۴	اذا اخذ	اذ اخذ
〃	۲۰	سبدہ	سبکا	〃	۱۶	حا شرط	جزاء شرط
〃	۲۴	نزدہ	نندہ	〃	۲۱	مبتدا درنیر	مبتدا وخبر
۳۴۵	۴	مصداق	مُصَدِّق	〃	۲۵	کہ اہل سنت	کہ وہ اہل سنت
〃	۵	عصتہ	عصمۃ	〃	〃	اخری	آخری
〃	۱۰	وکذا	کذا	۳۵۲	۲	التزام	اِلتزم
〃	۱۴	بو	جو	〃	۶	علی ہذہ	علی ہذا
۳۴۹	۹	واجب القاب	واجب العقاب	〃	۸	ونطما	نطما
〃	۱۶	تلت وکثر	قلت وکثرت	〃	〃	التکلیفات	التکلفات
۳۵۰	۵	محدوف	محذوف	〃	۲۱	پائی جاتی	پاجاتی
〃	۱۸	توسع مرابلات	توسع مرام بلاغت	〃	۲۴	علی الوار	علی الوارہ
〃	۱۹	مخالب	مخاطب	۳۵۳	۷	یصلہ	بصلتہ
〃	〃	مصداق	مصدّق	۳۵۴	۴	بدلالۃ	مع بدلالتہ
〃	〃	امیکی	اسکے	〃	۶	قیام الظل	قیامُ الظل
〃	〃	مقدار	مقدّر	〃	〃	حقیقتاً	حقیقتاً
〃	۲۰	ملکرور	ملکر مجرور	〃	۶-۴	وامتدادہ بہ دلالۃ الیہ	وامتدادہ بہ ودلالۃ الیہ
〃	〃	جملہ فعلیہ	ملکر جملہ فعلیہ	〃	۱۴	مہمل شود بذات وصفات	مہمل شود بنابرین این حیثیت بنا بر بطلان ظلہا و ظلال [illegible] اہل سنت نسبت بنات و صفات خود بظل خود یعنی از ظل و ظلالت کہ در ثبوت بنات و صفات -

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۵۵	۴	نقبضہ	فقبضنہ	۳۵۸	۹	ماخصص	ماخُصِّص
〃	۵		بیانٌ خبر	〃	۱۰	وخصص	وخُصِّص
〃	۱۷	تمہلت	بمہلت	〃	〃	ماخصص	ماخُصِّص
〃	〃	پروردگار	پروردگارش	〃	۱۷	بقج	بفتح
〃	۲۰	منی	مَبنی	۳۵۹	۵	ان یسجد	ان یَسجُد
〃	۲۳	دانہ	دارند	〃	۶	ان لا یسجد	ان لا یَسجُد
〃	۲۴	زائدا ورا	زائدہ او	〃	۷	الذی	الذی
〃	۲۸	باآنکہ	تاآنکہ	〃	۸	وش	وَش
۳۵۶	۱	ظل الظل لقبیامہ	ظل الظل بقیامہ	〃	〃	بما	بما بسببہ
〃	〃	بہ وامتدادہ بہ دلیل	بہ قوامتدادہ بہ دلیل جسمہ	۳۶۰	۱۳	تتغیئو	تتفیئو
〃	۳	بظل ظل الذی	بظلٍ ظل الذی	۳۶۱	۸	امانۃ	امانۃ
〃	۴	ثبوت	بثبوت	۳۶۳	۲	بطلیۃ	بطلیۃ تقمیۃ
〃	۵	لغیر المخاطب عموماً	لغیر المخاطب عموماً	۳۶۴	۳	عذاب کند	عذاب کند
〃	۸	النظم	النظم	〃	۵	در جوع کند	و رجوع کند
〃	۹	والظل	والظل	۳۶۵	۲۱	لاتدرک	لاتدرکہ
〃	〃	والرویۃ	والرویۃ	۳۶۷	۱۷	کے	کہ
〃	۱۱	مقصود لوجودہا	مفقود لوجودہا	۳۷۰	۲-۴	فحصص	فخصص
〃	〃	اذا ذو ظل اذ لا دو ظل	اذ لا ذو ظل	〃	۲۲	برآمد	برآید
〃	۱۲	وامداد	وامتداد	〃	۲۳	ظل محدود	ظل ممدود
〃	۱۴	است	است فجعلنا الشمس علیہ دلیلاً	〃	۲۴	بعینہ	تعبیہ
〃	۲۱	دینجا	درینحال	۳۷۱	۵	مخاطب	فخاطب
۳۵۷	۱۴	دجود	ووجود	〃	۹	تخیر	تخیّر
۳۵۸	۶	متضمن الموجوات	متضمن الموجودات	〃	۱۹	بعموم وفاعل	بعموم فاعل
〃	۷	متضمن المسلومات	متضمن المسلومات	۳۷۲	۱	یعرفہا	یعرفہا
〃	۹	مخفتص	مخفّص	〃	۲۵خ	دمشبتہ	دمشیتہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۷۳	۳	بماقبلہ	بماقبلہ مع
"	۴	وبعدہ	وبعدہ مع
"	۵	وبتعلقہ فیہا تامل فیہما	وبتعلقہ فیہا تامل فیہما
"	۷	مجاورۃ	محاورۃ
"	۱۰	مشبہ	مشیتہ
"	۱۴	تاقبل	ماقبل
"	۲۳	وبزورآئندگان	ونہ درآئندگان
"	۲۷	یفید ہیتش	بفید ہیتش
"	"	وعدد	وعدم
۳۷۴	۷	لزوم	لزم
"	۱۷	لکن بمشیتہ لایدخلون	لکن لایدخلون
"	"	مشیتہ الرب	بمشیتہ الرب
"	"	یعنی نہ درآیند	یعنی لیکن نہ درآئند
"	۲۳	.. رعدم	و در عدم
"	۲۴	گر عام	کہ عام
۳۷۵	۷	تبقدم	بتقدم
"	۱۰	ترحمنا	ترحمنا بہ
"	۱۸	فاعل یا مفعول	فاعل یا مفعول
۳۷۶	۵	لبعان	لیغان
"	۱۸	عین کا	غین کا
۳۸۰	۸ غ	انذر عشریک	انذر عشیرتک
"	۱۱	القوم وتقطبک	تقوم وتقلبک
"	۲ (۱)	یر لک	یرَ اکَ
"	۱۴	یدالک	یرَ ایک
"	۲۱	یر معک	یرایک

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۸۱	۱	انداز	اِنذار
۳۸۲	۱۴ غ	فائدہ ہے	فائدہ غیر فائدہ ہے
"	۹ م	تقلب	وتقلب
"	۱۵	اس زمانہ	اسی زمانہ
"	۲۳	قامت دلالۃ	قامت الدلالۃ
"	۲۶	معنی صدری	معنی مصدری
۳۸۳	۱۷	تکلف	تقلب
۳۸۴	۱	عطف حائل	عطف مغو حائل معفا
"	۶	عامہ حاجت	عامہ تامہ حاجت
"	۱۰	بل	بل [illegible]
"	۲۵	عصمت عامہ	عصمت عامہ تامہ
۳۸۵	۲۲	مکان	مکانی
۳۸۶	۵	تقلب مفعول بہ	تقلب مع مفعول بہ
"	۷	وبنیہ	وبنیز
۳۸۷	۱۸	بغیر	تغیر
"	۲۰	پسندیدہ	ولپسندیدہ
"	۲۳	مفید	مفسد
"	"	بین کا	بین کہ
۳۸۸	۷	ایری	یرٰی
"	۹	نظم	نظم
"	۱۰ خ	بالصواب	بالصواب
"	۶ م	مراد ثانی	مراد ثانی
"	"	تائیدش از غیرش	تائیدش از غیرش
۳۸۹	۱۷	دردمندکے	دردمندانے
"	۲۳	روایت	روایت سے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۹۰	۱	افیلزمہ	افیلتزمہ
"	۵	فار او ابی بکر	فار ابی بکر
"	۷	ابی منزلہ	ای منزلہ
"	۱۰	دائرہ جائز	دائر وجائز
۳۹۲	۲۵	الحرام	حرام
۳۹۳	۳	حرام	نہ حرام
"	۱۶	جُھکتا	اور مکروہ ہے جُھکنا
"	۲۲	یہی افعال	یہی افعال
۳۹۴	۱۶	تبئین الحقائق	تبئین الحقائق
"	۲۱	بربط	ربط
۳۹۵	۴	تعبداللہ تعالیٰ	تعبد للہ تعالیٰ
"	۷	ولیطفوفوا بالبیت	ولیطوفوا بالبیت
"	۱۱	یقبل	تقبل
۳۹۶	۶	الموذن	المؤذن
"	۱۶	نسبت	بسبب
"	۱۸	عباذا	عباذ ابی
"	۲۲	الرسول اللہ	رسول اللہ
"	۲۳	ضیت	رضیت
۳۹۷	۲	شفاء	شفاعت
۳۹۹	۳	بالصوب	بالصواب
"	۱۵	صدر حقائق	یعنی صدر حقائق
"	۲۷	علی النوار	علی الوارہ
۴۰۰	۶	الوسطی العطف	الوسطی لعطف
"	۷	مجازا	مجازا
"	۸	الفاعلین حقیقتاً	للفاعلین حقیقتاً

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۰۰	۱۱	الصلوٰات والصلوٰۃ	الصلوات والصلوۃ
"	۱۴	عبادت ہر آئینہ	ہر آئینہ عبادت
۴۰۱	۱	بفضدیۃ	بفضدیۃ
"	۳	فی فعل المحافظۃ	فی فعل المحافظۃ
"	۴	مشارکت فی مفعول	مشارکت مفعول
"	۱۱	اذالاشتراک	اذالاشتراک
"	۱۷	بطلانہ	بطلانہ
"	۱۶	وصفات	وصفیات
۴۰۲	۲	بمعنی- وہو	بمعنی - وہو
"	۳	لتعظیم	کتعظیم
"	۱۱	سالقا	سالقا
۴۰۳	۱	عطف	عطف
"	۲	ولعموم	ولعموم
"	۵	اوعطف	او عطف
"	۶	اوکان	اوکان
"	۸	مغایرا	مغایرا
"	۹	اومتحدا	او متحدا
"	۱۴	نماز عام	ونماز عام
"	۱۷	بمراد	خلاف است بمراد
"	۱۹	باین عطف	یا این عطف
۴۰۴	۴ خ	علی الصلوۃ	علی الصلوات والصلوۃ
"	۷	قنوتا منہا	قنوتا منہا
"	۱ م	قانتین	قانتین
"	۱۷	اللہ	للہ
"	۱۹	قبلہ	قیام

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٤٠٦	١٠	صلی	صَلِّ	٤١٠	٦	عمر فاروق	عمر الفاروق
″	٢٣	خدایا صلعم	خدایا محمد صلعم	″	١١	اِنّا رَأَیت	الاّ ورأیت
٤٠٨	١٢	بندون	کہ بندون	٤١٣	٤	علے رسول	علے رسولہ
″	١٩	رحمۃ العالمین	رحمۃٌ لِلعالمین	٤١٨	١٠	اللہ عنہ	اللہ تعالی عنہ
″	٢٤	خود پڑہا	خود پر پڑہا				

٢٩



بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدُہُ اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمدٍ ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین

دعوی متضمن دلیل بر اصلے چند است ١ اصل ١ مرتبۂ ذات مستجمع جمیع صفات فی حدِ ہا مستقل و کامل و مفیض است وصفات باوصف خصوصیتہ تعین خود از احتیاج قیام خود بذات فارغ نیند ٢ اصل ٢ ظل ذات بنابر استجماع تام خب باشد نہ ظلال صفات کہ باوصف خصوصیتہ تعین خود

از احتیاج تضمنی ظل ذات فارغ نباشند بنابر اصل یکم

ذکر بیان شفاعت کا کہ اپنی حقیقت مین وہ ثابت ہے اور اسکا اختیار بدون اذن کے ہے اور مطالب مع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمدٍ ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین

ترجمہ دعوی متضمن دلیل چند قواعد پر ہے یعنی یہ دعوی ثبوت شفاعت کا کہ جس کے ضمن مین دلیل بھی شامل ہے چند قاعدون پر مبنی ہے قاعدہ ١ مرتبۂ ذات جو مستجمع جمیع صفات ہے یعنی اپنی میں تمام صفات کی جامع ہے بحد میں مستقل اور کامل او مفیض ہے یعنی اپنی حد ذات میں غیر کی محتاج نہیں ہے اور پوری کمال میں ہے اور فیض رسان اور فائدہ دینے والی ہے اور صفات باوصف اپنے تعین کی خصوصیت کے اپنے قیام کی احتیاج کے سبب ذات سے فارغ نہیں ہیں۔ قاعدہ ٢ ذات کا ظل یعنی سایہ استجماع یعنی اپنے مین تمام صفات کے سائے جمع رکھنے کے سبب پورا ہوتا ہے نہ صفات کے ظلال یعنی سائے کہ وے باوصف اپنے تعین کے خاص ہونیکے ظل ذات کی تضمنی احتیاج سے فارغ نہیں ہوتے ہیں کیونکہ صفات کے سائے ذات کے سایہ کے ضمن میں آجانیکے سبب باعتبار انتزاع یعنی اخذ اور قیام کے ظل ذات کی احتیاج سے فارغ نہیں ہوتے بلکہ محتاج ظل ذات ہوتے ہیں پہلے قاعدہ کی بنا پر

اثبات شفاعت از استدلال حقایق

ذکر بیان شفاعت کا بحقیقتہ کا ثبوت اور اسکا اختیار بغیر اذن مع اور مطالب کے

اشفاعت کا اثبات حقایق کے استدلال سے

ظلال صفات ظل ذات کے احتیاج سے فارغ نہین

۱ اصل - جذب ش بمعنی تعدیه پس مفعول لازم اوست ه انجذاب ش ای جذبیکه
حاصل بانجذاب است ای بقوة انفعالیه ه ضروری بمحبة ش ای انجذاب ضروری که حاصل
است بمحبة ه بتحقق ش تعلیل مقدم فعل تواند شد ه اتحاد تضمنی ظل وذی ظل بمحبوبیة ش
متعلق اتحاد ه لنفسه تواند شد ضرورتاً ش تمیز است از جذب فاعل تواند شد ه
نه درغیر آن ش ای ظل وذی ظل ه پس جذب وانجذاب بمحبة ومحبوبیة بر مناسبة حال
مستقل واضافی محکوم خاص تواند شد بنابر اصل دوم اصل ۲ شفاعة بمعنی خواستن چیزی برای
کسی از کسی باقتضائے جذب بنابر اصل سوم است استقلالاً او اضافةً ش عرده وهر دو
تمیز است از جذب ه اصالتاً ش که از خصائص انبیاء است عم تمیز است از اضافتاً
ه او عرضاً ش که از خصائص اولیاء ست رض تردید است از اصالتاً ه اصل ۵ ظل ذات
محمد رسول الله تعالی است صلعم بدلالت ترتیب ضروری ظهور تعینات ش چنانکه در ذکر
کیفیة وجود اول ظهور آخر آنحضرت صلعم مذکور شد

ترجمہ - جذب یعنی کھینچنا انجذاب یعنی کھنچ جانا جسے حاصل ہے جسکا ہونا محبت کے سبب ضروری ہے اور
محبت ظل اور ذی ظل یعنی سایہ اور سایہ والی میں اتحاد تضمنی متحقق ہونیسے بسبب محبوب ہونے اپنے نفس کے
ہونی چاہیے کیونکہ ذی ظل جب اپنے ظل کو خود سے متضمن پاتا ہے تو اپنا نفس محبوب ہونیکے سبب ظل میں ادنیٰ
شبہ پا کر ظل سے بھی محبت کرتا ہے پس اسی محبت کے سبب انجذاب کا ہونا ضروری ہوا اور یہ قوت انفعالیہ ہی
جو فعل سے اثر پذیر ہو جاتی ہے کہ وہ یہاں محبت کے سبب حرکت میں آتی ہے جذب کا ہونا ضروری چاہیے کہ بمعنی متعدی کے
لازم مفعول ہے ضرور ہونا چاہیے اور یہ جذب انجذاب ضروری یعنی قوت انفعالیہ سے حاصل ہے اور اس انجذاب کا ہونا
محبت کے سبب ضروری ہے کیونکہ محبت ظل اور ذی ظل میں اتحاد تضمنی ثابت ہونیسے بسبب محبوبیت اپنے نفس کے ہوتی ہے
پس اس محبوبیت نفس کے سبب محبت جو اتحاد سے پیدا ہے ظل اور ذی ظل میں بسبب محبت انجذاب ضروری
حاصل ہونیسے جذب کا ہونا ضرور ہے نہ اسکے غیر میں - پس یہ جذب اور انجذاب جو محبت اور محبوبیت سے ہے مستقل اور اضافی کے
حال کی مناسبت پر خاص کا محکوم ہونا چاہیے دوسرے قاعدہ کی بنا پر قاعدہ شفاعت کے معنی ہیں کسی چیز کا کسیکے
واسطے کسی سے چاہنا یا مانگنا کہ یہ تیسرے قاعدہ کی بنا پر جذب کے اقتضا سے ہے یعنی جذب کے تقاضہ کی موافق خواہ یہ جذب
مستقل ہو یا اضافی اور جذب اضافی بطور اصالت ہو جو انبیاء علیہم السلام کی خصوصیات سے ہے یا بطور عرض ہو کہ اولیاء رضی اللہ عنہم کی
خصوصیات سے ہے قاعدہ ذات کے ظل حضرت محمد رسول خدائے تعالیٰ صلعم ہیں اس ضروری ترتیب کی دلالت سے جو تعینات
کے ظہور کی ہے جیسا ذکر کیفیت وجود اول ظہور آخر آنحضرت صلعم میں مذکور ہے

ه تعین وجودی از ذات که مبدء تعینات است تا افعال پس ظلال صفاتی بنا بر تعین وجودی
بالضرورت محتاج حضرت صلعم باشند از اینجا است که اتمام ش بمقابله نقصان ه شفاعة وابدائش محمد
الرسول الله تعالی است صلعم که شفاعة کبری عبارت از آن تواند شد ونیز که ظلال صفات ش
بانرکیب اضافی موصوف یا ذو الحال ه بالاصالت ش صفة یا حال ه در تقدم بشفاعة جائز
نباشد بعد ظهور شفاعة کبری بر توابع ونیز که شفاعة کبری بر اقتضای هر مرکز که مستفیض است از مرکز ذات
ومستقل تعین صفاتی خود مفیض ش است ه نسبة بتوابع تواند شد ش ای شفاعة کبری ه
ونیز که تحقق اتحاد تضمنی ظلیة شفاعة متحققه الحقیقة ومتحققه المقبولیة است وانعدامش ورانعدامش
ش ای انعدام شفاعة در انعدام اتحاد تضمنی ظلیة ه واتحاد التزامی شائبه از آن ش ای اتحاد
تضمنی ه دارد نه حقیقةً ش ای اتحاد تضمنی ه پس شائبه از شفاعة هم تواند داشت ش باید
دانست که در شفاعة کبری جمله خلق شامل است چنانکه در تفسیر معالم التنزیل از حضرت عبدالله
ابن عمر رض مروی است

ترجمہ کہ وہ ترتیب اوس فعل سے لیکر جو عالم اثر میں موثر یعنی اثر کرنے والا ہے ذات تک ہے اور تعینات کا ظہور تعین وجودی کے تقاضے کے سبب ذات سے
ہے کیونکہ ذات افعال تک تعینات کا مبدء واقع ہوئی ہے پس صفاتی ظلال تعین وجودی کے سبب بالضرور حضرت صلعم کے محتاج ہونگے
یہیں سے معلوم ہوا کہ شفاعت کا اتمام یعنی بغیر کمی کے پوری پوری شفاعت کا ابدا یعنی شروع کرنا محمد رسول خدائے تعالیٰ صلعم کیلئے ہی کہ شفاعت
کبریٰ عبارت اسی سے ہو سکتی ہے یعنی اسی کا نام شفاعت کبریٰ ہے - اور یہ بھی معلوم ہوا کہ صفاتی ظلال کو اگرچہ وہ بالاصالت ہوں یعنی خصوصیات
انبیاء علیہم سے ہوں مقدم و پہلے ہونا شفاعت میں جائز ہوگا - مگر بعد ظہور شفاعت کبریٰ کے اپنے توابع پر انکو تقدم ہوگا.
کیونکہ ظلال صفات بالاصالت انبیاء کو تقدم ہوگا ظلال صفات بالعرض اولیاء پر اسیطرح ظلال صفات بالاصالت پر ظل ذات
کو تقدم ہوگا - لہذا انبیاء علیہم کی شفاعت آنحضرت صلعم کی شفاعت کبریٰ کے بعد میں ہوگی مگر شفاعت انبیاء توابع پر مقدم ہوگی - اور
یہ بھی معلوم ہوا کہ شفاعت کبریٰ آدمی ہے جو ہر مرکز کے اقتضا اور خواہش پر ہے کیونکہ ہر مرکز ذات کے مرکز سے مستفیض یعنی فیضیاب
ہے - اور اپنے تعین صفاتی میں مستقل - اور یہ نسبت اپنے توابع کے مفیض یعنی اپنے توابع کو فائدہ پہنچاتا ہے - لہذا ہر مرکز
متبوع اور مفیض ہے اپنے توابع کا - اور جمیع مراکز مستفیض ہیں ذات سے - اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جبتک اتحاد تضمنی ظلیت کا تحقق ہو شفاعت
کی حقیقت اور اسکی مقبولیت بھی متحقق ہے اور شفاعت کا انعدام یعنی نہ ہونا ظلیت کے اتحاد تضمنی کے انعدام سے ہے - یعنی جہاں ظل وعکس کا اپنے
ذی ظل کیساتھ اتحاد تضمنی ثابت ہوگا وہاں شفاعت بھی ثابت اور مقبول ہوگی اور جہاں یہ نہ ہوگا وہاں شفاعت بھی نہ ہوگی - اگر التزامی اتحاد
یعنی تضمنی اتحاد کا شائبہ موجود ہے اور فی الحقیقت اتحاد تضمنی اسمیں موجود نہیں ہوتا ہے لہذا اتحاد التزامی میں شفاعت کا شائبہ ہی گنا جاسکتا
ہے. سمجھنا چاہیے کہ شفاعت کبریٰ میں سب خلق شامل ہے جیسا تفسیر معالم التنزیل میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے

تا آنکہ فیشفع لیقضی بین الخلائق الخ و در شفاء قاضی عیاض است الشفاعۃ الکبری الخلق اجمعین و در اقسام شفاعۃ است منہا تخفیف العذاب عمن استحق الخلود فیہا کما فی حق ابی طالب لقولہ صلعم ولعلہ ینفعہ شفاعتی ولقولہ صلعم ولولا انا لکان فی الدرک الاسفل من النار ۵ پس بداہۃ انکارش شاہد عدم تحقق اتحاد تضمنی ظلیۃ است فکیف الانجذاب ہو اصل اصل الشفاعۃ فش ای جذب ۵ فالحق للقائل فش ای آنکہ اعتقاد شفاعۃ کرد یا آنکہ انکار شفاعۃ کرد ۵ اصل باید دانست کہ نفی جاری می شود بر ترتب متاخر ثبوت ذہنی کہ حاصل شود زما ثبت متقدمش برائے تجویز ترتب اثر متاخرش نہ بر ما ثبت متقدمش نہ بر معدوم متاخرش پس بنا بر نفی شفاعۃ کہ نفی ترتب اثر متاخر از ثبوت ذہنی تواند شد تقدم مصداق ما ثبت ممنوع النفی ضروریست پس باقتضائے اصل مذکور مصداقش شفاعۃ محمد رسول اللہ تعالے است صلعم اولاً و شفاعۃ دیگران ثانیاً فکیف النفی عما ثبت۔

ترجمہ یہاں تک کہ یہ عبارت فیشفع لیقضی بین الخلائق یعنی پس آنحضرت صلعم شفاعت کرینگے تا آنکہ جاری کیجاوے وہی شفاعت تمام مخلوق کے درمیان۔ اور شفاء قاضی عیاض میں ہے الشفاعۃ الکبری للخلق اجمعین یعنی شفاعت کبری تمام خلق کیلیئے ہے۔ اور اقسام شفاعت میں ہے۔ کہ ایک قسم شفاعت کی اُسمیں سے تخفیف عذاب ہو اس شخص سے جو دوزخ میں ہمیشگی عذاب کا مستحق ہے۔ جیسا ابو طالب کے حق میں حضور صلعم کے فرمانیکے سبب ولعلہ ینفعہ شفاعتی اور امید ہے کہ اُسکو میری شفاعت نفع دے۔ اور حضور صلعم کے اس فرمانیکی سبب ولولا انا لکان فی الدرک الاسفل من النار یعنی اور اگر نہیں تا البتہ وہ آگ کے اسفل درجہ میں ہوتا۔ پس شفاعت کا صریح انکار شاہد ہے کہ منکر کے اتحاد تضمنی ظلیہ کا تحقق اور ثابت نہیں ہے۔ پھر انجذاب کہ وہ اصل ہے۔ اصل شفاعت کا یعنی جذب کا کیسے ہو گا یعنی انجذاب شفاعت کا اصل الاصل ہے اور جذب اصل شفاعت ہے۔ یہ انجذاب بغیر تحقق اتحاد تضمنی ظلیہ کیسے ہو گا اب یہ حق کہنے والیکو حاصل ہے یعنی یہ کہ اُس نے اعتقاد شفاعت کیا یا یہ کہ اُسنے انکار شفاعت کیا۔ قاعدہ سمجھنا چاہیے کہ نفی جاری ہوتی ہے ترتب اثر پر جو ثبوت ذہنی کا متاخر ہو وہ ثبوت ذہنی جو حاصل ہوتا ہے ما ثبت سے کہ اس سے متقدم ہے اپنے متاخر ترتب اثر کی تجویز کیلیئے۔ نہ نفی جاری ہوتی ہے اپنے متقدم ما ثبت پر نہ اپنے متاخر معدوم پر یعنی نفی جاری ہوتی ہے۔ اُس اثر پر جو ثبوت ذہنی کے پیچھے اُسی ثبوت ذہنی سے مترتب ہوا ہے۔ اور یہ ثبوت ذہنی ایک شے ثابت سے حاصل ہوا ہے۔ جو اُس سے پہلے ہے۔ اُسی اثر مذکور ذہنی کے جائز کرنیکے لئے جو ثبوت ذہنی سے پیچھے مترتب ہوا ہے پس نفی اُسی اثر پر جو ثبوت ذہنی سے پیچھے اُسی سے مترتب ہوا ہے جاری ہوا کرتی ہے نہ اُس شے پر جو اُس سے پہلے ثابت ہے نہ ایک شے معدوم پر کہ اُس اثر کے پیچھے ہے۔ کہ ہنوز مترتب ہو کر وجود ذہنی میں آئی ہے۔ پس شفاعت کی نفی کہ یہ اُسی ترتب اثر شفاعت کی نفی ہو سکتی ہے جو بعد ثبوت شفاعت ذہنی سے متاخر ہے۔ نہ اُس شفاعت کی جو اُس سے پہلے ثابت ہے لہذا التقدم مصداق ما ثبت یعنی وہ شے جو پہلے ثابت ہو کر ثبوت ذہنی کا مصداق ہے اول محمد رسول خدا تعالی صلعم کی شفاعت ہے اور دوسروں کی شفاعت مصداق ثانی ہیں پس کیونکر اُس چیز کی نفی ہو سکتی ہے جو ثابت ہو چکی ہے۔

اصل۔ باید دانست کہ قرار نسب در حقائق ثابتہ است پس ازینجا ثبوت و سلب شفاعۃ پیدا است یعنی ثبوت شفاعۃ در ثبوت اتحاد تضمنی ظلیۃ باشد و سلب شفاعۃ در سلب اتحاد تضمنی ظلیۃ پس اذن مشیر است بہ تعظیم در ثبوت نسبۃ بشفیع بعد شفاعۃ کبری بجواز بالاختیار با ثبوت اتحاد التزامی بدلالۃ اختصاص اذن بر جواز بالاختیار ثبوت و سلب ش کما قال سبحانہ لم اذنت لھم ولا یستاذنک الذین ۵ نہ امر و نہی صریحی ش مشیر تعظیم است بسبب امتناع جواز بالاختیار و فقد بالیستہ و قصد ناشایستہ۔ پس امر و نہی صریحی مخصوص حضرت نبی مختار معظم کہ خلاف تعظیم است بسبب امتناع جواز بالاختیار و طلب فاقد بالیستہ مفقود الشبہ بمنع ثبوت متقدم نور اول و منع قصد ناشایستہ ممنوع الحصول در ظل موجودات ماول است بہ سبب خلاف تعظیم ثابت یا محول ہمچو متشابہات بہ بیں خداوند بے نیاز

ترجمہ قاعدہ سمجھنا چاہیے کہ نسبتوں کا قرار حقایق ثابتہ میں ہے۔ یعنی اُن حقیقتوں میں جو ثابت ہیں نسبتیں قرار پاتی ہیں پس یہیں سے شفاعت کا ثبوت اور سلب ظاہر ہے یعنی شفاعت کا ثبوت ظلیت کے تضمنی اتحاد کے ثابت ہونے میں ہے۔ اور شفاعت کا سلب ظلیہ کی تضمنی اتحاد کے سلب کیصورت میں ہے یعنی جہاں ظل اور ذی ظل میں اتحاد ظلیہ متضمن ہو کر ثابت ہو گا وہاں ثبوت شفاعت بھی ہو گا۔ اور جہاں یہ نہ ہو گا وہاں شفاعت سلب ہو گا پس اذن اشارہ کر رہا ہے تعظیم کیطرف کہ بعد شفاعت کبری نسبت شفاعت کی شفیع کیساتھ جو بطور تعظیم ثابت ہو اسکا جواز بالاختیار ہے جسمیں اتحاد تضمنی کا ثبوت بھی ہے اور سلب شفاعت میں بھی جواز بالاختیار ہے اور ثبوت ہے اتحاد التزامی کا کیونکہ ثبوت اور سلب کی بالاختیار جواز پر اذن کا اختصاص یعنی خاص ہونا دلالت کر رہا ہے جیسا فرمایا حق سبحانہ نے سورہ توبہ ابتدائے رکوع سات میں لم اذنت لھم یعنی تمنے کسلیئے خاص انکو واسطے اذن دیا۔ ولا یستاذنک الذین یعنی اور نہیں اذن مانگتے تمسے وے لوگ۔ اور امر و نہی مشیر تعظیم نہیں ہو سکتے کیونکہ جواز بالاختیار اور بائستہ کا مفقود ہونا اور ناشایستہ کا قصد اسمیں متنع ہے۔ اسلئے کہ امر بجز انقیاد حکم اختیار مامور کو جائز نہیں رکھتا۔ اور شے مطلوب پر کہ مفقود ہو امر نہیں ہو سکتا۔ علی ہذا قصد ناشایستہ کہ منہی عنہ ہی ممتنع ہے۔

پس امر و نہی صریحی کہ مخصوص حضرت نبی مختار معظم ہو جو خلاف تعظیم ہے۔ بسبب منع ہونے جواز بالاختیار کو اور بسبب طلب فاقد بائستہ کے کہ مفقود الشبہ ہو نور اول سے ثبوت متقدم کے منع کے سبب اور بسبب منع قصد ناشایستہ کے کہ ظل موجودات میں ممنوع الحصول ہو۔ بسبب خلاف تعظیم کہ یہ ثابت ہے۔ ماول ہے یا متشابہات کیطرح محول ہے یعنی امر و نہی صریحی کہ حضرت نبی مختار معظم کے لئے مخصوص ہو خلاف تعظیم ہونیکی سبب سے اُسکا خلاف تعظیم ہونا ثابت ہے ماول ہے یعنی تاویل کیجاویگی یا متشابہات کی مانند محول ہوگی یعنی جیسے آیات متشابہات کی تاویل علم الہی پر محول ہے اسیطرح اسکی تاویل بھی علم الہی کو سپرد کیجاویگی

قدر بخش بنا بر حفظ مراتب تعظیم نہی و امر را تاویل دیگر فرمود یا ایھا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک ج
وقد فرض اللہ لکم تحلۃ ایمانکم الآیہ و تاویل امر و نہی کہ نسبتہ بحضرت نبی مختار معظم صلعم است در جایش
مذکور خواہد شد انشاء اللہ تعالیٰ زین پس سخن است بتمسک نصوص مبارک در سورۂ بقر قال اللہ
تعالیٰ یا ایھا الذین اٰمنوا انفقوا مما رزقناکم من قبل ان یاتی یوم لا بیع فیہ ولا خلۃ ولا شفاعۃ ط
والکافرون ھم الظالمون۔ ترجمہ ای کسانیکہ ایمان آوردند بذل کنید برائے رضای حق تعالیٰ
از انچہ بخشیدیم از بخشیدنی عام شمارا پیش از آمدن روزیکہ نہ فروخت است دران نہ خرید نہ دوستی
کہ حمایت متوقع شد نہ خواستن چیزے برائے کسے و حال آنکہ کافران ہمانند از حد بیرون روندگان
بعدم قبول امر باید دانست این غایت عتاب و اعراض است کہ سخن تنبیہ با کافران کہ مورد عتاب ہستند

ترجمہ کیونکہ اس امر و نہی مخصوص حضرت نبی مختار معظم کا خلاف تعظیم ہونا اس سبب سے ہو کہ امر و نہی جواز بلا اختیار کو مامور و منہی کیلئے منع کرتا ہے بلکہ بجز تعمیل و انقیاد و اختیار کو جائز نہیں رکھتا۔ حالانکہ اختیار نبی مختار ثابت ہو لہذا امر و نہی اس معظم کے خلاف شان و تعظیم ہو۔ اور اسلئے خلاف تعظیم ہو کہ امر میں فاقد بایستہ کی طلب جو مفقود و اشبہ ہو ممتنع ہو۔ بسبب منع ثبوت متقدم کے نو یا دل سے یعنی اسمیں ایک لائق و بایستہ شے کی طلب ممنوع ہو جسکی شبہ نو رادل سے ثبوت متقدم منع ہونے کے سبب مفقود ہو۔ کیونکہ جس بایستہ کی طلب وہ گم ہو پس نو رادل کا اسکو لئے ثبوت متقدم ہونا منع ہے اور جسکا ثبوت متقدم نہیں اسکی شبہ مفقود ہوگی پس آپ سے ایسی فاقد بایستہ کی طلب آپکی شان و تعظیم کے خلاف ہو۔ اور اسلئے خلاف تعظیم ہے کہ نہی میں ناشایستہ قصد کی ممانعت ہو جسکا ظل موجودات میں ہونا ممنوع ہے کیونکہ آپ سراسر ظل موجودات ہیں کہ محل ناشایستہ ہو نہیں سکتے۔ لہذا قصد ناشایستہ آپ سے ممنوع اور اسکی ممانعت آپ کیلئے خلاف تعظیم و شان ہو۔ دیکھو کہ خداوند بے نیاز قدر بخش نے آپکی تعظیم کے حفظ مراتب کے سبب نہی و امر کو دوسری تاویل میں فرمایا ہے کہ سورۂ تحریم کے شروع میں ہے کریمہ یا ایھا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک ج وقد فرض اللہ لکم تحلۃ ایمانکم یعنی اسے نبی آپ کیوں حرام کریں جو خدا نے آپکو حلال کر دیا اور خدا نے تمھارے لئے مقرر کر دیا تمھاری قسموں کا کھول ڈالنا اور امر و نہی کی تاویل کہ نسبت حضرت نبی مختار معظم صلعم کے ہو انشاء اللہ تعالیٰ اپنی جگہ پر مذکور ہوگی اسکے بعد گفتگو ہے انتفاء شفاعت میں دلائل نصوص مبارک سے تمسک کرکے جیسا سورۂ بقر کے چونتیسویں رکوع میں فرمایا خدا تعالیٰ نے یا ایھا الذین اٰمنوا انفقوا مما رزقناکم من قبل ان یاتی یوم لا بیع فیہ ولا خلۃ ولا شفاعۃ ط والکافرون ھم الظالمون یعنی اے ایمان دالو خرچ کرو خدا کی خوشنودی کیواسطے اس چیز سے جو ہمنے تمکو عام بخشش کی اقسام سے بخشدیں پہلے اسکے کہ آوے وہ دن جسمیں نہ خرید ہے نہ وہاں فروخت ہے نہ کوئی دوست جس سے حمایت کی امید ہو نہ کسی چیز کا کسی کے واسطے وہاں طلب کرنا ہے۔

اور حال یہ ہے کہ کافر وہی ہیں جو حکم کے نہ ماننے کے سبب حد سے باہر نکل گئے ہیں۔ سمجھنا چاہئے کہ آیت کریمہ مذکورہ میں یہ انتہا کا عتاب و اعراض ہے کہ کلام تنبیہ خاص کر کافروں کے ساتھ جو مورد عتاب ہیں فرمایا گیا۔

خصوصاً نش تمیز است از سخن تنبیہ ہ در پردہ سخن تنبیہ با مومنان کہ مورد الطاف ہستند عموماً
نش تمیز است از سخن تنبیہ ہ در اشتراک امر نش ای انفقوا پس مضاف و مضاف الیہ متعلق
عموماً ہ فرمودہ شد و این انفاق عام است از انواع بخشیدہ باعتبار رضاء بدلالۃ النص و خاص
است از جان بحجۃ ایمان کہ در ینجا مقصود است باقتضاء النص نش و رنہ نفی وسائل رستگاری
کہ لازم بکفر است راست نیاید ہ د نفی وسائل رستگاری یعنی بیع و خلۃ و شفاعۃ از کفار ظلام
بعدم قبول امر ایمان کہ درین خطاب مخصوص کردہ شد نہ از مومنان زیرا کہ بیع و خلۃ و شفاعۃ از
مومن برائے مومن ثابت است کہ مصداق متقدم ہمین است مر ثبوت ذہنی را کہ نفی کردہ شد
ترتب اثر متاخر نش نسبۃ بکفار از مزعومات شان نہ غیر نش ای نہ غیر بیع و خلہ و شفاعۃ کہ از
مومن برائے مومن ثابت است ہ د خلاصہ ارشاد حضرت صلعم این است کہ اللہ سبحانہ ازلاف جنۃ کردہ
فرماید بخیری این العوض حقی کہ بر فلان داری پس بخر دو فرمود سبحانہ الاخلاء یومئذ بعضھم
لبعض عدو الا المتقین

ترجمہ فرمایا گیا ایسے کلام کے پردہ میں مومنین کے نسبت جو مورد الطاف ہیں تنبیہ کے طور پر عام کرکے اشتراک امر میں ہے۔ یعنی امر انفقوا عام ہے کہ مومن و کافر سب کو شامل ہے۔ اس امر مشترک کو در پردہ مومنین کی نسبت جو مورد الطاف ہیں عام تنبیہ کے طور پر ذکر کرکے بعد میں خاص کافروں کی نسبت جو مورد عتاب ہیں تنبیہ کے طور پر فرمایا کہ یہ انتہا کا عتاب و اعراض ہے۔ اور یہ انفاق یعنی خرچ کرنا دلالت نص کے اعتبار سے عام ہے بخشی ہوئی انواع میں سے اونکا جو رضا کی اقسام کے موافق ہوں اور باعتبار اقتضاء نص کے یہ انفاق خاص ہے۔ جان کا محبت سے از روئے ایمان کے کہ یہاں مقصود ہے ورنہ رستگاری کے وسائل کی نفی جو کفر کو لازم ہے راست نہ آئیگی۔ اور وسائل رستگاری کی نفی یعنی بیع اور خلت اور شفاعت کفار ظلام سے کیگئی ہے بسبب عدم قبول امر ایمان کے کہ وے اس خطاب میں مخصوص ہیں۔ نہ مومنین سے وسائل رستگاری کی نفی ہے۔ کیونکہ بیع اور خلت اور شفاعت مومن سے مومن کے واسطے ثابت ہے کہ یہی مصداق متقدم ہے اُس ثبوت ذہنی خاص کا جس کے ترتب اثر متاخر کی کفار کی نسبت اُن کے مزعومات سے نفی کیگئی نہ غیر یعنی غیر اس بیع اور خلت اور شفاعت کا جو مومن سے مومن کے واسطے ثابت ہے مصداق متقدم نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ بیع کی نسبت خلاصہ ارشاد حضرت صلعم یہ ہے کہ خدائے سبحانہ ازلاف جنت کرکے یعنی جنت کو قریب لاکر فرمائیگا کہ بعوض اُس حق کے کہ فلان پر تو رکھتا ہے۔ اس جنت کو خرید لے۔ پس وہ خرید ے گا۔ اور خلت کی نسبت فرمایا حق سبحانہ نے سورۂ زخرف رکوع چار میں۔ الاخلاء یومئذ بعضھم لبعض عدو الا المتقین ٥

ترجمہ این دوستان یا ہمہ آن روز بیکدگر دشمن باشند مگر دشمن نباشند پرہیزگاران
این استثنار مفید حصر در جملہ مستثنیٰ است و برائے ثبوت ذہنی کہ نفی ترتب اثر متاخر منع
کردہ شد در جملہ مستثنیٰ مصداق متقدم در جملہ مستثنیٰ منہ است ازنجا کہ خلہ ایشان لوجہ اللہ
تعالیٰ از تقویٰ است وایم البقار است و نتیجہ خلہ آن روز حمایت بشفاعۃ است وبس ورنہ
نتیجہ خلہ در آن روز دیگر چہ باشد ورنہ نفی خلہ در آن روز از بہر چہ پس شفاعۃ انبیار اللہ تعالیٰ
واولیائہ تعالیٰ کہ متقیانند علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام برائے مخلصین بدلالۃ بالاشارت
التزاماً ثابت است وفرمود سبحانہ لا یملک الذین یدعون من دونہ الشفاعۃ الا من شہد بالحق وہم یعلمون
ترجمہ باختیار ندارند آنانکہ پرستند بعضے را کہ سوائے خدائے عزوجل است شفاعۃ را
مگر باختیار دارد آنکہ شہادت داد بحق لے انچہ حق است وآن پرستندگان دانند کہ شفاعۃ
باختیار جز شاہد بحق نیست بجز صادق یا خواہند دانست بروز قیامۃ ازین کریمہ شفاعۃ بالاختیار
ازانکہ مومن بحق است عموماً از انبیار واولیار وغیرہما علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام ثابت است

ترجمہ یعنی یہ دوست یا سب اُس روز ایک دوسرے کے دشمن ہونگے۔ مگر پرہیزگار کہ وے آپسمیں دشمن نہونگے۔ یہ استثنا مفید حصر ہے جملہ مستثنیٰ میں کہ وہ بعد اِلّا کے ہو۔ اور یہی اُس ثبوت ذہنی کیواسطے جسکے ترتب اثر متاخر کی جملہ مستثنیٰ میں نفی کی گئی مصداق متقدم ہے جملہ مستثنیٰ منہ میں۔ چونکہ اُنکی خلت لوجہ اللہ تعالیٰ تقویٰ کے سبب ہے۔ ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔ اور اُس روز خلت کا نتیجہ شفاعت کرکے حمایت کرنا ہے اور بس۔ ورنہ خلت کا نتیجہ اُس دن اور کیا ہوگا۔ اور نہیں تو خلت کی نفی اُس دن میں کس سبب سے ہے۔ پس انبیار اللہ تعالیٰ اور اولیار اللہ تعالیٰ علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کہ یہ سب متقی ہیں دلالت بالاشارت سے مخلصین کیواسطے التزاماً ثابت ہے۔ اور شفاعت کی نسبت فرمایا حق سبحانہ نے سورۂ زخرف کے رکوع سات میں لَا یَمْلِکُ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہِ الشَّفَاعَۃَ اِلَّا مَنْ شَہِدَ بِالْحَقِّ وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ ؁ یعنی وہ لوگ جو سوائے خدائے عزوجل کے بعض کو پوجتے ہیں شفاعت کو اختیار نہیں رکھتے ہیں۔ مگر اختیار ہیں رکھتا ہے وہ جس نے حق کے ساتھ شہادت دی۔ یعنی گواہی دی اُس چیز کی کہ وہ حق ہے۔ اور وے پوجنے والے جانتے ہیں کہ شفاعت اختیاری جز شاہد بحق کے نہیں ہے بجز صادق کے۔ یعنی اُسی کو حاصل ہے جو حق کا شاہد یعنی گواہ ہے۔ اور سچا ہے یا جان لیں گے قیامت کے دن۔

اس ایت کریمہ سے شفاعت بالاختیار چونکہ مومن بحق سے بطور عام ہے لہذا انبیار واولیار وغیرہا علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام سے شفاعت اختیاری ثابت ہے۔

بنا بر عموم مَنْ شَہِدَ بِالْحَقِّ نہ از غیر شاہد بحق ؁ تنبیہ ازینجا است کہ فرق متخاصمین از روافض وخوارج ومعتزلین وغیرہم شفاعۃ نتوانند کرد بنا بر عدم شہادت بحق ؁ وفرمود سبحانہ لَا یَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی وَھُمْ مِّنْ خَشْیَتِہٖ مُشْفِقُوْنَ ؁ ترجمہ شفاعۃ نکنند کسے را مگر شفاعۃ کنند برائے آنکہ صاحب رضا است وحال شان این است کہ بہ ترس خود از ہیبت عظمۃ خدائے عزوجل از شفاعۃ غیر مرتضیٰ ترسندگانند۔ ازین آیہ کریمہ واضح میشود کہ برائے مرتضیٰ شفاعۃ نجات درکات ورفع درجات است بنا بر تفاوت مراتب ارتضا، نہ برائے غیر مرتضیٰ ونیز اختیار شفاعۃ وفرمود سبحانہ لَا یَمْلِکُوْنَ الشَّفَاعَۃَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَھْدًا ؁ ترجمہ باختیار ندارند خواستن کسے را مگر باختیار داد کسیکہ استوار گرفت از رحمۃ کنندہ عالم پیمان باید دانست کہ رجوع ضمیر لا یملکون بمفاعیل اتخذ وا مرجع ضمیر لیکونوا کہ در کریمہ

عموم مَنْ شَہِدَ بِالْحَقِّ کی بنا پر نہ غیر شاہد بحق سے

تنبیہ

یہاں سے ثابت ہوگیا کہ خصومتی فرقے روافض اور خوارج اور معتزلہ وغیرہم کے بسبب شہادت بحق نہونیکے شفاعت نکر سکینگے۔ اور فرمایا حق سبحانہ نے سورہ انبیار کے دوسرے رکوع میں لَا یَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی وَھُمْ مِّنْ خَشْیَتِہٖ مُشْفِقُوْنَ ؁ یعنی کسی کی شفاعت نہیں کرتے ہیں اور نکرینگے مگر اُسکیلئے شفاعت کرتے ہیں اور کرینگے جو صاحب رضا ہے اور انکا حال یہ ہے کہ وے اپنے خوف کے سبب جو خدائے عزوجل کی عظمت کی ہیبت سے حاصل ہے غیر مرتضیٰ کی شفاعت سے ڈرنیوالے ہیں یعنی ایسے شخص کی جو خدا کا پسندیدہ نہیں سفارش کرنیسے بسبب اپنے خوف کے کہ ہیبت عظمت خدا کا اُنپر چھایا ہوا ہے وے ڈرتے ہیں اس آیت کریمہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ مرتضیٰ کیواسطے نجات درکات اور بلندی درجات کی شفاعت ہے اُسکے مراتب پسندیدگی کی تفاوت کی بنا پر نہ غیر مرتضیٰ کیواسطے۔ اور یہ کہ اختیار شفاعت ہے مرتضیٰ کیلئے۔ اور فرمایا حق سبحانہ نے سورۂ مریم کے رکوع چھٹے میں لَا یَمْلِکُوْنَ الشَّفَاعَۃَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَھْدًا ؁ یعنی کسیکیلئے مانگنے کا اختیار نہیں رکھتے مگر وہ شخص اختیار رکھتا ہے جسنے عالم کی رحمت کرنیوالے سے پیمان کی مضبوطی حاصل کرلی۔ یہاں سمجھنا چاہئے کہ لا یملکون کی ضمیر کا رجوع اتخذوا کے مفعولوں کی طرف ہے جو لیکونوا کی ضمیر کا مرجع ہیں کہ وے اس آیۃ میں جو آیت شفاعۃ کے کچھ پہلے ہے مذکور ہیں کہ مجموعہ آیات مذکورہ سورۂ مریم کے رکوع پانچ و چھ میں اسطرح مسطور ہے

واتخذوا من دون اللہ آلھۃ لیکونوا لھم عزا الآیہ مذکور است مستثنیٰ منہ
منفی الشفاعۃ موافق انتظام ومرام نظم از روئے استیناف برائے اثبات
وتحصیر مدعا بانقطاع مستثنیٰ است یا فاعلش ش اے لایملکون ھ غیر متخذ العہد
است بدلالۃ استثنا ومَن مرفوع برفاعلیۃ است نہ منصوب برقیام مقام
مفعول مضاف من اعنی شفاعۃ چہ درینصورت عموم فاعل در مستثنیٰ اعنی
یملک بنوعی متعارض خواہد شد مر ثابت را اعنی لایملک الذین یدعون من دونہ
الشفاعۃ الآیہ ونیز خصوص محل مقتضی خصوص فاعل است واتخاذ ممنوع الجواز است
وباختیار ومضاف الیہ لازم عہد متوسع بحذف است۔

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اٰلِھَۃً لِّیَکُوْنُوْا لَھُمْ عِزًّا ۙ کَلَّا ؕ سَیَکْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِھِمْ وَیَکُوْنُوْنَ عَلَیْھِمْ
ضِدًّا ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّآ اَرْسَلْنَا الشَّیٰطِیْنَ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ تَؤُزُّھُمْ اَزًّا ۙ فَلَا تَعْجَلْ عَلَیْھِمْ ؕ اِنَّمَا نَعُدُّ لَھُمْ
عَدًّا ۚ یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِیْنَ اِلَی الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ۙ وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِیْنَ اِلٰی جَھَنَّمَ وِرْدًا ۘ لَا یَمْلِکُوْنَ الشَّفَاعَۃَ
اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَھْدًا ۘ یعنی اور انہوں نے اللہ کے سوا بہت سے خدا بنا رکھے ہیں
تاکہ انکے لئے وبال بنجائیں۔ ہرگز نہیں۔ وے منکر۔ ہوجاوینگے انکی بندگی سے اور انکے مخالف و
ضد بنجاوینگے کیا تو نے نہیں دیکھا کہ ہمنے چھوڑ رکھے ہیں شیطان منکروں پر کہ اوچھالتے ہیں انکو ابھار
کر سو تو جلدی نہ کر انپر ہمیں تو انکی گنتی پوری کرنی ہے اس دن پرہیزگاروں کو ہم رحمن کے پاس
اکٹھا کرلاوینگے مہمان بلائے۔ اور ہانک لیجاوینگے گنہگاروں کو دوزخ کیطرف پیاسے نہیں اختیار رکھتے ہیں سفارش
کا مگر وہ جسنے عالم کی رحمت کرنیوالے سے پیمان کی مضبوطی حاصل کرلی پس آیت آخر شفاعت ہیں لایملکون کی ضمیر مرفوع جمع کا جسکا رجوع
آیت ماسبق اول ہیں اتخذوا کے مفعولوں کیطرف کہ وہی الھۃ باطلہ ہیں ہو رہا ہے اور وہی لیکونوا کی ضمیر کا مرجع ہیں مستثنیٰ منہ
منفی الشفاعۃ ہے کیونکہ لایملکون سے باطل خداؤں کی نفی کردیگئی ہے یہ رجوع ضمیر مستثنیٰ منہ ایسے ڈھنگ پر بطور استیناف یعنی نیا جملہ
بنکر انتظام پایا ہے کہ اسکا مقصود نظم مستثنیٰ کے انقطاع یعنی منقطع ہونیکی ساتھ مدعا کے ثابت اور حصر کرنیکے لئے ہے یعنی یہ جملہ استثنائیہ شفاعت
لایملکون کی ضمیر مرفوع کا رجوع باطل خداؤں کیطرف ہی مقصود نظم کے موافق ایسی ڈھنگ پر نیا جملہ بنکر مذکور ہوا ہے کہ اس میں مستثنیٰ منہ الھۃ باطلہ کی نفی
شفاعت کردیگئی اور مستثنیٰ متخذ العہد کو منقطع کر کے مدعائی شفاعت کا ثبوت و حصر کردیا گیا۔ یا فاعل لایملکوں کا غیر متخذ العہد ہیں یعنی وہی جنہوں نے اقرار
پیمان کی مضبوطی حاصل نہیں کی کیونکہ استثنا اسپر دلالت ہو رہی ہے جسمیں تغائر ظاہر ہے اور لفظ مَن مرفوع بنا بر فاعلیت ہے نہ منصوب ہے مفعول کیجگہ قائم ہونیکی سبب سے لفظ شفاعت
جو اسی مَن کا مضاف ہے کیونکہ اس صورت میں فاعل کا عموم جو مستثنیٰ یعنی یملک میں ہے بسبب فاعل ہونیکے ایکطرح سے متعارض ہوجائیگا ثابت ہونیکا یعنی لایملک الذین
یدعون من دونہ الشفاعۃ الآیہ کہ اسمیں عدم اختیار شفاعت خاص غیر خدا کے پوجنے والوں کیلئے ثابت ہے اور خصوص محل بھی خصوص فاعل کا مقتضی
ہے پس مَن باعتبار محل خاص ہونیکے جو فاعل کی خاص ہونیکو چاہتا ہے فاعل مخصوص بحال التخاذ ہی ہے

۲۲ نہ منصوب جیسا کہ گذرا ہوا محل تعارض ہے اور نیز اتخاذ ممنوع الجواز ہے کہ اس کا جائز ہونیکی ممانعت ہے اور باختیار ہے یعنی ممانعت کا فعل باختیار مختار ہے اور لفظ عہد

پس تواند کہ عہد آمرزش تام وشفاعۃ عام از رحمن باشد بمقتضائے خصوص محل کما
قال سبحانہ ولسوف یعطیک ربک فترضی الآیہ بتوسع معطی وعسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً
محموداً الآیہ و درینصورت صلۂ عند بجائے من مشیر نگاہداشت عہد است بخلاف من
ش کہ مشیر نگاہداشت عہد نیست ھ کما قال سبحانہ قل اتخذتم عند اللہ عہداً فلن
یخلف اللہ عہدہ الآیہ وقال سبحانہ ام اتخذ عند الرحمن عہداً الآیہ ش ای لم یتخذ
من الرحمن عہداً یحفظ توفیتہ ھ پس مصداق متخذ العہد کہ متحقق الوقوع بفصل ماضی است جز
محمد رسول اللہ تعالیٰ صلعم کہ شفیع ومشفع اول است نتواند شد ش چنانکہ فرمود صلعم انا اول
من تنشق عنہ الارض واول شافع واول مشفع ھ ونتواند شد کہ عہد بایمان وانقیاد خود نزد رحمن
گرفت ش ای اختیار کرد ھ پس متخذ العہد من شہد بالحق است عموماً ولیکن محقق
الوقوع وموکد نتواند شد

پس ہوسکتا ہے کہ عہد آمرزش تام وشفاعت عام یعنی پوری بخشش اور عام شفاعت کا اقرار رحمن سے خصوص
محل کی خواہش کے موافق ہوئے جیسا فرمایا حق سبحانہ نے معطی یعنی بخشایش کی توسع کی نسبت سورہ والضحیٰ میں ولسوف
یعطیک ربک فترضی الآیہ اور عنقریب آپکو آپکا رب بخشش کریگا پس آپ راضی ہوجاوگے اور سورہ بنی اسرائیل کے
رکوع نو میں عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً الآیہ یعنی عنقریب آپکا رب آپکو مقام محمود پر اٹھا دیگا۔ اس صورت میں صلہ عند
کا جو مَن کی جگہہ آیا ہے عہد کی نگاہداشت کا اشارہ کر رہا ہے بخلاف مَن کے کہ یہ عہد کی نگاہداشت کا مشیر نہیں ہے جیسا
فرمایا حق سبحانہ نے قل اتخذتم عند اللہ عہداً فلن یخلف اللہ عہدہ الآیہ سورہ بقر کے رکوع نو میں یعنی آپ کہدیجئے کہ تمنے
اللہ سے کوئی پیمان کی مضبوطی حاصل کرلی ہے کہ اللہ ہرگز اپنے اس پیمان کے خلاف نہ کریگا۔ اور فرمایا حق سبحانہ
نے سورہ مریم کے رکوع پانچ میں ام اتخذ عند الرحمن عہداً الآیہ ای لم یتخذ من الرحمن عہداً یحفظ توفیتہ
یعنی کیا اسنے عالم کے رحمت کرنیوالے سے پیمان کی مضبوطی حاصل کرلی ہے یعنی رحمن سے مضبوطی پیمان کی نہیں حاصل کی
ایسا پیمان جس کے پورا کرنیکی حفاظت کیجاوے ترجمہ۔ پس مصداق متخذ العہد یعنی جسپر پیمان لینے والا ہونا
صادق آوے حالانکہ اس پیمان کا واقع ہونا فعل ماضی کے سبب متحقق ہے سوائے محمد رسول اللہ خدا تعالیٰ
صلعم کہ اول شفیع اور مشفع ہیں دوسرا کوئی مصداق نہیں بن سکتا جیسا خود حضور صلعم نے فرمایا انا اول من تنشق
عنہ الارض واول شافع واول مشفع یعنی میں ہی اول وہ شخص ہوں جس سے زمین شق ہوگی یعنی دن قیامت
کے سب سے پہلے قبر میں سے نکلونگا۔ اور اول شفاعت کرنیوالا اور اول شفاعت کرانیوالا ہوں۔ اور ہوسکتا ہے
کہ پیمان اپنے ایمان اور تابعداری کا رحمن کے نزدیک لیلیا یعنی اختیار کیا پس متخذ العہد یعنی پیمان اختیار کرنیوالا عام طور پر

۲ وہ شخص ہے جسنے حق پر گواہی دی ولیکن بقائے ایمان اور انقیاد کی ظنی ہونیکے سبب سے پیمان محقق الوقوع اور موکد نہیں ہوسکتا

بسبب طمانیۃ بقاے ایمان وانقیاد پس بخصوص اشارت محلی بزمان نبوت وتحقق وقوع
واولویۃ بالا ولیۃ مصداقش محمد رسول اللہ تعالےٰ صلعم تواند شد نہ غیرش صلعم وردّش
مبطل وعدہ رحمٰن ودعوای شفیع ومشفع اول خواہد شد نعوذ باللہ تعالیٰ من شرور انفسانی وبنہ
شفاعۃ مصداق خاص ش اے محمد رسول اللہ تعالیٰ صلعم م منافی شفاعۃ مصداق عام
ش اے مَن شہد بالحق م نیست ومفہوم کریمہ موکد است بوقت لازم تنبیہ ارجاع
ضمیر لا یملکون بسوئے متقین ومجرمین یا بیکی از نیہا کہ درکریمہ یوم نحشر المتقین الی الرحمٰن
وفداً ونسوق المجرمین الی جہنم وِرداً مذکورند نتواند شد چہ درصورت انقطاع مستثنیٰ
ش اے مِن اتخذ الخ م من جہتین...... ش یعنی جہۃ متقین وجہۃ مجرمین م جہۃ
ثالث نیست ودرصورت انفصال ش مستثنیٰ ای من اتخذ الخ م من جہتین اجتماع
ضدین درذات واحد ممنوع است

پس زمانہ نبوت کے ساتھ اشارت محلی کے خاص ہونے اور عہد کے واقعی واقع ہونے اور
اول ہونیں اولی ہونیکے سبب متخذ العہد کا مصداق محمد رسول اللہ خدائے برتر صلی اللہ علیہ وصلعم ہی ہو سکتے
ہیں نہ آپکا غیر۔ اور اس دعوی کار دوعدہ رحمٰن اور شفیع ومشفع کے دعوے کو باطل کرنیوالا ہوگا
خدائے برتر ہمیں ہمارے نفسوں کی شرارتوں سے بچاوے اور ابھی تک مصداق خاص یعنی محمد رسول
خدائے تعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت من شہد بالحق کی شفاعت کی کہ مصداق عام ہے یعنی
اُسکی جس نے حق پر گواہی دی۔ نفی نہیں کرتی ہے۔ اور آیت کریمہ کا مفہوم وقت لازم کے سبب
موکد ہوگیا ہے جس کیطرف حرف میم اشارہ کررہا ہے جو آخر میں ہے تنبیہ اور لا یملکون کی ضمیر کا ارجاع
یعنی رجوع کرنا متقین اور مجرمین کیطرف یا انمیں سے کسی ایک کی طرف نہیں ہوسکتا کہ یہ دونو اس آیت کریمہ میں جو
سورہ مریم کے رکوع چھٹے میں ہی مذکور ہیں۔ اور یہ کریمہ اس کریمہ سے جسکی تفسیر ہورہی ہی پہلے آئی ہے اور یہ ہے
یوم نحشر المتقین الی الرحمٰن وفداً ونسوق المجرمین الی جہنم ورداً کہ مجموعہ آیات میں ابھی ہم اسکو لکھ آئے ہیں
جس کا ترجمہ یہ ہے یعنی جسدن ہم اکٹھا کرلاوینگے پرہیزگاروں کو رحمٰن کے پاس مہمان بلا کر۔ اور گنہگاروں کو دوزخ کیطرف پیاسے
ہانک لیجاوینگے۔ اور یہ اسلئے ضمیر مذکور کا مرجع نہیں ہوسکتے کہ مستثنیٰ یعنی من اتخذ الخ کے ان دونوں جہت یعنی متقین اور مجرمین سے انقطاع
یعنی جدا ہونیکی صورت میں کوئی تیسری جہت نہیں ہے اور اس مستثنیٰ یعنی من اتخذ الخ کے دو توجہت مذکورہ سے اتصال کیصورت میں اجتماع ضدین
ایک ہی ذات میں ہوتا ہے جو ممنوع ہے پس خواہ مستثنیٰ منقطع ہو یا متصل لا یملکون کی ضمیر کا مرجع متقین اور مجرمین نہیں ہوسکتے
کیونکہ درصورت انقطاع جہۃ ثالث پائے نہیں جاتے اور درصورت اتصال اجتماع ضدین ایک ہی ذات میں ممنوع ہے

ودرصورت انفصال ش مستثنیٰ ای من اتخذ الخ م از متقین تعارض مستثنیٰ منہ
ش ای لا یملکون الخ م ثبات مذکور اعنی من شہد بالحق است ونیز اہمالی باثبات
از منفی بہ باشتراک مستثنیٰ المستثنیٰ منہ در اتخاذ عہد عام ش ای شامل مستثنیٰ منہ ومستثنیٰ
م بہ شہادت بحق ودرصورت انقطاع از متقین ناچار سخن در عہد خاص ش ای غیر شامل
مستثنیٰ منہ ومستثنیٰ م رود ومستثنیٰ منہ معارض گردد مر ثابت مذکور را ودرصورت اتصال
مجرمین تعارض مستثنیٰ است بثبات اعنی لا یملک الذین یدعون من دونہ الشفاعۃ ونیز اہمالی باثبات
از منفی بہ باشتراک مستثنیٰ المستثنیٰ منہ در انعدام عہد عام بشہادت ش مربوط عہد م بحق ناچار
سخن در عہد خاص رود ومستثنیٰ منہ ومستثنیٰ معارض گردد مر ثابت مذکور ش ای لا یملک
الذین یدعون من دونہ الشفاعۃ م را ودرصورت انقطاع از مجرمین موافق مدعای سابق
است ش اعنی رجوع ضمیر لا یملکون بمفاعیل اتخذوا یا فاعلش غیر متخذ العہد

ترجمہ اور پھر اسی مستثنیٰ مذکور من اتخذ الخ کے فقط متقین سے اتصال کی صورت میں اسکے مستثنیٰ منہ
یعنی لا یملکون الخ کا ثابت مذکور یعنی شہد بالحق کے ساتھ تعارض ہی اور اس منفی بہ متقین سے اثبات میں اہمال بھی پورا ہے
اسلئے کہ عہد عام کے اختیار کرنیمیں جو مستثنیٰ منہ اور مستثنیٰ دونوں کو شہادت بحق کے سبب شامل ہی دونوں مستثنیٰ منہ اور مستثنیٰ
کا اس میں اشتراک ہے کیونکہ عہد عام اقرار ایمان وانقیاد ہی کہ یہی شہادت بحق ہی یہ مستثنیٰ منہ متقین اور مستثنیٰ متخذ العہد دونوں کو
شامل ومشترک ہی اور شاہد بحق کیلئے بمضمون کریمہ شفاعت اختیاری ثابت ہے پس اس شفاعۃ کی نفی متقین سے کیسے ہوسکیگی بلکہ
اس نفی کا ثابت مذکور کیساتھ تعارض ہوگا اور اسی منفی بہ شفاعت متقین سے متخذ العہد کی نسبت شفاعت اختیار کا
ثابت کرنا بسبب اشتراک مذکور کہ شہادت بحق میں دونوں شامل ہیں بالکل مہمل ہوگا۔ اور پھر متقین ہی اسی مستثنیٰ کے انقطاع کیصورت میں
کلام ناچار عہد خاص میں کہ وہ عہد مستثنیٰ منہ اور مستثنیٰ دونوں کو شامل نہوگا جاری ہوگا۔ اور مستثنیٰ منہ لا یملکون الخ ثابت مذکور من شہد
بالحق کا خاص معارض ہوجائیگا۔ اور مجرمین سے انفصال کیصورت میں مستثنیٰ من اتخذ الخ کا ثابت یعنی لا یملک الذین یدعون من
دونہ الشفاعۃ کے ساتھ تعارض ہی۔ اور منفی بہ سے ثابت کرنیمیں بھی پورا اہمال ہے کیونکہ مستثنیٰ کا مستثنیٰ منہ
کیساتھ اب اس عہد عام کے معدوم ہونیمیں جو شہادت بحق کے سبب پہلے دونوں کے شامل تھا اشتراک ہوگا ناچار کلام عہد
خاص میں کہ وہ مستثنیٰ منہ اور مستثنیٰ دونوں کو شامل نہو جاری ہوگا۔ اور مستثنیٰ منہ اور مستثنیٰ دونوں خاص اس ثابت مذکور یعنی
لا یملک الذین یدعون من دونہ الشفاعۃ کے معارض ہوجاینگے اور اسی مجرمین سے مستثنیٰ من اتخذ الخ انقطاع
کیصورت میں مدعائے سابق کے موافق ہے یعنی ضمیر لا یملکون کا رجوع اتخذوا کے مفعولوں کی طرف ہے
یا اس کا فاعل غیر متخذ العہد ہے جو پیمان واقرار کے مضبوطی حاصل کرنے والا نہیں ہے۔

ھ وہم دلیلی بر تفرد جہتی از جہتین نیست انتہی ونیز باید دانست این جملہاے مستثنی الش در کریمہ لایملک الخ ولایشفعون الخ ھ بافادت اثبات حصر مصداق متقدم است مر ثبوت ذہنی را کہ نفی کردہ شد ترتب اثر متاخرش از مزعومات آنکہ صاحب رضا نیند در جملہ مستثنی منہ نہ غیرش ش ای مستثنی ھم وشفاعۃ بالاختیار مخصوص است زمانًا ومشفوعًا ومشفوعًا لہ بخصوص محل باشارت نظم وعام است زمانًا مشفوعًا ومشفوعًا لہ باشارت ودلالۃ مضارع وجنسیۃ شفاعۃ وحذف مشفوع ومشفوع لہ نیز اشارت میکند برین خصوص وَالْکَافِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ

اور دونوں جہتوں متیقن تجردین سے کسی جہت کے تفرد و تنہا ہوے پر کوئی دلیل بھی نہیں ہے انتہی یعنی کلام بحث رجوع میں تمام ہوا۔

ترجمہ اور یہ بھی سمجھنا چاہئے کہ یہ سب جملے مستثنی جو ان آیات کریمہ[1] لا یملک الذین یدعون من دونہ الشفاعۃ الا من شہد بالحق الخ[2] اور لا یشفعون الا لمن ارتضی الخ[3] اور لا یملکون الشفاعۃ الا من اتخذ الخ میں حصر کیطور پر اثبات کا فائدہ دے رہے ہیں کہ اول[1] میں من شہد بالحق یعنی شاہد حق کی شفاعت کا بطور حصر اثبات ہے اور دوسرے[2] من ارتضی وھم من خشیتہ مشفقون یعنی اصحاب رضا و پسندیدگان خدا کہ وے اپنے خدا کی ہیبت سے ترساں ہیں اونکی شفاعت کا اثبات بطور حصر ہے اور سوم[3] میں من اتخذ عند الرحمن عہدا یعنی متخذ العہد کی جنے رحمن سے مضبوط اقرار حاصل کرلیا ہے شفاعت بطور حصر ثابت ہو رہی ہے یہی سب جملے اوس ذہنی خاص کے مصداق متقدم ہیں جسکے ترتب اثر متاخر کی جملہ مستثنی منہ میں نفی کیگئی ہے کہ یہ ترتب اثر متاخر ذہنی اون لوگونکے مزعومات اور گمان میں جو صاحب رضا نہیں ہیں نہ ان جملوں مستثنی کے سوا کوئی غیر مصداق متقدم ہے یعنی ثبوت ذہنی خاص کا مصداق متقدم بجز ان جملوں مستثنی کے کوئی غیر نہیں ہے اور شفاعت بالاختیار اشارت نظم سے خصوص محل کی سبب از روے زمانہ واز روے مشفوع ومشفوع لہ مخصوص ہے یعنی یہ شفاعت جو بالاختیار ہے اسکے محل خاص ہونے کے سبب جسپر نظم عبارت سے اشارت ہو رہی ہے زمانہ خاص کیلئے ہے اور مشفوع اور مشفوع لہ مخصوص کے واسطے ہے یعنی جسکی شفاعت ہو اور جسکے لئے شفاعت ہووے سب خاص ہیں اور فعل مضارع کہ زمانہ استمرار کو مفید ہے اور جنسیت شفاعت کا اسم جنس ہونا عموم کا مقتضی ہے اور مشفوع اور مشفوع لہ کا حذف کا توسع کا مشیر ہے انکی دلالت از روے زمانہ اور مشفوع اور مشفوع لہ کے مشیر عام ہے یعنی یہ دلالتیں زمانہ کے اور مشفوع اور مشفوع لہ کے عام ہونیکے لئے عام شفاعت اختیاری کیطرف اشارہ کر رہی ہیں کہ انکو اختیار ہے کہ جب چاہیں ان میں ہر ایک ہر زمانہ میں ہر چیز کے لئے جسکا وہ اہل ہو ہر شخص کیواسطے شفاعت کرسکتا ہے اور اس خصوص پر والکافرون ھم الظالمون بھی شاہد

ونیز شان نزول این کریمہ کہ اشارت بران دارد پس خطبہ جلالت وعظمۃ است متضمن مراتب کمال الوہیۃ واستغنا وقیومیۃ وتقدیس وشفاعۃ حبیب خود تعالی صلعم کہ کفار باینہمہ کافر بودند بر تنبیہ اینکہ سزاوار بندگی کردہ شدن جز او نیست سبحانہ وبس وشفیع حبیب اوست تعالی صلعم قال اللہ تعالی اللہ لا الہ الا ھو ج الحی القیوم ج لا تاخذہ سنۃ ولا نوم ط ترجمہ ہست اللہ کہ نیست معبودی کامل مگر او کہ زندہ وقائم بذاتہ است ہرگز نمیگیرد اورا غنودگی وخواب باید دانست کفایت کرد در اثبات صفات ثبوتیہ بصفۃ الحی القیوم کہ ام صفات حقیقیۃ وفعلیہ اند ودر نفی سلبیہ بصفۃ سنۃ ونوم کہ ام صفات سلبیہ اند ودر اثبات نعوت خطبہ جلالت بنا بر دلالۃ بذکر مربوبات ابتداء نمودہ قال لہ ما فی السموٰت وما فی الارض ط ترجمہ خاص است برائے او آنچہ در آسمانہا و زمینہا است بحذف تمیز بنا بر توسع بانچہ مناسب شان اوست تعالی شانہ پس ذکر مربوب اول کہ مرکز مربوبات است بر نہج تخصیص وتخصیص المقام بفوائد تعظیم وشفاعۃ استینافًا فرمود یا عطفًا بر جملہ قال

اور اس آیت کریمہ کا شان نزول بھی جسپر یہ کریمہ اشارت رکھتی ہے اسی خصوص کا مشیر ہے۔ اب اسکے بعد جلالت وعظمت والا خطبہ ہے جو الوہیت اور استغنا اور قیومیت اور تقدیس کے مراتب کمال اور خود حقتعالی کے حبیب صلعم کی شفاعت کی متضمن ہے کہ کفار باوجود ان سب بزرگیوں کے منکر رہے یہ خطبہ اسبات کی آگہی کیلئے ہی کہ بندگی کئے جانیکی لایق بجز خدائے سبحانہ اور نہیں ہے بس وہی ہے۔ اور شفیع اسی خدائے برتر کا حبیب ہے صلعم فرمایا خدائے برتر نے اللہ لا الہ الا ھو ج الحی القیوم ج لا تاخذہ سنۃ ولا نوم ط یعنی ہے اللہ کہ نہیں ہے کوئی معبود کامل مگر وہ جو زندہ وقائم اپنی ذات سے ہے ہرگز اسکو اونگھ اور نیند نہیں لیتی ہے سمجھنا چاہئے کہ صفات ثبوتیہ کے اثبات میں صفت الحی القیوم کے ساتھ جو صفات حقیقیہ اور فعلیہ میں ام صفات یعنی صفتوں میں اصل ہیں اس کریمہ میں ذکر پر بس کی۔ اور سلبیہ صفات کی نفی میں صفت سنۃ اور نوم پر کہ یہ سلبیہ صفات میں ام یعنی اصل وحقیقت ہیں کفایت کی پھر خطبہ جلالت کے نعوت یعنی اوصاف تعریفی کے ثابت کرتے میں دلالت کی بنا پر مربوبات کے ذکر سے ابتداء کی چنانچہ فرمایا لہ ما فی السموٰت وما فی الارض ط یعنی خاص اُسی کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔ اس میں تمیز جیسی کچھ اُس تعالی شانہ کی شان کے مناسب ہے بنا بر توسع حذف فرمائی پھر مربوب اول کا ذکر جو مرکز مربوبات کا ہے تخصیص کے طریقہ پر اور مقام کی تخصیص پر تعظیم وشفاعت کے فائدوں کے ساتھ بطور استیناف یعنی نیا جملہ بنا کر فرمایا یا جملہ پر عطف کرکے اشارہ کیا

مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ ط ترجمہ کیست این کہ خواہد خواست اختیاراً مومنان را خصوصاً امتِ خود را وعموماً اُمَم دیگر را نزد اللہ تعالے این شفاعۃ مخصوص است بخصوص محل و نیز اشارت است بشفاعۃ عامہ بعموم و اطلاق یعنی شفاعۃ بعدم تخصیص مشفوع و مشفوع لہ باعموم زمان بمضارع لاکن نخواہد خواست مر کافران را باذن او تعالے باہمان خصوص وعموم **اصل** باید دانست نکرہ مخصصہ بالوصف محتمل ثبوت مفید استفہام اقراریست **ش** چنانکہ من ذا الذی یقرض اللہ قرضاً حسناً فیضاعفہ لہ ولہ اجرٌ کریم ہ استفہام اقراریست ورنہ صحت ثبوت در جزا مہمل گردد **ھ** و نکرۂ **ش** محتمل **ھ** نفی مفید استفہام انکاری **ش** چنانکہ مَنْ ذَا الذی ینصرہ ط **ھ** انتہی پس درینجا **ش** ای مَنْ ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ

من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ ط یعنی کون ہے یہ کہ مانگیگا اپنے اختیار سے مومنوں کے لئے اُن میں خاصکر اپنی امت کیلئے اور عام کر دوسری امتوں کے لئے اللہ تعالی کے نزدیک۔ یہ شفاعت خصوص محل کے سبب مخصوص ہے کہ نظم عبارت و بوصف و اشارت محل کی تخصیص ہو رہی ہے اور یعنی شفاعت کے عموم اور اطلاق کے سبب وہ اطلاق جو مقابلہ تقیید میں ہے شفاعت عامہ کیطرف بھی اشارہ ہے اس لئے کہ اس میں مشفوع یعنی جسکی شفاعت کیجاوے اور مشفوع لہ یعنی جس کے لئے مانگ کیجاوے دونوں کے لئے تخصیص نہیں ہے اور زمانہ بھی مضارع کے سبب عام ہے لیکن خاص کافروں کے لئے نہیں طلب کریگا خدا تعالی کے اذن سے انہیں خصوص اور عموم کیساتھ **۔قاعدہ** ۔سمجھنا چاہئے کہ نکرہ کے وصف کیساتھ خاص کیا گیا ہو جبکہ محتمل ثبوت ہو استفہام اقرار کو مفید ہے جیسا یہ آیت کریمہ کہ سورہ حدید کے رکوع دو میں ہے من ذا الذی یقرض اللہ قرضاً حسناً فیضاعفہ لہ ولہ اجرٌ کریم یعنی کون ہے یہ کہ اللہ کو قرض دے وہی قرض حسنہ پس اللہ اوسکیلئے اسکو دونا کردیگا اور اسیکیلئے اجر کریم ہے اسمیں استفہام اقراری ہے ورنہ جزا میں ثبوت کا صحیح ہونا مہمل ہو جائیگا۔ اور جبکہ وہی نکرہ محتمل نفی ہو استفہام انکاری کو مفید ہے جیسا اس آیت کریمہ میں سورہ آل عمران کے رکوع سترہ میں ہے من ذا الذی ینصرہ ط کون ہے یہ کہ اسکو مدد دے یہ آیت پوری طرح ان ینصرکم اللہ فلا غالب لکم ج وان یخذلکم فمن ذا الذی ینصرکم من بعدہ ط وعلی اللہ فلیتوکل المؤمنون ہ یعنی اگر تمہیں اللہ مدد دیگا تو تمپر کوئی غالب نہوگا۔ اور جو تمکو وہ چھوڑ دے تو پھر کون ہے اسکے بعد میں یہ کہ تمہاری مدد کرے اور مومنوں کا بھروسہ اللہ ہی پر ہونا چاہئے پس اسجگہ یعنی من الذی یشفع عندہ الا باذنہ

بیان شفاعت مخصوص اور شفاعت عامہ

بیان استفہام اقراری و انکاری

ھ مَنْ ذا الذی مفید استفہام اقراریست بنابر صحت نفی در مستدرک نہ **ش** مفید **ھ** استفہام انکاری بنابر عدم صحت ثبوت در مستدرک **ش** باید دانست کہ درینجا الا برای استدراک است باستفادۂ وجہ استدراک مغائر بالضد و حصر و تحقیق در ثبوت چنانکہ در ذکر کیفیۃ الاصول فی ذکر کیفیۃ الاستثنا والاستدراک مذکور است **ھ** کہ مذکور میشود **ش** ای صحت نفی در مستدرک و عدم صحۃ ثبوت در مستدرک **ھ** باید دانست کہ استفہام اقراری دلالۃ میکند بر وجود شفیعی بالحال و برخلاف این استفہام انکاری **ش** ای برخلاف اقتضائی محلی من ذا الذی یشفع استفہام انکاری دلالۃ میکند بر عدم شفیعی بالحال **ھ** باید دانست استفہام انکاری مفید نفی باشد پس برائے نفی ثبوت ذہنی کہ از مصداق متقدم متحقق الحقیقۃ ضروری است معلوم نیست کہ از کجا است وشفاعۃ باذن مصداق متقدم نتواند شد چہ آں در تحقیق خود محتاج شفاعۃ متحقق الحقیقۃ است بنابر تحقق مع وجود اضطراری خودش

میں مَنْ ذا الذی استفہام اقراری کو مفید ہے مستدرک میں صحت نفی کی بنا پر یعنی مستدرک میں نفی کے صحیح ہونیکے سبب نہ مفید ہے استفہام انکاری کو بنا بر عدم صحت ثبوت کے مستدرک میں یعنی مستدرک میں ثبوت صحیح نہونیکے سبب کیونکہ یہاں من ذا الذی کا آنا مستدرک میں نفی کی صحت کیلئے ہے جس سے استفہام اقراری کا فائدہ حاصل ہے نہ استفہام انکاری کا۔ صحت ثبوت کے نہ ہونیکیلئے کہ اس صحت نفی اور عدم صحت ثبوت کا حاصل مستدرک میں عنقریب مذکور ہوتا ہے معلوم کرنا چاہئے کہ الا یہاں پر استدراک کیلئے ہی جس سے وجہ استدراک میں مغایرت بضد اور حصر وتحقیق کا ثبوت میں فائدہ حاصل ہو رہا ہے جیسا ذکر کیفیۃ اصول میں کیفیت استثناء و استدراک کے ذکر میں جو بتیس و پنتیسویں اصل ہے مذکور ہے سمجھنا چاہئے کہ استفہام اقراری ایک شفیع کے وجود پر بالحال دلالت کرتا ہے اور استفہام انکاری برخلاف اقتضاء محلی من ذا الذی یشفع کے ایک شفیع کے بالحال نہونے پر دلالت کرتا ہے حالانکہ من ذا الذی یشفع عندہ محلی اقتضاء سے استفہام اقراری کی صورت میں بالحال وجود شفیع کا خواہاں ہے۔

سمجھنا چاہئے کہ استفہام انکاری نفی کو سودمند ہوتا ہے پس نفی کیلئے کوئی ایسا ثبوت ذہنی کہ وہ مصداق متقدم ہے جسکی حقیقت متحقق ہو حاصل ہو ضروری ہے سو وہ معلوم نہیں کہ کہاں سے ہے۔ اور شفاعت باذن خود مصداق متقدم نہیں ہوسکتی کیونکہ یہ اپنے تحقق میں ایسی شفاعت کی محتاج ہے جسکی حقیقت متحقق ہو اس سبب کہ اس کا وجود یعنی شفاعت باذن کا خود آپ اضطراری ہے جو محتاج تحقق ہے یعنی اپنے وجود اضطراری کے تحقق کے لئے یہ شفاعت باذن کسی شفاعت متحقق الحقیقۃ کی محتاج ہے

ش ای شفاعۃ باذن ھ وحصولِ ثبوت مصداق متقدم برائے ترتب اثر متاخر از ثبوت ذہنیش ش ای ثبوت مصداق متقدم ھ پس چساں راست آید ش این نفی یا مصداق متقدم ھ پس ازیں استفہام اقراری باسم اشارۃ تنبیہ است از محمد رسول اللہ تعالیٰ صلعم کہ خواہند خواست مومنان را نخواست اختیاری و استدراک مفید منع شفاعۃ است باذن او سبحانہ کہ مشیر است بہ تعظیم بافادت معنی اختیار بحسب المقام ش یعنی سخن در فضل وشفاعۃ محمد رسول اللہ تعالیٰ است صلعم ھ برائے کافران نہ بصفۃ اختیاری ش ای نہ مفید منع بصفۃ اختیاری یعنی کہ شفاعۃ بالاختیار متحقق الحقیقت نیست مگر باذن کہ نتیجہ استفہام انکاری است ھ چنانکہ از تائید تحقیق شفاعۃ بالحقیقۃ والاختیار باشارت بالاقتضاء ومنعش بصراحت واضح است در آخر سورہ توبہ

اور محتاج ہے یہ شفاعت باذن مصداق متقدم کی اپنے ثبوت حاصل ہونیکے لئے تاکہ اُسکے ذہنی ثبوت سے کوئی اثر متاخر مترتب ہو۔ پس شفاعت باذن کا مصداق متقدم ہونا کیسے راست آئیگا یا یہ نفی جو استفہام انکاری سے حاصل ہے کیسے ٹھیک بنیگی۔ پس اس استفہام اقراری سے مع اسم اشارہ کے تنبیہ ہے حضرت محمد رسول اللہ خدائے برتر صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہ آپ مومنوں کے لئے مانگنے گئے خواہش اختیاری سے۔ اور استدراک مفید ہے منع شفاعت کو حق سبحانہ کے اذن سے جس سے تعظیم کیطرف اشارہ ہو رہا ہے اور معنی اختیار کا فائدہ بھی حاصل ہے موافق مقام کے۔ یعنی آپ کی شفاعت اختیاری ہوگی البتہ جہاں ممانعت ہے اس میں حق سبحانہ کی ضرورت ہے کیونکہ آپ کی شفاعت عامہ باعتبار نوع ظلیت۔ طلب وخواست عام کی مقتضی ہے جو موافق مقام کہ کلام حضرت محمد رسول خدائے تعالےٰ صلعم کی فضل و شفاعۃ میں ہے یہ اذن کافروں کے لئے ہے جو ممنوع الشفاعت ہیں۔ نہ یہ استدراک آپکی صفت اختیاری شفاعت میں منع کو مفید ہے یعنی یہ کہ شفاعت بالاختیار حقیقت میں متحقق نہیں ہے مگر اذن سے جو نتیجہ استفہام انکاری کا ہے سو ایسا نہیں ہے جیسا کہ تحقیق شفاعت بالحقیقت اور اختیار کی تائید میں اس آیت کی اشارت بالاقتضاء سے ظاہر ہے اور اس کی ممانعت صراحت سے واضح ہے یعنی شفاعت کا واقعی ہونا اور اسکے اختیار کا ثابت ہونا اس آیت کی بالاقتضا اشارت ہی معلوم ہوتا ہے اور اس ممنوع الشفاعت کا منع صاف طور پر ظاہر ہے جیسا کہ اس کی ضرورت

قال اللہ تعالےٰ لا تصل علیٰ احدٍ منہم مات ابداً ولا تقم علیٰ قبرہ ط انہم کفروا باللہ ورسولہ وماتوا وھم فاسقون ہ ترجمہ نماز جنازہ مگزار بر کسی از آنہا کہ میرد گاہے ومایست بر قبر او۔ تحقیق آنان انکار ورزند بہ خدائے تعالےٰ ورسول او تعالےٰ صلعم ومیرند حال شان این است کہ بدکارانند۔ بدانکہ این نہی مشترک الغیر است پس امتناع جواز بالاختیار نسبۃ بحضرت نبی مختار صلعم مرفوع البحث است بسبب اشترک غیر ولاکن در خصوصیۃ بالوجہ مشیر رحمۃ ورافۃ عام حضرت رحمۃ للعالمین است صلعم وقیام بر قبر شامل است معنی قیام برائے تدفین را وہم قیام برائے زیارت قبر را و بدانکہ نہی مقتضی ثبوتِ متقدم خارج است کہ ماخذ ثبوت ذہنی واسطہ ترتب اثر متاخرش ممنوع از قاصد است و آں ثبوت متقدم خارج صلواۃ بر جنازہ مومناں وقیام بر قبر شان است

ای وجود خارج ۱۲

ترجمہ۔ فرمایا خدائے تعالےٰ نے لا تصل علیٰ اَحدٍ منہم مات اَبَدًا ولا تقم علیٰ قبرہ ط انہم کفروا باللہ ورسولہ وماتوا وھم فاسقون ہ یعنی نماز جنازہ اُن میں سے کسی پر کبھی نگزارے جو مرجاتا ہے اور نہ کھڑے ہو جیے اُسکی قبر پر بیشک جو لوگ خدائے تعالےٰ اور رسول خدائے برتر صلے اللہ علیہ وسلم سے انکار اختیار کرتے ہیں اور مرجاتے ہیں انکا حال یہ ہے کہ وہی بدکار ہیں۔ معلوم ہو کہ یہ نہی قیام قبر مثل نہی صلواۃ مشترک الغیر ہے۔ پس جواز بالاختیار کا امتناع یعنی منع ہونا حضرت نبی مختار صلعم کی نسبت غیر کے شریک ہونیکے سبب مرفوع البحث ہے۔ ولیکن خصوصیت کی صورت میں اسی وجہ خاص کے سبب یہ نہی حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی عام رحمت اور رافت کا اشارہ کر رہی ہے۔ اور قبر پر کھڑا ہونا شامل ہے دفن کرنیکے لئے کھڑے ہونیکے معنی کو اور اس معنی کو بھی جو قبر کی زیارت کیلئے ہو۔

اور معلوم ہو کہ نہی ثبوت متقدم موجود خارج کی یعنی ایسے ثبوت کی جو خارج از ذہن پہلے سے ہو تقاضا کر رہی ہے کیونکہ یہ ثبوت جو خارج از ذہن پہلے سے ہے ماخذ ہے ایسے ثبوت ذہنی کا جو اپنے پیچھے والے اثر کے مترتب ہونیکے لئے واسطہ بن جاوے پس اس ثبوت ذہنی کے ترتب اثر کی اسکے قصد کرنیوالے سے ممانعت ہوئی ہے۔ اور وہ ثبوت متقدم خارج جو اس ثبوت ذہنی کا ماخذ ہے وہ مومنین کے جنازہ پر نماز پڑھنا اور اُن کی قبر پر کھڑا ہونا ہے۔

وترتب اثر متاخر ثبوت ذہنی ممنوع از قاصد صلوٰۃ بر جنازہ کافران وقیام بر قبر شانست و مخصوص المحل ابی بن خلف است و نہی مخصوص نافی عموم ثبوت متقدم خارج نیست۔ از اینجا ثبوت صلوٰۃ بر جنازۂ مومنان وقیام بر قبر شان بدلالت اقتضائی است کہ ماخوذ اہل سنۃ وجماعۃ رضا است۔ و دریں کریمہ اعجاز مغیبات گوئی احوال منافقین بسوء حال ومآل شان بالتحقیق خبر است بدلالۃ لفظ انہم کفروا وماتوا بمقابلہ ابداً وہم فاسقون دلالت بر استمرار دارد و قصد حضرت رحمۃ للعالمین بہ صلوٰۃ بر جنازہ ابی بن خلف وبقیام بر قبرش بمقتضائی رحمۃ ورافۃ عام شفاعت بالاختیار است ش نہ باذن والا فکیف النہی ھ

و نیز باید دانست ہرگاہ ازیں آیات مذکورہ شفاعت متحقق الحقیقۃ والاختیار ثابت است پس از کریمہ یاایہا الذین آمنوا انفقوا الخ تعارض عدم حقیقۃ شفاعۃ بانتساب ایں کریمہ بطرف کفار مرفوع تواند شد۔

اور اسی ثبوت متقدم کے ثبوت ذہنی کا ترتب اثر متاخر یعنی وہ اثر جو ذہنی ثبوت سے آخر مترتب ہو کہ جسکی اُسکے قصد کرنیوالے سے ممانعت ہوئی ہے کافروں کے جنازہ پر نماز پڑہنا اور انکی قبر پر کھڑا ہونا ہے۔ اور نہی قیام اور صلوٰۃ کیلئے مخصوص المحل ابی بن خلف ہے اور نہی مخصوص ثبوت متقدم خارج کے عموم کی نافی نہیں ہے۔

یہیں سے مومنوں کے جنازہ پر نماز پڑہنے اور انکی قبر پر کھڑے ہونیکا ثبوت دلالت اقتضائی سے یعنی اس نہی کے دلالت کرنیسے جو متقاضی اور خواستگار ہے اپنے ثبوت کیلئے ثبوت متقدم کی نکل رہا ہے جو ماخوذ اہل سنت وجماعت رضی اللہ عنہم کا ہے یعنی یہ ممنوع الجواز اہل سنت وجماعت کا معمولی ہے اور اس آیت کریمہ میں منافقین کی نسبت مغیبات گوئی کا اعجاز ہے جو احوال پوشیدہ بدحالی اور بدانجامی کی آگہی تحقیق خبر کیساتھ کر رہا ہے یعنی خبر وحی کے الفاظ انکو کیطرف دلالت کر رہی ہیں جس سے معجزۂ غیب گوئی قرآن مجید کا ثابت ہو رہا ہے کہ انجام منافقین ایسا ہو گا جیسا الفاظ کریمہ انہم کفروا اور ماتوا کہ ابداً اور ہم فاسقون کے مقابلہ میں استمرار پر دلالت کر رہے ہیں۔ اور حضرت رحمۃ للعالمین صلعم کا قصد ابی بن خلف کے جنازہ پر نماز کے لئے اور اسکی قبر پر کھڑے ہونیکے لئے آپکی عام رحمت ورافت کے تقاضے سے تہا کہ یہ شفاعت بالاختیار ہے نہ باذن ورنہ نہی جو بغیر ثابت ہوئے مصداق متقدم خارج کے نہیں ہو سکتی کیسے ثابت ہو گی۔ اور یہ بھی سمجھنا چاہیئے کہ جب ان آیتوں مذکورہ سے شفاعت جسکی حقیقت اور اُس کا اختیار متحقق ہے ثابت ہے پس کریمہ یاایہا الذین آمنوا انفقوا الخ سے تعارض عدم حقیقت شفاعت یعنی یہ کہ شفاعت واقعی وجود نہیں اس آیت کے کفار کی طرف منسوب ہونے سے مرفوع ہو سکتا ہے یا یہ تعارض اوٹھایا جا سکتا ہے۔

مگر از کریمہ من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ چہ شفاعۃ باذن بمعنی معروف ش ای استفہام انکاری ھ معدوم بالحقیقۃ وموجود بالنسبۃ بلزوم اضطرار ش بدانکہ لزوم اضطرار در عدم اختیار است ودرینصورت اطاعۃ است نہ شفاعت ھ متعارض بالضد غیر ماوّل ش بدانکہ تعارض بالضد ماوّل نمشود بل مسقط بالضرورت است بخلاف تعارض بالخلاف کہ تاویل می پذیرد ھ از انہا است ش ای از آیات مذکورہ مثبتۃ الشفاعۃ بالحقیقۃ والاختیار ھ بسبب عدم انتساب الآیۃ الی الکفار بوجود اذن ممنوع الیہم۔ و نیز باید دانست اگر منسوب کردہ شود یاایہا الذین آمنوا انفقوا وکریمہ من ذا الذی الخ نیز بمومنان پس باوجود تعارض مذکور اثبات از منفی بعدم ش شفاعۃ ھ بالحقیقۃ ووجود ش شفاعۃ ھ بالنسبۃ بلزوم اضطرار است ش اثبات از منفی باطل است وبلزوم اضطرار شفاعۃ نیست

کیونکہ تعارض بالخلاف ہے۔ مگر آیت کریمہ من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ کا تعارض آیات مذکورہ سے جنسے شفاعت متحقق الحقیقت والاختیار ثابت ہے نہیں اوٹھ سکتا۔ اسلئے کہ شفاعت باذن جبکہ معنی معروف یعنی استفہام انکاری میں مصداق متقدم نہونیکے سبب معدوم بالحقیقت ہے اور موجود بالنسبۃ یعنی شفاعت باذن کے مصداق متقدم ہونیکی بنا پر لزوم اضطرار کے سبب کہ اضطرار کا لازم ہونا اختیار کے نہونے میں ہے شفاعت باذن شفاعت نہیں ہے بلکہ اطاعت ہے۔ پس یہ شفاعت باذن بمعنی معروف شفاعت ثابتہ آیات مذکورہ سے متعارض بالضد غیر ماوّل ہو گی کیونکہ تعارض بالضد تاویل نہیں کیا جا سکتا بلکہ مسقط ضروری ہوتا ہے بخلاف تعارض بالخلاف کے کہ تاویل قبول کر لیتا ہے جیسا کہ مذکور ہوا۔ اور یہ تعارض بالضد غیر ماوّل ان آیات مذکورہ سے ہے جو شفاعت بالحقیقت والاختیار کی مثبت ہیں یہ اس آیت من ذا الذی یشفع الخ کے کفار کیطرف منسوب نہونیکے سبب ہے کیونکہ اسمیں اذن شفاعت موجود ہے جو کفار کے حق میں اذن کیلئے ممنوع ہے پس یہ آیت کفار کیطرف نہیں منسوب ہو سکتی۔ اور شفاعت باذن کا استفہام انکاری واقع ہونیکی صورت میں اسکا مصداق متقدم ہونیکے سبب شفاعت باذن معدوم بالحقیقت ہے۔ اور خود شفاعت باذنکو مصداق متقدم ماننے میں جبکہ وہ خود اپنی تحقیق میں کسی متحقق الحقیقت شفاعت کی محتاج ہے بنا بر احتیاج نہ حاصل ہونے اختیار کے اسکو لزوم اضطرار ہے جو شفاعت نہیں اطاعت ہے لہذا یہ مضمون عدم شفاعت بالحقیقۃ جو اذن کے استفہام انکاری کی دونوں صورتوں میں اس آیت کریمہ سے مذکور ہوا ان آیات کا جنسے شفاعت بالحقیقۃ والاختیار ثابت ہے متعارض بالضد ہو کر بسبب تاویل نہونیکے مسقط ہو گا پس یہ تعارض ضد اس آیت سے نہیں مرفوع ہو سکتا۔

اور یہ بھی سمجھنا چاہئے کہ اگر آیت کریمہ یاایہا الذین آمنوا انفقوا الخ اور آیت کریمہ من ذا الذی الخ مومنین کیطرف منسوب کیجاویں تو باوجود تعارض مذکور کے اثبات منفی سے ہو رہا ہے شفاعت حقیقت میں نہونے کے سبب۔ اور وجود شفاعت بالنسبۃ کا لزوم اضطرار میں ہے کیونکہ منفی سے اثبات باطل ہے اور لزوم اضطرار میں شفاعت نہیں ہے بلکہ اطاعت ہے

ھ وعدم ش شفاعة ھ بالحقیقة باطل است بتحقیق مغفرت و وجود بالنسبة
باطل است بعدم بالحقیقة ش واو اول حالیه است یعنی بیان حالت عدم
شفاعة بالحقیقة وثانی عطف بران و دریں جملہ ابطالِ اصلِ ادعاءِ متخاصمین بطور دیگر
است ھ واگر منسوب کرده شود به کفار پس اثبات از منفی با عدم ش شفاعة
ھ بالحقیقة و وجود ش شفاعة ھ بالنسبة بلزوم اضطرار از اصنام وغیرہا ممنوع
از شفاعة یا از پیغمبران وغیرشان مختار الشفاعة چنانکه مذکور شد نسبة بایشان
است ش ای کفار ھ واینهمه ش ای اثبات از منفی با عدم بالحقیقة ووجود
بالنسبة الخ ھ باطل است بعدم مغفرت وعدم بالحقیقة ش واو سرِ کلام حالیه است
یعنی بیان حالت اثبات از منفی با عدم بالحقیقة و وجود بالنسبة الخ ھ ونیز باید دانست قال الله تعالی ذرنی و
من خلقت وحیداً الآیه دلالت بالاشارة بر حائلیة ش از حول الضم بمعنی بیانِ دو چیز درآمدن برای منع چیزی
ھ باختیار آنحضرت صلعم بالحال برای منع عذاب میکند زهی عظمة رحمة للعالمین والا مفهوم ذرنی ومن خلقت وحیداً الفهم نامم بگو

حالانکہ مغفرت متحقق ہونیکے شفاعت بالحقیقة کا نہونا باطل ہی کیونکہ تحقیق مغفرت شفاعت کو متحقق کر رہا ہے۔ اور وجود
بالنسبة بسبب عدم بالحقیقت کے باطل ہی اس لئے کہ نسبت کا قرار حقیقت سے ہی جسکی حقیقت معدوم ہو گی
اسکی نسبت کا وجود باطل ہوگا۔ پس اس تقریر جملہ آخر کتاب میں اصل ادعائے متخاصمین کا دوسری طرح پر ابطال
ہے۔ اور اگر پھر آیات کفار کے ساتھ منسوب کیجاویں تو یہ اثبات شفاعت کا جو منفی شفاعت سے ہی بسبب
شفاعت بالحقیقت نہونے کے اور بوجہ وجود شفاعت بالنسبة کے کہ درصورت اذن اسکو اضطرار لازم
ہے اصنام وغیرہ سے ہو جو ممنوع الشفاعت ہیں یعنی اون کے لئے شفاعت کی ممانعت ہے یا پیغمبروں سے اور
اون کے سوا غیر سے ہو جو مختار الشفاعت ہیں یعنی انکو شفاعت کا اختیار دیا گیا ہے جیسا مذکور ہوا۔ انہیں کفار کی
نسبت ہی یعنی یہ اثبات شفاعت کا اوسکی منفی سے بسبب عدم بالحقیقت اور وجود بالنسبة شفاعت کے خواہ اصنام وغیرہ ممنوع
الشفاعت سے ہو یا انبیاء اولیاء وغیرہ مختار الشفاعت سے ہو نسبت انہیں کفار کی ہے حالانکہ یہ سب یعنی شفاعت
اثبات شفاعت کی منفی سے بسبب عدم شفاعت بالحقیقت کے اور اسکی وجود بالنسبت کے کہ محتاج بالحقیقت ہے کفار کے
حق میں مغفرت اور حقیقت شفاعت معدوم ہونیکے سبب باطل ہے اور یہ بھی سمجھنا چاہئے کہ فرمایا خدا تعالیٰ نے
سورہ مدثر کے اول رکوع میں ذرنی ومن خلقت وحیداً الآیہ یعنی اس شخص کو مجھی پر چھوڑ دے جسکو مینے اکلوتا پیدا کیا
یہ آیت کریمہ جس سے حائلیت پر بالاشارت دلالت ہو رہی ہے۔ کیونکہ حائلیة حول بالضم سے مشتق ہے جسکے معنی دو چیز
درمیان منع کیواسطے کسی چیز کا داخل ہونا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بالحال اختیار پر منع عذاب کیواسطے دلالت کر رہی ہی پس کیسی کچھ عظمت رحمة للعالمین

دردمندے باستدراک حقیقة ذرنی ومن خلقت وحیداً آرزو کرد ناگاه مشرف شد دید که
عالمے در تحت قلب حضرت نبی اُمی صلعم کانه قطرةٌ فی الیم وحضرت نبی الرحمة صلعم را التفاتی
بسوی العالم بنا بر شفاعة دران توجه تام که بسوئے رب العالمین است موجود و بهمه وجوه شفاعة
در ذات مبارک صلعم عیان یعنی شفاعة بالمحبیة و بالمحبوبیة الذاتیة والصفاتیة و بالرسالة
و بالوجاهة ثم اصاب بما اصاب و این حائلیة دائمی است بدلالة عموم من و نیز
باید دانست در سورهٔ انفال قال الله تعالےٰ ما کان الله لیعذبهم وانت فیهم
الآیه ترجمه زیبا نیست که الله تعالی عذاب کند ایشانرا وحال آنکه تو باشی در ایشان
بدانکه میان بودن حضرت صلعم حقیقتاً است آں اتصاف متصف بصفات اواست
صلعم تضمناً و مجازاً آں اتصاف متصف بصفات اواست صلعم التزاماً و نیز میان بودن حقیقتاً
موجودیت فی زمان حیاته است صلعم ومجازاً موجودیت فی غیر زمان حیاته است صلعم پس میان
صحابه رض حقیقتاً است اتصافاً تضمناً و موجودیتاً

ایک دردمندنے ذرنی ومن خلقت وحیداً کی حقیقت پالینے کی آرزو کی۔ ناگاہ مشرف ہوا۔ تو دیکھا کہ حضرت نبی
امی صلے اللہ علیہ وسلم کے قلب کے تحت میں ایک عالم کانہ قطرةٌ فی الیم ہے یعنی گویا دریا میں ایک قطرہ ہی۔ اور حضرت نبی الرحمت صلی اللہ
علیہ وسلم کو اُس پوری توجہ میں کہ رب العالمین کیطرف ہی ایک التفات اُس عالم کیطرف بنا بر شفاعت موجود ہی۔ اور ذات مبارک
صلے اللہ علیہ وسلم میں شفاعت کے سب وجوہ عیاں ہیں یعنی شفاعت بوجہ محبیت اور بوجہ محبوبیت ذاتیہ اور صفاتیہ اور رسالت
اور بوجہ وجاہت ثم اصاب بما اصاب یعنی پھر جسے جو پایا پایا۔ اور یہ حائلیت دائمی ہے جس پر من کا عموم
دلالت کر رہا ہے۔ اور یہ بھی سمجھنا چاہئے کہ فرمایا خدائے برتر نے سورهٔ انفال رکوع چہارم میں ما کان اللہ
لیعذبهم وانت فیهم الآیہ یعنی نہیں زیبا ہے کہ خدائے تعالےٰ اُنکو عذاب کرے اور حال یہ ہے کہ
آپ اُن میں موجود ہوں۔
-معلوم ہو کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا درمیان میں ہونا حقیقی طور پر ہے۔ اور یہ متصف ہونا ہی
آپ کے صفات کے ساتھ متضمن ہو کر کسی متصف کا یعنی جو کوئی موصوف بصفت ہو۔ اور مجازی طور پر اس
طرح کہ وہ متصف ہونا ہے آپ کے صفات کے ساتھ ملتزم ہو کر کسی متصف کا کہ موصوف بہ صفت ہو
التزاماً۔ اور آپکا درمیان میں ہونا حقیقی طور پر یہ بھی ہے کہ وہ موجود ہونا آپ کے زمانہ حیات میں ہے۔ اور
موجود ہونا مجازی طور پر یہ بھی ہے کہ وہ آپ کے غیر زمانۂ حیات میں موجود ہونا ہے پس درمیان صحابہ
رضی اللہ عنہم کے آپکا حقیقی طور پر ہونا تضمنی طور پر متصف ہو کر اور بذات خود موجود رہ کر ہے

ومیان مومنین غیر صحابہ حقیقتاً است اتصافاً ضمیناً ومجازاً است موجودیتاً ومیان کفار فی زمان حیاتہ صلعم حقیقتاً است موجودیتاً ومجازاً است اتصافاً التزاماً ومیان کفار فی غیر زمان حیاتہ صلعم مجازاً است موجودیتاً واتصافاً التزاماً وہرگاہ مجازاً مانع عذاب است پس حقیقتاً بالاولویۃ مانع وظاہر است کہ نجات بر قدر اتصاف تضمنی است چنانکہ فرمود سبحانہ فاما الذین آمنوا وعملوا الصالحات فیدخلھم ربھم فی رحمتہ ط ذالک ھو الفوز المبین ٥ فیا اسفا علی یا رب شرفنا بجمالہ وترحمنا بہ وہرگاہ محض وجود باجود صلعم حجاب عذاب ست وماکان دلالۃ میکند بر تحقق نفی عذاب پس وقت خواست چہا باشد تا آنکہ بسر موئے مبارکش صلعم جہانی را بخشند شاید کما قال سبحانہ ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ الآیہ ترجمہ دیگر آنست کہ ہر آئینہ زود خواہد بخشید ترا رب تو از بخشیدنی عام کہ خوشنود خواہی شد

اور مومنین غیر صحابہ کے درمیان آپکا حقیقی طور پر ہونا تضمنی اتصاف کے طور پر ہونا اور موجود رہکر مجازی طور پر ہے۔ اور کفار کے درمیان آپ کا آپ کے زمانۂ حیات میں ہونا واقعی حقیقتاً موجود ہوتا ہے۔ ولیکن التزامی اتصاف کے طور پر مجازاً موجود ہوتا ہے اور غیر زمانۂ حیات میں آپ کا درمیان کفار ہونا مجازاً موجود ہوکر ہے امر التزاماً متصف ہوکر۔ اور جب آپکا مجازی طور پر ہونا عذاب کا مانع ہے تو حقیقی طور پر آپ کا وجود مبارک بالاولویت مانع عذاب ہے۔ اور ظاہر ہے کہ نجات اتصاف تضمنی کے اندازہ پر ہے جیسا کہ فرمایا حق سبحانہ نے سورۂ جاثیہ رکوع چہار پارہ بجیس میں فاما الذین آمنوا وعملوا الصلحت فیدخلھم ربھم فی رحمتہ ط ذلک ھو الفوز المبین ٥ یعنی پھر لیکن جو ایمان لائے اور نیک کام انہوں نے کئے پس ان کو انکا رب اپنی رحمت میں داخل کریگا۔ صریح کامیابی وہ یہ ہے فیا اسفا علی یا رب شرفنا بجمالہ وترحمنا بہ یعنی پس اسے افسوس ہے خود پر اسے میرے رب ہمکو آپکے جمال سے مشرف فرما اور آپ کے سبب ہمپر رحمت کر۔ اور جب صرف وجود صلعم حجاب عذاب ہے۔ اور ماکان نفی عذاب کے تحقق پر دلالت کر رہا ہے پس وقت طلب و خواست مجاب کیسا کچھ ہوگا۔ یہانتک کہ آپکے سر کے مو مبارک یعنی نوک بال کے طفیل میں تمام جہان کو بخشدیں تو لائق ہے جیسا فرمایا حق سبحانہ نے کہ تائید کلام سابق پر سورۂ والضحیٰ میں ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ الآیہ یعنی دوسری آیتہ البتہ

بدانکہ عطا از ضمن فضل است وایتاء از ضمن حکمۃ و فترضیٰ دلالۃ میکند بر کمال عطا ور رضائی نفس مبارکش صلعم و قبول شفاعۃ اختیاری در ضمن عطاہا بانکہ ش تعلیل ثبوت مفہوم جملہ سابق یعنی کمال عطا و رضائے نفس مبارکش صلعم و قبول شفاعۃ اختیاریش صلعم ھ این فاء تفسیر است از کمال اعطاء عام از خواستہ و ناخواستہ برائے ذات و متعلقات باشارہ تعدیہ متعدی و خذف مفعول ثانی بر کثرت و توسعہ مفاعیل و ہم تعظیم معطی کہ ش کاف بیان از کمال عطا ھ لازم کند رضائے نفس معطی لہ را ورنہ ناقص باشد زیرا کہ ش تعلیل فا تفسیر ھ تعقیب و شرط رضا نسبۃ بمظہر رضا باطل است و بآنکہ ش عطف است بر تعلیل ثبوت کمال عطاء وغیرہ ھ مرویست لما نزلت قال علیہ الصلوٰۃ والسلام اذا لا ارضیٰ قطوو احد من امتی فی النار الحدیث یعنی ہرگاہ نازل شد این آیہ فرمود صلعم ہرگاہ چنین باشد راضی نشوم ہرگز حالیکہ یکے از امتم در دوزخ باشد

معلوم ہو کہ عطا یعنی بخشش ضمن فضل سے ہے۔ اور ایتاء یعنی دینا ضمن حکمت سے ہے۔ اور فترضیٰ کمال عطا پر۔ اور نفس مبارک صلے اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی و رضا پر۔ اور شفاعت اختیاری کے قبول پر کہ عطاؤں کے ضمن میں یہ بھی ہے دلالت کر رہا ہے اس لئے کہ یہ فا جو ترضیٰ پر ہے تفسیر ہے کمال عطا کی عام خواستہ اور ناخواستہ سے آپکی ذات والا اور آپ کے متعلقات کیواسطے کیونکہ فعل متعدی یعطی کا تعدیہ اور مفعول ثانی کا حذف کثرت پر اور مفعولون کے توسع پر اشارہ کر رہا ہے۔ اور معطی کی تعظیم پر بھی کہ اس کی کمال بخشش نفس معطی لہ کی یعنی جس کے لئے عطا ہو خوشنودی کو لازم کرلے ورنہ عطا ناقص ہوگی اس لئے کہ حرف فا کا تعقیب اور رضا کا شرط قرار دینا مظہر رضا کی نسبت باطل ہے۔ پس فترضیٰ کی دلالت کمال عطا پر۔ اور خوشنودی نفس مبارک صلے اللہ علیہ وسلم پر۔ اور آپ کی شفاعت اختیاری کے قبول پر اسی سبب سے ہے اور دوسری دلیل دلالت فترضیٰ کی یہ ہے کہ مروی ہے کہ جب یہ آیت کریمہ ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ نازل ہوئی اسوقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اذا لا ارضیٰ قط و واحد من امتی فی النار الحدیث یعنی جب ایسا ہوگا میں ہرگز راضی نہونگا اس وقت تک کہ میری امت سے کوئی ایک دوزخ میں ہوگا تا آخر حدیث

ترجمہ آیت ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ الآیہ

ولا ارضی مشروط بحالت مذکور از ناز محبوبیۃ و نیاز محبیۃ است والا فکیف یا آنکہ انت
فیہم بمعنی حائلیۃ بالاختیار است و نیز باید دانست قال اللہ تعالے وما ارسلناک الا رحمۃ
للعالمین ۰ **ترجمہ** و نفرستادیم ترا اگر رحمت برائے عالم۔ بدانکہ مقصود این استثنا
از نفی افادت تاکید ثبوت و حصر است و رحمۃ للعالمین در تبع رب العالمین در
وجہ تضمن والتزام است بدانکہ رحمۃ مفعول مطلق **ش** اے رحمنا رحمۃ **ھ** است
یا مفعول لہ **ش** ارسلناک **ھ** یا مفعول ثانی تابع مفعول بہ مبالغۃ للفاعل
ش اے ارسلناک رحیماً **ھ** یا بمعنی نفس صفۃ و درین خط دل دردمندان
است از مرتبہ خلق تا استحالہ بحجاب منسوب بذات تعالے مشاہدہ
جمال است ہرگاہ شفاعۃ از اقتضاے رحمۃ عام تواند شد اذن در
سلب **ش** شفاعۃ **ھ** باشد نہ در ثبوت **ش** شفاعۃ **ھ** بالحقیقۃ والا نفی
رحمۃ عام است۔

ترجمہ۔ اور لا ارضی کا یعنی میں ہرگز نہیں راضی ہونگا۔ حالت مذکور کے ساتھ مشروط ہونا ناز محبوبیت اور نیاز محبیت
کے سبب ہے ورنہ یہ رضامندی کیسے مشروط ہو سکتی ہے یا یہ کہ انت فیہم حائلیت بالاختیار کے معنی میں ہے یعنی
آپ اُن کے درمیان میں حائل بالاختیار ہیں کہ حجاب عذاب مانع عذاب ہیں بقول کسی کے ع کی فرشتوں کی راہ بر
اور یہ بھی معلوم کرنا چاہئے کہ فرمایا خدائے برتر نے سورہ انبیا ورکوع سات میں وما ارسلناک الا رحمۃ
للعالمین ۰ یعنی اور نہیں بھیجا ہمنے آپ کو مگر ساری جہان کیواسطے رحمت معلوم ہو کہ اس استثنار کا مقصود نفی سے تاکید ثبوت
اور حصر کا فائدہ دینا ہے۔ اور رحمۃ للعالمین تبع میں رب العالمین کی وجہ تضمن و التزام میں ہے معلوم ہو کہ رحمت مفعول مطلق
ہے یعنی اصل تقدیر میں اسطرح ہے الا رحمنا رحمۃ للعالمین ۰ یعنی ہمنے آپکو نہیں بھیجا مگر رحم کیا ہے رحمت کا ہمنے ساری جہان کے
لئے آپکے بھیجنے میں۔ یا رحمت مفعول لہ ارسلناک ہے جسکے معنی یہ ہوئے کہ ہمنے آپکو رحمت کیلئے بھیجا ہے۔ یا یہ مفعول بہ کا تابع و دوسرا مفعول
ہے فعل متعدی ارسلنا کی ضمیر مخاطب متصل کا بطور مبالغہ فاعل کیلئے یعنی ارسلناک رحیماً ہمنے آپکو بھیجا رحیم۔ یا بخلاف مبالغہ کہ فاعل کیلئے
ہے یہ رحمت بمعنی نفس صفت ہے اور اس میں دردمندوں کے دل کا خط ہے مرتبہ خلق سے لیکر استحالہ تک مرتبہ حجاب کیساتھ جو منسوب ہے ذات
تعالے کو کہ یہ مشاہدہ جمال ہے۔ جبکہ شفاعت رحمت کے اقتضا سے عام ہو سکتی ہے تو اذن سلب شفاعت میں ہوگا نہ
ثبوت میں شفاعت بالحقیقت کے ورنہ عام رحمت کے نفی ہے کیونکہ رحمت عام جسمیں شفاعت بھی داخل ہے نفس
صفت ہے وہ اذن کو نہیں چاہتی لہذا شفاعت بھی بے قید اذن عام ہونی چاہئے تا رحمت عامہ بے قید ثابت
ہو پس اذن نفی شفاعت میں ہونا چاہئے نہ اُسکے ثبوت بالحقیقت میں

و نیز باید دانست قال اللہ تعالے عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا
مَّحْمُوْدًا ۰ **ترجمہ** قریب است اینکہ خواہد انگیخت ترا رب تو بر مقام
محمود۔ بدانکہ عسی مخبر است بر توقع قربت فعل بفاعل قدیم با خبار **ش** فکیف
ابطالہ و در معنی مقام محمود اختلاف بسیار است و حاصل ہمہ شفاعۃ است و این
مقامی است موعود چنانکہ در لباب از عمر رض در معنی مقام محمود منقول است
قال رسول اللہ تعالے صلعم یدنینی اللہ فیقعدنی معہ علی العرش۔ در
اسرار این حدیث شریف اشارتی اجمالی از حقایق قاب قوسین میکنم
از انجا کہ آخرت محل ظہور تام مقصود است این اقعاد در اظہار
انطباق ضروری مظہریۃ صلعم بمفہوم اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی
است و این است مقام محمود

ترجمہ۔ اور یہ بھی جاننا چاہئے کہ فرمایا خدا تعالے نے سورہ بنی اسرائیل رکوع نو میں
عسی ان یبعثک ربک مقاماً محموداً ۰ یعنی قریب ہے یہ کہ اُٹھائیگا آپ کو آپ کا رب مقام
محمود پر۔ معلوم ہو کہ لفظ عسی خبر دے رہا ہے فعل کے قریب ہونے کی توقع پر فاعل قدیم
سے اس کی خبر دینے کے سبب پس ایسا فعل جس کے قریب واقع ہونے کی توقع
فاعل قدیم سے اُس کے خبر دینے کے سبب ہو اس کا ابطال کیسے ہو سکتا ہے
اور مقام محمود کے معنی میں بہت اختلاف ہے۔ اور حاصل سبکا شفاعت ہے۔ اور یہ
ایک موعود مقام ہے جیسا کتاب لباب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مقام محمود
کے معنی میں منقول ہے فرمایا رسول خدائے تعالے صلے اللہ علیہ وسلم نے یدنینی اللہ
فیقعدنی معہ علی العرش۔ یعنی اللہ مجکو قریب کر لیگا پھر مجکو اپنے ساتھ عرش پر بٹھلائے
گا اس حدیث شریف کے اسرار میں کچھ اجمالی اشارت قاب قوسین کے حقایق کی کرتا
ہوں۔ چونکہ آخرت مقصود کے پورے ظہور کی جگہ ہے یہ اقعاد مظہریت صلعم کے انطباق
ضروری کے اظہار میں موافق مفہوم کریمہ الرحمن علی العرش استوی کے ہے جو
سورہ طہ کے اول رکوع میں ہے یعنی رحمن عرش پر یعنی تخت پر برابر ہوگیا مطلب یہ ہے کہ آخرت چونکہ محل ہے ظہور
تام کا جو مقصود ہے یا آخرت مقصود کے پورے اظہار کی جگہ ہے اس بٹھلانے سے اُس ضروری مطابقت کا ظاہر کرنا ہے
جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مظہر ہونے میں اس آیت کریمہ کے مفہوم کے موافق ہے کہ یہ رحمن اس تخت پر برابر ہوگیا اور یہی مقام محمود ہے

وازینجا احاطۂ کلی بر ممکنات متضمنۂ موجودات ومسلوبات عیاں خواہد شد پس تا آنکہ
درہر دلی کہ نوری ازاں نور اللہ تعالے است مقتضی انجذاب ازطرفین خواہد گشت حقیقۃ
شفاعت کبری کہ عبارت است از شفاعۃ عامہ براے مومنیں امتش صلعم وغیر آں از
اینجااست فَتَبَارَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ ۰ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۰ اللہم صل وسلم علی محمد حبیبک
مظہر انوارک تماماً وشفعہ فینا وترحمنا بہ ۔ ودر مسند خوارزمی عن ابی سعید خدری رض
عن النبی صلعم فی قولہ تعالے عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ الخ قال المقام المحمود الشفاعۃ یعذب
اللہ قوماً من اہل الایمان بذنوبہم ثم یخرجہم بشفاعۃ محمد الحدیث صلعم تطبیق باین تواند شد چہ
قبول شفاعت خاص وعام از مخصوصات آں مقام موعود است نہ آنکہ شفاعۃ موعود
باشد سأل رسول اللہ تعالے صلعم والبعث مقاماً محموداً ن الذی
وعدتہ

اور یہیں سے کلی احاطہ حضور صلعم کا تمام ممکنات پر جو موجودات اور
سلوبات کو متضمن ہیں یعنی یہ سب ان کے ضمن میں آگئے ہیں ۔
عیاں ہو جائیگا پس یہانتک کہ اس اللہ تعالے کے نور سے جس کسی دل میں کہ کچھ نور ہے وہ دو طرفین سے انجذاب
کا مقتضی ہو گا یعنی کشش کا خواہشمند ہو گا پس شفاعت کبری کی حقیقت کہ یہی عبارت شفاعت عامہ سے ہے آپ کی
امت کے مومنین اور انکے غیر کے لئے یہیں سے ثابت ہو رہی ہے فتبارک اللہ احسن الخالقین ۰ والحمد للہ
رب العالمین ۰ یہ کریمہ سورہ مومنون کے اول رکوع اٹھارویں پارہ میں ہے یعنی پس برکت والا ہے اللہ یعنی پاکی اور
بلندی اور زیادتی کا مستحق اللہ ہے جو سب میں اچھا بنانے والا ہے اور سب تعریف جیسی جتنی ہونی چاہیے خدا کو ہی
زیبا ہے جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے اللہم صل وسلم علی محمد حبیبک مظہر انوارک تماماً وشفعہ فینا وترحمنا بہ
یعنی اے میرے خدا رحمت اور سلامتی بھیج محمد صلعم پر جو تیرا حبیب اور تیرے انوار کا پورا پورا مظہر ہے اور انکو ہم میں شفیع گردان اور
انکے طفیل میں رحمت کا ہمیں مستحق کر دے آمین آمین ثم آمین ۔ اور مسند خوارزمی میں ہی بروایت حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے اللہ تعالے کے اس قول عسیٰ ان یبعثک ربک الخ کی تفسیر میں کہ فرمایا یہ جو مقام محمود ہے یہی شفاعت ہے کہ اللہ تعالی اہل ایمان
میں سے ایک قوم کو ان کے گناہوں کے سبب عذاب کریگا پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے انہیں نکال لیگا تا آخر اس حدیث
صلعم کی تطبیق اس آیۃ کریمہ مذکورہ سے ہو سکتی ہے کیونکہ خاص و عام کی شفاعت کا مقبول ہونا اس مقام موعود کے مخصوصات
سے ہے نہ یہ کہ شفاعت موعود ہو جاوے کہ سو لخدا تعالی صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا جناب الٰہی میں مانگی ہے وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَا نِ الَّذِیْ وَعَدْتَہٗ
یعنی اور اٹھا تو انکو مقام محمود میں جسکا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے یہاں ضمیر غائب سے مراد آپ کی ذات پاک ہے

وشفاعۃ از صفات اختیاریۂ ذات مبارکش صلعم است پس معنی نیست بوعدگی
آن ونیز باید دانست کہ استغفار شفاعۃ است کما قال اللہ تعالے واستغفر
لذنبک وللمومنین والمومنات الآیہ تاویل ذنبک در تفسیر کریمہ انا فتحنا الآیہ نوشتہ
شد سخن درین است کہ صیغہ امر مشعر است بہ تشریف بالخطاب بہ بجا
آوری شفاعۃ براے مذنبین خصوصاً لامتہ صلعم وعموماً لغیرہا حالاً ومآلاً کہ از مرضیات
خداوند کریم عم کرمہ است تا مبادا کہ خلافی یا تہاونی دران از دیگرے رو
نماید باشارتِ مخصوصہ بدیگران چہ رحمۃ للعالمیں صلعم از خلاف وتہاون دراں
مبرا ومنزہ است نہ اینکہ شفاعۃ صفۃ اختیاری ثابت موقوف بر امر است
بل چنانست کہ امر بر حاصل مُشعر بر تشریف بالخطاب است ومخصوص
بالمعاملہ غیر او است صلعم ودریں صورت بتاویلِ ذنب حاجت
نیست

اور شفاعت آنحضرت صلعم کی ذات مبارک کے صفات اختیاریہ میں سے ہے پس اُس
کیلئے وعدہ کے کچھ معنی نہیں ہیں ۔ اور یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ استغفار شفاعت ہی ہے جیسا فرمایا
خدائے برتر نے سورہ محمد کے دوسرے رکوع میں وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِکَ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ
الآیہ یعنی اور آپ اپنے ذنب کیلئے اور خاص مومنین اور مومنات کیلئے مغفرت مانگئے ۔ لفظ ذنبک
کی تاویل کریمہ انا فتحنا الخ کی تفسیر میں لکھی گئی ۔ گفتگو اس میں ہے کہ یہاں صیغۂ امر تشریف بالخطاب کا مشعر ہے یعنی یہ
امر اسبات کی آگاہی دے رہا ہے کہ آپکو خطاب کر کے شرف و عزت دینا منظور حق ہے رہا امر وہ گنہگاروں کیلئے
بجا آوری شفاعت میں ہے کہ انکیں خاصکر آپکی امت کیواسطے اور عام کر دوسرے انبیاء کی امتوں کیلئے بنا بر حال و مآل
کے یعنی یہ سفارش اُنکے لئے مغفرت گناہان حال کی نسبت ہے اور انکے انجام کار کے خیال پر بھی ہے ۔ اور وہ خداوند
کریم جسکا کرم عام ہے یہ بجا آوری اُسکی مرضیات اور پسندیدگی سے ہے تا ایسا نہو کہ کسی دوسرے سے اس میں کچھ
خلاف یا کچھ سستی ظاہر ہو کہ اس پر وللمؤمنین والمؤمنات سے دوسروں کی نسبت مخصوص اشارت
ہو رہی ہے اس لئے کہ رحمۃ للعالمین صلعم اس بجا آوری میں خلاف اور سستی کرنے سے مبرا اور منزہ پاک
وصاف ہیں نہ یہ کہ شفاعت جسکا صفت اختیاری ہونا ثابت ہے وہ امر پر موقوف ہے بلکہ ایسا ہے کہ امر کا
حاصل پر ہونا اسبات کی آگاہی ہے کہ خطاب بنا بر تشریف اور اعزاز ہے اور مخصوص بالمعاملہ حضور
صلعم کے سوا اور لوگ ہیں ۔ اور اس صورت میں ذنب کی تاویل کی حاجت نہیں ہے

ترجمہ آیۃ واستغفر لذنبک وللمؤمنین والمؤمنات الآیۃ

و نیز باید دانست کہ شفاعۃ از جنسِ دعا است و دعا باختیار است در آخر سورۂ توبہ قال اللہ تعالےٰ وَمِنَ الاعراب من یؤمن باللہ والیوم الآخر ویتخذ ما ینفق قربات عند اللہ وصلوات الرسول ط الا انہا قربۃ لہم ط سیدخلہم اللہ فی رحمتہ ط ان اللہ غفور رحیم ۝ **ترجمہ** از دہقانان کسے است کہ میگرو و بخدائے عزوجل و روز آخرت و میگیر و ای اختیار میکند چیزے را کہ میدہد برائے قربت خود نزد خدائے عزوجل و برائے رحمۃِ رسول صلعم آگاہ باش کہ تحقیق آن رحمت وسیلۂ قربت متحقق الحقیقۃ است بحذف مضاف مبالغۃً لہ ش ای للمضاف چنانکہ تقدیرش وسیلہ قربت مذکور شدہ برائے شان فی الحال در می آرد ایشان را اللہ تعالیٰ در رحمت خود تعالیٰ تحقیق اللہ تعالےٰ پوشندۂ ذنوب متصدقانست لِاَنَّ الصدقۃ مکفرۃ و مہربان است بر متوسلان رحمت رسول صلعم وَاِنَّ الرحمۃ واسعۃ و قریبۃ۔ و از الا انہا قربۃ واضح است کہ اعلیٰ و اولیٰ وسائل توسل برسول صلعم است وہم برحمتش صلعم بمقابلۂ ما ینفق

ترجمہ۔ اور یہ بھی جاننا چاہئے کہ شفاعت جنس دعا سے ہے۔ اور دعا اختیاری ہے کہ خدا تعالیٰ نے آخر سورہ توبہ رکوع بارہ میں فرمایا ہے وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ یُّؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَیَتَّخِذُ مَا یُنْفِقُ قُرُبَاتٍ عِنْدَ اللّٰہِ وَصَلَوَاتِ الرَّسُوْلِ ط اَلَآ اِنَّھَا قُرْبَۃٌ لَّھُمْ ط سَیُدْخِلُھُمُ اللّٰہُ فِیْ رَحْمَتِہٖ ط اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ یعنی دہقانوں میں سے جو کوئی کہ خدائے عزوجل اور روز آخرت پر ایمان لاتا ہے اور محبت کرتا ہے اور لیتا ہے یعنی اختیار کرتا ہے اُس چیز کو کہ دیتا اور خرچ کرتا ہے اپنی قربت حاصل کرنیکی غرض سے خدائے عزوجل کے پاس اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی رحمت کیلئے۔ خبردار ہو جاؤ کہ بیشک وہ رحمت اُن کیلئے وسیلۂ قربت ہے کہ حقیقت اُس کی متحقق ہے۔ یہاں لفظ وسیلہ مضاف کا حذف جسکا مضاف الیہ قربت ہے مضاف کے مبالغہ کی غرض سے ہے چنانچہ ترجمہ میں وسیلۂ قربت اسکی تقدیر مذکور ہو چکی۔ خدا تعالےٰ اسیوقت اُنکو اپنی رحمت میں داخل کر لیتا ہے۔ بیشک خدائے تعالےٰ صدقہ دینے والوں کے گناہوں کا چھپا لینے والا ہے لان الصدقۃ مکفرۃ کیونکہ یقینی صدقہ چھپانیوالا گناہوں کا دور کرنیوالا ہے یا بدل ہے۔ اور البتہ مہربان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کے وسیلہ کرنیوالوں پر وان الرحمۃ واسعۃ و قریبۃ حالانکہ یقینی رحمت وسعت والی ہے اور قریب ہے۔ اور الا انہا قربۃ سے واضح ہے کہ وسیلوں میں سب سے بڑا اور بہت مناسب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیساتھ وسیلہ کرنا ہے۔ اور آپکی رحمت کیساتھ بھی۔ جبکہ ما ینفق کے مقابلہ میں ہو یعنی اُس چیز کے مقابلہ میں جو بغرض قربت عند اللہ خرچ کیجاوے

و مؤید است برین قول اللہ تعالےٰ خذ من اموالہم صدقۃ تطہرہم و تزکیہم بہا و صل علیہم ط ان صلوتک سکن لہم ط واللہ سمیع علیم ۝ **ترجمہ** ای حبیب من بگیر یعنی قبول کُن از مالہاے ایشان کہ از روئے ہدیہ مخصوصہ برای تو بوجہ اللہ تعالےٰ است و اعراض مکن از شرم منت ہدیہ ایشان بہمتِ علیا و رتبت عظمیٰ توانی کہ بسیار پاک خواہی کرد ظاہر ایشان را از آنچہ باید و بسیار پاک خواہی نمود باطن ایشان را از آنچہ شاید بافاضتِ ہمت علیا اختیاریہ بر آن ہدیہ و آیں احسان تو برایشان فائق از فائق است۔ ایں اعجازی است کہ ہنوز بنفسہ اظہر و ہم در بتبعیت بکرامۃ مستتر و رحمت کُن برایشان تحقیق رحمت تو آرامش است برائے ایشان از ہر اضطرار بوجہ رافتِ تو و نزول رحمت پروردگار

ترجمہ۔ اور اُس پر قول خدائے برتر تائید کر رہا ہے جو سورۂ توبہ رکوع تیرہ[۱۳] میں ہے خُذْ مِنْ اَمْوَالِھِمْ صَدَقَۃً تُطَھِّرُھُمْ وَتُزَکِّیْھِمْ بِھَا وَصَلِّ عَلَیْھِمْ ط اِنَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّھُمْ ط وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝ یعنی اے میری حبیب لیجئے یعنی قبول کیجئے اُن کے مالوں میں سے جو مخصوص ہدیہ کے طور آپ کے لئے بوجہ اللہ تعالےٰ ہے اور اُنکی نسبت ہدیہ کی شرم سے بسبب ہمت علیا اور رتبۂ عظمیٰ کے اعراض نکیجئے اور لینے سے منہ نپھیرئے۔ ہو سکتا ہے کہ بالعوض اس ہدیہ کے آپ اون کے ظاہر کو بہت کچھ جیسا کہ چاہئے پاک کر دینگے اور اون کے باطن کو جس کے وہ لایق ہیں بہت صاف کر دینگے اپنی اختیاریہ عالی ہمتی کی فیض رسانی سے۔ اور یہ آپکا احسان اونپر بڑھیا سے بڑھیا ہے۔ اور یہ آپ کا ایسا اعجاز ہے کہ ابھی تک بنفسہ یہ اعجاز بہت ظاہر ہے اور آپ کی تبع و پیروی میں بھی بذریعہ کرامت مستتر و پوشیدہ ہے یعنی آپ کی پیروی میں یہ ظاہر و باطن کے پاک کرنیکا معجزہ پوشیدہ ہے جو بذریعہ کرامت اولیائے امت سے ظہور پاتا ہے۔ اور انپر رحمت کیجئے بیشک آپکی رحمت اون کے لئے سکون و راحت ہے ہر اضطرار سے بوجہ آپ کی رافت کے اور پروردگار کی نزول رحمت کے۔

وحال این است که اللہ تعالےٰ شنوا و دانا است بقول اخلاصِ شان و حقیقتش و باعراض تو از حیا و بوقوع عطا ہاے تو بظاہر و باطن ایشان بدآنکہ سبب وقوع امر عدم حصولِ مطلوب است پس خُذ دلالۃ میکند باصل لغۃ بر تاکید امر و اقتضاء میکند براعراض شدید آنحضرت صلعم حیاءً از منت ہدیہ بہمت عُلیا و رتبت عظمٰی و نیز از تطہرہم و تزکیہم کہ صفت فاعل خذ است اشارتی بآن است کہ این منت آنحضرت صلعم فائق از فایق است بے توقف و تضمن تطہیر و تزکیہ باخذِ ہدیہ کہ خلاف حقیقۃ و دلالۃ تطہیر و تزکی مرفوع است و ہدیہ مخصوصہ او انست کہ غیرش برای رسول اللہ تعالےٰ صلعم ممنوع است بشان عظمتش صلعم و صفتِ تطہیر و تزکیہ مشترک الوصف است باللہ سبحانہ

کما قال یطہرکم تطہیرا۔

وحال یہ ہے کہ خدائے برتر سنتا اور جانتا ہے اون کے اخلاصمند قول کو اور اسکی حقیقت کو اور حیاسے آپکے اعراض کو اور آپکی بخششوں کے واقع ہونیکو اُنکے ظاہر اور باطن پر۔ معلوم ہو کہ امر کے وقوع ہونیکا سبب مطلوب کا نہ حاصل ہونا ہے پس لفظ خذ اصل لغت کی بنا پر امر کی تاکید پر دلالت کرتا ہے۔ اور اقتضاء کرتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمت علیا اور رتبۂ عظمٰی کے سبب منت ہدیہ کی حیا سے آپکی سخت اعراض کی اور الفاظ تطہرہم و تزکیہم سے ہی جو صفت ہیں خذ کے فاعل کی اسی اعراض کی طرف کسیقدر اشارہ ہے کیونکہ یہ منت آنحضرت صلعم فائق سے فائق ہے بغیر توقف اور متضمن ہے تطہیر اور تزکیہ کے اخذ ہدیہ پر یعنی آپکا انکو پاک وصاف کرنا بہت بڑا احسان ہے انکے حق میں اور یہ ہدیہ لینے پر موقوف نہیں ہے نہ یہ اُسکے ضمن میں ہے کیونکہ تطہرا اور تزکی خلاف حقیقت اور دلالت مرفوع واقع ہوا ہے یعنی تبع وصف فاعل خذ میں آکر پس پاک وصاف کرنیکے ساتھ ہدیہ لینے کو کچھ تعلق نہیں ہے بلکہ اسکی حالت میں رفعت ہے کہ مرفوع واقع ہوا ہے وہ بھی خلاف حقیقت اور دلالت اِسلئے کہ فاعل خذ کا یہ حقیقتاً نہیں ہو سکتا نہ اِس کے مرفوع ہونے پر بظاہر کوئی دلالت ہے البتہ وصف فاعل ہے لہذا اُسکے تبع میں مرفوع ہوا ہے پس رفعت شان اسی عالیشان کی خصوصیات سے ہے اُس کو اخذ ہدیہ سے کیا تعلق لہذا یہ منت فائق از فائق بے توقف و تضمن اخذ ہدیہ ہے اور یہ ہدیہ بھی مخصوص ہے اسلئے کہ سوائے ہدیہ مخصوصہ کے رسول خدائے تعالی صلعم کے لئے آپکی عظمت وشان کے سبب ہر قسم کا دینا ممنوع ہے۔ اور صفت تطہیر و تزکیہ اللہ سبحانہ کیساتھ مشترک الوصف ہے جیسا فرمایا صفت تطہیر یعنی پاک کرنیکی نسبت سورۂ احزاب رکوع تیسں ۳۰ پارہ بائیس ۲۲ میں یطہرکم تطہیرا

واللہ یزکی من یشاء کہ نسبتہ بحضرت انبیاء علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام اعجاز است و نسبتہ باولیاء اللہ تعالےٰ رضوان اللہ تعالےٰ علی شیوخی و علیہم کرامت است اختیاراً و اضطراراً اضافۃً الی یوم القیامۃ و صَلِّ ماخوذ است از صلوٰۃ کہ از پیغمبر صلے اللہ تعالےٰ علیہ و آلہ وسلم برامت است اختیاراً و اضطراراً در ضمن اضافۃ و احتیاجاً و عاءً الی اللہ تعالےٰ معطوف است بر خذ و صلہٴ علے مفارقت میکند از تخصیص بخلاف لہم پس اشارت بجواز عموم حاصل است۔ و نیز باید دانست کہ اخذِ ہدیہ و تطہیر و تزکیہ و تصلیہ دائمی است بنا بر ثبوت دوام حیات و تصرف حضرتش صلعم و عموم زمان از خذ و صَلِّ و تطہرہم و تزکیہم و خصوص محل کہ مقصود فی الکلام است مانع عموم زمان بنا بر ثبوت دوام حیات و تصرف حضرتش صلعم نتواند شد واللہ تعالےٰ اعلم و نیز باید دانست در شروع سورۂ یونس عم قال اللہ تعالیٰ

یعنی تمکو خدائے برتر جیسا پاک کرنا چاہئیے پاک کرتا ہے۔ اور صفت تزکیہ کی نسبت سورۂ نور رکوع سوم میں و سورۂ ن رکوع ہفتم میں واللہ یزکی من یشاء یعنی اور اللہ جسکو چاہتا ہے پاکیزہ کرتا ہے۔ پس یہ تطہیر و تزکیہ کی مشترک الوصف اللہ تعالی کیساتھ ہے حضرات انبیاء علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نسبت کرامت اعجاز ہے اور اولیاء اللہ کی نسبت کرامت ہے رضوان اللہ تعالی علی شیوخی و علیہم یعنی خوشنودیاں خدائے برتر کی ہو جو میرے شیوخ پر اور انپر۔ خواہ یہ تطہیر و تزکیہ اختیاری طور پر ہو خواہ اضطراری طور پر از روے اضافت کے دن قیامت تک یعنی باعتبار مخلوقیت نہ از روے استقلال۔ اور صَلِّ ماخوذ ہے صلوٰۃ سے بمعنی رحمت وغیرہ جو پیغمبر صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم سے امت پر ہے اختیاری و اضطراری طور پر ضمن اضافت میں نہ بصورت استقلال میں اور کہ بطور احتیاج ہی خدائے برتر کیطرف دعا کیصورت میں اور یہ صَلِّ معطوف ہے خذ پر اور اس پر صلۂ علی بخلاف لہم کے اسکو تخصیص سے جدا کر رہا ہے۔ پس عدم تخصیص کے سبب جواز عموم کا اشارہ حاصل ہے۔

۔ اور یہ بھی سمجھنا چاہئیے کہ اخذ ہدیہ یعنی ہدیہ لینا۔ اور تطہیر یعنی ظاہر کا پاک کرنا۔ اور تزکیہ یعنی باطن کا صاف کرنا۔ اور تصلیہ یعنی تسکین و رحمت کرنا۔ یہ سب دائمی ہے کیونکہ آنحضرت صلعم کی حیات دائمی اور آپ کا تصرف ثابت ہے اور خذ اور صَلِّ اور تطہرہم۔ اور تزکیہم سے زمانہ کا عام ہونا ثابت ہے۔ اور محل کی خصوصیت جو کلام میں مقصود ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دائمی حیات اور آپ کے تصرف کے ثابت ہونیکے سبب زمانہ کے عام ہونیکی مانع نہیں ہو سکتی واللہ تعالےٰ اعلم۔ اور یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ شروع سورۂ یونس عم میں فرمایا خدائے برتر نے

اَکَانَ لِلنَّاسِ عَجَباً اَنْ اَوْحَیْنَآ اِلٰی رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْآ اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ط قَالَ الْکٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِیْنٌ ہ اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ ط مَا مِنْ شَفِیْعٍ اِلَّا مِنْ بَعْدِ اِذْنِهٖ ط **ترجمہ** چرا شد برائے مردمان یعنی کافران تعجب انیکہ اخبار کردیم لبوئے مردیکہ از ایشان است بصفتہ جامعہ اینکہ بترسان مردمان را عموماً از ترسان یدنی و مژدہ رسان آنان را کہ گرویدند خصوصاً اینکہ خاص برائے شان است پیش روندہ ترصادقین را از روے صدق نزدیک پروردگارِ شان بدان کہ در معنی قدم صدق اختلاف بسیار است کہ مقصود آں ہمہ وسیلہ الی اللہ تعالےٰ است پس اقرب تادیلات بمقصود یعنی ذائت مبارک صلعم است از معنی لفظ وتسمیہ مبارک صلعم باین **ش** اے قدم صدق **ھ** ونسقِ عبارت عیانست

اَکَانَ للناس عجباً ان اوحینا الی رجل منهم ان انذر الناس بشر الذین اٰمنوا ان لهم قدم صدقٍ عند ربهم ط قال الکافرون اِنَّ هٰذَا السحر مبین ہ ان ربکم اللّٰه الذی خلق السمٰوٰت و الارض فی ستة ایام ثم استوٰی علی العرش یدبر الامر ط ما من شفیع الا من بعد اذنه ط یعنی لوگوں کو یعنی کافروں کو اس بات سے کیوں تعجب ہے کہ ہمنے اُن میں سے ایک ایسے مرد کی طرف خبر دینا اختیار کیا جو صفت میں اُن کا جامع ہے ۔ یہ کہ ڈراؤ لوگوں کو عام ڈرانیکے لایق چیزوں سے اور خوشخبری پہنچاؤ اُن کو جو گرویدہ ہو گئے خاصکر یہ کہ خاص اُنہیں کے لئے ہے ایک بہت آگے بڑھا ہوا سچوں کا سچائی کی راہ سے اون کے پروردگار کے نزدیک ۔ معلوم ہو کہ قدم صدق کے معنی میں بہت اختلاف ہے حالانکہ مقصود اون سب کا وسیلہ الی اللہ تعالےٰ ہے یعنی خدائے برتر کی طرف وسیلہ مراد ہے ۔ پس تاویلوں میں مقصود سے زیادہ قریب ذات مبارک صلے اللہ علیہ وسلم کے معنی ہیں کیونکہ اس لفظ کے معنی سے اور تسمیہ مبارک صلعم بھی اِس قدم صدق کے ہونے سے کہ آپ کے اسماء مبارک میں سے یہ بھی ایک اسم ہے اور نسق و ترتیب عبارت کریمہ مذکورہ سے یہی معنی ظاہر و عیاں ہیں

بدانکہ قدم مصدر است بمعنی پیش رفتن و درینجا بمعنی صفتہ بنابر غلو مبالغہ برائے فاعل مقدم مضمر متوسع بحذف کہ انبیاء ہستند بعموم نظم و حضرت محمد سید الانبیاء است بخصوص محل علیہ و علیہم الصلوٰۃ والسلام و مفعول متاخرش متوسع بحذف است و مضاف الیہ مذکور ممیز **ش** صیغۂ فاعل **ھ** پس تقدیرش قدام الصادقین صدقاً باشد و از عدم تعبیر صدق بہ نسبتی عموم و توسعش ظاہر و دلالتی بر معنی از لفظ رجل و از لفظ ساحر کہ در تقابلش بمعنی متعین متقاضی ذات است نہ صفتہ قریب تر است و باید دانست کہ پیران طریقۃ را رضی اللہ تعالی عنہم ہم شمول در معنی قدم صدق بعموم نظم تواند شد و البتہ در اثبات این مدعا بحث طویل است متفکر بہ فکر خودش برسد برسد یا **ش** تردید است بر لفظ ذات **ھ** شفاعۃ آنحضرت صلعم چنانکہ در تفسیر حسینی از عین المعانی مذکور است کہ از آنحضرت صلعم از معنی قدم صدق پرسیدند فرمود ہو شفاعتی توسلوا بی الی ربکم

ترجمہ معلوم ہو کہ قدم مصدر ہے جسکے معنی آگے چلنے کے ہیں اور یہاں معنی صفت میں ہے غلو مبالغہ کی بناپر فاعل مقدم کے لئے جو مضمر ہے اور حذف کے سبب متوسع کہ عموم نظم سے انبیاء مراد ہوتے ہیں اور خصوص محل سے حضرت محمد سید الانبیاء مراد ہیں آپ پر اور انپر صلوٰۃ وسلام ہوجو ۔ اور اس مفعول متاخر کہ وہ بھی حذف کے سبب متوسع ہے اور مضاف الیہ مذکور ہے یہ صدق ہے کہ ممیز ہے قدم کا یعنی تمیز دینے والا ۔ پس قدم صدق کی تقدیر یہ ہوگی قدام الصادقین صدقاً یعنی سچوں کا سچائی میں بڑا پیش رو یعنی اگوا ۔ اور صدق کی تعبیر کسی نسبت کے ساتھ نہونیکے سبب عموم اور اس کا توسع ظاہر ہے ۔ اور بڑی دلالت قریب تر اس معنی پر لفظ رجل اور لفظ ساحر سے ہے جو باہم اپنے مقابلہ میں ذات کے متقاضی ہیں نہ صفت کے ۔ اور سمجھنا چاہیئے کہ پیران طریقت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بھی اس معنی قدم صدق میں عموم نظم کے سبب شمول ہو سکتا ہے اور البتہ اس مدعا کے اثبات میں بحث طویل ہے متفکر خود اپنی فکر سے پہنچے تو پہنچے یا قدم صدق سے مراد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ہے جیسا تفسیر حسینی میں عین المعانی سے مذکور ہے کہ صحابہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے قدم صدق کے معنی کی نسبت پوچھا آپنے فرمایا هُوَ شَفَاعَتِیْ تَوَسَّلُوْا بِیْ اِلٰی رَبِّکُمْ یعنی وہ میری شفاعت ہے مجھے میری شفاعت کے مقصود پر وسیلہ اختیار کرو اپنے پروردگار کی طرف

یعنی توسل کنید بمن بمقصود شفاعتم سوئے پروردگار خودتان. و شفاعۃ یکے از عوارض بقیام حقیقی اوست صلعم کہ بقطع نظر از شفیع لاوجود لہا است و از ہو شفاعتی و توسّلوا بی مقصودیت ذات مبارک صلعم خود ظاہر است۔ یا عمل صالح وہم دریں صورت قدم صدق بمعنی حاصل مصدر یعنی روش است یا اسم جامد است چنانکہ وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا بحذف حرف جار و وقوع اضافۃ برائے قربۃ مضاف بمضاف الیہ فضلاً للمضاف پس قدم بمعنی کوشش ولسان بمعنی گفتار کہ از صفات است چنانکہ ید بمعنی قدرت و بخشش محاورۃً بحکم خصوصیۃ صفت بجوارح مخصوصہ ودریں صورت ش ای بمعنی عمل صالح ہ استشفاع کہ صفۃ مستشفع است اولی الوسائل است بتحقیق قبول یقینی شفاعۃ آنحضرت صلعم بخلاف دیگر صفات

اور شفاعت آپ کے اون عوارض میں سے ایک عارض ہے جنکو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قیام حقیقی ہے کہ شفیع سے قطع نظر کرکے لاوجود لہا ہے یعنی اُس کیلئے وجود نہیں ہے اور ہو شفاعتی سے یعنی وہ میری شفاعت ہے اور توسّلوا بی سے یعنی مجھے وسیلہ اختیار کرو ذات مبارک صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود ہونا خود ظاہر ہے۔

۔یا قدم صدق سے مراد عمل صالح ہے۔ اور اس صورتمیں بھی قدم صدق یا بمعنی حاصل مصدر ہے یعنی روش وچال۔ یا اسم جامد ہے جیسا کہ کریمہ وجعلنا لهم لسان صدق علیا ۰ سورہ مریم دوم رکوع میں یعنی اور بخشے ان کیلئے سچا بول اونچا کر دیا۔ کہ اس میں حرف جار محذوف ہے۔ اور مضاف کو مضاف الیہ کے ساتھ قریب ہونے کیلئے اضافت کا واقع ہونا فضلاً للمضاف ہے تاکہ مضاف الیہ کی قربت سے مضاف کو فضل حاصل ہو اور بسبب اضافت مضاف مضاف الیہ سے قریب ہو جائے پس قدم بمعنی کوشش اور لسان بمعنی گفتار کہ صفات سے ہیں جیسا ید بمعنی قدرت اور بخشش کے کہ بحکم خصوصیت صفت بجوارح مخصوصہ محاورہ میں ہے یعنی مخصوص جوارح کے ساتھ صفت کے خاص ہوجانے سے وہ جوارح حکم صفت میں ہوکر محاورہ میں اُسی صفت کے معنی ہیں وہ جوارح مستعمل ہوجاتا ہے جیسے قدم بمعنی کوشش اور لسان بمعنی گفتار آور ید بمعنی قدرت و بخشش کے باوجود اسم جامد ہونے کے خصوصیت صفت کیوجہ سے حکم صفت میں مستعمل بالمحاورہ ہیں۔ اور اسصورتمیں جبکہ قدم صدق بمعنی عمل صالح ہوا استشفاع

۴ یعنی طلب شفاعت جو مستشفع یعنی طالب شفاعت کی صفت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت یقینی قبول

بہ سبب ظنیۃ تحقق قبول بہ سبب ظنیۃ تحقق صحتش پس تحقق بشارت بر وسیلہ تحقق الحقیقۃ یعنی شفیع و شفاعۃ و استشفاع منطبق خواہد شد نہ بر وسیلہ مظنونۃ الصحۃ و بمعنی عمل صالح عموماً نیز باحتیاج تقدم متقلد عنہ مقدم المقصود ذات مبارکش صلعم است و مستحق بالاولویۃ بمعنی قدم صدق والا کیف العمل الصالح فلا مانع قال الکافرون الخ ترجمہ گفتند کافران تحقیق این ساحر ظاہر کنندۂ سحر است ان ربکم الخ ترجمہ تحقیق پروردگار شما کہ خطاب عام است اللہ ہست آنکہ پیدا کرد آسمانہا و زمین را در شش روز پس ظہور تجلیات قدیمہ بر عرش کرد باعتبار تنہائی حد امکان نہ تقید بمکان و تدبیر امر میکند بمراد خلق۔ التدبیر در پس چیزے آوردن چیزے ای گرفتن چیزے بمراد عاقبتش واللہ تعالے اعلم ش باید دانست معنی این آیۂ کریمہ توسعی در حد امکان دارد دریابد ہر کہ تواند۔

بخلاف دوسری صفتوں کے کہ انکی قبولیت ظنی متحقق ہونیکے سبب اور اُنکی صحت ظنی ثابت ہونیکے سبب وے اولی الوسائل نہیں ہوسکتیں۔ پس بشارت کا تحقق وسیلہ متحقق الحقیقت پر منطبق ہوگا یعنی شفیع اور شفاعت اور استشفاع پر۔ نہ تحقق بشارت منطبق ہوگا وسیلۂ مظنونۃ الصحۃ پر یعنی جس وسیلہ کی صحت ظنی ہو۔ اور عموماً عمل صالح کے معنی سے بھی بسبب احتیاج تقدم متقلد عنہ کے مقدم المقصود ذات مبارک حضور صلعم ہے اور مستحق بالاولویت قدم صدق کے معنی ہیں کیونکہ عمل صالح کے معنی کسی صالح کی تقلید کی احتیاج لازم ہے جس کا مقدم ہونا بغرض تقلید ضروری ہے پس عمل صالح میں مقصود مقدم بنابر احتیاج تقلید ذات مبارک صلعم ہے۔ اور قدم صدق کے معنی کیلئے بھی بالاولویت آپ ہی کی ذات پاک مستحق ہے ورنہ عمل صالح بغیر تقلید و اتباع ذات مبارک صلعم کیسے مترتب و صحیح ہوگا پس اب کیا چیز ہے جو اُسکو منع کرتی ہے قال الکافرون ان هذا لسحر مبین ۰ یعنی کافروں نے کہا بیشک یہ جادوگر سحر کا ظاہر کرنیوالا ہے۔ ان ربکم اللہ الذی خلق السموات والارض فی ستۃ ایام ثم استوی علی العرش یدبر الامر۔ یعنی تحقیق تمہارا پروردگار کہ یہ خطاب عام ہے۔ اللہ ہے جسنے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا۔ پھر تجلیات قدیمہ کا ظہور عرش پر کیا اِس اعتبار سے کہ امکان کی حد کی انتہا ہے نہ تقید ہے مکان کا۔ اور تدبیر امر کرتا ہے مراد خلق کے موافق۔ کیونکہ تدبیر کے معنی ہیں کسی چیز کا کسی چیز کے پیچھے لانا یعنی اختیار کرنا چیز کا حسب مراد کے اسکی پیچھے ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ سمجھنا چاہئے کہ اس آیت کریمہ کے معنی حد امکانیں بہت کچھ توسع رکھتے ہیں جس کی سمجھ سکیگا پائیگا

ھ ما من شفیعٍ الخ **ترجمہ** نیست کسی از خواہندہ کسی مگر ہست پس از دستوری
او تعالے برائے خواست۔ بدانکہ ہر گاہ قدم صدق عبارت است از محمد رسول اللہ
تعالے صلعم مالک الشفاعۃ یا شفاعتش صلعم یا عمل صالح پس این نفی شفیع از مزعومات
کفار برائے شان است نہ از محمد رسول اللہ تعالے صلعم برائے مومنان کہ شفاعتش
صلعم مصداق متقدم برائے ثبوت ذہنی منشاءِ نفی ترتب اثر متاخرش است والا تعارض لازم
نظر کنی بر اصول مذکورہ **ش** چنانکہ در آیۃ قدم صدق وآیات دیگر مذکور شدہ **ھ** داین
شفاعۃ ثابت بالاذن بجواز بالاختیار **ش** واختیار در تحقق بالحقیقۃ است
ھ نسبۃ بشفیع غیر محمد رسول اللہ تعالے صلعم است نہ بمشفوع چہ در نسبۃ
بمشفوع ثبوت اذن برائے کفار راجع **ش** وآں نتواند شد **ھ** ونیز از اصل
شرع ظاہر است کہ ماذون بشفاعۃ اصنام ودیگر خبائث نتوانند شد مگر ملائکہ و
پیغمبران واولیاء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام و مومناں بعد

ما مِن شفیعٍ الا مِن بعدِ اذنہٖ یعنی نہیں ہے کوئی خواستگار سے کسی کے مگر ہے بعد دستوری
خدائے تعالیٰ کے خواست کے لئے۔ معلوم ہو جب قدم صدق سے مراد محمد رسول خدائے
تعالےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو مالک شفاعت ہیں یا مراد اس سے آپ کی شفاعت ہی
یا عمل صالح پس نفی شفیع کی کفار کے مزعومات سے ہے خاص انہیں کے لئے ہے۔ نہ یہ
نفی محمد رسول اللہ خدائے تعالےٰ صلعم سے ہے مومنین کی شفاعت کیلئے کیونکہ آپ کی
شفاعت مصداق متقدم ثبوت ذہنی کے لئے جو منشاء ہے اوسکے متاخر ترتب اثر کی نفی
کا ورنہ تعارض لازم ہو جائیگا دیکھو اصول مذکورہ کو جیسا کہ آیت قدم صدق اور دوسری
آیتوں میں مذکور ہوئے۔ اور یہ شفاعت جو باذن ثابت ہے جس میں اختیار کا جواز ہے
حالانکہ اختیار تحقق میں بالحقیقت ہے یعنی اختیار اپنی حقیقت میں متحقق ہے یہ شفاعت
نسبۃ ایسے شفیع کے ہے جو محمد رسول خدائے تعالیٰ صلے اللہ علیہ وسلم
کا غیر ہے نہ مشفوع کی نسبت اس لئے کہ مشفوع کی طرف نسبت کرنے میں اذن کا ثبوت
کفار کی طرف رجوع کریگا اور یہ ہو نہیں سکتا
۔ اور اصل شرع سے بھی ظاہر ہے کہ ماذون بشفاعت یعنی جنکو شفاعت کی رخصت ہوگی وہ دیگر
خبائث نہیں ہو سکتے مگر ملائکہ اور پیغمبر اور اولیاء علے نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام اور مومن ہونگے بعد شفاعت کبریٰ کے

ش این بعدیت برائے جملہ یعنی پیغمبران وملائکہ واولیاء ومومنان برابر است **ھ**
شفاعۃ کبریٰ کہ **ش** کاف بیان شفاعۃ باذن بعد شفاعۃ کبریٰ **ھ** نفی تحقق شفاعۃ
بالحقیقۃ از شفیع مطلق نمیکند بل تحققش مینماید واللہ تعالے اعلم ونیز باید دانست فرمود
صلعم من زارنی میتاً فکانما زارنی حیاً ومن زار قبری وجبت لہ شفاعتی یوم القیامۃ **ترجمہ**
ہر کہ زیارت کردمرا در حالیکہ بعالم برزخ باشم چنانست کہ زیارت کرد مرا در حالیکہ
بعالم شہود ہستم وہر کہ زیارت کرد قبر مرا ضروری شد برائے او شفاعتم بروز قیامۃ
از جملہ من زار قبری صحۃ زیارت قبر بلا حضور روحی مقبور وحکم قبر ہمچو حکم مقبور بوجہ
نسبۃ یا قبول آثار خفیہ و وجوب شفاعۃ بریں مرتبہ می شود پس موکد است برائے
جملہ اول وتشبیہ موکد تحقیق در زیارت دائرہ میاں زائر ومزور است صلعم پس
وجہ تشبیہ آداب ونتائج زیارت لازم طرفین است پس حذر از ایذاء بہتر کہ ادب
واجب واستعانۃ واعانۃ جائز واخلاص ثابت

اور یہ شفاعت باذن جو شفاعت کبریٰ کے بعد ہوگی اس شفاعت شفیع مطلق کی جو حقیقت
میں متحقق ہے نفی نہیں کرتی ہے بلکہ اس شفاعت بالحقیقت کا تحقق ظاہر کرتی ہے واللہ تعالیٰ
اعلم۔ اور یہ بھی سمجھنا چاہیئے کہ فرمایا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے جسنے میری زیارت کی اسوقت
جبکہ میں عالم برزخ میں رہوں ایسا ہے کہ اس نے گویا میری زیارت کی اُس حال میں جبکہ میں
عالم شہود میں ہوں اور جس نے میری قبر کی زیارت کی اُسکے لئے میری شفاعت قیامت
کے دن ضروری یعنی واجب ہوگی۔ یہاں جملہ من زار قبری سے یعنی جس نے میری قبر کی زیارت
کی بغیر حضور روحی مقبور کے صحیح ہے اور قبر کا حکم مثل مقبور کے حکم صحیح ثابت ہوا نسبت
مقبور کیوجہ میں ہو یا پوشیدہ آثار مقبول ہونیکی وجہ میں بحیثیت مرتبۂ مقبور اور شفاعت
کا وجوب اسی مرتبہ پر ہوتا ہے۔ پس یہ وجوب شفاعت جملہ اول من زار قبری کیلئے
تاکید کر رہا ہے اور تشبیہ جو حرف انّ کے ساتھ موکد ہے ایسی زیارت کے محقق اور ثابت کرنیکی تاکید
کرتی ہی جو زائر اور مزور یعنی جو زیارت کرے اور جسکی زیارت کیجاوے انکے درمیان میں دائر ہے پس یہاں زیارت
زائر اور حضور صلعم کے درمیان کہ وہ آپکی زیارت کو حاضر ہوگا دائر ہوگی لہذا وجہ تشبیہ زیارت کے آداب
اور نتیجے ہونگے کہ لازم طرفین ہیں یعنی زائر اور مزور کیلئے پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا سے جو ترک ادب
ہوتی ہے حذر اور پرہیز کرنا واجب ہے۔ اور آپسے مدد مانگنا۔ اور آپکا مدد فرمانا جائز ہے۔ اور اخلاص ثابت

وبدانکہ لفظ وجبت واضافۃ سوئے یاء متکلم دلالۃ میکند بر تحقق شفاعۃ بالحقیقۃ والاختیار و منع احتیاج اذن چہ بعکس این احتیاج اذن ثبوت بالنسبۃ بلزوم اضطرار و منع وجوب میسازد چہ نیست وجوب مگر بالحقیقۃ والاختیار **ش** ای در شفاعۃ متحقق بالحقیقۃ والاختیار **ھ** ونیز باید دانست فرمود صلعم من زار قبری کنت لہ شفیعاً و شہیداً ومن جاءنی زائراً لا تعملہ حاجۃ الا زیارتی کان حقاً علیّ ان اکون لہ شفیعاً یوم القیامۃ **توجمہ** ہر کہ زیارت کرد قبر مرا شوم برائے او شفیع و شاہدائے بر ایمانش وہر کہ آمد نزد من زیارت کنندہ چنانکہ نہ عامل کند اورا حاجتی برین زیارت مگر زیارتم یعنی باخلاص خواہد شد حق لازم بر من اینکہ شوم برائے او شفیع بروز قیامت لفظ کنت لہ وکان حقاً علیّ ان اکون لہ شفیعاً دلالۃ میکند بر تحقق فعل بالاختیار والاختیار ینفی الاحتیاج ونیز باید دانست عرض یارب امتی امتی بوقت ظہور رحمت عالم صلعم باین عالم شہود کی اذن داشت

توجمہ - اور معلوم ہو کہ لفظ وجبت - اور یائے متکلم کیطرف اضافت دلالت کر رہی ہیں شفاعت بالحقیقت اور شفاعت اختیاری کے متحقق ہونے پر اور احتیاج اذن شفاعت کے منع پر - کیونکہ بالعکس اسکی احتیاج اذن کی ثبوت بالنسبۃ ہے اضطرار کو لازم ہے اور وجوب کو منع کرتی ہے اسلئے کہ وجوب نہیں ہوتا ہے مگر حقیقت اور اختیار کیساتھ یعنی وجوب شفاعت نہیں ہے مگر اسی صورت میں جبکہ شفاعت اپنی ذات میں متحقق ہو اور اختیار ثابت ہو - اور یہ بھی سمجھنا چاہیئے کہ فرمایا حضور صلعم نے من زار قبری کنت لہ شفیعاً و شہیداً یعنی جسنے زیارت کی میری قبر کی میں اُس کے لئے شفیع ہونگا اور اُس کے ایمان پر شاہد یعنی گواہ ہونگا - ومن جاءنی زائراً لا تعملہ حاجۃ الا زیارتی کان حقاً علیّ ان اکون لہ شفیعاً یوم القیامۃ یعنی اور جو کوئی میرے پاس زائر بنکر آیا اِس طرح کہ سوائے میری زیارت کے اُسکو اِس زیارت پر کسی حاجت نے عامل نہ بنایا ہووے یعنی اخلاص سے بغیر غرض کسی کام کے صرف میری زیارت کو آیا ہو تو اس اخلاص کے سبب مجھپر اُسکا یہ حق لازم ہو جائیگا کہ میں اُس کے لئے قیامت کے دن شفیع ہو جاؤں - یہاں لفظ کنت لہ - اور کان حقاً علیّ ان اکون لہ شفیعاً دلالت کر رہے ہیں فعل باختیار کے تحقق پر - اور اختیار احتیاج کی نفی کرتا ہے - اور یہ بھی سمجھنا چاہیئے کہ رحمت عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے اِس عالم شہود میں ظاہر ہونیکے وقت یارب امتی امتی آپ کا عرض کرنا کب اذن رکھتا ہے -

ای مستفہم تکرار لفظ امتی تاکید بر خصوصیۃ مفعول وبحذف فعلی کہ مفعولش امتی است بقرینہ حالی توسع مقصود است کہ دلالۃ دارد بر غایت رحمت وحرص بحال امۃ لقولہ تعالے حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ہ اے حرص کنندہ است لزوماً بر خیریت شما از مومن وکافر بتفاوت حال ہر یکے در دنیا وآخرت وبمومنان مہربان دلسوز است ومہربان بحمایت وشفاعۃ در دارین - ونیز باید دانست فرمود صلعم شَفَاعَتِي لِأَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ أُمَّتِي مَنْ كَذَّبَ بِهَا لَمْ يَنَلْهَا الحدیث ذکرہ الترمذی وابن ماجہ وابن حبان والبیہقی والطبرانی والحاکم **توجمہ** شفاعتم ثابت است آنانرا کہ کبیرہ کردند از امتانم ہر کہ تکذیب کند بآن یعنی انکار کند حاصل نکند آنرا - باید دانست کہ دلالۃ بر وجود شفاعۃ بالحقیقۃ والاختیار بحکم اضافۃ بہ یائے متکلم است **ش** چہ نیست اضافۃ مگر بموجودین **ھ** وتعمیم بلفظ لاہل الکبائر بکردار وکنندہ پس وجودش لاہل الصغائر بدرجۂ اولیٰ است

ای مستفہم لفظ امتی کی تکرار سے مفعول کی خصوصیت پر تاکید ہے - اور اُس فعل کے حذف سے جسکا مفعول امتی ہے حالی قرینہ کے سبب توسع مقصود ہے جس سے امت کے حال کی نسبت نہایت رحمت اور حرص دلالت ہو رہی ہے بدلیل فرمانے خدائے برتر کے کہ آخر سورہ توبہ میں ہے حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ یعنی حرص کرنیوالے ہیں لازمی طور پر تمہاری خیریت وبہتری پر خواہ تم میں سے مومن ہو خواہ کافر ہر ایک کے تفاوت حال کے موافق دنیا اور آخرت میں اور مومنین کے حق میں دل سوز مہربان ہیں - اور مہربان ہیں دونوں جہان میں حمایت اور شفاعت کے ساتھ - اور یہ بھی سمجھنا چاہیئے کہ فرمایا حضور صلعم نے کہ میری شفاعت اون کے لئے ثابت ہے جنہوں نے میری امت میں سے گناہ کبیرہ کیا جو کوئی اسکے ساتھ تکذیب کریگا یعنی انکار کریگا وہ اوس کو یعنی شفاعت کو نہیں حاصل کریگا تا آخر اس حدیث کو ترمذی ابن ماجہ اور ابن حبان اور بیہقی اور طبرانی اور حاکم نے ذکر کیا - سمجھنا چاہیئے کہ شفاعت بالحقیقت والاختیار کے وجود پر دلالت یائے متکلم سے ہے اضافت کے حکم کے موافق کیونکہ اضافت نہیں ہے مگر موجودین میں لہذا شفاعت کا مع اس کے مضاف الیہ متکلم قبل اضافت متحقق بالحقیقت ہونا ضروری ہے اور مضاف کا مضاف الیہ کی ملک ہونا متکلم کے اختیار کو ثابت اور متحقق کر رہا ہے لہذا شفاعت کے بالحقیقت والاختیار ہونے پر یہ اضافت یائے متکلم دلالت کر رہی ہے اور لفظ لاہل الکبائر سے عمل اور عامل دونوں کی تعمیم پر دلالت ہے پس وجود شفاعت صغیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے بدرجۂ اولےٰ ہے

ونیز تخصیص است بغیر تائبان تحت مشیۃ چہ تائبان خود موعود مغفرت ہستند و تخصیص است بامتش صلعم از امم دیگر بلفظ من امتی چہ دیگران بشر بہ خصوصیات امۃ مرحومہ وصاحبہا صلعم نکنید لقولہ تعالیٰ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ تخصیص لبشارت وعدہ محبوبیۃ ومغفرۃ ذنوب کثیرہ بدلالۃ جمع کثرت بر قدر اتباع نہ مطلق باتباعش صلعم بالامر ورنہ تعارض از مغفرت وعذاب در تحت مشیۃ و دخول نار ثابت است بخلاف دیگر انبیاء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام بقولہ تعالیٰ حکایۃً واطیعون یغفر لکم من ذنوبکم الآیہ بدلالۃ تبعیض وتخصیص بعد تعمیم **ش** در لاہل الکبائر من امتی **ھ** نفی جواز امر مخصوص بہ برائے غیر تخصیص لہ نمیکند بسبب اشتراک مخصّص لہ وغیر مخصّص لہ در تعمیم **ھ** ازینجا

اور اسی سے غیر تائبوں کے تحت مشیۃ کی تخصیص بھی ہے یعنی تحت مشیۃ خاص غیر تائب ہیں کیونکہ تائب لوگ خود موعود مغفرت ہیں کہ اُن کے واسطے وعدہ مغفرت ہو چکا ہے لہذا انکی مغفرت تحت مشیت نہیں ہے اور لفظ من امتی سے بہ نسبت دوسری امتوں کے آنحضرت صلعم کی امت کی تخصیص ہے کیونکہ دوسری امتیں امت مرحومہ اور اُسکے مالک صلعم کی خصوصیتوں سے بشارت نہیں پائے ہوئے ہیں اس لئے کہ فرمایا خدائے برتر نے سورہ ال عمران کی چہارم رکوع میں قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم ط واللہ غفور رحیم ۝ یعنی اے حبیب کہدیجئے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تمکو محبوب کرلیگا اور تمہارے سب گناہ بخشدیگا۔ اور اللہ بڑا بخشنے والا اور بڑا مہربان ہے کہ اس میں تخصیص کیساتھ وعدہ محبوبیت کی خوشخبری اور کثیرہ گناہوں کی مغفرت کی بشارت بدلالت جمع کثرت لفظ ذنوبکم سے ہے اور یہ بشارت خاص موافق اندازہ پیروی ہے نہ مطلق آنحضرت صلعم کی پیروی میں جو بامر ہے ورنہ اُس مغفرت وعذاب سے تعارض ہو جائیگا جو تحت مشیت ہے حالانکہ دخول نار ثابت ہے بخلاف دوسرے انبیاء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے کیونکہ خدا تعالیٰ نے بطور حکایت فرمایا ہے سورہ نوح کے اول رکوع میں واطیعون یغفر لکم من ذنوبکم الآیہ یعنی اور میری اطاعت کرو تمہارے لئے بعض تمہارے گناہوں کو اللہ بخشدیگا کہ اسمیں وعدہ مغفرت بدلالت تبعیض ہے جو من ذنوبکم میں حرف من کی تبعیض سے ظاہر ہے اور تخصیص بعد تعمیم جیسا لاہل الکبائر من امتی میں ہے یہ جواز امر مخصوص بہ غیر مخصّص لہ کیلئے نفی نہیں کرتا ہے یعنی کوئی امر کہ جسکے ساتھ خاص ہو جائے اس امر کا جواز ایسے امر کی نفی نہیں کرتا جس کیلئے تخصیص ہوئے ہو مثلاً امر شفاعت اہل کبائر کہ من امتی کیساتھ خاص ہو اسکا جواز ایسے اہل کبائر کیلئے جو اسکے ساتھ خاص نہیں میں نفی نہیں کرتا ہے کیونکہ تعمیم میں مخصّص لہ اور غیر مخصّص لہ دونوں مشترک ہیں

اشارت بانست کہ شفاعۃ حضرت شفیع المذنبین صلعم برائے اہل کبائر غیر امۃ مرحومہ ہم تواند شد کما قال ملا علی القاری فی المسح الازہر ان ہذہ الشفاعۃ لیست مختصۃً باہل الکبائر من ہذہ الامۃ فانہ بالنسبۃ الی جمیع الامۃ کاشف الغمۃ نبی الرحمۃ انتہیٰ **ھ** و از لفظ کذّب بہا لم ینلہا تواند شد کہ تکذیب شفاعۃ کفر است بانیکہ ضمیر ہا بصلۂ حرف با، واسطہ وقوع فعل بر مفعول اول محذوف توسعاً بلفظ مبارک اللہ تعالیٰ یا بلفظ مبارک رسول صلعم یا ہر دو است ونیست شفاعۃ اہل کفر را بمنع مغفرت باید دانست متعلق بہ لاہل الکبائر متوسع بحذف است پس لازم کند لفظی را کہ دلالت بر تحقق وقوع فعل واستمرار دارد بمقابلۂ کذّب ولم ینل پس لازم شد تحقق وقوع شفاعۃ بر دوام ونیز دریں حدیث شریف اعجاز اخبار پیشین است بمنکر شفاعۃ ومآلش بنا بر تحقق وقوع فعل بدلالۃ ماضی **ش** ای کذّب ولم ینل **ھ** بجای مضارع والا معنی ندارد **ش** ای ماضی بجای مضارع **ھ** العیاذ باللہ تعالیٰ منہ **ش** ای انکار شفاعۃ

ترجمہ یہاں سے اشارہ اسبات کا ہوتا ہے کہ حضرت شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت غیر امت مرحومہ کی اہل کبائر کیواسطے بھی ہو سکتی ہے جیسا کہا ملا علی قاری نے کتاب مسح الازہر میں۔ کہ تحقیق یہ شفاعت اس امت کے کبیرہ گنہگاروں کے ساتھ خاص نہیں ہو گئی ہے پس بیشک آپ تمام امتوں کیطرف نسبت کر کے سب کے غموں کے کھولنے والے رحمت والے نبی ہیں صلعم تمام ہو اقول ملا علی قاری صاحب کا اور لفظ کذّب بہا لم ینلہا سے ہوسکتا ہے کہ شفاعت کا جھٹلانا کفر ہے اس طرح کہ ضمیر ہا کی صلہ حرف باکہ واسطہ وقوع فعل کا مفعول اول پر جو بغرض توسع محذوف ہے وہ لفظ مبارک اللہ تعالیٰ ہو یا لفظ مبارک رسول صلعم یا دونوں اس عبارت کے ساتھ کذّب باللہ ورسولہ او احدہما للشفاعۃ اور اہل کفر کیلئے شفاعت نہیں ہے کیونکہ اونکی مغفرت ممنوع ہے۔ سمجھنا چاہئے کہ متعلق بہ لاہل الکبائر کا یعنی جسکے یہ متعلق ہے وہ بسبب حذف متوسع ہے پس یہ ایسے لفظ کو لازم کرتا ہے کہ وہ وقوع فعل کے متحقق ہونے پر اور اسکے استمرار پر دلالت رکھتا ہو مقابلہ میں کذّب اور لم ینل کے کہ ان سے تحقق وقوع فعل اور استمرار پر لفظاً ومعناً دلالت ہو رہی ہے پس وقوع شفاعت کا تحقق اس صورت میں دوامی طور پر لازم ہو گیا۔ اور اس حدیث شریف میں منکر شفاعت کے لئے پیشین گوئی کا اعجاز بھی ہے اور اُس کا مآل اور انجام وقوع فعل کے متحقق ہونیکی بناپر دلالت ماضی یعنی کذّب اور لم ینل سے ہے کہ مضارع کی جگہہ پر واقع ہوئے ہیں ورنہ ماضی کا بجائے مضارع کے آنا کوئی معنی نہیں رکھتا ہے العیاذ باللہ تعالیٰ منہ یعنی اللہ تعالیٰ اس انکار شفاعت سے بچائے

ھو و انفصال جزاء بشرط بحذف فا بجہتِ تاثیر ور معنی دارد باشارت اینکہ ہمانا انکار شفاعة بی بہرگی از شفاعت است آرے مفہوم جزاء موکّد است بمفہوم شرط تحذیراً و فی الجامع الصغیر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعتی یوم القیامة حق فمن لم یؤمن بہ لم یکن من اہلہا الحدیث تنبیہ باید دانست کہ مقر شفاعة بالاذن بانفی شفاعة متحقق الحقیقة و الاختیار نسبة بحضرت رحمة عالم شفیع و مشفع اول صلی اللہ تعالے علیہ وسلم جاہل بحقیقتہا است و شامل من کذب بہا لم ینلہا است نعوذ باللہ تعالے من شرور انفسنا اللہم وفقنا لما تحبہ و ترضاہ و قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ رَبّی خیرنی بین ان ندخل نصف امتی الجنة بغیر حساب ولا عذاب وبین شفاعتی لامتی فاخترت الشفاعة قال ہی لکل مسلم الی آخر الحدیث ذکرہ الترمذی و ابن ماجہ و ابن حبان و البیہقی و الطبرانی والحاکم

ترجمہ اور جزاء کا فا حذف ہوکر شرط سے اُس کا منفصل ہونا معنی میں تاثیر رکھتا ہے جس سے اشارہ ہے اِس بات کا کہ یہی انکار شفاعت گویا شفاعت سے بے بہرگی ہے۔ ہاں مفہوم شرط سے جزاء کا مفہوم موکد ہے بغرض تحذیر یعنی ڈرانے کیلئے اور جامع صغیر میں ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے میری شفاعت قیامت کے روز حق ہے پھر جو کوئی اس کے حق ہونے پر ایمان نہ لائیگا وہ شفاعت والوں میں سے نہوگا تا آخر حدیث تنبیہ سمجھنا چاہیے کہ شفاعت بالاذن کا اقرار کرنیوالا جبکہ نسبت حضرت رحمت عالم صلی اللہ تعالے علیہ وسلم جو شفیع اور مشفع اول ہیں آپ کی شفاعت متحقق الحقیقت اور اختیار کی نفی کرتا ہو وہ شفاعت کی حقیقت سے جاہل ہے اور من کذب بہا لم ینلہا میں شامل ہے یعنی اُن لوگوں میں جو شفاعت کو جھٹلا کر اُس سے محروم ہے نعوذ باللہ تعالے من شرور انفسنا یعنی ہم خدائے تعالے سے ہمارے نفسوں کی شرارتوں سے پناہ مانگتے ہیں۔ اللہم وفقنا لما تحبہ و ترضاہ الٰہی اللہ ہمیں توفیق دے اُسکی کہ تو دوست رکھتا ہے اُسکو اور جس سے تو راضی ہے۔ اور فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بیشک میرے رب نے مجکو اختیار دیا ہے اِس بات کے درمیان کہ ہم داخل کریں نصف کو کہ وہ میری امت ہو اور ایک لفظ میں دو تہائی میری امت کو جنت میں بغیر حساب اور بغیر عذاب۔ اور اِس بات کے درمیان کہ میری شفاعت خاص میری امت کیواسطے ہو۔ سو میں نے اسی شفاعت شق ثانی کو اختیار کیا اور فرمایا کہ یہ شفاعت ہر ایک مسلمان کیلئے ہے تا آخر حدیث اِس حدیث کو ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور بیہقی اور طبرانی اور حاکم نے ذکر کیا

از لفظ خیرنی واضح می شود اختیار نبی مختار صلعم ش از انکہ تخییر واقع میشود بر وجود استعداد اختیار مخیر بہ نہ بر عدم استعداد اختیار مخیر بہ ھ بانکہ ہر کرا خواہد داخل جنة و شفاعة کند و ہر کرا نہ خواہد نکند پس مژدہ فرمود بانکہ اختیار کردم شفاعة را برائے ہر مسلم بنا بر رفع ایہام آنکہ کند یا نکند پس ایہام در شفاعة شامل تکذیب باشد العیاذ باللہ تعالے اللہم صل علی محمد نبینا نبی الرحمة و نیز شفاعة مقتضی رجا و ربط است و انکارش مستلزم یاس و فرق و ہر گاہ یاس از اللہ تعالے اکفر است در حد خود و بالزام عجز بآن فعل مرجو کہ ش کاف بیان الزام ھ لازم انکار قدرت کاملہ است و بقطع ربط امید رحمة ارحم الراحمین پس یاس از رسول اللہ تعالے صلعم در حد خود ش آخر چہ خواہد بود و بالزام عجز بشفاعة کہ مستلزم کسر شان عظیم است و بقطع ربط امید رحمة رحمة للعالمین بدانکہ حدیث شریف من ترک سنتی لیس لہ شفاعتی ش انفصال جزاء بشرط بحذف فاء جزاء تاثیر در معنی وارد و باشارت اینکہ ہمانا ترک سنت بی بہرگی از شفاعة است آرے مفہوم جزاء موکد است بمفہوم شرط تحذیراً

یہاں لفظ خیرنی یعنی مجکو اختیار دیا ہے ظاہر ہوتا ہے اختیار نبی مختار صلعم کا کیونکہ مخیر بہ یعنی جسکو اختیار دیا گیا ہے اُسکی اختیار کی استعداد ہوئے پر تخییر یعنی اختیار دینا واقع ہوتا ہے نہ یہ کہ مخیر بہ کو اختیار کی لیاقت تو نہو مگر اُسے اختیار دینا واقع ہو جاوے۔ پس جسکو چاہینگے نبی مختار اِس بنا پر داخل جنت اور شفاعت کرینگے اور جسکو نچاہینگے نکرینگے۔ گویا آپنے ایسا مژدہ یعنی خوشخبری فرمائی یہ کہکر کہ مینے شفاعت کو اختیار کیا ہر مسلمان کیلئے اِس بنا پر کہ یہ ایہام یعنی گمان غلط دور ہو جاوے کہ کرینگے یا نکرینگے۔ پس شفاعت میں ایہام تکذیب کو شامل ہوگا خدائے تعالی کی پناہ ایسے عقیدہ سے اللہم صل علی محمد نبینا نبی الرحمة اے اللہ درود بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو ہمارے نبی رحمت ہیں۔ اور شفاعت مقتضی ہے رجاء اور ربط کی بھی اور اِسکا انکار یاس اور فرق یعنی جدائی کا مستلزم ہے۔ اور جبکہ یاس خدای برتر سے اپنی حد میں کفر ہے کیونکہ ذات باری میں اِس یاس سے اُس فعل مرجو یعنی امید کئے ہوئے کی نسبت عجز لازم کرنا ہے جو قدرت کاملہ کے انکار کو لازم ہے اور اِس لئے کفر ہے کہ ارحم الراحمین کی رحمت کی امید کے ربط کا قطع کر دینا ہے پس رسولخدا تعالے صلی اللہ علیہ وسلم یاس اپنے حد میں جسے آپ آخر کیا ہوگا جبکہ شفاعت میں آپکی نسبت عجز کا لازم کرنا آپکی شان عظیم کو مستلزم ہو جائیگا۔ اور جبکہ رحمة للعالمین کی رحمت کی امید کے ربط کا قطع کر دینا ہوگا۔ معلوم ہو کہ یہ حدیث شریف کہ جسنے میری سنت چھوڑ دی اُسکے واسطے میری شفاعت نہیں ہے۔ اِسمیں جزا کا شرط سے اتصال بسبب حذف ہونے حرف جزا کے کہ فا ہے معنی میں تاثیر رکھتا ہے جس سے اشارہ ہے اِس بات کا کہ وہی ترک سنت گویا شفاعت سے بے بہرہ ہونا ہے۔ ہاں بات یہ ہے کہ مفہوم جزا کا مفہوم شرط سے موکد ہے تحذیر یعنی ڈرانے کی غرض

ھ نفی شفاعۃ لاہل الکبائر نمیکند چہ اول بشارت است بشفاعۃ برائے نجات از درکات
مر عاصیانرا و تحذیر است از انکار شفاعۃ و ثانی تنبیہ است بہ نفی شفاعۃ برائے رفعت
مرتارکانرا و تحذیر است از ترک سنۃ ورنہ در توفیق حدیثین ترک سنۃ فوق کبائر
باشد و آں ثابت نیست و نیز باید دانست انچہ باذن است اطاعت است شفاعۃ چہ شفاعۃ در لغت
خواستن صفۃ اختیاری است بخلاف شفاعۃ باذن کہ لزوم سلب بالحقیقۃ و ثبوت بالنسبۃ بلزوم اضطرار
میکند بر بنائے استفہام انکاری والحقیقۃ اقدم علی النسبۃ و نفیہا ینفی النسبۃ و نیز باید دانست کہ شفاعۃ
باذن نسبۃ دوزخیان مجہول الحال است کہ نفی شفاعۃ بالحقیقۃ والاختیار بعد ثبوتش نمیکند و در صورت
اذن مشتمل اطلاع بجواز بالاختیار ش ای جواز شفاعۃ بالاختیار ای متحقق الحقیقۃ
ھ چارہ نیست چنانکہ در معنی کریمہ رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ کَانُوْا مُسْلِمِیْنَ ٥
بسند خوارزمی است ابو حنیفۃ عن حماد عن ابراہیم قال سألتہ عن قولہ تعالےٰ
رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا الخ

پس یہ حدیث اہل کبائر کے لئے شفاعت کی نفی نہیں کرتی ہے کیونکہ اول حدیث بشارت ہے شفاعت
کی خاص گنہگاروں کو نجات کیلئے درکات دوزخ سے اور تحذیر ہے انکار شفاعت سے اور دوم حدیث
تنبیہ ہے نفی شفاعت سے خاص تارکان سنت کو بلندی درجات جنت کے لئے اور تحذیر ہے ترک سنت
سے ورنہ دونوں حدیثوں کی توفیق یعنی موافقت دینے میں ترک سنت کبائر سے فوق ہو جاینگے
اور یہ ثابت نہیں ہے اور یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ جو چیز اذن سے ہے وہ اطاعت ہے نہ شفاعت
اس لئے کہ شفاعت کے لغوی معنی خواستن یعنی چاہنے یا مانگنے کے ہیں جو صفت اختیاری ہے بخلاف
شفاعت باذن کے کہ یہ استفہام انکاری کی بنا پر سلب بالحقیقت کو لازم کرتی ہے اور ثبوت بالنسبۃ
کو بسبب اضطرار کے لازم ہونے کے جیسا تفسیر کریمہ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ الخ میں پہلے مذکور ہو چکا ہے وہاں
ملاحظہ ہو۔ اور حقیقت نسبۃ پر زیادہ مقدم ہے اور حقیقت کی نفی نسبت کی نافی ہے اور یہ بھی سمجھنا چاہئے
کہ شفاعت باذن مجہول الحال دوزخیوں کی نسبت ہے جو شفاعت بالحقیقت والاختیار کی اسکے ثابت ہونیکے
بعد نفی نہیں کرتی ہے۔ اور اس صورت میں اذن کی نسبت چارہ نہیں ہے کہ جواز شفاعت بالاختیار
کی نسبت جو متحقق الحقیقت ہے آگہی و اطلاع کو مشتمل ہو جیسا اس آیت کریمہ کے معنی کی بابت
کہ سورہ حجر میں پارہ کے شروع میں ہے رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ کَانُوْا مُسْلِمِیْنَ یعنی کسی وقت آرزو کرینگے وہ لوگ جو
منکر ہیں کہ کسی طرح مسلمان ہوتے کتاب مسند خوارزمی میں ہے یعنی حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت حماد سے انہوں نے حضرت ابراہیم سے روایت کی کہ کہا میں نے آپ سے پوچھا

فقال یعذب اللہ تعالےٰ قوماً ممّا کان یعبدہ لا غیرہ و قوماً ممّا کان یعبد غیرہ ثم
یجمعہم فی النار فیعیّر الذین کانوا یعبدون غیر اللہ الذین کانوا یعبدون اللہ
فیقولون عذبنا لانا عبدنا غیرہ فما اغنت عنکم عبادتکم ایاہ وقد عذبکم معنا
فیاذن الرب جل جلالہ للملائکۃ والنبیین فیشفعون فلا یبقی فی النار احد
ممن کان یعبدہ الا اخرجہ حتی ایتطاول للشفاعۃ ابلیس بعبادتہ یعنی الا ولے ۔
المقصود البتہ منع شفاعۃ برائے کافران ثابت است چنانکہ مذکور شد نہ منع
واذن برائے مومنان عموماً مگر خصوصاً ش اے تواند شد کہ منع واذن
بخصوصیتہ حکمتی کہ بعلم و ارادہ او سبحانہ مقرر است باشد ھ باید دانست
ہرگاہ شفاعۃ متحقق الحقیقۃ والاختیار حضرت محبوب المحبوبین محمود المحمودین
صلعم برائے منتظران ثابت است پس نفی آن و ثبوت بالنسبۃ ش باوجود
تحقق بالحقیقۃ والاختیار ھ و منع باستثناء بحسب الحال للتشفیع والمشفوع وجہی ظہری دارد

تو کہا انہوں نے خدا تعالےٰ عذاب کریگا ایک قوم کو اس چیز کی بابت کہ اسکی عبادت کرتے تھے نہ اسکے
غیر کی اور ایک قوم کو اس چیز کی وجہ سے کہ اسکے غیر کی عبادت کرتے تھے پھر انکو آگ میں جمع کریگا تو وہ لوگ جو غیر خدا کی عبادت
کرتے تھے ان لوگوں کو سرزنش و ملامت کرینگے اور عار دلاینگے جو خدا کی عبادت کرتے تھے اور کہینگے عذاب پایا ہمنے اسلئے
کہ ہمنے غیر خدا کی پوجا کی پس تمکو تمہارے خالص عبادت نے جو اسکی خاص تھی نہیں بے نیاز کیا یا نہیں فائدہ دیا یعنی عذاب سے
نہیں بچایا۔ حال یہ ہے کہ تمکو ہمارے ساتھ تحقیق عذاب پایا ہے اس وقت وہ پروردگار جو بڑے جلال والا ہے
فرشتوں اور نبیوں کو اذن دیگا پس وے شفاعت کرینگے تو آگ میں کوئی باقی نہیں رہیگا ان میں سے
جو خدا کی عبادت کرتے تھے مگر نکالیگا اسکو یہانتک کہ ابلیس اپنی اگلی عبادت کے بھروسہ پر شفاعت
کے لئے اونچی گردن کرکے دیکھے گا۔ مقصود یہ کہ البتہ کافروں کے لئے شفاعت کا منع ثابت
ہے جیسا مذکور ہوا نہ مومنوں کے لئے ہے منع اور اذن عام طور پر مگر خاص طور پر یعنی ہو سکتا ہے
کہ منع اور اذن کسی حکمت کے خاص ہونیکے سبب ہووے جو حق سبحانہ کے
علم اور ارادہ میں مقرر ہے۔ سمجھنے کی بات ہے جبکہ شفاعت متحقق الحقیقت اور اختیار حضرت محبوب
المحبوبین محمود المحمودین صلے اللہ علیہ وسلم کی منتظروں کے لئے ثابت ہے پس اسکی نفی اور ثبوت بالنسبۃ جبکہ تحقیق بالحقیقت
والاختیار پایا جاوے اور منع باستثناء شفیع اور مشفوع کے لئے یعنی جو شفاعت کرے اور جسکی شفاعت کرے
انکے حال کے موافق کوئی وجہ ضرور رکھتے ہیں یا وجہ ضروری پر مبنی ہیں اسلئے کہ ثابت کی نفی ماول ہے یعنی اسکی تاویل کیجاتی ہے

ش زیراکہ نفی ثابت ماول است ھ نقلاً ش از روے علم نص ھ وعقلاً منہ ش ای از روے کشف حقائق موافق نص ھ واللہ تعالے اعلم وبدانکہ ہر گاہ دائر کنی این مسئلہ را برین اصول مقصود میرسی انشاءاللہ تعالیٰ اللّٰہم صلِّ وبارک وسلم دائماً ابداً علی محمدٍ رسولک حبیبک وعلیٰ انوارہ وشفعتہ فینا وترحمنا بہ تتمہ رکوع یَاَیُّہَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اَنْفِقُوْا دربیان منافع دیگر مناسب انفاع کریمہ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْہِمْ وَمَا خَلْفَہُمْ ج وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ج ترجمہ میداند او سبحانہ انچہ درپیش اہل آسمانہا وزمین است ای در زمان حال وانچہ درپس ایشان است ای در زمان مستقبل ودرنمیگیرند ایشان چیزی را از معلومات او است تعالیٰ مگر چیزیراکہ او تعالیٰ خواست کریمہ وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ج وَلَا یَئُوْدُہٗ حِفْظُہُمَا وَہُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ہ ترجمہ درخود گرفت کرسی او تعالیٰ آسمانہا وزمین را وانچہ بر او ودران است داخل است وگران بارنکند ای دررنج نیفگند او تعالیٰ را نگہبانی آن ہر دو واو است کہ برتری بزرگی کہ از صفات اضافیہ ذاتی است لازم او است

ترجمہ ۔ پس وہ وجہ ضروری نقلاً ہو یعنی از روئے علم نص کے اور عقلاً منہ ہو یعنی از روئے کشف حقائق کے موافق نص ہو واللہ تعالے اعلم ۔ اور معلوم ہو کہ جب تو اس مسئلہ کو ان اصول پر دائر کریگا تو مقصود کو انشاءاللہ تعالیٰ پہنچ جائیگا اللّٰہم صلِّ وبارک وسلم دائماً ابداً علی محمدٍ رسولک حبیبک وعلیٰ انوارہ وشفعتہ فینا وترحمنا بہ ای خدا رحمت اور برکت اور سلامتی بھیج ہمیشہ سے ہمیشہ تک میری رسول تیرے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ہم میں اُسکو شفیع کردے اور اُس کے سبب ہم پر رحمت کر آمین آمین ثم آمین اب اس رکوع یَاَیُّہَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اَنْفِقُوْا جو سورہ بقر کا رکوع چونتیس ۳۴ ہے ۔ اسکے باقی اور منافع کا بیان ہے جو مناسب نفاع ہیں یعنی جو نفع دینے میں مناسب حال ہیں کہ اُن سے مناسب حال فائدہ حاصل ہوتا ہے ۔ کریمہ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْہِمْ وَمَا خَلْفَہُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ج یعنی حق سبحانہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین والوں کے سامنے ہے یعنی زمانہ حال میں اوسیوقت اور جو کچھ اون کے پیچھے ہے یعنی آئندہ زمانہ میں اور وے کسی چیز کو کہ اللہ تعالیٰ کی معلومات سے ہے نہیں گھیر سکتے ہیں مگر اُس چیز کو کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا کریمہ وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ج وَلَا یَئُوْدُہٗ حِفْظُہُمَا ج وَہُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ہ یعنی خدائے تعالے کی کرسی نے آسمانوں اور زمین کو اپنے میں سما لیا اور جو کچھ اُنپر اور اُن میں ہے اُسی میں داخل ہے اور خدائے تعالے کو ان دونوں کی نگہبانی گرانبار نہیں کرتی ہے یعنی رنج میں نہیں ڈالتی ہے ۔ اور وہی ہے کہ برتری اور بزرگی کہ ذات کی اضافیہ صفات سے ہیں اُس کو لازم ہیں

تفسیر آیۃ یعلم ما بین ایدیہم وما خلفہم الخ

کریمہ لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ ج ترجمہ نیست رنج رسانیدن در دین بہ تحقیق جدا شدہ راہ راست یافتن از گمراہی کریمہ فَمَنْ یَّکْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَیُؤْمِنْ بِاللّٰہِ فَقَدِ اسْتَمْسَکَ بِالْعُرْوَۃِ الْوُثْقٰی ج ترجمہ تفسیرش اینکہ ہر کہ انکار کند طاغوت و بگرود بخدائے عزوجل پس چنگ زند بدرخت استوار اعنی محمد رسول اللہ تعالے صلعم ای استوار بگیرد وش ایماناً واستدلالاً بدانکہ بی انکار طاغوت کہ عبارت است از آلہۂ باطلہ ای مرادات نفس عموماً وشیاطین واصنام خصوصاً گرویدن بخدائے عزوجل صحیح نباشد وبجائے مضارع ماضی با قد برائے تاکید وتحقیق است ہر جزائے شرط را والعروۃ الوثقیٰ با لف ولام تعریف یا عہد ذہنی تعبیر است از محمد رسول اللہ تعالے صلعم باشارت توقف مقاصد ایماناً واستدلالاً وموضوعیاً بران وتسمیہ وتوصیف بالعروۃ الوثقیٰ کہ بمعنی درخت استوار است موکد بالوصف کما قال اللہ تعالے

ترجمہ ۔ کریمہ ۔ لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ ج یعنی اس دین میں رنج پہنچانا نہیں ہے تحقیق سیدھا رستہ پالینا جدا ہو گیا ہے گمراہ ہونیسے کریمہ فَمَنْ یَّکْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَیُؤْمِنْ بِاللّٰہِ فَقَدِ اسْتَمْسَکَ بِالْعُرْوَۃِ الْوُثْقٰی اس کی تفسیر یہ ہے کہ جو شخص طاغوت سے انکار کرتا ہے اور خدائے عزوجل کے ساتھ گرویدہ ہوتا ہے ۔ تو چنگل مارتا ہے مضبوط درخت میں کہ میری مراد اس سے محمد رسولِ خدائے تعالیٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں یعنی آپ کو از روے ایمان اور استدلال یعنی طلب رہنمائی کی غرض سے مضبوط پکڑتا ہے ۔ معلوم ہو کہ بغیر انکار طاغوت کے کہ مراد جھوٹے معبودوں سے ہے جو عام کر نفسانی مرادیں ہیں ۔ اور خاصکر شیاطین اور مورتیں اُن سے مرادہیں ۔ خدائے عزوجل کے ساتھ گرویدگی صحیح نہیں حاصل ہوتی ہے ۔ اور مضارع کی جگہ استمسک صیغہ ماضی کا قد کے ساتھ آنا اسی کی تاکید اور تحقیق کے لئے ہے ۔ جو جزا ہے شرط مقدم کی ۔ اور عروۃ وثقیٰ جس پر الف ولام تعریف کا یا عہد ذہنی کا ہے مراد اس سے حضرت محمد رسول خدائے تعالے صلے اللہ علیہ وسلم ہیں ۔ اس اشارت کے سبب کہ ایمان اور استدلال اور موضوعیت کے مقاصد آپ پر موقوف ہیں کہ ایمان توحید باری تعالیٰ سے ایمان بالرسالت آپ کے صحیح نہیں نہ راہ ہدایت حقہ بغیر رہبری آپ کے درست پس موضوع مقاصد بجز ذات پاک اور کیا ہو سکتا ہے ۔ لہٰذا توقف ان سب مقاصد کا آپ پر ہونے کے سبب اشارہ اس بات کی طرف ہو کہ عروہ وثقیٰ کی تعبیر آپکی ذات مبارک پر صادق آوے ۔ اور آپکا تسمیہ اور توصیف یعنی نام رکھنا اور وصف کہ نا عروۃ الوثقیٰ کیساتھ جسکو معنی مضبوط درخت کے ہیں اس وصف کی تاکید کر رہا ہو جیسا فرمایا خدائے برتر نے سورہ ابراہیم کے چوتھے رکوع تا میں

کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء ش تفسیر این کریمہ در ذکر کیفیۃ الرسالۃ و النبوۃ الخ مذکور است ھ اکنون بصحت معنی ظاہر حاجت تاویل نیست و اگر کردہ شود چنانکہ کردند البتہ دلالتی بران باید و آن کجا است نہ کفایت بزعم مجرد و لو فرضنا تقدیر نظم چنان بایستے فیتمسک بالحبل الوثیق الذی ہو العروۃ الوثقی خبر مقام مبتدء است برائے تخفیف کلام و بلاغت مرام زعماً مجرداً نہ مبین است و نہ مشبہ بحبل وثیق چنانکہ گفتند العروۃ الوثقی من الحبل الوثیق وہی مستعارۃ ش فی انوار التنزیل وغیرہ ھ و گفت محشی ذکر المشبہ بہ واراد المشبہ ش فی حاشیۃ انوار التنزیل ھ کہ مخدور فیہ است آما تبیین بعدم ایہام دو وجہ تبیین کہ نہ از وجوہ جائزہ است نہ از واجبہ ش چون ایہام نباشد تبیین کہ برائے رفع ایہام از وجوہ جائزہ و رفع جہل از وجوہ واجبہ است صحت نپذیرد ھ د نبودن یکی مبین مبین ش تبیین یکی مبین بہ مبین صورت نہ بندد ھ و دلالت ش ای نبودن دلالۃ لفظاً و قرینۃ بر تبیین

و تعیین بعدم ذکر تعیین

ترجمہ کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت و فرعھا فی السماء یعنی مانند پاکیزہ درخت کے جسکی جڑ ثابت اور اسکی شاخ آسمان میں ہے۔ اس آیت کریمہ کی تفسیر ذکر کیفیت رسالت و نبوت میں مذکور ہے۔ اب معنی ظاہر کی صحت کیلئے تاویل کی حاجت نہیں ہے۔ یا صحت معنی کیواسطے بظاہر حاجت تاویل نہیں۔ اور اگر کیجاوے جیسا لوگوں نے کی تو اسپر ضرور کوئی دلالت چاہئے۔ اور وہ کہاں ہے۔ زعم مجرد کافی نہیں جسپر بس کیجاوے۔ اور اگر ہم اسکو مان بھی لیں تو تقدیر نظم یوں ہونی چاہیے تھی فیتمسک بالحبل الوثیق الذی ہو العروۃ الوثقی یعنی پس وہ چنگل مارتا ہے ایسی مضبوط رسی میں کہ وہ مضبوط دستہ ہے۔ اسمیں خبر مبتدا کے مقام میں ہے کلام کی تخفیف اور مقصود کی بلاغت کیواسطے باعتبار زعم مجرد کے یعنی محض گمان پر بدون وثوق قرائن و دلیل کے۔ نہ عروہ وثقی حبل وثیق سے مبین ہے۔ اور نہ مشبہ جیسا لوگوں نے کہا کہ انوار التنزیل وغیرہ میں اسطرح ہے۔ العروۃ الوثقی من الحبل الوثیق وہی مستعارۃ یعنی یہ جملہ بیانیہ ہو کہ اسمیں عروہ وثقی بیان ہو حبل وثیق کا تا کہ معلوم ہو کہ مراد عروہ وثقی سے حبل وثیق ہے۔ اور یہ صورت استعارہ ہے کہ اسمیں مشبہ بہ عروہ وثقی کو مشبہ مان لیا ہے۔ جیسا کہ محشی انوار التنزیل کا بیان ہے کہ کہا ذکر المشبہ بہ واراد المشبہ یعنی مشبہ بہ ذکر کیا اور مشبہ مراد لیا۔ کہ یہ قول مفسر و محشی مخدور فیہ ہو یعنی قابل اندیشہ اور لائق حذر ہے۔ کیونکہ تبیین کا ہونا تو وجہ تبیین میں ایہام نہونیکے سبب ہے۔ جو نہ وجوہ جائزہ سے ہے نہ واجبہ سے اسلئے کہ جب ایہام نہوگا تو تبیین کہ وجوہ جائزہ سے رفع ابہام کیلئے اور وجوہ واجبہ سے رفع جہل کیلئے ہو صحت پذیر نہوگی اور تبیین اور مبین کے ایکسان نہونیکے سبب ہے۔ کیونکہ تبیین بغیر ایک ہوئے مبین کے مبین کیساتھ حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور پھر اسپر دلالت نہونیکے سبب ہے۔ کیونکہ تبیین اور تعیین پر ذکر تبیین نہونیکے سبب کوئی دلالت لفظی اور دلالت قرینہ نہیں ہے۔

ھ و اما التشبیہ بعدم وجہ التشبیہ ش میان عروۃ وثقی و حبل وثیق ھ و دلالت ش ای عدم دلالۃ لفظاً و قرینۃ بر تشبیہ و تعیین بعدم ذکر تشبیہ ھ و من ذا انہما تعارض فی المقصودیۃ است دا اختیار تبیین و تشبیہ بی تردید تاتل ش یعنی در تبیین مبین مقصود الکلام است اصلاً و مبین تابع و در تشبیہ مشبہ مقصود الکلام است اصلاً و مشبہ بہ تابع پس از عبارت العروۃ الوثقی من الحبل الوثیق وہی مستعارۃ بی تردید تعارض فی المقصود است ھ کریمہ لا انفصام لھا ترجمہ کہ نیست شکستی مر آنرا ای اشتباہ و نقصان در دلالت قطعیہ واین ش ای چنگ زدن بعروۃ وثقی ھ دلیل است بر گرویدنش بخدای عز وجل بنابر توقف مذکور ہمانا این کریمہ موافق و مشیر است بہ تصدیق و اقرار لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کریمہ واللہ سمیع علیم ترجمہ و حال این است کہ اللہ تعالیٰ شنوا و دانا است بکیفیۃ این تمسک از انچہ بر زبان و در دل است۔ اشارت است بسوی اخلاص و نفاق

کریمہ اللہ ولی الذین آمنوا یخرجھم من الظلمات الی النور

ترجمہ ولیکن تشبیہ کا نہونا وہ اسلئے کہ عروہ وثقی اور حبل وثیق دونوں کو درمیان وجہ تشبیہ نہیں ہے۔ اور نہ اسپر دلالت ہو اسلئے کہ تشبیہ اور تعیین پر ذکر تشبیہ نہونیکے سبب نہ از روے لفظ کوئی دلالت ہوا اور نہ کوئی قرینہ پایا جاتا ہے اور علاوہ ان دونوں کا اصل مقصودیت میں تعارض ہو بغیر تردید تبیین اور تشبیہ کو اختیار کر لینے میں۔ سو جبکہ تو معلوم ہو یعنی تبیین میں مبین بصیغہ اسم فاعل مقصود کلام ہو کہ اصل ہوا اور مبین بصیغہ اسم مفعول اسکا تابع۔ اور تشبیہ میں مقصود کلام مشبہ ہو کہ اصل ہے اور مشبہ بہ تابع۔ پس اس عبارت۔ العروۃ الوثقی من الحبل الوثیق سے۔ کہ وہ صورت استعارہ ہو بغیر تردید کے مقصود میں تعارض ہے۔ کیونکہ درصورت تبیین حبل وثیق مبین ہے کہ مقصود کلام ہے۔ اور درصورت تشبیہ مشبہ کہ مقصود کلام ہے۔ عروہ وثقی ہے پس مقصودیت میں تعارض ہوا۔ لہذا یہ تقدیر نظم آیت کریمہ صحت پذیر نہیں ہو سکتی اور تبیین و تشبیہ اسمیں درست نہیں واللہ اعلم کریمہ۔ لا انفصام لھا یعنی کہ نہیں ٹوٹتا ہے خاص اسکو مطلب یہ کہ دلالت قطعیہ ایمانیات اور اعتقادات حقہ میں اسکے کچھ شبہ و نقصان نہیں ہے بلکہ وہ ایمان ایسا استوار و مضبوط ہے کہ ٹوٹنا جانتا ہی نہیں۔ اور یہ چنگل مارنا عروہ وثقی میں دلیل ہے۔ اسکے گرویدہ ہونے پر خدائے عز وجل کیساتھ بسبب توقف مذکور کے کہ اندراہ ایمان اور استقلال اور بسبب موضوعیت مقاصد کا اسپر توقف ہے۔ جیسا مذکور ہو چکا ہے۔ پس یہ کریمہ گویا کلمہ طیبہ۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی تصدیق و اقرار کے ساتھ موافق ہے۔ اور اسپر مشیر ہے۔ کریمہ واللہ سمیع علیم یعنی اور حال یہ ہے کہ خدائے برتر سنتا اور جانتا ہے۔ اس تمسک کی کیفیت اس چیز کی نسبت جو زبان پر اور دل میں ہو۔ یہ اشارہ ہے۔ اخلاص اور نفاق کی طرف کریمہ۔

ترجمہ خداے عز وجل ولی آنانست کہ گرویدند بخداے عز وجل برون می آرد ایشان را از تاریکیہا بطرف نور کریمہ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـــُٔـھُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ۔

ترجمہ وآنانکہ انکار کردند از خداے بینیاز اولیاے ایشان طاغوت ہستند برون می آرند ایشان را از نور بسوے تاریکیہا باید دانست کہ ولایت بعمومیتہ اختصاص خود بمعانی ولالۃ میکند بر معنی دوستی وقربۃ وتکفل کار واز صیغۂ مضارع دلالۃ بزمان حال ومستقبل است یعنی بر تحقق ولایت دوامًا در دارین وظلمات تعبیر است از ہر عُسر عمومًا واز کفر باللہ تعالیٰ بالطاغوت خصوصًا کہ منشارش مسلوبات است ونور تعبیر است از ہر یُسیر عمومًا واز ایمان باللہ تعالیٰ بمحمد صلعم خصوصًا کہ منشارش موجودات است پس در ایمان ولایۃ عامہ خدای عز وجل بتشریف یُسر حسب الحکمۃ در ضمن محمد است صلعم ودر کفر ولایۃ عامہ طاغوت در نیل عُسر بمقتضاے خذلان اللہ تعالیٰ وتخلیقہ حکمتًا واستدراجًا لہم

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ط یعنی خداے بزرگ وبرتر ان لوگوں کا ولی ہے جو خداے عز وجل کیساتھ گرویدہ ہوگئے ہیں۔ انکو تاریکیوں سے نور کیطرف وہ نکالتا ہو کریمہ۔ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـــُٔـھُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ط یعنی اور جنھوں نے انکار کیا خداے بے نیاز سے انکے اولیاء طاغوت ہیں کہ انکو نور سے اندھیریوں کی طرف وے نکالے لئے جاتے ہیں۔ سمجھنا چاہیئے کہ لفظ ولایت بسبب عام ہونے اپنے اختصاص کے جمیع معانی کیساتھ یعنی سب معنوں کیساتھ جو لغت میں ہیں اُسکی خصوصیت عام ہونیکے سبب یعنی دوستی اور قربت اور تکفل کار پر دلالت کرتا ہے۔ اور صیغہ مضارع سے دلالت زمانہ حال ومستقبل کیطرف ہے یعنی دونوں جہان میں ہمیشہ ولایت کے متحقق ہونیپر۔ اور ظلمات تعبیر ہے ہر عُسر یعنی تنگی سے بطور عام اور طاغوت سے خاص کر بسبب انکار کے خداے تعالیٰ سے کہ منشار انکا مسلوبات ہیں یعنی مسلوبات باری تعالیٰ سے ان ظلمات کا نشو ہوا ہے۔ اور نور تعبیر ہے ہر یُسر یعنی آسانی سے بطور عام اور ایمان سے کہ خداے تعالیٰ بر ہو مع محمد صلے اللہ علیہ وسلم خاصکر کہ منشار اسی کے موجودات ہیں کیونکہ موجودات وجود باری تعالیٰ سے اس کا نشو ہوا ہے۔

پس ایمان میں ولایت عامہ خداے عز وجل کی تشریف یُسر کیساتھ حکمت کیموافق محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ضمن میں ہے۔ اور کفر میں ولایت عامہ طاغوت کی عُسر پانیمیں خداے تعالیٰ کے خذلان کے مقتضی سے ہے۔ اور خداے تعالیٰ کی تخلیق کے سبب ہے جو خاص اُن کیلئے از رو حکمت اور بغرض استدراج ہے۔

کریمہ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ ترجمہ آنانند دوزخیان ہمانند در آن ہمیشہ باشندگان واللہ تعالیٰ اعلم فاعتبروا یا اولی الالباب واستمسکوا بالعروۃ الوثقیٰ لا انفصام لہا وفق اللہ تعالیٰ ایانا وایاکم وصلی علی محمد نبی الرحمۃ وعلی انوارہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ ہمدرین مبحث باید دانست در سورۃ النجم قال اللہ تعالیٰ كَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْــــًٔا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَرْضٰى الآیۃ۔

ترجمہ بسیار اند از فرشتہ در آسمانہا کہ سود نے دہد خواست شان برائے کسے لیکن سود دہد پس از انکہ رخصت فرماید اللہ تعالیٰ برائے شفاعۃ ہر کراخواہد از شفیع ومشفوع درحالیکہ راضی است از و باید دانست لا تغنی شفاعتہم باقتضائے ثبوت متقدم برائے نفی وتعلق بفاعل دلالۃ میکند بر تحقق وامکان وجود شفاعۃ اختیارے چنانکہ مذکور شد در حقیقۃ شفاعۃ ورنہ مقصود لا تغنی شفاعتہم باطل شود والا برائے استدراک از مابعد ش برائے استثنار از نبودن مغایرت ارکان ثلاثہ استثنار

ترجمہ کریمہ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ یعنی وے لوگ دوزخی ہیں اور دوزخ میں وہی ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ اور خداے برتر بہتر دانا ہے پس اے عقلمندو عبرت حاصل کرو۔ اور مضبوط درخت میں کہ ذات پاک حبیب خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہے چنگل مارو اور اسکو مضبوط پکڑو کہ خاص اُسکے لئے شکستگی نہیں ہے۔ یعنی بسبب اُسکی ولالت قطعی ہونیکے اُسمیں نقصان واشتباہ نہیں ہے۔ اور خداے تعالیٰ توفیق دے۔ خاص ہمکو اور خاص تمکو اور رحمت بھیجے محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر کہ نبی رحمت ہیں اور آپ کے انوار پر اور آپ کو ہم میں شفیع گردانے اور آپ کے سبب ہم پر رحمت کرے۔ اور اسی مبحث میں سمجھنا چاہیئے۔ سورۂ نجم میں فرمایا خداے برتر نے۔ كَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْــــًٔا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَرْضٰى الآیۃ یعنی بہت سے ہیں فرشتوں میں سے آسمانوں میں کہ اُن کی مانگ کسی کے لئے کچھ سود نہیں دیتی ہے نہ دے گی لیکن فائدہ دیتی ہے اور دیگی اس کے بعد کہ رخصت فرماوے خداے تعالیٰ شفاعت کے لئے جسکو چاہے شفیع اور مشفوع میں سے درحالیکہ راضی ہے اُس سے۔ سمجھنا چاہیئے کہ فقرہ لا تغنی شفاعتہم نفی کے لئے ثبوت متقدم کی خواہش پر اور فاعل سے تعلق کے مقتضی پر دلالت کرتا ہے۔ وجود شفاعت اختیاری کے تحقق اور امکان پر جیسا مذکور ہوا حقیقت شفاعت میں ورنہ مقصود لا تغنی شفاعتہم۔ باطل ہو جائے گا۔ اور الّا استدراک کے واسطے ہے۔ اپنے مابعد سے نہ استثنار کے واسطے بسبب مغائرت نہونے ارکان ثلثہ استثنار کے۔

و اذن بمعنی تخییر مثبت اختیار و مفعولی بمعنی شفیع از یاذن محذوف پس اگر خاص
است از ملک بمقتضائے محل مفعولی دیگرش بمعنی مشفوع لمن یشاء است و یرضی
حال او بربط لام بنا بر تخصیص مفعولیہ للمشفوع المرتضی یعنی مومن و این ثابت شرعی است
و اگر عام است از ہر شفیع باقتضائے حذف شامل مرتضی و غیر مرتضی است و در
جانب غیر مرتضی معارض ثابت شرعی است و اگر حذف مفعولی بمعنی مشفوع
عام است و مفعولی دیگر بمعنی شفیع لمن یشاء خاص است و یرضی حال او مفعول
بمعنی مشفوع عام شامل مرتضی و غیر مرتضی است و در جانب غیر مرتضی معارض
ثابت شرعی است و اگر ان یاذن مقتضی مفعولین از شفیع و مشفوع است و لمن یشاء
بعموم خودش قایم مقام ہر دو است و یرضی حال اوش اے لمن یشاء من شفیع
و لمن یشاء من مشفوع فی حال رضائہ عنہما بشہادت الحق ہر ملائکہ نیز شامل شفیع ہستند
و برین تقدیر فصاحت کلام و بلاغت مرام بہ ثابت شرعی مع التوسع بی احتمال غیر مرتضی است

ترجمہ اور اذن بمعنی تخییر اختیار کا ثبت ہے۔ اور ایک مفعول بمعنی شفیع باذن سے محذوف ہے۔ پس اگر وہ بمقتضائے محل کے موافق ملک یعنی فرشتہ ہیں سے خاص ہے تو ایک دوسرا اسکا مفعول بمعنی مشفوع لمن یشاء ہے۔ اور یرضی اسکا حال بربط لام ہے بنا بر تخصیص مفعول ہونیکے مشفوع مرتضی کیلئے یعنی مومن کے لئے۔ مطلب یہ کہ ربط لام کی تخصیص نے مشفوع کے مرتضی یعنی مومن ہونیکے سبب مشفوع کو پسندیدۂ خدا ہونیکے لئے بسبب ایمان خاص کر دیا۔ اور یہ شفاعت مشفوع خاص مومن ثابت شرعی ہے۔ اور اگر یاذن کا مفعول محذوف عام ہے ہر شفیع سے بے تخصیص ملک تو اقتضائے حذف کے سبب شامل ہے۔ مرتضی اور غیر مرتضی کو لیکن جانب غیر مرتضی میں ثابت شرعی کا معارض ہے۔ اور اگر یاذن کے ایک مفعول کا حذف بمعنی مشفوع عام ہے اور ایک دوسرا مفعول بمعنی شفیع خاص لمن یشاء ہے اور یرضی اسکا حال۔ تو مفعول بمعنی مشفوع عام شامل ہے مرتضی اور غیر مرتضی کو اور جانب غیر مرتضی میں معارض ہے ثابت شرعی کا۔ اور اگر ان یاذن کہ مقتضی شفیع و مشفوع سے ہے دونوں مفعولوں کا اور لمن یشاء اپنے خود کے عام ہونے کے سبب دونوں کا قایم مقام ہے اور یرضی اسکا حال جسکی عبارت تقدیری اسطرح ہے لِمَنْ یَشَآءُ مِنْ شَفِیْعٍ وَلِمَنْ یَشَآءُ مِنْ مَشْفُوْعٍ فِیْ حَالِ رِضَائِہٖ عَنْهُمَا بِشَهَادَةِ الْحَقِّ یعنی خدائے برتر جسکو چاہے رخصت شفاعت عنایت کرے خواہ وہ شفاعت کرنیوالا ہو اور چاہے وہ ہو جسکی شفاعت کیجاوے اس حالت میں کہ وہ ان دونوں سے شہادت در حق یعنی ایمان کے سبب راضی و خوشنود ہو۔ تو اس صورت میں فرشتے بھی شفاعت کرنیوالوں میں شامل ہیں۔ اور اس تقدیر پر فصاحت کلام اور بلاغت مرام دونوں حاصل ہیں اور ثابت شرعی کی موافقت بھی اور اسمیں توسع شفاعت بھی ہے۔ اور غیر مرتضی کا احتمال بھی نہیں ہے۔

و باید دانست کہ این اذن بعد شفاعۃ کبری از حضرت حبیب اللہ تعالی صلعم کہ
مصداق ثبوت متقدم برائے نفی لا تغنی شفاعتہم و نیز مصداق ثبوت متقدم برائے
اذن است واقع شود نہ قبل بعدم مصدقین منشار حصول نفی و اذن و نیز باید دانست
این کریمہ مخصوص است بلائکہ و غیرشان نہ بمحمد صلعم کہ مالک شفاعۃ کبری است
و مُبشَّر بانیکہ یا سِرَّ سِرِّی یا نور نوری یا خزائن معرفتی اُفْدِیتُ مُلکی علیک یا محمد من لدن
العرش الی تحت ارضین کلہم یطلبون رضائی و انا اطلب رضائک یا محمد
ش تفسیر این حدیث شریف در ذکر کیفیۃ تفسیر الحدیث الشریف
یا سِرَّ سِرِّی یا نور نوری الخ مذکور است ہر و لسوف یعطیک ربک فترضی
موید این است و مُبشَّر بانیکہ قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من
رحمۃ اللہ ط ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا ط انہ ہو الغفور
الرحیم

ترجمہ اور سمجھنا چاہئے کہ یہ اذن حضرت حبیب خدائے تعالے صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کبری کے بعد واقع ہوگا کیونکہ آپکی شفاعت کبری نفی لا تغنی شفاعتہم کیلئے بھی مصداق ثبوت متقدم ہے۔ اور اذن کیلئے بھی یہی مصداق ہے کہ جس ثبوت کا متقدم ہونا صادق آوے ہے تا کہ احکام نفی و اذن اسپر جاری ہو سکیں ورنہ بغیر ثابت کے متقدم ہوئے نفی کس سے کیجاوے۔ اور اذن کس چیز کا دیا جاویگا۔ کیونکہ شی معدوم پر حکم نفی و اذن نہیں ہو سکتا۔ نہ یہ اذن قبل شفاعت کبری ہے دونوں کے مصدقوں کے نہ ہونے کے سبب کہ جو منشاء واقع ہوئے ہیں نفی و اذن دونوں کے حصول کے۔ اور یہ بھی سمجھنا چاہئے کہ یہ کریمہ مخصوص ہے ملائکہ اور ان کے غیر کے ساتھ نہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کیساتھ جو شفاعت کبری کے مالک ہیں۔ اور بشارت دیگئے ہیں بحکم یا سِرَّ سِرِّی یا نور نوری یا خزائن معرفتی افدیت ملکی علیک یا محمد من لدن العرش الی تحت ارضین کلہم یطلبون رضائی و انا اطلب رضائک یا محمد۔ اس حدیث شریف کی تفسیر ذکر کیفیۃ تفسیر حدیث شریف یا سر سری یا نور نوری الخ میں مذکور ہے۔ ترجمہ اس کا یہ ہے اے میرے بھید کے بھید اے میرے نور کے نور اے میری معرفت کے خزانے میں نے تجھپر اپنا ملک فدا کر دیا اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم نزدیک عرش سے لیکر زمینوں کے نیچے تک وے سب میری ہی خوشنودی کے طالب ہیں اور میں اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم تیری خوشنودی کا طالب ہوں اور کریمہ وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی ۝ اس کی تائید کرتی ہے جسکے معنی یہ ہیں۔ اور البتہ عنقریب آپکو آپکا رب عطا کریگا پس آپ راضی ہو جاینگے اور یہ بشارت دیے گئے ہیں کہ کریمہ سورۂ زمر رکوع چھ میں ہے قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ط اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۝

بآید دانست کہ یائے متکلم در عبادی بمعنی محمد رسول اللہ تعالےٰ است صلعم و این انتساب درین آیۃ حکمتی و سری ضروری دارد ش چنانکہ در ذکر کیفیۃ العلم و المعرفۃ مذکور است ۵ یا رب لا احصی ثناءً علیک و علی حبیبک و ماعندک لحبیبک و دیگر انبیا و اولیاء علی نبینا و علیہم الصلوۃ والسلام بہ تحقق ظل محبوبیت ذاتی و صفاتی آنحضرت صلعم درایشان اصلاً و تبعاً بر مقدار استجماع ازان محبوبیت درین تخصیص شفاعۃ بہرہ وارند بترسید از غیرت خداوندی کہ رضا جوئے بندۂ حبیب خود است در حق حبیب او صلعم تا آنکہ اثری ازو باشد صلعم با ادب باشید فاتقوا یا اولی الالباب انی تصرفون۔ و ہمدرین مبحث باید دانست در سورۂ اعراف قال اللہ تعالےٰ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَاۗءَ اللّٰهُ ۭ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۖ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْۗءُ ۚ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝

ترجمہ یعنی کہدیجئے اے میرے بندوں جنھوں نے اپنے نفسوں پر اسراف کیا خدا کی رحمت سے ناامید نہو بیشک اللہ سب گناہوں کو بخشدیگا۔ بیشک وہی بخشنے والا رحم کرنیوالا ہے۔ یہاں سمجھنا چاہیئے کہ عبادی میں یائے متکلم بمعنی محمد رسول خدائے تعالیٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہے اور اس آیت کریمہ میں یہ انتساب یعنی نسبت ہونا کوئی حکمت اور سر ضروری رکھتا ہے جیسا کہ ذکر کیفیۃ العلم والمعرفت میں مذکور ہے۔ اے میرے رب میں تجھپر اور تیرے حبیب پر ثنا کا احصا یعنی ضبط اور شمار نہیں کر سکتا اور اس چیز کا جو تیرے نزدیک تیرے حبیب کیلیئے ہے۔ اور دیگر انبیاء اور اولیاء ہمارے نبی پر اور انپر درود اور سلام ہو جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذاتی و صفاتی محبوبیت کا ظل انکیں بطور اصل اور بطور تبع کے متحقق ہو اس محبوبیت کے استجماع کی مقدار پر یعنی جس مقدار پر اس محبوبیت کے ساتھ انھوں نے جامعیت حاصل کی ہے وے اس تخصیص شفاعت میں بہرہ رکھتے ہیں یعنی بہرہ لینگے اور حصہ پائینگے۔ اس خداوند کی غیرت سے ڈرو جو اپنے بندہ حبیب کا رضاجو ہے۔ اسکے حبیب صلعم کے حق میں یہانتک کہ حضور صلعم کا کوئی اثر ہووے با ادب رہو۔ اور ادب سے پیش آؤ۔ بس اے دانشمندو ڈرو کہاں سے پھرے جاتے ہو۔

اسی بحث میں سمجھنا چاہیے سورہ اعراف رکوع تیئیس ۲۳ میں کہ فرمایا خدائے تعالیٰ نے قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَاۗءَ اللّٰهُ ۭ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۖ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْۗءُ ۚ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝

ترجمہ بفرمائے اے حبیب من کہ باختیار خود ندارم برائے خود حصول نفع و دفع ضرر از روے استقلال کہ خاصۂ الوہیت است لیکن میدارم باختیار خود حصول نفع و دفع ضرر برائے خود آنچہ خواست اللہ تعالےٰ باضافۂ او تعالےٰ کہ خاصۂ عبدیت است پس بنگر باضافات آنحضرت صلعم اگر توانی شعر تظہر کالشمس للعینین من بُعد ؛؛؛ صغیرۃ و تکل الطرف من امم ؛؛؛ واگر بیبودم کہ دانم غیب را استقلالاً کہ خاصہ الوہیت است لازم بود کہ زیادہ میشدم ای مستجمع کمالات می شدم در نفس خود از بہی و نمیگرفت مرا زشتی ہمچو مستقل ش اے چنانکہ مستقل را نگرفتہ۔ ہ نیم کہ مستقل باشم در کار خود مگر ترسانندہ از عذاب خدائے تعالےٰ عموماً و مژدہ رسان بہ نعمائش تعالےٰ برائے قومی کہ ایمان آرندگانند خصوصاً

ترجمہ یعنے ای میرے حبیب کہدیجئے کہ میں اپنے لئے حصول نفع اور دفع ضرر بطور استقلال جو خاصۂ الوہیت ہے اپنے اختیار میں نہیں رکھتا ہوں لیکن حصول نفع اور دفع ضرر اپنے لئے اپنے اختیار میں رکھتا ہوں جو کچھ مرضی خدائے تعالیٰ ہے اُسکی اضافت یعنے خلق سے جو خاصہ عبدیت ہے کیونکہ اضافت مقابلہ استقلال میں بمعنے خلق و آفرینش ہے۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اضافات کو دیکھ اگر دیکھ سکتا ہے۔ شعر۔ نمائی چشمہا را خرد ہیچ مہر از دوری زہے جسنے زبودی دیدہا از نزد بنمائی سہ ؛ دوری سے آفتاب سا چھوٹا نظر آیا ؛ اور ماند ہوئی آنکھ جو نزدیک وہ آیا ؛ اور اگر میں ایسا ہوتا کہ غیب کو بطور استقلال جانتا جو خاصہ الوہیت ہے لازم ہوتا کہ میں بہتری اور خوبی سے اپنے نفس میں زیادہ ہوتا یعنی مستجمع کمالات ہوتا۔ اور مجھکو مستقل کی طرح برائی نہ چھوتی۔ یعنے جیسے مستقل برائی سے پاک ہے۔ میں نہیں ہوں کہ اپنے کام میں مستقل ہو جاؤں مگر ڈرانے والا عذاب خدائے تعالےٰ سے عموماً اور خوشخبری پہنچانیوالا اُس کی نعمتوں سے خاص کر ایسی قوم کے لئے جو ایمان لانے والے ہیں

باید دانست کہ نفی مستلزم ثبوتِ متقدم است و استدراک از لا اَملِکُ اَملِکُ پس بحکم تغایر در استدراک فرق استقلال کہ مصداقِ ثبوتِ متقدم برائے نفی است و اضافہ محصورہ ثابت است و ہم از ماشاء اللہ و نفع و ضر حاصل متعاقب العمل است و خیر جمال بالکمال است و سوء نقائصِ مسلوبہ است ورنہ ش ای اگر نباشد (اضافۃ توصیفی ۱۲) چنانکہ گفتہ شد ھ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ الآیہ در صورتِ اضافہ متعارض است از کریمہ عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ الآیہ واسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ در صورت اضافہ موقوف بر لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ نتواند شد کہ معارض است کریمہ صدر را ش ای لَآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ھ و ہم معارض است از کریمہ واقع سورۂ الفاطر مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ج وَمَا يُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ط وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

ترجمہ یہاں سمجھنا چاہئے کہ نفی ثبوت متقدم کی مستلزم ہے۔ اور استدراک لا املک سے املک ہے پس استدراک میں حکم تغایر کے موافق فرق استقلال کہ وہ نفی کیلئے مصداقِ ثبوتِ متقدم ہے۔ اور فرق اضافت محصورہ بہ الّا کہ مشیر بحصرِ خلق ہے۔ ثابت ہے۔ اور ماشاء اللہ سے بھی اس کا فرق باستقلال وبحصرِ خلق ثابت ہو رہا ہے۔ اور نفع وضرر حاصل نتیجہ متعاقب ہے عمل کا کہ عمل کے پیچھے ہے۔ اور خیر جمال باکمال ہے یعنی وہ حسن کو پورا کامل ہو۔ اور سوء نقائص مسلوبہ ہیں۔ اور اگر ایسا نہو جیسا کہ کہا گیا تو کریمہ لو کنت اعلم الغیب تا آخر اضافت کی صورت میں بہ نسبت خلق اس آیت کریمہ سے متعارض ہے کہ سورۂ جن رکوع دوم میں ہے یعنی عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ تا آخر یعنی غیب کا جاننے والا ہے سو اپنے غیب پر کسی کی امداد نہیں کرتا ہے یعنی کسی کو آگاہ نہیں کرتا ہے مگر اُس کسی کو کہ رسولوں میں سے اُسنے پسند کر لیا۔ اور اِسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ اور مَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ اضافت کی صورت میں لو کنت اعلم الغیب پر موقوف نہو سکیں گے۔ کہ کریمہ صدر یعنی لَآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا کو معارض ہیں۔ اور اس آیت کریمہ سے بھی معارض ہیں جو سورہ فاطر کے اول رکوع میں ہے۔ مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ج وَمَا يُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ط وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

ترجمہ ہرچہ بکشاید اللہ تعالے برائے مردمان از رحمۃ عامہ صوری ومعنوی پس نیست بازدارندۂ آن وہرچہ بندد پس نیست رواندۂ آن پس آن بستن و اواست غالب کہ منع کس بفعل او نرسد وصاحب حکمۃ در کار خود و دریجا مقصود بسط وقبض بالحکمۃ است و نیز مَسّ سوء بمومن چون است کہ فرمود سبحانہ وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وقُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ط و حالانکہ آنحضرت صلعم خیر الخلق کلہم است و مشرف بہ بشارت تشریف خیرات دائمی چنانکہ فرمود سبحانہ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى بمرادات آنحضرت صلعم و بمرادات اللہ تعالے ونیز اظہر است کہ آنحضرت صلعم بحصول منافع اخروی مطمئن است واز ضررش مصئون وبمنافع دنیوی مستغنی

ترجمہ ترجمہ آیت کریمہ یہ ہے۔ یعنی جو کچھ خدائے تعالیٰ لوگوں کے واسطے رحمتِ عامہ ظاہری اور باطنی سے کھول دیتا ہے تو کوئی اُسکا روکنے والا نہیں ہے۔ اور جو کچھ بند کر دیتا ہے تو اس کے بند کرنے کے بعد اُس کا چلانے والا نہیں ہے۔ اور وہی غالب ہے کہ اُسکے فعل کو کسی کا منع نہیں پہنچتا ہے۔ اور اپنے کام میں صاحب حکمت ہے۔ اور یہاں مقصود بسط وقبض بالحکمت ہے۔ اور بُرائی کا مَسّ یعنی چھو جانا بھی مومن کیساتھ کیسے اور کیونکر ہے۔ اِس لئے کہ فرمایا حق سبحانہ نے سورۂ عصر میں وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ الآیۃ اور سورۂ توبہ رکوع ہفتم میں قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ط ترجمہ ہر دو آیت یعنی قسم ہے زمانہ کی بیشک انسان البتہ ٹوٹے میں ہے۔ مگر وے لوگ کہ ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل کئے۔ یعنی کہدیجئے تم ہمارے حق میں کیا امید رکھوگے بجز اس کے کہ دو نیکیوں میں سے ایک تا آخر۔ اور حالانکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ساری خلق میں بہترین خلق ہیں۔ اور ہمیشگی کی خوبیوں کی تشریف کی بشارت سے مشرف ہیں۔ جیسا فرمایا حق سبحانہ تعالےٰ نے سورۂ والضحیٰ میں وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى یعنی اور البتہ آخر آپ کے لئے بہتر ہے اولیٰ سے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مرادات میں۔ اور خدائے تعالیٰ کی مرادات میں۔ اور یہ بھی خوب ظاہر ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُخروی فائدوں کے حاصل ہونے میں مطمئن ہیں۔ اور اُس کے ضرر سے بچے ہوئے اور دنیوی فائدوں سے مستغنی اور بے پروا

پس مقصود است نفی استقلالِ مخصوص الوہیتہ از ذات مبارک صلعم باثبات عجزِ حقیقی و شرائف اضافی چنانکہ بین و بدیہی است مع جواب سوال کفار کہ در تفاسیر تواں یافت مثل اہل مکہ گفتند کہ اے محمد خدائے تو چرا خبر نمید ہد بنرخ کہ کے ارزاں شود و کے گراں تا در ارزانی چیزے خرید کنی و در گرانی بفروشی و بداں سود کنی پس ایں آیہ نازل شد از تفسیر حسینی ھ نہ فائدہ نفی شفاعۃ بمعنی خواست کہ در سعۃ صفات اضافی آنحضرت است صلعم در تحت اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰہُ و نیز تنبیہ است براینکہ بشاہدہ جمال جامع اعتقاد الوہیتش صلعم نکنند فیا رب ندانم کہ فارقی در حصول نفع و دفع ضر استقلالاً و اضافتاً و شفاعۃً چساں نگردند اِنْ ہُمْ اِلَّا الْمَخْذُولُوْنَ وحدیث شریف یا فاطمۃ لَا تَتَّکِلِیْ عَلٰی اَنَّکِ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰہِ اِعْمَلِیْ اِعْمَلِیْ اِعْمَلِیْ

ترجمہ۔ پس لا املک سے مقصود نفی اُس استقلال کی ہے جو مخصوص ہے الوہیت کو ذات مبارک صلے اللہ علیہ وسلم سے بسبب اثبات عجز حقیقی اور شرائف اضافی کے یعنی خلقی شرافتوں کے جیسا کہ ظاہر اور بدیہی ہے سوالِ کفار سے مع اُسکے جواب کے جو تفسیروں میں معلوم کرسکتے ہو۔ چنانچہ تفسیر حسینی میں ہے کہ اہل مکہ نے کہا کہ اے محمد صلعم تمہارا خدا نرخ کی کیوں نہیں خبر دیتا ہے کہ کب ارزاں ہوگا اور کب گراں تا کہ ارزانی میں کچھ خرید کرلو اور گرانی میں بیچو اور راس سے فائدہ اٹھاؤ۔ پس یہ آیت نازل ہوئی۔ نہ اس نفی سے فائدہ نفی شفاعت ہے جس کے معنی خواست وطلب کے ہیں خداے عزوجل سے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صفات اضافی کی وسعت میں تحتِ اِلَّا مَاشَاءَ اللّٰہ داخل ہے۔ اور اس امر پر تنبیہ بھی ہے کہ جمالِ جامع کے مشاہدہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی الوہیت کا اعتقاد نکریویں بس اے میرے رب میں نہیں سمجھتا کہ حصول نفع اور دفع ضرر میں کوئی فارق ازروے استقلال اور اضافت اور شفاعت کیوں نہیں اُنھوں نے کر لیا۔ اِنْ ھُمْ اِلَّا الْمَخْذُوْلُوْنَ نہیں ہیں وے مگر مخذول یعنی مبتلاے خذلان۔ اور حدیث شریف یَا فَاطِمَۃُ لَا تَتَّکِلِیْ عَلٰی اَنَّکِ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰہِ اِعْمَلِیْ اِعْمَلِیْ اِعْمَلِیْ یعنی اے فاطمہ اس پہ بھروسہ مت کر کہ تو رسول اللہ کی بیٹی ہے عمل کر عمل کر یعنی نیک عمل۔

ترجمہ۔ ای فاطمہ رضی تکیہ مکن بر اینکہ دختر رسول اللہ تعالےٰ ہستی عمل بکن عمل بکن یعنی عمل صالح۔ تنبیہ است مباش براینکہ شرافت نسبی برسول اللہ تعالے صلعم بدون عمل صالح سودی دہد در آخرت چنانکہ سود نداد شرافتِ نسبی پسر حضرت نوح علیہ السلام را و تاکید است بربجا آوری اوامر و نواحی نہ آنکہ تکیہ نکنی بر شفاعۃ رسول اللہ تعالےٰ صلعم کہ در شان مومنین و آنحضرت است صلعم وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَہُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّہِمْ ؕ وَیَتَّخِذُ مَا یُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰہِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ؕ اَلَآ اِنَّہَا قُرْبَۃٌ لَّہُمْ ؕ سَیُدْخِلُہُمُ اللّٰہُ فِیْ رَحْمَتِہٖ ؕ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ پس ازیں حدیث شریف قطع امید رحمۃ از نفس مبارکش صلعم و توسل شفاعتش صلعم از خداوند ارحم الراحمین بفہم نمی آید فاعتبروا یا اولی الالباب انّی یؤفکون

ترجمہ تنبیہ ہے اسپر کہ یہ نہ سمجھ لینا کہ شرافت نسبی رسولِ خدائے تعالیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کیسا تھ بغیر نیک عمل کے آخرت میں کچھ فائدہ دے گی جیسا کہ شرافت نسبی نے حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کو فائدہ نہ دیا۔ اور اوامر ونواہی کی بجا آوری پر تاکید ہے۔ نہ یہ کہ تو شفاعت رسول خداے تعالیٰ پر بھروسہ نکرے کیونکہ مومنیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں ہے۔ سورۂ یونس کے شروع میں کریمہ وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَہُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّہِمْ یعنی اور خوشخبری دیجیے اُن لوگوں کو جو گرویدہ ہوگئے خاص کر اس بات کی کہ خاص اُن کے لیے ہے ایک بہت آگے بڑھا ہوا سچیوں کا سچائی کی روسے اُن کے رب کے نزدیک۔ اور سورۂ توبہ کے رکوع ۱۲ میں وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ یُّؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَیَتَّخِذُ مَا یُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰہِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ؕ اَلَآ اِنَّہَا قُرْبَۃٌ لَّہُمْ ؕ سَیُدْخِلُہُمُ اللّٰہُ فِیْ رَحْمَتِہٖ ؕ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ یعنی اور گنواروں میں سے جو کوئی اللہ پر اور دن آخرت پر ایمان لاتا ہے۔ اور ٹھیرا لیتا یعنی اختیار کرتا ہے اُس چیز کو کہ دیتا یعنی خرچ کرتا ہے خداے عزوجل کے نزدیک اپنی قربت حاصل ہونے کو۔ اور رسول صلعم کی رحمت اور دعائیں لینے کو اپنے لیے۔ جان لو کہ وہی رحمت و دعائیں اُن کے لیے وسیلہ قربت متحقق الحقیقت ہے۔ اسی وقت خداے تعالےٰ اُن کو اپنی رحمت میں داخل کرلیتا ہے بیشک خداے تعالیٰ صدقہ دینے والوں کے گناہوں کو چھپانے والا اور رسول صلعم کی رحمت کے وسیلہ کرنیوالوں پر مہربان ہے۔ ہر دو آیت مذکورہ کا ترجمہ و تفسیر بالتفصیل اسی بحث میں سابق میں مذکور ہوچکا ہے ملاحظہ ہو

قال اللہ تعالے فی سورۃ الحج مَن کَانَ یَظُنُّ اَن لَّن یَّنصُرَہُ اللّٰہُ فِی الدُّنیَا وَالآخِرَۃِ فَلیَمدُد بِسَبَبٍ اِلَی السَّمَاءِ ثُمَّ لیَقطَع فَلیَنظُر هَل یُذهِبَنَّ کَیدُہٗ مَا یَغِیظُ ٥ وَکَذٰلِکَ اَنزَلنٰہُ اٰیٰتٍ بَیِّنٰتٍ وَّاَنَّ اللّٰہَ یَهدِی مَن یُّرِیدُ ٥ ہر کہ باشد کہ گمان برد آنکہ ہرگز نصرت ندہد خدائے تعالے پیغمبر خود را در دنیا باعلائے کلمۂ حق وغلبہ بر اعداء و در آخرت بعلو درجۂ شفاعت و قرب و کرامۃ پس باید کہ دراز کند رسنی طرف آسمان تا بداں واسطہ قطع مسافت کردہ بفلک رسد یا آنکہ بکشد خود را برسنی سوئے آسمان پس ببرد کہ بیفتد و بمیرد بہ حسد یا بکوشش یعنی در دفع نصرت از پیغمبر صلعم جہد تمامتر کند پس ببیند کہ باوجود ایں سعی و کلفت آیا میبرد فعل مکر آمیز او چیزے را کہ بخشم آوردہ است او را یعنی کار پیغمبر صلعم اے نخواہد برد

ترجمہ پس اس حدیث شریف سے جو بی بی سیدہ رضی اللہ عنہا کی نسبت مذکور ہوئی امید رحمت کا قطع کرنا حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے نفس مبارک سے اور بتوسل آپ کی شفاعت کے خداوند ارحم الراحمین سے سمجھ میں نہیں آتا ہے پس اے دانشمند و عبرت کر و دیکھو کہاں سے وے اُلٹے پھرے - انا للہ و انا الیہ راجعون - فرمایا خدائے برتر نے سورۂ حج کے رکوع دوسرے میں مَن کَانَ یَظُنُّ اَن لَّن یَّنصُرَہُ اللّٰہُ فِی الدُّنیَا وَالاٰخِرَۃِ فَلیَمدُد بِسَبَبٍ اِلَی السَّمَاءِ ثُمَّ لیَقطَع فَلیَنظُر هَل یُذهِبَنَّ کَیدُہٗ مَا یَغِیظُ ٥ وَکَذٰلِکَ اَنزَلنٰہُ اٰیٰتٍ بَیِّنٰتٍ وَّاَنَّ اللّٰہَ یَهدِی مَن یُّرِیدُ یعنی جو کوئی ہو کہ یہ گمان کرے کہ خدائے تعالیٰ اپنے پیغمبر کو دنیا میں کلمہ حق بلند کرنے اور دشمنوں پر غلبہ کرنے میں - اور آخرت میں شفاعت کے بلند مرتبہ اور قرب اور کرامت کیلئے ہرگز مدد نکرے گا - پس چاہیئے کہ وہ ایک رسّی آسمان کی طرف لمبی کردے تاکہ اس کے واسطے سے قطع مسافت کرکے آسمان کو پہنچ جاوے - یا یہ کہ خود کو کسی رسّی سے آسمان کی طرف کھینچ لے جاوے - پھر کاٹ ڈالے کہ گر پڑے - اور مر جاوے - حسد کے سبب یا کوشش کے سبب - یعنی پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے مدد دفع کرنے میں پوری سے پوری کوشش کرے - پس دیکھ لے گا کہ باوجود اس کوشش اور رنج کھینچنے کے اس کا مکر آمیز فعل اس چیز کو جس نے اسے غصہ دلایا ہے کہ وہ کام پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم ہے آیا لیجاتا ہے کہ نہیں یعنی نہیں لیجاوے گا۔

وہمچنانکہ کار پیغمبر را صلعم استوار و ہویدا کردہ ایم کہ کید کیادش نتواند برد فرود آوردیم اے ظاہر ساختیم برائے پیغمبر خود صلعم آیات بینات اے اعجازہائے بیّن کہ واقعات عجیبہ و ہم قرآن مجید تواند شد و حال ایں است کہ بتحقیق اللہ تعالے راہ مے نماید وے بر دبسوئے پیغمبر صلعم و آیات بینات و بہر چہ شاید ہر کرا بخواہد - اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَبَارِک وَسَلِّم دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی مُحَمَّدٍ رَّسُولِکَ وَحَبِیبِکَ وَعَلٰی اَنوَارِہٖ کَمَا تُحِبُّہٗ وَتَرضَاہُ وَشَفِّعہُ فِینَا وَتَرَحَّمنَا بِہٖ

ذکر کیفیتہ سلوک معنوی در معرفت نفس برائے معرفۃ اللہ سبحانہ

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلّی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین - باید دانست گفتہ شد فقر انکشاف عقائد است و ایں سیر نظری اجمالی است و محتمل سیر قدمی

ترجمہ اور جس طرح سے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے کام کو ہمنے مضبوط اور ہویدا کیا ہے کہ بڑے مکار کا مکر اسکو نہیں لیجا سکتا - ہمنے اپنے پیغمبر صلعم کیواسطے آیات بنیات یعنی ظاہر و بیّن اعجاز جو واقعات عجیبہ ہیں اور قرآن مجید بھی ہوسکتا ہے اُتاری ہیں یعنی ظاہر کئے ہیں - اور حال یہ ہے کہ بیشک خدائے برتر راہ بتلاتا ہے - اور لیجاتا ہے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم اور ایات بنیات کی طرف جس کسی کو چاہتا ہے اور جس چیز سے کہ وہ لایق ہے - اللّٰہم صلِ وبارک وسلم دائمًا ابدًا علے محمد رسولک وحبیبک وعلے انوارہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ یعنی - اے میرے خدا رحمت اور برکت اور سلامتی بھیج اور ہمیشہ سے ہمیشہ تک اپنے رسول اور اپنے حبیب محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر اور ان کے انوار پر اس قدر کہ تو اس کو چاہتا ہے اور تو اس سے رضامند ہے اور اسکو ہم میں شفیع کر اور اس کے طفیل میں ہم کو مورد رحمت کر - آمین برحمتک یا ارحم الراحمین -

ذکر بیان سلوک معنوی کا نفس کی معرفت میں خدائے سبحانہ کی معرفت کیلئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلّی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین - سمجھنا چاہیئے کہ کہا گیا فقر عقائد کا منکشف ہو جانا ہے - اور یہ سیر نظر اجمالی ہے - اور محتمل ہے سیر قدمی کی - اور رکھا گیا کہ

وگفتہ شد فقر انکشاف شرع است و این سیر نظری تفصیلی است و محتمل سیر قدمی در دمندی گفتہ فقر تکمیل نفس بہ تشرع است و این سیر قدمی تفصیلی است و محقق سیر نظری پس فارقی نیست میان ہر سہ گفت مگر سیر اجمالی و تفصیلی و نظری و قدمی و احتمال و تحقیق و تصوف ہمین تکمیل نفس است ش کیفیتش در تنبیہ لاحق مذکور است ھ سلوک وطریق بمعنی مجازی است و آن بجا آوردن علم و عمل مامور بہ از مرتبۂ فرض تا استحباب است پس سخن در مقدم است و آن حصول معرفت ذات و صفات خالق اکبر موقوف دلائل سیر نظری و قدمی است پس باید دانست خلق وجود بین عدمین اثر امر است ش کہ تحقیقش در ذکر کیفیۃ اثبات مرتبۃ الحجاب بین القدیم والحادث المخلوق و در ذکر کیفیۃ حاضری دردمندی بر آستان رحمۃ نشان حضرت حبیب اللہ علیہ الرضوان مذکور است ھ بوجود تضمنی یا التزامی ش کیفیۃ وجود تضمنی والتزامی در ذکر کیفیۃ الاصول و اصل ذکر کیفیۃ الانتزاع توان دریافت

ترجمہ فقر شرع کا انکشاف ہے۔ اور یہ سیر نظری تفصیلی ہے اور محتمل ہے سیر قدمی کی۔ ایک دردمند نے کہا کہ فقر نفس کی تکمیل ہے تشرع کے ساتھ۔ اور یہ سیر قدمی تفصیلی ہے۔ اور سیر نظری کی محقق۔ پس تینوں قول کے درمیان کوئی فارق نہیں ہے۔ سوائے سیر اجمالی اور تفصیلی اور نظری اور قدمی اور احتمال اور تحقیق کے۔ اور تصوف اسی تکمیل نفس کو کہتے ہیں۔ اس کی کیفیت تنبیہ لاحق (۴۲) میں مذکور ہے۔ یہاں سلوک وطریق معنی مجازی میں ہے۔ اور وہ علم وعمل مامور بہ کا یعنی جس کی نسبت حکم ہو چکا ہے۔ اسکا بجا لانا ہے مرتبۂ فرض سے۔ استحباب کے مرتبہ تک۔ بس کلام مقدم میں ہے۔ اور وہ ذات و صفات خالق اکبر کی معرفت کا حاصل ہونا ہے سیر قدمی و نظری سے کہ موقوف ہے دلائل پر۔ پس یہ حصول معرفت کہ موقوف بدلائل ہے سیر نظری اور قدمی سے ہوتی ہے۔

اب سمجھنا چاہیئے کہ خلق یعنی مخلوق جو وجود ہے دو عدم کے درمیان وہ امر کا اثر ہے۔ اس کی تحقیق ذکر کیفیۃ اثبات مرتبہ حجاب میں جو قدیم اور حادث مخلوق کے درمیان ہے۔ اور ذکر کیفیت حاضری میں ایک دردمند کے کہ حضرت حبیب اللہ علیہ الرضوان کے رحمت نشان آستانہ پر واقع ہوئی مذکور ہے۔ اور وہ اثر امر موجودات قدیمہ سے بسبب وجود تضمنی یا التزامی کے ہے خالق اکبر کے خلق کرنے سے بواسطے مرتبہ حجاب فعلی کے اسکی تکوین سے وجود تضمنی اور التزامی کی کیفیت ذکر کیفیت اصول کی اصل ذکر کیفیت انتزاع میں معلوم کرنا چاہیئے۔

ھ از موجودات قدیمہ بتخلیق خالق اکبر بواسطۂ مرتبۂ حجاب فعلی قال سبحانہ الا لہ الخلق والامر ط وقال سبحانہ انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون ہ تکوینیہ کہ بمقابلہ تعینہا تیکہ نصیبے جزئی دارند عالم کبیر است و آنہمہ بہ نصیب جزئی عالم صغیرند پس ہر صغیر را در تقابلش کبیریست کہ اصلش است و عروج بسوئے کبیر منتہی شود بوجود اول الاولین کہ اصل ہمہ است در تحت امر و لامکانیست باعتبار انتہائے عالم اجسام از آنجا کہ انسان مکرم تعینات است ش بقولہ سبحانہ لقد کرمنا بنی آدم ھ بزیادت نصیب و مقصودیتہ معاملتہا کہ باوست مخاطب وفی انفسکم ط افلا تبصرون ہ است و بنا برین فرمود صلعم من عرف نفسہ فقد عرف ربہ و سخنہائے مختلف در حقیقتش از آثار عالم کبیر باختلاف مشاہدات است ولیکن اعلی المقاصد بصائر معرفتہ رب الارباب است پس سخن درین است

فرمایا خدائے سبحانہ نے سورہ اعراف رکوع ہفتم میں الا لہ الخلق والامر ط یعنی آگاہ ہو کہ خاص خدا کے واسطے ہے فعل خلق اور امر۔ اور فرمایا حق سبحانہ نے سورہ یٰسین کے آخر میں انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون ہ یعنی یہ اوسکا امر ہے کہ جب کسی چیز کو اسکے لئے یہ کہنے کا ارادہ کرتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔ اور چونکہ عالم امر مرتبہ حجاب فعلی مقابلہ میں اون تعینات کے جو خالق اکبر کی تخلیق یعنی پیدا کرنے اور اسکی تکوین یعنی کون وہست بنانے سے تحت امر آکر باعتبار اثر امر ہونے کے ایک نصیب جزئی رکھتے ہیں عالم کبیر ہے۔ لہذا یہ سب تعینات اپنے جزئی نصیب کے ساتھ عالم صغیر ہیں۔ پھر ہر صغیر کا اپنے مقابلہ میں ایک کبیر ہے جو اوسکی اصل ہے۔ اور عروج منتہی ہوتا ہے کبیر کی طرف اول الاولین کے وجود کے ساتھ جو سب کی اصل ہے تحت امر میں اور عالم اجسام کی انتہا کے اعتبار سے یہ وجود اول الاولین لامکانی ہے۔ یہیں سے ہے کہ انسان مکرم تعینات ہے بسبب فرمانے حق سبحانہ کے لقد کرمنا بنی آدم سورہ بنی اسرائیل رکوع ساتویں یعنی البتہ ہمنے بنی آدم کو مکرم کر دیا۔ اور یہ تکریم زیادتی نصیب کے سبب ہے۔ اور یہی انسان ان معاملوں کے مقصود ہونے کے سبب جو اسکے ساتھ ہیں مخاطب ہے وفی انفسکم افلا تبصرون ہ کا کہ سورہ والذاریات کے اول رکوع میں یہ آیتہ ہے یعنی اور تمہارے نفسوں میں ہیں تم کیوں نہیں دیکھتے ہو اور اسی بنا پر فرمایا حضور صلعم نے من عرف نفسہ فقد عرف ربہ یعنی جسنے اپنے نفس کو پہچان لیا تو یقینی اپنے رب کو پہچان لیا۔ اور بہت سے مختلف کلام ہیں اسکی حقیقت میں آثار عالم کبیر سے بسبب اختلاف مشاہدات کے۔ ولیکن مقاصد میں سب سے بڑھکر رب الارباب کی

باید دانست نفس انسان تشخصی است بسیط زائد بر ماہیات لاعینہا و لا غیرہا و در حد خود مستجمع حقائق ما علیہ ش اے آنچہ بران قرار تشخص نفس است ھ اعنی صفات حقیقیہ مع الذات بنا بر تحد ذات برین صفات و قرار تشخص نفس برین استجماع ذات و مالہ ش ای آنچہ برائے تشخص نفس است ھ اعنی صفات فعلیہ و شانیہ و تنزیہ مع الذات بنا بر عدم تحد ذات برین صفات و عدم قرار تشخص نفس برین استجماع ذات و اعتبارات ذاتیہ ہر متضمنہ موجودات یا مسلوبات ش کیفیۃ این تضمن در اصل ذکر کیفیۃ انتزاع نزول یافت ھ علاقۂ مجہول الکیف بہ تشخص مرکب عنصری کہ در حد خود مستجمع ما علیہ و مالہ است دارد و بنا برین بیانش یازدہ تعین یعنی فعل و صفت حقیقیہ و شانیہ و تنزیہ و ذات و تشخص نفس و روح و خاک و آب و آتش و باد و تشخص مرکب صوری از عنصر ہمہ عالم خلق است در تحت امر و تشخص بسیط فی حدہ در اوصاف خود بے احتیاج تشخص مرکب مستقر است و لا مکانی

ترجمہ سمجھنا چاہئے کہ نفس انسان ایک بسیط تشخص ہے جو زائد ہے ماہیات پر کہ نہ اُن کا عین ہے نہ غیر اور اپنی حد میں حقائق ما علیہ و مالہ کا مستجمع ہے۔ ما علیہ وہ چیزیں ہیں جن پر قرار ہے تشخص نفس کا یعنے صفات حقیقیہ مع ذات کیونکہ ذات کا ان صفات پر تحد ہے۔ اور تشخص نفس کا قرار اس استجماع ذات پر۔ اور مالہ وہ چیزیں ہیں جو اُوسے تشخص نفس کیواسطے ہیں یعنے صفات فعلیہ اور شانیہ اور تنزیہ مع ذات کیونکہ ذات کا ان صفات پر تحد نہیں ہے اور نہ تشخص نفس کا ان پر قرار ہے۔ یہ سبب استجماع ذات اور اعتبارات ذاتیہ متضمنہ موجودات یا مسلوبات یعنے تشخص بسیط نفس انسان تشخص مرکب عنصری کے ساتھ جو اپنی حد میں مستجمع ما علیہ و مالہ ہے مجہول الکیف علاقہ رکھتا ہے۔ کیفیت اس تضمن کی اصل ذکر کیفیت انتزاع میں معلوم کرنا چاہئے اسی بنا پر انسان ان گیارہ تعین کے ساتھ سارا عالم خلق ہے جو امر کے تحت میں ہے یعنے فعل اور صفت حقیقیہ اور شانیہ اور تنزیہ اور ذات اور تشخص نفس روح کا اور خاک اور آب اور آگ اور ہوا اور تشخص مرکب صوری عنصر کا۔ اور تشخص بسیط اپنی حد میں اپنے اوصاف میں بغیر احتیاج تشخص مرکب کے مستقر اور لا مکانی ہے

ولیکن بمقتضائے حکمت انتہائے معرفۃ تا عالم عنصر در جسد انسان با قتضائے حکمت مضغۂ قلب نام مرکز قرار قلب بسیط کردہ شد کہ در وجہ وجود تضمنیش بموجودات گویند کہ عرش صغیر است در تشابہ بعرش کبیر نہ در وجہ وجود التزامیش بتضمن مسلوبات کہ تشابہی بعرش کبیر ندارد و لیکن تشابہ التزامی بعرش صغیر یافتہ پس بتوفیق رب اکبر بشرح صدر در سیر نفس متغیر در آمدہ باحتیاج وجودش دلالۃ بموجد قدیم محتاج الیہ بر گرفتہ کیفیۃ اصالۃ خود یا وساطۃ بکسے دریابد پیغمبر عم باصالت و غیرش بوساطت تعینی کہ این در تضمن او است ش اشارت است بشیخ سالک مفاد ھ و بمعرفۃ عالم صغیر باصلش کہ عالم کبیر است تا خواست رب اعلی برسد و انکشاف حقیقۃ جامعہ ش ای آنکہ منع شمول غیر در صفۃ نکند ھ حسب استعداد با حاطہ تشخص نفس مستجمع ما علیہ و مالہ کہ منتہائے تعین است از حیثیۃ اثریتش از امر بار بط فعلی لا بد منہ از آمر فاعل است ش مربوط بانکشاف است

ولیکن حکمت کے مقتضا یعنی خواہش کے موافق معرفت کی انتہا عالم عنصر تک جسد انسان میں حکمت کے اقتضا سے مضغۂ قلب یعنے ایک گوشت کی بوٹی قلب نام مرکز قرار قلب بسیط کا کیا گیا کہ یہ موجودات سے اپنے تضمینی وجود کی وجہ میں کہتے ہیں کہ عرش صغیر ہے۔ عرش کبیر کے ساتھ مشابہ ہو نہیں۔ نہ اپنے وجود التزامی کیوجہ میں بسبب تضمن مسلوبات کے کہ اسوجہ میں عرش کبیر کے ساتھ یہ قلب کوئی مشابہت نہیں رکھتا ہے۔ ولیکن عرش صغیر کے ساتھ التزامی تشابہ اُسنے پایا ہے۔ پس رب اکبر کی توفیق سے شرح صدر یعنی انکشاف حقائق کے ساتھ سیر نفس میں متغیر ہو کر اپنی احتیاج وجود کے سبب موجد قدیم کی طرف کہ محتاج الیہ ہے دلالت حاصل کرکے کیفیت اپنی اصالت کی یا وساطت کی جس کسی کے ساتھ ہو۔ پالیتا ہے۔ پیغمبر علیہم السلام اصالت کے طور پر اور اُن کے غیر کسی تعین کی وساطت سے جسکے ضمن میں یہ خبر ہے کہ اُس سے اشارہ شیخ سالک کیطرف ہے۔ اور عالم صغیر کی معرفت سے اُسکی اصل کو کہ عالم کبیر ہے جہانتک پروردگار اعلیٰ کی مرضی ہے پہونچ جاتا ہے۔ اور حقیقت جامعہ یعنی جو صفت میں غیر کے شمول کا منع نہ کرے وہ حقیقت جامعہ اور وہ صفت صفت جامعہ ہے اُوسکا انکشاف آمر فاعل سے استعداد کے موافق مع احاطہ اُسکے تشخص نفس کے ہی جو مستجمع ما علیہ و مالہ ہے کہ یہ منتہائی تعین ہے بحیثیت اثر ہونیکے امر سے ربط فعلی کے سبب کہ اُس سے چارہ نہیں ہے۔ یعنے جو حقیقت کہ جامع ہے اور شمول وصف میں غیر کی مانع نہیں ہے چونکہ وہ اثر امر ہے کہ فاعل آمر سے بسبب ربط فعلی یعنی فعل سے ربط ہونیکے ربط و تعلق ضروری ہے اس حقیقت جامعہ کا انکشاف نفس کو مع احاطت نفس کہ مستجمع ما علیہ و مالہ

ھ باید دانست این احاطۂ تشخص نفس در کشفِ مثال ہچو قوس مینماید ازینجا است که قوس نامیده شد و این قوس سفلی ظلی است در مقابلۂ قوس علوی حجابی پس سفلی را درجات حقیقی است و ہر یک ازینہا نسبۃ بمافوقہ تابع بمطابقۂ جزئی است و نسبۃ بماتحتہ متبوع بمطابقہ جزئی ش پس آنکہ ماتحتہ ندارد متبوع نیست و آنکہ مافوقہ ندارد تابع نہ ھ و مافوق بماتحتہ اصل و محیط است و ہرچہ جز مافوق ہمہ است از و ولیکن مافوق ہمہ تابع بمطابقۂ کلی باشد مر قوس علوی حجابی را کہ اصل و محیط قوس سفلی است و ہر یکے ازینہمہ ہرچند نزول و عروج در سیر ماتحتہ و مافوقہ نماید از حدود بر نیاید و فنا فی الوجود و فناء فی الشیخ و فنا فی الرسول عبارت از انطباق این درجات بصفۂ جامعہ است باید دانست مرتبۂ حجاب ظہوری است حادث قائم بقدیم ش تحقیقش در ذکر کیفیۃ اثبات مرتبۃ الحجاب بین القدیم والحادث المخلوق و ذکر کیفیۃ حاضری دردمندی

بر آستان رحمۃ نشان حضرت حبیب اللہ علیہ الرضوان مذکور است

ترجمہ سمجھنا چاہئے کہ یہ احاطہ تشخص نفس کا کشف مثال میں قوس کی مانند نظر آتا ہے کہ یہیں سے قوس نام رکھا گیا ہے۔ اور یہ قوس سفلی ظلی ہے مقابلہ میں قوس علوی حجابی کے۔ پھر سفلی کے حقیقی درجے ہیں کہ ہر ایک انمیں اپنے مافوق کی نسبت تابع ہے جزئی مطابقت کے ساتھ اور اپنے ماتحت کی نسبت متبوع ہے جزئی مطابقت کے سبب۔ پس وہ کہ اپنا ماتحت نہیں رکھتا متبوع نہیں ہے۔ اور وہ کہ اپنا مافوق نہیں رکھتا ہے تابع نہیں ہے۔ اور مافوق اپنے ماتحت کا اصل و محیط ہے اور جو کچھ سب کے مافوق کے سوا ہے وہ اُسی مافوق سے ہے۔ ولیکن سب کا مافوق تابع ہوتا ہے کلی مطابقت کے ساتھ خاص علوی حجابی قوس کا جو قوس سفلی کا اصل اور محیط ہے۔ اور ہر ایک ان سب میں سے جو جسقدر اپنے ماتحت اور مافوق کی سیر میں نزول اور عروج کرتا ہے اپنی حد سے باہر نہیں ہوتا ہے اور فنا فے الوجود اور فنا فی الشیخ اور فنا فی الرسول عبارت ہے ان درجوں کے منطبق ہونیسے صفت جامعہ کے ساتھ سمجھنا چاہئے کہ مرتبۂ حجاب جو ایک ظہوری حادث کا کہ وہ قدیم کے ساتھ قایم ہے۔ اسکی تحقیق ذکر کیفیت اثبات مرتبۂ حجاب میں کہ وہ حجاب قدیم اور حادث مخلوق کے درمیان ہے اور ذکر کیفیت حاضری میں ایک دردمند کے آستانہ رحمت نشان

ھ در کشف مثال باحاطۂ تشخص خود ہچو قوس نماید و بمقابلہ قوس سفلی قوس علوی نامیده شد آنرا دو مرتبہ رُبتی است بر انطباق اصلش مرتبہ تعین وجودی است کہ واحدیۃ ہمان است ش کما قال سبحانہ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ھ و اعتبار ربوبیۃ متعلق ہمین مرتبہ ہست ش کما قال سبحانہ ربّ العالمین ھ و مرتبۂ لاتعین است کہ احدیۃ ہمان است ش کما قال سبحانہ اللّٰہ واحدٌ ھ و اعتبار استغناء متعلق ہمین مرتبہ ہست ش کما قال سبحانہ اِنَّ اللّٰہَ غنیٌّ عن العالمین ھ و حقیقۃ مستجمعۂ جامعہ انسانیہ در ہمہ مراتب کہ بانطباقِ یک بدیگر در وجہ جامعیۃ است نہ ما نعیۃ نظری و قدمی مطابقۃ جزئی یا کلی قوسین درخور تعینش نماید و بر ہمہ مراتب قرار گیرد پس از انطباق قوس سفلی ظلی بقوس علوی حجابی کہ فناء فی اللہ عبارت ازین است دلالۃ بر معرفۃ ذات و صفات قدیم توان یافت

ترجمہ کشف مثال مین اپنے احاطۂ تشخص مین قوس کی مانند نظر آتا ہے۔ اور قوس سفلی کے مقابلہ مین قوس علوی نام رکھا گیا۔ اسکے ربی دو مرتبہ ہین اصل سے اوسکے منطبق ہونیکی بنا پر ایک مرتبہ تعین وجودی کا ہے کہ وہی مرتبہ واحدیت ہے جیسا فرمایا حق سبحانہ نے اِنَّمَا اللّٰہُ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ یعنی اللہ وہی ہے جو الٰہ واحد یعنے معبود اکیلا ہے۔ اور ربوبیت یعنے رب ہونے کا اعتبار اسی مرتبہ کے متعلق ہے جیسا فرمایا حق سبحانہ نے رَبّ العالمین یعنے ساری جہانوں کا پالنے والا۔ اور دوسرا مرتبہ لاتعین ہے کہ یہی مرتبہ احدیت ہے جیسا فرمایا حق سبحانہ نے اللّٰہ احد یعنے خدا اکیلا ہے۔ اور اعتبار استغنا یعنے بے نیازی کا متعلق ہے اسی مرتبہ سے جیسا فرمایا حق سبحانہ نے اِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعَالَمِیْن یعنے بیشک اللہ بے نیاز ہے سارے جہانوں سے۔ اور حقیقت مستجمعہ جامعہ انسانیہ ان مرتبوں کہ بسبب منطبق ہونے ایک کے دوسرے کی ساتھ کہ یہ انطباق وجہ جامعیت مین ہے نہ وجہ مانعیت مین سیر نظری اور قدمی اپنے تعین کے لایق جزئی یا کلی قوسین کے مطابقت کے اندازہ پر کرتی ہے اور ان مرتبون پر قرار پکڑتی ہے پھر قوس سفلی ظلی کے قوس علوی حجابی کے ساتھ منطبق ہونیسے کہ فناء فی اللہ عبارت اسی سے ہے قدیم کی ذات و صفات کی معرفت پر دلالت حاصل کر سکتی ہے یا پا سکتی ہے

و در یں میان تصفیه و تزکیهٔ اجمالی یا تفصیلی عالم صغیر بتضمن موجودات و مسلوبات مخصوصهٔ محمدی صلعم عروج تشخص روحی بعالم علوی تا عرش کبیر که مقر انوار حجابی باعتبار منتهائی عالم کبیر است تواند شد پس سخن در معرفت تفصیلی مرتبهٔ تعین وجودی است از انجا که قلب مرکز تشخص مرکب است و مقر قلب بسیط که تصرفهائے فعلیش از انجا ظاهر شود و معرفت ذات موقوف بر صفات است و صفت فعلی نزدیک تر از اثر پس ناچار ابتدائے معرفت از مقام قلب و صفت فعلی واقع شد پس بدلالت معرفتش تجلی فعلی حجابی بکلیته اجمالا که در عالم صغیر و کبیر باعتبار تعلق بجزئیات بجزئیته تفصیلا متمائز تواند شد معروف خواهد گردید با محمودیته فاعل و ابتدائے اسلام حقیقی از انجا است و بتوسع علم با دراک ربط دائر از مفعول نفساً و آفاقاً به فاعل فعلاً و ذاتاً همه عالم را از عرض تا جوهر همچو اثر مثل یعنی حرف از مفردات و مرکبات ه از کتابت کاتب خواهد یافت تا آنکه قطع شود تمایز امر بملاحظهٔ فعل و فاعلش

اور اس درمیان میں اجمالی یا تفصیلی تصفیہ اور تزکیہ سے عالم صغیر کے موجودات اور مسلوبات مخصوصۂ محمدی صلعم کے تضمن میں عروج تشخص روحی کا عالم علوی میں عرش کبیر تک جو باعتبار منتہائے عالم کبیر کے انوار حجابی کا مقر ہے ہو سکتا ہے۔ اسکے بعد کلام مرتبۂ تعین وجودی کی معرفت تفصیلی میں ہے۔ چونکہ قلب مرکز ہے تشخص مرکب کا اور مقر ہے قلب بسیط کا کہ اُسکے یعنے قلب بسیط کے تصرفات فعلی وہیں سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اور معرفت ذات کی صفات پر موقوف ہے اور صفت فعلی اپنے اثر سے زیادہ نزدیک ہے۔ ناچار معرفت کی ابتدا مقام قلب اور صفت فعلی سے واقع ہوئی۔ پھر معرفت اثر کی دلالت سے تجلی فعلی حجابی اپنی کلیت کے ساتھ بطور اجمال کہ عالم صغیر و کبیر میں جزئیات کیساتھ متعلق ہونیکے اعتبار سے اپنی جزئیة کے ساتھ بطور تفصیل متمائز ہو سکتی ہے مع محمودیت فاعل معروف ہوگی یعنے پہچانی جاویگی۔ اور اسلام حقیقی کی ابتدا یہیں سے ہے۔ اور علم کے توسع کے سبب ادراک ربط میں جو مفعول سے ازروئے نفس کے فاعل کیطرف فعلاً اور ذاتاً یعنے بطور فعل اور ذات کے دائر ہے تمام عالم کو عرض سے جوہر تک لکھنے والے سے لکھنے کی مانند یعنی مثل حروف مفردات و مرکبات کے پاویگا یہانتک کہ فعل اور فاعل کے

و افضل آنست که امر و فعل معاً ملحوظ ماند هر کرا بتوفیق الهی میسر شود و در نیست معیته از ابتدائے فعلی مثل لفظ فعلی مشیر است سوی فعل و معیته فعلی ه تا ذاتی مثل تا انتها است و لفظ ذاتی مشیر است سوئے ذات و معیته ذاتی ه کما قال سبحانه وَاللهُ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ ط و معکوس می نماید ادراک ربط دائر از فاعل بمفعول و تحقیق این است که ادراک ربط از طرفین مثل یعنی از مفعول بفاعل و از فاعل بمفعول ه معاً است ورنه ادراک ربط از مفعول بعدم درک ربط از فاعل و ادراک ربط از فاعل بعدم درک دلالة از مفعول باطل این استجماع از طرفین به عنایت الٰہی است بهر که باشد البته طریق حصولش نگه داشت ربط از طرفین معاً است شاید که میسر گردد و روح بصفة فعلی باستفاضهٔ فیض این ولایة سائر قوسین بمطابقة جزئیه مثل که برائے غیر حضرت سرور انبیاء است علی نبینا و علیهم الصلوٰة والسلام ه یا کلیه مثل که مخصوص حضرت سرور انبیاء است علی نبینا و علیهم الصلوٰة والسلام ه است نظراً و قدماً

ترجمہ اور افضل یہ ہے کہ امر و فعل معاً ملحوظ رہے جس کسیکو توفیق خدا سے یہ میسر ہو جائے۔ اور اسی میں معیت ہے ابتدائی فعلی سے انتہائے ذاتی تک کیونکہ لفظ فعلی مشیر ہے فعل اور معیت فعلی کیطرف اور لفظ ذاتی مشیر ہے ذات اور معیت ذاتی کیطرف جیسا کہ فرمایا ہے حق سبحانہ نے۔ وَاللهُ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ یعنے اور خدا تمہارے ساتھ ہے جہاں تم ہو اور معکوس دکھلائی دیتا ہے ادراک ربط جو دائر ہے فاعل سے مفعول کیطرف۔ اور تحقیق یہ ہے کہ ادراک ربط طرفین سے۔ یعنے مفعول سے فاعل کیطرف اور فاعل سے مفعول کیطرف معاً ہے ورنہ ادراک ربط کا مفعول سے بسبب درک نہونے ربط کے فاعل سے اور ادراک ربط فاعل سے بسبب درک نہونے دلالت کے مفعول سے باطل ہے یہ استجماع طرفین کا عنایت الٰہی سے ہے جس کسیکو ہووے۔ البتہ اُسکے حاصل ہونیکا طریق نگہ رکھنا ہے ربط کا دونوں طرف سے معاً شاید کہ میسر ہو جائے۔ اور روح بذریعہ صفت فعلی کے اس ولایت کے فیض سے فیضیاب ہوتی ہوئی نظری یا قدمی طور پر قوسین کی سائر یعنے سیر کرنیوالی ہے جزئیہ یا کلیہ مطابقت کے ساتھ کہ تطابق جزئی حضرت سرور انبیا علی نبینا و علیهم الصلوٰة والسلام کے غیر کے واسطے ہے۔ اور کلی مخصوص ہے حضرت سرور انبیا علی نبینا و علیه

ش سیر قدمی در قوس علوی بسبب وجود حجابی اوست ھ و باعتبار خصوصیتہ وصول نور این ولایۃ کہ اول است بحضرت آدم علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام مصطلح بہ تسمیۃ ولایۃ آدمی است و ولایۃ نوحی نیز ولیکن در نظر دردمند حضرت نوح علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام درین صفۃ نہ اصل مرکز اند ہمچو حضرت آدم عم ش ای چنانکہ حضرت آدم عم اصل مرکز اند ھ مگر تابع در صفۃ کہ از شدت استیلا توسع درین صفۃ بحضرت آدم عم میمانند و مورد فیض این ولایۃ در مرکب بحکمۃ الٰہی تعالے در جانب چپ بہ تسمیہ اصطلاحی بالمظہریۃ ش ای بآنکہ مظہر صفۃ فعلی است ھ یا بقلب قلب بسوئے معرفت الٰہی مسمیٰ بہ قلب است وابتدائے سیر مفہوم قاب قوسین از اینجا است واحکام سیر من جہۃ الی جہۃ از اینجا است ۔ پس سیر من اللہ تعالیٰ الی غیرہ تعالے والیہ لغیرہ تعالیٰ شرک فی المقصود و فی المحبۃ است تا آنکہ بکفر و شرک جلی تواند رسانید و من غیرہ الیہ تعالیٰ والی غیرہ تعالیٰ شرک فی صفات اللہ تعالیٰ است حقیقۃً کہ مستلزم شرک فی الذات است

ترجمہ ۔ اور سیر قدمی قوس علوی میں اُسیکے وجود حجابی کے سبب ہے ۔ اور خصوصیت کے اعتبار سے اس ولایت کے نور کا وصول کہ یہ اوّل ولایت ہے حضرت آدم علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہی جو ولایت آدمی کے نام سے اصطلاح پاگئی ہے اور ولایت نوحی کے نام سے بھی ۔ ولیکن دردمندی کی نظر میں حضرت نوح علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام اس صفت میں حضرت آدم علیہ السلام کیطرح اصل مرکز نہیں ہیں یعنی جیسے حضرت آدم علیہ السلام اصل مرکز ہیں مگر تابع ہیں صفت میں کہ شدت استیلا ، توسع یعنی توسع کے غلبہ کی زیادتی کے سبب اس صفت میں حضرت آدم علیہ السلام سے مشابہ ہوتے ہیں ۔ اور اس ولایت کے فیض کے وارد ہونیکی جگہ مرکب میں خدا تعالے کی حکمت سے بائیں جانب میں ہے جسکا اصطلاحی نام مظہریت کے سبب یعنے اس سبب سے کہ وہ صفت فعلی کے ظہور کی جگہ ہے یا معرفت خدا کیطرف قلب کے پھر جانیکے سبب قلب نام ہوگیا ہے اور مفہوم قاب قوسین کی ابتدائی سیر یہیں سے ہی ۔ اور سیر کے احکام ایک جہت سے ایک جہت کیطرف یہیں سے ہیں ۔ پس سیر یعنی چلنا خدا تعالیٰ کیطرف سے اُسکے غیر کیطرف ۔ اور اسی کیطرف اُسکے غیر کیلئے یہ سیر شرک فی المقصود اور فی المحبت ہے ۔ یعنی اس قسم کا چلنا مقصود و محبت میں شریک کرنا ہی یہانتک کہ یہ کفر و شرک جلی کو پہونچا سکتا ہی ۔ اور سیر اسکے غیر سے خدا تعالیٰ کیطرف اور غیر خدا تعالیٰ کی طرف شرک فی صفات اللہ تعالیٰ حقیقتاً ہے یعنی یہ حقیقتاً خدا تعالیٰ کی صفات میں شرک کرنا ہی جو مستلزم ہے شرک

و در صورت نسیان و ذہول من اللہ تعالیٰ شائبہ شرک مذکور بالعرض است ش ای بعرض نسیان و ذہول نہ بالحقیقۃ ھ پس مقصود اینجا سیر منہ الیہ معہ فیہ لہ است اگر میسر شود و فناء فی افعالہ تعالے عروجاً الی افعالہ تعالیٰ و بقاء بافعالہ تعالے نزولاً الی آثرہا از اینجا است و این سخن در حقائق اجمالی است کہ بواسطہ این تفصیلات مقدرہ تواند رسید و سخن در تفصیل حقائق و متعلقات زائدہ و کوائف واردہ ہمت قاصرہ نتابد و باید دانست و ہیچ بھر کہ خواہند ندا یکہ از مرتبہ حجاب است باسمی کہ مناسب تعینش است بسمع روحش دہند اگرچہ آشکارا نشود حضرت حسین ابن منصور مخصوص باسم انا الحق بود و حضرت ابویزید مخصوص باسم سبحانی ما اعظم شانی ولیکن بازیادت استحالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما و این راز سِر تو نیست از حقیقۃ کعبہ کہ در ظہور حقیقۃ کعبہ ظاہر شود و الیٰ ماشاء اللہ تعالے و ہرچہ خواہند کلام درمیان نہند کما قال سبحانہ کَلَّمَ اللّٰہُ مُوسیٰ تَکْلِیْمًا ؕ

ترجمہ اور خدائے تعالیٰ کیطرف سے نسیان و ذہول یعنی بھول و غفلت کی صورت میں شائبہ شرک مذکور کا بوجہ عرض ہے یعنی بسبب عارض ہونے نسیان و ذہول کے نہ حقیقت میں پس مقصود یہاں سیر منہ الیہ معہ فیہ لہ ہے اگر میسر ہوجاوے یعنی سیر خدا کی طرف سے اوسیکی طرف ہی تھا اور اوسی میں اُسکے واسطے اور فنا خدائے تعالیٰ کے افعال میں خدائے تعالیٰ کے افعال کیطرف عروج کی حالت میں اور بقا خدائے تعالے کے افعال کے ساتھ افعال کے آثار کیطرف نزول کی حالت میں یہیں سے ہے اور یہ کلام اجمالی حقائق میں ہے کہ اوسی کے وسیلے سے مقدرہ تفصیلوں کو پہونچ سکتا ہے اور حقائق کی تفصیل و متعلقات زائدہ اور کوائف واردہ میں کلام کرنیکو کوتاہ ہمتی متوجہ نہیں ہوتی اور قاصرہ ہمت نہیں پڑتی ۔ اور سمجھنا چاہیئے کہ اس مقام میں جس کسی کو چاہتے ہیں کوئی ندا جو مرتبہ حجاب سے ہو ایسے اسم کیساتھ جو اوسکے تعین کے مناسب ہو اوسی کی روحی کان میں دیتے ہیں اگرچہ آشکارا نہوے حضرت حسین ابن منصور اس ندا میں اسم انا الحق کے ساتھ مخصوص تھے اور حضرت ابویزید اسم سبحانی ما اعظم شانی کے ساتھ مخصوص تھے ولیکن استحالہ کی زیادتی کے ساتھ رضی اللہ تعالے عنہما اور یہ راز ایک پرتو ہے حقیقت کعبہ کا جو ظہور حقیقت کعبہ میں ظاہر ہوتا ہے جس قدر مرضی خدائے تعالیٰ ہو ۔ اور جس چیز کے ساتھ چاہتے ہیں کلام درمیان رکھتے ہیں یعنی آپس میں کرتے ہیں جیسا کہ ارشاد حق سبحانہ نے کَلَّمَ اللّٰہُ مُوسیٰ تَکْلِیْمًا ؕ یعنے خدائے موسیٰ سے کلام کیا جیسا کلام مناسب سمجھا

زین پس عروج بسوئے ولایتِ دوم بتوسطِ انتزاع فعل از تعینِ صفات حقیقہ کہ
عبارت از صفات سبعہ یعنی حیاۃ و علم و قدرت و ارادت وغیرہا کہ
اشہر و معقول و منصوص است تواند شد و قرب صفاتی مع الذات بتمایز تعین
صفات باعتبار لاعینہا کہ مرتبۂ صفۃ ظاہر و مرتبۂ جمال است و بے تمایز تعین صفات
باعتبار لاغیرہا کہ مرتبہ صفۃ باطن و مرتبۂ جلال است باقیام حقیقی با ذات بالمجوبیۃ
صفاتی مع الذات بے ملاحظہ غیر ملحوظ المحل ؓش ای افعال و شیون وغیرہما
ھد از خصائص اینجا است تا آنکہ از ہر چہ باشد بقوۃ و فعل مقدم المدرکات
ذات سبحانہ باین استجماع صفات است حالاً بقرب حجابی حقیقۃً غیر
نظری و استحالتی فرمود سبحانہ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ہ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ
و روح بصفۃ ظاہر و باطن باستفاضۂ نور این ولایۃ سائر قوسین بمطابقۃ
جزئیہ یا کلیہ است نظراً و قدماً

ترجمہ اسکے بعد عروج ہے ولایت دوم کی طرف انتزاع فعل کے توسط سے کہ وہ انتزاع
تعین صفات حقیقیہ سے ہے کہ مراد ان ساتوں صفات سے ہوسکتی ہے یعنی حیات و علم
و قدرت و ارادت و سمع و بصر و تکلم جو مشہور تر اور معقول و منصوص ہیں۔ اور قربِ صفاتی ساتھ
ذات کے یعنے ذات کے ساتھ صفات ہونیکی قربت مع تمائز تعین صفات کے اُنکے لاعین ہونیکے
اعتبار سے کہ مرتبۂ صفتِ ظاہر اور مرتبۂ جمال ہے۔ اور بے تمائز تعین صفات کے اُن کے لاغیر ہونیکے
اعتبار سے کہ مرتبۂ صفتِ باطن اور مرتبہ جلال ہے بسبب ان کے قیام حقیقی کے ذات کے ساتھ
مع محبوبیت صفات ہونیکے ذات کے ساتھ بغیر ملاحظہ غیر ملحوظ المحل کے یعنے بغیر ملاحظہ اُن چیزوں کے
جنکا اس محل میں لحاظ نہین کیا جاتا یعنے افعال و شیون وغیرہما کے اس مقام کے خصائص سے ہے
یہانتک کہ جو چیز قوۃ و فعل سے ہو وے اُسمیں مقدم مدرکات۔ ذات سبحانہٗ ہے
یعنے ذات سبحانہ اول سمجھی جاتی ہے اس استجماع صفات کے ساتھ بطور کیفیت
حالی کے قرب حجابی کے سبب از روے حقیقت کے غیر نظر اور استحالتی یعنے بغیر نظری
اور استحالہ ہونیکے کیونکہ یہ قُرب حجابی حقیقتاً ہے نہ نظری اور استحالہ کے طور پر فرمایا حق
سبحانہٗ نے فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ یعنے پس بیشک میں قریب ہوں وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ یعنے اور ہم اُسکی جانب
حبل ورید سے بھی نزدیک تر ہیں۔ اور روح صفت ظاہر و باطن کے ساتھ اس ولایت کے نور کے فیض

و باعتبار خصوصیۃ وصول نور این ولایۃ بحضرت ابراہیم علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام
مصطلح بہ تسمیہ ولایۃ ابراہیمی است و مقام طمانیۃ برحمت و مسرت بخلۃ است
و مورد فیض این ولایۃ در مرکب بحکمۃ الٰہی تعالےٰ جانبِ راست بمقابلۂ قلب
بہ تسمیۂ اصطلاحی بالمظہریۃ ؓش ای آنکہ روح مظہر صفاتِ تعالت است ھد مسمیٰ
بروح است زین پس بتوسط ماحصل ؓش واسطۂ ماحصل از انست کہ ولالۃ
از حادث بر فعلیہ است و از فعلیہ بحقیقیۃ و شانیہ را احتیاجی من وجہ بحقیقیۃ چنانکہ
در ذکر کیفیۃ اسماء اللہ تعالےٰ و صفاتہ مذکور است ھد انکشافی است بولایۃ
سوم بشہود مرتبۂ تعین شانیہ کہ عبارت است از اضافات ذاتیہ متضمنۃ الذات
بصفۃ ظاہر و باطن معبر بجمال و جلال در جنبِ صفات حقیقیۃ بالمجوبیۃ و محبیۃ صفاتی
مع الذات و بورود نور این ولایۃ روح سائر قوسین بامطابقۃ جزئیہ یا کلیہ
است نظراً یا قدماً باہمان قرب حجابی حقیقۃً

اور خصوصیت کے اعتبار سے اس ولایت کے نور کا وصول حضرت ابراہیم علیٰ نبینا و علیہ
صلوٰۃ والسلام سے ہے کہ ولایت ابراہیمی کے نام سے اصطلاح پاگئی ہے۔ اور مقام
طمانیت ہے رحمت کے سبب اور مقام مسرت خلت کے سبب ہے۔ اور اس ولایت
کے فیض کا مورد مرکب میں خدائے تعالےٰ کی حکمت سے سیدھی طرف قلب کے مقابلہ میں جسکا
اصطلاحی نام مظہریت ہے یعنے سبب سے کہ روح کے ساتھ مسمّٰی ہے۔ اسکے بعد ماحصل
توسط سے ایک انکشاف ہے۔ ولایت سوم کیطرف واسطے شہود مرتبۂ تعین شانیہ کے
واسطہ ماحصل اس سبب سے ہے کہ ولایت حادث سے فعلیہ پر ہے اور فعلیہ سے
حقیقیہ کیطرف۔ اور شانیہ کو من وجہ کچھ احتیاج حقیقیہ کیطرف ہے جیسا کہ ذکر کیفیۃ اسماء اللہ
تعالیٰ و صفاتہ تعالےٰ میں مذکور ہے۔ اور تعین شانیہ عبارت ہے اضافات ذاتیہ سے جو ذات
کو متضمن ہیں صفت ظاہر و باطن کے ساتھ جنکی تعبیر جمال و جلال سے کیگئی ہے
یہ اضافات ذاتیہ صفات حقیقیہ کے پہلو میں ہیں مع محبوبیۃ اور محبیّت صفاتی کے ذات
کے ساتھ۔ اور اس ولایت کے نور کے ورود سے روح قوسین کی سائر ہے
نظری اور قدمی طور پر بسبب مطابقت جزئیہ یا کلیہ کے اوسی قرب حجابی کے
سبب جو حقیقی طور پر ہے۔

و باید دانست حصر ولایۃ پنجگانہ بریں وجہ ہست کہ دیگر ہرچہ یافتہ شود از تفرع
ایں اصل پنجگانہ است و نیز باید دانست کمالات ملکیہ عبارت است از ظہور تنزیہی منزہات
وشہود جمال وجلال حسب ظہور بمشاہدہ از روئے بُعد در بُعد و کمالات رسالت و نبوت عبارت
است از ظہور منزہات و شہود جمال و جلال حسب ظہور بمشاہدہ از روئے قُرب در قرب و سیر این
کمالات شامل سیر ہر ولایۃ است در جائے آن وہم جدا تواند شد زین پس بتوسط ما حصل
ش واسطۂ ما حصل از انست کہ آں موقوف علیہ معرفتہ تشخص نفس مستجمع ما علیہ و مالہ است
۵ عروجست بسوئے تشخص نفس و مورد فیض بحکمۃ الٰہی تعالےٰ در مرکب مقدم دماغ است
و سیر است در مراتب اعتباریہ ذاتیہ از آنست حقائق انبیا علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام
باید دانست حقیقۃ نبوت عبارتست از مرتبۂ اعتباریۂ ذاتیکہ توجہش بوصفہا از جہتی
بجہتے با مرکزیۃ منتزعات خودش بقیام حقیقی یا مجازیست پس حقیقۃ آدمی و حقیقۃ ابراہیمی و حقیقۃ
موسوی و حقیقۃ عیسوی در ضمن آنست

ترجمہ اور سمجھنا چاہیے کہ پانچ ولایتوں میں حصر اسوجہ پر ہے کہ اور جو کچھ پایا جاتا ہے وہ انھیں پانچوں
اصل کی فرع ہونیکے سبب ہے۔ اور یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ کمالات ملکیہ عبارت ہے منزہات
کے ظہور تنزیہی سے اور جمال و جلال کے شہود یعنے دیکھنے سے موافق ظہور کے مشاہدہ میں
بطور بُعد در بُعد کے۔ اور کمالات رسالت و نبوت عبارت ہے ظہور منزہات اور شہود جمال و
جلال سے موافق ظہور کے مشاہدہ میں از روے قرب در قرب کے۔ اور ان کمالات کی
سیر شامل ہے ہر ولایت کی سیر کو اُسکی جگہ میں اور جدا بھی ہوسکتی ہے۔ اسکے بعد ما حصل
کے توسط سے عروج ہے تشخص نفس کیطرف۔ و واسطہ ما حصل کا اس سبب سے ہے کہ یہی واسطہ
موقوف علیہ ہے۔ یعنی اسی پر موقوف ہے تشخص نفس کی معرفت جو ما علیہ و مالہ کا مستجمع ہے یعنے
وے چیزیں جنپر نفس کا قرار ہے جیسے صفات ذاتیہ مع ذات اور وہ چیزیں جو نفس کیواسطے
ہیں جیسے صفات فعلیہ ثانیہ تنزیہ مع ذات۔ اور محل ورود فیض کا حکمت خدائے تعالیٰ
سے مرکب میں مقدم دماغ یعنے دماغ کا اگلا حصہ ہے۔ اور یہ سیر ہے مراتب
اعتباریہ ذاتیہ میں۔ کہ اونمیں سے انبیاء کے حقایق ہیں علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ سمجھنا
چاہیے کہ حقیقت نبوت عبارت ہے اعتباریہ مرتبہ سے ایسی ذات کی جسکی توجہ مع اپنے وصف کے
ایک جہت سے دوسری جہت کیطرف ہے مع مرکز ہونے منتزعات اپنے آپ کے قیام حقیقی یا مجازی کیساتھ پس حقیقۃ آدمی حقیقۃ ابراہیمی

و حقیقۃ رسالت عبارت است از مرتبۂ اعتباریۂ ذاتیکہ توجہش بنفسہا از جہتی
بجہتی با مرکزیۃ منتزعات خودش بقیام حقیقی یا مجازی است پس حقیقۃ محمدی در
ضمن اوست ش بیان حقیقۃ نبوت و حقیقۃ رسالت در ذکر کیفیۃ الرسالۃ والنبوۃ
مفصل تواں دانست ۵ پس اولاً سیر است در مرتبۂ اعتباریۂ ذاتیکہ منشاء تعین
حضرت آدم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام است پس در مرتبۂ اعتباریۂ ذاتیکہ منشاء
تعین حضرت ابراہیم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام است پس در مرتبۂ اعتباریۂ ذاتیکہ منشاء
تعین حضرت موسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام است پس در مرتبۂ اعتباریۂ ذاتیکہ منشاء تعین
حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام است پس در مرتبۂ اعتباریۂ ذاتیکہ منشاء تعین حضرت محمد
رسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ جمیع الانبیاء و علیٰ آلہ و اصحابہ و اتباعہ وسلم ش برہان
تعین حقایق انبیاء علی نبینا علیہم الصلوٰۃ والسلام از مناشئ معینہ در ذکر کیفیۃ وجود اول و ظہور
آخر آنحضرت صلعم تواں دانست

ترجمہ اور حقیقت رسالت عبارت ہے مرتبۂ اعتباریہ سے اُس ذات کے جسکی توجہ اپنے
نفس سے ایک جہت سے دوسری جہت کیطرف ہے مع مرکز ہونے منتزعات اپنے آپ کے
قیام حقیقی یا مجازی کے ساتھ۔ پس حقیقت محمدی اُسکے ضمن میں ہے۔ حقیقت نبوت اور حقیقت
رسالت کا بیان ذکر کیفیت رسالت نبوت وہیں مفصل معلوم کرنا چاہیئے۔
پس اول سیر ہے اُس ذات کے اعتباریہ مرتبہ میں جو حضرت آدم علی نبینا و
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تعین کا منشاء ہے۔ پھر اُس ذات کے اعتباریہ مرتبہ میں
جو منشاء تعین ہے حضرت ابراہیم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کا۔ پھر سیر ہے مرتبہ
اعتباریہ میں اُس ذات کے جو منشاء تعین حضرت موسےٰ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام
کا ہے۔ پھر اُس ذات کے مرتبۂ اعتباریہ میں سیر ہے جو حضرت عیسےٰ علی نبینا
و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تعین کا منشاء ہے۔ پھر اُس ذات کے اعتباری
مرتبہ میں جو منشاء تعین ہے حضرت محمد رسول خدائے تعالیٰ صلی اللہ تعالیٰ
.... علیہ و علیٰ جمیع الانبیاء و علیٰ آلہ و اصحابہ و اتباعہ وسلم کا
حقایق انبیاء علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تعیین یعنے مقرر
کرنیکی برہان و دلیل مناشئ معینہ یعنے مقررہ منشوں سے ذکر کیفیت وجود اول و ظہور

ھ باید دانست در حقیقۃ محمدی صلعم باجتماع حقائق انبیاء ش یعنی فعلیہ و حقیقیہ وشانیہ و تنزیہیہ ھ اصلاً اعتباری ممتزج است و باعتبار خصوصیۃ صفۃ ہر نبی صفوۃ و خلۃ و محبۃ و تقدس نیز و اعتباری غیر ممتزج است بحقیقۃ خودش ش یعنی مرتبہ ذاتیہ ھ و باعتبار خصوصیۃ خاصۂ محمدی محبوبیۃ صرفہ نیز و نفس باستفاضۂ نور این کمالات سائر قوسین بمطابقۃ جزئیہ یا کلیہ بمراتب اعتباریہ ذاتیہ حجابیہ باعتبار منشاء نبوت و رسالت است نظراً و قدماً و از انست حقائق الہیات باید دانست حقیقۃ کعبہ عبارتست از حقیقۃ نوریکہ نشانش شطر المسجد الحرام فرمودہ شد آن نور حجابی است از حقیقۃ خودش کہ معبر بذات فعال است ش صراحۃ حقیقۃ کعبہ در ذکر کیفیۃ حاضری در مندی بر آستان رحمۃ نشان و ذکر کیفیۃ اسرار تعین قبلۃ الکعبۃ الشریفۃ مرقوم است ھ نفس سالک بہمین نور حجابی تعلق و استفاضہ یافتہ ہمہ کائنات متضمنۂ موجودات و مسلوبات را در وجہ تخلیق و دیگر صفات کہ از مرتبۂ فعلیہ است

ترجمہ سمجھنا چاہیے کہ حقیقتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں از روئے اصل کے انبیاء کے حقائق کے استجماع کے سبب یعنے فعلیہ و حقیقیہ و شانیہ اور تنزیہیہ کے جمع ہونیکے سبب ایک اعتبار ممتزج یعنے ملا ہوا ہے۔ اور ہر نبی کی صفت کی خصوصیت کے اعتبار سے صفتِ صفوۃ اور خلت اور محبت اور تقدس کا بھی اعتبار ممتزج ہے۔ اور ایک اعتبار غیر ممتزج ہے اپنے آپکے حقیقت یعنے مرتبۂ ذاتیہ کے سبب۔ اور خصوصیت خاصہ محمدی کے اعتبار سے محبوبیت صرفہ کا بھی ایک غیر ممتزج اعتبار ہے۔ اور نفس ان کمالات کے نور کے استفاضہ کے سبب قوسین کا سائر ہے سیر نظری اور قدمی کے طور پر منشاء نبوت اور رسالت کے اعتبار سے مطابقت جزئیہ یا کلیہ کے ساتھ مراتب اعتباریہ ذاتیہ حجابیہ میں اور اسی سے ہیں حقائق الہیات۔ سمجھنا چاہیے حقیقیہ کعبہ عبارت ہے اُس نور کی حقیقت سے جسکا نشان شطر المسجد الحرام فرمایا گیا یعنی مسجد حرام کی سمت کہ وہ نور حجابی اپنی خود کی حقیقت کا ہے جو ذات فعال کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے۔ صراحت حقیقت کعبہ کی ذکر کیفیۃ حاضری میں ہے کسی در دمند کے آستان رحمت نشان پر۔ اور ذکر کیفیت اسرار تعین قبلہ میں کعبہ شریف کے مرقوم ہے سالک کا نفس اسی نور حجابی سے تعلق اور استفاضہ پاکر تمام کائنات متضمنہ موجودات و مسلوبات کو تخلیق اور دیگر صفات کی وجہ سے جو مرتبہ فعلیہ سے ہیں

بیان مراتب اعتباریہ ذاتیہ حجابیہ کا
بیان حقائق الہیات
بیان حقیقت کعبہ

ش ہمچو ترزیق و ابداع و انشاء و تکوین ھ متعلق ہمان اعتبار مستجمع و احدش می یابد و سائر قوسین بمطابقۃ جزئیہ یا کلیہ نظراً و قدماً است و عروج قلب کہ معبر بولایۃ اولیٰ است بسیر قدمی متعلق و منتہی باین حقیقۃ حجابی است و حقیقۃ صوم عبارت است از تنزیہ منزہات و در ینجا در برابر نور کعبہ بنابر تنزیہش در مرتبۂ حجاب وجودی یافتہ است نفس سالک بواسطۂ ہمین نور حجابی کعبہ تعلق و استفاضہ بآن یافتہ سائر قوسین بمطابقۃ جزئیہ یا کلیہ است نظراً و قدماً و تواند شد کہ در برابر یکی از حقائق الہیات مشہود شود و حقیقۃ قرآن عبارت است از حقائق ثبوتیہ اعنی فعلی و حقیقی و شانی و تنزیہی و ذاتی کہ در مرتبۂ حجاب وجودی یافتہ وہم از حقیقتش کہ کلام مجید تبیان آنہمہ است و از حقائق سلبیہ نیز نہ مجرد از کلام ش ای نہ عبارت است از مجرد کلام بقطع نظر از دیگر حقائق ثبوتیہ و سلبیہ ھ پس شامل باشد بیان حقائق ولایات خمسہ را نفس سالک بہمین نور حجابی تعلق و استفاضہ داشتہ سائر قوسین بمطابقۃ جزئیہ یا کلیہ بی لزوم استجماع بل بر وجہ افتراق نظراً و قدماً است

در عروج لطیفۂ روح و سر و خفی و اخفیٰ۔

ترجمہ جیسے ترزیق اور ابداع اور انشاء اور تکوین متعلق اوسی اعتبار مستجمع کا جو پایا جاتا ہے اور مطابقت جزئیہ کلیہ کے سبب سیر نظری اور قدمی کے طور پر قوسین کا سائر ہے اور قلب کا عروج جو ولایت اولیٰ سے تعبیر کیا گیا ہے سیر قدمی میں متعلق اور منتہی اسی حقیقت حجابی سے ہے۔ اور حقیقتِ صوم عبارت ہے منزہات کی تنزیہہ سے۔ اور اس جگہ میں نور کعبہ کے برابر میں اوسکی یعنی نور کعبہ کی تنزیہہ کی بنا پر مرتبہ حجاب میں ایک وجود پائے ہوئے ہے نفس سالک کا اسی نور حجابی کعبہ کے واسطے سے تعلق اور استفاضہ اوس سے پاکر قوسین کا سیر نظری اور قدمی کے طور پر سائر ہے۔ مطابقۃ جزئیہ یا کلیہ کے ساتھ۔ اور ہو سکتا ہے کہ حقائق الہیات میں سے ایک کی برابر میں مشہود ہو جاوے۔ اور حقیقت قرآن عبارت ہے حقائق ثبوتیہ سے کہ مراد جنسے حقائق فعلی اور حقیقی اور شانی اور تنزیہی اور ذاتی ہیں کہ مرتبہ حجاب میں ایک وجود پائے ہوئے ہیں۔ اور عبارت ہے حجاب کی حقیقت سے بھی اسلئے کہ کلام مجید ان سبکا بیان ہے۔ اور عبارت ہے حقائق سلبیہ سے بھی۔ نہ عبارت ہے مجرد کلام سے قطع نظر کرکے دوسرے حقائق ثبوتیہ اور سلبیہ سے۔ پس شامل ہوگا ولایات خمسہ کے حقائق کے بیان کو۔ سالک کا نفس اسی نور حجابی سے تعلق و استفاضہ رکھکر قوسین کا سائر ہے مطابقتِ جزئیہ یا کلیہ کے ساتھ
بغیر لازم ہونے استجماع کے بلکہ افتراق کی
وجہ پر سیر نظری اور قدمی کی طور سے۔ اور لطیفۂ
روح اور سر اور خفی اور اخفیٰ۔

بسیر قدمی متعلق و منتہی باین مرتبۂ حجاب است از روی عموم حقائق انبیاء علیٰ نبینا
و علیہم الصلوٰۃ والسلام با استجماع قلب و حقیقۃ صلوٰۃ عبارت است از حقیقۃ مستجمعہ
حقائق ثبوتیہ لازم محبیۃ و محبوبیۃ صفاتی و ذاتی کہ در مرتبۂ حجاب وجودی یافتہ است
نفس سالک بہمین نور حجابی تعلق و استفاضہ یافتہ سائر قوسین بمطابقۃ جزئیہ یا کلیہ
بلزوم استجماع و محبیۃ و محبوبیۃ نظراً و قدماً است و عروج اخفیٰ بسیر قدمی متعلق و منتہی باین
مرتبۂ حجاب است از روی خصوص حقیقۃ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ جمیع الانبیاء
با استجماع لطائف تحتیہ و حقیقۃ معبودیۃ عبارت است از حقیقۃ استجماعیۃ تشخص
نفس بما علیہ و مالہ کہ در مرتبۂ حجاب وجودی یافتہ است نفس سالک سائر قوسین بمطابقۃ
جزئیہ یا کلیہ است نظراً و قدماً زین پس سیر است در مرتبۂ تعین واحدیۃ حجابیہ کہ ممتاز
است بوجود عوارض صفاتیہ و اعتبارات ذاتیہ در مرتبۂ لاعین نظراً و قدماً بمطابقۃ
جزئیہ یا کلیہ قوسین و تعین وجودی ہم عبارت از انست ہمانا کہ مرتبۂ اجمال صفۃ ظاہر است

ترجمہ کا عروج سیر قدمی مین اسی مرتبۂ حجاب سے متعلق اور منتہی ہے از روئے عموم حقائق انبیاء کے
علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام مع استجماع قلب کے - اور حقیقت صلوٰۃ عبارت ہے حقیقت
مستجمعہ حقائق ثبوتیہ سے جو محبیت اور محبوبیت صفاتی اور ذاتی کو لازم ہے کہ مرتبہ حجاب مین ایک
وجود پائے ہوئے ہے - نفس سالک کا اسی نور حجابی سے تعلق اور استفاضہ پاکر سیر کرنیوالا قوسین
کا ہے مطابقت جزئیہ یا کلیہ کے ساتھہ استجماع اور محبیت اور محبوبیت کے لازم ہونیکے
سبب سیر نظری اور قدمی کی راہ سے - اور عروج اخفیٰ کا سیر قدمی مین اسی مرتبۂ حجاب سے
متعلق اور منتہی ہے بسبب خاص ہونے حقیقت محمدی کے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ جمیع
الانبیاء مع استجماع لطائف تحتیہ کے - اور حقیقت معبودیت عبارت ہے حقیقت
استجماعیہ تشخص نفس سے مع ما علیہ و مالہ کے کہ مرتبۂ حجاب مین ایک وجود پائے ہوئے
ہے - نفس سالک قوسین کا سائر ہے مطابقت جزئیہ یا کلیہ کے ساتھہ سیر نظری اور قدمی
کی رو سے - اسکے بعد سیر ہے مرتبۂ تعین واحدیت حجابیہ مین جو ممتاز ہے عوارض صفاتیہ
اور اعتبارات ذاتیہ کے وجود سے مرتبہ لاعین مین سیر نظرے اور قدمے کے طور پر مطابقت
جزئیہ یا کلیہ قوسین کے ساتھہ - اور تعین وجودی بہی اسی سے عبارت ہے بات یہ کہ
(صفتِ ظاہر کا مرتبۂ اجمال ہے)

وہم تواند شد کہ درینجا سائر شود در مرتبۂ اعتبار یہ ذاتیہ ربوبیۃ کہ بانطباق و تعلق مرتبۂ
واحدیۃ از مالہ است نظراً و قدماً بمطابقۃ جزئیۃ یا کلیہ قوسین اگرچہ علیحدہ سیر کند
ش تعریف صفۃ واحدیۃ و وجہ تعلق مرتبۂ ربوبیۃ بان از شرح و حاشیہ ذکر کیفیۃ
التوحید توان دریافت **م** زین پس سیر است در مرتبۂ احدیۃ حجابیہ کہ غیر ممتاز است
بوجود عوارض صفاتیہ و اعتبارات ذاتیہ در مرتبۂ لاغیر نظراً و قدماً بمطابقۃ جزئیہ یا کلیہ
قوسین و لاتعین ہم عبارت از انست ہمانا کہ مرتبۂ اجمال صفۃ باطن است و ہم تواند
شد کہ درینجا سائر شود در مرتبۂ اعتبار یہ ذاتیہ استغنار کہ با انطباق و تعلق مرتبۂ
احدیۃ از مالہ است نظراً و قدماً بمطابقۃ جزئیہ یا کلیہ قوسین اگرچہ علیحدہ سیر کند **ش** تعریف
صفۃ احدیۃ و وجہ تعلق مرتبۂ استغنار بآن از شرح و حاشیہ ذکر کیفیۃ التوحید توان دریافت
م باید دانست قرار کمال حقیقۃ مستجمعہ جامعہ النسانیہ بانطباق قوسین علیٰ حدہا موقوف
بر اعتبار استغنار است و تعین اعتبار احمدیۃ و محمدیۃ با فرق وصفی کہ از معنیش عیان است

ترجمہ اور یہہ بہی ہوسکتا ہے کہ اسجگہ مین سالک سائر ہوتا ہے مرتبۂ اعتبار یہ ذاتیہ ربوبیت مین جو
انطباق و تعلق کے سبب مرتبۂ واحدیت کے ساتھہ مالہ سے ہے بطور سیر نظری اور قدمی کے
مطابقت جزئیہ یا کلیہ قوسین مین اگرچہ علحدہ سیر کرے - تعریف صفت واحدیت کی اور وجہ
تعلق مرتبۂ ربوبیت کی اوسکے ساتھہ شرح و حاشیہ ذکر کیفیت توحید سے معلوم کرنا چاہیئے
اسکے بعد سیر ہے مرتبۂ احدیت حجابیہ مین جو غیر ممتاز ہے وجود عوارض صفاتیہ اور اعتبارات ذاتیہ
سے مرتبۂ لاغیر مین بطور سیر نظری اور قدمی کے مطابقت جزئیہ یا کلیہ قوسین مین - اور لاتعین
بہی عبارت اوسی سے ہے - بات یہہ کہ صفت باطن کا مرتبۂ اجمال ہے - اور اس مقام مین یہہ
بہی ہوسکتا ہے کہ سالک مرتبہ اعتبار یہ ذاتیہ استغنار مین سیر کرنیوالا ہووے جو بسبب انطباق
و تعلق مرتبۂ احدیت کے ساتھہ مالہ سے ہے سیر نظری اور قدمی کے طور پر مطابقت جزئیہ یا کلیہ
قوسین مین اگرچہ علحدہ سیر کرے - تعریف صفت احدیت اور وجہ تعلق مرتبۂ استغنار کی
اوسکے ساتھہ شرح و حاشیہ ذکر کیفیۃ توحید سے معلوم کرنا چاہیئے - سمجھنا چاہیئے کہ
حقیقت مستجمعہ جامعہ النسانیہ کا پورا قرار قوسین کے انطباق کے ساتھہ اپنی حد پر موقوف
اعتبار استغنار پر ہے - اور تعین اعتبار احمدیہ اور محمدیہ کا باوجود فرق اوس وصف کے
جو اوسکے معنیٰ سے عیان ہے -

بر ماہیۃ واحدہ است کہ دلالتی دارد برہمین فرق وصفی اعتبارین و وحدت
حقیقتش یعنی مرتبۂ حجاب زین پس بفضل اللہ تعالیٰ عروج است بسوئ ولایۃ
اصلیۂ مقصودہ اعنی حقائق مراتب حجاب کہ اشارتش بادنیٰ است بدلالۃ مراتب
حجاب بسیر نظری **تنبیہ** باید دانست کہ سلوک طریق اسلام بر پنج مقام است شہادتین
وصلوٰۃ وصوم وحج وزکوٰۃ پس باید دانست کہ در شہادتین عطف تفسیری است **ش**
چنانکہ در ذکر کیفیۃ کلمۂ طیبہ مذکور است **م** ورنہ مصداق لما نفی عنہ الالوہیۃ وتعریض
علیٰ ما اثبت لہ الالوہیۃ باطل گردد پس شہادتین مع مغایرت من وجہ بنا بر تفسیر در
حکم واحد ہستند ورنہ بنائے اسلام بر ششش خلاف حدیث شریف بُنی الاسلام علیٰ خمس
قرار یابد معرفۃ حقیقۃ شہادتین وصلوٰۃ وصوم وکعبہ درین ذکر سلوک معنوی مذکور شد
الکنون باید دانست زکوٰۃ پاک کردن است از انچہ باید آنا انجا کہ انسان مخلوق است
از ضمن موجودات ومسلوبات شبہا عنہما زکوٰتش در موجودات باختیار احسن است۔

ترجمہ ماہیت واحدہ پر ہے جو ایک دلالت اسی فرق وصفی اعتبارین پر اور اوسکی وحدت حقیقت
یعنی مرتبۂ حجاب پر رکھتا ہے۔ اسکے بعد خدائے تعالیٰ کے فضل سے عروج ہے ولایت اصلیہ مقصودہ
کیطرف جس سے مراد حقائق مراتب حجاب ہین کہ اشارہ اوسکا لفظ اَدنیٰ سے ہو رہا ہے مراتب حجاب کی
دلالت سے سیر نظری کے ساتھ تنبیہ سمجھنا چاہیئے کہ سلوک طریق اسلام کا پانچ مقام پر ہے ایک شہادتین
اور دوسری نماز۔ اور تیسرے روزہ۔ اور چوتھے حج۔ اور پانچوین زکوۃ۔ پہر سمجھنا چاہیئے کہ شہادتین
مین عطف تفسیری ہے جیسا ذکر کیفیۃ کلمہ طیبہ مین مذکور ہے ورنہ مصداق لما نفی عنہ الالوہیۃ کا اور
تعریض علےٰ ما اثبت لہ الالوہیۃ کی باطل ہو جائیگی یعنی مصداق اوس چیز کا جس سے الوہیت کی
نفی کیگئی ہے۔ اور اعراض کرنا اوس چیز پر جسکے لئے الوہیت ثابت کیگئی ہے۔ یہ دونون یعنی مصداق
اور تعریض باطل ہو جائینگے۔ پس شہادتین مع مغایرت من وجہ یعنی کسی وجہ کی مغایرت کے ساتھ
تفسیر کی بنا پر حکم واحد مین ہین۔ ورنہ اسلام کی بنا چہہ پر قرار پاتی ہے خلاف اس حدیث شریف کے
بُنیَ الاِسلامُ علےٰ خمسٍ یعنی اسلام پانچ چیزون پر بنا کیا گیا ہے معرفت حقیقت شہادتین اور
صلوٰۃ اور صوم اور کعبہ کی اسی ذکر سلوک معنوی مین مذکور ہو چکی۔ اب سمجھنا چاہیئے کہ زکوۃ پاک کرنا ہے
اوس چیز سے کہ چاہیئے۔ چونکہ انسان مخلوق ہے ضمن موجودات اور مسلوبات سے بطور شبہ کے
ان دونون سے تو زکوۃ اوسکی موجودات مین احسن کے اختیار یعنی پسند کرنے مین ہے۔

ودر مسلوبات بترک مکروہ اخلاصاً للہ تعالیٰ قال سبحانہ وَنَفسٍ وَمَا سَوّٰہَا
فَاَلہَمَہَا فُجُورَہَا وَتَقوٰہَا قَد اَفلَحَ مَن زَکّٰہَا الآیہ یا اَیُّہَا الَّذِینَ اٰمَنُوا اَنفِقُوا مِمَّا رَزَقنٰکُم الآیہ
ش این رزق ای بخشیدن عام است پس انفاق حسب مرزوق ای شئی
بخشیدہ شدہ نیز **م** باید دانست زکوۃ متعلق نزول از عروج سیر در معرفۃ
موجودات است ازینجاست کہ فقر تکمیل نفس بہ تشرع است شاید کہ سائران
معارف عروج این نزول را بسبب عدم شمولش بسیر عروج ذکر نکردند وحالانکہ این
نزول در ایشان یافتہ می شود الیٰ ما شاء اللہ تعالیٰ این اجمال را تفصیلی است
در قرآن مجید وحدیث شریف کہ این مختصر گنجایش آن ندارد۔
تنبیہ۔ ای مشتاق خدائ عز وجل بر تست کہ صلوٰۃ را کہ بہترین عبادت از تست
وبہترین عنایت از رب بتہذیب ظاہر وباطن بجا آر تا بفلاحی رسی کہ در دنیا
کانک تراہ ودر آخرت انک تراہ است شعر

ترجمہ مسلوبات اور برائی کا ترک مکروہ مین خدائے تعالیٰ کیلئے اخلاق کی طور پر فرمایا حق سبحانہ نے سورہ شمس مین آخر پارہ مین وَنَفسٍ وَمَا سَوّٰہَا
فَاَلہَمَہَا فُجُورَہَا وَتَقوٰہَا قَد اَفلَحَ مَن زَکّٰہَا یعنی قسم ہے نفس کی اور اوس چیز کی کہ اوسکو برابر کیا اوسی یعنی جسنے
اوسے ٹھیک و درست بنایا۔ پہر الہام کیا یعنی سمجھ دے اوسکو اوسکے فجور یعنی ڈھٹھائے کی چیز و نیکی اور
اوسکے پرہیز کرنیکی یقینی جسنے اوسکو پاک کیا وہ فلاح کو پہونچگیا الخ اور سورہ بقر رکوع چونتیس مین یا ایہا الذین امنوا انفقوا
مما رزقنٰکم یعنی ای ایمان والو خرچ کرو اوس چیز مین سے جو ہمنے تمکو دین الخ۔ یہ رزق یعنی بخشنا اور دینا عام ہے
پس خرچ کرنا ہی موافق مرزوق کے عام ہے یعنی اوس چیز کا جو بخشی گئی۔ سمجھنا چاہیئے کہ زکوۃ نزول کے متعلق ہے اوس عروج
سیر سے جو موجودات کی معرفت مین ہے۔ اسی جگہ سے یہہ ہی معلوم ہو گیا کہ فقر نفس کا تشرع کے ساتھہ پورا کرنا
ہے۔ شاید کہ معارف عروج کے سیر کرنیوالون نے اس نزول کو سبب اوسکے شامل ہو نیکے سیر عروج مین
ذکر نکیا۔ اور حال یہ ہے کہ یہہ نزول اونمین پایا جاتا ہے جہانتک مرضی خدائے تعالیٰ ہے۔ اس اجمال
کی قرآن مجید اور حدیث شریف مین پوری تفصیل ہے کہ یہ مختصر اوسکی گنجایش نہین رکھتا ہے۔
تنبیہ۔ ای خدائے تعالیٰ کے مشتاق تجہپر لازم ہے کہ صلوٰۃ یعنی نماز کو جو تیری عبادتون
مین سب سے عمدہ عبادت ہے اور رب کی سب سے اچھی عنایت ہے ظاہر و باطن کی
تہذیب سے بجالا تو اوس فلاح کو پہونچ جائے گا جو دنیا مین "کانک تراہ" ہے یعنی گویا
کہ تو اوسکو دیکھتا ہے اور آخرت مین انک تراہ ہے یعنی بیشک تو اوسکو دیکھے گا۔ شعر

تو وطوبیٰ وما وقامت یار + فکر ہر کس بقدر ہمت او است - قال سبحانہ
قد افلح المومنون الذین ہم فی صلوٰتہم خاشعون والذین ہم عن اللغو معرضون
والذین ہم للزکوٰة فاعلون والذین ہم لفروجہم حافظون والذین ہم لامانٰتہم
وعہدہم راعون والذین ہم علیٰ صلوٰتہم یحافظون ۵
در اضافۂ صلوٰتہم مراد خصوص ودر للزکوٰة فاعلون بمقابلۂ مؤتون سریست کہ در
معرفۂ زکوٰة مذکورست وہر کس بآن نرسد ودر اعطاف تفسیر ودر یحافظون
تاکید جماعة **ش** چنانکہ در ذکر کیفیۃ تفسیر الآیۃ الکریمہ حافظوا علی الصلوات
والصلوٰة الوسطیٰ الآیہ مذکور است **م** واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب صلوٰة است
کہ مستجمع شہادتین وصوم وحج وزکوٰة است صلوٰة است کہ بہر وقتی بشئ مما یتعلق
بہا توان بود قال سبحانہ وہم علی صلوٰتہم دائمون - ای بر نمازیکہ برای ایشان
است دائم اند بران در اوقاتش

ترجمہ تو ہے طوبیٰ ہے ہم ہین اور قد یار + فکر ہر ایک کی ہے اوسکی ہمت پر + فرمایا حق سبحانہ نے
شروع سورہ مومنون مین قد افلح المومنون الذین ہم فی صلوٰتہم خاشعون والذین
ہم عن اللغو معرضون والذین ہم للزکوٰة فاعلون والذین ہم لفروجہم
حافظون ۵ والذین ہم لامانٰتہم وعہدہم راعون والذین ہم علیٰ صلوٰتہم
یحافظون ۵ یعنی تحقیق فلاح یاب ہین مومنین - وے وہی ہین کہ اپنی نماز مین باخشوع یعنی ڈرنیوالے
ہین اور وے وہی ہین کہ لغو سے اعراض کرنیوالے ہین - اور وے وہی ہین کہ زکوٰة وپاکی کے کرنیوالے ہین اور
وے وہی ہین کہ فروج یعنی پوشیدہ جسمون کی حفاظت کرنیوالے ہین - اور وے وہی ہین کہ اپنی امانتون اور اپنے
اقرار کے چلانیوالے ہین یعنی رعایت کرنیوالے - اور وے وہی ہین کہ اپنی نماز کی نگاہداشت کرتے ہین اسجگہ
اضافت مین صلوٰتہم کی جو مراد خصوص پر ہے - اور للزکوٰة فاعلون مین جو مقابلہ مین مؤتون کے ہے یعنی جنکو
زکوٰة دیجاوے - ایک بہید ہے جو معرفت زکوٰة مین مذکور ہے - اور ہر شخص اوسکو نہین پہونچ سکتا ہے - اور
عطفون مین تفسیر کے - اور یحافظون مین جماعت کی تاکید ہے جیسا ذکر کیفیۃ تفسیر آیت کریمہ حافظوا علی الصلوات
والصلوٰة الوسطیٰ تا آخر مین مذکور ہے - اور خداے برتر ہی درستی کو بہتر جاننیوالا ہے - ایک نماز ہے کہ شہادتین اور روزہ
اور حج اور زکوٰة کی مستجمع ہے - ایک نماز ہے کہ ہر ایک وقت مین کسی شئے کے ساتھہ انہین سے جو نماز کو متعلق ہوتی ہین ہوسکتی
ہے فرمایا حق سبحانہ نے وہم علیٰ صلوٰتہم دائمون - یعنی اور وے اوس نماز پر کہ اون کیلئے ہے ہمیشہ ہین اوسپر اوسکے اوقات مین

اقسام نماز

ونیز دائم اند بران ہر وقت وآین نماز را کہ چون وچرا است اللہ تعالیٰ داند وتواند
شد کہ مصلّی ہم واین نماز را کہ چون وچرا است تعلیم وتعلم ہم تواند شد وہر کس
اہل آن نیست قال سبحانہ ویعلمکم ما لم تکونوا تعلمون ۵ باید دانست
کہ صلوٰة را دو مرتبہ است یکی از مسلوبات مخصوصہ محمدیہ صلعم ودیگری از ظل
موجودات قدیمہ پس ہر کہ بمسلوبات مخصوصہ محمدیہ صلعم نرسد لظل موجودات
قدیمہ چون رسد من اللہ التوفیق **تنبیہ** وجود عنصر منتزع است از روح
در معرض مسلوباتش **ش** تحقیقش در ذکر کیفیۃ حاضری دردمندی بآستان رحمۃ
نشان حضرت حبیب اللہ علیہ الرضوان مذکورہ است **م** پس تابع باشد مراد
صاف روح را پس کمال تعین انسانیہ تا نزول بمرتبہ صورت است ودر صورت
فروتر از ہمہ خاک است کہ متاثر است از آثار آب وآتش وباد نہ آنہا متاثر
اند از و باین استجماع آثار روح وعنصر ومنتہای نزول باد از متقابلین فائق گشت

ترجمہ اور ہر وقت ہی او سپر ہین ہمیشہ اور اس نماز کو کہ کیسی اور کسلئے ہے خداے تعالیٰ جانتا ہے - اور ہوسکتا ہے
کہ نمازی ہی جانتا ہو - اور اس نماز کیلئے کہ چون وچرا ہے تعلیم وتعلّم ہی ہوسکتا ہے اور ہر شخص اوسکا اہل
نہین ہے - فرمایا حق سبحانہ نے ویعلمکم ما لم تکونوا تعلمون ۵ یعنی اور سکہلاتا ہے
تمکو وہ چیز کہ تم نہین جانتے تھے - سمجھنا چاہئے کہ نماز کے دو مرتبے ہین ایک مرتبہ مسلوبات مخصوصہ محمدیہ صلعم کا
اور دوسرا مرتبہ ظل موجودات قدیمہ کا پس جو کوئی مسلوبات مخصوصہ محمدیہ صلعم کو نہین پہونچسکتا ہے ظل
موجودات قدیمہ کو کیسے پہونچے گا - یہ توفیق خدا سے ہے **تنبیہ** وجود عنصر منتزع ہے روح سے اوسکے
معرض مسلوبات مین - اسکی تحقیق ایک دردمند کی حاضری آستانہ رحمت نشان حضرت حبیب اللہ
علیہ الرضوان کی ذکر کیفیت مین مذکور ہے - پس بسبب اپنے انتزاع کے وجود عنصر اوصاف روح کا خاص تابع ہوگا
پس کمال تعین انسانیہ کا اوسکے نزول تک مرتبۂ صورت مین ہے یعنی مرتبہ صورت مین نازل ہونے تک ہے
اور صورت مین سب سے فروتر خاک ہے جو پانی اور آگ اور ہوا کے آثار سے متاثر ہے
نہ وے اوس سے متاثر ہین - اسی استجماع کے سبب کہ یہہ استجماع
آثار روح اور عنصر کا ہے اور اس سبب سے کہ اسکا منتہائی نزول
خاک کے ساتھہ ہے یہہ تعین انسانیہ اپنے متقابلین
سے فائق ہوگیا +

ودر قلب مرکب بآثاریکه از روحش رسیده بکیفیة خاص هریک انکشافی و امتیازی تواند شد و بر قدرِ نزول قلب در صدر هم و برائے این اجمال تفصیلی است از حقائق متضمنه بموجودات یا مسلوبات اگر گفته شود بیحد بود ولیکن متفکر بقدر فکر تواند دریافت **تنبیه** [۴] در قلب عنصری درجات وفیض بی تفصیل با تعلق فیاض حقیقی مشهود شد فالله تعالیٰ اعلم بحقیقتها **تنبیه** [۵] لطائف ستة روحیه را درجات است درجهٔ است که متعلق بعنصر است و درجهٔ است که در مرتبهٔ مثال است و درجه است که در مرتبهٔ لاتعین روح است و در هر درجه معرفة الله تعالیٰ الی ماشاء الله تعالیٰ است **تنبیه** [۶] بر بنائیکه گفته شد انسان با یازده تعین از روح و عنصر همه عالم خلق است در تحت امر پس مرکبش را از عالم خلق و بسیطش را از عالم امر گماشتن احتمال دارد که امر عبارت از روح است و حالانکه روح اثر امر است کما قال سبحانه قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّی **ش** تحقیق در ذکر کیفیة الرسالة والنبوت مذکور شده که بمیان حائلی ندارد

ترجمہ اور قلب مرکب مین جو آثار کہ اوسکو روح سے پہونچی ہر ایک کی کیفیت خاص سے کچھ انکشاف اور امتیاز ہو سکتا ہے - اور نزولِ قلب کے مقدار پر صدر مین ہی ہو سکتا ہے - اور اس اجمال کیلئے حقائق سے خواہ وے موجودات سے متضمن ہون یا مسلوبات سے ایک بڑی تفصیل ہے اگر بیان کیجاوے بیحد ہو گی ولیکن متفکر فکر کی مقدار پر معلوم کر سکتا ہے - **تنبیہ** [۴] قلب عنصری مین درجے اور فیض بی تفصیل مع تعلق فیاض حقیقی کے دیکھے گئے - پس اونکی حقیقت سے خدائے تعالیٰ بخوبی واقف ہے **تنبیہ** [۵] روحی چھ لطیفون کے کئے درجے مین ایک درجہ ہے جو عنصر سے متعلق ہے - اور ایک درجہ ہے کہ مرتبہ مثال مین ہے - اور ایک درجہ ہے جو روح کے لاتعین مرتبہ مین ہے - اور ہر درجہ مین خدائے تعالیٰ کی معرفت ہے جہانتک خدائے تعالیٰ کی مرضی ہے - **تنبیہ** [۶] جس بنا پر کہ کہا گیا انسان گیارہ تعین کے ساتھ روح اور عنصر سے امر کے تحت مین سب عالم خلق ہے - پس اوسکے مرکب کو عالم خلق سے اور اوسکے بسیط کو عالم امر سے مقرر کرنا احتمال رکھتا ہے کہ امر عبارت روح سے ہے اور حال یہ ہے کہ روح اثر امر ہے جیسا فرمایا حق سبحانہ نے قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّی یعنی کہدے سچے ای حبیب کہ روح میری پروردگار کی امر سے ہے - اسکی تحقیق ذکر کیفیت رسالت اور نبوت مین مذکور ہوگی کہ درمیان مین کوئی حائل نہیں

تنبیہ چہارم
تنبیہ پنجم
تنبیہ ششم

پس ندانستم که لطائفِ روحی از قلب و روح و سرّ وخفی واخفی بکدام معنی از عالمِ امر است و نفس باآنکه از روح است از عالمِ خلق فتنبّهوا یا اولی المعارف اللهم ارنا حقائق الاشیاء بصائراً وانت العلیم الحکیم اللهم صلِّ وسلِّم علیٰ محمد النبی نورک وعلیٰ انواره کما تحبه وترضاه وشفعه فینا وترحمنا به **تنبیه** [۷] صدر عبارت است از برونِ قلب که متاثر است از اثار قلب چنانکه برونِ زجاجه از مصباح و بهمین تاثر تابع بقلب است وعروج کند بسویش قال سبحانه مَنْ یُّرِدِ اللهُ اَنْ یَّهْدِیَهٗ یَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ **ش** تفریح صدر در ذکر کیفیة صدر است **م** **تنبیه** ازین عروج تشخص روحی تا عرش کبیر حاصلی جز شرف تبع سنت وحصول شرح صدر الی ماشاء الله تعالیٰ دریافت نشد وگمان نبرم که رسول اشرف واکرم ازین معراج تشرفی وتکرمی یافته بمقاصد اقصیٰ بهره ور شده آرے عالم علوی بقدوم برکت لزوم حضرت مقصود عالم صلعم مشرف شد

ترجمہ پس مجھے معلوم نہین ہوا کہ روحی لطائف قلب اور روح اور سرّ اور خفی اور اخفی سے کس معنی مین عالم امر سے ہے - اور نفس باوجود اسکے کہ روح سے ہے عالم خلق سے ہے - پس اے اہل معارف تم آگاہ ہو جاؤ - خدایا ہمکو اشیاء کی حقیقتین دکھلا بصیرت یعنی بینائی کے طور پر حال یہ ہے کہ تو ہی دانا ہے اور حکمت والا اللهم صلِّ وسلِّم علیٰ محمد النبی نورک وعلیٰ انواره کما تحبه وترضاه وشفعه فینا وترحمنا به خداوندا درود وسلام بھیج اس نبی محمد پر کہ تیرا نور ہے اور اوسکے انوار پر جیسا تو اوسکو چاہتا ہے اور تو اوس سے راضی ہے اور اوسکو ہم مین شفیع کردے اور اوسکے سبب ہم پر رحمت کر **تنبیہ** [۷] - صدر عبارت ہے برونِ قلب سے یعنی باہر کے حصے سے جو آثار قلب سے متاثر ہے جیسا شیشہ کا باہر کا حصہ چراغ سے اور اسی تاثیر کے سبب قلب کا تابع ہے اور اوسکی طرف عروج کرتا ہے فرمایا حق سبحانہ نے مَنْ یُّرِدِ اللهُ اَنْ یَّهْدِیَهٗ یَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ یعنی جو کوئی کہ خدا اوسکو ہدایت کرنا چاہتا ہے اوسکے سینہ کو اسلام کیلئے کھول دیتا ہے - صدر کی تفریح ذکر کیفیت صدر مین ہے - **تنبیہ** [۸] اس تشخص روحی کے عروج سے عرش کبیر تک بجز شرف پیروی سنت کے - اور حاصل ہونے شرح صدر کے جہانتک مرضی خدائے تعالیٰ ہو کوئی حاصل اور نہین معلوم ہوا - اور مجھی گمان نہین ہوتا کہ رسول اشرف واکرم اس معراج سے کوئی تشریف اور تکرم یعنی شرافت و بزرگی پاکر انتہائی مراد کو بہرہ ور ہوئے ہون - البتہ عالم علوی حضرت مقصود عالم صلعم کے قدوم برکت لزوم سے مشرف ہو گیا -

ومتعلقات صدر مبارکِ خود را که از اسفل مراتب متضمنہ حقیقۃ آن مظہر جمال اللہ
سبحانہ است مناسب العالم مشاہدہ فرمود وتقربی که اشارتش بقاب
قوسین او ادنیٰ است وحاصل آن محبوب رحمٰن پیش ازین بود واسراریکه
اظہارش موقوف وقت معلوم بود آنجا عیان شد آین معراج بنا بر اظہار شرف
واختصاص حبیب وتشریفِ علویان بود نه سبب شرفِ حبیب جائی تحیر نیست
که ہمہ عالم از چند قطرات نور آن مظہر جمال اللہ سبحانہ است پس آن نور نامحصور
را که مشرف بذاتہ است صلعم باعراضیکه از دست چسان شرف دادہ شود این
داستان شرف حبیب بی پایان است رحمت باد بانکه گفت **شعر** نہ حسنش غایتی
دارد نہ سعدی راسخن پایان + بمیرد تشنہ مستسقی ودریا ہمچنان باقی +
تنبیہ - فنا رشی در شی ممتنع است بہ سبب منع اتحاد حقیقی شیئین ونبودن مہلت
بقا از سرعت فنا -

ترجمہ اور اپنے صدر مبارک کے متعلقات کو جو اوس مظہر جمال خدائے سبحانہ کی حقیقت کے اسفل مراتب
سے متضمن ہین اوس عالم کے مناسب مشاہدہ فرمایا - اور اوس تقرب اور نزدیکی کو جسکا اشارہ قابَ قوسین
اَو اَدنیٰ کی طرف ہے کہ اوس محبوب رحمٰن کو اس سے پہلے حاصل تہا - اور وہ اسرار جنکا اظہار وقت
معلوم پر موقوف تہا وہان ظاہر ہوگئے - یہہ معراج حبیب کے شرف واختصاص کے ظاہر کرنے
اور علویون کو شرف دینے کی بنا پر تہا نہ سبب شرف ہے حبیب کا - تحیر کا محل نہین ہے کیونکہ سارا عالم
اوس مظہر جمال خدائے سبحانہ کے نور کے چند قطرون سے ہے پس وہ نور نامحصور جو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے مشرف ہے اون اعراض کے سبب جو اوسی سے ہین کیسے شرف
دیا جا سکتا ہے - یہ داستان حبیب کے شرف کی بیحد وپایان ہے - رحمت ہو جیو اوسپر جسنے یہ کہا
شعر نہ حسنش غایتے دارد نہ سعدی را سخن پایان + بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہمچنان باقی +
ترجمہ - نہ اوسکے حُسن کی حد ہے نہ سعدی کے سخن کی حد + کہ مستسقی ہوا پیاسا رہا دریا توجون کا تون
تنبیہ - کسی چیز کا کسی چیز مین فنا ہونا بسبب منع ہونے اتحاد حقیقی دو چیزون کے اور بسبب
مہلت نہونے بقا کے سُرعت فنا کے سبب ممتنع ہے یعنی چونکہ دو چیزون مین اتحاد حقیقی ہو نہین
سکتا اور سرعت فنا کے سبب بقا کو مُہلت نہین ملتی لہذا فنا ایک کا
دوسرے مین ممکن نہین -

پس فناء فی الشیخ وفناء فی الرسول وفناء فی اللہ بمعنی لغت صورت نہ بندد
مگر بمعنی اصطلاحی صوفیان صافی وآن ازالہ رذائل از نفس است واتصافش
بشمائل شیخ دامت برکاتہ وشہود معیۃ وقرب اواست تا آنکہ دریابدش
پیش از نفس خود بعد دریافت نفس خود یا بعد نفس خود یا مع نفس خود یا
باستجماع اینہمہ نظرًا باتصاف وبداہتًا ببداہتہ وجودش مثالًا وروحًا تا آنکہ
نیابد نفس خود را در حالتِ حضور معلوم بمرتبۂ عینیۃ علم باعالم تا آنکہ حضرت شیخ
ہم نیابد در نفس او مگر خود را وقیاس کن برین در جہائے دیگر را ودر جائے واقع
شود که شیخ از غلبۂ احاطۃ جذب مرید نیابد در نفس خود مگر اورا - **تنبیہ**
عروج قوس سفلی که در حدِ خود جزئی است در تضمن قوس سفلی که
در حد خود کلی است بانطباق جامعیۃ بقوس علوی که مرتبۂ
حجاب است از روئے ظلیۃ است الی ماشاء اللہ تعالیٰ

ترجمہ - پس فناء فی الشیخ اور فناء فی الرسول اور فناء فی اللہ لغت کے معنی کے اعتبار سے
نہین ظاہر ہوتے مگر صوفیان صافی کے معنی اصلاحی کے اعتبار سے - اور یہہ نفس سے
رذائل کا دور کرنا ہے اور شیخ دامت برکاتہ کے شمائل کے ساتہہ اوسکا متصف ہونا ہے اور اوسکی
معیت وقرب کا مشاہدہ ہونا ہے یہانتک کہ اوسکو پاتا ہے اپنے نفس سے پہلے بعد دریافت اپنے
نفس کے یا اپنے نفس کے بعد یا اپنے نفس کے ساتہہ یا اِن سب کے استجماع کے ساتہہ نظری طور
پر بسبب اتصاف کے اور از روئے بداہت کے اوسکے بداہت وجود کے سبب بطور مثال اور
روح کے یہانتک کہ نہین پاتا ہے اپنے نفس کو حالتِ حضور معلوم مین مرتبۂ عینیت علم مع عالم سے
یہانتک کہ حضرت شیخ بہی نہین پاتا ہے اوسکے نفس مین مگر اپنے کو - اور انہین درجون پر
دوسرون کو قیاس کر لے - اور کسی جگہہ مین واقع ہوتا ہے کہ شیخ جذب مرید کے
احاطہ کے غلبہ سے اپنے نفس مین نہین پاتا ہے مگر اوسکو - **تنبیہ** عروج قوس
سفلی کا جو اپنی حد مین جزئی ہے اوس قوس سفلی کے تضمن ہین
جو اپنی حد مین کلی ہے بسبب انطباق جامعیت کے قوس
علوی کے ساتہہ کہ مرتبۂ حجاب ہے ظل ہونیکی
راہ سے ہی جہانتک مشیت خدائے تعالیٰ ہو

چون بی تمایز امر و دلالة و مالغیة میان قوس سفلی و علوی است توحید وجودی است
واین بوارد اضطراریست وچون بتمایز امر و دلالة و مالغیة میان قوس سفلی و علوی است
توحید شهودی است من وجه و وجودیست من وجه و این بتحقیق اختیاریست من وجه
و بوارد اضطراریست من وجه واینهمه تا عدم تمایز مسلوبات است وچون بتمایز مسلوبات
است توحید شهودی است خالصًا۔ **تنبیه ۱۱**۔ هرگاه فراغ تام از تعلق وجود التزامی
وکار بوجود تضمنی باشد وبس ولایة سابقیة است تا تعلق بمرتبهٔ حجاب ظلیة است
وتعلق بمرتبهٔ اصل حجاب اصلیه۔ **تنبیه ۱۲**۔ عروج قوس سفلی لسیر قدمی منتهی تا مرتبهٔ حجاب
است وسیر قوسین بانطباق کلی اصالتًا مر اول الاولین راست وبانطباق جزئی
اصالتًا باحتیاج وجودی بتضمن اول الاولین مر غیر اورا وبانطباق جزئی تبعًا مر تابعین را
تنبیه ۱۳۔ نفس دلالة متعلق بدال است ونفس ربط خلق متعلق بخالق پس
حکم کرده شود برآنها حکم متعلق به از روی حدوث وحجاب وقدم۔

ترجمہ جب یہ عروج درمیان قوس سفلی اور علوی کے بغیر تمایز امر و دلالت و مالغیت کے ہے
توحید وجودی ہے اور یہ بسبب وارد اضطراری کے ہے۔ اور جب یہ عروج امر و دلالت و مالغیت
کے تمایز کے ساتھ قوس سفلی اور علوی کے درمیان ہے تو من وجہ شہودی توحید ہے اور من وجہ
وجودی ہے۔ اور تحقیق میں یہ من وجہ اختیاری ہے اور بسبب وارد اضطراری ہے من وجہ۔
اور یہ سب مسلوبات کے عدم تمایز تک ہے۔ اور جب مسلوبات کے تمایز کے ساتھ ہے تو خالص
توحید شہودی ہے۔
تنبیہ ۱۱ جب تعلق وجود التزامی سے پوری فراغت ہو جاوے اور وجود تضمنی سے صرف کام رہے
یہ ولایت سابقیہ ہے جبتک تعلق مرتبۂ حجاب ظلیہ سے ہے۔ اور تعلق مرتبۂ اصل حجاب
کے ساتھ ولایت اصلیہ ہے۔ **تنبیہ ۱۲** قوس سفلی کا عروج سیر قدمی کے ساتھ مرتبہ حجاب تک
منتہی ہے۔ اور قوسین کی سیر کلی انطباق کے ساتھ اصلی طور پر خاص اول الاولین کے لئے ہے
اور جزئی انطباق کے ساتھ اصلی طور پر احتیاج وجودی کے ساتھ اول الاولین کے تضمن میں
خاص اوسکے غیر کیلئے ہے۔ اور جزئی انطباق کے ساتھ بطور تبع کے خاص تابعین کے لئے ہے
تنبیہ ۱۳۔ نفس دلالت دال کے ساتھ متعلق ہے۔ اور نفس ربط خلق کے ساتھ متعلق پس حکم کیا
جاوے گا انہیں دلالت و ربط پر حکم متعلق بہ کا از روئے حدوث وحجاب اور قدم کے۔

تنبیه ۱۴۔ آنجا که معرفة مدلول بدلالة از دال است تجاوز بدلالت از دال
بمدلول وتحقق معیة وقرب واحاطت بما به المعیة والقرب والاحاطت بلی تجاوز
از حقائق معامله وزمان عمومًا ومکان خصوصًا در معرفة الله تعالیٰ بنا بر احتیاج
بخالقیتش ورسول وشیخ بتعین روحی بنا بر اندراج بمرکزیة شان است چه تجاوز
از یکی از ینها بقطع مرابطت قضیه مقصوده فیما بینهم باطل گردد **پس** یعنی تجاوز بدلالة
از دال بمدلول وتحقق معیة وقرب واحاطة بسبب قطع مرابطة که از یک بدیگر است
باطل گردد ودرین اصل معارف است از رسول صلعم بخدائے واز ما بخدائے تعالیٰ ورسول وشیخ
صلی الله تعالیٰ علیٰ رسوله وعلیٰ اتباعهم از دلالت ومعیة وقرب واحاطة بنا بر احتیاج
به خالقیتش ومرکزیة روحی شان بما **تنبیه ۱۵**۔ باید دانست که دلالة از حادث
بر صفة فعلیه است واز فعلیه بر حقیقیه واز حقیقیه بر ذات فقط وشانیه در جنب
حقیقیه است که معروف شود از فعلیه وتنزیهیه شامل همه تعالت ذاته وصفاته

ترجمہ **تنبیہ ۱۴** چونکہ معرفت مدلول کی بذریعۂ دلالت دال سے ہے تجاوز بذریعہ دلالة دال سے مدلول
کیطرف ہے اور تحقق معیت اور قرب اور احاطت کا اوس چیز کے ساتھ ہے جسکے ساتھ معیت اور
قرب اور احاطت ہے بغیر متجاوز ہونیکے حقائق معاملہ سے درزمان سے عمومًا اور مکان سے
خصوصًا خدائے تعالیٰ کی معرفت میں احتیاج کی بناپر اوسکے خالق ہونیکی وجہ میں۔ اور معرفت رسول
اور شیخ میں تعین روحی کے ساتھ اونکی مرکزیت میں مندرج ہونیکی بناپر ہے اسلئے کہ انمین سے
ایک سے متجاوز ہونیمین ربط باہمی کے قطع ہونیکے سبب قضیۂ مقصودہ اوس چیز میں جو اون کے درمیان
ہے باطل ہو جائیگا۔ یعنی متجاوز ہونا بذریعہ دلالت کے دال سے مدلول کیطرف اور معیت اور قرب
اور احاطت کا تحقق بسبب قطع ہو جانے ربط باہمی کے جو ایک سے دوسرے کیطرف ہے باطل ہو جائیگا
اور اس اصل میں معارف ہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے خدائے تعالیٰ کیطرف۔ اور ہمسے خدائے
تعالیٰ اور رسول اور شیخ کیطرف صلی اللہ تعالیٰ علےٰ رسلہ وعلےٰ اتباعہم دلالت اور معیت اور قرب اور احاطت کے
بسبب احتیاج کے اوسکے خالق ہونیکی وجہ میں۔ اور اون کے روحی مرکز ہونیکی بناپر ہمارے لئے۔
تنبیہ سمجھنا چاہئے کہ دلالت حادث سے صفت فعلیہ پر ہے اور فعلیہ سے حقیقیہ اور حقیقیہ سے
فقط ذات پر۔ اور شانیہ حقیقیہ کے پہلو میں ہے جو معروف ہوتی ہے پہچانی جاتی ہے فعلیہ سے
اور تنزیہیہ سب کو شامل ہے۔ برتر ہین ذات وصفات اوسکے۔

پس استجماع فعلیہ وحقیقیہ ذات با حادث ضروریست والا دلالۃ باطل گردد و ملاحظہ ذات بدلالۃ فعلیہ خاطی است و سرانجام این بعنایت حق تعالیٰ است واہون این است کہ بدلالۃ حادث ناظر اجمال باشد ای آمنتُ باللہ کما ھو باسمائہ وصفاتہ تنبیہ^{۱۷} - باید دانست حصول دلالۃ از دال از جہتہ عدم سابق ممیز احتیاج وجود دال بمحتاج الیہ است نہ از جہتہ عدم لاحق کہ حاصل نشود بی عدم سابق ازان کہ آنزا کہ عدم سابق ضروری نباشد عدمِ لاحق برو ممنوع باشد و آنزا کہ عدم سابق ضروری باشد عدمِ لاحق نیز برو ضروری باشد پس از عدم لاحق رجوع بعدم سابق لازم گردد دیر آنچہ عدم لاحق ضروری نمی نماید تشخصی است زائد بر ماہیتش کہ در معرفۃ تشخص نفسِ انسان ہمدرین ذکر شناختہٗ تنبیہ^{۱۸} از انجا کہ مظہریۃ تامّہ مر اول الاوّلین را است و ماخذِ جملہ کائن مراد است صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

ترجمہ پس استجماع فعلیہ اور حقیقیہ اور ذات کا حادث کے ساتھ ضروری ہے ورنہ دلالت باطل ہوگی۔ اور ذات کا ملاحظہ یعنی لحاظ کرنیوالا فعلیہ کی دلالت سے خاطی ہے۔ اور اس کا سر انجام خدائے تعالیٰ کی عنایت سے ہے۔ اور آسان تر یہہ ہے کہ حادث کی دلالت سے اجمال کا ناظر رہے یعنی آمنتُ باللہ کما ھو باسمائہ وصفاتہ یعنی ایمان لایا مین اللہ پر جیسا کہ وہ اپنے نامون اور صفتون کے ساتھ ہے۔

تنبیہ^{۱۷} - سمجھنا چاہئے کہ دلالت کا حاصل ہونا دال سے عدم سابق کے سبب ہے جو ممیز یعنی تمیز دینے والا ہے وجود دال کی احتیاج کا محتاج الیہ کے ساتھ نہ عدم لاحق کے سبب اسلئے کہ یہ بغیر عدم سابق کے حاصل نہین ہوتا ہے اس سبب سے کہ جسکے لئے عدم سابق ضروری نہو گا عدم لاحق بہی اوسپر ضروری ہوگا۔ پس عدم لاحق سے رجوع عدم سابق کی طرف لازمی ہوگا۔ اور جس چیز پر عدم لاحق ضروری نہین معلوم ہوتا ہے وہ ایک تشخص زائد ہے ماہیت پر۔ کہ تشخص نفس انسان کی معرفت مین اسی ذکر مین تو پہچان چکا ہے۔

تنبیہ^{۱۸} چونکہ پورا مظہر ہونا اوّلون مین خاص سب سے اول کے لئے ہے۔ اور تمام کائن کا ماخذ خاص وہی ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

پس غیرش درین مرتبہ گنجائش ندارد و تواند شد لی مع اللہِ وقت لا یسعنی فیہ ملکٌ مقرّبٌ ولا نبیٌ مرسلٌ الحدیث در ہمعنی باشد ولیکن ہر معین بر قدر استعدادش بہرہ کہ دارد جزئیست و توسع ہر معین متفاوت در مرتبہ خود و عروج بسوے حقیقۃ الحقائق کہ حقیقۃ محمد است صلعم کوائف اصلیہ و عرضیہ و تبعیہ دارد پس احاطۃ کلّی بر ماخوذات مر اول الاولین را است و جزئی مر غیرش را اگر امتیاز در کیفیۃ اول و غیرش نکردہ شود نقصانِ نظر است و بیم آنکہ نظیرش مزعوم شود اللّھم وفقنا للحق واحفظنا من الزیغ والنقص۔

تنبیہ^{۱۹} - بدلالۃ قوس سفلی سیر قوس علوی است کہ منتہائی ولایۃ ظلی و سیر قدمی است و مشار است بکریمہ فکانَ قابَ قوسینِ ۵ ترجمہ پس شد رسول صلے اللہ علیہ وسلم متصل ہمچو اتصال گوشہ دو کمان + در ترجیح این دعوی از ابتدا ثم دنیٰ بمقابلہ اختلاف سخن بسیار بدلالۃ نص است اگر توجہ خاطر بتوفیق اللہ تعالیٰ شد نوشتہ خواہد شد

ترجمہ پس آپکا غیر اس مرتبہ مین گنجایش نہین رہتا ہے۔ اور ہوسکتا ہے کہ لی مع اللہِ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب الحدیث اسی معنی مین ہووے۔ یعنی خدا کے ساتھ میرے لئے ایک ایسا وقت ہے جسمین نہ ملک مقرب کو میرے ساتھ گنجایش ہے اور نہ نبی مرسل کو تا آخر حدیث۔ ولیکن ہر معین اپنے استعداد کے موافق جو بہرہ کہ رکھتا ہے وہ جزئی ہے۔ اور ہر معین کا توسع اپنے مرتبہ مین متفاوت ہے۔ اور عروج حقائق کی حقیقت کیطرف کہ حقیقت محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہے اصلیہ اور عرضیہ اور تبعیہ کیفیتین رکھتا ہے۔ پس کلی احاطہ ماخوذات پر خاص اول اولین کیلئے ہے اور جزئی خاص آپ کے غیر کے لئے۔ اگر اول اور اوسکے غیر کی کیفیت مین امتیاز نکیا جاوے نظر کا نقصان ہے۔ اور خوف اسکا بہی ہے کہ اول کا نظیر مزعوم ہوگا اللّھم وفقنا للحق واحفظنا من الزیغ والنقص۔ یعنی خدایا ہمکو حق کیطرف توفیق عنایت فرما اور کجی اور نقصان سے ہمین بچا تنبیہ^{۱۹} قوس سفلی کی دلالت سے قوس علوی کی سیر ہے جو ولایت ظلی اور سیر قدمی کا منتہا ہے اور اس آیت کریمہ کا جسکی طرف اشارہ ہے۔ فکانَ قابَ قوسینِ او ادنیٰ یعنی پس ہوگئے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم متصل مانند نزدیک ہونے گوشۂ دو کمان کے اور نزدیک تر۔ اس دعوی کی ترجیح مین ثم دنیٰ کی ابتدا سے اختلاف کے مقابلہ مین بہت گفتگو ہے دلالت نص سے اگر خدائے تعالیٰ کی توفیق سے دل متوجہ ہوگا لکہا جاویگا

پس بدلالۃ قوس علوی سیر نظری در مقام ادنیٰ کہ ولایۃ اصلی و اصل مرتبۂ حجاب
و مقصود است تواند شد و اشارت عطف مدلّل بہ کانَ محقق وجود ش
بعدم تقابلِ سلب استعمالاً م مانع ترديد ش چہ تردید نافی مردّد و ثبتِ مردّد
در وجہ واحد است بخلاف عطف م محقق قرب قاب قوسین او ادنیٰ است
در وجہ مقصودیتش و دلالۃ قرب قاب قوسین بسوئے ادنیٰ و حولش میانِ
حادث و قدیم تا بجا ماند حدِ طرفین و اشارت تردید مانع عطف ش
چہ عطف مثبتِ معطوف علیہ و معطوف است در وجہ واحد بخلاف تردید م
نافی قرب قوسین است در وجہ مقصودیتش مقصداً و ثبتِ قرب ادنیٰ است
در وجہ مقصودیتش مقصداً و نیز باید دانست عطف علم قطعی را خواہد و حال آنست
کہ تردید صریح مانع آنست و تردید علم مشکوک را خواہد و حال این است کہ اینجا
بطرف اللہ سبحانہ علم محض و بطرف غیر رسول صلعم جہل محض مانع آنست۔

ترجمہ پس قوس علوی کی دلالت سے سیر نظری مقام ادنیٰ مین جو ولایت اصلی اور اصل مرتبۂ
حجاب اور مقصود ہے ہو سکتی ہے۔ اور عطف کا اشارہ کہ کانَ کے سبب مُدلّل ہے
جو از روئے استعمال تقابل سلب ہونیکے سبب وجود کا محقق ہے کہ وہ تردید کا مانع ہے۔
اس لئے کہ تردید مُردّد کی نفی کرتی ہے اور مُردّد کو وجہ واحد مین بخلاف عطف ثابت کرتی ہے
یہ اشارہ عطف مدلل محقق ہے قاب قوسین اور ادنیٰ کے قرب کا اوسی کے مقصود ہونیکی وجہ
مین۔ اور یہ اشارہ دلالت ہے قرب کی قاب قوسین کے ادنیٰ کی طرف۔ اور اوسکے حَول یعنی
حائل ہونے اور درمیان مین آنیکی حادث اور قدیم کے درمیان تاکہ طرفین کی حد قائم رہے۔
اور تردید کا اشارہ جو عطف کا مانع ہے۔ کیونکہ عطف بخلاف تردید مثبت یعنی ثابت کرنیوالا ہے
معطوف علیہ اور معطوف کا وجہ واحد مین۔ یہہ قرب قوسین کا نافی ہے اوسکے مقصود
ہونیکی وجہ مین بطور مقصد کے اور مثبت ہے قرب ادنیٰ کا بطور مقصد کے اوسکے مقصود
ہونیکی وجہ مین اور یہہ بہی سمجھنا چاہئے کہ عطف علم قطعی کو چاہتا ہے اور حال یہ ہے کہ تردید صریح
اوسکی مانع ہے۔ اور تردید علم مشکوک کو چاہتی ہے اور حال یہ ہے کہ یہان خدائے سبحانہ کیطرف
سے علم محض اور غیر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف سے جہل محض اوسکا مانع ہے۔

پس ناچار توجہ باشارت مرقومہ افتد و از ہر مرتبہ قوس سفلی سیر در قوس
علوی بمطابقۃ و از ہر مرتبہ قوس علوی سیر در اصلش بمطابقۃ تواند کرد و این اتصال
در نظر دردمند باین صورت ( ) است و شنیدم کہ باین صورت ( ) است و لیکن برون
رفتن گوشہ از جانبے بجانبے خلاف تحقیق عرفانی است و در تحقیق این مقصد کلام
مطول است کہ محوّل بر عارفِ محقق نمودم ش تحقیقش از لفظِ مطابقۃ و دائرہ
توان فہمید م و لفظ دائرہ کہ حضرات مجددیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میفرمایند موید صحت
نظر دردمند است واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

تنبیہ ۱۹ سالک بعد فنائے وجود تضمنی مسلوبات غیر مخصوصہ محمدی صلعم از وباقی
بوجود تضمنی موجودات و مسلوبات مخصوصہ محمدی صلعم است و عنصر تابع روح است
و فنا سپری شدن است و آن بعدم لاحق است مر وجود بین العدمین را نہ بعدم
سابق چہ حکم فنا بر معدوم حقیقی تواند شد نہ بر معدوم حکمی و نہ بر وجود فارغ از عدمین

ترجمہ پس ناچار توجہ مرقومہ اشارت کی طرف واقع ہوگی۔ اور ہر مرتبہ قوس سفلی سے سیر قوس
علوی مین بوجہ مطابقت اور ہر مرتبہ قوس علوی سے سیر اوسکی اصل مین بوجہ مطابقت کر سکتا ہے۔
اور یہہ اتصال قوسین کا دردمند کی نظر مین اس صورت مین ہے ( ) اور مین نے سنا ہے کہ اس
صورت سے ہے ( ) ولیکن گوشون کا باہر ہو جانا ایک طرف سے دوسرے طرف کو تحقیق
عرفانی کے خلاف ہے۔ اور اس مقصد کی تحقیق مین کلام مطول ہے کہ عارف محقق پر مین نے
اسکو محوّل کیا۔ اسکی تحقیق لفظ مطابقت اور دائرہ سے سمجہہ مین آسکتی ہے۔ اور لفظ دائرہ جو
حضرات مجددیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہین دردمند کی صحت نظر کا موید ہے واللہ تعالیٰ اعلم
بالصواب یعنی اور خدائے برتر ہی درستی و صحت کو خوب جانتا ہے۔
تنبیہ ۱۹ سالک وجود تضمنی مسلوبات غیر مخصوصہ محمدی صلعم کے اپنے سے فنا ہونیکے بعد وجود
تضمنی موجودات اور مسلوبات مخصوصہ محمدی صلعم کے ساتھہ باقی ہے۔ اور عنصر
تابع روح کے ہین۔ اور فنا سپری یعنی آخر ہو جانا ہے۔ اور وہ عدم لاحق کے سبب ہے
خاص وجود بین العدمین کا نہ عدم سابق کے سبب اسلئے کہ حکم فنا کا
معدوم حقیقی پر ہو سکتا ہے نہ معدوم حکمی پر اور نہ
اوس وجود پر جو عدمین سے فارغ ہے۔

پس اگر دانیش دلالتے آرد بر وجودِ موجد ورنہ نی بل وجود فارغ از عدمین نماید
ای مستفہم اگر فانی شد دلیل از ہستی و دانستہ شدن خودش فانی شد دلالۃ
و معرفۃ مدلول و اگر فانی نشد دلالۃ و معرفۃ مدلول چسان فانی شد دلیل پس لازم است
بر تو کہ بفہمی اینکہ فنار دلیل و دلالۃ در عروج در معرفۃ مدلول است باین طور کہ
دلیل و دلالۃ بقلتِ وجود حادث مستسرع بفنار در علم استقرار زمانی نمیگرد
مگر مدلول بسبب وجودِ قدیم باقی کہ مقصود است نہ بطور فنار دلیل و دلالۃ حقیقتاً
تنبیہ ۲۰ اختلافی در تعین حقیقۃ احمدی و حقیقۃ محمدی صلعم در ذکر کیفیۃ تعین احدیۃ
و محمدیۃ مذکور است دانستنی است واللہ اَلْمُوَفِّقُ لِمَنْ یَّشَاءُ۔
تنبیہ ۲۱ در مشکوۃ است فرمود صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ رویت اللہ تعالیٰ
در عالم شہود تحقق علم باو است تعالیٰ
و فرمود صلعم ؛

ترجمہ پس اگر تو فنا کو جانتا ہے تو کچھہ دلالت کو لا سکتا ہے وجود موجد پر ورنہ نہین بلکہ
ایک وجود فارغ عدمین سے نظر آتا ہے۔
ای مستفہم اگر دلیل فانی ہو جائیگی ہستی سے اور اپنے خود کے جانے جانیسے تو دلالت و معرفت
مدلول کی فانی ہو جائیگی۔ اور اگر دلالت و معرفت مدلول فانی
نہوئی تو دلیل کیسے فانی ہوئی۔ پس تجہپر لازم ہے کہ تو یہ سمجھے کہ دلیل و دلالت کا
فنا ہونا عروج مین معرفتِ مدلول مین ہے اسطرحپر کہ دلیل و دلالت وجود حادث کی
قلت کے سبب کہ فنار کی طرف دوڑ رہا ہے علم مین استقرار زمانی نہین حاصل کرتی
ہے مگر مدلول بسبب وجود قدیم کے باقی ہے جو مقصود ہے نہ دلیل و دلالت کے
فنا کے طریق پر کہ از روے حقیقت ہے۔
تنبیہ ۲۰ جو اختلاف کہ تعین حقیقت احمدی اور حقیقتِ محمدی مین ہے صلی اللہ علیہ وسلم
وہ ذکر کیفیۃ تعین احدیہ و محمدیہ مین مذکور ہے۔ یہ جاننے کے لائق ہے واللہ الموفق لمن یشاء
یعنی اور خدا توفیق دینے والا ہے جسکو چاہتا ہے۔
تنبیہ ۲۱ مشکوۃ مین ہے کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خدائے تعالیٰ کی رویت
عالم شہود مین وہ علم کا اوسکے ساتھہ متحقق ہو جاتا ہے۔ اور فرمایا صلعم نے۔

انما الاحسان ان تعبد اللہ کانک تراہ ہمانا کہ تحقق علم باو است تعالیٰ
وقال سبحانہ الم تر الی ربک کیف مد الظل الآیہ تری بمعنی رویت قلب ای
علم بدلالۃ مفعولین و خصوصیۃ الی ربک وقال سبحانہ قل ھذہ سبیلی ادعو الی
اللہ علیٰ بصیرۃ انا ومن اتبعنی ۔ الآیہ تنبیہ ۲۲ سیر نظری و کشف بالاختصاص عبارت است
از علم و سیر قدمی و کشفِ خاص عبارتست از ادراک تنبیہ ۲۳ حیرت کہ عجز علم بکنہ
ما یتعلق بہ العلم است متفاوت است بتفاوت مناسب ہر ولایۃ تنبیہ ۲۴ نفس سالک
بانطباق حقیقۃ جامعہ انسانیہ بحقائق ما فوقہا از حد تعین خود برون نتواند شد بلکہ قرار تشخص
نفس برین انطباق شود و از ما فوقہا ہمچنان مستفیض است کہ بود پس اگر با ہمین
انطباق کار از سر نگیرد محجوب گردد و از انکہ عروج و نزول بحصول معارف در حد نفس عارف
است و بس ثش کہ تحقیقش در ذکر کیفیۃ العلم والمعرفۃ والعارف والمعروف مذکور است ابتدا و انتہا
کار ہمہ در نفس اوست تنبیہ ۲۵ حصول معرفۃ از غیر خود موصل بمعیتہ و قرب و احاطۃ بنفس عارف نبود و بخطای در ادراک النظر فتنہ شد

ترجمہ انما الاِحْسَانُ اَنْ تَعْبُدَ اللہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ یعنی احسان یہی ہے کہ تو خدا کی بندگی کرے گویا
کہ تو اوسکو دیکھتا ہے۔ یہہ وہی علم کا خدائے تعالیٰ کے ساتھہ تحقق پایا جاتا ہے۔ اور فرمایا حق سبحانہ
نے سورہ فرقان رکوع پنجم مین۔ وقال سبحانہ الم تر الی ربک کیف مد الظل الآیہ یعنی کیا آپ نے
نہین دیکھا اپنے رب کی طرف کہ کیونکر اوسنے سایہ کو دراز کردیا۔ یہان ترٰی بمعنی رویتِ قلب یعنی علم ہے
دو مفعولون کی دلالت سے اور الی ربک کی خصوصیت سے۔ اور فرمایا حق سبحانہ نے قل ھذہ
سبیلی ادعو الی اللہِ علیٰ بصیرۃ انا ومن اتبعنی الآیہ یعنی کہدیجئے اے حبیب یہ میری راہ
ہے مین خدا کی طرف بلاتا ہون۔ بینائی پر مین ہون اور جو میری پیروی کرے تنبیہ ۲۲ سیر نظری اور کشف
بالاختصاص عبارت ہے علم سے۔ اور سیر قدمی اور کشف خاص عبارت ہے ادراک سے تنبیہ ۲۳ حیرت
جو عجز علم ہے اوس چیز کی کنہ کا جسکے ساتھہ علم متعلق ہے یہ متفاوت ہے باعتبار تفاوت کے کہ مناسب ہر ولایت ہے
تنبیہ ۲۴ نفس سالک حقیقت جامعہ انسانیہ کے انطباق مین حقائق ما فوقہا کے ساتھہ اپنے حد تعین سے باہر نہین ہو سکتا
ہے بلکہ قرار تشخص نفس کا اسی انطباق پر ہوتا ہے اور اپنے ما فوق سے اوسیطرح مستفیض ہے کہ تہا پس اگر اسی انطباق کے
ساتھہ کام شروع سے نہ اختیار کریگا محجوب ہوگا۔ اور اسوجہ سے کہ عروج اور نزول معارف کے حصول مین نفس عارف کی
حد کے اندر ہی اور بس۔ کہ تحقیق اسکی ذکر کیفیۃ علم و معرفت اور عارف و معروف مین مذکور ہے۔ ابتدا اور انتہا کام کی سب
اسکے نفس مین ہے تنبیہ ۲۵ معرفت کا حاصل ہونا اپنے غیر سے موصل نہین ہوتا ہے معیت اور قرب اور احاطت

وحصول معرفة از خود موصل بمعیة وقرب واحاطة بنفس عارف باشد وبخطای نظر در فتنه نیفتند ونیز سالک ناظر کرامة حضرت شیخ در نفس خود سعید است وغافل ازان بعید تنبیه[26] عروج بهر ولایة که شود واسطهٔ قلب منقطع نشود اگرچه از غلبهٔ مافی الوقت ممتاز نگردد وقلب عروج کند تا حقیقة جامعه انسانیه پس علی حدها همه داخل قلب شود وکار بقلب بود وبس۔ تنبیه[27] این مرتبهٔ حجاب را که ظلال هم توان گفت توافق باصل واجب است پس اگر حادثی تحت مرتبهٔ حجاب نباشد بل ظهور عین حجاب باشد وبس لازم است که صفات مسلوبه مثلاً سنة ونوم وعدم علم وجود واجب ودیگر هم برین قیاس درو نباشد وحال آنکه هست پس این شای بود صفات مسلوبه مبنی بران است که وجودی متضمن مسلوبات بوجود التزامی در تحت مرتبهٔ حجاب است ورنه از لزوم مذکور چاره نباشد ونیز از محکمات نقلی دلالتی بر ظهور عین حجاب نیست

ترجمه اور معرفت کا حصول اپنے سے موصل معیت اور قرب اور احاطت کو نفس عارف کے ساتھہ ہوجاتا ہے اور خطائے نظر سے فتنہ مین نہین پڑتا ہے ۔ اور سالک وہی سعید ہے جو حضرت شیخ کی کرامت کا ...... اپنے نفس مین ناظر ہو اور اوس سے غافل بعید ہے تنبیه[26] عروج جس ولایت مین کہ ہوتا ہے واسطہ قلب کا منقطع نہین ہوتا اگرچہ بسبب غلبہ مافی الوقت کے ممتاز نہین ہوتا ہے یعنی بسبب اوس غلبہ کے خود وقت کے اندر اوسکو حاصل ہے تمیز واسطۂ قلب کی نہین پاتا ہے ۔ اور قلب حقیقت جامعہ انسانیہ تک عروج کرتا ہے پس اوسکی حد کی بنا پر سب قلب مین داخل ہوتا ہے اور کام قلب سے ہوتا ہے اور بس تنبیه[27] اس مرتبہ حجاب کو کہ ظلال بھی کہہ سکتے ہین توافق اصل کے ساتھہ واجب ہے ۔ پس اگر کوئی حادث تحت مرتبہ حجاب نہووے بلکہ ظہور عین حجاب ہووے اور بس تو لازم ہے کہ صفات مسلوبہ جیسے اونگھہ اور نیند اور وجود واجب کا علم نہونا اور اسی قیاس پر دوسرے صفات مسلوبہ بھی مرتبہ حجاب مین نہووین اور حال یہ ہے کہ ہین ۔ پس یہہ یعنی صفات مسلوبہ کا ہونا اسبات پر آگہی دیتا ہے کہ کوئی وجود جو مسلوبات کو وجود التزامی کے ساتھہ متضمن ہے مرتبہ حجاب کے تحت مین ہے ورنہ لزوم مذکور سے چارہ نہوگا ۔ اور محکمات نقلی سے بھی کوئی دلالت عین حجاب کے ظہور پر نہین ہے ۔

تنبیه[28] بوجود تضمنی والتزامی نفی وجوب از واست بسبب دلالة احتیاج سوی محتاج الیه که فارق میان حدوث وقدم است وهم معرفة موجودات واجبه است بسبب دلالة ظلیة متضمنه وهم معرفة مسلوبات واجبه است بسبب دلالة ظلیه ملتزمه وظلیة شناخته نمیشود مگر بدلالة احتیاج بسوی ذی ظل پس اگر امتیازی در دلالة ظلیه بوجود تضمنی والتزامی نکرده شود اثبات مسلوبات هم در مرتبهٔ واجبه لازم آید نعوذ بالله تعالی منه پس سالک ضعیف الاستعداد را دلالة باحتیاج اهون ومحتاط است واجتماع دلالتین افضل۔ تنبیه[29] در معرفة صفات سلبیه واجب است همچو معرفة صفات ثبوتیه توحید شهودی لازم گردد۔ تنبیه[30] باید دانست وجود فارغ از عدمین ثابت بنفسه وجوباً است این معرفة صفات ثبوتیه است پس عدم وحدوث که مبنی علیه از حادث است از وجود ثابت بنفسه وجوباً مسلوب ضروری است این معرفة صفات سلبیه است فتم المقصد للاذکیاء واما الفضول للاغبیاء

ترجمہ تنبیه[28] بسبب وجود تضمنی اور التزامی کے وجوب کی نفی اوس سے ہے یعنی وجود تضمنی والتزامی سے دلالت احتیاج کے سبب جو اوسکو محتاج الیہ کی طرف ہے کہ یہی فارق ہے حدوث وقدم کے درمیان نفی وجوب کی اس سے ہورہی ہے ۔ اور بسبب دلالت ظلیت متضمنہ کے موجودات واجبہ کی معرفت بھی اسی سے ہے ۔ اور دلالت ظلیہ ملتزمہ کے سبب مسلوبات واجبہ کی معرفت بھی ہے ۔ اور ظلیۃ نہین پہچانی جاسکتی ہے مگر دلالت احتیاج سے جو ذی ظل کی طرف ہے ۔ پس اگر کوئی امتیاز دلالت ظلیہ مین وجود تضمنی اور التزامی سے نکیا جاوے گا اثبات مسلوبات بھی مرتبہ واجب مین لازم آوے گا ۔ نعوذ باللہ تعالیٰ منہ خدائے تعالیٰ ہمکو اوس سے پناہ دے ۔ پس سالک ضعیف الاستعداد کو دلالت احتیاج کے ساتھہ آسان تر اور محتاط یعنی با احتیاط ہے ۔ اور دونون دلالتون کا اجتماع افضل ہے تنبیه[29] معرفت صفات سلبیہ مین کہ واجب ہے مانند صفات ثبوتیہ کے توحید شہودی لازم ہوجاتی ہے تنبیه[30] سمجھنا چاہئے کہ وجود جو فارغ عدمین سے ہے بنفسہ واجب طور پر ثابت ہے یہ صفات ثبوتیہ کی معرفت ہے ۔ پس عدم اور حدوث جن پر حادث سے آگہی ہورہی ہے اوس وجود سے جو بنفسہ وجوباً ثابت ہے ضروری مسلوب ہے یہ صفات سلبیہ کی معرفت ہے ۔ پس مقصد اذکیاء کیلئے پورا ہوچکا ۔ ولیکن غبی لوگون کے لئے یہ فضول اور ہے

پس ازینجا است امتناع جواز امکان مسلوبات بوجود ثابت بنفسہ وجوباً چہ حقیقتِ واحدہ
بثبوت ضروری وسلب ضروری اتصاف نتواند ورنہ مقصد لاالٰہ الا اللہ تحقیق وتحصیر نیابد وحق
باطل گردد **تنبیہ** باید دانست صوف بمعنی باز ماندن بدی از کسی است صراح
ہمانا مبالغہ است بمقابلۂ باز ماندن کسی از بدی پس صوفی منسوب بصوف است
وتصوف برگزیدن صوف است حقیقتاً پس تنزہ علم وعمل از شوائب کفر وشرک
وحقائق کبائر وصغائر تاآنکہ از مکروہ وعبث تصوف حقیقی است واللہ تعالیٰ یھدی
الیہ من یشاء ہمانا صوفی نورٌ من اللہ تعالیٰ است قال اللہ تعالیٰ لقد جاءکم من
اللہ نورٌ الآیہ وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم انا من نور اللہ باید دانست
علم وعمل تصوف شامل است باین علم وعمل ظاہر کہ لمی تراود از نظم قرآن مجید وباآنکہ
دلالۃ نظم موصل بعلم وعمل تصوف است نتوان رسید تا تعلیم وتعلم درکار نباشد
قال اللہ تعالیٰ یعلمکم الکتاب والحکمۃ ویعلمکم مالم تکونوا تعلمون

ترجمہ پس یہین سے جواز امکان مسلوبات کا امتناع ہی بسبب وجود ثابت بنفسہ کے جو وجوباً ہے اس لئے
کہ حقیقتِ واحدہ ثبوت ضروری اور سلب ضروری کے ساتھہ متصف نہین ہوسکتی ورنہ مقصد لاالٰہ الا اللہ
کا تحقیق وتحصیر نپائے گا اور حق باطل ہوجائے گا۔ **تنبیہ** [۳۱] سمجھنا چاہیے صوف کے لغت صراح مین معنی کسی
بدی کا باز رہنا ہے۔ یہی مبالغہ ہے کسی کے بدی سے باز رہنے کے مقابلہ مین۔ پس صوفی صوف سے منسوب
ہے۔ اور تصوف صوف کا اختیار کرنا ہے از راہِ حقیقت۔ پس علم وعمل کا پاک ہونا کفر وشرک کے
شوائب اور کبائر وصغائر کے حقائق سے یہانتک کہ مکروہ اور عبث سے تصوفِ حقیقی ہے واللہ تعالیٰ
یھدی من یشاء اور خدائے تعالیٰ جسکو چاہتا ہے اوسکی طرف رہنمائی فرماتا ہے۔ یہی بات ہے کہ صوفی نور ہے
خدائے تعالیٰ کا کہ فرمایا خدائے تعالیٰ نے لقد جاءکم من اللہ نورٌ الآیۃ یعنی البتہ یقینی
آگیا تمہارے پاس اللہ سے نور تا آخر آیت۔ اور فرمایا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے
انا من نور اللہ یعنی مین اللہ کے نور سے ہون۔ سمجھنا چاہیے علم وعمل تصوف کا شامل ہے
اسی علم وعمل ظاہر کو جو نظم قرآن مجید سے ٹپک رہا ہے۔ اور باوصف اسکے کہ دلالتِ نظم علم وعمل تصوف
کو موصل ہے لیکن جبتک تعلیم وتعلم سے کام نہ پڑے گا نہ پہونچ سکیگا۔ فرمایا خدائے تعالیٰ نے
یعلمکم الکتاب والحکمۃ یعلمکم مالم تکونوا تعلمون یعنی تمکو کتاب وحکمت
کی تعلیم دیتا ہے۔ اور تمکو وہ سکھلاتا ہی جو تم نہ جان سکتے تھے۔

صحۃ علم وعمل ظاہر واسطۂ وصول بعلم وعمل تصوف است ہرکہ نرسد بصحۃِ علم وعمل ظاہر
نرسد بعلم وعمل تصوف وباوجود صحت علم وعمل ظاہر محتاج تعلیم وتعلم علم وعمل تصوف
است چنانکہ فرمود ویعلمکم مالم تکونوا تعلمون پس تصوف بی صحۃ علم وعمل
ظاہر تزندق است نعوذ باللہ تعالیٰ منہ برائے صوفی از علم وعملش حالاتِ غریبہ
است کہ جز صوفی متوافق بادراکش نتواند رسید **تنبیہ** [۳۲] حدیثِ نفس متعلق
صفۃ کلام است کہ در قلب میگزرد ومانع اطمینان قلب بذکر میشود باید دانست
ہرچہ من اللہ تعالیٰ نباشد ہمہ از افعال نفس است کہ **نش** بیان افعال نفس **حم**
متعلق بہ صفتی از صفات ذاتیہ است پس ہرچہ از خیر وشر بوجود آید از افعال نفس محل قیام
عوارض است پس فراغ از افعال نفس **نش** وحدیث نفس از انست **حم** بی فنائی
نفس **نش** ای خود نبودن **حم** بلاحظۂ ربط احتیاج با موجد نتواند شد وازین راز کسے داندکہ
باین معرفۃ رسیدہ باشد البتہ بذریعہ تعلیم وتعلم بسیر نظری کہ سبب حصول سیر قدمی است
توان رسید واللہ تعالیٰ یہدی من یشاء۔

ترجمہ۔ صحت علم وعمل ظاہر کی واسطۂ وصول ہے علم وعمل تصوف کو۔ تو جو کوئی علم وعمل ظاہر کی
صحت کو نہ پہونچے گا علم وعمل تصوف کو نہ پہونچیگا۔ اور باوجود علم وعمل ظاہر کی صحت کے۔ علم وعمل تصوف
تعلیم وتعلم کا محتاج ہے جیساکہ فرمایا ویعلمکم مالم تکونوا تعلمون یہ تکرار تاکید التعلیم اسی
بناپر ہے۔ پس بغیر صحت علم وعمل ظاہر کے تصوف تزندق ہے یعنی زندیقی وبیدین بننا ہے نعوذ باللہ
تعالیٰ منہ خدائے تعالیٰ ہمکو ایسے تصوف سے اپنی پناہ مین رکھے۔ صوفی کے لئے اوسکے علم وعمل
کی نسبت حالات غریبہ ہین کہ بجز صوفی متوافق کے اوسکے ادراک کو نہین پہونچ سکتا ہے۔
تنبیہ [۳۲] حدیث نفس صفتِ کلام کے متعلق ہے جو قلب مین گذرتی ہے اور ذکر مین اطمینان قلب
کی مانع ہوتی ہے۔ سمجھنا چاہیے جو چیز خدائے تعالیٰ سے نہووے وہ سب افعال نفس سے ہے کہ یہ
افعال نفس صفات ذاتیہ مین سے کسی صفت سے متعلق ہین۔ پس جو کچھ خیر وشر سے وجود مین آتا
ہے افعال نفس سے ہے کہ وہ محل قیام ہے عوارض کا۔ پس افعال نفس سے فارغ ہونا کہ اوسی سے
حدیث نفس ہے بی فنائے نفس کے یعنی خود نہونیکے نہین ہوسکتا ہے۔ اور یہہ فنائے نفس بلاحظۂ ربط احتیاج
مین ہی جبکہ موجد کے ساتھہ ہو۔ اور یہہ راز وہی جانسکتا ہی جو اس معرفت کو پہونچا ہووے۔ البتہ تعلیم وتعلم کے ذریعے
سیر نظری کیساتھہ کہ وہی سیر قدمی کے حصول کا سبب ہے پہونچ سکتا ہی۔ اور خدائے تعالیٰ راہ نمائی کرتا ہی جسکو چاہتا ہے

تنبیہ[۳۳] در ذکر آلہی تعالیٰ نگاہداشت ذکر در وقت حال است ہر کرا میسر گردد خوشا وقتش وفکر ماضی ومستقبل اضاعت وقت عزیز است کہ تدارکش نتواند شد۔ **شعر** مافات فقد مضیٰ ومایاتیک فاین ✤ قم فاغتنم الفرصۃ بین العدمین **تنبیہ**[۳۴] چون در معرفۃ صفۃ عجز رونماید ذکر اسمش طمانیۃ بخش دل عارف شود **تنبیہ**[۳۵] بسبب اختلاف روداد سالکین کہ از اختلاف منشا تعین وجود ایشان است در کیفیۃ مواجید وواردات سخن نکردہ شد واز ہفوات ومتشابہ کہ خلاف تحقیق وجای خطر است تبرّ نمودہ شد۔ ونیز احتیاط درانست کہ متصوف بی حقیقۃ از تصنع در بلا نیفتد ونیفگند ومقلد از محقق ممتاز گردد **تنبیہ**[۳۶] تعیین مقامات وترتیب سیر از روئے حقائق ثابتہ چنانکہ مذکور شد ضروری است از روئے تحقیق فاما مساوات سیر سائرین بعدم حصر سیر در معرفت آلہی سبحانہ ضروری نیست وبعض را تفاوت بتعیین مقامات متعلقۂ عنصر وترتیب سیر رومیدہد۔

تنبیہ سی و سوم

ترجمہ تنبیہ[۳۳] خدائے تعالیٰ کے ذکر مین یعنی یاد مین فکر کا نگاہ رکھنا حال کیوقت مین ہے جسکو میسر ہوجاوے گیا کہنی ہین اوسکے وقت کے۔ اور ماضی ومستقبل کی فکر وقت عزیز کا ضائع کرنا ہے جسکا تدارک ہو نہین سکتا **شعر** مافات فقد مضی ومایاتیک فاین ✤ قم فاغتنم الفرصۃ بین العدمین **ترجمہ** جو گذر اگیا۔ اور آنیوالا ہے کہان ✤ اوٹھہ حال غنیمت ہے ورنہ موقع ہے کہان ✤ یعنی زمانۂ گذشتہ اور آئندہ دونون کے عدم مین ہونیکے سبب کہ گذشتہ کو عدم لاحق ہے اور آئندہ کو عدم سابق ہے لہذا دونون کا وجود معدوم۔ اب رہا زمان حال کہ یہ ان دونون عدمون کے درمیان ہے جو بہت قلیل اور نہایت تیز روان دوان ہے۔ اسی قلیل فرصت کو غنیمت جان اور اوٹھہ جو کرنا ہے کر لے۔ مطلب یہ کہ یہی وقت ہے اسکو بغیر ذکر آلہی ضائع نکر بلکہ نگاہ رکھکر ذکر سے معمور رکہہ۔ **تنبیہ**[۳۴] جب معرفت مین صفت عجز ظاہر ہووے تو ذکر اسم اوسی صفت کا عارف کے دل کا طمانیت بخش ہو جاتا ہے۔ **تنبیہ**[۳۵] بسبب اختلاف روداد سالکین کے کہ وہ اختلاف اونکے منشا تعین وجود کے اختلاف کے سبب ہے۔ مواجید کی کیفیت اور واردات مین کلام نہین کیا گیا۔ اور ہفوات اور متشابہ کلام سے جو اکثر صوفیائے وقت سے ظہور مین آیا ہے تبرّا اور پرہیز کیا گیا کیونکہ خلاف تحقیق اور جائے خطر ہے۔ اور احتیاط بہی اسی مین ہے تاکہ متصوف بی حقیقت تصنع کر کے بلا مین نہ پڑے اور نہ کسیکو بلا مین ڈالے۔ اور مقلد محقق سے ممتاز ہو جاوے۔ **تنبیہ**[۳۶] مقامات کی تعیین اور سیر کی ترتیب حقائق ثابتہ کی رو سے جیسا کہ مذکور ہوا از روئے تحقیق ضروری ہے۔ ولیکن چلنے والونکی سیر کا باہم مساوی ہونا خدائے سبحانہ کی معرفت مین سیر کے حصر نہونیکے سبب ضروری نہین ہے۔ اور بعض کو تفاوت مقامات متعلقہ عنصر کی تعیین مین اور سیر کی ترتیب مین پیش آجاتا ہے

تنبیہ سی و چہارم

تنبیہ سی و پنجم

واینہمہ بمقتضائے نصیب است فاما تفاوت بہ ترتیب سیر لازم نقصان معرفۃ است پس نتوان گفت کہ ہمین وہمچنین است وبس **تنبیہ**[۳۷] باید دانست ہر صفۃ باوراکش بی تفاوت است **نش** ہر صفۃ را ادراک وصفتہ با ادراکش بی تقدم وتاخر است قال سبحانہ لا تدرکہ الابصار **م** واز لفظ ادراک علم الشئی مقصود است پس تا آنکہ زبان ودل وفکر متعلق بلفظ است ہمہ مقال است وادراک شئی مقصود حال واین تقریر شامل ہر لفظ ومعنی است ودم وقدم نیز عبارت از مقال وحال است حضرت سعدی علیہ الرحمۃ فرمودہ **بیت** قدم باید اندر طریقت نہ دم ✤ کہ اصلی ندارد دم بی قدم ✤ چون در معرفۃ اللہ تعالیٰ از مقال بحال رسد فانی حسب حال مقامات معروفہ شود ازینجا است کہ در تعبیر حال حضرت مولوی رومی علیہ الرحمۃ فرمودہ

تنبیہ سی و ششم

ترجمہ اور یہہ سب مقتضائے نصیب سے ہے۔ ولیکن تفاوت سیر کی ترتیب مین لازم ہے نقصان معرفت کو پس نہین کہنا چاہئے کہ یہی ہے اور اسیطرح ہے اور بس۔ **تنبیہ**[۳۷] سمجہنا چاہئے کہ ہر صفۃ مع اپنے ادراک کے بی تفاوت ہے کیونکہ ہر صفت کے لئے ادراک ہے اور صفت اپنے ادراک کے ساتہہ بی تقدم وتاخر ہے کہ فرمایا حق سبحانہ نے لا تدرکہ الابصار الآیہ یعنی بصارتین اوسکو ادراک نہین کرتی ہین یعنی نہین پاسکتی ہین۔ اور لفظ ادراک سے علم شئے یعنی کسے چیز کا جان لینا مقصود ہے۔ پس جبتک کہ زبان اور دل اور فکر لفظ سے متعلق ہے سب مقال ہے۔ اور شئے کا ادراک مقصود حال ہے۔ اور یہ تقریر ہر لفظ و معنی کو شامل ہے۔ اور دم اور قدم بہی عبارت مقال اور حال سے ہے حضرت سعدی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے **بیت** قدم باید اندر طریقت نہ دم ✤ کہ اصلے ندارد دم بے قدم ✤ **ترجمہ** قدم چاہئے نے طریقت مین دم ✤ کہ کچھ اصل دم کی نہین بی قدم۔ جب معرفت خدائے تعالیٰ مین مقال سے حال کو پہونچتا ہے تو مقامات معروفہ کے حسب حال فانی ہوتا ہے۔ اسی مقام کی نسبت سے ہے جو حضرت مولوی رومی علیہ الرحمۃ نے حال کی تعبیر مین فرمایا۔

بیت گم شدن در گم شدن کار من است + نیستی از ہستی اسرار من است
باین گم شدن وہستی از ہستی بی تعلم از معلم بحق رسیدہ نرسد چون عنایت حق تعالےٰ
بہ بندہ شامل شود ملازمت صحبتہ مرد بحق رسیدہ تاثیر و تاثر حاصل شود
بیت بی عنایات حق و خاصان حق + گر ملک باشد سیہ ہستش ورق
نارسیدہ بحق نرساند و خود و بضلالت رود لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم
تنبیہ ۳۸ - طریق تعلیم چنان مناسب می نماید کہ بواسطہ بروز و القار دفع غفلت
از تصدیق مرتبہ اجمالیہ الوہیتہ اللہ واجب الوجود بدلالۃ حادث کنانیدہ
شود چنانکہ مفہوم ہست بہ تحقیق ایمان بالغیب سرمایہ سعادت باشد **شعر**
دور بینان بارگاہ الست — پیش ازین پی نبردہ اندکہ ہست
پس در تفصیل ہم بواسطہ بروز و القار کار کردہ شود تا سالک را حفظ وسلوک
میسر گردد و اتباع متبوع صلعم

ترجمہ بیت گم شدن در گم شدن کار من است + نیستی از ہستی اسرار من است +
ترجمہ گم ہونے مین گم ہونا ہے کار یہی میرا + ہستی سے نیست ہونا - اسرار یہی میرا -
اس گم ہونے اور ہستی سے نیستی کو حق کو پہونچے ہوئے معلم سے بغیر سیکھے نہین پہونچتا ہے -
جب پر خدائے تعالی کی عنایت بندہ کے شامل حال ہوتی ہے تو مرد بحق رسیدہ کی ملازمت صحبت اور تاثیر
اور تاثر حاصل ہوتا ہے **بیت** بی عنایات حق و خاصان حق + گر ملک باشد سیہ ہستش ورق **ترجمہ**
عنایت خدا ہو نہ خاصان حق + فرشتہ ہی ہو تو سیہ ہے ورق + یے پہونچا حق کو کیا پہونچاے گا -
بلکہ خود رو گمراہی کی طرف جائیگا - لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلیّ العظیم یعنی نہین ہے قدرت وطاقت
مگر خدائے بلند و بزرگ کی مدد سے **تنبیہ ۳۸** - تعلیم کا طریقہ اسطرح مناسب معلوم ہوتاہے کہ بروز
یعنی ظاہر اور القا یعنی دل مین ڈالنے کے وسیلہ سے خدائے واجب الوجود کی الوہیت کے اجمالی
مرتبہ کی تصدیق سے حادث کے دلالت کے ساتھ دفع غفلت کرایا جاوے جیسا کہ مفہوم ہست کا
کہ وہ ہے - بہ تحقیق ایمان بالغیب سعادت کا سرمایہ ہے **شعر** دور بینان بارگاہ الست +
پیش ازین پے نہ بردہ اند کہ ہست + **ترجمہ** جو دوربین الست کے دربار کے ہین + اس سے
پرے کہتے ہے نہ لگا کھوج کچھہ او نہین - پھر تفصیل مین ہی بروز اور القا کے واسطہ سے کا کیا جاوے تا کہ
سالک کو حفظ اور سلوک میسر ہووے - اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسے متبوع کا اتباع یعنی پیروی موافق حکم اس آیت

بہ یتلو علیھم آیاتہ و یزکیھم و یعلمھم الکتاب و الحکمۃ الایۃ سبب سعادت
معلّم ومتعلم شود و التوفیق من اللہ تعالی ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا
ربنا ولا تحمل علینا اصرا کما حملتہ علی الذین من قبلنا ربنا ولا تحملنا ما لا
طاقۃ لنا بہ واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت مولنا فانصرنا علی
القوم الکافرین وصلّ وسلّم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی
جمالہ کما تحبہ و ترضاہ وشفعہ فینا و ترحمنا بہ -

ترجمہ یتلو علیھم آیاتہ و یزکیھم و یعلمھم الکتاب والحکمۃ الایۃ میسر آوے -
یعنی پڑہتا ہے اونپر آیات اوسکی اور اونکو پاک کرتا ہے اور کتاب وحکمت سکہلاتا ہے آخر آیت
جو معلم اور متعلم دونون کی سعادت کا سبب ہوتا ہے - والتوفیق من اللہ تعالےٰ اور توفیق
خدائے تعالی کی طرف سے ہے ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا ربنا ولا
تحمل علینا اصرا کما حملتہ علی الذین من قبلنا ربنا ولا تحملنا ما لا طاقۃ
لنا بہ واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت مولنا فانصرنا علی
القوم الکافرین یعنی اے رب ہمارے ہمسے مواخذہ نکیجیو اگر ہمسے بھول ہوجاوے
یا ہم خطا کرین - اے رب ہمارے ہمپر بوجھہ نڈالیو جیسے تونے اونپر جو ہمسے پہلے تھے بوجھہ ڈالا
اے رب ہمارے اور نہ بوجھہ ڈال ہمپر اوس چیز کا جسکی ہمین طاقت نہین - اور ہمسے عفو فرما -
اور ہم کو بخشدے اور ہمپر رحم کر تو ہی ہمارا مالک ہے پس ہماری مدد کر کافرون کے گروہ پر -
وصلّ وسلّم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما تحبہ و ترضاہ وشفعہ فینا و ترحمنا بہ اور درود وسلام محمد
صلعم پر بہیج کہ نبی رحمت ہین اور اون کے جمال پر جیسا کہ تجھکو اونسے محبت ہے اور
تو اونسے راضی ہے اور اون کو ہم مین شفیع کر اور اوسکے طفیل
ہمپر رحمت کر -

ذکر کیفیۃ اخلاق کہ برائی تصفیہ وتزکیہ باطن لابد منہا است با مطالب دیگر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین

سخن در اخلاق است کہ برائے تصفیہ وتزکیہ باطن لابد منہا است فرمود سبحانہ انک لعلی خلق عظیم بدانکہ خُلق بمعنی خوئے شایستہ وبایستہ است وانّ دلالۃ میکند بر تحقیق ولام بر تاکیدش وخلق عظیم بر استجماع اخلاق باللہ تعالے وبالخلق بلزوم عظمت در تقابل انچہ دانستہ شود پس محصور نباشد در جہتی در نظر ظاہر بینت مثلی آرم کہ قصر وطول وجود متخالف منتزع من جہتین است نہ متضاد پس اجتماع اینچنین متخالفین در ذات واحد صلعم با امتناع حصر وتحدد اعجاز است وعلی ہذا القیاس ✦ شعر

ذکر بیان اخلاق کا کہ باطن کے تصفیہ اور تزکیہ کیلئے ضروری ہین مع اوسکے مطالب کے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین

یہ کلام اخلاق مین ہے جو باطن کے صاف اور پاک کرنیکے لئے ضروری ہین - فرمایا حق سبحانہ نے انک لعلی خلق عظیم سورۂ نون پہلے رکوع مین - یعنی بیشک آپ البتہ خُلق عظیم پر ہین - معلوم ہو کہ خُلق کے معنی شایستہ اور بایستہ خو کے ہین یعنی وہ عادت کہ ہونی چاہیے اور جسکا ہونا زیبا اور لائق ہے - اور انّ تحقیق پر اور لام اوس تحقیق کی تاکید پر دلالت کرتا ہے - اور خلق عظیم سے دلالت ہوتی ہے اخلاق خدائے تعالی اور اوسکی خلق دونون کے استجماع پر کیونکہ عظمت کا لازم ہونا مقابلہ مین ہوا کرتا ہے جسقدر مفہوم ہو یعنی خلق کے ساتھہ عظمت کے لازم ہونیسے کہ عظمت کا تمایز بالمقابل ہے یہ اخلاق عظیمہ خدائے تعالی اور اُسکی مخلوق دونون کے اخلاق کے اپنے مین جامع ہین خواہ جسقدر اس تقابل مین جانے جاوین - لہذا ایک جہت مین محصور نہونگے چنانچہ تیری ظاہر بین نظر کیلئے ایک مثال بیان کیجاتی ہے کہ قصر اور طول جو دو جہتون سے منتزع ہین - وجود متخالف ہین نہ متضاد یعنی باہم مخالف ہین ضد نہین ہین - پس ایسے دو وجود متخالف کا کہ باہم خلاف ہون ایک ذات جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم مین جمع ہونا باوصف اسکے کہ حصر وتحدد انکا ذات واحد مین منع ہے آپکی نسبت کرامت اعجاز ہے - اور اسی قیاس پر یہ شعر ہے

بیان تحقیق معنی خلق در عظیم اور انّ اور لام -

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم ✦ کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجا است ✦

دعا بر آنکہ گفت شعر ندانم کدامی سخن گو بیت ✦ کہ والاتری زانچہ من گو بیت

وزین پیش نتوان گفت پس بمقتضائے انکنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ الآیۃ احب الخیر محبوبیتہ در اتباع اوست صلعم المقصود انچہ باللہ تعالی است معنے ایمان باللہ سبحانہ کما ہو باسمائہ وصفاتہ بقبول اوامر ونواہی است کہ علۃ وصول بجملہ حسنات وخیرات است وہمین ہمہ نتش ای ہمہ حسنات وخیرات تشریف برویۃ ذو الجلال والاکرام است ومحبۃ خدائے عز وجل ومحبۃ لازم خشوع وخضوع وشکر وصبر وتوکل وزہد ورضا بصفات وذات محبوب است تا ملاحظہ عوارض خود وصفتش آنست کہ نخواہد غیر محبوب را وغایتش تا حب ذاتی مستلزم فراغت از نسب است فلا یبقی الا المحبوب باید دانست ابتدائی محبت از میلان است چون ازین برگزرد عشق است چون ازین برگزرد محبت است چون ازین برگزرد حب است

ترجمہ سر سے لیکر تا قدم جس جا نظر پڑجاتی ہے ✦ دل اولجھہ جاتا وہین ہے کہ یہی جا ہے یہی - دعا اوسپر کہ اوسنے یہ کہا - شعر کچھ نہین معلوم مجھکو کیا کہون مین آپ کو ✦ اوس سے ہی بڑہکر ہو تم جو کچھ کہون مین آپکو ✦ اور اس سے آگے نہین کہہ سکتے - پس موافق مضمون اس آیت شریف ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ الآیۃ تا آخر کہ سورۂ آل عمران کے رکوع چہارم مین ہے - یعنی اگر تمکو خدا سے محبت ہے تو میری پیروی کرو خدا تمکو محبوب کرلیگا - محبوب تر بہلائی محبوبیت خدا ہے جو آپکی پیروی مین حاصل ہے صلی اللہ علیہ وسلم الحاصل وہ چیزین اخلاق مین جو خدائے تعالی کے ساتھہ مراد ہین - اونمین ایک ایمان لانا ہے حق سبحانہ پر جیسا کہ وہ اپنے نامون اور صفتون کیساتھہ ہے اوسکے حکمون اور ممانعتون کے قبول کرنیمین کہ یہ بجاآوری احکام ونواہی علت وصول ہے تمام حسنات وخیرات کی - اور انہین سب حسنات وخیرات کے سبب دیدار خدائے ذو الجلال والاکرام سے شرف حاصل کرنا ہے اور دوسرے محبت خدائے عز وجل - اور محبت لازم ہے خشوع اور خضوع اور شکر اور صبر اور توکل اور زہد اور رضا کو محبوب کے ذات اور صفات کے ساتھہ اپنے آخر ملاحظہ عوارض تک - اور صفت محبت یہ ہے کہ غیر محبوب کو نچاہے - اور اسکی انتہا حب ذاتی تک ہے کہ وہ مستلزم ہے نسبتون سے فارغ ہونیکو پس نہ باقی رہیگا مگر محبوب سمجھنا چاہیے کہ محبت کی ابتدا میلان سے ہے یعنی جدہر طبیعت میل کر جائے - جب اس سے گذر جائے مرتبۂ عشق ہے - اور جو اس سے آگے بڑہے تو مرتبہ محبت ہے - اس سے گذرنیکے بعد مرتبۂ حب ہے -

میلان وعشق در وصف قدیم مذکور نشد مگر محبت وحُب وحادث بظلالش متصف الی ماشاء اللہ تعالیٰ قال سبحانہ قُل اِنکنتم تحبون اللہ فاتبعونی یُحببکُمُ اللہُ الآیہ ویحبھم ویحبونہ الآیہ محبت درمرتبۂ واحدیت است وحُب درمرتبۂ احدیت وبایں حقائق جز عارج معارج سلوکِ معنوی معرفتے ندارد۔

ششم رضا باو سبحانہ از روئی صفات چہ فعلی وچہ حقیقی وغیرہما کہ صحتش در تقابل سلب خواست خود است پس بفضلہ تعالیٰ نتیج اتصاف بصفات اللہ تعالیٰ تواند شد وغایتش فنائے خود بشہود افعال وصفات وذات است تا ولایۃ پنجم ہفتم شکر بمعنی قدردانی کما قال سبحانہ واشکروا اللہ اِنکنتم ایاہ تعبدون درین آیۂ کریمہ بنا بر تخصیص در شرط ورابط در جزا حظ دل دردمندان است فافہم حاذ اتفھمو بہترین نعما ایمان است پس توفیق بجا آوردن مرضیات کہ نتیجۂ این **شش** ای ایمان وتوفیق **ہے** تشریف بشر الیف قربت ورویت است لقولہ تعالیٰ للذین احسنوا الحسنیٰ وزیادۃ الآیۃ

ترجمہ ان مراتب مین میلان وعشق کا وصف قدیم مین ذکر نہین مگر محبت اور حُب کا۔ اور حادث اوسکے ظلال کی سبب متصف ہی جہانتک مشیت خدائی تعالیٰ ہو۔ فرمایا حق سبحانہ نے اِنکنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ سورۂ آل عمران کے رکوع چار مین۔ یعنی کہدے تو اے حبیب اگر تمکو خدا سے محبت ہی تو میری پیروی کرو خدا تمکو محبوب کرلیگا آخر تک ویحبھم ویحبونہ سورۂ مائدہ کے رکوع آٹھ مین یعنی اور وہ اونسے محبت کرتا ہی اور وے اوس سے محبت رکھتے ہین۔ محبت مرتبۂ واحدیت مین ہی اور حُب مرتبۂ احدیت مین اور ان حقائق سے بجز سلوک معنوی کی معراجون کے چڑھنے والے کے کوئی دوسرا معرفت نہین رکھتا ہے اور چھٹے رضا رحق سبحانہ کے ساتھ از روئے صفات کی خواہ وہ صفات فعلی ہون اور خواہ حقیقی اور سوائے ان دونون کے کیونکہ رضا کی صحت اپنی سلب خواہش کی تقابل مین ہے پس خدائی برتر کے فضل سے صفات خدائی برتر کے ساتھ متصف ہونہین یہہ تقابل مفید ہوسکتا ہے اور اس سے نتیجہ حاصل ہوسکتا ہی۔ اور اسکی انتہا شہود افعال وصفات وذات کی ساتھ اپنا فنا ہونا ہی ولایت پنجم تک۔ اور ساتویں شکر بمعنی قدردانی جیسا فرمایا حق سبحانہ نے سورۂ بقر رکوع اکیس مین واشکروا اللہ اِنکنتم ایاہ تعبدون یعنی اور تم خالص خدا کا شکر کرو اگر خاص اوسکی تم بندگی کرتے ہو۔ اس آیت کریمہ مین بسبب تخصیص کے شرط مین کہ لفظ ایاہ سے دلالت ہورہی ہی اور بسبب رابط کے جزا مین کہ خطاب سی ہر دو شرط وجزا مین ربط ظاہر ہے اور ضمیر ایاہ کی دونون مین رابط ہی۔ دردمندون کی دل کا حظ ہی۔ تو اب سمجھ تو کہ کیا تو سمجھتا ہی۔ کیونکہ یہ تخصیص عبودیت کے وجہ مخصوص مین ہی خاص خدا کیلیئے ورنہ تعارض آیات عبودیت وتحیۃ مین ایسی دشواری ہوگی جو حل نہوسکے گی چنانچہ ذکر کیفیت صحت اشتراک وصفی یا اسمی باللہ سبحانہ الخ مین ملاحظہ ہو۔ اور نعمتون مین سب سے اچھی نعمت ایمان ہی۔ پھر مرضیات خدائی بجا آوری کی توفیق

وتکفیر سیات غیر کبیرہ لقولہ تعالیٰ ان تجتنبوا کبائر ما تنھون عنہ نکفر عنکم سیاتکم ولقولہ تعالیٰ اِنَّ الحسنات یذھبن السیات الآیہ۔ پس شکری بر شکری بتسلسل نامتناہی است ونتیجۂ آن زیادتِ نعمت است بقولہ تعالیٰ لئن شکرتم لازیدنکم واگر نیکو دریابی زیادت دریابی ومآل شکر بر فعل او سبحانہ بوجہہ تعالیٰ است علیٰ کیف السرور مع الرضا وغایتش درگزشتن اتمایز کیف طرفین **ہشتم** ای انچہ ازو است تعالیٰ وانچہ از خود است **ہے** ووصول بمنعم ہمین واسطہ فعلی است واین عروج تا ولایۃ اول لاکن بر کیفیۃ معرفت حقائق نعماء سیر نظری تا ولایت پنجم میتوان کرد **نہم** توکل در جملہ احوال نفسی وآفاقی بقولہ تعالیٰ فتوکل علے اللہ ونتیجۂ آن عافیت وکفایت کردن او سبحانہ است بقولہ تعالیٰ ومن یتوکل علے اللہ فھو حسبہ الآیہ واثرش قطع از غیر او است تعالیٰ وغایتش فناء نفسی وآفاقی است تا ولایت اول ورہد یعنی قصر الامل والآمل یلہی الآمل کما قال سبحانہ یلھیھم الامل الآیۃ ونتیجۂ آن عافیت است واثرش بریدن طمع است کہ اصل امل است

ترجمہ یعنی جن لوگون نے بھلائی کی اون کیلیئے بھلائی یعنی جنت ہی اور اوسپر زیادت دیگر۔ اور دوسرا نتیجہ سوائی کبیرہ کے اور برائیون کا مٹانا ہی۔ کیونکہ خدائی برتر کے فرمان کی موافق کہ سورۂ نساء کے رکوع پنجم مین ہے ان تجتنبوا کبائر ما تنھون عنہ نکفر عنکم سیاتکم یعنی اگر تم اون کبائر سے جس سے تم منع کیئے گئے ہو بچوگے ہم تمسے تمہاری گناہ صغیرہ مٹاوینگے اور کیونکہ فرمایا خدائی برتر نے سورۂ ہود کے رکوع دہم مین اِنَّ الحسنات یذھبن السیات الآیہ یعنی بیشک نیکیان بدیونکو لیجاتی ہین پس ایک شکر پر دوسرا شکر نامتناہی سلسلہ ہی اور اوسکا نتیجہ نعمت کی زیادتی ہی بسبب فرمانے خدائی برتر کے کہ سورۂ ابراہیم رکوع دو مین ہی۔ لئن شکرتم لازیدنکم یعنی البتہ اگر تم شکر کروگے تو مین تمہارے لیئے زیادتی کرونگا۔ اور اگر تو خوب غور کریگا تو اور زیادہ پاویگا۔ اور انجام وآل شکر حق سبحانہ کی فعل پر یہہ ہی کہ وہ شکر خدائی برتر ہی کیو جہ مین ہو اوس سرور کیف کی بناپر جو رضا وخوشنودی کے ساتھ ہی۔ اور اسکی انتہا کیف طرفین کے تمایز کا جاتا رہنا ہی یعنی جو کچھ خدائے برتر کیطرف سی ہی اور جو کیف اپنے سے ہی۔ اور وصول منعم کیطرف اسی فعلی واسطہ سی ہے۔ اور یہ عروج ولایت اول تک ہی۔ لیکن نعمتون کے حقائق کی معرفت کی کیفیت پر سیر نظری ولایت پنجم تک کرسکتے ہین۔ اور پانچوین تمام احوال نفسی اور آفاقی مین توکل کرنا کیونکہ فرمایا خدائی برتر نے سورۂ آل عمران رکوع سترہ مین فتوکل علی اللہ یعنی پس خدا پر بھروسہ کر۔ اور نتیجہ اسکا عافیت ہی اور کفایت کرنا ہی حق سبحانہ کا کیونکہ فرمایا خدائی برتر نے سورۂ طلاق کے اول رکوع مین ومن یتوکل علے اللہ فھو حسبہ الآیہ یعنی اور جو کوئی خدا پر بھروسہ کرتا ہی پس خدا اوسکو کافی ہی تا آخر۔ اور اسکا اثر غیر خدائی تعالیٰ سے قطع ہی یعنی خدا کے سوا غیر سے

وغایتش آنکه نماند مگر ماْمول موجود فکیف الامل باید دانست چون نظر بمقدر دارد از طمع و امل فارغ شده قانع شود و چون دل را از مشوشات ماسوائہ سبحانہ فارغ دارد ہمہ اصول را از مراتب متضمنہ موجودات دران یافتہ فارغ از مراتب متضمنہ مسلوبات باشد وصبر بر شدائد محبۃ **ش** ای بر مومن ہرچہ ہست از محبۃ است وشدت محبۃ اشد الشدائد وقال صلعم ما اُوذِیَ نَبِیٌّ مِثْلَ مَا اُوْذِیْتُ **م** وصبر بر تکلیف بجا آوردن اوامر لقولہ تعالیٰ وما اٰتٰکم الرسول فخذوہ الآ و نواہی لقولہ تعالیٰ لا تقربوا الفواحش ماظہر منہا وما بطن الآیہ وصبر بر مخالفت مراد لقولہ تعالیٰ فاصبر صبراً جمیلاً ط واصبر لحکم ربك الآیہ ونتیجہ آن یکی از دو نیکی است لقولہ تعالیٰ قل ہل تربصون بنا الا احدی الحسنیین الایہ وماْل صبر بر فعل او سبحانہ بوجہ تعالیٰ است علی کیف الحزن مع الرضا لقولہ تعالیٰ والذین صبروا ابتغاء وجہ ربہم ط ولربك فاصبر ط

ترجمہ اور اسکی انتہا یہ ہے کہ ماْمول موجود کے سوا نرہے پس کہان رہا امل - سمجھنا چاہیئے کہ جب نظر مقدر پہ رکھیگا تو طمع اور امل دونون سے فارغ ہوکر قانع ہوجاوے گا - اور جب دلکو مشوشات ماسوائے حق سبحانہ سے فارغ رکھیگا تو مراتب متضمنہ موجودات کی تمام اصول کو اوسمین پاکر مراتب متضمنہ مسلوبات سی فارغ ہوجائیگا اور ساتویں صبر اول محبت کی سختیون پر کہ مومن پر جو کچھ ہے محبت کے سبب سے ہے اور محبت کی سختی تمام سختیون سے شدید تر ہے کہ فرمایا صلعم نے کوئی نبی اوسقدر نہین ایذا دیا گیا جتنا مین ایذا دیا گیا - پھر صبر ہے احکام کی تعمیل کی تکلیف پر کیونکہ فرمایا خدائے برتر نے سورہ حشر کے اول رکوع مین وما اٰتٰکم الرسول فخذوہ الآیہ الآیہ یعنی اور جو اس رسول نے تمہین دیا پس اوسے لیلو یعنی اختیار کرو - اور صبر نواہی کی بجا آوری کی تکلیف پر بسبب فرمانے خدائے برتر کے سورہ انعام رکوع انیس مین لا تقربوا الفواحش ما ظہر منہا وما بطن الآیہ الآیہ یعنی فاحشہ امور جو بیحیائی کے کام ہون ایسے کہ دے ظاہر مین ہون اور جو چھپے ہون اون کے قریب مت جاؤ - پھر صبر مخالفت مراد پر بسبب فرمانے خدائے برتر کے کہ سورہ معارج کے اول رکوع مین ہے - فاصبر صبراً جمیلاً ٥ یعنی پس صبر کر صبر جمیل یعنی اچھا - اور اصبر لحکم ربک الایۃ سورہ دہر کے آخر رکوع مین - یعنی صبر کر اپنے پروردگار کے حکم کیلئے وہ یہ کہ اوسکے حکم کی راہ دیکھ - اور اسکا نتیجہ دو نیکیون مین سے ایک نیکی ہے کیونکہ فرمایا خدائے تعالیٰ نے سورہ توبہ رکوع ششم مین قل ہل تربصون بنا الا احدی الحسنیین یعنی کہدیجئے آپ کیا تم امید رکھو گے ہماری حق مین مگر ایکی دو نیکیون سے الخ - اور صبر کا ماْل حق سبحانہ کے فعل پر یہ ہے کہ وہ صبر خدائے برتر ہی کیوجہ مین ہو اوس حزن وغم کے کیف کی بنا پر جو رضا کے ساتھ ہو بسبب فرمانے خدائے برتر کے کہ سورہ رعد رکوع سوم مین والذین صبروا ابتغاء وجہ ربہم یعنی جنہون نے صبر کیا اپنے پروردگار کے روئے

وغایتش در گزشتن (عطف در گزشتن بر) از تمایز کیف طرفین **ش** ای انچہ از واست تعالیٰ وانچہ از خود است **م** ومعیتہ ذاتی بہمین واسطۂ فعلی است لقولہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ - وپیش ازین ترقی نتوان کرد بخلاف شکر پس بی ابتغار وجہ الرب وتحقق معیت صبر تو صفہ نتواند شد واستغفار بمعنی پوشش (عطف بر صبر) وجود مسلوبی خواستن لقولہ تعالیٰ واستغفرہ ط کہ لازم استغذار و عجز است وغایتش وصول بعجز حقیقی است کہ ببیر دسوئے توبہ بمعنی رجوع از بند بخدای عزوجل واز خدای عزوجل بر بندہ کہ غایتش

فنائے خود بشہود افعال وذات است فذکر الجفا بعد الوفا رجفا

وزین بعد کار توبہ بیشتر است وباستغفار کمتر وحفظ اعمال

لقولہ تعالیٰ لَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَکُمْ الآیہ از مفسدات ظاہری

وترک بعد اختیار کہ از فقہ توان دریافت

ومبطلات باطنی ہمچو ریا لقولہ علیہ السلام -

ترجمہ اور صبر کی انتہا دونون طرف کی کیفیت کے تمایز سے یعنی جو کچھ خدائے برتر کی طرف سی ہے اور جو کچھ اپنے سی ہی گذر جانا ہے اور معیت ذاتی اسی واسطۂ فعلی سے ہے بسبب فرمانے خدائے تعالیٰ کے اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ کہ سورہ بقر رکوع انیس مین ہے - یعنی بیشک اللہ صبر والون کی ہمراہ ہی - اور اس سے آگے ترقی نہین کرسکتا بخلاف شکر کے - پس بغیر مرضی وجہ رب کے اور بغیر معیت متحقق ہونیکے صبر جیسا کہ اوسکا وصف ہی نہین ہوسکتا - اور آٹھوین استغفار بمعنی پوشش وجود مسلوبی مانگنا یعنی وجود مسلوبی کے پوشیدہ ہونیکی خواہش کرنا الباس آمرزش مین بسبب فرمانے خدائے برتر کے کہ سورہ نصر آخر قرآن مین ہی واستغفرہ ط یعنی اور اپنے رب سے مغفرت مانگ کے وجود مسلوبات کو وہ ڈھانپلے اور چھپادے اور یہ عذر خواہی اور عجز کو لازم ہی - اور اسکی انتہا عجز حقیقی کو پالینا ہی جو توبہ کی طرف لیجاتا ہی یعنی بندہ کا خدائے عزوجل کی طرف رجوع اور خدائے عزوجل کا بندہ پر کہ اسکی غایت اپنا فنا ہونا ہی افعال وذات کے شہود مین یعنی مشاہدہ مین - پس وفا کے بعد جفا کا یاد کرنا خود جفا ہے اور اسی کے بعد کام توبہ سے بہت زیادہ ہی اور استغفار سے بہت کم - اور نوین اعمال کی حفاظت یعنی عملونکو ظاہری اور باطنی مفسدات اور مبطلات وغیرہ سے بچانا خدائے برتر سے حیا کرکے بسبب فرمانے خدائے برتر کے کہ سورہ محمد کے آخر رکوع مین ہے لا تبطلوا اعمالکم ط یعنی اپنے عملونکو برباد نکرو - اور یہ حفظ اعمال یا ظاہری مفسدات سے ہی یعنی جو افعال ظاہر مین عمل کو فاسد کرنیوالے اور بگاڑنیوالے ہین اور ترک بعد اختیار سی عمل کو اختیار کرکے چھوڑ دینا اندونوں کا حال علم فقہ سے معلوم ہوسکتا ہی - اور باطنی مبطلات سے یعنی اعمال کو افعال باطنی سے ایسے کہ جنسے وہ عمل باطل ہوجاوے بچانا جیسے ریا یعنی نمود کہ دکھلاوے کیلئے ہو -

قال اللہ تعالیٰ انا اغنی الشرکاء عن الشرک من عمل عملاً اشرک فیہ غیری فانا
منہ بری ھو للذی عملہ فی المشکوٰۃ و سُمعۃ لقولہ علیہ السلام من سمع سمع اللہ بہ ومن
یرائی یرائی اللہ بہ حصن حصین وغفلت لقولہ علیہ السلام لا تجوز الصلوٰۃ الا بحضور
القلب فقس علی الصلوٰۃ العبادات کلہا لانہا مستجمعتہا واز محبطات ہمچو کفر
لقولہ تعالیٰ اولئک الذین کفروا بآیات ربہم ولقائہ فحبطت اعمالہم الایہ وشرک
لقولہ تعالیٰ لئن اشرکت لیحبطن عملک وایذا ومنت لقولہ تعالیٰ ولا تبطلوا
صدقاتکم بالمن والاذیٰ الایہ کہ اینہمہ موجب اضاعۃ اسباب تقرب است
حیاءٌ من اللہ تعالیٰ اصلے اصح در صحت اعمال این است کہ با فعال جوارح وقلب
متفکر باشد و در کردنی درنگ نکند واز کردنی باز ماند۔

ترجمہ بسبب فرمانے حضور علیہ السلام کے کہ فرمایا خدائی برتر نے مین غنی تر ہون شریکون کا شرک سے جسنے عمل کیا
ایسا عمل جسمین میرے سوا شریک کیا گیا تو مین اوس سے بری ہون وہ اوسی کیواسطے ہے جس نے اوس عمل کو کیا۔
یہ حدیث مشکوٰۃ مین ہے۔ اور جیسے سُمعہ یعنی لوگون کی سنانیکو بسبب فرمانے حضور علیہ السلام کے جسنے اپنی فضائل اور احوال لوگومین
تشہیر کئے اور خود سُنئے اور سُنائی اللہ اوسکی فضیحت کریگا اور خلق کو اوسکے عیوب سنوائیگا آخرت مین۔ اور جسنے دکھانیکو عمل
کیا اللہ اوسکو مُرائی کی جزا دیگا یعنی ایسے شخص کی جو خود نمائی کرتا ہے۔ یہ حدیث حصن حصین مین ہے۔ اور منجملہ افعال
باطنی کے جیسے غفلت ہے غفلت بسبب فرمانے حضور علیہ السلام کے نہین جائز ہوتی ہے نماز مگر حضور دل سے۔
پس اسی نماز پر کل عبادتون کو قیاس کرے کیونکہ یہہ نماز سبکی مستجمع ہے یعنی ہر قسم کی عبادت کو یہ شامل ہے اور خود مین
موجود رکھتی ہے۔ اور اعمال کی حفاظت محبطات سے یعنی اون افعال سے بچانا جن سے عمل حبط و برباد ہوجاوے جیسے کفر یعنی انکار
بسبب فرمانے خدائے برتر کے اُولئک الذین کفروا بآیات ربہم ولقائہ فحبطت اعمالہم الایہ
کہ سورہ کہف کی آخر رکوع مین ہے یعنی وے وہی لوگ ہین جنہون نے اپنے رب کی آیتون اور اوسکے دیدار سے انکار کیا۔ پس اون کے
اعمال حبط و برباد ہوگئے۔ اور شرک یعنی شریک وساجھی بنانا بسبب فرمانے خدائے برتر کے کہ سورہ زمر کے ہفتم رکوع مین ہے
لئن اشرکت لیحبطن عملک یعنی البتہ اگر تونے شریک خدا ٹھیرایا تو ضرور اکارت ہوجائیگا تیرا کیا یہ خطاب تشریف
کیلئے ہے کیونکہ حضور صلعم معصوم ہین۔ اور جیسے ایذا ومنت بسبب فرمان خدائی برتر ولا تبطلوا صدقاتکم
بالمن والاذیٰ کہ سورہ بقر رکوع چھتیس مین ہے۔ یعنی اور منت رکھکر اور ایذا دیکر اپنے صدقونکو برباد نکرو۔ کہ یہ سب ہین
اسباب تقرب ضائع کرنیکے یہان فقرہ حیاءٌ من اللہ تعالیٰ تمیز واقع ہوا ہے حفظ اعمال سے لہذا اوسی جگہ ملا کر لکھدیا گیا۔
ایک قاعدہ بہت صحیح صحت اعمال کا یہ ہے کہ افعال جوارح اور قلب مین متفکر رہے اور جو کرنیکے لائق ہین اوسمین ڈھیل نکرے
اور جو نکرنیکے لائق ہین اوس سے باز رہے

و در کردنی انطباق ظاہر و باطن بحضرت ہادی طریقت خواہد واز ناکردنی در سایۂ رحمتش پناہ
آرد و سخن نا اختیار است وخوردن و پوشیدن بکسب حلال کہ از اعظم امور دین است
بتوقف جملہ برکات وخیرات علم وعمل بران فرمود صلعم طلب کسب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ
فی المشکوٰۃ بربنائے الف ولام استغراق بعد فرضیۃ ہمہ فرائض فرضیۃ طلب کسب حلال است
متعاقباً و بربنائی الف ولام جنس بعد ہر فرد فریضہ فرضیت طلب کسب حلال است
متعاقباً واز لفظ بعد واضح است کہ فرضیت طلب کسب حلال داخل ارکان خمسہ نیست
مگر زائد بران ومتوقف علیہ برکات ارکان خمسہ واین امر از اہل دل پوشیدہ نخواہد بود
فرمود صلعم ان اللہ طیب لا یقبل الا طیباً وان اللہ امر المؤمنین بما امر بہ المرسلین فقال
یا ایہا الرسل کلوا من الطیبات واعملوا صالحاً وقال یا ایہا الذین آمنوا
کلوا من طیبات ما رزقناکم فی المشکوٰۃ تقدیم کلوا من الطیبات بر اعملوا صالحاً مشیر توقف
مذکور است پس شناعۃ سلبش از فضل ثبوتش توان دریافت۔

ترجمہ اور کردنی مین ظاہر و باطن مطابق ہونا حضرت ہادی طریقت کیساتھ چاہیے۔ اور ناکردنی سے اوسکی رحمت کے سایہ مین پناہ لاوے
اور کلام اختیار تک ہے اختیار سے باہر مین گفتگو نہین۔ اور دسوین کسب حلال سے کہانا اور پہننا کہ یہ امر امور دین مین عظیم تر ہے
کیونکہ توقف علم وعمل کی تمام برکتون اور نیکیون کا اسی کسب حلال پر ہے۔ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسب حلال
کا ڈہونڈہنا بعد کل فرائض کے فرض ہونیکے یا بعد فرضیت فریضہ کے فرض ہے۔ یہ حدیث مشکوٰۃ مین ہے۔ کیونکہ الف
ولام استغراق کی بنا پر تمام فرائض کے فرض ہونیکے بعد طلب کسب حلال کے فرضیت ہے اون کے پیچھے ہی۔ اور الف لام
جنس کی بنا پر ہر فرد فریضہ کے بعد فرضیت تلاش کسب حلال کی ہے اوسکے پیچھے ہی۔ اور لفظ بعد سے ظاہر ہے
کہ فرضیت کسب حلال کی تلاش کی ارکان پنجگانہ اسلام مین داخل نہین ہے مگر یہہ اونپر زائد ہے اور اونکی برکات کا
متوقف علیہ ہے یعنی ارکان پنجگانہ اسلام کی برکتین اسی پر موقوف ہین۔ اور یہ امر اہل دل سے پوشیدہ نرہیگا
فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک اللہ طیب پاکیزہ ہے کہ بجز پاکیزہ کی نہین قبول فرماتا ہے۔ اور بیشک اللہ نے
مومنین کو اوسی چیز کا حکم فرمایا جسکا رسولونکو حکم دیا پس فرمایا سورہ مومنون کے چہارم رکوع مین یا ایہا الرسل کلوا
من الطیبات واعملوا صالحاً یعنی ای رسولو کہاؤ طیبات سے اور عمل کرو صالح۔ اور فرمایا سورہ بقر کی رکوع
اکیس مین یا ایہا الذین آمنوا کلوا من طیبات ما رزقناکم یعنی ای ایمان والو کہاؤ طیبات سے وہ کہ ہمنے
تمکو رزق دیا۔ کہ یہہ پوری حدیث مشکوٰۃ مین ہے۔ یہان کلوا من الطیبات کا اعملوا صالحاً پر مقدم کرنا توقف مذکور کے
اشارہ کر رہا ہے یعنی اعمال صالحہ کی برکات موقوف ہین حلال وطیب کہانے پر۔ پس اسکے سلب کی خرابی اسکے ثبوت کے
فضل سے معلوم کرنا چاہیے

واختیار قناعت کہ رضا وکفایت بحاصل است وترک طمع کہ امید زیادت برحاصل
است لقولہ تعالیٰ لا تمدن عینک الی ما متعنا بہ ازواجا منھم زھرة الحیوة
الدنیا لنفتنھم فیہ ط ورزق ربک خیر وابقیٰ ونتیجہ آن بقولِ علی مرتضیٰ است کرم اللہ تعالیٰ
وجہہ عز من قنع وذلّ من طمع ۔ واین عزت وذلت عام در دنیا وآخرت است باید دانست
باینہمہ کہ گفتہ شد فضل ظاہر وباطن درین کیفیت حالی است کما قال صلی اللہ علیہ وسلم
فی جواب سائل ما الایمان رضیت باللہ ربّا وبالاسلام دیناً وبالقرآن اِماماً وبالکعبة
قبلتاً وبمحمدٍ نبیّاً صلعم ترجمہ شاد شدم بخدائی پاک از روئی آنکہ پروردگار است
وباسلام از روئی آنکہ کیش است وبقرآن مجید از روئی آنکہ پیشوا است در مقاصد
معرفتِ خدائی پاک واوامر ونواہی وتنبیہات وبکعبہ معظمہ از روئی آنکہ قبلہ مسجود
الیہا است وبمحمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم از روئی آنکہ پیغمبر است ختم الانبیا مظہر کبریا

ترجمہ اور گیارہوین قناعت کا اختیار کرنا کہ وہ حاصل کیساتھ رضا وکفایت ہی یعنی جو حاصل ہوا اوسی پر راضی ہونا اور بس
کرنا ہی - اور بارہوین طمع کا چھوڑنا کہ یہ حاصل پر زیادہ ہونیکی امید ہی بسبب فرمانے خدائی برتر کی کہ سورہ طٰہ کے آخر رکوع مین ہے
لا تمدن عینک الی ما متعنا بہ ازواجا منھم زھرة الحیوة الدنیا لنفتنھم فیہ ط
ورزق ربک خیر وابقیٰ یعنی ہرگز نہ دراز کیجئے آپ اپنی دونون آنکھونکو اوس چیز کیطرف کہ بہرہ مند
کیا ہمنے اوس سے کئی ازواج کو اونمین سے یعنی مختلف قسم کے لوگونکو زندگی دنیا کی تازگی دیکر تاکہ ہم اونکو اوسی
دنیا مین فتنہ مین پھنساوین آزمانیکو اور آپکے پروردگار کی دی ہوئی روزی بہتر اور زیادہ پائدار ہے اور نتیجہ
اسکا حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے اس قول کے موافق ہی عزّ من قنع وذلّ من طمع
یعنی جسنے قناعت کی عزت حاصل کی اور جسنے طمع کی ذلت پائی اور یہ عزت و ذلت عام ہی دنیا مین ہو اور
آخرت مین - سمجھنا چاہیئے کہ باوجود ان سب کے جو کہا گیا فضل ظاہر و باطن کا اس کیفیت حالی مین ہی جیسا
فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سائل ما الایمان یعنی ایمان کیا ہے اسکی بابت پوچھنے والیکے جواب مین
رضیت باللہ ربّاً وبالاسلامِ دیناً وبالقرآنِ اماماً وبالکعبة قبلتاً وبمحمد نبیّاً صلعم
یعنی مین راضی ہوگیا خدائے پاک سے کہ وہ پروردگار ہے اور اسلام سے کہ وہ مذہب و دین ہی - اور
قرآن مجید سے کہ وہ پیشوا ہے مقاصد مین خدائے پاک کی معرفت کے اور اسکے احکام اور ممانعتون
اور تنبیہون کی مرادات کے سمجھنے مین - اور کعبہ معظمہ سے کہ وہ قبلہ ہے کہ اوسکی سمت سجدہ کیا جاتا ہی - اور
محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے کہ وہ پیغمبر ہین نبیون کے ختم کرنیوالے حضرت باری کبریا کی مظہر یعنی محل ظہور

وقال سبحانہ قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذلک فلیفرحوا ط ھُو خیر مما یجمعون
باید دانست کہ فضل زیادت است پس متقابل باشد بخلاف رحمة وتحقق رضا وفرحت
در سلب وثبوتِ مقابل است وما یجمعون غائب است کہ عام است در فاعل ومفعول
بخلاف ما تجمعون مخاطب در مقابلہ یا ایہا الذین آمنوا بآیہ سابقہ کہ خاص است
ابلغ بمقاصد است ومن مشیر انفصال واتصال من یعنی اشارت انفصال واتصال
مابعدش از ماقبلش میکند بخلاف عن کہ مشیر اتصال نیست چنانکہ سُبحان اللہ عمّا
یَصِفُون - حاصل آنکہ انچہ جمع میکنند بائن از خیر باشد یا شامل -

ترجمہ - اور فرمایا حق سبحانہ نے سورہ یونس رکوع ششم مین قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذلک
فلیفرحوا ھُو خیر مما یجمعون یعنی فرما دیجئے ای میرے حبیب کہ خدائے پاک کے فضل سے جو زیادت بغیر
کسی استحقاق کے دوسرون کے مقابلہ مین ہے آپسے نبی کے دین سے مشرف کرنا ہے - یہ محض فضل حق ہے
اور اوسکی رحمت سے کہ وہ خود ذات رحمة للعالمین ہے جو رحمت ہے خیریت امت کو بھی - پھر اس سے
کہ وہ قرآن مجید ہے - جب مومنین خاص کئے گئے اللہ کے فضل اور اوسکی رحمت و قرآن مجید سے
تو چاہیئے یعنی واجب ہے کہ وے خدا کی ان سب نوازشون پر جو اونپر پہونچائین خوش ہووین کہ یہ فرحت
و خوشی ان سب عطاؤن کے ساتھ بہتر ہے اوس چیز سے کہ وے جمع کر رہے ہین دنیا اور آخرت کے
آرام کے اسباب سے کیونکہ حقیقت ایمان ان سب کے ساتھ خوشی و فرحت کرنے مین ہے ورنہ حقیقت
کفر و نفاق متحقق - یہان سمجھنا چاہیئے کہ فضل زیادتی ہے پس متقابل ہوگا بخلاف رحمت کے کیونکہ
زیادت کے اظہار کے لئے تقابل ضروری ہے اوس چیز سے جس پر زیادتی ہے - بخلاف رحمت کہ وہان
زیادت و تقابل کی بحث نہین - اور رضا و فرحت کا تحقق سلب و ثبوت مین مقابل کے ہی یعنی سلب
و ثبوت مین رضا و فرحت ہر ایک کا تحقق اپنے مقابل کے سلب و ثبوت مین ہے اور ایک کا ثبوت
دوسرے کے ثبوت پر اور ایک کا سلب دوسرے کے سلب پر کیونکہ تحقق ثبوت رضا کا بغیر ثبوت
فرحت کے متحقق نہین اور بالعکس اسی طرح تحقق سلب فرحت کا بغیر سلب رضا متحقق نہین اور
اسکا بالعکس کیونکہ حقیقت ایمان فرحت و خوشی کرنا ہی نعمتہائے مذکورہ بالا انعام کیساتھ ورنہ حقیقت کفر و نفاق اور ما یجمعون
غائب کے فاعل و مفعول مین عام ہی مقاصد مین نہایت بلیغ ہی بخلاف ما تجمعون مخاطب کے کہ خاص ہے مقابلہ مین یا ایہا الذین امنوا
آیت سابقہ سے اور حرف من انفصال و اتصال کا اشارہ کر رہا ہی یعنی اوسکے مابعد کو اوسکے ماقبل سے قریب و بعید ہونیکی اشارہ
کرتا ہی بخلاف عن کے کہ وہ اتصال کا مشیر نہین ہی جیسا کہ سبحان اللہ عما یصفون یعنی اللہ پاک ہی اوس سے کہ وے
وصف کرتے ہین - اسمین عن انفصال کا اشارہ کر رہا ہی - حاصل معنی اس انفصال و اتصال کے مما یجمعون سے یہ ہوئے کہ جو کچھ وے جمع کرتے
ہین وہ خیر سے بائن یعنی جدا ہو یا خیر سے شامل ہو)

م پس معنی کریمہ در غایت البحث بدلالۃ لغت و تائیدات مدعا و ثبوت خیر در مقابلہ مشترک یا یجمعون و علۃ موجبہ اش ش ای ہوائی دنیا و ہوائی آخرت م بمقابلہ اختلاف معانی فضل و رحمۃ چنانکہ در تفاسیر مذکور است ای فضل قرآن مجید و رحمۃ اہلیت بآن یا حضرت صلعم یا فضل توفیق و رحمۃ عصمت یا فضل معرفت و رحمت توفیق دریافت آن یا فضل نعم ظاہرہ و رحمۃ نعم باطنہ یا فضل دخول جنان و رحمت نجات نیران یا فضل کشف غطاء و رحمۃ شہود لقاء این است قل بفضل اللہ بفرمای ای حبیب من بفضل خدائی پاک کہ مشرف کردنش در دین ہمچو تست صلعم کہ جای حصول جملہ حسنات و خیرات و برکات کاملہ مخصوصہ است در تقابل دیگران من دون الاستحقاق و برحمتہ و برحمۃ او تعالی یعنی حضرت رحمۃ للعالمین صلعم بدلالۃ اللفظ مؤید المعنی و تبیین تخصیص از مدعای سابق الثبوت قدرًا د توافق شفاء لما فی الصدور و ھدی و رحمۃ للمؤمنین کہ عبادت است از ذات بابرکات حضرت صلعم مغایر موعظۃ بدلالۃ عطف۔

ترجمہ پس معنی آیت کریمہ کے انجام بحث میں یہ ہین باعتبار دلالت لغت اور مدعا کی تائید دنیکے اور خیر کے ثابت ہونیکے مقابلہ مشترک یا یجمعون میں اور اوسکی علت موجبہ مین کہ ہوائی دنیا اور ہوائی آخرت ہی۔ اور صورت اتصال وانفصال کہ مذکور ہوا پہر یہ سب مقابلہ مین اوس اختلاف کے کہ معنون مین فضل و رحمت کے ہی جیساکہ تفسیرون مین مذکور ہی یعنی فضل بمعنی قرآن مجید اور رحمت اوسی قرآن مجید کے ساتھہ اہل ہونا۔ یا مراد رحمت سی حضرت صلعم ہین۔ یا فضل توفیق اور رحمت عصمت یا فضل معرفت اور رحمت اوسکی دریافت کی توفیق۔ یا فضل ظاہرہ نعمتین اور رحمت باطنہ نعمتین۔ یا فضل جنتومین داخل ہونا اور رحمت دوزخون سی نجات ہونا۔ یا فضل کشف غطا یعنی پوشیدہ امور کا ظاہر ہو جانا اور رحمت شہود لقا یعنی دیدار کا مشاہدہ ہونا۔ پس وہ معنی کریمہ غایت البحث حسب ذیل ہین۔ قل بفضل اللہ فرما دیجئے ای میرے حبیب خدائے پاک کے فضل کی نسبت کہ آپ جیسے کے دین مین اوسکا مشرف کرنا ہی جو تمام نیکیون اور بہترون اور پوری مخصوصہ برکتون کے حاصل ہونیکی جگہہ ہی دوسرون کے تقابل مین بغیر کسی استحقاق کے۔ اور اوس خدائے برتر کی رحمت کی بابت کہ مراد اوس سے حضرت رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وسلم ہین بسبب دلالت لفظ کے کہ معنی کی مؤید ہو رہی ہی۔ اور بسبب بیان کرنے تخصیص کے از راہ قدر کے مدعائے سابق الثبوت سے یعنی وہ مدعا جسکا ثبوت پہلے ہو چکا ہی اوسکو تخصیص کے ساتھہ از راہ قدر بیان کرنیسے۔ اور بسبب موافق ہونیکے معنی رحمت کو معنی شفاء لما فی الصدور اور ہدی و رحمۃ للمومنین سے کہ آن سے عبارت ہی ذات بابرکات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے نہ موعظت کیونکہ مغائر موعظت ہونے پر اسکے عطف سے دلالت ہو رہی ہے۔

ش چنانکہ فرمود یا ایہا الناس قد جاءتکم موعظۃ من ربکم و شفاء لما فی الصدور و ھدی و رحمۃ للمؤمنین م بآنکہ شفاء لما فی الصدور در معنی تعمیم رحمۃ للعالمین است و ھدی و رحمۃ للمؤمنین در معنی تخصیص شفاء و رحمۃ للمؤمنین۔ یا بعث حضرت صلعم و الا فکیف ما سلم فبذلک پس بآن ای قرآن مجید بفاء عاطفہ مفید تعقیبش بواسطۂ ضروری رسول اللہ تعالی صلعم بدلالت مناسبت ما سبق ای موعظۃ من ربکم۔ فلیفرحوا پس باید کہ شاد شوند باینہمہ نوازشہای حق تعالی کہ رسانید بر ایشان فا در صیغۂ امر غائب بخطاب عام مفید وجوب ابناء آفادت معنی جزاء بشرط متقدم ضروری ہمچو اذا خصص المؤمنون بفضل اللہ الخ میکنند والا ش ای اگر نباشد افادت معنی جزاء و شرط ہمچو مذکور م مانع تعلق مجرورات متقدم با اہمال است فکیف و اگر سخنی بہتر ازین باشد مقبول ھو خیر مما یجمعون ط آن فرح باینہمہ عطیات بہتر است از آنچہ اندوزند از اعراض عیش دنیا و آخرت بآنکہ حقیقۃ ایمان در رضاء و فرحت باینہمہ است والا حقیقۃ نفاق و کفر متحقق است۔ ۱۲

ترجمہ جیساکہ فرمایا سورۂ یونس کوع چہہ مین اس سے پہلے یا ایہا الناس قد جاءتکم موعظۃ من ربکم و شفاء لما فی الصدور و ھدی و رحمۃ للمؤمنین یعنی ای لوگو تحقیق تمہارے پروردگار سے تمہارے پاس موعظت یعنی نصیحت آچکی۔ اور شفا اوس چیز کیلئے جو دلون مین ہے۔ اور ہدایت اور رحمت مومنین کیلئے معلوم ہو کہ شفاء لما فی الصدور معنی تعمیم مین رحمۃ للعالمین ہے۔ اور ہدی و رحمۃ للمومنین معنی تخصیص مین شفاء و رحمۃ للمومنین پس رحمت عالمین اور شفاء و رحمت مومنین عام و خاص طور پر وہی ذات بابرکات حضرت رحمت عالم صلعم ہی۔ یا مراد رحمت سے بعث حضرت صلعم ہے یعنی آپکا زمان اظہار رسالت۔ ورنہ کیونکر ہے وہ جو تسلیم کر لیا گیا۔ فبذلک پہر اس سے یعنی قرآن مجید۔ بسبب فائے عاطفہ کے کہ اسکی تعقیب کو مفید ہی بذریعہ واسطہ ضروری رسول خدائے تعالی صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ ما سبق یعنی مضمون سابق کی مناسبت سے جو موعظۃ من ربکم ہے اسپر دلالت ہو رہی ہے فلیفرحوا پس چاہیے کہ حقتعالی کی ان تمام نوازشون اور مہربانیونپر کہ اوسنے اونپر پہونچائین شاد ہوویں۔ یہان حرف فا جو صیغہ امر غائب پر ہے جسمین خطاب عام ہے۔ اور یہ امر مفید وجوب ہی ہے۔ یہہ فا آگہی دیتا ہے افادت معنی جزا کی شرط متقدم ضروری کے ساتھہ یعنی یہ فا اس فائدہ کی اطلاع دی رہا ہے کہ ما بعد جملہ جزا ہے جسکیلئے شرط متقدم ضروری ہے مانند اذا خصص المؤمنون بفضل اللہ الخ۔ ... کے یعنی جب مومنین خاص کئے گئے اللہ کے فضل سے اور اوسکی رحمت سی پہر اس قرآن مجید سی پس چاہیے کہ ان تمام نوازشون خدا کی کہ اوس نے اونہیں پہونچائین خوش ہوویں۔ ورنہ اگر معنی جزا و شرط مانند مذکور کی افادت اس فا سے نہوگی تو یہ فا مجرورات

باید دانست کہ انسانرا از خوردن و پوشیدن و گفتن و شنیدن و خفتن و با خلق پیوستن
چارہ نباشد پس حفظ در اینہمہ بانچہ باید از روی اخلاص باللہ سبحانہ ای حلال خوردن
بقدر ضرورت و حلال پوشیدن بقدر ضرورت و حلال گفتن بقدر ضرورت و حلال شنیدن
بقدر ضرورت و در یاد خفتن بقدر ضرورت و با خلق پیوستن بقدر ضرورت موجب فلاح
است در انچہ باید **وانچہ با خلق است** - عفو و امر بالمعروف و اعراض از جاہلان
و استعاذہ وقت نزغ شیطان در اینہمہ از سنوح تکاہل و تساہل لقولہ تعالیٰ
وَاْمر بالعرف واعرض عن الجاھلین ۵ واما ینزغنك من الشیطان نزغ فاستعذ
باللہ انہ ھو السمیع العلیم و سخن پاک گفتن وقت مخاصمۃ و حفظ از نزغ شیطان لقولہ تعالیٰ
قل لعبادی یقول اللتی ھی احسن ان الشیطان ینزغ بینھم ان
الشیطان کان للانسان عدوا مبینا ۵

ترجمہ سمجھنا چاہیے کہ انسان کو کہانے اور پہننے اور کہنے اور سننے اور سونے اور مخلوق کے ملنے سے چارہ نہین ہے
پس ان سب مین جن چیزون سے کہ بچنا اور حفظ چاہیے خدائے پاک کے اخلاص کی رو سے چاہیے کہ یعنی
حلال کہانا ضرورت کے موافق اور حلال پہننا ضرورت کے موافق - اور حلال کہنا ضرورت کے موافق - اور حلال سننا
ضرورت کے موافق - اور یاد مین سونا ضرورت کے موافق - اور خلق سے ملنا ضرورت کے موافق جن چیزون مین کہ
چاہیے فلاح کا سبب ہے - (اب اون چیزونکا بیان ہے جو مخلوق کیساتھ اخلاق مین مقصود ہین) اونمین ایک عفو
ہے یعنی معاف کرنا - اور دوسرے امر بالمعروف یعنی نیک کام کا حکم کرنا - اور تیسرے جاہلون سے اعراض
یعنی علحدہ رہنا - اور چوتھے استعاذہ یعنی اعوذ باللہ آخر تک پڑھنا مطلب یہ کہ بمقابلہ شیطان خدا سے پناہ
مانگنا نزغ شیطان کیوقت یعنی شیطان کے وسوسہ ڈالنے کیوقت ان سب اسباب خیر مین سنوح تکاہل و تساہل
سے یعنی سستی اور ڈہیل ڈالنے کی غرض سے - کیونکہ فرمایا خدائے برتر نے سورۂ اعراف آخر رکوع مین
خذ العفو وامر بالعرف واعرض عن الجاھلین یعنی عادت کرو عفو کی اور حکم کرو
نیک کام کا اور کنارہ کرو جاہلون سے اور ایضاً سورۂ مذکور کے آخر رکوع مین - اما ینزغ فاستعذ باللہ
انہ ھو السمیع العلیم یعنی اور جو کبہی وسوسہ مین پہنساوے تجہکو شیطان کا وسوسہ
تو تو پناہ پکڑ اللہ سے تحقیق وہی ہے سننا جاننا - اور پانچوین باہم خصومت اور جہگڑے کیوقت پاک اچہی بات کہنا
اور نزغ یعنی وسوسۂ شیطان سے بچنا بسبب فرمانے خدائے برتر کے کہ سورۂ بنی اسرائیل رکوع چہ مین

و دور کردن بدی بہ نیکی لقولہ تعالیٰ یدرءون بالحسنۃ السیئۃ اولئک لھم عقبی الدار
ترجمہ آنانکہ دور میکنند بہ نیکی بدی را از نفس خود یا غیر چنانکہ نیکی میکنند بکسی کہ بدی کرد بایشان
یا آنکہ نیکی میکنند بکسی کہ بدی میکند بایشان تا آنکہ باز ماند ازان بدی کہ حقیقتاً برای او است
و ہمہ وجوہ رجوع میکند بوجہ اول ایشانند کہ برای ایشانست سرانجام خانۂ دنیا و آخرت
و پوشیدن عیب قال صلعم من رای عورۃ فسترھا کان کمن احیا موءدۃ فی المشکوۃ
بر حال خود بہ بینی تا قدر عیب پوشی بدانی و حسن ظن بمومنین بدلالۃ ایمان لقولہ صلعم ظنوا
بالمومنین خیرا و حذر از ظن سوء بمومنین لقولہ تعالیٰ ان بعض الظن اثم الآیہ خصوصاً
با انبیاء اللہ تعالیٰ و اولیاء اللہ تعالیٰ کہ بر بنای حقیقۃ خود تا کفر یا کبیرہ یا صغیرہ یا محرومی
از خیرات خواہد رسانید و ازینجا است کہ افعال و اقوال اولیاء اللہ تعالیٰ -

ترجمہ - یعنی کہدے تجہے میرے بندون سے کہ وہ وہی کہین جو بہت اچہی ہو کہ تحقیق شیطان اونمین وسوسہ ڈالتا ہے
کیونکہ شیطان انسانون کا ظاہر دشمن ہے - اور چہٹے دور کرنا بدی کا نیکی سے کیونکہ فرمایا خدائے برتر نے سورۂ
رعد کے تیسرے رکوع مین یدرءون بالحسنۃ السیئۃ اولئک لھم عقبی الدار
یعنی وے لوگ کہ دور کرتے ہین نیکی سے بدی کو اپنے نفس سے یا غیر کے نفس سے اسطرح کہ نیکی کرتے
ہین ایسے کے ساتھ جسنے اون کے ساتھ بدی کی یا یہ کہ نیکی کرتے ہین ایسے کے ساتھ کہ وہ اون کے
ساتھ بدی کرتا ہے یہانتک کہ وہ اوس بدی سے باز آجاتا ہے جو حقیقت مین اوسیکے واسطے ہے - اور سب
وجوہ سے رجوع کرتا ہے اول وجہ کی طرف یہی لوگ ہین کہ ان کیواسطے ہے سرانجام خانہ دنیا اور آخرت کا
اور ساتوین عیب کا چہپانا فرمایا حضور صلعم نے - جسنے کسی کا ستر دیکہا اور اوسکو چہپا دیا ایسا ہے کہ جیسے جلا دیا
زندہ در گور کو - حدیث مشکوۃ - اپنے حال پر غور کر تو عیب پوشی کی قدر معلوم ہو - اور آٹہوین مومنین کے حق
مین نیک گمان کرنا ایمان کا خیال کرکے کیونکہ ایمان نیکی پر دلالت کرتا ہے بسبب فرمانے حضور صلعم کے
گمان کرو ایمان والون کیساتھ نیک - اور نوین مومنین کیساتھ بدگمانی سے پرہیز کرنا بسبب فرمانے خدائے
برتر کے سورۂ حجرات کی رکوع دو مین ہے ان بعض الظن اثم یعنی بیشک بعض گمان گناہ ہے آخر
آیت تک خاصکر انبیائے خدائے تعالیٰ اور اولیائے خدا تعالیٰ کیساتھ کیونکہ اپنی حقیقت کی بنا پہ بدگمانی کفر تک یا کبیرہ یا صغیرہ
تک پہونچاویگی یا اچہے کامون سے محرومی کو - اور یہ باتہین ہے کہ اولیائے خدا تعالیٰ کے افعال اور اقوال -

اگر خلافی از محکمات داشته باشند بخوض نباید افتاد بلکه در جای متشابهات باید نهاد و اگر تواند تاویل موافق محکمات بالخیر نماید چه ایشان خیر المومنین هستند ورنه حواله بفاعل و قائل کند چه تخطیه و تشنیع بایشان تواند شد که بهتان و اثم مبین باشد والبتہ بعض حسن متشابه بقبیح است چنانکه بعض قبیح متشابه بحسن ونیز میتواند شد که معصیت بعض ایشان غیر ارادی باشد چنانکه نسبت حضرت آدم علی نبینا وعلیه الصلوة والسلام فرمود سبحانه وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا ۝

ونیز در حق بعض ایشان قوله تعالی فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ ط منطبق است **ترجمه** پس آنند که بدل میکند الله تعالی بدیهای شانرا به نیکیها + بفهم درد مند بدل چنان است که سیئات شان رنگ حسنات می یابد به صحة نیات چنانکه حضرت مولوی معنوی رومی قدس سره فرمود **شعر** هر چه گیرد علتی علت شود

هر چه گیرد کاملی ملت شود۔

ترجمہ اگر محکمات سے یعنی احکام حق سے کچھ خلاف رکھتے ہوں تو خوض میں نہ پڑنا چاہئے بلکہ بجائے متشابہات اونکو جگہہ دینا چاہیئے اور اگر ہو سکے محکمات کے موافق خیر کے ساتھہ تاویل کرے۔ کیونکہ وے خیر المومنین ایمانداروں میں بہتر ہیں ورنہ فاعل وقائل کے حوالہ کرے اسلئے کہ اونکو خطاوار ٹھہرانا اور اونکی برائے کرنا ممکن ہے کہ بہتان اور اثم مبین ہو۔ اور البتہ بعض حسن قبیح سے مشابہت رکھتا ہے جیسا کہ بعض برائی خوبی سے مشابہ ہو جاتی ہے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ گناہ اون کے بعض کا غیر ارادی ہوتا ہے جیسا کہ نسبت حضرت آدم علی نبینا وعلیه الصلوة والسلام حق سبحانہ نے فرمایا کہ سورہ طٰہٰ رکوع ششم میں ہے۔ وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا ۝ یعنی اور البتہ ہم آدم سے پہلے ہی عہد واقرار لیچکے تھے پھر وہ بھول گیا اور ہمنے اوسکو خاص عزم وارادہ کر نیوالا نہیں پایا۔ اور اون کے بعض کے حق میں یہ ہی فرمان خدائے برتر کا منطبق ہے جو سورۂ فرقان کے رکوع آخر میں ہے فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ یعنی پس وہی ہیں کہ خدائے برتر اونکی بدیوں کو نیکیوں سے بدل دیتا ہے یا بدل دیگا۔

درد مند کی فہم میں بدل یوں ہے کہ اونکی برائیاں نیتیں صحیح ہونیکے سبب نیکیوں کا رنگ پالیتی ہیں یعنی حاصل کر لیتی ہیں جیسا حضرت مولوی معنوی رومی قدس سرہ نے فرمایا

شعر

هر چه گیرد علتی علت شود + هر چه گیرد کاملی ملت شود ۔

در تفصیل این اجمال به بیم کجی فهم جهال تعذر است یا از سبب محبوبیة بالمحبیة سیئاتیکه مناسب حال **یش** ای مناسب معصومیة ومحفوظیة **ه** شان است در مرتبهٔ مقبولیت است چنانکه از حضرت ابراهیم علی نبینا وعلیه الصلوة والسلام يُجَادِلُنَا فِي قَوْمِ لُوطٍ الآیه واز حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیه الصلوة والسلام قَالَ رَبِّ إِنِّي لِمَا أَنزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ ۝ الآیه **ترجمه** گفت ای رب من تحقیق من بسبب چیزیکه فرو آوردی بطرف من از خیر نادارنده ام بانچه می باید دانست اگر لما سببیه بحذف مفعول فقیر نگرفته شود مفعول شود مر فقیر را پس معنی آنست که نادارنده آنم که فرو آوردی بسویم از خیر + درحالیکه الیّ مشیر اخبار خیر است کلام بی مراد شی باشد واگر الیٰ بمعنی علیٰ گرفته شود انکار حاصل است واز حضرت سرور انبیا صلی الله تعالی علیه وعلی اخوانه من الانبیاء وسلم إِذًا لَا أَرْضَىٰ قَطُّ وَوَاحِدٌ مِنْ أُمَّتِي فِي النَّارِ ۔ درین آیات کریمه وحدیث شریف نازش نیازمندان است

ترجمہ علتی جو کچھہ کرے علت ہو وے۔ جو کچھہ کرے کاملی ملت ہو وے۔ اس اجمال کی تفصیل میں فہم جہال کی کجی کی خوف سے تعذر ہے یا بسبب محبوبیت کے محبیت کیساتھ جو سیئات مناسب حال اون کے ہیں یعنی مناسب مرتبۂ معصومیت اور محفوظیت کے وے مرتبۂ مقبولیت میں ہیں جیسا کہ حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیه الصلوة والسلام کی نسبت ہے سورۂ ہود رکوع سات میں يُجَادِلُنَا فِي قَوْمِ لُوطٍ الآیہ یعنی ہم سے جھگڑنے لگا قوم لوط کیوجہ میں۔ اور حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیه الصلوة والسلام کی نسبت فرمایا سورۂ قصص رکوع تین میں قَالَ رَبِّ إِنِّي لِمَا أَنزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ ۝ یعنی اوسنے کہا اے میری رب تحقیق میں بسبب اوس چیز کے کہ اوتاری تو نے میری طرف خیر سے۔ میں نادار ہوں اوس مقدار چیز سے کہ مجھے چاہئے سمجھنا چاہیئے اگر لما جو سببیہ ہے مع حذف مفعول فقیر کے نہ اختیار کیا جاوے یعنی لفظ فقیر کا مفعول محذوف نہ مانا جاوے تو یہی لما خاص فقیر کا مفعول ہو جائیگا۔ پس معنی یہ ہونگے کہ میں اوسکا فقیر و نادار ہوں جو تونے میری طرف خیر سے اوتاری ہے۔ حالانکہ الیّ اخبار خیر کا جب مشیر ہے تو کلام بے مراد شے ہوگا۔ اور اگر الیٰ بمعنی علیٰ اختیار کیا جاوے تو انکار حاصل ہے یعنی حاصل کا نفی کرنا ہے۔ مطلب یہ کہ جب الیّ سے حصول خیر کی خبر مل رہی ہے کہ وہ مراد نہیں نزول خیر سے اپنی طرف تو کلام ایسی چیز کی نسبت ہے جو مراد نہیں ہے کیونکہ وہ حاصل شدہ ہے۔ رہا الیٰ کو علیٰ کے معنی میں اختیار کرنا اس صورت میں نفی کرنا ہے حاصل کا یعنی وہ خیر جو حاصل شدہ ہے اوس سے مکرنا ہے یعنی انکار کرنا۔ اور حضرت سرور انبیاء کا یہ فرمانا۔ ورود کلام ہو جو خدا تعالیٰ کا آپکے بہائی انبیاء ذکر۔ إِذًا لَا أَرْضَىٰ وَوَاحِدٌ مِنْ أُمَّتِي فِي النَّارِ ...... یعنی اوسوقت میں کبھی راضی ہونگا حالانکہ کوئی ایک بھی دوزخ میں میری امت سے وقت نزول اس آیت شریف ولسوف یعطیک ربک فترضی ان آیات کریمہ اور حدیث شریف میں نیازمندوں کو موقع ناز ہے

وانکار حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ از بجا آوریٔ امر حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظاہر۔ او در مشکوٰة مذکور ست عن انس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احسن الناس خلقاً فارسلنی یوماً لحاجۃٍ فقلت واللہ لا اذہب وفی نفسی ان اذہب لما امرنی رواہ مسلم شعر اکنون کرا مجال کہ پرسد ز باغبان ✤ بلبل چہ گفت وگل چہ شنید وصبا چہ کرد ✤ دیگر نیز باید دانست کہ حسنات در ضمن موجودات است وسیئات در ضمن مسلوبات پس حسنات وسیئات بتفاوتِ درجات در جنس خود عام است نہ ہمین قدر کہ اطاعة از حسنات است وعصیان از سیئات وبس آرے اطاعة ہم از ضمن موجودات است ودیگر نیز وعصیان ہم از ضمن مسلوبات است ودیگر نیز چنانکہ استدلال بر عموم مذکور بفرمودۂ حق سبحانہ است بلوناہم بالحسنات والسیئات الایہ ودیگر آیات ہم کہ از مطالعہ قرآن مجید وتفسیرش میتوان دانست بعد ثبوتِ این مدعا باید دانست ہر چہ از مسلوبات است۔

ترجمہ اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انکار حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کی بجا آوری سے ظاہر ہے طور پر مشکوٰة مین مذکور ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ کہا انہون نے رسول خدائے تعالیٰ صلے اللہ علیہ وسلم لوگون مین سب سے اچھے خلق والے تھے پس ایک روز آپنے مجکو کسی حاجت کیواسطے بھیجا تو مین نے کہا خدا کی قسم مین نہ جاؤنگا اور میرے جی مین یہ کہ مجھکو جس چیز کیلئے حکم کیا ہے جاؤن گا۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے شعر اکنون کرا مجال کہ پرسد ز باغبان بلبل چہ گفت وگل چہ شنید وصبا چہ کرد ✤ ترجمہ باغبان سے اب کوئی پوچھے یہ کسکو ہے مجال ✤ کیا کہا بلبل نے گل نے کیا سنا بادِ صبا نے کیا کیا ✤ اور یہ بھی سمجھنا چاہئے کہ حسنات ضمن موجودات مین ہین۔ اور سیئات ضمن مسلوبات مین۔ پس نیکیان اور بدیان مع تفاوت درجات کے اپنی جنس مین عام ہین نہ اسی قدر کہ اطاعت حسنات سے ہوتی ہے اور نافرمانی سیئات سے اور بس۔ ہان البتہ اطاعت ضمن موجودات سے بھی ہے اور اور بھی اور عصیان ضمن مسلوبات سے بھی اور اور بھی جیسا کہ اس عموم مذکور پر استدلال حق سبحانہ کے فرمودہ سے ہے یعنی قول حق سے دلیل حاصل ہے۔ کہ سورۂ اعراف کے رکوع اکیس مین ہے بلوناہم بالحسنات والسیئات الایہ۔
یعنی بتلا کیا ہمنے اور آزمایا اونکو حسنات اور سیئات مین۔ اور اور آیتین بھی ہین کہ قرآن مجید اور اوسکی تفسیر کے مطالعہ سے معلوم ہو سکتی ہین۔ بعد اس مدعا کے ثابت ہونیکے سمجھنا چاہئے کہ جو کچھ مسلوبات سے ہین۔

اگر دلالۃ اختیار کردہ شود بمعرفۃ مسلوبات واجبہ وموجودات واجبہ از وجود التزامی شامل حسنات خواہد شد ونیز ہر چہ از مسلوبات است اگر ابتدا کردہ شود بانچہ از موجودات است شامل موجودات میگردد مثلاً قتل ونہیب جان ومال ہمہ از سیئات است چون ابتدا کردہ شود بہ نیت اعلاء حق ہمہ از حسنات است ونکاح با شروط شرعی خارج از سیئات وداخل در حسنات می شود وتاکل بہ بسم اللہ الرحمن الرحیم بہ نیتِ قوت در عبادت با دیگر فوائد وتبول با بتداء اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بہ نیتِ اطمینان در عبادت با دیگر فوائد وتبرز با بتداء اللہم انا نعوذ بک من الخبث والخبائث۔ بہ نیت طمانینۃ در عبادت با فوائد دیگر وقیاس کن دیگر سیئات را کہ بہ در آوردنش تحت حسنات داخل حسنات میشود واین میسر نشود مگر باتباع قول وفعل رسول اللہ تعالیٰ صلعم پس چہ رحمت است در اتباعش صلعم وچہ زحمت در ترک اتباعش صلعم این اتباع وتبدیل سریست از اسرار کریمہ

ترجمہ اگر وے وجود التزامی کے سبب سے میل اختیار کیے جاوین معرفت مین مسلوبات واجبہ اور موجودات واجبہ کے تو وے شامل حسنات ہو جاوینگے۔ اور پھر جو کچھ کہ مسلوبات سے ہین اگر وے مع اوس چیز کے کہ موجودات سے ہین ابتدا کیے جاوین تو وہی مسلوبات شامل موجودات ہو جاتے ہین۔ جیسا کہ جان ومال کا قتل کرنا اور لوٹنا سب سیئات مین ہین جب اعلاء حق کی نیت سے شروع کیے جاوین تو وہی سیئات سب حسنات مین ہین۔ اور نکاح شرعی شرطون کیساتھ سیئات سے خارج ہو اور حسنات مین داخل ہوتا ہے۔ اور کھانا بسم اللہ الرحمن الرحیم کے ساتھ عبادت مین قوت کی نیت سے مع اور فائدون کے۔ اور پیشاب کرنا اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ کے ساتھ ابتدا کر کے عبادت مین اطمینان کی نیت سے مع اور فائدون کے۔ اور پیخانہ پھرنا ابتدا کر کے عبادت مین طمانیت کی نیت سے مع اور فائدون کے اور اسی پر اور سیئات کو قیاس کیجئے کہ اونکو حسنات کے تحت مین لانے سے حسنات مین وے داخل ہو جاتے ہین۔ اور یہ نہین حاصل ہوگا مگر رسول خدائے تعالیٰ صلعم کے قول وفعل کی پیروی مین۔ پس کسقدر رحمت ہے حضور صلعم کی پیروی مین اور کیا اور کسقدر زحمت ہے آپ کے ترک اتباع مین اور یہ اتباع
در تبدیل سیئات بہ حسنات ایک بھید ہے اس آیت کریمہ کے بھیدون
(مین سے جو سورۂ تو(بہ) کے رکوع پندرہ مین ہے)

فَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ الآیہ ای باید کہ میل نکنند بمرادات نفوس خود شان بتجاوز از مرادات نفس مبارک ابرّ الابرار خیر الاخیار صلعم ومرادات نفس مبارکش صلعم از حق لنفسہ الکریم وحق اللہ العظیم بر دخیر است وفائدہ اتباع ارشاد میشود ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَـُٔوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ الآیہ اینہمہ تبدیل سیئات بحسنات است واین تبدیل بعد توبہ وایمان وصلاح است کہ از صدر آیہ یعنی اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا الآیہ ہویدا است بحکم فا تفسیر نہ جزاء شرط محذوف والا جزاء ثواب بر عمل پیش از توبہ لازم بخلاف **ش** مربوطہ چنان است در تفسیر دیگر مفسرین کہ آن محو سیئات است بسبب حسنات یا عدم اثبات سیئات است بتعاقب حسنات نہ بدل کما قال سبحانہ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ الآیہ

ترجمہ فَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ الآیہ یعنی چاہیے کہ اپنے خود کے نفسونکی مرادون کی طرف میل نکرین تجاوز کرکے نفس مبارک صلی اللہ علیہ وسلم کی مرادون سے کہ آپ اَبَرُّ الاَبرار یعنی نیکون کے نیک اور خیر الاخیار یعنی بہترون مین سب سے بہتر ہین۔ اور حضور صلعم کے نفس مبارک کی مرادین آپ کے نفس کریم کے حق کی بابت اور خدائے عظیم کے حق کی بابت سب بڑا اور خیر ہین۔ اور فائدہ اتباع کا بقیہ کریمہ مذکور مین ارشاد ہوتا ہے یہ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَـُٔوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ یعنی یہ اسواسطے کہ تحقیق وے ایسے ہین کہ اونکو نہ کہین پیاس لگتی ہے اور نہ کوئی دکھہ ومحنت اور نہ بھوک خدا کی راہ مین اور نہ گہند ستے ہین جائے قدم کہ غصہ مین لاوین کافرونکو یا اور نہ پاؤن پہرتے مین کہین جس سے خفا ہون کافر اور نہ ہین دشمن سے کسی پہونچتے کو یعنی اور نہ چہینتے ہین دشمن سے کوئی چیز مگر لکہا جاتا ہے اون کیلئے نیک عمل اسپر چنانچہ یہ کریمہ تمامہ ذکر کیفیۃ تعظیم وادب ومحبۃ صلعم مین مذکور ہوچکی ہے۔ یہ سب کہ مذکور ہوا تبدیل ہے سیئات کی حسنات سے اور یہ تبدیل بعد توبہ اور ایمان اور صلاح کے ہے جو آیت صدر سورہ فرقان کے رکوع آخر کی یعنی اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا سے کہ آیت فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ کے مقدم ہے ہویدا ہے ترجمہ یہ۔ مگر جسنے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک عمل کیا۔ تو یہی لوگ ہین کہ اللہ بدل دیگا اونکی برائیون کو بھلائیون سے یہ مضمون تبدیل سیئات بحسنات بعد توبہ وغیرہ فاولٰئک کی فاء تفسیر کے حکم مین ہے کہ یہ فاء تفسیر کی ہو نہ جزا کی کہ شرط اوسکی محذوف ہو ورنہ ثواب کا بدلہ عمل پر توبہ سے پہلے لازم ہوگا۔ بخلاف فہم دردمند جو اسی آیت کی تحت مین نسبت تبدیل سیئات برنگ حسنات مذکور ہوا۔ مفسرین دیگر کی تفسیر یہ ہے کہ وہ تبدیل محو سیئات ہے بسبب حسنات یا عدم اثبات سیئات ہے بسبب تعاقب حسنات یعنی سیئات یا تو حسنات کے سبب مٹجاتی ہین یا حسنات کے پیچھے لگے رہنے سے ثابت ہی نہین ہوتے کہ ماحصل اونکی تفسیر کا محو اور عدم اثبات ہے سیئات

وجای غور است اگر بدل بحسنات ناکردہ است موافق تقریر است اگر بدل بحسنات کردہ است آن خود مستحق است نہ سیئات بمنزلہ حسنات واللہ تعالیٰ اعلم ونیز بعض ایشان در حکم عفو ومغفرت ہمچو بدریان است بمعنی اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ **س** اِنَّ اللّٰهَ قَدِ اطَّلَعَ عَلٰى اَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ وفی روایۃ فقد وجبت لکم الجنۃ الحدیث چنانکہ نسبۃ باہل بدر کریمہ لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَاۤ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ الآیہ شاہد حال است ترجمہ اگر نبودے نوشتہ از اللہ سبحانہ کہ پیشی گرفتہ است ہر آئینہ میگرفت شمارا در آنچہ گرفتید عذاب بزرگ یعنی وعدہ عفو ومغفرت + باید دانست اگر از لولا کتاب من اللہ سبق وجہی دیگر ہم مقصود باشد وعدہ عفو ومغفرت اہل بدر کہ شامل ما جرا ہستند باطل نشود **س** در تفسیر بہامشہ است ای لولا حکم منہ تعالیٰ سبق اثباتہ فی اللوح المحفوظ الی ان قال اوان لا یعذب اہل البدر +

ترجمہ اور جائے غور ہے کہ اگر بدل سیئات کا ناکردہ حسنات سے ہے یہ موافق تقریر ہے جو بیان مین آئے۔ اور اگر بدل اون حسنات سے ہے جو کی ہوئی ہین تو یہ حسنات خود استحقاق رکہتی ہین حسنات ہونے کا نہ یہ کہ سیئات ہین حسنات کے مرتبہ پر اور خدائے برتر ہی خوب دانا ہے۔ اور یہ بھی ہے کہ بعض اون کے بدریون کیطرح حکم عفو ومغفرت مین ہین اس معنی کر کہ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ یعنی تمہارا جی چاہے جو کرو پس مین تحقیق تمکو معاف کرچکا اور بخش چکا۔ کیونکہ حدیث ہے کہ یقینی خدا نے اہل بدر پر تحقیق نظر فرمائی اور کہا جو تم چاہو کرو البتہ مین نے تو تمہین بخشدیا۔ اور ایک روایت مین ہے کہ تحقیق تمہارے لئے جنت واجب ہوگئی۔ جیساکہ اہل بدر کی نسبت مین یہ آیت کریمہ جو سورہ انفال کے رکوع نہم مین ہے لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَاۤ اَخَذْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ شاہد حال ہے۔ یعنی اگر خدائے سبحانہ کیطرف سے لکہا نہوتا یہ کہ پہلے ہوگیا ہے یعنی وعدہ عفو ومغفرت تو ضرور تمکو بہت بڑا عذاب آلیتا اوس چیز کیوجہ مین جو تمنے اختیار کیا یعنی فدیہ لینا اسیران بدر سے سمجہنا چاہیے اگر لولا کتاب من اللہ سبق سے کوئی وجہ دیگر بھی مقصود ہوگی تو وعدہ عفو ومغفرت اہل بدر کا کہ شامل ماجرا ہین باطل نہین ہوتا ہے۔ چنانچہ تفسیر بہامشہ مین ہے لے لولا حکم منہ تعالیٰ سبق اثباتہ فی اللوح المحفوظ۔ الی ان قال۔ وان لا یعذب اہل البدر۔ یعنی اگر خدائے برتر کی طرف سے حکم نہوتا کہ جسکا اثبات لوح محفوظ مین پہلے ہوچکا ہے۔ یہانتک کہ کہا۔ یا یہہ کہ نہ عذاب دیگا خدا اہل بدر کو۔

در تفسیر کبیر است قال قوم قد سبق حکم اللہ بانہ لا یعذب احداً ممن شہد بدراً
مر بدلیل سش بدلیل مع مابعدش مربوط است بحکم عفو و مغفرت ہمچو بدریان مر
مغفرت تحت مشیۃ بر خبر ظنی لش چہ بعدم قرار مغفرت بعض منع مغفرت مطلق
نتواند شد کما قال سبحانہ یغفر ما دون ذٰلک لمن یشاء الایہ پس فارقی در مغفرت
نباشد مگر در خبر بظنیت قطعیۃ مر واز کریمہ لولا کتاب الخ ارتفاع امر و نہی از اہل
بدر نتواند شد بل اثباتش و خبر عفو و مغفرت است و اگر ہیچ نتواند نظر خود
ازان پوشد ورنہ در وقوع استغفارش از ایشان چہ تردد است دیدہ شد کہ شیطان
ملقی ظن سور میشود تا آنکہ میشنود و می بیند ناگفتہ و ناشدہ از دور و نزدیک و میداند کہ
کشف مغیبات است العیاذ باللہ تعالیٰ منہ و دیدہ شد کہ ہرگاہ ظن سور کردہ شد
بعد تحقیق کیفیۃ ماجرا کہ خیر بود ندامت برین تخطیہ کہ عیب خود بود نصیب شد و غور
بچیزیکہ فاسق رساند کہ دران مصلحتہا است لقولہ تعالیٰ ؎ غور ۱۳

ترجمہ اور تفسیر کبیر مین ہی قال قوم قد سبق حکم اللہ بانہ لا یعذب احداً ممن شہد بدراً ۔
یعنی کہا ایک قوم نی کہ تحقیق حکم خدا پہلے ہو چکا ہی اسبات کا کہ تحقیق وہ کسیکو عذاب نہ دیگا اونمین سے جو حاضر ہوئے ہین بدر مین
اور یہ کہ بعض اون کے بدریون کی مانند حکم عفو و مغفرت مین ہین اس دلیل سے کہ مغفرت تحت مشیۃ ہے
خبر ظنی پر کیونکہ بعض کی مغفرت کے قرار و ٹہراو ہونیکے سبب مطلق مغفرت کا منع نہین ہو سکتا جیسا فرمایا حق
سبحانہ نی سورۂ نساء کے رکوع سات مین یغفر ما دون ذٰلک لمن یشاء الایہ یعنی ماسوا اسکے بخشیگا جسے
چاہیگا پس مغفرت مین کوئی فارق نہو گا مگر خبر مین فارق ہوگا دلیل ظنیت اور قطعیت کے سبب ۔ اور آیت کریمہ
لولا کتاب الخ سے امر و نہی کا ارتفاع اہل بدر سے نہین ہو سکتا یعنی اس آیت کی سبب امر و نہی کا حکم اہل بدر سے
نہین اوٹھ سکتا اور نہ وے امر و نہی سے خارج ہو سکتے ہین بلکہ اوسکا اثبات ہے اور عفو و مغفرت کی خبر ہے
اور اگر یہ تاویلات اہل اللہ کی نسبت کہ بیان ہین آ سکین کچھ نکر سکے اپنی نظر اوس سے بچاوے ورنہ اون
اون کی استغفار کے واقع ہونیمین کیا تردد ہی ۔ دیکہا گیا ہی کہ شیطان سور ظن کا ملقی یعنی ڈالنے والا ہوتا ہی یہانتک
کہ سنتا اور دیکہتا ہی ایسی بات جو نہ کہی ہو اور نہ ہوئی ہو دور اور نزدیک سے اور جانتا ہی کہ یہ کشف مغیبات ہی یعنی
یہ سمجہتا ہی کہ غیب کی بات لگا کشف ہو گیا ہی العیاذ باللہ تعالیٰ منہ اللہ تعالیٰ اس سے اپنی پناہ مین رکھے ۔ اور دیکہا
گیا ہے کہ جب بدظنی کیگئی تو بعد تحقیق کیفیت ماجرے کے کہ دراصل وہ خیر تہا اس خطا کر لینے پر کہ اپنا عیب
تہا ندامت نصیب ہوئی ۔ اور دسوین غور ایسی چیز مین جو فاسق پہونچاوے کہ اس غور مین مصلحت ہین ۔

یا ایہا الذین آمنوا ان جاءکم فاسق بنباءٍ فتبینوا ان تصیبوا قوماً بجہالۃ
فتصبحوا علیٰ ما فعلتم نادمین ○ و انفاع خلق چہ احیا و چہ اموات ترحماً لقولہ علیہ الصلوٰۃ
والسلام ارحموا ترحموا چہ بعکس این فرمود صلعم لا یرحم اللہ من لا یرحم الناس فی المشکوٰۃ
پس ہر چہ ہست بہ نفس خود عائد است وای مسلمانان این قصہ تا چند خوانم توفیق از خدای
عز و جل و علم و عمل از صحبت صلحاء بجو بیدا گرچہ اندک باشد بحقیقۃ خود صحیح باشد و در قبول
امر خدائی عز و جل و رسول مقبول صلعم و اولیاء اللہ تعالیٰ در حق اللہ تعالیٰ و حق العبد و تہذیب
نفس ہر چہ خواہند و ظنیات شیوہ سعادت بسمعنا و اطعنا صدقاً و تصدیقاً گیر و پس امید
توفیق و فلاح است ۔
قال سبحانہ انما کان قول المؤمنین اذا دعوا الی اللہ و رسولہ لیحکم بینہم
ان یقولوا سمعنا و اطعنا ط و اولٰئک ہم المفلحون ○

ترجمہ بسبب فرمان خدائی برتر کے سورۂ حجرات پہلے رکوع مین یا ایہا الذین آمنوا ان جاءکم
فاسق بنباءٍ فتبینوا ان تصیبوا قوماً بجہالۃ فتصبحوا علیٰ ما فعلتم نادمین ○
یعنی اے ایمان والو اگر تمہارے پاس کوئی فاسق اطلاع کوائے تو تحقیق کر لو ۔ یہہ نہ ہین جا پڑو تم کسی قوم پر نادانی
سے پہر اپنے کیے پر پشیمان ہونے لگو ۔ اور گیارہوین انفاع خلق یعنی مخلوق کو نفع پہونچانا رحم کی راہ سے
خواہ زندہ ہون خواہ مردے ۔ کیونکہ رحم کی نسبت فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ترحموا یعنی تم رحم کرو
رحم کیے جاؤگے تم ۔ کیونکہ عکس مین اسکے فرمایا حضور صلعم نے لا یرحم اللہ من لا یرحم الناس
فی المشکوٰۃ ۔ یعنی خدا نہین رحم کرتا ہے اوسکو جو لوگون پر رحم نہین کرتا ہے ۔ یہ حدیث مشکوٰۃ مین ہے
پس جو کچہ ہی اپنے نفس کیطرف عائد ہی ۔ افسوس مسلمانو یہ قصہ کبتک بیان کرون ۔ بارہوین توفیق خدائے عز و جل سے
اور علم و عمل صحبت صلحا سے تلاش کرو اگرچہ تہوڑا ہو اپنی حقیقت مین صحیح ہو گا ۔ اور تیرہوین قبول امر یعنی حکم ماننے
مین خدائے عز و جل کے اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم اور اولیاء اللہ تعالیٰ کے خواہ وہ امر خدائے برتر کے
حق کی بابت ہو خواہ تہذیب نفس کیوجہ مین ہو جس چیز مین وے تہذیب چاہتے ہون ۔ اور قبول ظنیات مین سچے
دل سے اور بطور تصدیق و تسلیم شیوہ سعادت کا اختیار کرے انہین قبول امر و ظنیات مین سمعنا اور اطعنا کی الفاظ
کہکر یعنی ہمنے سنا اور ہمنے اطاعت کی ۔ تو امید توفیق و فلاح ہے ۔
فرمایا حق سبحانہ نے سورۂ نور کے رکوع ہفتم مین انما کان قول المؤمنین اذا دعوا الی اللہ و رسولہ
لیحکم بینہم ان یقولوا سمعنا و اطعنا ط و اولٰئک ہم المفلحون ○

ترجمہ فرمود سبحانہ تعالیٰ جز این نیست کہ ہست گفت مومنان ہرگاہ کہ خواندہ شوند بطرف
خدائے پاک و پیغمبر او تعالیٰ صلعم تا کہ حکم فرماید داعی میان ایشان گفتن شان شنیدیم و
فرمان بردیم و ہمانند بہ بہتری رسندگان + باید دانست نظر بعموم زمان و تحقق وقوع
شرط بدلالت اذا و توسع فاعل کہ مقتضی بضرور یست بدلالت مجہول این دعوت محقق
الوقوع و مستدار الزمان الی ماشاء اللہ تعالیٰ از امام زمانہ است و حکم عام است از ینکہ
بر بنائی عطف نسق باشد یا عطف تفسیر و نظر بتحقیق و تحصیر و تاکید جزا بدلالت انما کان
نگفتن سمعنا و اطعنا بمراد پذیرا کردن و بجا آوردن از خصائل منافق است العیاذ باللہ
تعالیٰ منہ و حذر از عذر کہ ہمانا بتواصل اشتغال دنیوی باشد و لاغو و شامل مراد داعی است
و چنان دیدہ شد سعید ہر جا کہ رود سعید است و بحکم سعادت عادتش اخذ ما صفا و دع ما کدر است
و شقی ہر جا کہ رود شقی است و بحکم شقاوت عادتش دع ما صفا و اخذ ما کدر است واللہ المستعان

ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم

ترجمہ یعنی سوائے اسکے مومنین کا قول نہیں ہے جبکہ وے خدائے پاک اور اوسکے پیغمبر صلعم کیطرف بلائے
جاوین۔ تا کہ بلانیوالاون کے درمیان حکم فرماوے یہ کہنا ہے اونکا کہ ہمنے سنا اور تعمیل حکم بجالائے۔
اور یہی لوگ ہین بہتری کو پہونچنے والے۔ سمجھنا چاہئے کہ عموم زمان اور وقوع شرط کے متحقق ہونے پر کہ
اوسپر اذا سے دلالت ہو رہی ہے اور فاعل کے توسع پر کہ دلالت فعل مجہول سے اوسپر تقاضا ضروری ہوتا
ہے نظر کر کے یہ دعوت مطلب محقق الوقوع اور مستدار الزمان یعنی اس دعوت کا واقعی واقع ہونا اور ہر زمانہ مین
دائر پایا جانا جبتک مرضی خدائے برتر ہے ہر امام زمانہ سے ہے۔ اور حکم عام ہے اس سبب سے کہ عطف نسق کی
بنا پر ہوگا یا عطف تفسیری کی۔ اور تحقیق اور تحصیر اور تاکید جزا پر نظر کر کے کہ انما کان سے اوسپر دلالت
ہو رہی ہے سمعنا و اطعنا مراد کے قبول کرنے اور بجا لانے نہ کہنا منافق کی خصائل ہی ہے العیاذ باللہ تعالیٰ منہ خدائے
تعالیٰ کی پناہ اس سے۔ اور عذر سے بچنا اور حذر کرنا کہ یہی تو دنیوی اشتغال مین میل کرنا ہے ورنہ خود داعی کی مراد کو شامل
ہے۔ اور ایسا دیکھا گیا ہے کہ سعید جہان کہین کہ جاتا ہے سعید ہے۔ اور سعادت کے حکم پر اوسکی عادت اخذ
ما صفا و دع ما کدر ہے یعنی صفا چیز کو لینا اور اختیار کرنا اور مکدر کو چھوڑ دینا۔ اور شقی جہان کہین
کہ جاتا ہے شقی ہے اور شقاوت کے حکم پر اوسکی عادت دع ما صفا و اخذ ما کدر ہے۔
یعنی صفا چیز کو چھوڑ دینا اور جسمین کدورت ہو لیلینا واللہ المستعان ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم
اور خدا ہی سے عون و مدد طلب کیجاتی چاہئے۔ اور کسیکو حول و قوت نہیں ہے مگر خدائے برتر و بزرگ کے مدد سے

متفرقات

مناسب آنکہ بہر کس نہ پیوندد و چون پیوست وضع او و خود را نگاہ دارد و از انست
کہ از جبان شجاعت و از بخیل سخاوت و از صالح طلاحت و از طالح صلاحت نخواہد مگر
بضرورت خواست صلاحت بتدریج کہ لازم خیر است تا نوبت بترک نرسد و اگر خود
شجاع است و سخی و صالح وضع خود نگزارد کہ ہمانا از و او راست و از تو تر است فی المشکوة
قال صلعم لا تکونوا امعة تقولون ان احسن الناس احسنا وان ظلموا ظلمنا ولکن و
طنوا انفسکم ان احسن الناس ان تحسنوا وان اساء وا فلا تظلموا رواہ
الترمذی **ترجمہ** مشوید مرد ہر جائی و خود رائی کہ بگوئید اگر نیکی کنند مردمان نیکی
کنیم و اگر ظلم کنند ظلم کنیم ولکن مقرر کنید نفوس خود را باینکہ اگر نیکی کنند مردمان نیکی کنید
و اگر بدی کنند پس ظلم مکنید و در حذف مفعول سر یست بتوسع تعمیم مفعول از خود و غیر خود
بمطلب جمیل کریمہ ان احسنتم احسنتم لانفسکم وان اساءتم فلھا الایۃ

ترجمہ متفرقات مناسب۔ اول یہ کہ ہر کسی سے نہ ملے اور جو ملگیا تو اوسکی اور اپنی وضع کو نگاہ
رکھے۔ یہی سبب ہے کہ نامرد سے بہادری۔ اور کنجوس سے سخاوت۔ اور نیک بخت سے برائی
اور بدکار سے بھلائی و نیکی بیجا ہے مگر بضرورت خواہش بھلائی کے آہستہ آہستہ کہ خیر کو لازم ہے
خواہان رہے تا کہ نوبت ترک تک نہ پہونچے یعنی ایسا نہو کہ چھوٹ جانے کی نوبت آجائے۔ اور
جو خود شجاع اور سخی اور صالح ہے تو اپنی وضع نچھوڑے کیونکہ بات یہی ہے کہ جو اوس سے ہے
اوسی کے لئے ہے اور جو تجھ سے ہے تیرے لئے ہے مشکوة مین ہے کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے مرد ہر جائی اور خود رائی مت ہو جاؤ یعنی ایسا آدمی نہ بنو جو اپنی وضع کو نگاہ نہ رکھے اور پابند
وضع نہو۔ کہ یہ کہتے پھرو اگر لوگ نیکی کرینگے ہم بھی نیکی کرینگے اور اگر ظلم کرینگے ہم بھی ظلم
کرینگے۔ ولیکن اپنے نفسون کو ٹھہرالو اور پابند کر لو اسبات کا کہ اگر وے لوگ نیکی کرین
تو تم بھی نیکی کرو اور جو وے بدی کرین تو تم ظلم نکرو۔ اور مفعول کے حذف مین ایک بھید
ہے تعمیم مفعول کے متوسع ہونے پر اپنے اور اپنے غیر سے ان آیات کریمہ کے مطلب جمیل کیجانب
کہ اون مین سے ایک سورہ بنی اسرائیل کے اول رکوع مین ہے

ان احسنتم احسنتم لانفسکم وان اساتم
فلھا الایۃ

وکریمہ لمن انتصر بعد ظلمہ فاولئک ما علیہم من سبیل کہ از الفاظ حدیث شریف فہیم تواند دریافت - واز بریدن پرہیز کرع بریدن زیاران خلاف وفا است +
باید دانست اتحاد قلبی امری عظیم است در وجہی ہم دشوار است و در ہر وجہ دشوار تر و درین جز اتحاد وجہی دیگر متضمن نیست نگہداشت آن بازالت موانع اتحاد لازم دعا برآنکہ گفت **شعر** نی تار عمر محکم و نی تار دوستی + ترسم ازین دو رشتہ کہ بسیار نازک است
وصحۃ اتحاد جز بترک خواست خود نتواند شد واین کار مردان کنند چون دہد داند کہ بخشندہ اوست تعالیٰ پس از منت وایذا رہد وخوش آنکہ شکر خدائے کریم کند کہ ترا باو واو را بتو واسطہ فرمود و چون بیابد داند کہ بخشندہ اوست تعالیٰ ولیکن بشکر خدائے کریم واسطہ را ہم لفراموش شد قال صلعم مَنْ لَمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰہَ واگر ندہد و نیابد داند کہ مانع اوست تعالیٰ تا اضافات حجاب حقیقۃ نگردد

ترجمہ یعنی اگر تمنے نیکی کی تو اپنے ہی جانون کیلئے نیکی کی اور جو تمنے برائی کی تو اوہین جانون کیلئے - اور یہ کریمہ جو سورہ شوریٰ کی رکوع چہارم مین ہے لمن انتصر بعد ظلمہ فاولئک ما علیہم من سبیل ۰ یعنی البتہ جس کسی نے کہ اپنے ظلم کے بعد داد پائی یعنی بدلہ وعوض ہوگیا پس وے ایسے لوگ ہین کہ اونپر کوئی راہ نہین یعنی الزام نہین - کہ یہ مطلب جمیل الفاظ حدیث شریف مذکور سے فہیم معلوم کرسکتا ہے اور دوم یہ کہ قطع کرنے سے پرہیز کرے ع بریدن زیاران خلاف وفا است + یعنی ع یارون سے توڑنا یہ وفا کا خلاف ہے سمجھنا چاہیے کہ سوم اتحاد قلبی ہے جو ایک بڑا کام ہے کہ ایک وجہ مین بہی دشوار ہے اور ہر وجہ مین بہت دشوار اور اس اتحاد قلبی مین بجز اتحاد کے کوئی دوسری وجہ متضمن نہین ہے - اسکی نگہداشت موانع اتحاد کے دور کرنیمین لازمی ہے - دعا اوسپر جسنے یہ کہا **شعر** نے تار عمر محکم ونے تار دوستی + ترسم ازین دو رشتہ کہ بسیار نازک است **ترجمہ** زندگی اور دوستی دونون کے کچے تار ہین + ڈر مجہے ہے دونون رشتون سے کہ نازک ہین بہت + اور اتحاد کی صحت بجز اپنی خواہش چہوڑنیکے نہین ہوسکتی اور یہ کام مرد لوگ کرتے ہین چہارم جب دیوی تو جانے کہ بخشنے والا وہی خدائے تعالیٰ ہے پس منت وایذا سے چہوٹ جائیگا - اور اچہا وہ ہے خدائے کریم کا شکر کرے کہ اوسنے تجہکو اوسکا اور اوسکو تیرا واسطہ بنادیا - اور جب پاوے تو جانے کہ وہی خدائے تعالیٰ بخشندہ ہے - ولیکن خدائے کریم کے شکر مین واسطہ کو بہی فراموش نکرے - فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے آدمیون کا شکر نکیا اوسنے خدا کا شکر نکیا - اور جب نہ دیوی اور نہ پاوے تو جانے کہ وہی خدائے تعالیٰ اوسکا مانع ہے تاکہ اضافات یعنی نسبتین حقیقت کی حجاب نہ بنجادین -

واز خبث نفس کہ در دادن و ندادن و یافتن و نیافتن توان آمد مامون باشد وخوش آنکہ سائل را عزیز و مکرم دارد باشد کہ این عزت و تعظیم بعزیز و مکرم مستور رسیدہ سبب قربت باشد
ش در حدیث شریف است ہرگاہ کسی بکسی برائی خدا عز وجل میدہد اول بدست خدائے عز وجل می افتد پس تعظیم وتکریم لازم است **ح** قال صلعم یا عائشۃ اَحِبِّی الْمَسَاکِیْنَ وَقَرِّبِیْہِمْ فَاِنَّ اللّٰہَ یُقَرِّبُکِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ - وتا تواند دہد قال صلعم یا عائشۃ لاتردی المسکین ولو بشق تمرۃ - ودرشت نگوید لقولہ تعالیٰ واما السائل فلا تنہر الآیہ و در ربط این آیہ واما بنعمۃ ربک فحدث اشارتی بشکر این است کہ اورا پیش تو آورد نہ ترا پیش او بر گفتہ اند
در خدمت شاہان حفظ نگاہ است از انتشار و در خدمت علما حفظ زبان است از لغو و در خدمت اولیاء اللہ تعالیٰ حفظ دل است از خطرات درمندی میگوید اینہمہ در خدمت اولیاء اللہ تعالیٰ لازم بود بل حفظ جملہ ظاہر و باطن بموافقت شرع شریف حتی الامکان +

ترجمہ اور خبث نفس سے جو دینے اور نہ دینے اور پانے اور نہ پانیمین ممکن ہے کہ آوے اوس سے بیخوف رہے گا - اور اچہا وہ ہے کہ سائل کو عزیز و مکرم رکہے ضرور ہے کہ یہ عزت وتعظیم عزیز و مکرم مستور یعنی پوشیدہ کو پہونچکر قربت کا سبب ہوگی - حدیث شریف مین ہے جب کوئی کسیکو خدائے عز وجل کے لئے دیتا ہے اول خدائے عز وجل کے ہاتہہ مین پڑتا ہے پس تعظیم وتکریم لازم ہے - فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اے عائشہ مسکینون کو محبوب رکہہ اور قربت کر تو اونسے پس یقینی خدائے بزرگ تجہکو روز قیامت قربت دیگا اور جبتک ہوسکے دیوے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اے عائشہ مسکین کو مت لوٹا یعنی جواب ندے اگرچہ کہجور کی ایک پہانک ہی ہو - اور درشت وسخت نکہے کیونکہ فرمان خدائے برتر ہے پارہ عم سورہ والضحیٰ مین واما السائل فلا تنہر یعنی ولیکن سائل کو پس تو مت جہڑک - اور ربط دینے مین آیت مذکورہ کو اس مابعد آیت واما بنعمۃ ربک فحدث کے ساتہہ یعنی ولیکن اپنے پروردگار کی نعمت کا پس تو بیان کر - ایک اشارہ اس بات کے شکر کیطرف ہے کہ اوسکو تیرے پاس لایا نہ تجہکو سائل کے پاس لیگیا - پنجم کہا ہے لوگون نے کہ بادشاہون کی خدمت مین نگاہ کا انتشار سے بچانا ہے تاکہ ادہر اودہر ندیکہے - اور علمار کی خدمت مین زبان کا لغو سے نگاہ رکہنا ہے - اور اولیائے خدائے تعالیٰ کی خدمت مین دل کی خطرون سے حفاظت ہے - ایک دردمند کہتا ہے کہ یہ سب اولیاء اللہ تعالیٰ کی خدمت مین لازم ہونگے بلکہ جملہ ظاہر و باطن کی نگہداشت کی شرع شریف کی موافقت کیساتہہ جہانتک ہوسکے

واگر نتواند بہ آنکہ دور ماند چہ شاہانند بی تاج وتخت وعلماء ربانی اند ومقربان خداوند ذوالجلال والاکرام شاہان چہ توانند مگر قتل وعلما نتوانند مگر زجر اولیاء اللہ تعالیٰ آن کنند کہ کس نتواند در صفۃ ایشان است در سورۂ مریم قولہ تعالیٰ ان الذین امنوا وعملوا الصالحات سیجعل لھم الرحمٰن وُدًّا الآیہ ودر سورۂ زمر قولہ تعالیٰ لھم مایشاؤن عند ربھم واین ہر دو کریمہ بدلالت لفظ ونظم عام است از دنیا وآخرت رحم وقہر خدائی بی نیاز در رحم وقہر ایشان مستور است واگر داند عیان است الحق دلیل اند بر کمالات رسول مظہر شیونات لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثلہ مددا ع زین پیش چہ گویمت کہ چونند اللھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی الوارہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ۔

ترجمہ اور جو ہو سکے بہتر یہ ہی کہ دور رہی کیونکہ یہ حضرات بادشاہ ہین بدون تاج وتخت اور علمای ربانی ہین۔ اور خداوند ذوالجلال والاکرام کے مقرب ہین بادشاہ کیا کر سکتے ہین بجز قتل اور علماء نہین کر سکتے مگر زجر وتنبیہ۔ اولیای خدا تعالیٰ وہ کرتے ہین جو کوئی نہین کر سکتا۔ اونکی صفت مین ہی سورہ مریم کی آخر رکوع مین فرمانا خدای برتر کا ان الذین امنوا وعملوا الصالحات سیجعل لھم الرحمٰن ودا الآیہ یعنی تحقیق جو ایمان لائے اور اونہون نے نیک عمل کئے عنقریب رحمن اونکو عطا کریگا محبت۔ اور فرمانا خدای برتر کا سورۂ زمر رکوع چار وسورہ شوریٰ رکوع تین مین لھم مایشاؤن عند ربھم الآیہ یعنی اون کیلئے ہی جو کچھ وے چاہتے ہین اون کے رب کے پاس۔ اور یہ دونون آیات کریمہ باعتبار دلالت لفظ ونظم کے عام ہین دنیا اور آخرت کی بابت۔ اور رحم وقہر خدائی بی نیاز کا اون کی رحم وقہر مین چھپا ہوا ہی۔ اور اگر جانے ظاہر ہی الحق یہ حضرات دلیل ورہنما ہین رسول کے کمالات پر کہ مظہر شیونات ہین پروردگار کی شانون کا اونمین ظہور ہی۔ موافق مضمون کریمہ لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثلہ مددا سورہ کہف کی آخر مین یعنی اگر دریا سیاہی ہو جاوی میرے رب کے کلمون کے لئے البتہ دریا پہلے اس سے کہ میرے رب کے کلمات پورے ہون پورا ہو جائیگا اگرچہ اوس کے مثل اور مدد دے آئین ع زین پیش چہ گویمت کہ چونند۔ ترجمہ اس سے آگے کیا کہون کیسے ہین وے اللھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی الوارہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ اے خدا درود وسلام بہیج محمد صلعم پر کہ نبی رحمت ہین اور اون کے انوار پر جیسا تو اوسکو چاہتا ہے اور اوس سے راضی ہے اور شفیع کر اوسکو ہم مین اور رحم کر ہمپر اوسکے طفیل۔

ذکر انبیاء اللہ تعالیٰ از ذات وصفات وافعال ودیگر عوارض لاحقہ حال شان علی نبینا وعلیھم الصلوٰۃ والسلام بہ نیت اہتدا تا آنکہ واقعی باشد موجب برکات وخیرات در امور معاش ومعاد است لقولہ تعالیٰ وکلا نقص علیک من انباء الرسل ما نثبت بہ فوادک وجاءک فی ھذہ الحق وموعظۃ وذکری للمومنین پس ذکر احوال اولیاء اللہ تعالیٰ از صحابہ وغیرہم نیز در تبعیت فی حدہا ای محفوظیۃ بالتفاوت درجات ولایۃ صحابہ وغیرہم است بنابر دلالۃ بر احوال انبیاء اللہ تعالیٰ علی نبینا وعلیھم الصلوٰۃ والسلام با زیادت استفادہ آداب درجات متفاوت درین ذکر البتہ فکری رسا وقلبی پارسا باید تا حقیقۃ مقصودہ ذکر بحسب حال مقصود ومراد دارد بدلالۃ لفظ للمومنین کہ در آثار ایشان است

ترجمہ ششم ذکر انبیاء اللہ تعالیٰ کا۔ ہماری نبی اور اونپر صلوٰۃ وسلام ہو جیو۔ اونکی ذات وصفات اور افعال اور اون کے اور عوارض لاحقہ حال کی بابت ہدایت پانے کی نیت سے یہانتک کہ واقعی ہو دنیا اور دین کے کامون مین برکتون اور نیکیونکا سبب ہے کیونکہ فرمایا خدائے برتر نے سورہ ہود آخر رکوع مین وکلا نقص علیک من انباء الرسل ما نثبت بہ فوادک وجاءک فی ھذہ الحق وموعظۃ وذکری للمومنین یعنی اور ہم رسولون کے اخبار کی نسبت تجھپر کل کا اسقدر بیان کر دینگے کہ اوس سے ہم تیرے دل کو ثابت وقائم کر دینگے اور اس مین آگیا تیری پاس حق اور آگئی نصیحت اور مومنین کے لئے یادگاری پس ذکر احوال اولیاء اللہ تعالیٰ کا صحابہ وغیرہم سے ہی اپنی حد مین یعنی محفوظیت مین تفاوت درجات ولایت صحابہ وغیرہم کیساتھ تبعیت وپیروی انبیاء علی نبینا وعلیھم الصلوٰۃ والسلام کے ضمن مین ہی بنا پر دلالت کے انبیاء علیھم السلام کے احوال پر مع زیادتی استفادہ کے متفاوت درجون آداب کے یعنی انبیا علیھم السلام کے بعد اولیاء اللہ کے احوال کا بیان ہی کہ صحابہ وغیرہم ہین انبیاء کے تابع ہونیکی وجہ مین ہے اونکی حد محفوظیت کے اندر ولایت صحابہ وغیرہم کے تفاوت درجون کا اعتبار کرکے تاکہ انبیاء علیھم السلام کے احوال پر اپنے فائدہ مزید حاصل کرنیکی دلالت ہو آداب کے متفاوت درجون مین اس ذکر مین البتہ بڑی فکر رسا اور ایک دل پارسا چاہیئے تاکہ ذکر کی حقیقت مقصودہ موافق حال کے مقصود ومراد رکھتی ہو۔ اور اس ذکر پر دلالت لفظ للمومنین سے ہو رہی ہے جو آیت مذکورہ کے آخر مین ہے۔ کہ ان مومنین کے آثار مین یہ آیت کریمہ ہے جو سورۂ انفال کے شروع مین ہے

کریمہ انما المؤمنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم و اذا تلیت علیھم آیاتہ
زادتھم ایمانا و علی ربھم یتوکلون ۰ الذین یقیمون الصلوٰة و مما رزقنا ھم ینفقون ۰
اولئک ھم المومنون حقا لھم درجات عند ربھم و
مغفرة و رزق کریم ۰ پس فاسق راجز اساطیر الاولین یا حظ نفس نباشد
واز غیر واقعی حذر دارد اگرچہ در وجہ فضل باشد و اگر خطا و فضولی کند بحرمة ایشان جای
عفو است ارادت بر سہ وجہ است ارادت دنیا محض کما قال اللہ تعالے
ومن کان یرید حرث الدنیا نؤتہ منھا وما لہ فی الاخرة من نصیب
ونشان مرتبہ فروتر آن دو چیز است در زیادتی دنیا بنقصان دین راضی بودن و از
درویشان و مسلمانان معرض بودن و ارادت آخرت محض کما قال اللہ تعالی ومن
اراد الاخرة وسعی لھا سعیھا و ھو مومن فاولئک کان سعیھم مشکورا

ترجمہ انما المومنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم و اذا تلیت علیھم آیاتہ زادتھم
ایمانا و علی ربھم یتوکلون ۰ الذین یقیمون الصلوٰة و مما رزقنا ھم ینفقون
اولئک ھم المومنون حقا لھم درجات عند ربھم و مغفرة
و رزق کریم ۰ یعنی ایمان والے وہی ہین کہ جب ذکر خدا کیا جاتا ہے اون کے
دل کے دل ڈرجاتے ہین اور جب اونپر آیات خدا پڑہی جاتی ہین ایمان اون کے بڑہجاتے ہین اور وے
اپنے رب پر بہروسہ کرتے ہین - وے لوگ نماز کو قائم رکہتے ہین اور جو رزق ہمنے اونکو دیا ہے اوس مین
سے خرچ کرتے ہین - یہی ہین وے سچے مومن - اون کیلئے اون کے رب کے پاس درجے ہین اور
بخشش ہے اور رزق کریم ہے یعنی روزی آبرو کی - پس فاسق کیلئے یخرا گلون کے قصون یا حظ نفس
کے اور کیا ہوگا - اور غیر واقعی حالات سے عذر رکہے یعنی بچتا رہے اگرچہ وہ وجہ فضل مین ہون
اور اگر بہول کر فضولی کریگا بطفیل اونکی حرمت کے عفو کا موقع ہے ہفتم ارادت تین طرح پر ہے -
ایک محض دنیا کی ارادت جیسا فرمایا خداے برترنے من کان یرید حرث الدنیا نؤتہ
منھا وما لہ فی الاخرة من نصیب ۰ رکوع سوم مین - یعنی اور جو کوئی دنیا کی کہتی کا ارادہ رکہتا ہے اوسکو
ہم اوسی سے دیتے ہین - اور آخرت مین اوسکیلئے کچہہ حصہ نہین ہے - اور اوسکے کمتر مرتبہ کی علامت
دو چیزین ہین - ایک دنیا کی زیادتی مین دین کے نقصان پر راضی ہوجانا - اور دوسرے درویشون اور مسلمانون سے
روگردان ہونا - اور دوسرے محض آخرت کی ارادت جیسا فرمایا خداے برترنے سورہ بنی اسرائیل رکوع دوم مین -
ومن اراد الاخرة وسعی لھا سعیھا و ھو مومن فاولئک کان سعیھم مشکورا ۰

ارادت کے اقسام در تعریف و علامات حدود و انجام بر دلالت نفوس کریمہ

وقال سبحانہ من کان یرید حرث الآخرة نزد لہ فی حرثہ ونشان درجہ فروتر آن دو چیز است
در سلامتی دین بنقصان دنیا رضا گرفتن و موانست و موافقت با درویشان گرفتن و ارادت
حق محض کما قال اللہ تعالی یدعون ربھم بالغداة والعشی یریدون وجھہ الآیہ
ونشان درجہ فروتر آن درگزشتن است از مقصودیت ماسوی اللہ تعالی بدانکہ ارادت
دنیا ارادت مجہول است و ارادت آخرت ارادت معلوم و ارادت حق ارادت
موجود حسرت برائی آنکہ مرادش مجہول است و تاسف برائی آنکہ مرادش معلوم
و مسرت برای آنکہ مرادش موجود و نیز باید دانست فروتر از آثار ترک حرص
متاع دنیا آنست چون متاع دنیا حاصل شود فرحتے در دل نیاید بلکہ متوحش شود
کہ از اسباب خطر است اگرچہ بصرف امور اُخروی باشد و چون حاصل نشود
ملالتی در دل نیاید بلکہ فرحتے رونماید کہ از اسباب اطمینان باللہ تعالی است
اگرچہ محروم از خیرات اخروی باشد -

ترجمہ یعنی اور جسنے آخرت کا ارادہ کیا اور کوشش کی اوسکے لئے جیسی اوسکی کوشش تہی حالانکہ
وہ مومن ہے پس وہی ہین کہ اونکی سعی مشکور ہے - اور فرمایا حق سبحانہ نے سورہ شوریٰ رکوع سوم
مین من کان یرید حرث الاخرة نزد لہ فی حرثہ ۰ یعنی جو کوئی ہے
کہ ارادہ رکہتا ہے آخرت کی کہیتی کا ہم اوسکیلئے اوسکی کہتی مین زیادتی دیتے ہین - اور اوسکے
کمتر درجہ کی علامت دو چیزین ہین - ایک سلامتی دین مین دنیا کے نقصان پر راضی ہوجانا
دوسری درویشون کے ساتہہ موانست اور موافقت اختیار کرنا - اور تیسرے محض ارادت
حق جیسا فرمایا خداے برترنے سورہ انعام و کہف رکوع ششم و چہارم مین یدعون ربھم
بالغداة والعشی یریدون وجھہ الآیہ یعنی پکارتے ہین اپنے رب کو صبح اور شام کہ ارادہ
کرتے ہین روی مبارک اوسکا - اور اوسکے کمتر درجہ کی علامت مقصودیت ماسوای اللہ
سے گذرجانا ہے یعنی غیر خدا اوسکا مقصود نہو بجز اللہ کے معلوم ہو کہ ارادہ دنیا کا ارادہ مجہول کا ہے
اور ارادہ آخرت کا ارادہ معلوم کا - اور ارادہ حق کا ارادہ موجود کا ہے حسرت اوسکے لئے جسکی مراد مجہول ہے
اور تاسف اوسکیلئے جسکی مراد معلوم ہو اور مسرت اوسکے لئے جسکی مراد موجود ہے - اور یہ بہی سمجہنا چاہئے کہ
متاع دنیا کی حرص کے چہوڑنیکے آثار مین سے کمتر یہ ہے کہ جب متاع دنیا حاصل ہو تو دل مین کوئی فرحت نہ آوے بلکہ متوحش
ہوجاوے کہ خطر کے اسباب سے ہے اگرچہ اخروی کامون مین صرف ہو - اور جب حاصل نہو تو کچہہ رنج دل مین نہ آوے بلکہ ایک فرحت
ظاہر ہو کہ خدا تعالی کیساتہہ اطمینان کے اسباب سے ہے اگرچہ خیرات اخروی سے محروم ہے

از ماجرائے کسی است کہ روزہا در دعوتِ خداوند **ش** دعوتِ خداوند
اصطلاح فقراء از نخوردن است و درینحال روزئی دل از نور خدا است تعالےٰ
شانہ وعافیۃ از تشنگی و گرسنگی کما قال سبحانہ لایصیبہم ظمأٌ ولانصب
ولامخمصۃ فی سبیل اللہ الآ از ین سبب دعوت خداوند فرمودہ اند نہ فاقہ کہ نصیب
طالبان دنیا است **م** بود وحجاب از اللہ تعالیٰ مرتفع نمی شد۔
از مہتمم خانہ پرسید چیزی ہست گفت نیست متحیر ومشوش شد بعد ساعتی آن
حجاب مرتفع شد وقتی دیگر مہتمم خانہ گفت جستم قدر یک تولہ برنج در ظرفی یافتم بہ بخشکان
انداختم ہمان وقت رفع حجاب بود **ش** کیفیۃ این حجاب وارتفاعش
اہل اللہ تعالیٰ دانند نہ غیر **م** سبحان اللہ مسکینیت خوشا سامان عشاق است

شعر

خوشا وقتی وخرم روزگاری — کہ یاری برخورد از وصل یاری

ترجمہ کسی کا ماجرا ہے کہ بہت دنون سے دعوت خداوند مین تہا اور خدائے تعالیٰ کی طرف سے حجاب نہین
اوٹہتا تہا دعوتِ خداوند اصطلاح فقرا مین نہ کہانے سے ہے۔ اور ایسے وقت مین دل کی روزی
خدائے تعالیٰ شانہ کے نور سے ہوتی ہے۔ اور بہوک وپیاس سے عافیت رہتی ہے جیسا فرمایا
خدائے سبحانہ نے کہ سورہ توبہ رکوع پانزدہم مین ہے لایصیبہم ظمأٌ ولانصبٌ ولا
مخمصۃ فی سبیل اللہ الآیہ یعنی نہ پہونچیگی اونکو پیاس اور نہ دُکھ اور نہ بہوک خدا کی راہ مین
الخ۔ اسی سبب سے اونہون نے دعوت خداوند فرمایا ہے نہ فاقہ جو طالبان دنیا کا حصہ ہے
الحاصل صاحب ماجرا نے مہتمم خانہ سے پوچھا کوئی چیز ہے کہا نہین ہے۔ اسپر صاحب ماجرا
متحیر ومشوش ہوئے بعد ایک گھڑی کے وہ حجاب جاتا رہا۔ پہر کسی اور وقت مہتمم خانہ نے کہا
کہ مین نے تمہاری فرمانے پر تلاش کیا تو ایک تولہ چاول کسی برتن مین پائے وہ مین نے چڑیون
کو ڈالدئے۔ وہی وقت حجاب کے اوٹہنے کا تہا۔ اس حجاب اور اوسکے اوٹہنے کی کیفیت جو اہل
اللہ ہین وہی جانتے ہین نہ غیر۔ سبحان اللہ مسکینیت عشاق کیلئے کیا اچھا سامان ہے۔ **شعر**

خوشا وقتے وخرم روزگارے ✚ کہ یارے برخورد از وصل یارے — ترجمہ

وقت کیا اچہا ہے وہ کیسا زمانہ خوب ہے
جب اوٹہاتا ہے مزے ایک یار وصل یار سے

بیان دعوت خداوند کہ اصطلاح فقرا است بجلاف نفی دبیان فاقہ۔

چون متاع دنیا گردش گیرد از و فارغ بودہ مسکینیت را مایہ سببِ سعادت خود
ساز ویاربّ توفیق فرمود صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلّم اللّٰہمّ اَحْیِنِی مسکینًا
وَ اَمِتْنِی مِسْکِینًا وَاحْشُرْنِی مِسْکِینًا فِی زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنِ الحدیث گفتہ اند مسکین
آنست کہ از اسباب اطمینان نفس ہیچ ندارد کسی گفت از اسبابِ اطمینان
نفس جز خدائے تعالیٰ ہیچ ندارد خوشا آرزوئے آن حبیب اللہ بہترین ماسوی اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ وسلّم ورنہ درین دنیا بسا دیدہ شد
کہ از اسباب اطمینان نفس ہیچ ندارند ونا داشت بکفر
رسانیدہ نعوذ باللہ تعالیٰ منہ اللّٰہم صلّ وسلّم
علیٰ محمّدٍ نبی الرّحمۃ وعلیٰ حمالہٖ کما تُحِبُّہٗ
وَتَرْضَاہُ وَشَفِّعْہُ فِیْنَا
وترحمنا بہٖ

ترجمہ جب دنیوی متاع کو گردش آجاوے اوس سے فارغ رہکر مسکینیت کو اپنے سعادت
کے سبب کا مایہ بناوے ای رب تو توفیق عنایت کر۔ فرمایا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ
آلہ وسلّم نے خدایا مجہکو مسکینی مین زندہ رکہیو۔ اور حالت مسکینی مین مجہی موت دیجیو۔ اور
حالت مسکینی مین گروہ مسکینون مین میرا حشر کیجیو تا آخر حدیث۔ بزرگون نے کہا ہے
مسکین وہ ہے جو اطمینان نفس کے اسباب سے کچھ نہ رکھے۔ کسی نے کہا بجز خدائے
تعالیٰ کے اطمینان نفس کے اسباب سے اور کچھ نہ رکھے۔ کیا اچہی ہے آرزو اوس
حبیب خدا کی جو بہترین ہے ماسوائے خدا سے۔ درود خدائے برتر کا اوسپر اور اوسکی
آل۔ اور اوسکی اصحاب اور اوسکے تابعدار ونپر ہوجیو اور سلام۔ ورنہ اس دنیا مین بہت دیکہا
گیا کہ اطمینان نفس کے اسباب سے کچھ نہین رکہتے ہین اور اس ناداری نے کفر کو
پہونچا دیا نعوذ باللہ تعالیٰ منہ خدا تعالیٰ اس سے ہمین بچاوے
اللّٰہم صل وسلم علیٰ محمد نبی الرحمۃ وعلیٰ حمالہ
کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ

ذکر کیفیة ذکر اسماء طیبات شیوخ دام برکاتهم با دیگر مطالب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینه ونصلی علی رسوله محمد ونستشفعه وعلی آله واصحابه واتباعه اجمعین
باید دانست در اثبات ذکر اسماء طیبات شیوخ ادام اللہ تعالی برکاتهم بفرض
بالسبب استحسانا اعتصام میکنم اولاً بکلمۂ شهادت اشهد اَن لا اله الا اللہ
واَشهد اَنّ محمداً رسول اللہ وبدانکه سریست به تخفیف آن وتشدید اَنّ ازان
مخففه اشارت است به تخفیف ای تقلیل ذکر لا اله الا اللہ ازانکه درین
دلالت عامه از تضمن موجودات ومسلوبات است ومعرفة مقصوده اجمالی
محصل المراد۔

بیان ذکر کہ اس مین ذکر اسمائے طیبات شیوخ ہی ہمیشہ رکھے خدای تعالی اونکی برکتین مع اور دوسرے مطالب کے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینه ونصلی علی رسوله محمد وعلی آله واصحابه واتباعه اجمعین
سمجھنا چاہیے شیوخ کے اسمائے طیبات کے اثبات ذکر مین کہ خدائے برتر انکی برکتون کو ہمیشہ رکھے
بوجہ فرض بالسبب کے بطور استحسان یعنی نیک جانکر اول کلمۂ شہادت مین چنگل مارتا ہون
اشهد ان لا اله الا اللہ واشهد ان محمد رسول اللہ یعنی گواہی دیتا ہون مین کہ یقینی کوئی شے معبود
نہین سوائے اللہ کے اور گواہی دیتا ہون مین کہ بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول
ہین یعنی بہیجے ہوئے۔ اور معلوم ہو کہ اس کلمہ مبارک مین حرف اَن کی تخفیف اور اَنّ کی تشدید مین
ایک بہید ہے۔ وہ یہہ کہ اَنْ مخففہ سے اشارہ ہے تخفیف کی طرف یعنی ذکر
لا الہ الا اللہ کے قلیل کرنے پر اس سبب سے کہ اس ذکر مین
عام دلالت ہے تضمن موجودات اور مسلوبات سے۔ اور اسمین معرفت
مقصودہ اجمالی ہی۔ پس مدعا حاصل ہوا یا مراد حاصل ہوگئی

وازانّ مشدّده اشارت است به تشدید ای تکثیر ذکر محمد رسول اللہ ازانکه
درین دلالة خاصه از تضمن موجودات است ومعرفة مقصوده تفصیلی فریادةٌ
بعد زیادةٍ فلا تحصی ومسلوبات منبئة علیها ازان است که دلالة خاصه ازوست
ش ای از موجودات م پس اگر موجود نه شود آنکه دلالت خاصه
ازواست معرفة مقصوده منقطع شود وموجود نشود آنکه دلالتِ عامه
از تضمن اواست ش ای مسلوبات م ازینجا است که محمد رسول اللہ
مختص للاستیناف است از عموم لا اله نه موخر بنا بر مطلبی که مذکور شد ش
باید دانست اَنْ واِنّ مشدّد در حالِ تخفیف از اقتضا وعملش ساقط گردد
ای اسم ونصب وخبر ورفع پس واقع شود بر فعل وحرف
با بقاء معنی تحقیق چنانکه علم ان سیکون منکم مرضی الآیه
بیلاغتِ تقلیل مرضی

ترجمہ اور اِنّ مشدّدہ سے اشارہ ہے تشدید کیطرف یعنی ذکر محمد رسول اللہ کے کثیر کرنے پر اس سبب سے
کہ اس ذکر مین خاص دلالت ہے تضمن موجودات سے۔ اور اسمین معرفت مقصودہ تفصیلی ہی پہر زیادتی کے بعد زیادتی
ہے کہ جو گہیری مین نہین آسکتی۔ اور مسلوبات اوسی سے منبئة علیہا ہین یعنی مسلوبات پر آگہی اوسی تضمن
موجودات سے ہے کیونکہ دلالتِ خاصہ موجودات سے ہے۔ پس اگر وے جن سے دلالت خاصہ
ہے موجود نہونگے معرفت مقصودہ منقطع ہو جائیگی اور وے جنکے تضمن سے دلالت عامہ ہے یعنی
مسلوبات موجود نہونگے۔ یہین سے معلوم ہوا کہ جملۂ محمد رسول اللہ بسبب استیناف یعنی شروع کرنے
اور از سر نو بیان کرنے کے سبب خاص کیا گیا ہے عموم لا الہ سے نہ موخر ہے بنا بر اوس
مطلب کے کہ مذکور ہوا۔ سمجہنا چاہیے کہ اَنّ و اِنّ بفتح وکسر تخفیف کے وقت مین اپنے اقتضا
اور عمل سے ساقط ہو جاتے ہین یعنی تقاضا اسم وخبر کا اور عمل اسم مین نصب کا اور خبر مین رفع کا
اون سے جاتا رہتا ہے۔ پس معنی تحقیق باقی رکہنے کو فعل وحرف پر واقع ہوتے ہین جیسا کہ
کریمہ سورۂ مزمل رکوع دوم مین علم ان سیکون منکم مرضی الآیہ یعنی جان
لیا اوسنے کہ تم مین سے تحقیق کسیقدر بیمار بہی ہون گے۔ کہ اسمین اِن مخففہ محققہ کہ بفتح ہے
مرضی کی بلاغتِ تقلیل کی بنا پر واقع ہوا ہے تاکہ محقق ہو جاوے
کہ مریضون کی کمی واقع ہوئی ہے۔

وان کنت من قبلہ لمن الغافلین ہ بلاغت تقلیل غفلت
وان ھذان لساحران بلاغت تقلیل اشخاص واشھد ان لا الہ
الا اللہ بلاغۃ تقلیل ذکر با آنکہ جائز بود اشھد انہ لا الہ الا اللہ
پس تاویل بہ اَشْھَدُ انہ لا اِلٰہَ اِلَّا اللہ باوجود صحت فصاحۃ وصراحت تخفیف و بلاغۃ
لطیف دور از دانش است وسر تخفیف تحقیق باوجود بقار معنی تحقیق بعید از مقصود
ونیز محقق نشود محمد رسول اللہ بوجہی ونیز معارض شود در تحقیق وتشدید تحقیق
بوجہی پس ناچار سخن در تخفیف وتشدید بہ تقلیل وتکثیر ذکر لفظی ومعنوی رود
واگر سر اشارت نمی پذیری از قبول دعوی کہ از حقائق است چارہ نباشد م
وثانیاً بنص کریمہ ورفعنا لک ذکرک الآیۃ ترجمہ بلند کردیم برائے تو ذکر تخصیصاً

ترجمہ اور کریمہ اَنْ کنت من قبلہ لمن الغافلین کہ سورہ یوسف کے اول رکوع مین ہے
یعنی تحقیق تو اس سے پہلے البتہ بیخبرون مین تہا۔ کہ اسمین اِنْ بالکسر مخففہ محققہ بلاغت تقلیل
غفلت کے لئے واقع ہوا ہے تاکہ محقق ہو جاوے کہ غفلت کی کمی واقع ہوئی ہے۔ اور کریمہ کہ
سورہ طٰہٰ کے تیسرے رکوع مین ہے ان ھٰذان لساحران یعنی بیشک یہ دونون البتہ
ساحر ہین۔ کہ اسمین ان مخففہ بکسر بلاغت تقلیل اشخاص کیوجہ مین واقع ہوا ہے تاکہ محقق ہو جاوے
کہ اشخاص سحرہ کی کمی واقع ہوئی ہے۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ یعنی گواہی
دیتا ہون مین کہ بیشک کوئی شے معبود نہین ہے مگر اللہ۔ کہ اسمین اَنْ مخففہ بفتح بلاغت تقلیل
ذکر کی غرض سے آیا ہے۔ باوجود اس بات کے جائز تہا کہ یہان اَنَّ مشددہ اسطرح مذکور کیا جاتا
اشھد انہ لا الہ الا اللہ پس اشھد انہ لا الہ الا اللہ سے اشھد ان لا الہ الا اللہ
کے ساتھ ماول کرنا باوجود صحت فصاحت اور صراحت تخفیف اور بلاغت لطیف کے دانش سے
دور ہے۔ اور تحقیق کی تخفیف کا بہید باوجود باقی رہنے معنی تحقیق کے مقصود سے بعید ہی اور
محمد رسول اللہ ہی ایک وجہ مین کہ وہ تخفیف تحقیق سے محقق نہین ہوتا ہے۔ اور معارض بہی ہوتا ہے
تحقیق تشدید مین بسبب تخفیف تحقیق اور تشدید تحقیق کے ایک وجہ مین۔ پس ناچار کلام تخفیف
وتشدید مین ذکر لفظی ومعنوی کی تقلیل وتکثیر مین جاری ہوگا۔ اور اگر تو اس اشارہ تخفیف کے بہید کو
نہ مانیگا تو اس دعوی کے قبول سے جو حقائق سے ہے چارہ نہو گا۔ اور دوم اس نص کریمہ سے کہ سورہ الم نشرح مین
ہے چنگل مارتا ہون کہ فرمایا ورفعنا لک ذکرک الآیۃ یعنی بلند کیا ہمنے آپکے لئے آپکے ذکر کو خاص کر۔

ش بدلالت لام ای بامتناع اشتراک غیر مخاطب دربن صفت رفعت م بدانکہ
ذکر حضرت نبی الانبیاء در مجالس انبیاء واولیاء بود وبود صلی اللہ تعالی علی نبینا
وعلیہم الصلوٰۃ والسلام ومفسرین گفتہ اند کہ ذکر اسم ذاتی یا صفاتی رسول اللہ تعالی
صلعم باسم ذاتی یا صفاتی خدائے عز وجل است مگر در آخر اذان واقامت وتکبیر
تحریمہ وتکبیر ذبح انتہی۔ واین ش ای گفتہ مفسرین م از اعتصام اول
کہ اصل الاصل ایمان است ظاہر واستثنا ہم ظاہر ۱۲ دردمندی میگوید کہ استثناء
نتواند شد با آنکہ کاف خطاب بذات است کہ بمظہریۃ تامہ خودش دلیل کامل
بر ذات اللہ تعالی وصفاتہ است پس ذکر اسم با اسم گنجایش استثناء تواند داشت
نہ ذکر ذات مع بذات وصفات مع بصفات ونیز فکری در عموم رفعت بانواعش
وعموم ذکر وذاکر ومقام ذکر بانواعش ش چنانکہ در ذکر کیفیت تفسیر کریمہ

ترجمہ بدلالت لام تخصیص کہ غیر مخاطب کا اس صفت رفعت مین اشتراک کا امتناع ہے یعنی مخاطب
کے سوا اس صفت رفعت وبلندی مین غیر کا شریک ہونا منع ہے بسبب دلالت تخصیص لام کے
معلوم ہو کہ ذکر حضرت نبی الانبیاء مجالس مین انبیاء اور اولیاء کے تہا اور رہتا ہے۔ خدائے برتر کا
ہمارے نبی اور ان سب پر صلوٰۃ وسلام ہو جیو۔ اور مفسرین نے کہا ہے کہ رسول خدائے
تعالی صلے اللہ علیہ وسلم کے اسم ذاتی یا صفاتی کا ذکر خدائے عز وجل کے اسم ذاتی یا صفاتی کے
ساتھہ ہے مگر آخر اذان اور اقامت اور تکبیر تحریمہ اور تکبیر ذبح مین۔ انتہی یعنی تمام ہوا کلام مفسرین
اور یہ یعنی مفسرین کا قول اعتصام اول کلمہ شہادت سے کہ ایمان کا اصل الاصل ہے ظاہر
ہے اور استثنا بہی ظاہر ہے۔ ایک دردمند کہتا ہے کہ استثنا نہین ہو سکتا اسوجہ
سے کہ کریمہ مذکورہ مین کاف خطاب ذات سے ہے کہ اپنی خود کی مظہریت تامہ کے
سبب کامل دلیل خدائے تعالی کی ذات اور اوسکی صفات پر ہے۔ پس ذکر اسم کا
اسم کے ساتھہ گنجایش استثنا کی رکہہ سکتا ہے نہ ذکر ذات کا ذات کے ساتھہ
اور صفات کے ساتھہ۔ اور کچہہ فکر عموم رفعت مین بہی مع اوسکے انواع کے
اور عموم ذکر اور ذاکر مین اور عموم مقام ذکر مین مع اونکی
انواع کے بسبب یعنی دانشمند پر لازم ہے جیسا کہ ذکر کیفیت
تفسیر کریمہ کہ سورہ بقر رکوع انتیس مین ہے

واذ کروا نعمت اللہ علیکم وما انزل علیکم من الکتاب والحکمۃ یعظکم بہٖ
مذکور است ؏ بر لبیب لازم است و کریمہ قد انزل اللہ الیکم ذکراً رسولاً الآیۃ
ترجمہ فرود آورد اللہ تعالیٰ بسوی شما ذکر یعنی رسول + ذکر آنست کہ می رساند
بمذکور ہمانا دال است بر مدلول بدلالت عقلی و لفظی و مراد از ذکر رسول است
کہ دلالتی دارد بنفس نفیس خود بر مراتب مثبتۃ الالوہیت و اوامر و مراتب
منفیۃ الالوہیۃ و نواہی بمظہریت خود از موجودات بوجود تضمنی و از مسلوبات بوجود
التزامی و انتزاعی پس از ذکر رسول بزبان بل بدل و جان چارہ نبود یا رب
صلّ وسلّم علیہ دائماً ابداً و از کریمہ واذکروا نعمت اللہ علیکم الآیۃ
ترجمہ یاد کنید نعمت اللہ تعالیٰ را کہ بر شما است فرضیۃ تابیدی ذکر
نعمت اللہ کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم است
برسالت خودش۔

ترجمہ واذکروا نعمت اللہ علیکم وما انزل علیکم من الکتاب والحکمۃ یعظکم
بہٖ ط اس عموم وانواع ذکر وغیرہ کا مذکور ہے (دیکھو ذکر ۱۴۸) اور کریمہ کہ سورۂ طلاق رکوع آخر میں ہے
قد انزل اللہ الیکم ذکراً رسولاً الآیۃ یعنی اوتارا خدائے تعالیٰ نے تمہاری طرف
ذکر یعنی رسول۔ ذکر وہ ہے کہ مذکور کو پہونچا دیوے یہی دال ہے مدلول پر عقلی اور لفظی دلالت
سے۔ اور مراد ذکر سے رسول ہے کہ خود اپنے نفس نفیس سے اون مراتب پر ایک دلالت
رکھتا ہے جو الوہیت اور اوامر کے ثابت کرنیوالے ہیں۔ اور اون مراتب پر جو منفی ہیں الوہیت
اور نواہی کے لبسبب اپنے مظہر ہونیکے موجودات سے باعتبار وجود تضمنی کے اور مسلوبات سے
باعتبار وجود التزامی کے اور انتزاعی کے پس بذریعہ زبان بلکہ دل وجان سے ذکر رسول سے
چارہ نہو گا۔ ای رب درود وسلام بھیج آپ پر ہمیشہ سے ہمیشہ تک و آیت کریمہ
سے کہ سورہ بقر رکوع ۲۹ میں ہے واذکروا نعمۃ اللہ علیکم الآیۃ یعنی
اور یاد کرو خدا کی نعمت کو کہ تمپر ہے۔ ذکر نعمت خدا کا
کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اسکے ہمیشہ
کرنیکا فرض ہونا خود آپ کے
رسالت سے

بیان تفسیر کریمہ
قد انزل اللہ الیکم ذکراً
رسولاً الآیہ مراد از ذکر
رسول۔

تفسیر کریمہ اذکروا
نعمۃ اللہ علیکم الآیہ
مراد عبادۃً للہ از فرضیۃ
تابیدی۔

بمظہریت تضمنی صفات ثبوتیہ قدیمہ والتزامی صفات مسلوبہ مخصوصہ محمدیہ صلعم
بقرینہ ملحق اسے وما انزل علیکم من الکتاب والحکمۃ یعظکم بہٖ ط از آنکہ توقف
نزول و تحصیل ذکر کتاب و حکمت بر رسول است ظاہر است عبادۃً للہ تعالیٰ فرضیۃ تابیدی را
واستثناء حضرت مظہر اظہر صلعم کہ اعلیٰ النعماء است از عموم نعمت نتوانند شد ش
وفی انوار التنزیل واذکروا نعمۃ اللہ علیکم التی من جملتہا الہدایۃ وبعثۃ محمد علیہ
السلام وفی مدارک التنزیل واذکروا نعمت اللہ علیکم
بالاسلام و بنبوت محمد صلی اللہ علیہ
وسلم۔
؏

ترجمہ۔ صفات ثبوتیہ قدیمہ کا تضمنی مظہر ہونیکے سبب اور صفات مسلوبہ مخصوصہ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
التزامی مظہر ہونیکے سبب اوس قرینے سے جو لاحق ہو گیا ہے یعنی وما انزل علیکم من الکتاب
والحکمۃ یعظکم بہٖ ط سے ظاہر ہے یعنی تابیدی فرض ہونا ذکر نعمت خدا کا کہ محمد صلعم ہیں عبادت خدائے
تعالیٰ کے غرض سے ہے۔ ترجمہ کریمہ یہ ہے۔ یعنی اور جو خدائے تمپر کتاب اور حکمت نازل فرمائی کہ جس سے
تم کو سکھاتا ہے۔ مطلب کہ اس نعمت خدا محمد صلعم کے ہمیشہ ذکر کرنیکی فرضیت اس قرینہ لاحقہ سے
ظاہر ہے عبادت خدائے تعالیٰ کی غرض سے کیونکہ توقف نزول اور تحصیل ذکر کتاب و حکمت۔ رسول کر
ہے لہذا ان اسباب عبادت کا رسول پر موقوف ہونا نعمت رسالت کے دوامی ذکر کا مستوجب ہے
پس حضرت مظہر اظہر صلی اللہ علیہ وسلم کہ نعمائے الٰہی میں سب سے اعلیٰ نعمت ہیں عموم نعمت سے
آپکا استثناء نہیں ہو سکتا۔ اور تفسیر انوار التنزیل میں ہے واذکروا نعمۃ اللہ علیکم التی من
جملتہا الہدایۃ وبعثۃ محمد علیہ السلام یعنی اور یاد کرو خدا کی نعمت جو تمپر ہے ایسی کہ من جملہ اوسکے ہدایت
ہے اور بعثت محمد علیہ السلام۔ اور تفسیر مدارک التنزیل میں ہے واذکروا نعمۃ اللہ علیکم بالاسلام
وبنبوۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم یعنی اور یاد کرو خدا کی نعمت کہ تمپر ہے بسبب اسلام اور بسبب
نبوت محمد صلی اللہ علیہ
وسلم کے

وکریمہ یا ایھا الذین امنوا صلّوا علیہ وسلموا تسلیما

ترجمہ ای انانکہ گرویدند صلوۃ ورزید براو صلعم وسلام بجا آرید بنوع بجا اوردن یا بکثرت **ش** بنابر دلالۃ مفعول مطلق ونوع بجا اوردن ادب است **م** ذکر رسول اللہ تعالیٰ صلعم بشمول صلوۃ وسلام درحکم فرض یا وجوب است علی اختلاف العلماء باید دانست تقدیم تصدیق ذاتِ واجب تعالیٰ شانہ بفرض بالذات است پس اقرار زبانی نیز درمرتبۂ اختلاف چنانکہ معروف است پس بضرورتش **مش**
ای تصدیق ذاتِ واجب تعالیٰ تصدیق بذات محمد رسول اللہ
تعالیٰ صلعم دلالۃً علیٰ ذاتہ وصفاتہ تعالیٰ بذاتہ وصفاتہ
صلعم بفرض بالسبب است واقرار
ہمچو اقرار مذکور۔

✢

ترجمہ اور کریمہ کہ سورۂ احزاب کے رکوع ہفتم مین ہے یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما یعنی اے وی کہ گردیدہ ہوگئے درود اختیار کرو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اور سلام بجالاؤ بجالانیکے طریقہ سے یا کثرت سے۔ بسبب دلالت مفعول مطلق کے۔ اور بجالانیکا طریق ادب ہے پس ذکر رسول اللہ تعالیٰ صلے اللہ علیہ وسلم صلوۃ وسلام کے شمول کے سبب حکم فرض یا وجوب مین ہے علمار کے اختلاف کی بناپر۔ سمجھنا چاہیے کہ ذات واجب تعالیٰ شانہ کی تقدیم تصدیق فرض بالذات مین ہے پس اقرار زبانی بھی مرتبۂ اختلاف مین جیساکہ معروف ہے۔ پس اوسی ذات واجب تعالیٰ کی تصدیق کی ضرورت کے سبب ذاتِ محمد رسول
خدائے تعالیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ تصدیق فرض بالسبب
مین ہے بغرض دلالت کے ذات وصفات پر خدائے تعالیٰ
کے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات وصفات سے
اور اقرار مانند اقرار مذکور کے۔

✢

بیان آنکہ تقدیم تصدیق ذات واجب تعالیٰ بفرض بالذات است پس اقرار زبانی نیز درمرتبہ اختلاف و تصدیق بذات او صلعم بنابر دلالۃ بر ذات وصفات او تعالیٰ بذات و صفات او صلعم بفرض بالسبب است واقرار ہمچو اقرار مذکور و ہمچنین است تصدیق واقرار بذات شیخ بصفت ولایۃ الخ

وہمچنین است تصدیق واقرار بذاتِ شیخ بصفتِ ولایت دلالۃً الی اللہ تعالیٰ ورسولہ تعالیٰ صلعم درتبع رسول صلعم بذاتہ وصفاتہ شرّفہ اللہ تعالیٰ شرفًا وشرّفنا بہ اللّٰھم صلّ وسلّم علیٰ محمد نبی الرحمۃ وعلیٰ جمالہ کما تحبّہ وترضاہ وشفّعہ فینا وترحمنا بہ۔

ترجمہ اور اسیطرح ہے تصدیق واقرار ذات شیخ کے ساتھہ صفت ولایت مین بغرض دلالت خدائے تعالیٰ اور اوسکے رسول کی طرف رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی مین شیخ کی ذات وصفات کے ساتھہ یعنی شیخ کا اپنی ذات وصفات سے رسول خدا صلعم کا پیرو ہونیکے سبب اوسکی صفت ولایت مین ذات شیخ کے ساتھہ تصدیق واقرار بغرض دلالت ہے خدائے تعالیٰ
اور اوسکے رسول کی طرف۔ خدائے تعالیٰ اوسکو اوس شرف سے مشرف
کرے اور بوسیلہ اوسکے ہم کو مشرف کرے یا اوسی شرف ذات
وصفات صلعم سے ہمکو مشرف فرماوے۔ اللھم
صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی جمالہ
کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا
وترحمنا بہ

ذکر کیفیۃ حاضری دردمندی بآستان رحمۃ نشان خواجہ خواجگان حضرت حبیب اللہ معین الحق محمد والدین معین الدین حسن چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلیٰ آلہ وصحابہ واتباعہ اجمعین
دردمندے بیازدہم ماہ ذیقعدہ ۱۲۸۰ھ ہزار و دوصد وہشتاد ہجری مقدس آستان بوس حضرت علیہ الرحمۃ
مظہر نور وجمال ظہور رب العالمین صلعم حبیب اللہ محمد معین الدین حسن چشتی اجمیری شد **شعر**
فطوبیٰ لباب کبیت العتیق ✤ حوالیہ من کلِّ فجٍ عمیق ✤ ودر سلوک پیشین وحال در بعض کیفیت مخالف
رونمود وآن برآمدن است از اشتباہات معارف محصولہ **ش** اعنی محصولہ است
بفضل اللہ تعالیٰ نہ متحصلہ بکسب خود چہ معرفت علویات بکسب نانجامد۔

ذکر بیان حاضری ایک دردمند کا آستانہ رحمت نشان پر حضرت خواجہ خواجگان حبیب اللہ معین الحق والدین محمد معین الدین حسن چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علیٰ رسولہ محمد ونستشفعہ وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین
ایک دردمند گیارھوین ماہ ذیقعدہ ۱۲۸۰ھ بارہ سواسی ہجری مقدس کو حضرت علیہ الرحمۃ کا کہ مظہر ہین نور اور
جمال ظہور رب العالمین صلعم کے لقب آپکا حبیب اللہ اور نام مبارک محمد معین الدین حسن چشتی اجمیری ہے
آستان بوس ہوا۔ **شعر** فطوبیٰ لباب کبیت العتیق ✤ حوالیہ من کلِّ فجٍ عمیق ✤ **ترجمہ**
اوس در کے کیا ہی کہنے گویا خدا کا ہے گھر ✤ گہری کشادہ راہین ہر سو ہجوم در پر ✤ اور یہان اگلے
اور حال کے سلوک مین بعض کیفیت مین مخالفت نظر آئی اور یہ اگلے محصولہ معارف کے شبہون سے
نکلجانا ہے یعنی اون معرفتون سے جو خدائے تعالیٰ کے فضل سے حاصل ہوئے ہین نہ اونسے جو اپنے
کسب سے حاصل کی ہین اسلئے کہ علویات کی معرفت
کسب سے انجام نہین پاتی ہے۔

م پیشینیہ در ترتیب ضروری نیست یا معین سلوک این طریقۂ علیا ہمچنین باشد رضی اللہ تعالیٰ
عن اہالیہا کرت سوم کہ بماہ جمادی الاول ۱۲۸۱ھ ہزار و دوصد وہشتاد و یک ہجری مقدس رسید
تا سہ روز وقت قصد باریاب میشد وفیض اجمالی بروحش میرسید وفانی مثال نور تمثال حضرت
علیہ الرحمۃ میگردید وتا چندی بحسب الاشارۃ بوریا عظیم فیض از حضرت علیہ الرحمۃ میرسید ازینجا
پندارد کہ منشار تعین تشخص حضرت علیہ الرحمۃ ذات تعالیٰ شانہ باعتبار شان العظیم است بہ
نصیب جزئی واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقۃ الحال پس تعلقش بحضرت صلعم شد وبحسب الاشارۃ ذکر
کلمۂ طیبہ مع الصلوٰۃ گرفت ونوبت بصفات مشترکہ وصفی تضمنا **ش** در اشتراک وصفی اتصاف
بصفات اللہ تعالیٰ تضمناً ضروریست نہ التزاماً پس تمائزش بصفۃ العلم کہ دران علم ذات واجب
تضمناً ضروریست بین است بمقابلہ علمیکہ دران علم ذات واجب تضمیناً نیست **م** رسید
گاہی بملاحظۂ عالم امر وگاہے مع فنائیش بشہود عالم خلق وانرا بماہیات حسنہ تعبیر میکرد
واین فوق ماہیات مشترکہ ہمی التزاماً است

ترجمہ اور کچھ ترتیب مین مخالفت معلوم ہوئی۔ اور ترتیب ضروری نہین ہے۔ ای معین اس طریقۂ علیا کا
سلوک ایسے ہی ہوگا رضی اللہ تعالیٰ عن اہالیہا خدائے تعالیٰ راضی ہوگیا ہے اس طریقہ والون سے۔ تیسری بار کہ
ماہ جمادی الاول ۱۲۸۱ھ بارہ سو اکیاسی ہجری مقدس مین پہونچا۔ تین روز تک وقت قصد باریاب ہوتا تھا۔
اور آپکی روح سے فیض اجمالی پہونچتا تھا۔ اور مثل نور تمثال حضرت علیہ الرحمۃ کا فانی ہوتا تھا۔ اور کچھ دنون تک
اشارہ کے موافق یا عظیم کے ورد سے حضرت علیہ الرحمۃ سے فیض پہونچتا تھا۔ یہین سے معلوم ہوتا ہے کہ منشار
تعین تشخص حضرت علیہ الرحمۃ کا ذات تعالیٰ شانہ باعتبار شان العظیم کے ہے نصیب جزئی کے ساتھ یعنی
شان عظیم خدائے تعالیٰ آپ سے کے تشخص کے تعین کا منشار اور اصل واقع ہوئی ہے اور اس صفت شانیہ
سے آپکو جزئی نصیب حاصل ہے پس آپ مظہر جزئی شان عظیم ہین۔ اور حقیقت حال کو خدا ہی خوب
جانتا ہے۔ پھر اوس کا تعلق حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوگیا۔ اور اشارہ کے موافق کلمۂ طیبہ کا ذکر
مع صلوٰۃ شروع کیا۔ اور صفات مشترکۂ وصفی کے ساتھ بطور تضمن کبھی بلاحظہ عالم امر مین اور کبھی مع اوسکی فنا کو شہود
عالم خلق مین نوبت پہونچی کیونکہ اشتراک وصفی مین صفات خدائے تعالیٰ کیساتھ بطور تضمن متصف ہونا ضروری ہے نہ بطور التزام
پس اسکا تمائز صفت علم سے کہ اوسمین علم ذات واجب بطور تضمن ضروری ہے اوس علم کے مقابلہ مین جس مین علم ذات
واجب بطور تضمن نہین ہے ظاہر ہی۔ اور اس اتصاف صفات مشترکہ وصفی کو جو بطور تضمن کبھی عالم امر کی ملاحظہ مین اور کبھی مع اوسکی فنا کی شہود
عالم خلق مین تھا ماہیات حسنہ سے تعبیر کرتا تھا۔ اور یہ فوق یعنی اوپر ہی ماہیات مشترکہ ہی سے جو بطور التزام ہین۔

ش در اشتراک اسمی عدم اتصاف بصفات اللہ تعالیٰ تضمناً ضروریست مگر التزاماً پس تمایز ش
بصفۃ العلم کہ دران علم ذات واجب تضمناً ضروری نیست بین است بمقابلہ علمیکہ دران علم
ذات واجب تضمناً ضروری است **م** و این انوار ماہیات حسنہ بسیر نظری از ۳ سال مینمود
و آرزویش میداشت کہ اکنون بضمن حضرت علیہ الرحمۃ از آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بسیر قدمی
نصیب شدہ افتان وخیزان از مرتبۂ لاعین بمرتبۂ لاغیر رسید و انقطاع کلی از ملاحظۂ عالم امر شد
و اینہمہ را در مرتبۂ اعتبار ربوبیت یافت ازین پس از ظل محبت کہ دران لحاظ نسبۃ ہم است پس
از ظل حب بقطع نسبۃ باتصاف محض کہ اللہ سبحانہ را بذات خود تعالیٰ است پس محبوبیۃ بلا اعتبار
نسبۃ بل بقطع لحاظ حب مشرف شد و باشد کہ عروج حقیقت موسوی تا اینجا باشد علی نبینا وعلیہ
الصلوۃ والسلام وزین پس عروج شد وکیفیۃ تفصیلی مشہود نشد **ش** تواند شد کہ بسبب عروج
بسوی اجمال ذات تفصیل نیافتہ **م** وہم از اشتباہ ماخذ انتزاع اصول عناصر برآمد در سلوک
پیشین ماخذ انتزاع اصول عناصر مرتبۂ ذات مستجمع صفات تعالت و تقدست فہما عنہا دانستہ بود

ترجمہ کیونکہ اشتراک اسمی مین صفات خدا تعالیٰ کے ساتھ بطور تضمن متصف نہونا ضروری ہے مگر بطور التزام
پس اسکا تمایز صفت علم سے جسمین علم ذات واجب تضمناً ضروری نہین ظاہر ہے بمقابلہ اوس علم کے جس مین
علم ذات واجب تضمناً ضروری ہے - اور یہ انوار ماہیات حسنہ کے سیر نظری مین تین سال سے معلوم ہوتے
تھے اور اوسکی آرزو رکھتا تھا کہ اب حضرت علیہ الرحمۃ کے ضمن مین آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے
بذریعہ سیر قدمی نصیب ہوگئے - گرتا پڑتا مرتبۂ لاعین سے مرتبۂ لاغیر کو پہونچگیا - اور ملاحظۂ عالم امر سے
کلی انقطاع ہوگیا - اور ان سبکو مرتبۂ اعتبار ربوبیت مین پایا -
اس کے بعد ظل محبت سے کہ اسمین لحاظ نسبت بہی ہے - پہر ظل حُبّ سے قطع نسبت کے ساتھ
محض اتصاف کیصورت مین کہ خدائے سبحانہ کو اپنی ذات برتر کے ساتھ ہے - پہر محبوبیت سے
بغیر اعتبار نسبت کے بلکہ ساتھ قطع لحاظ حب کے مشرف ہوا - اور شاید کہ عروج حقیقت موسوی کا
یہانتک ہووے علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام -
اسکے بعد عروج ہوا اور تفصیلی کیفیت مشہود نہین ہوئی ممکن ہے کہ بسبب عروج کے اجمال ذات
کی طرف سے تفصیل نہووے - اور اشتباہ سے ہی اصول عناصر کے انتزاع کے ماخذ کے نکل گیا
اگلے سلوک مین اصول عناصر کے انتزاع کا ماخذ مرتبۂ ذات مستجمع صفات جو برتر و پاک ہے
از رد ی شبہہ کے اوس سے سمجہا ہوا تہا

اکنون معلوم شد کہ مرتبۂ ذات مستجمع صفات محمد صلعم ماخذ انتزاع وجود عناصر است در معرض مسلوبات
و ہمچنین دیگر ذوات بر تفاوت درجات موجودات و مسلوبات متصفہ بشان الحلیم ماخذ انتزاع
ارض است و ماخذ انتزاع دیگر ندانستہ شد واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقۃ الحال وزین پس سیر در مرتبۂ
اعتبار ان اللہ غنیٌّ عن العالمین شد کہ دریجا لحاظ ربوبیت نیست و اینمرتبہ نیز در حقیقۃ
محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بسیر قدمی یافت پس تعلق شد بہ ہیاٰت وجدانی رسول اللہ
تعالیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و بر دلش فرمودند کہ ذات مسمّٰی باسم مبارک محمد صلی اللہ علیہ وسلم
منطبق است بذات مسمّٰی باسم مبارک اللہ سبحانہ وتعالیٰ شانہ وفیض در وسط سرش نزول یافت
پس در جملہ ہیاٰت وجدانی و در ضمن آن بعناصر ہم جاری شد و معلوم شد کہ ہمین مرتبہ ہیاٰت
وجدانی دلالۃ بانطباق است وفیضی درینمقام خاص از حضرت امام زین العابدین رضی تا ۳ پاس بقوت میرسید
پس متصلاً درہمین مقام فیضی از حضرت امام جعفر صادق رضی تا ۳ روز میرسید گاہی بقوت گاہی بضعف پس چنان معلوم
شد کہ فرمود با آنحضرت صلعم متوجہ شو و تعلقش بتدریج در ۳ چہار روز از آنان رضی اللہ تعالیٰ عنہما

ترجمہ اب معلوم ہوا کہ مرتبۂ ذات مستجمع صفات محمد صلعم وجود عناصر کے انتزاع کا ماخذ ہے اوسی ذات معرض مسلوبات مین - اور
اسی طرح اور ذاتین موجودات اور مسلوبات کی درجات کے تفاوت پر اور ذات کہ شان حلیم سے متصف ہے انتزاع زمین کا ماخذ ہے
اور اور کے انتزاع کا ماخذ نہین معلوم ہوا اور حقیقت حال کو اللہ تعالیٰ ہی خوب جاننے والا ہے - اور اسکے بعد سیر
مرتبۂ اعتبار اِنَّ اللہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعَالَمِیْنَ ۞ مین ہوئی یعنی خدائے تعالیٰ بیشک تمام جہانون سے
بی پرواہ ہے - کہ اس مقام مین ربوبیت کا لحاظ نہین ہے - اور یہ مرتبہ بہی حقیقت محمدی مین سیر قدمی سے حاصل ہوا
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم - پہر ہیاٰت وجدانی رسول خدا تعالیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تعلق ہوگیا اور
اوسکے دل پر اونہون نے فرمایا کہ وہ ذات جو مسمّٰی ہے اسم مبارک محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ منطبق ہے اوس
ذات سے جو مسمّٰی ہے اسم مبارک اللہ سبحانہ تعالیٰ شانہ سے - اور اوسکے وسط سر مین فیض نے نزول پایا
پہر تمام ہیاٰت وجدانی مین اور اوسکے ضمن مین عناصر مین بہی جاری ہوگیا اور معلوم ہوا کہ اسی مرتبہ ہیاٰت
وجدانی سے دلالت بانطباق مراد ہے یعنی اسم مبارک محمد صلعم کا اسم مبارک اللہ سبحانہ سے منطبق ہونا - اور
ایک فیض اسی مقام خاص مین حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تین گھڑی تک قوت کیساتھ
پہونچتا رہا - پہر متصل طور پر یعنی قریب قریب اسی مقام مین ایک فیض حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے تین روز تک پہونچتا رہا کبہی قوت کی ساتھ اور کبہی ضعف سے - پہر ایسا معلوم ہوا کہ فرمایا آنحضرت صلعم
کیطرف متوجہ ہو - اور جیسا کہ آہستہ آہستہ اوسکا تعلق تین چہار روز مین اونہین حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہما -

بُریده شد و با آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیوستہ لاکن چندے تضمن آن ہر دو امام ہمام پنہان معین بود و تضمن حضرت ثانی اکثر متمائز میشد و درین مقام توقف شد و بتدریج سیر در مرتبۂ کہ جامع جمیع اعتبارات را حاصل شد از تشبیہ تا استغنار زہی شان آن مظہر اتم صلعم و در معنی لی مع اللہ وقت الخ انکشاف ہمین دلالۃ بالنطباق است کہ صفۃ مانعہ است و تکمیل معرفۃ **ش** واضح باد کہ تکمیل معرفۃ بمرتبۂ انطباق در عجز ادراک است نہ ادراک بالاحاطۃ و کیفیۃ چہ عجز لازم انیجاست **ص** اللہ تعالیٰ بی معرفۃ اینمرتبہ ممتنع باشد و یائے متکلم مفعول بہ است و ملائک و ابنیا اولو العزم مقصود فی الکلام علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام فاعل لایسع چہ ایشان مرکز تعینات حوادث بعد تقرر مرکزیۃ اولیٰ بحضرت صلعم ہستند **ش** باید دانست مرکز فرو و احاطۂ مرکز بالا نتواند کرد و تضمن خود نتواند آورد مگر مشرف شود بظلال او بر قدر استعداد خود **ص** فلہذا **ش** ای توقف تکمیل معرفۃ اللہ تعالیٰ بر معرفۃ محمد رسول اللہ تعالیٰ صلعم **ص** اقرار گرفتہ شدند۔

ترجمہ سے جدا کیا گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملگیا۔ لیکن کیقدر اونہین دونون امام ہمام کا تضمن پوشیدہ معین و مددگار رہا۔ اور تضمن حضرت دوم یعنی امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا اکثر متمائز ہوتا تھا اور اس مقام مین توقف ہوگیا اور تدریج کے ساتھ سیر اوس مرتبہ مین جو تمام اعتبارات کو جامع ہے حاصل ہوئے تشبیہہ سے استغنار تک۔ کیا کہنے ہین شان اوس مظہر اتم صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور حدیث شریف لی مع اللہ وقتٌ لایسعنی فیہ ملکٌ مقربٌ ولا نبیٌ مرسلٌ کے معنی مین اسی دلالت بالنطباق کا انکشاف ہے جو صفت مانعہ ہے۔ اور واضح ہو کہ تکمیل معرفت مرتبۂ انطباق کے ساتھ ادراک کے عاجز ہونے مین ہے نہ ادراک ہے احاطہ اور کیفیت کے ساتھ اسلئے کہ عجز اس جگہ کو لازم ہے۔ اور خدائے تعالیٰ کی معرفت کی تکمیل بغیر معرفت اس مرتبۂ ہیأت وجدانی کے جسمین دلالت انطباق کے ساتھ ہے ممتنع ہوگی اور حدیث شریف مذکور مین کلمہ لایسعنی مین یٰ متکلم مفعول بہ ہے اور چارون فرشتے اور انبیار اولو العزم جو کلام مین مقصود ہین۔ ہماری نبی اور اونپر صلوٰۃ وسلام ہوجیو۔ لایسع کے فاعل ہین کیونکہ وے بعد قرار پانے پہلی مرکزیت کے حضرت صلعم کے ساتھ تعینات حوادث کے مرکز ہین۔ سمجھنا چاہیے کہ نیچے کا مرکز اوپر کے مرکز کا احاطہ نہین کرسکتا ہے اور لپنے تضمن مین نہین لاسکتا ہے مگر اپنے استعداد کے موافق اوسکے ظلال کیساتھ مشرف ہوجاتا ہے۔ پس اسی سبب سے کہ معرفت خدائے تعالیٰ کی تکمیل محمد رسول خدائے تعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت پر متوقف ہے

انبیا کو اقرار لئے گئے۔

کما قال اللہ تعالیٰ واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال ءاقررتم علیٰ ذالکم اصری قالوا اقررنا قال فاشھدوا وانا معکم من الشاھدین

ش تفسیر این کریمہ در ذکر کیفیۃ تفسیر کریمہ اذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب و حکمۃ الخ باثبات عظمۃ و فضل حضرت نبی الانبیاء بر غیر ش علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام مذکور است **ص** و اولیاء و سائر مومنان در تبع انبیاء بمعرفت آن رسول کہ محمد است صلعم **ش** اقرار گرفتہ شدند **ص** و این فضل خدای مفضل است بر ہمہ و در ینجا معارف است و در ضمن ہمین معارف کیفیت بر آمد از اشتباہات این است یکی در ماخذ انتزاع اصول عناصر و دوم در حقیقت قرب خاص الخاص کہ استحالۂ حقیقت حادثہ باحقیقت قدیمہ پنداشتہ بود

کما یزعم عن قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

ترجمہ جیسا فرمایا خدائے برتر نے سورۂ آل عمران رکوع نہم مین واخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب والحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال ءاقررتم واخذتم علیٰ ذالکم اصری قالوا اقررنا قال فاشھدوا وانا معکم من الشاھدین یعنی اور جب لیلیا خدا نے عہد مضبوط انبیار سے اوس چیز کا کہ البتہ مین نے تمکو کتاب حکمت دی پھر جبکہ آئے تمہارے پاس رسول وہ کہ تصدیق کرتا ہو اوسکی جو تمہارے ساتھ ہے تو تم ضرور اوسکے ساتھ ایمان لاؤ اور اوسکی ضرور مدد کرو۔ فرمایا جبکہ ایسا ہے تو کیا تمنے اقرار کیا اور میرے عہد کو مع اپنے اقرار کے مان لیا اونہون نے کہا ہمنے اقرار کیا۔ فرمایا تو گواہ رہو تم اور مین بھی تمہارے ساتھ گواہونمین ہون۔ اس آیت کریمہ کی تفسیر ذکر کیفیت تفسیر کریمہ ہذا مین آگے مذکور ہے مع اثبات عظمت و فضل حضرت نبی الانبیار کے آپ کے غیر پر آپ پر اور اونپر درود وسلام ہوجیو۔ وہان ملاحظہ ہو۔ اور اولیا اور تمام مومنین انبیا کی تبع مین اقرار لئے گئے اوس رسول کی معرفت پر کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور یہہ خدائے فضل دہندہ کا فضل ہے سب پر۔ اور اس محل مین معارف ہین۔ اور انہین معارف کے ضمن مین اشتباہات سے نکلنے کی کیفیت یہ ہے۔ ایک اصول عناصر کے انتزاع کے ماخذ مین کہ اسکا ذکر ہوچکا۔ دوسرے قرب خاص الخاص کی حقیقت مین کہ استحالہ حقیقت حادثہ کا حقیقت قدیمہ کے ساتھ سمجھے ہوئے تھا جیسا کہ گمان ہوتا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قول سے۔

مازال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احبہ فاذا احببتہ فکنت سمعہ الذی یسمع بہ و بصرہ الذی یبصر بہ و یدہ التی یبطش بہا و رجلہ التی یمشی بہا ۔
الحدیث نوافل ما دون فرض و واجب است و ضمیر متکلم در کنت مشیر مبالغۂ اختصاص است که تقدیرش فکان سمعی سمعہ خواہد شد چنانکه در کریمۂ لاحقه از اضافه ید اللہ ظاہر است ورنہ استحالۂ ذات بصفت بہ فہم در مند نمی آید و قولہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ ط
و قولہ تعالیٰ فلم تقتلوا ہم ولکن اللہ قتلہم وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ
باید دانست که این نفی ترتب اثر ثبوت ذہنی از مصداق متقدم بتخالف ما ثبت باشد که آن ہمانا قتل ایشانست مر کفار را یا قتل و رمی از کسی بر کسی پس مقصود کلام این است که این قتل چنان نیست که واقع شد از ایشان بر کفار
یا ہمچو قتل و رمی که واقع شود از کسی بر کسے

ترجمہ مازال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احبہ فاذا احببتہ فکنت سمعہ الذی یسمع بہا و بصرہ الذی یبصر بہ و یدہ التی یبطش بہا و رجلہ التی یمشی بہا الحدیث جو میرا بندہ لگا تار میری طرف نوافل کے قریب ہوتا جاتا ہے یہانتک کہ مین اوسکو دوست بنا لیتا ہون پھر جبکہ مین نے اوسکو محبوب کر لیا تو مین اوسکی سماعت بنجاتا ہون کہ اوسکے سنتا ہے اور اوسکی بصارت ہو جاتا ہون کہ اوسی سے دیکھتا ہے اور اوسکا ہاتھ ہو جاتا ہون کہ اوسی سے غلبہ کرتا ہے اور اوسکا پیر کہ اوسی سے چلتا ہے تا آخر حدیث نوافل فرض و واجب کے علاوہ ہین ۔ اور کنت مین ضمیر متکلم مبالغۂ اختصاص کی مشیر ہے یعنی خاص ہونیمین مبالغہ کا اشارہ اسمین ہے جسکی تقدیر اسطرح ہوگی فکان سمعی سمعہ یعنی پس میری سماعت اوسکی سماعت ہو گئی ۔ جیسا کہ کریمہ لاحقہ مین ید اللہ کی اضافت سے ظاہر ہے ۔ ورنہ استحالہ ذات کا صفت سے در مند کی فہم مین نہین آتا ہے ۔ اور قول خدائی تعالیٰ سورۂ فتح رکوع اول مین ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیہم ط یعنی بیشک جو لوگ بیعت کرتے ہین آپ سے یہی بات ہے کہ وے اللہ سے بیعت کرتے ہین ۔ اللہ کا ہاتھ اوپر ہے اون کے ہاتھون کے اور قول خدائے تعالیٰ سورۂ انفال دوم رکوع مین فلم تقتلوہم ولکن اللہ قتلہم وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ الآیۃ یعنی اونہون نے اونکو نہین قتل کیا ولیکن اللہ نے اونکو قتل کیا ۔ اور نہین پھینکی آپنے جبکہ پھینکی اپنے مٹھی بھر خاک ولیکن اللہ نے پھینکی ۔ سمجھنا چاہئے کہ یہ نفی اوس ترتب اثر ثبوت ذہنی کی جو مصداق متقدم سے حاصل ہے ہوگی تخالف مین اوس چیز کے جو ثابت ہو چکی ہے کیونکہ مصداق متقدم وہی اونکا قتل کرنا ہے خاص کفار کو یا قتل اور رمی ہے کسی سے کسی پر پس

پس مبہم شد در حقیقت خودش بنا بر استدراک حقیقتش فرمود ولکن اللہ قتلہم ولکن اللہ رمیٰ پس خبر استحالہ مدعای دیگر بفہم در مند نمیرسد چنانکه آیۃ کریمہ ید اللہ فوق ایدیہم و حدیث شریف کنت یدہ التی یبطش بہا و این ہر دو کریمہ موید ہمدگر بصراحت است و اگر نہ پذیرندش بدانند که نفی بضد ما ثبت باطل است ش باید دانست که ما رمیت و فلم تقتلوا ہم اگر نفی در ضد ثابت است باطل است و اگر در خلاف ثابت است تاویل پذیرد چنانکه از استدراکش ظاہر است ھ و نفی فعل اختیاری عباد با انتسابش بفعل اللہ تعالیٰ حقیقۃً بفارق عدمین و انتفاء استحقاق جزاء موعود عمل صحت نپذیرد و نگفته شود لم تفعلوہ ولکن اللہ فعلہ بل فرمود خلقکم وما تعملون ہ و اگر مقصود است تبع فعل عبد بفعل الٰہی تعالیٰ و حقیقۃ تخلیق پس بعموم تبع و تخلیق این تخصیص چرا است و ابہام و استدراک از کجا شعر اندکی پیش تو گفتم غم دل ترسیدم که دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است ۔ واللہ تعالیٰ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب

ترجمہ پس خود اپنی حقیقت مین مبہم ہوگیا ۔ تو بنا بر استدراک اوسکی حقیقت کے فرمایا یعنی اوسکی حقیقت کے درک حاصل کرنیکی بنا پر فرمایا ولکن اللہ قتلہم ولکن اللہ رمیٰ پس سوائے استحالہ کے دوسرا کوئی مدعا در مند کی فہم مین نہین آتا ہے ۔ جیسا کہ آیت کریمہ ید اللہ فوق ایدیہم اور حدیث شریف کنت یدہ التی یبطش بہا اور یہ دونون کریمہ مذکورہ یعنی ان الذین یبایعونک الخ اور فلم تقتلوہم الخ آپس مین صراحت کے ساتھ ایک دوسرے کی تائید کر رہی ہین اور اگر اُسکو نہ مانین گے تو جان لیوین کہ نفی ما ثبت کی ضد کیساتھ باطل ہے سمجھنا چاہئے کہ ما رمیت اور فلم تقتلوہم یہ دونون اگر نفی ہین ضد مین ثابت کے باطل ہین ۔ اور اگر نفی خلاف مین ہین ثابت کی تاویل پذیر ہین یعنی اوسکی تاویل ہو سکتی ہے جیسا کہ اوسکی استدراک سے ظاہر ہے ۔ اور بندونکے اختیاری فعل کی نفی خدائے تعالیٰ کے فعل کیساتھ حقیقتاً اوسکے منسوب ہونی مین لسبب فارق عدمین کے اور لسبب نفی ہونے استحقاق جزاء موعود عمل کے صحت نہین پاتی ہے ۔ اور نہین کہا جاتا ہے لم تفعلوہ ولکن اللہ فعلہ یعنی اونہون نے اُسکو نہین کیا ولیکن اللہ نے اوسکو کیا ۔ بلکہ فرمایا خلقکم وما تعملون یعنی تمکو پیدا کیا اور جو تم کرتے ہو ۔ اور اگر مقصود ہے تبع یعنی پیرو ہونا فعل بندہ کا خدائے تعالیٰ کے فعل کیساتھ اور مقصود حقیقت تخلیق ہے پس باوصف عموم تبع اور تخلیق کے یہ تخصیص کسلئے ہے اور ابہام اور استدراک کہاں سے شعر اندکی پیش تو گفتم غم دل ترسیدم ✦ کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است
ترجمہ تیری آگے درد دل کچھ ہی کہا تھا ڈر گیا ✦ تا نہ آزردہ ہو تو ورنہ بہت کہنے کو ہے ✦ اور خدائے برتر ہی صواب کو خوب جانتا ہے

ش ہر چند متضمن ایراد و جواب ایراد است لاکن از انکہ فہم ہر کس بآن نرسد فضولی کردہ می شود باید دانست گفتن آنکہ گویا دست خدا بر دست ایشان است و گوئی کہ این قتل از خدا است دگفتی کہ این رمی از خدا است مفید تمثیل است و حال آنکہ لکن برای تمثیل نمیشود پس ازین زعم بی دلالۃ نظم است و در تمثیل اتحاد من وجہ ضرور است پس اگر تمثیل از ثابت بثابت است نفی مہمل است و ہمچنین تمثیل از نفی بثابت و انما و ما رمیت دلالۃ میکند بر تحقیق و تحصیر کہ نظراً بمعنی صریح از متشابہات واجب تسلیم است واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

م اکنون ہویدا شد کہ آن حقیقت ہم حادث غیر مخلوق است درشبہ حقیقۃ ذات و صفات تنزیہی و تشبیہی او تعالی شانہ و داخل تحت امر نیست بلکہ از حجابات ش عبارت است از مرتبہ حادثہ غیر مخلوقہ م منسوبات ذات و صفات تنزیہی و تشبیہی او تعالی است کہ حادث میشود بقدرت و ارادت او سبحانہ از روی زیادت بر صفاتیکہ قایم بذات است کما یدل علیہ قولہ تعالی انما امرہ اذا اراد شیئاً ان یقول لہ کن فیکون ۵ ای اذا اراد شیئاً لکونیتہ الخارجۃ ش من مرتبۃ العلم م یقول لہ کن فیکون کائناً خارجاً ش من مرتبۃ العلم۔

ترجمہ ہر چند متن کتاب ایراد اور جواب ایراد کو متضمن ہی لیکن اسلیئے کہ ہر شخص کی سمجھ اوسکو نہ پہونچ سکے فضولی کیجاتی ہے۔ سمجھنا چاہیے کہ یہ کہنا کہ گویا خدا کا ہاتھ اون کے ہاتھ پر ہی اور تو کہے کہ یہ قتل خدا کی ہے اور کہنا کہ یہ رمی یعنی پہینکنا خدا سے ہی مفید تمثیل ہے اور حال یہ ہے کہ لاکن تمثیل کیلئے نہین ہوتا ہے پس یہ زعم و گمان نظم کو بغیر دلالت ہی۔ اور تمثیل مین من وجہ اتحاد ضرور ہے۔ پس اگر تمثیل ثابت سے ثابت کیطرف ہے تو نفی مہمل ہے۔ اور اسی طرح تمثیل نفی سے ثابت کیطرف۔ اور انما اور ما رمیت تحقیق اور تحصیر پر دلالت کرتے ہین کہ نسبت متشابہات کے معنی صریح پر نظر کرکے واجب لتسلیم ہین واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب اب ظاہر ہوگیا کہ وہ حقیقت بھی حادث غیر مخلوق ہی حقیقت ذات و صفات تنزیہی اور تشبیہی خدائے تعالی شانہ کی شبیہ ہین۔ اور داخل تحت امر نہین ہے بلکہ حجابات سے ہی کہ مراد مرتبۂ حادث غیر مخلوق سے ہے جو منسوبات ہین ذات و صفات تنزیہی اور تشبیہی خدائے تعالی کی کہ خدا سبحانہ کی قدرت اور ارادہ سے حادث ہوتی ہین بطور زیادتی کے اون صفات پر جو ذات کیساتھ قائم ہین جیسا کہ اوسپر خدائے تعالےٰ کا قول دلالت کر رہا ہے۔ انما امرہ اذا اراد شیئاً ان یقول لہ کن فیکون ۵ ای اذا اراد شیئاً لکونیتہ الخارجۃ من مرتبۃ العلم یقول لہ کن فیکون کائناً خارجاً من مرتبۃ العلم بترتیب وجود تضمنی او التزامی مبتکو ند سبحانہ یعنی یہی بات ہے کہ اوسکا امر جب کسی چیز کے مرتبۂ علم سے خارج ہونیکے لئے ارادہ کرتا ہے تو اوسکو کہتا ہے ہو جا پس وہ مرتبۂ علم سے خارج ہونیوالا ہو جاتا ہے۔

م بترتب وجود تضمنی و التزامی بتکوینہ سبحانہ اذا بافادت معنی خود بر تقیید زمانی کہ از خصائص حادث است دلالۃ میکند بر حدوث شرط و شرط بر حدوث جزاء و متعلقاتش و معقب بر تجاوز خود از امر و یوم یقول لہ کن فیکون۔ موید است بر تقیید زمانی ش تصریح تحقیقش در ذکر کیفیۃ اثبات مرتبۃ الحجاب بین القدیم والحادث المخلوق مذکور است م دانرا ش ای حجابات را م انواع غیر محصور است و معارف در اینجا است حقیقۃ تجلی طور بقولہ تعالی فلما تجلی ربہ للجبل الآیۃ دلالۃ میکند بر تقیید زمانی و مکانی کہ از خصائص حادث است و حقیقۃ حادثۃ قرآن مجید و کلام با موسی علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام کما فی قولہ تعالی وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب الآیۃ یکلم متعدی بمفعولین دلالۃ میکند بر عروض قوۃ بمفعول ثانی محذوف برائی مفعول اول ولقرینہ ضروری و آن ش ای عروض م تجاوز فعل کلام است از منشار کلام نفسی والا نفی لا یکلمہم اللہ یوم القیامۃ الآیۃ از کلام نفسی دون التجاوز والتقیید و ادراک حادث غیر حادث را نتواند شد ش موافقت میکند این قول را قول صاحب المعتبر و امام رازی در مطالب العالیہ

ترجمہ وجود تضمنی کے مترتب ہونیکو یا التزامی کے خدائے سبحانہ کی تکوین سے۔ حرف اذا اپنے معنی تقیید زمانی پر فائدہ دینے کیساتھ ہی جو حادث کی خصائص سے ہے یعنی قید زمان حادث کی خصوصیت سے ہے دلالت کرتا ہی شرط کی حادث ہونے پر۔ اور شرط اول ہی جزا اور اوسکی متعلقات کی حادث ہونے پر۔ اور معقب یعنی پیچھے کیا گیا ہی امر سے اپنے تجاوز کی بنا پر۔ اور یوم یقول لہ کن فیکون ۵ تقیید زمانی پر موید ہے۔ اسکی تحقیق کی تصریح ذکر کیفیۃ اثبات مرتبۂ حجاب درمیان قدیم اور حادث مخلوق مین مذکور ہے۔ اور اوسکی یعنی حجابات کی قسمین غیر محصور ہین جو حصر و شمار مین نہین آسکتین۔ اور اس جگہ مین معرفتین ہین۔ ایک حقیقت تجلی طور کی بسبب فرمانے خدائے تعالی کے فلما تجلی ربہ للجبل الآیۃ یعنی پہر جب تجلی فرمائی اوسکے پروردگار نے پہاڑ کیلئے الخ کیونکہ یہ تجلی دلالت کرتی ہی تقیید زمانی اور مکانی پر جو حادث کے خصائص سے ہے اور دوم حقیقت حادثہ قران مجید اور سوم کلام موسی علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام کیساتھ جیسا قول خدائے تعالی مین وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب الآیۃ یعنی اور نہین ہے بشر کو کہ اوس سے اللہ کلام کرے مگر بطور وحی کے یا حجاب کے پرے سے۔ یکلم فعل مضارع متعدی بدو مفعول دلالت کر رہا ہی قوہ کی عارض ہو جانے پر مفعول ثانی محذوف کے ساتھ مفعول اول کیلئے اور دلالت کر رہا ہی قرینہ ضروری اور وہ عروض یعنی عارض ہونا تجاوز ہے فعل کلام کا منشار کلام نفسی سے ورنہ نفی لا یکلمہم اللہ یوم القیامۃ الآیۃ یعنی خدا اونسے قیامت کے دن نہین بات کریگا۔ کلام نفسی سے بغیر تجاوز اور تقیید کے ہے۔ اور ادراک حادث کا غیر حادث کے لئے نہین ہو سکتا ہے۔ اس قول کو موافقت کرتا ہے قول صاحب معتبر اور امام رازی کا جو مطالب العالیہ مین ہے۔

انّ کلامہ یرجع الی ما یحدثہ من قدرتہ وارادتہ بقائم بذاتہ تعالیٰ کما فی شرح الفقہ الاکبر لملا علی القاری ﴿ وحقیقۃ قبلۂ مکۂ مبارکہ وبیت المقدس بدلالۃ قبلتین و مسجودیتہ الیہما چہ قدیم متوحد ومسجود لہ است وحقیقۃ کعبہ عبارتست از مرتبۂ تعین ذاتی کہ منشاء صفۃ فعلی در تضمن صفۃ حقیقی است بنا برقرار فعل با آن مرتبۂ ذات حقیقتاً ورجوع حوادث بآن فہو سبحانہ فعّال لما یُرید فہی مرتبۃ مبدرۃ ربوبیۃ مندرجۃ فی حقیقۃ المحمدیۃ المستجمعۃ لاعتبارات الذات فانہا مظہرۃ ماہیتہ وانتزاعیاتہا والفرق بین حقیقۃ قبلۃ بیت المقدس والکعبۃ الشریفۃ انہا من تنزیہ مرتبۃ التی ہی حقیقۃ الکعبۃ الشریفۃ مندرجۃ فی حقیقۃ العیسویۃ المستجمعۃ لاعتبارات تنزیہ المنزہات منتزعاً فانہا مظہرۃ الانتزاعیات وماہیتہا معہا وحقیقۃ امر وتخلیق آدمؑ بید مبارک خود تعالیٰ کما فی قولہ تعالیٰ قال یا ابلیس ما منعک ان تسجد لما خلقت بیدی ط ونوعی حقیقۃ فیض رحمانی ازینجا است ﴿

ترجمہ کہ بیشک کلام خدای تعالی جو رجوع کرتا ہے اوس چیز کو جسکو وہ اپنی قدرت اور ارادہ سے حادث کرتا ہے وہ کلام البتہ اوسکی ذات برتر کے ساتھ قائم ہے جیسا شرح فقہ اکبر میں ہے جو ملا علی قاری کی ہے۔ اور چہارم حقیقت قبلہ مکہ مبارکہ اور بیت المقدس کی دونوں کے قبلہ ہونے اور دونوں کی طرف مسجود ہونیکی دلالت سے کیونکہ قدیم متوحد اور مسجود لہ ہے۔ اور حقیقۃ کعبہ عبارت ہے مرتبۂ تعین ذاتی سے جو صفت فعلی کا منشاء ہے صفت حقیقی کے ضمن میں ہو کر بسبب قرار فعل کے اوس مرتبۂ تعین ذاتی کیساتھ حقیقتاً اور بسبب رجوع ہونے اوسی مرتبۂ ذات کو پس وہ سبحانہ فعّالٌ لما یُرید ہے یعنی بہت بڑا کرنیوالا وہی ہے جس چیز کیلئے ارادہ کرتا ہے۔ پس یہ حقیقت کعبہ مرتبۂ مبدرۂ ربوبیت ہے یعنی ربوبیت کی ابتدا اس مرتبہ سے ہے کہ حقیقت محمدیہ میں مندرج ہے جو مستجمع ہے اعتبارات ذاتیہ کی۔ پس البتہ وہ حقیقت مظہر ماہیت ہے یعنی ماہیت کا ظہور اس مرتبہ سے ہے حالانکہ اوسکے انتزاعیات اوسکے ساتھ ہیں۔ اور فرق حقیقت قبلہ بیت المقدس اور کعبۂ شریف کی درمیان یہ ہے کہ البتہ حقیقت قبلہ بیت المقدس کی مرتبہ ہے تنزیہ کا اوس مرتبہ سے جو حقیقت کعبۂ شریف کی ہے۔ یہ مرتبہ تنزیہہ مندرج ہے حقیقت عیسویہ میں جو مستجمع ہے اعتبارات تنزیہہ منزہات کا بطور منتزع کے۔ پس البتہ یہ حقیقت عیسویہ قبلہ بیت المقدس مرتبۂ تنزیہہ مظہر ہے انتزاعیات کے یعنی انتزاعیات کا ظہور اس مرتبہ سے ہے حالانکہ ماہیتیں اونکی اون کے ساتھ ہیں۔ اور پنجم حقیقت امر کی اور تخلیق آدم علیہ السلام کی خود خدائے تعالیٰ کے دست مبارک سے جیسا قول خدائے تعالیٰ میں قال یا ابلیس ما منعک ان تسجد لما خلقت بیدی یعنی فرمایا ای ابلیس تجھکو کس چیز نے سجدہ کرنیسے منع کیا اوس چیز کیلئے کہ میں نے اپنے ہاتھ سے اوسکو بنایا اور ششم ایک قسم حقیقت فیض رحمانی

واین استحالہ بصفات حجابی بفنا استحال وبقا رمابہ الاستحالہ از متشابہات نباشد آری استحالہ بصفات قدیمہ اگر پندارند از متشابہات باشد پس امتیاز را نشاید وحال آنکہ آن ممتاز است ونیز فاذا احببتہ کنت سمعہ الخ دلالت میکند بر حدوث حجابی ش بدلائلی کہ در تفسیر کریمہ انما امرہ اذا اراد شیئاً الخ مذکور شد ﴿ وہر کہ نرسد بکیفیۃ حقائق درین مسئلہ نیست قدحی در ایمان اجمالی او واہون این است کہ کیفیۃ این حقائق بعلم اللہ سبحانہ سپارد عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احداً الا من ارتضی من رسول الآیۃ پس رسول یعلّمکم ما لم تکونوا تعلمون وتنزیہ در مقابلہ نقائص کہ حقیقتش صفۃ تقدیس است کہ منتزع است از حقائق عینیہ بمقابلۂ نقائص مسلوبہ وسبحانیۃ صفتی است فوق تقدیس وفوق اعتبارات زائدہ آن تنزہ است در مقابلہ شوائب نقائص کہ از صفات زائدہ بر ذات در مرتبۂ لاعینہا ناشی است پس عروج تقدیس تا مرتبۂ سبحانیۃ باشد واین مدعا مدلل بنص نیافتہ شد واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقتہ چندی در سیر ہیأت وجدانی آن مظہر جمال حق صلعم بودم شبی بخواب دیدم بر استقامت بزرگی نقشبندی وبجنب بزرگی چشتی نشستہ اند

ترجمہ اور یہ استحالہ صفات حجابی کا متحال کی فنا اور ما بہ الاستحالہ کے بقا کے ساتھ یعنی جسکا استحالہ کیا گیا ہو اوسکو فنا اور جسکے ساتھ استحالہ ہو اوسکی بقا کیساتھ متشابہات سے نہوگا۔ البتہ استحالہ صفات قدیمہ کیساتھ اگر وے معلوم کریں متشابہات سے ہوگا پس امتیاز کے لائق نہوگا اور حالانکہ وہ ممتاز ہے۔ اور حدیث فاذا احببتہ کنت سمعہ الخ بھی حدوث حجاب پر دلالت کرتا ہے اون دلیلوں سے جو تفسیر کریمہ انما امرہ اذا اراد شیئاً الخ میں مذکور ہوئیں۔ اور جو شخص اس مسئلہ کی حقائق کی کیفیت کو نہ پہونچے اوسکے ایمان اجمالی میں کوئی قدح ونقصان نہیں ہے۔ اور آسان تر یہ ہے کہ ان حقائق کی کیفیت خدائے سبحانہ کے علم کو سونپے کہ بحکم کریمہ عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احداً الا من ارتضی من رسول الآیۃ وہی غیب کا جاننے والا ہے پس نہیں مدد دیتا ہے اپنے غیب پر کسیکو مگر جسکو رسولوں میں سے اوسنے پسند کر لیا پھر رسول یعلّمکم ما لم تکونوا تعلمون ہے یعنی تمکو سکھلاتا ہے جو تم نہیں جان سکتے تھے۔ اور یہ تنزیہہ نقائص کے مقابلہ میں ہے کہ اس تنزیہہ کی حقیقت صفت تقدیس ہے جو حقائق عینیہ سے منتزع ہے نقائص مسلوبہ کے مقابلہ میں۔ اور سبحانیۃ ایک صفت ہے تقدیس کی اوپر اور اعتبارات زائدہ کی اوپر کہ وہ تنزہ ہے نقائص کی شائبوں کے مقابلہ میں کہ ناشی ہے یہ تنزہ صفات زائدہ سے جو ذات پر اوسکے مرتبۂ لاعین میں ہیں۔ پس عروج تقدیس کا مرتبۂ سبحانیت ہوگا۔ اور یہ مدعا نص سے مدلل نہیں پایا گیا۔ اور خدائے برتر ہی اوسکی حقیقت کو خوب دانا ہے۔ کچھ عرصہ اوس مظہر جمال حق صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیأت وجدانی کی سیر میں تھا۔ کہ ایک رات خواب میں دیکھا کہ اپنے دہنی طرف ایک بزرگ نقشبندی اور بائیں

وشخصی پیشش استادہ میپرسد کہ نقشبندی ہستی یا چشتی بدل میگوید کہ ابتدائیش از نقشبندی است و انتہایش از چشتی بیک انتساب خاص بدل خود نادم جوابش نگفت بزرگ نقشبندی فرمود دو ہزار پانصد مرتبہ ذکر اسم بصفتی کہ سواد اعظم است - یکہزار و دو صد مرتبہ - ذکر اسم واین سہ سطر بہمین عبارت بخطِ نورانی نمودند و در مقابلۂ سطرِ اول سواد اعظم ہمچو قوس نورانی منقوش بود ش این نوشتہ نمودن دلیل صدق معاملہ موافق کشفِ بزرگان نقشبندیہ است م فکرہا کرد معلوم شد کہ اسم مبارک محمدؐ است کہ صفتش سواد اعظم است بدلیل قولہ تعالیٰ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدّین کلہ ولو کرہ المشرکون

ترجمہ اوست چنانکہ فرستاد پیغمبر خود را متصف بوصف ہدایت و دینِ حق تا ظاہر گرداند او را بر ہمہ ادیان اگرچہ رنجہ باشند مشرکان انتہیٰ باید دانست اتصاف بمعنی لیظھرہ علی الدّین کلہ دلالہ میکند بر مظہریۃ جنس دین حق متضمن بموجودات و باطل ملتزم ش ای موجود ملتزم م متضمن بمسلوبات پس ثابت شد مظہریۃ تامہ و احاطۂ کلی آنحضرت مظہر اتم صلعم -

ترجمہ اور ایک شخص اپنے آگے کہڑا ہو پوچہتا ہے کہ تو نقشبندی ہے یا چشتی - دل مین کہتا ہے کہ اپنی ابتدا نقشبندی ہے اور اپنی انتہا چشتی سے - ایک خاص کے نسبت کرنے مین اپنے دل سے نادم ہوا اوسکو جواب ندیا - بزرگ نقشبندی نے فرمایا - دو ہزار پانسو مرتبہ ذکر اسم اوس صفت کے ساتھ کہ سواد اعظم ہی یکہزار دو سو مرتبہ + ذکر اسم + ... اور یہ تین سطر اسی عبارت سے خط نورانی مین اونہون نے دکہلائین - اور پہلی سطر کے مقابلہ مین سواد اعظم قوس نورانی کی طرح منقوش تہا -

یہ لکہا ہوا دکہلانا بزرگان نقشبندیہ کے کشف کیموافق صدق معاملہ کی دلیل ہے - بہت فکر کی تو معلوم ہوا کہ اسم مبارک محمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم کہ اوسکی صفت سواد اعظم ہے خدا تعالیٰ کے اس قول کی دلیل سے کہ سورہ صف کے اول رکوع مین ہے ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون یعنی وہی ہے جیسا کہ بہیجا اوسنے اپنے پیمبر کو کہ متصف ہے وصف ہدایت سے اور دین حق سے تا کہ اوسکو ظاہر کرے سب دینون پر اگرچہ مشرکین ناراض ہون ختم ہوا - سمجہنا چاہئے کہ لیظھرہ علی الدین کلہ کے معنی سے متصف ہونا دلالت کرتا ہے مظہریت پر جنس دین حق کے کہ متضمن ہو موجودات کو اور جنس دین باطل ملتزم کے یعنی موجودہ ملتزم کے کہ متضمن ہو مسلوبات کو پس ثابت ہو گئی پوری مظہریت اور کلی احاطت آنحضرت مظہر اتم صلے اللہ علیہ وسلم کی

در آوان بمنتزعاتش تضمنا و التزاما بقیام حقیقی و مجازی و تفصیل از تفسیر این کریمہ بجایش دریافتہ شود ش تفسیر این کریمہ در ذکر کیفیۃ تفسیر کریمہ یریدون لیطفؤا نور اللہ بافواھھم مذکور است م پس تا حدیکہ خدا تعالیٰ خواست بملاحظۂ سواد اعظم ذکر کرد حقیقۃ جامعہ انسانیہ مع انتزاعیات عدمی مخصوصہ نور محمدی ش ای مسلوبات کہ وجود یافتہ است در ذات مبارک صلعم م و انتزاعیات وجودی از مرتبۂ ربوبیت تا استغنا ہویدا شد صلعم و در ینجا مصداقیہ مابہ النفی ملحوظ نیست بل تعرض دلالۃ الیٰ مابہ الاثبات است و معارف نامتناہی است در انتزاع از منتزع منہ در جانب عدمیات تنزلا و در جانب موجودات عروجا کہ حاصل می شود تا خواست او تعالیٰ - و بدانکہ ازین سہ سطر اشارتست بہ تعداد ذکر اسم تا وقتِ مناسب بارہ ہرچہ تواند و مرتبۂ سواد اعظم منطبق بر ذات واجب نتواند شد چہ سواد مقتضی حد حادث است و او تعالیٰ ازین محدودیۃ منزہ گشت پس این انطباق بر مرکز دائرہ حوادث یعنی ذات مبارک محمد صلعم منطبق باشد کہ محدودیۃ آن در حد حدوث است نہ در حد ذات و عوارض چہ تشخص روحی حضرت مظہر جمالِ حق صلعم بحکم ظلیت ذی ظل اوسع -

ترجمہ آوان مین آپکے منتزعات کے سبب بطور تضمن اور التزام کی حقیقی اور مجازی قیام کیا تہا - اور تفصیل اس کریمہ کی تفسیر اپنی جگہ پر دریافت کیجاوے - اس کریمہ کی تفسیر ذکر کیفیت تفسیر کریمہ یریدون لیطفؤا نور اللہ بافواھھم مین مذکور ہی پس اوس حد تک کہ خدائے تعالیٰ نے چاہا ملاحظۂ سواد اعظم مین ذکر کیا - تو حقیقت جامعہ انسانیہ مع انتزاعیات عدمی مخصوصہ نور محمدی صلعم کے یعنی وے مسلوبات کہ ذات مبارک صلعم مین وجود پائے ہوئے ہین اور مع انتزاعیات وجودی کے مرتبۂ ربوبیت کی استغنا تک ہویدا ہو گیا صلی اللہ علیہ وسلم - اور اسجگہ مین مصداقیت مابہ النفی ملحوظ نہین ہے یعنی اوس چیز کی مصداقیت کا لحاظ نہین ہی جسکی نفی ہے بلکہ دلالت کا تعرض مابہ الاثبات کی طرف ہی یعنے جسکے ساتہہ اثبات ہے دلالت کا عارض ہونا اوسی کیطرف ملحوظ ہی - اور معارف بی انتہا ہین انتزاع کی حالت مین منتزع منہ سے - عدمیات کی جانب مین تنزل کے طور پر اور موجودات کی جانب مین عروج کی راہ سے کہ یہ معارف حاصل ہوتے ہین جہانتک مرضی خدائے تعالیٰ ہو اور معلوم ہو کہ ان تین سطرین تعداد ذکر اسم کی طرف اشارہ ہی وقت مناسب تک اور پہر جسقدر ہو سکے - اور مرتبہ سواد اعظم ذات واجب پر منطبق نہین ہو سکتا ہی کیونکہ سواد مقتضی ہی حد حادث کو اور خدائے تعالیٰ اس محدود ہونے سے پاک ہی پس یہ انطباق حوادث کے دائرہ کی مرکز پر یعنی ذات مبارک محمد صلعم پر منطبق ہو گا کیونکہ اوسکی محدودیۃ حد حدوث مین ہی نہ حد ذات اور عوارض مین اسلئے کہ حضرت مظہر جمال حق کا روحی تشخص ذی ظل کے ظل ہونیکے حکم کے (موافق وسیع تر ہے)

وتشخص عنصری در تبع روح متضمن موجود است بمعرض مسلوباتش در مقابلہ تنزہ ذاتیش متخذ از وے
وہر چہ از مسلوبات مخصوصہ محمدیہ صلعم موجود خارج در آنحضرت صلعم یافتہ شود غیر مقصود المحل است
واز متشابہات تاویلش بعلم الٰہی سبحانہ باید سپرد واز ینجا است دفع منافات آنکہ مبدئیۃ واولیۃ
ذات مبارک صلعم ممکنات را مرکبا وبسیطا مانع تربیتش صلعم از عالم کبیر است وتربیتش
از عالم کبیر مانع مبدئیۃ واولیۃ او صلعم والبتہ در توسع روح وکیفیۃ اتخاذ **ش** بہ خا ودال
منقوطتین **ھ** عنصر از وے فکر بیشتر نارسا است ومعارف کمال سعۃ صفات حق سبحانہ درین وسط
توسع روح واتخاذ عنصر از وے است ہر کہ شناختش **ش** ای کیفیۃ توسع واتخاذ عنصر را
ھ شناختش **ش** ای ان معارف را **ھ** پس عنصر اشرف حضرت مظہر اول صلعم اطہر والطف
از عنصر غیر خود است وہما نا بودن سایہ عنصر مبارکش را صلعم کہ ازین اتخاذ است **یعنی**
ای از اتخاذ عنصر در تبع روح **ھ** دلیل فضیلۃ غایۃ تنزہ عنصر وروح مبارکش صلعم بر مقابل است
واگر رسید بہ کیفیۃ اتخاذ عنصر دریابد فضلات امعائی حضرت النبی الاطہر علیہ الصلوٰۃ والسلام طاہرات لعصمۃ موجودات از مسلوبات وجوبا

ترجمہ اور تشخص عنصری - روح متضمن موجودات کی تبع مین اوسی روح کے معرض مسلوبات مین اوسکے داتی تنزہ کے
مقابلہ مین اوسی روح سے متخذ ہے یعنی اخذ ہوتا ہے - اور جو کچھ مسلوبات مخصوصہ محمدیہ صلعم سی آنحضرت صلعم
مین خارج مین موجود پایا جاتا ہی غیر مقصود المحل ہی اور متشابہات کی ہے - اوسکی تاویل علم الٰہی سبحانہ کی سپرد
کرنی چاہئے - اور یہین سے دفع منافات ہے وہ یہ کہ ذات مبارک صلعم کا مبدء اور اول ہونا مرکب
اور بسیط ممکنات کے لئے آپکی تربیت کا عالم کبیر سے مانع ہے - اور آپکی تربیت عالم کبیر سے حضور صلعم کے
مبدء اور اول ہونیکی مانع ہی - اور البتہ روح کی توسع اور عنصر کے اتخاذ کی کیفیت مین اوسی روح سی فکر اکثر
رسائی نہین کرتی - اور معارف کمال سعت صفات حق سبحانہ کے اس توسع روح اور اتخاذ عنصر کے واسطہ مین
اوسی روح کی ہین - تو جس کسینے اس کیفیت توسع اور اتخاذ عنصر کو پہچان لیا اوسنے اون معارف کو
پہچان لیا - پس عنصر اشرف حضرت مظہر اول صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے غیر کے عنصر سے پاکیزہ تر اور لطیف تر
ہے - اور یہی عنصر مبارک حضور صلعم کے سایہ کا نہونا ہی کہ اسی اتخاذ کے سبب سے ہی یعنی بسبب اتخاذ عنصر کے
تبع روح مین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عنصر اور روح مبارک کے غایت ونہایت تنزہ کی مقابل پر دلیل فضیلت ہے
اور اگر اتخاذ عنصر کی کیفیت پر رسائی ہوجاوے تو معلوم کرلیگا کہ حضرت نبی اطہر علیہ الصلوٰۃ و
السلام کے فضلات امعائی پاک ہین بسبب عصمت موجودات کے
مسلوبات سے از روے وجوب کے

وفرق مراتب تنزہ میان حقائق معصومہ ومحفوظہ وہمہ دیگر حقائق متجانسہ بر قدر تفاوت تنزل از جانب
موجودات بسوئی مسلوبات است پس این طہارت در دیگر انبیاء واولیاء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ
والسلام تواند شد جواز **اش** دلیل بر وجوب جوازا ز ذکر کیفیۃ تخلیق نور محمد صلعم من نور اللہ
سبحانہ الخ توان دریافت **ھ** پس بنگر بحقیقۃ ناقصۃ الحفظ وجائزۃ الحفظ بحکم امتزاج حقیقۃ
وجودی وعدمی **ش** حکم در امتزاج حقیقۃ وجودی وعدمی چنانست کہ حکم کردہ شود بر عدمی
چنانکہ ایمان وکفر وشرک بہم کند در نفس خود پس حکم کردہ شود بر کفر کما قال اولئک الذین کفروا بآیات
ربہم ولقائہ فحبطت اعمالہم الآیہ ولئن اشرکت لیحبطن عملک الآیۃ ودر اجتماع عمل با طاعۃ وعصیان کبیرہ
حکم کردہ شود بفسق **ھ** پس ممنوعۃ الحفظ ممنوعۃ الطہارت است فالحکم من الحقائق ومن الاحکام عند اللہ تعالیٰ
ورسولہ تعالیٰ کما فی قولہ تعالیٰ انما المشرکون نجس الآیہ ترجمہ جز این نیست کہ مشرکان عین
النجاستہ اند **ھ** حضرت ابن عباس فرمود نجس العین اند ہمچو کلاب پس اگر موثر نباشد مضر نہ **ش**
اشارت در اختلاف حنفیہ وشافعیہ وغایۃ البحث برین حکم راجح در جانب حنفیہ بلی خلاف شافعیہ است **ھ**

ترجمہ اور فرق مراتب تنزہ کا درمیان حقائق معصومہ اور محفوظہ کے اور
آپس مین حقائق متجانسہ کے تنزل کے تفاوت کی اندازہ پر ہی جانب موجودات سے مسلوبات کیطرف پس
یہ طہارت دوسرے انبیاء اور اولیاء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام مین جواز ہو سکتی ہے - دلیل وجوب جواز
پر کیفیت تخلیق نور محمد صلعم کی نور سے خدائی سبحانہ کے الخ ذکر سے - معلوم ہو سکتی ہے - پس حقیقت ناقصۃ الحفظ
اور جائزۃ الحفظ کو امتزاج حقیقت وجود اور عدم کے حکم کی بنا پر نظر کر - حکم امتزاج حقیقت وجودی اور
عدمی مین اسطرح ہی کہ عدمی پر حکم کیا جاتا ہی - جیسا کہ ایمان اور کفر اور شرک اپنے نفس مین بہم کرے تو حکم کفر کا
کیا جاتا ہی چنانچہ فرمایا اولئک الذین کفروا بآیات ربہم ولقائہ فحبطت اعمالہم الآیہ
یعنی وے وہی لوگ ہین جنہون نے کفر کیا اپنے رب کے آیتون سے اور اوسکے دیدار سے تو اونکی اعمال حبط
ہوگئے الخ لئن اشرکت لیحبطن عملک الآیہ یعنی اگر تو شرک کریگا تو ضرور تیرے عمل حبط ہوجاینگے
اور عمل کے طاعت اور گناہ کبیرہ کے ساتھہ اجتماع کیصورت مین فسق پر حکم کیا جاویگا پس ممنوعۃ الحفظ
ممنوعۃ الطہارت ہی - پس یہ حکم از راہ حقائق ہے - اور وہ جو احکام کی نسبت کرے خدائے برتر اور رسول
خدائی برتر صلعم کی نزدیک جیسا خدائی کے قول مین - انما المشرکون نجس الآیہ یعنی شرک کرنیوالے
نجس بفتح جیم یعنی عین نجاست ہی ہوتے ہین کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہمانے فرمایا کہ وے مانند
کتون کے نجس العین ہین پھر اگر یہ نجاست موثر نہوگی مضر نہین ہی - یہ اشارہ ہی اوس اختلاف مین جو درمیان حنفیہ اور شافعیہ
کی ہی - اور نتیجہ بحث کا اس حکم کے بنا پر حنفیہ کی جانب مین راجح ہے بغیر خلاف شافعیہ کے

باید دانست فضلات امعائی صاحب الطیب الطیب صلعم باوجود طہارت رائحہ طیبہ میداشت پس فضلات لطیفہ راچہ باشد ع نہ غنچۂ نہ گل تری حقا زہے بہار عالم دیگری * ونوشید بول حضرت حبیب الرحمن صلعم را ام ایمن رض خادمہ حضرت حبیب الرحمن صلعم تبسم فرمود وامر نفرمود بغسل دہن ونہی نفرمود از بار دیگر بلکہ فرمود شکم تو ہرگز درد نکند ونوشید ندش دیگران نیز ومالک ابن سنان پدر ابوسعید خدری رض مکید خون زخم دندان مبارک حضرت حبیب الرحمن صلعم را بروز احد فرمود صلعم ہر کہ خواہد دیدن مردے از اہل جنت را بہ بیند سوی این مرد وخوردند دیگران نیز متردد را باید کہ رو آرد بکتب اہل سنۃ وجماعت کہ این طہارت را از خصوصیات حضرت حبیب الرحمن صلعم گفتند ودلیلی بر خصوصیۃ نیاوردند ودرومند بدلیل از صحۃ حقائق از خصوصیات نہ پندارد مگر بفرق وجوب جواز مذکور واللہ تعالی اعلم بحقیقۃ الحال وکیفیۃ رائحہ فضلات امعائی وفضلات لطیفہ بعض اولیاء اللہ تعالی ہمچو حضرت ابراہیم ادہم ودیگران نیز رضی اللہ تعالی عنہم گو در وقتی بوده باشد از کتب سیر دریابد

ترجمہ سمجھنا چاہئے کہ صاحب الطیب الطیب یعنی خوشبو اور پاکیزگی والے حضور صلعم کے فضلات امعائی باوجود طہارت کے یعنی پاک ہونیکی خوشبو مین پاکیزہ ہی رکھتے تھے۔ پس فضلات لطیفہ کی کسقدر خوشبو ہوگی ع نہ غنچہ نہ گل تری حقا زہے بہار عالم دیگری * گل ترہے نہ غنچہ ہے بہار اور عالم ہے + ترا الحسن ہی تیرا عجب مخلوق آدم ہی دیگر قسم خدا کی کہان کا غنچہ یہ پہول کیسے کدہر طراوت + بہار حسن خدا ہے تیری یہ اور عالم ہے اور رحمت + اور بول حضرت حبیب الرحمن صلعم کا آپکی خادمہ بی بی ام ایمن رضی اللہ تعالی عنہا پی گئین تو حضرت حبیب الرحمن صلعم نے تبسم فرمایا اور منہ دہونیکا حکم نفرمایا اور نہ ممانعت فرمائی دوسری بار کی نسبت بلکہ فرمایا تیرا پیٹ ہرگز درد نکریگا۔ اور اور ون نے بہی اوسی پیا۔ اور مالک ابن سنان پدر بزرگوار حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالی عنہما جب جنگ احد کے دن خون زخم مبارک حضرت حبیب الرحمن صلعم کا چوسکر نگل گئے تو حضور صلعم نے فرمایا کہ جو کوئی کسی مرد جنتی کو دیکہنا چاہتا ہے تو اس مرد کی طرف دیکہے۔ اور دوسرون نے بہی پیا ہے۔ جسکو تردد ہو چاہیئے کہ وہ اہل سنت وجماعت کی کتابون کی طرف متوجہ ہو کہ اونہون نے اس طہارت کو خصوصیات مین سے حضرت حبیب الرحمن صلعم کے بیان کیا ہے ولیکن خصوصیت پر کوئی دلیل اونہون نے نہین بیان کی اور درد مند صحت حقائق کی دلیل سے اسکو خصوصیات سے نہین سمجہتا ہی مگر وجوب وجواز مذکور کے فرق سے اسکو معلوم کرتا ہی۔ اور حقیقت حال سے خدائے برتر ہی خوب واقف ہے اور فضلات امعائی اور فضلات لطیفہ بعض اولیاء اللہ تعالی کی رائحہ اور خوشبو کی کیفیت جیسے حضرت ابراہیم ادہم اور دوسرے اور بہی رضی اللہ تعالی عنہم گو کسی وقت مین ہوئے ہون کتب سیر سے معلوم کرے۔

واگر ذکر مصداق دعوی بغیر حضرت سید الانبیاء الموصوف لطیب النشر صلعم در کتب نیافتہ شود دعوی مسلم کہ از حقائق ثابتہ بدیہہ باشد بعدم ذکرش باطل الحقیقۃ نتواند شد پس روزی در تفکر بود از حواس ظاہر فارغ میشد قوت نیافت سر بتکیہ نہاد ودید کہ از رسول اللہ تعالی صلعم کہ بر بالینش تشریف میدارد فیض بغلبہ تمام میرسد و قل ہو اللہ احد اللہ الصمد میخواند باز بہوشیاری ہم تا دیر مفاض علیہ ماند معلوم شد کہ اشارتست بفیض صمدیۃ پس واضح شد کہ صفۃ صمدیۃ ہم تنزہ است فوق سبحانیۃ بلا اعتبار مقابلہ وتمائز شوائب نقائص در مرتبۂ استغناء واحدیۃ خود صفتی است کہ تنزیہش صمدیۃ است چنانکہ از نسق عبارت قولہ تعالی ش قل ہو اللہ احد اللہ الصمد م عیانست نہ تجرد ذات است از صفات بل لزوم وحدت است بقطع نظر از شوائب حدوث مستلزمہ در مرتبۂ تمائز غیریت صفات بدلالۃ لفظ ش چہ صیغۂ صفۃ مشبہہ دلالت میکند بر لزوم م بخلاف واحدیۃ ش کہ دلالۃ میکند بر حدوث م فہو سبحانہ فی ذاتہ مع صفاتہ فی اعتبار عینیتہا احدٌ واللہ تعالی اعلم بحقیقتہ واز طوریکہ رو داد مفہوم میشود کہ سلوک این سلسلۂ عالیہ برین شش مقام معین است

ترجمہ اگر ذکر مصداق دعوی کا غیر حضرت سید الانبیاء صلعم کیکہ آپ طیب النشر کیساتھ موصوف ہین یعنی خوشبو پہیلانیوالے کتابون مین نہ پایا جاوے تو دعوی مسلم جو حقائق ثابتہ سے بدیہی ہوگا وہ اپنے مذکور نہونیکے سبب حقیقت مین باطل نہین ہوسکتا ہی پہر ایکروز تفکر مین تہا جو اس ظاہرہ سے فارغ ہو رہا تہا کہ قوت نپاکر سر تکیہ پر رکہا دیکہا کہ رسول خدائے تعالی صلعم سے کہ اوسکے بالین پر تشریف رکہتے ہین پوری غلبہ کے ساتھ فیض پہونچ رہا ہی اور یہ قل ہو اللہ احد اللہ الصمد پڑہتا ہے پہر ہوشیاری مین بہی دیر تک مفاض علیہ رہا یعنی اپنے اوپر فیض پاتا رہا۔ معلوم ہوا کہ اشارت ہی فیض صمدیت اور احدیت سے پس واضح ہوگیا کہ صفت صمدیت بہی تنزہ ہے صفت سبحانیۃ کے اوپر بغیر مقابلہ کے اعتبار کے اور بغیر اعتبار تمائز شوائب نقائص کے جو مرتبہ استغناء مین ہی۔ اور احدیت خود ایسی صفت ہے کہ اوسکی تنزیہ صمدیت ہے جیسا کہ نسق عبارت قول خدائے تعالی یعنی قل ہو اللہ احد اللہ الصمد سے عیان ہی۔ نہ مجرد ہونا ذات کا ہے صفات سے بلکہ وحدت کا لازم ہونا ہے قطع نظر کرکے شوائب حدوث مستلزمہ سے صفات کی غیریت کے مرتبۂ تمائز مین لفظ کی دلالت سے۔ کیونکہ صیغۂ صفت مشبہ لزوم پر دلالت کرتا ہے۔ بخلاف واحدیت کے کہ حدوث پر دلالت کرتا ہے۔ پس خدائے سبحانہ اپنی ذات مین مع اپنی صفات کے اعتبار عینیت مین احد ہے۔ اور خدائے برتر ہی اوسکی حقیقت سے بخوبی واقف ہے اور اوس طریق سے کہ پیش آیا مفہوم ہوتا ہے کہ اس سلسلۂ عالیہ کا سلوک اس چہہ مقام پر معین ہے۔

قلبؔ و روحؔ و سرؔ و خفیؔ و اخفیؔ و نفسؔ در مرتبۂ اجمال واللہ تعالیٰ اعلم روزی متفکر بود حواس ظاہرش
بیکار شد سر بتکیہ نہاد اشارت شد بذکر محمد رسول اللہ لا احصی ثناءً علیہ ازینجا واضح می شود کہ فکر درد
مند و را اشارت مذکور از بزرگ نقشبندی بجائی خود رسیدہ بود و درین ذکر مقصود بی نہایتی
سواد اعظم در نظر عارف مع مقصودیۃ دلالۃ بلحاظ امر و خلق است و ادراک دلالۃ بر نوعین است
ادراک دلالۃ از دال بمعرفۃ مدلول و ادراک دلالۃ بمعرفۃ دال از مدلول وصحۃ بلاغتِ
نظر با دراک ربط واحد و اثر طرفین ممتاز از طرفین بر نوعین است **ش** بر نوعین متعلق ممتاز
و است مربوط است با دراک کہ مضاف ربط مع متعلقات ربط است نہ بر ربط **ھ** و در
کیفیۃ تجدد تمایز امر و خلق دشوار است چہ کیفیۃ تجدد در امر و خلق در تحتِ اعتبار ربوبیۃ بقلت وجود خلق
فرصت تمایزش نمیدہد پس چہ جای تمایزش در اعتبار استغنا است کہ فارغ از امکان و اعتبار
ربوبیۃ است حاصل اینجا مرتبۂ استجماع بہ بی نہایتی است کما یدل علیہا الحدیث الشریف
لی مع اللہ وقتٌ لا یسعنی فیہ ملکٌ مقربٌ ولا نبیٌ مرسلٌ الحدیث فالاستجماع اصلاً ممنوعٌ لغیرہ صلعم

ترجمہ۔ قلبؔ اور روحؔ اور سرؔ اور خفیؔ اور اخفیؔ اور نفسؔ مرتبۂ اجمال مین واللہ تعالیٰ اعلم۔ ایک روز متفکر تہا
حواس ظاہر اوسکے بیکار ہوگئے سر تکیہ پر رکہا اشارہ ہوا ذکر محمد رسول اللہ لا احصی ثناءً علیہ کی طرف یعنی
محمد رسول خدا تعالیٰ ہے کہ مین آپ پر ثنا کو گہیرے مین نہین لا سکتا ہون۔ یہان سے واضح ہوتا ہے کہ
دردمند کی فکر اشارت مذکور مین بزرگ نقشبندی سے بجائی خود پہونچی تہی۔ اس ذکر مین مقصود بی نہایتی
ہے مرتبۂ سواد اعظم کی عارف کی نظر مین مع مقصود ہونے دلالت کے امر و خلق کے لحاظ کے ساتھ۔ اور
ادراک دلالت کا دو طرح پر ہے۔ ایک ادراک دلالت کا دال سے مدلول کی معرفت کی طرف۔ اور دوسرے
ادراک دلالت کا مدلول سے دال کی معرفت کی طرف۔ اور صحت بلاغتِ نظر کی ربط واحد کے ادراک
مین ہے جو دا اثر طرفین ہے کہ وہ دونون طرف سے دو طرح پر ممتاز ہے۔ عبارت متن کتاب مین بر نوعین
متعلق ممتاز ہے۔ اور است حرف ربط ادراک کے ساتھ کہ ربط کا مع متعلقاتِ ربط مضاف ہم مربوط
ہے نہ ربط کے ساتھ۔ اور کیفیت تجدد مین امر و خلق کا تمایز دشوار ہے اسلئے کہ کیفیت تجدد کی امر و خلق مین
جو اعتبار ربوبیت کے تحت مین ہے وجود خلق کی قلت کے سبب اوسکے تمایز کی مہلت نہین دیتی ہے پس
کیا موقع ہے اوسکے تمایز کا اعتبار استغنا مین جو امکان اور اعتبار ربوبیت سے فارغ ہے۔ حاصل یہان
مرتبۂ استجماع ہے بی نہایتی کے ساتھ جیسا اوسپر یہ حدیث شریف دلالت کر رہی ہے۔ لی مع اللہ
وقتٌ لا یسعنی فیہ ملکٌ مقربٌ ولا نبیٌ مرسلٌ الحدیث پس یہ استجماع بطور اصل حضور صلعم کی غیر کے
واسطے ممنوع ہے۔

الا تبعاً بہ صلعم نصیباً جزئیاً تا آنکہ لحاظ کم وکیف اعتبارات صفاتی و ذاتی از میان میخزد من بلغ
بلغ و تکمیل نفس درین اتصاف است و ازینجا است کہ دردمندی گفتہ الفقر تکمیل النفس علی
ما قیل عنہ صلعم الفقر اذا تم فہو اللہ اعلم ان الفقر وصفٌ جنساً ہو احتیاج الی ما احتاج الیہ فی
الموجودات والمسلوبات کما قال صلعم الفقر فخری والفقر سواد الوجد فی الدارین
وہما معرفان بالموجودات والمسلوبات فالذی بالموجودات اذا طابق باصلہ باحتیاجہ الیہ فی
وجودہ منہ تضمناً واستجمع باوصافہ تم فہو اللہ فی غایۃ المشابہۃ باوصافہ تعالیٰ علی الاستعارۃ
للمبالغۃ واستفادۃ الاستجماع وان لم یسلم فیری مایقال واللہ تعالیٰ اعلم۔ باید دانست

کہ تشخص ممکن منتزع بقیام مجازی است از تشخص قدیم مع لزوم
مسلوبات پس ہر گاہ ظہور ظلال جانب قدم است
از مشغولی ہستی خود فارغ است با آنکہ علم
ہستی خودش تا مرتبۂ ربوبیت می باشد

ترجمہ مگر اوکی تبع مین بطور نصیب جزئی یہانتک کہ لحاظ اعتبارات ذاتی وصفاتی کے کم وکیف کا درمیان سے
اوٹھ جاتا ہے من بلغ بلغ جو پہونچگیا پہونچگیا۔ اور نفس کی تکمیل اسی اتصاف مین ہے۔ اور
یہین سے ہے جو ایک دردمند نے کہا کہ الفقر تکمیل النفس یعنی فقر نفس کی تکمیل ہے۔ اوس
بنا پر کہ کہا گیا حضور صلعم سے الفقر اذا تم فہو اللہ یعنی فقر جبکہ پورا ہوا پس وہ اللہ ہے۔
معلوم ہو کہ البتہ فقر ایک وصف ہے بطور جنس کے کہ وہ احتیاج ہے اوس چیز کی طرف کہ محتاج ہوا اوسکی طرف
موجودات اور مسلوبات مین چنانچہ فرمایا حضور صلعم نے الفقر فخری یعنی فقر میرا فخر ہے للفقر سواد
الوجد فی الدارین یعنی فقر دونون جہان مین روسیاہی ہے اور یہ دونون قسم کا فقر موجودات
اور مسلوبات سے پہچانا جاتا ہے۔ پس وہ فقر و احتیاج کہ موجودات سے ہے جبکہ مطابق ہو جاوے
اپنی اصل سے بسبب اپنی احتیاج کے اوسکی طرف اپنی ہستی مین اصل سے بطور تضمن۔ اور مستجمع ہو جاوے
اصل کی اوصاف کیساتھ۔ پورا ہو گیا۔ پس وہ اللہ ہے غایت مشابہت مین خدائے تعالیٰ کی اوصاف کیساتھ
کہ بر بنائے استعارہ ہے جو مبالغہ اور استجماع کا فائدہ حاصل کرنے کے لئے ہے۔ اور اگر
نمانا جائے گا تو دیکہا جائے گا کہ کیا کہا جاتا ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ سمجہنا چاہیے کہ ممکن کا تشخص
منتزع ہے قیام مجازی کے ساتھ تشخص قدیم سے مع لزوم مسلوبات کے۔ پس جبکہ ظہور ظلال جانب
قدم کا اپنی ہستی کی مشغولی سے فارغ ہے باوجود اسکے کہ اپنی خود کی ہستی کا علم مرتبۂ ربوبیت تک رہتا ہے۔

وبدانکہ تعین انسانیت را تعینات است بآنکہ فارقی است در مرتبہ اشتراک اسمی و وصفی
پس فارقی در اشتراک وصفی بحسب النبوت وبحسب الولایۃ بافرق از مرتبہ ولایۃ اولی تا ولایت
خامسہ وبحسب العروج از افعال تا ذات واز ربوبیۃ تا استغنا پس بحسب النزول و فراغت
تمام از علم ہستی خودش در مرتبۂ استغنا است و استجماع در نزول وہر گاہ ظہور جانب مسلوبات
است از علم ہستی خودش چارہ نیست و انتزاعیات عدمی مخصوصہ محمدی صلعم ش ای
مسلوباتیکہ وجود یافتہ است در ذات مبارک صلعم ھ لازم اواست پس اگر بعلم ہستی خودش ظہور
مشتبہات بموجودات قدیمہ یا انتزاعیات عدمی غیر مخصوصہ محمدی صلعم ش ای
مسلوباتیکہ در ذات مبارک صلعم وجود نیافتہ ھ است آن عبث است یا صغیرہ یا کبیرہ
یا کفر یا شرک علی تفاوت الدرجات در شریعۃ یا طریقۃ العیاذ باللہ تعالی منہا اللھم صل
وسلم وبارک دائما ابدا علی محمد رسولک حبیبک وعلی انوارہ کما تحبہ وترضاہ
وشفعہ فینا وترحمنا بہ۔

ترجمہ اور معلوم ہو کہ انسانیت کے تعین کیلئے بہت سے تعین ہین اس سبب سے کہ مرتبۂ اشتراک اسمی اور
وصفی مین کئی فارق ہین۔ پس ایک فارق اشتراک وصفی مین بحسب نبوت اور بحسب ولایت اوس فرق کے
ساتھہ ہے جو مرتبۂ ولایت اول سے ولایت پنجم تک ہے۔ اور ایک فارق بحسب عروج ہے افعال سے
ذات تک۔ اور ربوبیت سے استغنا تک۔ پھر بحسب نزول ہے۔ اور پوری فراغت اپنی خود کی
ہستی کے علم سے مرتبۂ استغنا مین ہے۔ اور استجماع نزول مین۔ اور جبکہ ظہور رہی ظلال جانب مسلوبات
کا اپنی خود کی ہستی کے علم سے چارہ نہین ہے۔ اور انتزاعیات عدمی مخصوصہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم
یعنی وہ مسلوبات کہ ذات مبارک صلے اللہ علیہ وسلم مین وجود پائے ہوئے ہین اوسکو لازم ہین۔
پھر اگر اپنی خود کی ہستی کے علم مین ظہور مشتبہات کا موجودات قدیمہ سے ہے یا انتزاعیات عدمی غیر
مخصوصہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے یعنی وہ مسلوبات جو ذات مبارک صلی اللہ علیہ وسلم مین وجود
نہین پائے ہین۔ تو وہ عبث ہے یا صغیرہ یا کبیرہ یا کفر یا شرک تفاوت درجات کی بنا پر شریعت
مین یا طریقت مین۔ خدائے تعالی اس سے پناہ دے۔ اللھم صل وبارک وسلم
دائما ابدا علی محمد رسولک حبیبک وعلی انوارہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ خدایا درود بھیج اور برکت
اور سلامتی ہمیشہ سے ہمیشہ تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو تیرا رسول تیرا حبیب ہے اور اوسکے انوار پر جیسا
تو اوسکو دوست رکھتا ہے اور تو اوس سے راضی ہے اور شفیع کر اوسکو ہم مین اور رحم کر ہم پر اوسکے طفیل

بیان تعینات
انسانیت مع فارق

بیان انتزاعیات
عدمی مخصوصہ و غیر
مخصوصہ محمدی صلعم

ذکر کیفیت کلمۂ طیبہ لفظاً و معناً با دیگر مطالب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی الہ واصحابہ اجمعین
سخن است در تحقیق لفظ و معنی کلمۂ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ **مقدمہ** مشتمل بر تنبیہات
تنبیہ ۱ نفی جاری میشود بر ترتب اثر متاخر ثبوت ذہنی کہ حاصل شود از مصداق متقدم ثابت
نہ بر عین ثبوت کہ خلاف بداہۃ وعقل است ونہ بر عین عدم کہ علم وحکم بر عدم غیر معقول است ش
این اصل در ذکر کیفیۃ الاصول در اصل ذکر کیفیۃ النفی مصرح است فکیف الحکم **تنبیہ ۲** مقصود در
اخبار اثبات ونفی از عوارض میشود نہ از ذات ش چہ ذات بحث نکردہ شود مگر بعوارض ونیز مخبر بہ
بودن ذات مہمل است وہم نفی ذات نفی بر عین ثابت است یا بر عین عدم ولیکن نفی عرض منطبق بالعینیۃ بما قام بہ ش کالوجود

ترجمہ

ذکر بیان کلمۂ طیبہ کا باعتبار لفظ اور معنی کے مع اور مطالب کے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔ یہ کلام کلمۂ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول
اللہ کے لفظ و معنی کی تحقیق مین ہے۔ اسمین ایک مقدمہ کہ شامل چھہ تنبیہات ہے اور مدعا مع چند تنبیہات آخر کے ہے اول
مقدمہ جو چند تنبیہات پر کہ چھہ ہین مشتمل ہے **تنبیہ اول** نفی اوس ترتب اثر پر جاری ہوتی ہے جو ثبوت دوم ذہنی سے متاخر یعنی پیچھے
ہے اور یہ ثبوت ذہنی مصداق متقدم ثابت سے حاصل ہوتا ہے۔ نہ نفی عین ثبوت پر جاری ہوتی ہے کہ بداہت و عقل کے خلاف ہے۔ اور نفی عین
عدم پر جاری ہوتی ہے کیونکہ علم اور حکم عدم پر غیر معقول ہے یعنی سمجھہ کے خلاف ہے یہ بات کہ ایک شے معدوم پر جسکا وجود نہو علم کا اطلاق ہو یا اوسپر
حکم کیا جاوے پس حکم عدم پر کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ قاعدہ ذکر کیفیۃ اصول مین ذکر کیفیۃ النفی کے قاعدہ مین مصرح ہے یعنی اسکا بیان وہان صاف صاف
تصریح وار ہے **تنبیہ دوم**۔ اخبار مین یعنی خبر کے بیان کرنےمین مقصود اثبات و نفی عوارض کا ہوتا ہے نہ ذات کا اسلئے کہ ذات سے بحث
نہین کیجاتی مگر بذریعہ عوارض۔ اور ذات کا مخبر بہ ہونا ہی مہمل ہے یعنی جس بات کی خبر دیجاتی ہے وہ ذات کے عوارض ہوا کرتے ہین پس
مخبر بہ عوارض ہو سکتے ہین نہ ذات۔ اور ذات کی نفی ہی نہین ہو سکتی کیونکہ ذات کی نفی یا عین ثابت پر نفی ہے یا عین عدم پر
ولیکن نفی ایسے عرض کی کہ اپنے ما قام بہ کے ساتھہ وہ منطبق بالعینیت ہو جیسے وجود۔

م نفی بر عین ثبوت از روئی نفس عرض وما قام به است یا بر عین عدم لازم علم و حکم بر عدم داین ہمہ باطل وبودن صفۃ نفس ذات سش چنانکہ گرفتہ شود کہ وجود نفس ذات است وصفات ذاتیہ نفس ذات است م معقول نیست ومہمل اخبار سش از انکہ مسند الیہ ومسند حقیقۃ واحدہ شود وحال آنکہ نشود م ومبطل اصل مختار سش یعنی مقصود در اخبار اثبات ونفی از عوارض است نہ از ذات م **تنبیہ** ۳ خبر جز صیغہ صفۃ نتواند شد ورنہ خبر نیش بفقدان عائد مفید اسناد حقیقی باطل است مگر تاویلاً سش بودن خبر صیغہ صفۃ ضروریست چہ تحقق اسناد حقیقتاً در فعل وفاعل است از ینجا است کہ اسناد حقیقی جز در فعل واسم صفۃ واسم صحیح نیست وخلاف آن ماؤل شود بفعل یا اسم صفۃ واسم حملاً بالمجازات چون اَللّٰهُ نُورُ السَّمٰوٰتِ ای منورٌ وزیدٌ عدلٌ ای عادلٌ واِلٰهٌ واحدٌ ای الہ جاری مجریٰ اسم است +

ترجمہ

کہ اس صفت وعرض کو اُسکے ساتھ جسکے ساتھ اسکا قیام ہے انطباق بالعینیت ہے - پس ایسے عرض کی نفی عین ثبوت پر نفی ہے کیونکہ نفس عرض کے ساتھ نفس ما قام بہ کی نفی لازم ہوتی ہے اسلئے کہ انہین باہمی انطباق بالعینیت ہے یعنی آپس مین ایک دوسرے کے ساتھ ایسے منطبق ہوگئے ہین کہ گویا دونون پر عین ہونیکا اطلاق ہوتا ہے اور انفکاک ایک کا دوسرے سے غیر ممکن ہے - پس ایک کی نفی دوسرے کی نفی ہے اور اسیطرح ایک کا اثبات دوسرے کا اثبات - یا ایسے عرض کی نفی عین عدم پر نفی ہے جس سے عدم پر علم وحکم لازم ہوتا ہے اور یہ سب باطل ہے - اور صفت کا نفس ذات ہونا جیسا کہ مان لیا جاوے کہ وجود نفس ذات ہے اور صفات ذاتیہ نفس ذات ہین یہ بات بھی معقول نہین بلکہ خلاف عقل ہے اور مہمل اخبار ہے یعنی خبر بیان کرنے مین اہمال پیدا کرتی ہے کیونکہ مسند الیہ اور مسند ایسی صورت مین حقیقت واحد ہوجاینگے اور حال آنکہ ایسا نہین ہوتا - اور مبطل اصل مختار ہے یعنی ایک مختار قاعدہ کو باطل کرتی ہے اور وہ یہ کہ مقصود اخبار مین عوارض کا اثبات ونفی ہے نہ ذات کا **تنبیہ سوم** - خبر صیغہ صفت ہی ہوسکتا ہے بجز اسکے اور نہین ہوسکتا ورنہ عائد کے گم ہونیکے سبب سے یہی اسناد حقیقی کو مفید ہوتا ہے خبر کا ہونا باطل ہے مگر تاویل کے طور پر - کیونکہ خبر کا صیغہ بصفت ہونا ضروری ہے اسلئے کہ حقیقت مین اسناد کا تحقق فعل وفاعل مین ہے - پس یہین سے معلوم ہوا کہ اسناد حقیقی فعل اور اسم صفت اور اسم کے سوا اور مین نہین صحیح ہے - اور جو اسکے خلاف ہوگا وہ تاویل کیا جاویگا - فعل یا اسم صفت کے ساتھ اور اسم کے ساتھ مجازات پر محمول ہوکر جیسا سورۂ نور رکوع پنجم مین اَللّٰهُ نُورُ السَّمٰوٰتِ اَی مُنَوِّرٌ - اسمین اسم نور جو بجائے اسم صفت خبر واقع ہوا یعنی مجاز پر محمول ہوکر اسم صفت کے معنی مین تاویل کیا جاویگا یعنی نورٌ بمعنی منوّرٌ ہے یعنی اللہ آسمانون کا نور ہے مطلب یہ کہ روشن کرنیوالا ہے اور زیدٌ عدلٌ یعنی زید عادل ہے مبالغہ کے ساتھ یعنی مجاز عدل مین - اور سورہ نسا رکوع تیئیس ۲۳ مین اِلٰهٌ وَّاحِدٌ اسمین لفظ الٰہ جاری مجریٰ اسم ہے یعنی گو اسم صفت ہے لیکن قائم مقام اسم محمول ہوکر مجازاً بمعنی اسم تاویل کیا گیا مطلب یہ کہ اللہ واحد ہے یا در صورت خلاف مقدرات فرض کئے جاوینگے جیسے زیدٌ حجرٌ ای زیدٌ متصفٌ بصفۃ الحجر یعنی زید پتھر کی صفت سے متصف ہے باعتبار اُسکے سخت ہونیکے

وفرضاً بالمقدرات چون زیدٌ حجرٌ ای زیدٌ متصفٌ بصفۃ الحجر واین کلام مستعار است مبالغۃ وزیدٌ ابوہ قائمٌ ای زیدٌ وجد اباہ قائماً وضمیر در ابوہ بر بنای اسناد مجازی برائی تخصیص نکرہ بنا بر استقامہ معنی مخصوص اواست نہ برائی صحۃ اسناد حقیقی بسوئی زید کہ مفید معنی صحۃ مبتدا است وابوہ مرفوع است بر بنائی قیام بمقام خبر چنانکہ حجر وقائم تابع او م **تنبیہ** ۴ نفظ الٰہ صفۃ مشبہ است بمعنی پرستیدہ شوندہ از الٰہۃ بمعنی پرستیدہ شدن کہ اصلش متبوعیۃ جانبی است مر جانبی را بترتب آثار متبوع مر تابع را تضمناً او التزاماً پس آن حقیقتاً است بصفۃ مالغہ کقولہ سبحانہ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ الآیہ سش درین آیہ کریمہ لفظ التنازع است ای نسبۃ بما قبلش اسم صفۃ است ونسبۃ بما بعدش جاری مجریٰ اسم از ینجا است کہ لفظ الٰہ اسم جنس نتواند شد م یا مجازاً است بصفۃ جامعہ نہ اسم جنس بوجود اشتقاق وعدم جمود سش گفتہ شد الٰہ بمعنی معبود مہموز فا است اصلاً والف زائدہ از الٰہ بالفتح والٰہۃ بکسر بمعنی عبادت چون امام بمعنی ماموم واسم غیر مشتق نیز بمعنی اسم مفعول نزد محققین وگفتہ شد از اِلٰہٌ بکسر بمعنی تحیر در معرفۃ وبمعنی فزع ای پناہ جستن وگفتہ شد از وَلَہ بمعنی تحیر

ترجمہ اور یہ کلام بطور مبالغہ مستعار ہے یعنی زید مین سختی کی صفت ایسی واقع ہوئی ہے گویا پتھر ہے اوسکی صفت کا استعارہ کرلیا ہے یعنی عاریتاً مانگ لیا ہے اور زیدٌ ابوہ قائمٌ ای زیدٌ وجد اباہ قائماً یعنی زید کی نسبت یہ خبر ہے کہ باپ اسکا کھڑا ہوا پایا گیا اور ضمیر ابوہ کی اسناد حقیقی کی صحت کیلئے زید کیطرف منسوب نہین ہے کہ اسکی صحت مبتدا یعنی مسند الیہ کیلئے مفید معنی ہو بلکہ وہ اسناد مجازی کی بنا پر نکرہ کی تخصیص کیواسطے استقامت معنی کیلئے اوسی نکرہ کو مخصوص ہے اور لفظ ابوہ خبر کے قائم مقام ہونیکے سبب مرفوع ہے جیسا لفظ حجر کہ مثال سابق مین مذکور ہوا - اور لفظ قائم کہ بعد ابوہ واقع ہے اُسکا تابع ہے - **تنبیہ چہارم** لفظ الٰہ صفت مشبہ ہے بمعنی پرستیدہ شوندہ یعنی پوجا جانیوالا مشتق الٰہۃ سے ہے جسکے معنی پرستیدہ شدن یعنی پوجا جانا ہین - کیونکہ اصل اُسکی ایک جانب کا متبوع بنا ہے کسی خاص جانب کیلئے تاکہ متبوع کے آثار کا خاص تابع کیلئے بطور تضمن یا بطور التزام ترتب ہو - پس یہ صفت مشبہ یا حقیقت مین صفت مالغہ ہے جیسا فرمایا حق سبحانہ نے سورۂ نسا رکوع ۲۳ مین انما اللہ الٰہ واحدٌ یعنی بات یہی ہے کہ اللہ معبود یکتا ہے - اس آیت کریمہ مین لفظ الٰہ متنازع ہے یعنی اپنے ماقبل کی نسبت اسم صفت اور اپنے مابعد کی نسبت جاری مجریٰ اسم ہے - کیونکہ بطور اخبار یہان لفظ اللہ کی یہ صفت ہے پس ضرور غیر کی صفت ہونیکو مانع ہے لہذا یہان حقیقتاً یہ الوہیت صفت مانعہ ہے اور صفت واحد سے موصوف ہونیکے سبب قائم مقام اسم ہونا اسکا اسپر دلیل ہے کہ درحقیقت یہ اسم جنس نہین ہے ورنہ خبر ہوکر صفت کیسے قرار پاتا یا یہ صفت مشبہ مجازاً صفت جامعہ ہے نہ اسم جنس اسکے مشتق ہونے اور جامد نہ ہونیکے - کیونکہ کہا گیا ہے کہ الٰہ بمعنی معبود اصل مین مہموز فا ہے - اور اسمین الف بعد لام کے زائدہ ہے کہ اصل مین الٰہ بفتح ہمزہ ہے - اور الٰہۃ بکسر ہمزہ بمعنی عبادت مثل امام بمعنی ماموم - اور محققین کے نزدیک اسم غیر مشتق بھی بمعنی اسم مفعول ہے - اور کہا گیا کہ یہ الٰہ بکسر ہمزہ سے مشتق ہے جسکے معنی تحیر در معرفت یعنی معرفت مین متحیر ہونیکے ہین اور بمعنی فزع یعنی پناہ ڈھونڈھنے کے ہین - اور کہا گیا کہ یہ وَلَہ کہ مثال واوی سے مشتق ہے معنی مین تحیر کے -

پس اصلش وِلَاهٌ ہست بدل کردہ شد واو بہمزہ چون در اِشاحٌ از وشاحٌ درین صورتہا بمعنی مفعول
خواہد شد از انکہ عبادت و فزع و تحیر می آرد عابد و عائذ و مشتاق و عارف بسوی او تعالی انتہی البتہ
از اِلٰہۃ ادنی المقاصد تحقیقاً است بانچہ در متن مشار شدہ و باختیارش غیر مشتق بمعنی مفعول تعذرست
بآن کہ موضوع لہ صرف لغت است کہ لفظ عبارت از انست پس در صورت غیر مشتق بمعنی مفعول
وجہی مدلل از صرف مجہول است مگر در صورت اشتقاق دلالۃ ربطی مجوزہ معنی مجازی توانند
شد چنانکہ مصدر و صفت مشبہ بمعنی مفعول و فاعل بمعنی مضارع و دیگر
ہمبرین قیاس و مثل ہیہات بمعنی فعل باصل وضع سماعی است بفقدان ربطی کہ
در اشتقاق وغیرہ آن است بخلاف اِلٰہ کہ اشتقاقش از اختلاف و مادہ ظاہر است انتہی و گفتہ شد
اسم جنس است برائے آنکہ صفۃ صفۃ کردہ نمیشود و رد کردہ شد باینکہ صفۃ جاری مجری اسم می شود
پس صفۃ کردہ میشود انتہی و اگر رد کردہ شود باینکہ اسم جنس جامد است متصف بمفہوم مصدر جعلی
نہ مشتق می شود و نہ مشتق منہ شاید کہ اقرب باشد

ترجمہ پس اِلٰہٌ کی اصل وِلَاهٌ ہے کہ واو ہمزہ سے بدل کیا گیا جیسے اشاحٌ مین وشاحٌ سے
ان سب صورت مین اِلٰہٌ بمعنی مفعول ہوگا۔ اس سبب سے کہ عبادت اور فزع اور تحیر خدائے تعالی کی طرف
عابد یعنی عبادت کرنیوالا ۔ اور عائذ یعنی پناہ مانگنے والا ۔ اور مشتاق یعنی صاحب اشتیاق ۔ اور عارف یعنی صاحب
معرفت ہی لاتاہے انتہی ۔ البتہ اِلٰہۃٌ سے از روئے تحقیق اوسکی اصل ادنی المقاصد ہے یعنی مقاصد مین مناسب تر
معلوم ہوتی ہے کہ جسکی طرف متن مین اشارہ کیا گیا ہے یعنی بغرض ترتب آثار متبوع ہونا ایک جانب کا ایک جانب کیلئے ۔ اور اسکے
غیر مشتق بمعنی مفعول اختیار کرنیمین تعذر ہے اس سبب سے کہ موضوع لہ صرف لغت ہے کہ لفظ اوسی سے عبارت ہے ۔ پس اس لفظ
کے درصورت غیر مشتق بمعنی مفعول ہونے مین کوئی وجہ مدلل صرف سے ہونی چاہئے حالانکہ وہ مجہول ہے ۔ مگر اشتقاق کی
صورت مین معنی مجازی کی مجوزہ یعنی جائز کرنیوالی کوئی دلالت ربط ہو سکتی ہے جیسے کہ مصدر اور صفت مشبہ بمعنی مفعول اور
فاعل بمعنی مضارع اور اور بہی اسی قیاس پر ۔ اور جیسے ہیہات بمعنی فعل کہ یہ اصل وضع مین سماعی ہے اوس ربط کے
گم ہونیکے سبب جو اوسکے اشتقاق وغیرہ مین ہے ۔ بخلاف اِلٰہ کے کہ اوسکا اشتقاق اختلاف اور مادہ سے ظاہر ہے
انتہی ۔ اور کہا گیا کہ یہ اسم جنس ہے اسلیے کہ صفت صفت نہین کیجاتی ہے بلکہ ذات موصوف وصف کی جاتی ہے پس یہ
صفت نہین ہے بلکہ اسم جنس ہے جیسے اِلٰہٌ واحدٌ آیت مسطورہ مین ۔ اسکا رد اسطرح کیا گیا کہ صفت جاری مجری اسم ہوتی ہی پس
صفت کیجا سکتی ہے او قائم مقام اسم ہوکر موصوف ہو سکتی ہے جیسا مثال مذکور مین انتہی ۔ اور اگر اسطرح رد کیا جاوے کہ اسم جنس جامد ہی متصف بمفہوم
مصدر جعلی یعنی مصدر جعلی کے مفہوم متصف ہے جو نہ مشتق ہوتا ہی اور نہ مشتق منہ تو بہ نسبت رد سابق کے ہو سکتا ہی کہ زیادہ قریب ہووے

تنبیہ ۵۔ اِلَّا برائی استثنا است و تغایرش در تقابل نفی و اثبات و تنکیر و تعریف یا
وجہی دیگر م در ارکان ثلاثہ استثنارش اعنی مستثنی منہ و مستثنی و وجہ استثنا م اگرچہ
متصل باشد ضروری است ورنہ لبسبب اتحاد مہمل و ہمچنین غیر وغیرہ ہم مفید استثنا است

تنبیہ ۶ لفظ مبارک اللّٰہ صیغۂ مبالغہ صفۃ مانعہ است ش پس نخواہد جنس و عموم را م و اسم معرفہ
مناسب ذات واجب بتسمیۃ قدیمہ نہ اِلٰہ المخصص بالام کہ نکرہ مخصص شود بنا بر ازالہ تنکیر و آن در
مرتبۂ قدم نتواند شد چہ ذات مبارک اللّٰہ جل جلالہ با متناع افراد متقابلہ در تعریف خود فی حد
ذاتہ چنان است کہ احتیاجی بغیر ندارد و تعریف و تنکیر لفظ بر بنائی تعریف و تنکیر معنی است
و تخصیص نکرہ اقتضائی اصلیش راش کہ عموم است م باطل نکند ش پس با وجود تخصیص
اِلٰہ وجود منکر در قدم وانماید نعوذ باللّٰہ تعالی منہ م و حذف ہمزہ لفظ مبارک اللّٰہ
باتصال ماقبل خلاف قیاس است ش از انکہ اصلی است م مدعا۔ بعد تفہم تنبیہات مقدمہ بنگر
کہ درین کلمۂ طیبہ لفظ اِلٰہ اسم لا و جنس و موجود خبر محذوف نتواند شد۔

ترجمہ تنبیہ پنجم۔ لفظ اِلَّا استثنا کیواسطے ہے ۔ اور استثنا کے ارکان ثلثہ یعنی مستثنی منہ
و مستثنی اور وجہ استثنا مین اگرچہ استثنا متصل ہووے تغایر ضروری ہے یعنی تغایر تقابل مین
ہووے نفی اور اثبات کے اور تنکیر اور تعریف کے یا کسی دوسری وجہ کے ۔ ورنہ استثنا بسبب اتحاد
ارکان ثلثہ استثنا کے مہمل ہو جائے گا ۔ اور اسی طرح لفظ غیر وغیرہ بہی مفید استثنا ہین ۔

تنبیہ ششم ۔ لفظ مبارک اللّٰہ صیغۂ مبالغہ صفت مانعہ ہے پس جنس اور عموم کو نہین چاہتا
اور اسم معرفہ مناسب ہے ذات واجب کے لتسمیۃ قدیمہ یعنی قدیم نام رکہنے کے سبب ۔ نہ لفظ اللّٰہ اِلٰہ کا مخصص ہے
لام کے ساتھ کہ اصل مین اَلْاِلٰہ مین تغیر حرکت کر کے لفظ اللّٰہ بنالیا ہو بذریعہ لام تنکیر دور کر کے اِلٰہ کو خاص کرنیکے لئے
اور تنکیر مرتبۂ قدم مین نہین ہو سکتی ۔ کیونکہ ذات مبارک اللّٰہ جل جلالہ افراد متقابلہ ممتنع ہونیکے سبب اپنی تعریف
مین فی حد ذاتہ ایسی ہے کہ غیر کیطرف کچھ احتیاج نہین رکہتی ہے ۔ پس اس ذات مبارک کے مقابل مین افراد کا ہونا
ممتنع و ممنوع ہے ۔ اور لفظ کی تعریف و تنکیر معنی کی تعریف و تنکیر کی بنا پر ہے یعنی لفظ کا معرفہ و نکرہ ہونا معنی کی بنا پر ہے
اور نکرہ کی تخصیص اوسکی اصل کے اقتضا کو کہ نکرہ عموم کا مقتضی ہے باطل نہین کرتی ہے ۔ پس باوجود الہ کی تخصیص کے
منکر کا وجود قدم مین ظاہر ہوتا ہے ۔ خدائے تعالی ہمین اس سے پناہ مین رکہے ۔ اور لفظ مبارک اللّٰہ کے ہمزہ کا
حذف باوصف اتصال ماقبل کے خلاف قیاس ہے کیونکہ اصلی ہے ۔ مدعا ۔ بعد سمجہنے تنبیہات مقدمہ دیکہنا چاہئے
اس کلمۂ طیبہ مین لفظ اِلٰہ حرف لا کا اسم اور جنس اور موجود اوسکی خبر محذوف نہین ہو سکتے

ورنہ نفی مطلقاً و بعضاً صادق نمی آید زیراکہ در مطلق نفی لازم آید ثبت در خبر و اثبات از منفی بہ در استثنا است و آن ہر دو غیر معقول و در بعض وجہ نفی و استثنا ثابت نمی شود چراکہ ہمہ افراد در مقصودیۃ اتحاد مجازی بمعنی مصدر جعلی مساوی اند باید دانست حکم جنس باتحاد مجازی افراد بہمدگر است بمعنی مصدر جعلی بکدامی معنی بعینہ منطبقہ آن بان نہ باتحاد حقیقی چہ اتحاد در حقیقتین است نہ در حقیقۃ واحدہ و اتحاد حقیقی حقیقتین ممتنع مگر وصفاً و آن مجازی است پس الٰہ اگر اسم جنس است اللہ از افراد او است یا نہ اگر نیست باطل شد اتصافش بالوہیۃ و اگر ہست متحد مجازی است یا حقیقی اگر متحد مجازی است باطل شد وجود متوحد بہ بطلان اتحاد حقیقی و اگر متحد حقیقی است فرضاً باطلاً باطل شد تعریف جنس بہ بطلان افراد بفقدان اتحاد مجازی۔

ترجمہ ورنہ نفی صادق نہین آتی ہے نہ بطور مطلق نہ بطور بعض کیونکہ درصورت مطلق نفی ہے ماثبت سے خبر مین اور اثبات ہے منفی بہ کا استثنار مین۔ اور یہ دونون غیر معقول ہین۔ اسطرح کہ الُوہیت جو ایک ثابت شے ہے اوسکی خبر یعنی موجود ہونیکی نفی ہے۔ اور یہ صفت منطبق بعینیت ہے پس اسکی نفی عین موصوف کی نفی ہے کہ وہ ثابت ہے لہذا خبر مین الُوہیت کے موجود ہونیکی نفی سے الوہیت جو ثابت ہے حقیقت منطبق بعینیت کے سبب اوسکی مطلق نفی ہوتی ہے اور عین ثابت کی نفی خلاف عقل ہے کیونکہ نفی ثابت کے عوارض مین ہوتی ہے نہ عین ثابت کی اسلئے کہ ذات سے بحث نہین کیجاتی مگر بذریعہ عوارض (دیکھو تنبیہ دوم اسی ذکر مین) پھر وہی منفی بہ جسکے موجود ہونیکی مطلق نفی کیگئی ہے استثنار مین اوسکا اثبات کیا جاتا ہے یہ کیسی عقل کی بات ہے پس معلوم ہوگیا کہ نفی مطلق صادق نہین آسکتی۔ اور بعض مین بھی وجہ نفی و استثنار ثابت نہین ہوتی ہے کیونکہ اسم جنس کے تمام افراد مین جو اتحاد مجاز ہے وہ اتحاد مصدر جعلی کے معنی کے اعتبار سے ہے۔ اس اتحاد مجازی کے مقصود ہونمین سب افراد جنس مساوی ہین۔ تو اب سمجھنا چاہئے کہ حکم جنس کا افراد کے اس اتحاد مجازی کے طور پر جو اُن کے آپسمین ہے مصدر جعلی کے معنی کے سبب۔ خواہ کسی معنی کے اعتبار سے ہو کہ وہ معنی مصدر جعلی اون افراد کے ساتھ بطور عینیت منطبق ہون۔ یعنی یہ اتحاد جو مصدر جعلی کے کسی معنی کے اعتبار سے افراد جنس مین عینیت منطبقہ کے ساتھ ہے اسمین حکم جنس کا اُنکے آپس مین اتحاد مجازی کے طور پر ہے نہ اتحاد حقیقی کے طور پر اسلئے کہ اتحاد دو حقیقتون مین ہوتا ہے نہ حقیقت واحد مین اور اتحاد حقیقی حقیقتین مین ممتنع ہے مگر وصفاً یعنی بطور وصف یہ اتحاد جائز ہے اور اسی کا نام مجازی ہے۔ پس الٰہ اگر اسم جنس ہے اللہ اوسکے افراد سے ہے یا نہین اگر نہین ہے اُلوہیت کے ساتھ اوسکا اتصاف افراد الٰہ سے نہونیکے سبب باطل ہوگیا اور اگر ہے متحد مجازی ہے یا حقیقی۔ اگر متحد مجازی ہے اتحاد حقیقی کے بطلان کے سبب وجود متوحد باطل ہوگیا اسلئے کہ اتحاد حقیقی حقیقتین کا ممتنع ہے مگر وصفاً۔ پس اتحاد وصفی کہ وہی اتحاد مجازی ہے حقیقتین مین ہوگا نہ حقیقت واحدہ مین۔ پس وجود متوحد حقیقتین مین کیسے ثابت ہوگا۔ اور متحد مجازی مین وجود متوحد کیسے باطل نہوگا اسلئے کہ اتحاد حقیقی باطل ہے اور وجود متوحد حقیقتین مین باطل ہے۔ اور اگر بفرض باطل متحد حقیقی ہے اتحاد مجازی کی فقدان کے سبب افراد کے بطلان سے تعریف جنس باطل ہوگئی کیونکہ جب وہ متحد حقیقی ہوگا تو اُس مین اتحاد مجازی نرہیگا۔ اور اتحاد مجازی نہونیکے سبب افراد اوسکے نہون گے پس تعریف جنس اوسپر صادق نہ آئیگی۔

ومختصر این است کہ وجود افراد ابطال وجود متوحد و وجود متوحد ابطال وجود افراد میکند و چون ہمہ افراد در مقصود اتصاف بمعنی مصدر جعلی بحکم واحد ہستند پس ندانستہ شد کہ این نفی و اثبات مطلقاً و بعضاً بچہ صورت بندد و فردی بچہ مستحق اثبات شد نہ دیگران و ہمین تردد لاحق است بمعنی جامعیۃ الٰہ بقطع نظر از مانعیۃ و مقصود نفی در خبر و اثبات در استثنا ماورائے الوہیۃ باشد و حال آنکہ سخن ایمان در الوہیۃ واجبۃ الوجود است نہ در غیر واجب الالوہیۃ پس خبر اسم لا بفرض جنسیۃ الٰہ موجود و معبود نتواند شد از سبب افادت معنی منطبق بالعینیۃ بمسند الیہ تضمناً و ہمچنین مقصود و مثل آن کہ معنیش مقصود در الوہیۃ است التزاماً و بجنسیۃ وجود در ضمن جنسیۃ الٰہ بحثی در افراد وجود رود چنانکہ در افراد الٰہ رفتہ است و در صورت تقدیر موجود این نفی را ثبوت متقدم اگر از وجود حادث است اثبات وجود قدیم و نفی وجود حادث در غیر اللہ سبحانہ است و تحقیق و تحصیر وجود حادث باللہ سبحانہ نعوذ باللہ سبحانہ منہ

ترجمہ اور مختصر یہ ہے کہ وجود افراد وجود متوحد کا ابطال کرتا ہے اور وجود متوحد وجود افراد کا ابطال کرتا ہے اور جب سب افراد مقصود اتصاف مین بمعنی مصدر جعلی حکم واحد مین ہین پس نہ معلوم ہوا کہ یہ نفی و اثبات بطور مطلق اور بطور بعض کسطرح حاصل ہوگا اور ایک فرد کیونکر اثبات کا مستحق ہوگیا نہ دوسرے۔ اور قطع نظر معنی صفت مانعیت سے جامعیت الٰہ مین یہی تردد لاحق ہے۔ اور مقصود نفی کا خبر مین اور اثبات کا استثنار مین سوائے اُلوہیت کے صفت موجودیت وغیرہ مین ہوگا۔ حالانکہ کلام ایمان الوہیت واجبۃ الوجود مین ہے۔ نہ غیر واجب الالوہیت مین یعنی اوسی مین نہین جو وجوب الوہیت نہ رکھتا ہو۔ پس خبر اسم لا کی الٰہ کی جنسیت فرض کرنیکی صورت مین موجودٌ اور معبودٌ نہین ہوسکتے۔ اسلئے کہ یہ خبر الٰہ مسند الیہ کے ساتھ تضمناً معنی صفت منطبق بعینیت کو مفید ہے جس سے اس خبر کی نفی مین اسکے اسم الٰہ مسند الیہ کی نفی مطلقاً لازم آتی ہے اور اسیطرح مقصودٌ اور مثل اسکے صورت مفروضہ مین اسم لا کی خبر نہین بن سکتے کیونکہ اوسکے معنی التزاماً الوہیت مین مقصود ہونگے۔ اور جنسیت الٰہ کے ضمن مین جنسیت وجود مین ایک بحث افراد وجود مین جاری ہوجائے گی جیسا افراد الٰہ مین جاری ہوئی ہے۔ اور تقدیر موجودٌ کی صورت مین اس نفی کے لئے ثبوت متقدم اگر وجود حادث سے ہے تو اثبات وجود قدیم کا بسبب استثنار اور نفی وجود حادث کی بسبب لا غیر اللہ سبحانہ مین ہے بسبب الوہیت مقصود نہونیکے بلکہ صفت موجودیت خبر مین مقصود ہونیکے اور تحقیق و تحصیر وجود حادث کی اللہ سبحانہ کے ساتھ ہوتی ہے بسبب اثبات خبر موجودٌ کے استثنار مین ہم اسکی نسبت اللہ سبحانہ سے پناہ مانگتے ہین۔ اور اگر اس نفی کے لئے ثبوت متقدم

و اگر از وجودِ قدیم است ناچار اثبات وجودِ حادث و نفی وجودِ قدیم در غیر الله سبحانه است
و تحقیق و تحصیر وجودِ قدیم بالله سبحانه که منافی جنسیة الله سبحانه با اِلٰه است نه تحقیق و تحصیر
اُلوہیة مقصودِ ایمان و اگر وجودِ واحد است نفی از ماثبت و اثبات از منفی به است
و جنسیة از اسم باطل و اگر وجودی نیست نفی و اثبات بر عدم است باید دانست که مراد
خبرِ عام ش ای مشترک الغیر م محذوف که گفتند ش نحویان م ای ما یستقیم المعنیٰ به منطبقاً
بالعینیة بمسنده ش ہمین انطباق بالعینیة مفید دلالت بر حذفِ خبر است
و اگر نباشد دلالت بر حذفِ خبر کجا است م نفی ثابت در خبر و اثبات منفی به در استثنار
است و ش ہرگاہ که عام است م عدم قطعیة خبر بعدم تعینش ش است م و حال
آنکه قطعیتِ خبر بالوجوب مقصود است و در معنی ما یستقیم المعنیٰ به منطبقاً بالعینیة بمسنده
اگر خبر خاص ش ای مانع الغیر

ترجمہ وجود قدیم سے ہے ناچار اثبات وجود حادث بسبب استثنار اور نفی وجود قدیم بواسطہ لآ غیر الله
سبحانہ مین ہے کیونکہ خبر مین نفی وجود مقصود ہے نہ الوہیت۔ اور تحقیق و تحصیر وجود قدیم کی ہے الله سبحانہ
کے ساتھہ بسبب اثبات خبر موجود کے استثنار مین جو الله سبحانہ کی اِلٰہ کے ساتھہ جنس ہونیکی نفی کررہی ہے
نہ تحقیق و تحصیر الوہیت کی ہے کہ مقصود ایمان ہے۔ اور اگر وجود واحد ہے نفی ماثبت کی اور اثبات منفی بہ
کا ہے کہ دونون غیر معقول ہین۔ اور جنسیتہ اسم ہے باطل ہے جیسا اس سے پہلے ابتدائی مدعا مین نفی
مطلق مین مذکور ہوا۔ اور اگر کوئی وجود نہین ہے نفی و اثبات عدم پر ہے اور یہ ہی باطل کیونکہ حکم معدوم
پر معدوم۔ سمجھنا چاہیے اوس صورت مین جبکہ مراد خبر عام یعنی مشترک الغیر کہ غیر کو شامل ہو محذوف ہو جیسا
نحویون نے کہا کہ ما یستقیم المعنیٰ بہ منطبقا بالعینیة بمُسندہ یعنی خبر عام مین ایسا لفظ محذوف ہونا چاہیے کہ
اوس سے معنی اپنے مسند کے ساتھہ بطور صفت منطبق بالعینیة کے استقامت پاجاوین تاکہ یہی انطباق
بعینیت حذفِ خبر پر دلیل ہونیکو مفید ہوجاوے۔ اور اگر اس انطباق بعینیت سے فائدہ دلیل ہونیکا حاصل
نہو گا تو حذف خبر پر دلالت کہانسے حاصل ہوگی۔ پس یہ خبر عام محذوف خبر مین ثابت کی نفی ہے بسبب صفت
منطبقہ بعینیت کے۔ اور استثنار مین اوسی منفی بہ کا اثبات ہے کہ دونون غیر معقول ہین۔ اور جبکہ یہ خبر
عام ہے اوسکے تعین نہونیکے سبب خبر کی عدم قطعیت ہے۔ اور حالانکہ خبر کی قطعیت بالوجوب مقصود ہے
یعنی خبر کا قطعی ہونا واجب ہے۔ اور اگر نحویون کے اس قول کے معنی یعنی ما یستقیم المعنی بہ منطبقا بالعینیة
بمُسندہ مین بجائے خبر عام کے جو غیر کو شامل ہو خبر خاص یعنی مانع الغیر کہ غیر کو مانع ہو

م گفته شدی موافق فصاحتِ کلام و بلاغت مرام بودے و بمرادِ خبر غیر عام اعنی عین غیر منطبق
چون قیام و مغایر بالعرض چون وجودٌ فی الدار اگرچه نفی از ثابتیکه در ضمن مسند الیه است
نیست و لیکن دلالة واجبه بقرینهٔ حالیه یا مقالیه بر حذف خبر نیست و در معنی عین غیر منطبق
که مشترک الغیر تواند شد اگر خبر عام گفته شدی مناسب بودے فعلیک التامل فی الکلام
و ہمچنانکه در استثنار متصل در وجهِ انطباق بالعینیة خبر اثبات منفی به لازم الاہمال
است در منقطع انقطاع جنسیة مقصوده ش لازم الاہمال است بانکه منع الوہیة در
ذات الله تعالیٰ خواهد شد بقطع جنسیة م اگرچه اثبات از منفی به لازم نه و اختیار
اِلاّ بمعنی غیر ہم مفید استثنار است فالفرار عین القرار و اگر در غیر عائد گرفته شود
در کریمه ولو کان فیهما اٰلهة الّا الله الآیة تخالف مرجع ش ای اٰلهة
با عائد م چه توان گفت

کہا جاتا فصاحتِ کلام اور بلاغت مرام کے موافق ہوتا۔ اور اُس صورت مین جبکہ خبر غیر عام
مراد ہو کہ اُس سے مراد عین غیر منطبق ہے یعنی وہ صفت کہ عین ذات کے ساتھہ منطبق نہو جیسا
قیام۔ اور خبر غیر عام سے مراد مغایر بالعرض ہی ہے جیسا وجودٌ فی الدار۔ اگرچہ نفی اوس ثابت
کی نہین ہے جو مسند الیہ کے ضمن مین ہے و لیکن قرینۂ حالیہ یا مقالیہ سے حذف خبر پر
دلالت واجبہ نہین ہے۔ اور خبر عین غیر منطبق کے معنی مین جو مشترک الغیر ہوسکتی ہے اگر بجائے
خبر غیر عام کے خبر عام کہا جاتا مناسب ہوتا۔ پس تجھکو اس کلام مین غور کرنا لازم ہے۔ اور جس طرح
کہ استثنار متصل مین خبر کے منطبق بالعین ہونیکی صورت مین اثبات منفی بہ کا اہمال کو لازم ہے کیونکہ
جس وجود الوہیت کی مطلق نفی ہوچکی ہو اوسی وجود کا اثبات استثنار مین مہمل ہوگا۔ اوسی طرح استثنار
منقطع مین انقطاع جنسیت مقصودہ کا خود لازم الاہمال ہے اگرچہ اثبات منفی بہ سے یہان لازم نہین ہوتا ہے۔
کیونکہ قطع جنسیت کے سبب ذات خدائی تعالیٰ مین الوہیت کا منع ہوگا اسلئے کہ جب جنس الوہیت کی
مطلق نفی ہوچکی بنا بر خبر منطبق بالعین ہونیکے۔ اور یہان استثنار مین قطع جنسیت ہے۔ یہ انقطاع جنسیت
ذات واجب مین الوہیت کا مانع ہوگا کہ خلاف مقصود ہے اور لازم اہمال۔ اور لفظ اِلاّ کا بمعنی غیر اختیار کرنا بھی
مفید استثنار ہے فالفرار عین القرار پس یہ یعنے جس سے تم بہاگتے ہو وہی تمہارا عین قرار ہے۔ اور اگر لفظ غیر میں عائد اختیار کیا جاوے
اور غیر الله خبر ہوکر اس مین اِلٰہ اسم جنس کیطرف عائد اختیار کیا جاوے تو در صورت توفیق بمقابلہ آیۃ کریمہ سورۂ انبیاء کے دوسرے رکوع مین ہے
الآیہ مین مرجع کے تخالف کی نسبت کیا کہنا چاہیے یعنی مرجع اٰلهة کو جو عائد
لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللهُ کے ساتھہ تخالف ہوگا اوسکی نسبت کیا کہو گے

اور اگر عائد نگرفته شود در لا اله الا الله و لا اله غیرک بضرورت عائد ش بسوی اله
هم چه توان گفت و اگر لفظ غیر بفرض عائد حال یا صفة بواسطهٔ ضمیر خبر محذوف برای
اسم است پس حال و صفة عرضا در وجه شامل و تابع ذوالحال و موصوف ست فضلةً و مقصود فی
الکلام اصلاً ذوالحال و موصوف است نه حال و صفة پس مقصود فی الکلام اصلاً اثبات
الوهیة برای الله سبحانه نشد ش بل نفی الوهیة مطلقا خواهد شد هم در صورت وجود آن
فضلةً و هم عدم آن م و حال آنکه اینجا اثبات الوهیة برای الله سبحانه
و نفی الوهیة از غیر او سبحانه مع تقدم نفی تحصیرُ اللاثبات و تحقیقاً للمقصود ش ای
مقصود آنست که اول نفی کفر و شرک کرده شود پس آن اثبات الوهیة تا ایمان محقق بالله
سبحانه گردد کما قال سبحانه فمن یکفر بالطاغوت و یؤمن بالله الایه ورنه تا ثبوت کفر و شرک
ایمان محقق بالله سبحانه نگردد م فی الاستثناء مراد است و بی واسطهٔ ضمیر خبر
کلام مهمل است

ترجمہ اور اگر عائد اختیار نکیا جاوے تو لا الٰہ الا اللہ اور لا الٰہ غیرک میں لفظ الٰہ کی طرف عائد کی ضرورت کی نسبت
کیا کہنا چاہئے کیونکہ ان دونوں میں ربط معنی کیلئے عائد کی ضرورت ہے۔ اور اگر عائد کے فرض کرنے کی
صورت میں لفظ غیر حال یا صفت ہے اسم کے لئے بواسطہ ضمیر خبر محذوف عام پس حال صفت عرض ہو کر
وجہ صفت میں شامل اور تابع ہے ذوالحال وموصوف کا بطور فضلہ۔ اور مقصود فی الکلام در اصل ذوالحال
وموصوف ہے نہ حال وصفت۔ پس مقصود فی الکلام جو اصل میں اثبات الوہیت ہے اللہ سبحانہ کے لئے
وہ نہوا بلکہ نفی الوہیت مطلقاً ہو جائے گی اوسکی صورت وجود میں بھی فضلہ ہو کر اور اوسکے صورت عدم میں بھی
اور حال یہ ہے کہ یہاں اثبات الوہیت اللہ سبحانہ کے لئے اور نفی الوہیت غیر حق سبحانہ سے مراد ہے
مع تقدم نفی کے استثناء میں تحصیرُ اللاثبات و تحقیقاً للمقصود تاکہ اثبات کے لئے حصر ہو اور مقصود
محقق ہو جاوے اس طرح کہ اول نفی کفر و شرک کیجاوے تاکہ اوس کے بعد بطور حصر اثبات الوہیت ہو
اسلئے کہ اللہ سبحانہ کے ساتھ ایمان محقق ہو جاوے کہ مقصود نفی کے مقدم ہونیکا استثناء میں یہی ہے۔ جیسا
فرمایا حق سبحانہ نے سورۃ بقر رکوع ۳۴ آخر آیۃ کرسی میں فمن یکفر بالطاغوت ویؤمن باللہ +
یعنی پس جو کوئی انکار کرے گا طاغوت سے اور ایمان لاوے گا اللہ پر الخ۔ ورنہ کفر و شرک کے
ثابت ہونے تک ایمان اللہ سبحانہ کے ساتھ محقق نہو گا۔ اور بغیر واسطہ ضمیر خبر کے کلام مہمل ہے۔

و هم نفی افادت معنی جنسیة مقصود میکند نکیف ش الا بمعنی غیر م یا بی فرض عائد
مفعول مالم یسم فاعله خبر محذوف است پس در خبر ضمیر سوی مسند الیه فاقد است
نکیف الخبر و خبر یتش بفقد عائد و با همال معنی باطل چه حاصل این است که افراد اله غیر
الله نیند ای عین الله هستند تفصیل اهمال این است که مدلول اله جنس است و
مدلول الله معرفه فردی از افراد جنس ش ای مدلول اله م پس بنگر عینیة افراد با فردی
اندراج کل در جزء است و اتحاد حقیقی حقیقتین ممتنع و اتحاد مجازی مبطل توحد و ترکیب
و تجزیه در ذات الله سبحانه باطل و نیز اگر از افراد اله الهه باطله مراد است عینیة و جنسیة
باله حق چسان است و اگر الهه حقه مراد است تعدد الهه حقه چسان - و نیز
بندهٔ الله سبحانه درین دعوی اتحاد بندهٔ اصنام هم شد و هنوز وحدت وجود
حاصل نشد چه درین دعوی عینیة بنده بالله سبحانه متحقق نیست سخن در عینیة اله بالله
سبحانه است و بس و نیز عابد متقاضی معبود است و معبود متقاضی عابد۔

ترجمہ اور لفظ الا کا بمعنی غیر اختیار کرنا نفی بھی کرتا ہے معنی جنسیت مقصودہ کے فائدہ دینے کی پس
الا بمعنی غیر کیونکر ہے۔ یا لفظ غیر بغیر فرض کرنے عائد کے خبر محذوف کا مفعول مالم یسم فاعلہ ہے
پس خبر محذوف میں قائم مقام فاعل موجود ہونیکے سبب ضمیر مسند الیہ لفظ الٰہ کی طرف فاقد و گم ہے تو خبر کیونکر ہے
یعنی خبر میں اسناد نہونیکے سبب خبر مہمل ہے۔ اور اسکا خبر ہونا عائد کے گم ہونیکے سبب اور معنی کے
اہمال کے سبب باطل ہے کیونکہ حاصل اسکا یہ ہے کہ الٰہ کے افراد اللہ کے غیر نہیں ہیں یعنی عین اللہ ہیں
تفصیل اہمال کی یہ ہے کہ الٰہ کا مدلول جنس ہے۔ اور اللہ کا مدلول معرفہ افراد جنس مدلول الٰہ سے ایک
فرد ہے۔ پس عینیت افراد کی ایک فرد کے ساتھ ملاحظہ کیجئے کہ کل کا جزو میں اندراج ہے۔ اور حقیقتین کا
اتحاد حقیقی ممتنع ہے اور اتحاد مجازی توحد کا مبطل یعنی باطل کرنیوالا۔ اور ترکیب و تجزیہ یعنی مرکب اور
جزء جزء ہونا ذات خدائے سبحانہ میں باطل۔ اور اگر افراد الٰہ سے الہہ باطلہ ہی مراد ہوں عینیۃ اور
جنسیۃ الوہیت میں الٰہ حق کے ساتھ کیسے ہے۔ اور اگر الہہ حقہ مراد ہیں تعدد الہہ حقہ کا کیونکر اور کس
طرح ہے۔ اور نیز بندہ اللہ سبحانہ کا اس دعوی اتحاد میں اصنام کا بندہ بھی ہو گیا اور ہنوز وحدت
وجود حاصل نہوا کیونکہ اس دعوی میں عینیت بندہ کی اللہ سبحانہ کے ساتھ متحقق نہیں ہے بلکہ کلام
الٰہ کی عینیت میں اللہ سبحانہ کے ساتھ ہے اور بس۔ اور یہی عابد معبود کا متقاضی ہے اور معبود
عابد کا متقاضی۔

پس بمنع وجودِ مغائر کہ تجویز عابدیۃ ومعبودیۃ واجبہ بہمدگرِ افراد ہر موجود بہ نسبتی عابد تواند شد
وبہ نسبتی معبود بہ نسبتِ مخصوصہ میانِ عابد ومعبودش کہ در غیر این عابد ومعبودِ
مخصوص بہمدگر نتواند شد ہم وہم تکاثر ہر دوش ازانکہ برای عابدی معبودی مخصوص
است وبرائی معبودے عابدی خاص پس کثرت عابد بقدر کثرت معبود است وکثرت
معبود بقدر کثرتِ عابد نعوذ باللہ تعالی من سوءِ الفہم ہم لکن فردِ اول عابد نتواند شد بانعدام
معبودش وفردِ آخر معبود نتواند شد بانعدام عابدش پس چون نظر کنی ہمہ افراد مشترک الحکم
در عابدیۃ ومعبودیۃ است نہ مخصوص الحکم فکیف التصدیق الذی ہو علم جازم علی الحکم المخصوص
المقصود فی ایمان العابدیۃ والمعبودیۃ الا فی الفردِ الاول للمعبودیۃ وفی الفرد الآخر للعابدیۃ
فحینئذٍ زال حکم العابدیۃ من الفردِ الاول وحکم المعبودیۃ من الفرد الآخر مع وجوب
الاشتراکِ فی الحکم بالجنسیۃ ودر انچہ اقتضائی عابدیۃ ومعبودیۃ تجویز نتواند شد
وجودیست فارغ از نسبتین

ترجمہ پس باوصف منع ہونے وجود مغائر کے تجویز مین عابدیت اور معبودیت واجبہ کے آپس مین افراد کے - ہر موجود ایک نسبت کر عابد ہوسکتا ہے اور ایک نسبت کر معبود بسبب اوس نسبت مخصوصہ کے جو درمیان عابد ومعبود کے ہے کیونکہ بغیر اس نسبت کے یعنی اس نسبت کے علاوہ کسی غیر نسبت کے سبب مخصوص عابد ومعبود نہ آپس مین نہین ہوسکتے - اور دونون کا تکاثر ہی ہے کیونکہ ہر ایک عابد کے لئے ایک معبود مخصوص ہے اور ہر ایک معبود کیلئے ایک عابد خاص ہے پس عابد کی کثرت معبود کی کثرت کے اندازہ پر ہے اور معبود کی کثرت عابد کی کثرت کے اندازہ پر - خدا کی پناہ ایسی بری سمجھ سے لیکن فرد اول اوسکے معبود کے نہونیکے سبب عابد نہین ہوسکتی اور فرد آخر اپنے عابد کے نہونیکے سبب معبود نہین ہوسکتی - پس اگر تو غور کرے تو سب افراد عابدیت اور معبودیت مین مشترک الحکم ہین نہ مخصوص الحکم پس اس صورت مین کیسے تصدیق ہوسکیگی - کیونکہ تصدیق وہ ہے کہ علم جازم ہو حکم مخصوص پر جو مقصود ہے ایمان عابدیت اور معبودیت مین مگر فرد اول مین معبودیت کیلئے اور فرد آخر مین عابدیت کے لیے - پس اسوقت حکم عابدیت فرد اول سے زائل ہوگیا اور حکم معبودیت فرد آخر سے باوجود حکم مین اشتراک واجب ہونیکے جنسیت کے سبب یعنی جنس ہونے کے سبب حکم جنس مین اشتراک واجب ہے اور جس چیز مین اقتضائے عابدیت اور معبودیت تجویز نہو سکے وہ ایک وجود فارغ ہے دونون نسبتون سے

پس دران چہ حکم توان کرد از الوہیتش وعینیتش باللہ سبحانہ ونیز اگر ثبوت عابدیۃ
ومعبودیۃ برابطہ تبع خاص است کہ حادث را باقدیم است این صفتی است مانعہ
ومقصود ایمان باللہ تعالی است واگر برابطہ تبع عام است کہ مشترک وصفی یا اسمی است
این صفتی است جامعہ کہ مقصود ایمان باللہ تعالی نیست ونیز اگر فردی را رابطہ
تبع با فراد است برائے عابدی معبودہا است ونیز اگر فردی با فردی بایکدیگر ربطہ
تبع دارد دورِ عابدیۃ ومعبودیۃ باہمدگر است فکیف الحکم فیما بینہما من الاحکام
واگر افراد نگرفتہ شود ربطِ تبع در وجودِ واحد نتواند شد ونیز فرمود حق سبحانہ
انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم انتم لہا واردون پس برین اعتبار کہ ہر معین
بوجہی عابد وبوجہی معبود است بحسب الآیۃ ہمہ افراد فی النار ہستند پس فی
الجنۃ کیانند واگر این ورودِ نار برای عابدان ومعبودان من دون اللہ است
نہ برائے عابدان ومعبودان عین اللہ پس اینہمہ عین اللہ ہستند من دون اللہ کدامانند

ترجمہ پس اوس مین کیا حکم کرنا چاہئے اوسکی الوہیت اور اوسکی عینیتہ کی نسبت اللہ سبحانہ کے ساتھ اور بہی اگر عابدیت اور معبودیت کا ثبوت اوس تبع خاص کے ربط کے سبب ہے جو حادث کو قدیم کے ساتھ ہے یہ ایک صفت مانعہ ہے اور مقصود ہے ایمان باللہ تعالی مین - اور اگر اوس تبع عام کے ربط کے سبب ہے جو مشترک وصفی یا اسمی ہے یہ ایک صفت جامعہ ہے کہ ایمان باللہ تعالی مین مقصود نہین ہے - اور بہی اگر کسی فرد کو ربط تبع کا افراد کے ساتھ ہے تو ایک عابد کیواسطے بہت سے معبود ہین اور بہی اگر کوئی فرد کسی فرد کے ساتھ آپس مین ربط تبع کا رکھتا ہے تو دور عابد اور معبود ہونیکا باہمدگر ہے یعنی آپس مین ایکدوسرے کے عابد ومعبود ہر دو ہین پس کیونکر حکم ہے اُس چیز مین جو اُن دونون کے درمیان احکام کے قسم سے ہے - اور اگر افراد نہ مانے جاوینگے ربط تبع کا وجود واحد مین نہوسکے گا - اور بہی فرمایا حق سبحانہ نے انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم انتم لہا واردون سورۂ انبیاء ہفتم رکوع مین - یعنی بیشک تم اور جسکو تم پوجتے ہو اللہ کے سوا جہنم کا ایندہن ہو - اور تم خاص اوسی جہنم کے لئے وارد ہونیوالون مین ہو - پس اعتبار پر کہ ہر معین ایکوجہ مین عابد اور ایکوجہ مین معبود ہے موافق حکم آیت مذکورہ سب افراد دوزخ مین ہین پس جنت مین کون ہین - اور اگر یہ دوزخ مین وارد ہونا سوائے اللہ کے جو عابد اور معبود ہین اون کے لئے ہے نہ اُن عابدون اور معبودون کے لئے جو عین اللہ ہین پس یہ سب عین اللہ ہین پھر من دون اللہ یعنی غیر اللہ کون ہین -

ونیز حق سبحانہ استدلال بنفی الٰہیۃ مَا نَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ بآیۂ لَوْ كَانَ هٰٓؤُلَاۤءِ اٰلِهَةً
مَّا وَرَدُوْهَا وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ فرمود پس چسان گفتہ شود این الٰہہ وعین اللہ ونیز عجیب است
بدلیۃ لفظ مبارک اللہ بالغاء الّا زیرا کہ مبدّل منہ در محل نفی است ولفظ الّا مانع اتحاد
مقصود والغائیش بی عطف نتواند شد وہم بدل با مبدل منہ کلام تام نتواند شد
وحال آنکہ کلام تام بودن این کلام واجب است بنا بر دلالۃ بر آنچہ ایمان بر و واجب
است اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ — ش این توجیہات در مقابلۂ موجہین است
م پس تقدیر لا الٰہ الّا اللہ ہمچو تقدیر لا مقصود الّا اللہ تواند شد با مالغیۃ مقصود و الّا
فکیف انتفاء الشرک فی المقصود وموانع بر جنسیۃ وعمومیۃ مقصود از لفظ واہمال معنی
خود ظاہر است پس مرجع ضمیر مقصود کہ ما فی الذہن است اسم لا یعنی مسند الیہ است
ودرین نکتہ است بتوسع نفی مقصودیۃ الوہیۃ مالغہ از مذہونات

ترجمہ اور بھی حق سبحانہ نے استدلال فرمایا یعنی دلیل اختیار کی نفی الٰہیہ مَا نَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ کی نسبت
یعنی معبودان غیر خدا کے معبود ہونیکی نفی مین اس آیت کریمہ لَوْ كَانَ هٰٓؤُلَاۤءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا و
كُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ سے جو کریمۂ مذکورہ کو لاحق ہے سورۂ انبیاء کے ہفتم رکوع مین۔ یعنی اگر یہی معبود ہوتے
تو دوزخ مین کاہیکو گرتے۔ اور یہ سب اوس مین ہمیشہ پڑے رہینگے۔ پس کیسے کہا جا سکتا ہے یہ۔ آلہہ
ہین اور عین اللہ ہین۔ اور نیز تعجب ہے لفظ مبارک اللہ کے بدل ہونے پر اور الّا کے لغو قرار دینے پر
کیونکہ مبدل منہ محل نفی مین ہے۔ اور لفظ الّا اتحاد مقصود کا مانع ہے۔ اور اسکا الغا یعنی باطل ولغو
قرار دینا بی عطف کے نہین ہو سکتا۔ اور بدل مبدل منہ کیساتھ بھی کلام تام نہین ہو سکتا۔ اور حال آنکہ
اس کلام کا کلام تام ہونا واجب ہے اس بنا پر کہ اوس چیز پر دلالت ہو جسپر ایمان واجب ہے انا للہ وانا الیہ راجعون
یعنی ہم اللہ ہی کیواسطے ہین اور ہم کو اوسی کی طرف لوٹنا ہے۔ یہ سب توجیہین مقابلہ مین
موجہین کے ہین یعنی اون لوگون کے جو توجیہین لائیوالے ہین۔ پس تقدیر لا الٰہ الّا اللہ کی مانند تقدیر لا مقصود
الّا اللہ کے ہو سکتی ہے جبکہ مقصود مالغیت کے ساتھ ہو یعنی مقصود کو صفت مالغہ قرار دیجاوے ورنہ مقصود مین شرک کا
نفی ہونا کیسے ہو سکیگا یعنی مقصود مین صفت جامعیت ہونیکے سبب شرک موجود رہیگا۔ اور الوہیۃ واجبۃ الوجود
جسپر ایمان کا مدار ہے اور مقصود فی الایمان ہے اور اوسی پر ایمان کی گفتگو ہے کیسی ثابت ہوگی۔ اور مقصود کے
جنس ہونے اور عام ہونے پر جو موانع ہین خود لفظ سے اور اہمال معنی سے ظاہر ہین کہ لفظ مشتق ہے جنس ہو نہین
سکتا اور معنی کا اہمال جیسا بہ تفصیل مذکور ہو چکا ظاہر ہے۔ پس مرجع مقصود کی ضمیر کا جو ذہن مین ہے وہی اسم لا کا ہے یعنی
مسند الیہ۔ اور اسمین ایک نکتہ ہے الوہیۃ مالغہ کے مقصود ہونیکی نفی کے توسع کی طرف مذہونات سے۔

چنانکہ اللہ اکبر بہ تشبیہ اثبات توسع است وہم اشارت بمغایرت حقیقی میان مفضل و
مفضّل علیہ کہ موید مقصود لا الٰہ الّا اللہ است ولفظ مقصود خبر است منصوب بر بنای
قیام مقام اسم جنس دلالۃً واحترازاً عن الرفع للمعرفۃ ش ای منصوب است برائے
دلالۃ بر اسم جنس وبرائے احتراز از رفع دال بر اسم معرفہ م جملہ مستثنیٰ منہ
والّا اللہ با خبر مقصود محذوف بدلالۃ قرینہ وجہ استثنار جملہ مستثنیٰ واجب الانقطاع
واین استثنا مفرغ است کہ دلالت دارد بر توسع مسند الیہ معہود ذہنی پس قیاس
کن ہمچنین الٰہ را کہ صفۃ مشبہ بروزن فعال باشد بلزوم الوہیۃ مالغہ بمعنی استجماع
بجمال بالکمال ورنہ بمعنی معبودیۃ حقہ چون تواند شد ونیز ثبوت متقدم نفی لفظ الٰہ را
بمعنی مذکور خواہد نہ اسم غیر مشتق بی ضمیر بمعنی صفۃ جامعہ ونہ اسم جنس چنانکہ مذکور شد
وباید دانست کہ جامعیۃ باشتراک وصفی یا اسمی مانع مالغیۃ نہ

ترجمہ یعنی اسم لا کا کہ مسند الیہ ذہنی ہے اوسکے ذہنی ہونمین یہ نکتہ ہے کہ مذہونات سے الوہیت مالغہ کا
جو مقصود ہے اوس مقصودیت کی نفی کا توسع ہو جاتا ہے جیسا کہ اللہ اکبر کہ تشبیہ اثبات مین یہان توسع ہے۔ اور اوس
مغایرت حقیقی کی طرف بھی اشارہ ہے جو مفضل اور مفضل علیہ کے درمیان ہے جس سے لا الٰہ الّا اللہ کے مقصود مین
تائید ہوتی ہے کہ موید مقصود ہے۔ اور لفظ مقصودٌ خبر ہے لیکن اسم جنس کی جگہہ قیام پانیکی بنا پر منصوب ہے تا کہ اس
بنام ونصب سے کہ بجائے اسم جنس ہے اسم جنس کے مقدر ہونے پر دلالت ہو اور تا کہ بسبب اسکے
احتراز ہو رفع سے یعنی بسبب نصب کے رفع سے بچ جاوے کیونکہ رفع علامت معرفت ہے جس سے اسم معرفہ پر
دلالت ہوتی ہے۔ پس لا اپنے اسم معہود ذہنی متوسع سے کہ مسند الیہ ہے اور مقصودٌ خبر ہے جو اسکی جگہہ قیام
پذیر ہے ملکر جملہ مستثنیٰ منہ ہوا۔ اور الّا اللہ خبر مقصودٌ محذوف کے ساتھہ ملکر کہ اس حذف پر وجہ استثنا کے
قرینہ سے دلالت موجود ہے یہ جملہ مستثنیٰ واجب الانقطاع ہوا۔ جیسا مستثنیٰ کا مستثنیٰ منہ سے منقطع ہونا واجب
ضروری ظاہر ہے۔ اور یہ استثنا مفرغ ہے کہ مسند الیہ معہود ذہنی کے متوسع ہونے پر دلالت رکھتا ہے۔
پس اسی طرح الٰہ کو قیاس کرے کہ فِعَالٌ کے وزن پر صفت مشبہ ہوتا ہے جس مین الوہیۃ مالغہ کا لزوم ہے
اس معنی کر کہ اسمین جمال بالکمال کے ساتھہ استجماع ہے ورنہ الٰہ معبودیت حقہ کے معنی مین کیسے ہو سکیگا
اور نفی کا ثبوت متقدم بھی لفظ الٰہ کو معنی مذکورہ مین چاہتا ہے نہ یہ کہ وہ اسم غیر مشتق بے ضمیر ہے صفت
جامعہ کے معنی مین اور نہ اسم جنس جیسا مذکور ہوا۔ اور سمجھنا چاہئے کہ جامعیت جو وصفی یا اسمی اشتراک کے
سبب ہو وہ مالغیت کی مانع نہین ہے

پس حکم کردہ شود موافق حکم ما قامت بہ چنانکہ در اِنَّمَا اللّٰہُ اِلٰہٌ وَاحِدٌ بصراحت و در لا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ باستثنا لفظ اِلٰہ صیغہ صفة و خبر واقع است و اگر درین مبحث لفظ اِلٰہ صفة مالغہ نباشد فکیف یستقیم المعنی فی انتفاء الشرک فی الالوہیة و اگر این ترکیب مسلّم نشود ہمہ وجود مذکورة الصدر عارض خواہند شد و در صورت مانعیة اِلَّا بمعنی غیر کہ حال یا صفة از ضمیر اِلٰہ برائے تعریف و تخصیص ذو الحال یا موصوف باشد ہم تواند شد بہ نتیجۂ ظنی بحصول اثبات الوہیت اللّٰہ سبحانہ بدوران نفی س ش آن چنانست کہ مصداق مقصود معین نباشد لیکن نفی بعض را مستلزم تحقق مصداقیة مقصودہ ببعض نمایند و حال آنکہ قطعیة بران ہم معلوم و مصدق نیست جائز باشد عدم تحقق بران نیز م کہ بحسب اللفظ معنی چنین است نیست چیزی متصف بالوہیت حال آنچیز این است کہ غیر اللّٰہ است -

ترجمہ پس حکم کیا جائیگا ما قامت بہ کے حکم کے موافق یعنی وہ صفت جو کسی وصفی یا اسمی اشتراک کی جامع ہو وہ اوس صفت کی مانع نہیں ہو سکتی جو اپنے وصف مین دوسرے کے اشتراک کی مانع ہو پس صفت مین موصوف کا جسکے ساتھ وہ صفت قائم ہے حکم کیا جائیگا جیسا کہ کریمہ اِنَّمَا اللّٰہُ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ مین کہ سورہ نساء کے رکوع تیئیس ۲۳ مین ہے - صریح طور پر صفت جامعہ صفت مالغہ کے حکم مین ہے باعتبار حکم ما قام بہ کے کیونکہ مسند حکم مین تابع ہے مسند الیہ کا - اور لا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ مین جو مع استثنا ہے لفظ اِلٰہ صیغہ صفت اور خبر واقع ہے - پس یہان بہی لفظ اِلٰہ کہ صفت و خبر ہو کر مسند واقع ہوا ہے حکم مین اپنے مسند الیہ کے تابع ہے - اور اسکا استثنا ہونا اور لفظاً بجاے خبر مذکور ہونا اور صیغۂ صفت مشبہ قرار پانا باعتبار لزوم صفت وغیرہ یہہ سب اسکے صفت مالغہ ہونے پر دلیل ظاہر ہین لہذا مالغیت کے رنگ رنگین ہو کر صبغة اللّٰہ ومن احسن من اللّٰہ صبغہ مین داخل ہوگا - اور اگر اس مبحث مین لفظ اِلٰہ صفت مالغہ نہ رکہتا ہوگا تو صفت الوہیت مین سے شرک کی نفی ہو نہین معنی کیسے استقامت پائینگے - اور اگر یہ ترکیب تسلیم نکیجاویگی تو تمام وجوہ جو پہلے مذکور ہو چکے ہین عارض ہو جائینگے - اور لفظ اِلٰہ کے صفت مالغہ ہونیکی صورت مین اِلَّا بمعنی غیر بہی ہو سکتا ہے تا کہ اِلٰہ کے ضمیر کا حال یا صفت ہو ذو الحال یا موصوف کی تعریف اور تخصیص کیلئے ظنی نتیجہ کے موافق اللّٰہ سبحانہ کی اثبات الوہیت کے حاصل ہونیکے ساتھ نفی کے دوران مین سو وہ اسطرح ہی کہ مقصود کا مصداق معین نہوگا لیکن نفی بعض کی مصداقیت مقصود کے تحقق کا مستلزم بعض کیساتھ کر دیوگی - اور حال یہ ہے کہ قطعیت اوسپر بہی معلوم و مصدق نہین ہے اور عدم تحقق اوسپر بہی جائز ہے چنانچہ اس صورت مین بحسب اللفظ کی موافقت مین یہ معنی ہین کہ نہین ہے کوئی چیز متصف الوہیت کے ساتھ حال اوس چیز کا یہ ہے کہ غیر اللّٰہ ہے

پس نتیجۂ ظنی آن بحسب المعنی اللّٰہُ اِلٰہٌ تواند شد و حال آنکہ بحسب التحقیق قطعی است مگر وجوہ مذکور و ظنیت نتیجہ مانع و عجب است بحصول اثبات بدوران نفی با آن کہ دوران نفی محتاج ثبوت متقدمی است کہ خود مستلزم نفی این ثبوت از غیر خود است نہ محتاج بنفی و نیز باید دانست کہ لا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ جملہ استثنائیہ مفسر است و محمد رسول اللّٰہ جملہ اسمیہ مخصص از عموم لا اِلٰہ برائے استیناف مفسر مصداقاً لما نُفِیَ عَنْہُ الاُلُوہِیَّةُ وَتَعْرِیْضاً عَلٰی مَا اُثْبِتَ لَہُ الاُلُوہِیَّةُ پس مفسر و مفسر جملہ مفسرہ خواہد بود یا استالفہ ورنہ مصداق و تعریض ضروری باطل شود و باید دانست بدلیة لفظ مبارک محمد صلعم را جملہ استثنائیہ ممتنع س ش ازین کہ اگر بدل از جملہ منفیہ است تعریض علی ما اُثْبِتَ لَہُ الاُلُوہِیَّة باطل و اگر از جملہ مثبتہ است مصداق لِمَا نُفِیَ الاُلُوہِیَّة باطل و اگر از منفیہ و مثبتہ معاً گفتہ شود تعارض مبطل ہم و اضافہ رسول مانع مع س ش چہ اضافہ نمی شود مگر در متغائرین فکیف البدل ❊

ترجمہ پس اوسکا ظنی نتیجہ معنی کے اعتبار سے اللّٰہ اِلٰہ ہو سکتا ہے - اور حال یہ ہے کہ موافق تحقیق کے قطعی ہے مگر مذکورہ وجوہ اور نتیجہ کا ظنی ہونا قطعیت کا مانع ہے - اور تعجب ہے اثبات کے حاصل ہونیسے نفی کے دوران مین اوس اثبات پر کیونکہ دوران نفی ایسے ثبوت متقدم کا محتاج ہے جو اپنے غیر سے اس ثبوت کے نفی کا خود مستلزم ہے نہ محتاج ہے نفی کی طرف اور یہ بہی سمجہنا چاہیئے کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ جملہ استثنائیہ مفسر ہے اور محمد رسول اللّٰہ جملہ اسمیہ جو استیناف کیلئے عموم لا اِلٰہ سے خاص کیا گیا ہے مفسر ہے تا کہ مصداق حاصل ہو اوس چیز کے لئے جس سے الوہیت کی نفی کیگئی ہے - اور تعریض حاصل ہو اوسپر جسکے لئے الوہیت کا اثبات کیا گیا ہے - پس مفسر اور مفسر جملہ مفسرہ ہوگا یا استالفہ ورنہ مصداق اور تعریض ضروری باطل ہو جائینگے - اور سمجہنا چاہیئے کہ لفظ مبارک محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے بدل ہونیکو جملہ استثنائیہ اور اضافت رسول مانع ہے - اول اس سبب سے کہ اگر بدل جملہ منفیہ کا ہے تو تعریض اوس چیز پہ جسکے لئے الوہیت کا اثبات کیا ہے باطل ہے - اور اگر بدل ہے جملہ مثبتہ کا تو مصداق اوس چیز کے لئے جس سے الوہیت کی نفی کیگئی ہے باطل ہے - اور اگر جملہ منفیہ اور مثبتہ دونون کا معاً بدل کہا جاوے تو تعارض مبطل ہے یعنی آپس مین انکا ایک دوسرے کا بالضد معارض ہونا نفی و اثبات مین ایک دوسرے کو باطل کر رہا ہے - اور دوم اضافت رسول مانع بدل ہونیکو اسلئے ہے کہ اضافت نہین ہوتی ہے مگر دو متغایر دن مین حالانکہ بدل مقتضی اتحاد ہے خلاف تغایر پس بدل کیسے ہو سکتا ہے

ہم باید دانست اللہ کہ محتاج الیہ است ہر محتاج را شناختہ نمی شود مگر بدلالۃ از محتاج بربط احتیاج پس برائے حصول ثبوت ذہنی الوہیۃ کہ ترتب اثر متاخرش مورد نفی نسبۃ بمحتاج است مصداق متقدم باشد و ہمچنین محتاج مصداق متقدم است برائے حصول ثبوت ذہنی نقائص کہ ترتب اثر متاخرش مورد نفی نسبۃ باللہ محتاج الیہ است بعد حصول اینچنین تصدیق اقرار لا الٰہ الا اللہ دلالت ظنی بران دارد ورنہ چسان تحقق پزیرد نفی و اثبات و قبول شارع تصدیق را از اقرار بہمین دلالۃ است ظناً و اتباع ظن واجب وَاللہُ تعالیٰ اعلمُ بالصَّواب۔

تنبیہ۔ غرض متکلم مافی الباب صحۃ عقیدہ است نہ مناظرہ و مکابرہ چون بہ تعبیر ماہیات از لفظ گزیری نیست بنا بر صحت مدلولات الفاظ مختصہ در تصحیح الفاظ بقواعد صرف و نحو و نقل و عقل سخن واجب آمد پس سخن دران وجوہ کہ گفتہ شد بفکر باید فہمید و اگر متجاوز شود ازان وجوہ بمدعا نرسد

ترجمہ سمجھنا چاہیئے کہ اللہ جو محتاج الیہ ہے اوسکو محتاج کبھی نہین پہچان سکتا ہے مگر اوس دلالت سے کہ محتاج کی طرف سے احتیاج کے ربط کے سبب محتاج کو اپنے محتاج الیہ کی جانب ہے پس ثبوت ذہنی الوہیۃ کے حاصل ہونیکے واسطے جسکا ترتبِ اثر متاخر مورد نفی ہے جو محتاج کی نسبت کرے یہی اس نفی کا مصداق متقدم ہوگا اور اسی طرح محتاج مصداق متقدم ہے نقائص کے ثبوت ذہنی کے حاصل ہونیکے واسطے جسکا ترتبِ اثر متاخر مورد نفی ہے اللہ محتاج الیہ کی نسبت کر یعنی یہ ترتبِ اثر جو ثبوت ذہنی کے پیچھے ہے اور جسپر نفی وارد ہوئی ہے اس نفی کا یہی مصداق متقدم یہی محتاج ہے۔ بعد حاصل ہونے ایسی تصدیق کے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کا اقرار اوس تصدیق پر ظنی دلالت رکھتا ہے ورنہ نفی و اثبات کیونکر تحقق حاصل کرے گا۔ اور شارع کا تصدیق کو اقرار سے تبرا فرمانا یا مان لینا اسی دلالت سے ہے جو بطور ظن ہے۔ اور ظن کی پیروی واجب واللہ تعالیٰ اَعْلَمُ بالصواب یعنی اور خدائے برتر ہی خوب جانتا ہے راستی کو۔

تنبیہ غرض متکلم کی جو کچھ اس باب مین ہے عقیدہ کی صحت ہے یعنی صحیح ہونا نہ مناظرہ اور مکابرہ چونکہ ماہیات کی تعبیر مین لفظ سے چارہ نہین ہے۔ پس مخصوص الفاظ کے مدلولات کے صحیح ہونیکی بناپر الفاظ کے صحیح کرنے مین صرف و نحو کے قواعد اور نقل و عقل کے اصول پر کلام واجب و ضروری ہوا پس کلام جن وجوہ مین کہ بیان کیا گیا فکر سے سمجھنا چاہیئے اور اگر فکر اون وجوہ سے متجاوز ہو جائیگی یعنی ہٹ جائیگی مدعا کو نہ پہونچیگی

تنبیہ اینہمہ بحثے بود موافق علمائے الفاظ ظاہرہ اکنون اشارتی موافق علمائے حقائق باطنہ میشود کہ این کلام را بکلمہ نامیدند پس واجب آمد برائے آن معنی مفرد و قسمی از اقسامِ ثلثہ پس اسم است باعتبار لحاظ معنی قائم بنفسہ پس مدلول مفردش ذاتی است قدیم باوصاف ثابتہ با تعلق متعلقات حادثہ کہ در کلام اسم مبارکش اللہ است و وصفش لا الٰہ الّا ہو و فعل است باعتبار لحاظ معنی قائم بالغیر اصلاً پس مدلول مفردش وصف است و در مرتبۂ قدیم با تعلق متعلقات حادثہ و حرف است باعتبار لحاظ معنی قائم بالغیر عرضاً پس مدلول مفردش وصف است در مرتبۂ قدیم با تعلق متعلقات حادثہ پس محمد رسول اللہ ہم کلمہ است با معنی مفرد کہ بیان است مر اقسام ثلثہ را دلالتاً پس بحدوثِ خود دلیل است مر معنی مفرد اسم را ذاتاً با تعلق متعلقات منتزعۂ خود۔ و مر معنی مفرد فعل را وصفاً با تعلق متعلقات منتزعۂ خود و مر معنی مفرد حرف را ضمیمۃً با تعلق متعلقات منتزعۂ خود قال سبحانہٗ۔

تنبیہ - یہ سب بحث علمار الفاظ ظاہرہ کے موافق تہی اب کچھ اشارت علمائے حقائق باطنہ کے موافق ہوتی ہے۔ وہ یہ کہ اس کلام کا نام کلمہ رکہا۔ پس اس کلمہ کے لئے معنی مفرد ضروری ہوئے اور یہ کہ کوئی قسم ہو اقسام ثلثہ سے۔ پس یہ کلمہ اسم ہے باعتبار لحاظ معنی قائم بنفسہ کے۔ پس اوسکا مدلول مفرد وہ ذات قدیم ہے جس مین اوصاف ثابتہ ہین مع تعلق متعلقات حادثہ کے۔ کہ کلام مین اوسکا اسم مبارک اللہ ہے۔ اور اوسکا وصف لَا اِلٰہَ اِلَّا ہو۔ اور یہ کلمہ فعل ہے باعتبار لحاظ معنی قائم بالغیر کے از روئے اصل۔ پس مدلول مفرد اوسکا وصف ہے مرتبہ قدیم مین مع تعلق متعلقات حادثہ کے۔ اور یہ کلمہ حرف ہے باعتبار لحاظ معنی قائم بالغیر کے بطور عرض۔ پس مدلول مفرد اُسکا وصف ہے مرتبۂ قدیم مین مع تعلق متعلقات حادثہ کے۔ پس محمد رسول اللہ ہی کلمہ ہے معنی مفرد مین کہ بطور دلالت یہ کلمہ بیان ہے خاص اونہین تینون قسمون کا جو مذکور ہوئین۔ اسطرح کہ یہ کلمہ اپنے حدوث سے دلیل ہے خاص معنی مفرد اسم کو از روئے ذات مع تعلق اپنے متعلقات منتزعہ کے۔

اور دلیل ہے اپنے حدوث سے خاص معنی مفرد فعل کے لئے بطور وصف مع متعلق ہونے اپنے متعلقات منتزعہ کے اور دلیل ہے اپنے حدوث سے خاص معنی مفرد حرف کے لئے بطور ضمیمہ مع تعلق اپنے متعلقات منتزعہ کے۔ کہ فرمایا حق سبحانہ نے سورۂ ابراہیم رکوع چار مین ❊

مثل کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلہا ثابت وفرعہا فی السماء توتی اکلہا کل حین باذن ربہا
ش تفسیر این کریمہ در ذکر کیفیۃ الرسالۃ والنبوۃ والولایۃ الخ مرقوم است م واز تعریف
کلام بکلمہ مراد معنی مفرد است والا فکیف۔

تنبیہ ۔ معنی مفرد اسم نصیب محمد رسول اللہ تعالیٰ نور اول ما خلق اللہ تعالیٰ است
صلعم ومعنی مفرد فعل نصیب انبیاء اللہ تعالیٰ است صلعم ومعنی مفرد حرف نصیب
مومنین است رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

تنبیہ در حذف اسم لا اشارت است بگم گردیدنش بملاحظۂ الوہیۃ اللہ سبحانہ
واین صحت نہ پذیرد مگر بشرف معرفۃ صحیحہ ولایت دوم وما فوقش وتعلقش بنا بر دلالت
واجبہ بسوے الوہیۃ۔ اللّٰہم صلّ وبارک وسلّم علیٰ محمد رسولک حبیبک وعلی انوارہ
کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ۔

مثل کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلہا ثابت وفرعہا فی السماء توتی اکلہا کل حین باذن ربہا ط

یعنی مثل کلمۂ طیبہ کی مثل درخت پاکیزہ کے ہے جسکی جڑ ثابت ہے اور جسکی شاخ آسمان مین کہ لاتا ہے اپنے پھلون کو ہر وقت اپنے رب کے حکم سے۔ اس آیت کریمہ کی تفسیر ذکر کیفیۃ رسالت اور نبوت اور ولایت الخ مین مرقوم ہے۔ اور کلام کی تعریف سے کلمہ کی طرف یعنی کلام سے اعراض کرکے کلمہ قرار دینا اوس سے مراد معنی مفرد ہین ورنہ یہ تعریف پس کیونکر ہے تنبیہ ۔ معنی مفرد اسم کے محمد رسولِ خداے تعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نصیب وحصہ مین جو نور اول ہین اوس چیز کے جو خداے تعالیٰ نے مخلوق فرمائی۔ اور معنی مفرد فعل کے نصیب مین انبیاء خداے تعالیٰ کے صلی اللہ تعالیٰ علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام۔ اور معنی مفرد حرف کے نصیبِ مومنین ہین رضی اللہ تعالیٰ عنہم تنبیہ ۔ اسم لا کے حذف مین اشارہ ہے اوس اسم کے گم ہونیکی طرف الوہیۃ اللہ سبحانہ کے ملاحظہ مین۔ اور اسکی صحت نہین حاصل ہوتی ہے مگر بسبب شرف وبزرگی حاصل ہونے معرفت صحیحہ ولایت دوم کے اور اوسکے جو اوس سے اوپر ہے۔ اور وہی حذف اشارہ ہے اوس اسم کے تعلق کی نسبت بغرض دلالت واجبہ کے الوہیت کی طرف اس لئے کہ الوہیت کی طرف دلالت کی ضرورت ہے اور اس دلالت کا ہونا معرفت واجبہ کے لئے واجب ہے۔ اللّٰہم صل وبارک وسلم علیٰ محمد رسولک حبیبک وعلیٰ انوارہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ یعنی خدایا رحمت وبرکت وسلامتی بہیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ تیرے رسول وتیرے حبیب ہین اور اونکی انوار پر جیسا وہ تجکو محبوب ہے اور تو اُسکو پسند کرتا ہے اور سفارشی کر اوسکو ہمارے درمیان مین اور رحمت کر ہمپر اسکے طفیل۔

ذکر کیفیۃ تعین احدیۃ با دیگر مطالب ؁

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلّی علی رسولہ محمدٍ ونستشفعہ وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین؟
باید دانست کہ اعتبار احمدیۃ فوق اعتبارِ محمدیۃ فرمودند چہ اصل اعتبارِ احمدیۃ اعتبار احدیۃ
واصل اعتبارِ محمدیۃ اعتبارِ واحدیۃ فرمودند پس اعتبار احمدیۃ مرجع ومآب اعتبارات کلہا متضمنہ محمدیۃ است
چنانکہ اعتبار احدیۃ مرجع ومآب اعتبارات کلہا متضمنہ واحدیت است پس اعتبار احمدیۃ منشار
انتزاع ماہیات است واعتبار محمدیۃ منشار اعتبارات محضہ واین تسمیہ اعتبارین باحمدیۃ ومحمدیۃ
موافق تقریر قدما است ودلالتی نصی برین معلوم در دمند نیست لیکن بر مراد نص مبارک اعنی
محمد رسول اللہ الآیۃ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد الآیۃ جود باجود مسمیٰ بمحمد واحمد صلعم

ذکر بیان مین تعین احدیۃ اور محمدیۃ کے یعنی تعین مین احمد اور محمد ہونیکے مع اور مطالب کے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ اللہ ونستعینہ ونصلّی علیٰ رسولہ محمدٍ ونستشفعہ وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔ سمجھنا چاہیے کہ حضرات متقدمین نے مرتبۂ احمدیہ کا اعتبار مرتبۂ محمدیہ کے اعتبار کے اوپر فرمایا ہے اسلیے کہ اعتبار احمدیت کی اصل اعتبار احدیت اور اعتبار محمدیت کی اصل اعتبار واحدیت اونہون نے فرمائی ہے۔ پس اعتبار مرتبۂ احمدیہ تمام اون اعتبارات کا مرجع اور مآب ہے جو متضمنہ محمدیہ ہین جیسا کہ اعتبار احدیت کل اون اعتبارات کا جو متضمنہ واحدیت ہین مرجع اور مآب ہے پس اعتبار احمدیہ منشا یعنی محل تعلق ونشو ہے ماہیات کے منتزع ہونیکا۔ اور اعتبار محمدیہ منشا ہے اعتبارات محضہ کا یعنی خالص اعتبارات کا۔ اور ان دونون اعتبارون کا نام احمدیہ اور محمدیہ کرکے رکھنا اگلونکی تقریر کے موافق ہے۔ اور اسپر کسی نص کی کوئی دلالت دردمند کو نہین معلوم ہے۔ لیکن نص مبارک جس سے ہماری مراد آیت کریمہ محمد رسول اللہ تا آخر آیت کہ سورۂ فتح مین ہے اور کریمہ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗ اَحْمَدُ ط تا آخر آیت کہ ابتداے سورۂ صف مین ہے۔ ان دونون آیات کریمہ کی مراد پر وجود با وجود مسمی باسم مبارک محمد اور احمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم

بتشخص روحی فی حدِہ درین عالم شہود موجود و مقصود واحد است مع فرق اعتبارہا
کہ بمفہوم خودش دلالۃ میکند بران ای بمحمدیۃ بظہور موجودات است مع لزوم
مسلوبات و احمدیۃ بمعرفۃِ موجودات و مسلوبات است بدلالۃ اعتبار محمدیۃ صلعم ازروی
مانعیتش ۔ پس مقصود معروفیۃ اعتبار محمدیۃ است و مقصود عارفیۃ اعتبار احمدیۃ چنانکہ
فرمود صلعم من عرف نفسہ فقد عرف ربہ ببین کہ نفس عارف است
وہم معروف و عارفیۃ از اوصاف معروف ہم و تحقق ایمان بر اعتبار محمدیہ است گفتہ
می شود محمد رسول اللہ صلعم پس اعتبار محمدیۃ و احمدیۃ ازروئے مانعیۃ درحدِ خود
وازروئے جامعیۃ درحدِ خود برین بنائے مذکور است و البتہ اعتبار محمدیۃ فوق اعتبار
احمدیۃ است ازروئے فضل چہ اظہر است کہ احمد تفضیل فاعل است و محمد مبالغہ
مفعول بحکم خاصیۃ تفعیل و مبالغہ افضل است از تفضیل بانکہ تفضیل درحدِ خود بافادت
معنی محتاج باشد بغیرش

ترجمہ اپنی حدمین روحی تشخص کے ساتھہ اس عالم دنیامین موجود مقصود ایک ہی ہے مع اوس فرق کے جو دونون اسما کے اعتبارات کا ہے کہ وہ دونون اسما اپنے اپنے مفہوم کے موافق اوس اعتبار پر دلالت کرتے ہین یعنی اسم محمد ہونا ظہور موجودات کے سبب ہے مع لزوم مسلوبات کے ۔ اور احمد نام ہونا بسبب معرفت موجودات اور مسلوبات کے ہے اعتبار محمدیت صلعم کی دلالت سے اوسکے مانعیت کی رو سے یعنی اعتبار محمدیہ بطور مانعیت ہے کیونکہ یہ اعتبار ظہور موجودات کا ہے نہ مسلوبات لہذا بسبب مانعیت مسلوبات لزوم مسلوبات کی معرفت پر مع معرفت موجودات دلالت اسی اعتبار محمدیت سے ہو رہی ہے کہ مانع اعتبار احمدیہ ہے پس مقصود معروفیت کا یعنی معروف ہونیکا اعتبار محمدیت ہے ۔ اور مقصود عارف ہونیکا اعتبار احمدیت ہے جیسا کہ فرمایا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے من عرف نفسہ فقد عرف ربہ یعنی جسنے اپنے نفس کو پہچانا پس یقینی اوسنے اپنے رب کو پہچان لیا دیکھہ لیجئے کہ یہان نفس ۔ عارف ہے او معروف بھی اور عارفیت یعنی عارف ہونا معروف کے اوصاف مین سے ایک صفت ہے اور ایمان کا تحقق اعتبار محمدیت پر ہے کہ کہا جاتا ہے محمد رسول خدائے تعالی ہے صلے اللہ علیہ وسلم ۔ پس اعتبار محمدیت اور احمدیت کا اپنی حدمین مانع ہونیکی راہ سے اور اپنی حدمین جامع ہونیکی راہ سے اسی بنائی مذکورہ پر ہے ۔ اور البتہ اعتبار محمدیہ کا اوپر ہے اعتبار احمدیہ کے فضل کی راہ سے اسلئے کہ ظاہر تر ہے کہ لفظ احمد تفضیل اسم فاعل ہے جو حامد ہے ۔ اور لفظ محمد مبالغہ اسم مفعول ہے جو محمود ہے موافق حکم خاصیت باب تفعیل کے کہ موضوع بالمبالغہ ہے ۔ اور مبالغہ تفضیل سے افضل ہے اس سبب کہ تفضیل اپنی حدمین اپنے غیر کی طرف محتاج ہوتا ہے افادت معنی مین ۔

پس محدود باشد درحد اضافۃ بخلاف مبالغہ کہ درحدِ خود بافادت معنی احتیاج غیر نباشد بعدم
اقتضائی اضافۃ پس محدود نباشد پس فضل مبالغہ از تفضیل ظاہر است وہم کمال بمظہریۃ
و مقصودیۃ معرفتش کہ از اعتبار محمدیۃ است وہم عجز درحصر معرفۃ کمال از اعتبار احمدیۃ ا
و وجود عنصر بانتزاع تضمنی از روح است بعوض مسلوباتش ای روح م بدان
کہ محبوبیۃ محمدی را اعتبار است از ابتدائے انتزاعیات عدمی مخصوصہ محمدیۃ تا غایت
انتزاعیات وجودی از ابتدائی ربوبیۃ تا استغنا مع اعتبار انتہائی حدہا وہمہ داخل محبوبیۃ است
بفرق نسب اعتبارات و انکہ گفتم و گویم از انکشاف حقیقۃ مرتبہ سوادِ اعظم ہویدا می شود
و از ینجاست کہ محبوبیۃ محمدیۃ بر محبوبیۃ احمدیۃ و محبوبیۃ انتزاعیات وجودی بر محبوبیۃ انتزاعیات
عدمی مخصوصۂ محمدیۃ فضلی دارد درحدِ اعتبارات ہا ۔ و تفضیلات در فرق نسب اعتبارات
نا متناہی است تقیید بیان نپذیرد و اگر خواست او تعالی است بوقتی اجمالی از فرق نسب
می نویسد ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ نُوْرِکَ وَعَلٰی اَنْوَارِہٖ کَمَا تُحِبُّہٗ وَتَرْضَاہُ وَشَفِّعْہُ فِیْنَا وَتَرَحَّمْنَا بِہٖ

ترجمہ پس حد اضافت مین محدود ہوگا بضرورت صلہ ۔ بخلاف مبالغہ کے کہ اپنی حدمین غیر کا محتاج افادت معنی مین نہین ہوتا ہے عدم اقتضائی اضافت یعنی اضافت کی خواہش نہونیکے سبب پس یہ محدود نہوگا ۔ پس مبالغہ کا فضل تفضیل سے ظاہر ہے اور کمال بھی ظاہر ہے اسکے مظہر ہونے اور معرفت کے مقصود ہونیکے سبب جو محمد ہونیکے اعتبار سے ہے ۔ اور معرفت کمال کے حصر مین عجز بھی ظاہر ہے جو احمد ہونیکے اعتبار سے ہے ۔ اور عنصری وجود روح سے منتزع ہے تضمنی انتزاع کے طور پر روح کے عوض مسلوبات مین ۔ معلوم ہو کہ محبوبیت محمدی کے لئے اعتبارات ہین ابتدائی انتزاعیات عدمی مخصوصہ محمدیہ سے لیکر انتزاعیات وجودی کی انتہا تک ابتدائی ربوبیت سے استغنا تک مع ان دونون کے اعتبار ونکے دونون کی حدین یعنی ربوبیۃ و استغنا کی ۔ اور یہ سب اعتبارات مع انکی نسبتون کے فرق کے داخل محبوبیت ہین ۔ اور یہ جو کچھ مین نے کہا اور کہہ رہا ہون حقیقت مرتبہ سواد اعظم کے منکشف ہونیسے ہویدا و ظاہر ہوتا ہے ۔ اور یہین سے ہے کہ محبوبیۃ محمدیہ محبوبیت احمدیہ پر اور محبوبیت انتزاعیات وجودی محبوبیت انتزاعیات عدمی مخصوصۂ محمدیہ پر اپنے اعتبارات کی حدمین ایک فضل رکھتی ہے ۔ اور اعتبارات کی نسبتون کے فرق مین بیحد تفضیلین ہین کہ تقیید بیان کو نہین قبول کرتین یعنی قید بیان مین نہین آسکتی ہین ۔ اور اگر مرضی خدائے تعالی ہے تو کسی وقت مین کچھ اجمال نسبتون کے فرق کی نسبت عنقریب لکھا جاتا ہے چنانچہ یہ موجودہ حسب ذیل ہے ۔ اللھم صل وسلم علی محمد النبی نورک وعلی انوارہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ یعنی خدایا درود سلام بھیج اوپر اس نبی محمد کے کہ تیرا نور ہے ۔ اور اوسکے انوار پر جیسا تو اوسکو چاہتا ہے اور تو اوس سے راضی ہے ۔ اور شفیع کر اوسکو ہم مین اور رحم کر ہمپر اسکے طفیل ۔

تتمہ موعودہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامدًا و مصلیًا و مسلمًا - قال صلعم اللہ جمیلٌ و یحب الجمال - بدانکہ وصف جمال معمم الاضافۃ است بعدم ذکر تخصیص اضافۃ واجبہ الی ما بہ القیام پس متوسع المعنی است باضافۃ سوئے قدیم و حادث متضمن بالموجودات و ملتزمش متضمن بالمسلوبات نیز و اگر نمی پزیری بینم چہ می گوئی پس تفاوت محبۃ بر قدر کیفیۃ جمال است کہ موضح می شود بتوفیقہ تعالی بدانکہ محبوبیت ذات و صفات خود بمحبت ذات و صفات خود است ازینجا است کہ محب نخواہد غیر محبوب را و نباشد میان محب و محبوب مگر محبۃ ازانجا کہ بمقصو گشت کنت کنزًا مخفیًا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق ۱ش گفت ابن تیمیہ ندانستہ شد برائے این سند صحیح نہ ضعیف و تبع کردش زرکشی و عسقلانی لکن معنیش صحیح است

تتمہ موعودہ یعنی وہ اجمالی تتمہ جسکا وعدہ ہوچکا ہے یہہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامدًا و مصلیًا و مسلمًا - قال صلعم اللہ الجمیل و یحب الجمال یعنی فرمایا حضور صلعم نے کہ اللہ صاحب جمال ہے کہ اوسکو حسن و جمال لازمی ہے اور دوست رکھتا ہے حسن و جمال کو معلوم ہو کہ وصف جمال اضافت مین معمم ہے یعنی یہ وصف نسبت مین عام ہے بسبب ذکر نہونے تخصیص اضافت کے حالانکہ اضافت کا خاص کرنا اوس چیز کی طرف جسکے ساتھہ اوسکو قیام ہے واجب ضروری ہے - پس یہ وصف قدیم کی طرف اور حادث کی طرف جو موجودات کو متضمن ہے اور اوس موجودات کے ملتزم کی طرف بہی جو مسلوبات کو متضمن ہے نسبت کئے جانیکے سبب معنی مین متوسع ہے - اور اگر تو یہ نہ قبول کریگا تو پہر دیکہنا ہے کہ تو کیا کہیگا - پس محبت کا تفاوت حسن و جمال کی کیفیت کے اندازہ پر ہے کہ خدائے تعالی کی توفیق سے ظاہر کیا جاتا ہے - معلوم ہو کہ اپنی ذات و صفات کا محبوب ہونا اپنی ذات و صفات کی محبت کے سبب ہے - یہین سے یہ بات ہے کہ محب غیر محبوب کو نہین چاہتا ہے - اور محب اور محبوب کے درمیان نہین ہوتی ہے مگر محبت کیونکہ اسی مقصود پر یہ حدیث شریف ہے کنت کنزًا مخفیًا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق کی یعنی مین ایک خزانہ پوشیدہ تہا پہر مین نے اپنا پہچانا جانا دوست رکہا تو مینے مخلوق کو پیدا کیا - اس حدیث کی نسبت ابن تیمیہ کا بیان ہے کہ اسکی سند نہ صحیح معلوم ہوئی نہ ضعیف اور اسکی پیروی کی زرکشی اور عسقلانی نے لیکن اس حدیث کے معنی صحیح ہین -

بیان تفسیر حدیث شریف اللہ جمیل و یحب الجمال ۱۲

بیان تفسیر حدیث شریف کنت کنزًا مخفیًا الخ ۱۲

کہ مستفاد است از قولہ تعالی وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ای لیعرفونی کما فسرہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما ہمچنین گفت ملا علی القاری انتہی گفت آنکہ ہدایت میکند مرا کہ سزاوار نیست کہ برآوردہ شود حتمًا از حدیث نبی صلعم ازانکہ مقرر شدہ است عدم حصر حدیث نبی صلعم پس عدم حصول روایتش برائے بعض بیرون نمیکند آنرا حتمًا از حدیث نبی صلعم و گفت کہ عبودیۃ تبع ظلیۃ است بصفات ذی ظل و محققش خود نبودن است پس متضمن باشد معرفۃ و محبۃ و غیرہما را ام شعر اینکہ ازین خلقت بر مقتضائے محبوبیۃ خود و محبیۃ بخود خود معروفست و بخود عارف بدلالۃ صیغہ مجہول بہ لطافت

ترجمہ جو خدائے برتر کے اس قول سے مستفاد یعنی حاصل ہوتے ہین کہ سورہ ذاریات کے آخر مین ہے وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون یعنی اور نہین پیدا کیا مینے جن و انس کو مگر پیدا کیا تاکہ میری عبادت کرین یعنی تاکہ مجہکو پہچانین جیساکہ اوسکو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے تفسیر کیا کہ یہان عبادت کی تفسیر معرفت فرمائی - ایسا ہی ملا علی قاری صاحب نے کہا ہے - تمام ہوا - وہ جو میرا رہنما ہے اوسنے کہا کہ ہرگز زیبا و لائق نہین ہے کہ حدیث مذکورہ حدیث نبی صلعم سے بالکل نکال ڈالی جاوے یعنی شامل حدیث نہ سمجہی جاوے کیونکہ عدم حصر یعنی حصر نہونا حدیث نبی صلعم کا ٹہر چکا ہے - پس بعض کیلیئے اوسکی روایت کا حاصل نہونا اوسکو مرتبہ حدیث نبی صلعم سے ہرگز باہر نہین کرتا ہے - اور کہا کہ عبودیت یعنی بندگی تبع ظلیت ہے یعنی پیروی ظل ہونیکی ذی ظل کی صفات کے ساتہہ - اور محقق عبودیۃ خود نبودن یعنی خود نہونا ہے پس عبودیت معرفت اور محبت وغیرہما کو متضمن ہوگی غرض مقصود حدیث مشعر یعنی آگاہ کرنیوالا ہے اسکا کہ اس خلقت و پیدایش سے جو اپنے محبوب ہونے اور اپنے ساتہہ محب ہونیکی خواہش پر ہے خود ہی معروف اور خود خود کا عارف ہے - صیغہ مجہول ان اعرف کی دلالت سے توسع فاعل اور تقیید مفعول کی لطافت کے ساتہہ کہ استفادہ ہے توسع معرفت صفاتی پر دلالت لغت سے بہ نسبت علم کے لغت معرفت خاص کردینے کے سبب - مطلب یہ کہ مقصود حدیث سے اس امر کیطرف آگہی ہو رہی ہے کہ خلق مخلوق بر تقاضائی محبوبیت اور اپنی محبیت کے ہے جسپر فخلقت الخلق یعنی مینے مخلوق کو پیدا کیا الفاظ حدیث دلالت کرتے ہین پس باعتبار محبوبیت آپ ہی معروف ہے یعنی خود کا پہچانتا مقصود ہے اور باعتبار محبیت خود ہی خود کا عارف ہے یعنی آپ ہی اپنا پہچاننے والا ہے جسپر الفاظ حدیث احببت ان اعرف سے یعنی مجہکو میری معرفت محبوب ہے دلالت ہو رہی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خود ہی محبوب معروف ہے یعنی خود کو اپنی ہی محبوبیت کی معرفت کی خواہش ہے اور خود ہی

توسع فاعل وتقیید مفعول باستفادہ توسع معرفت صفاتی بدلالۃ لغت تخصیص معرفت
از علم فاللہ سبحانہ فی نفسہ محمد وبنفسہ احمد محمد صلعم فی نفسہ محمد وبنفسہ احمد فحصلت الدلالۃ
بربط الفعل بینہما بمعرفتہما ودرین مقصود نظر غائر از محکمات است مبادا کہ زیغ
نظر از محل معرفت در متشابہات افتد خلاصۂ آفرینش جز انسان کہ ماخوذ است از انس
کہ بفکر ورد مند مرتبہ صحوحب است بحکم شبہ مصنوع از صانع چنانکہ فرمود صلعم خلق اللہ
الانسان علیٰ صورتہ نتوانند شد وفی المشکوٰۃ خلق اللہ آدم علیٰ صورتہ باید دانست کہ
این حدیثین متفاوت بمعنی ہستند بلفظ انسان وآدم کہ عارف حقائق داند وگفتہ شد
کہ رجوع ضمیر در صورتہ بسوئے اللہ است وحاصلش علیٰ صفاتہ است
واین حق است

ترجمہ کہ مفعول متکلم مقید اور فاعل مجہول متوسع ثابت ہوکر لغت معرفت کی تخصیص کی دلالت سے بمقابلہ لغت علم کے معرفت صفاتی کے توسع کا فائدہ حاصل ہو تاکہ خلق مخلوق ہوکر معرفت صفات حاصل ہو لہذا مفعول معروف مقید کرکے تقیید ذات فرمایا کہ وہی اصل محبوب ہے۔ اور فاعل عارف مجہول ذکر کرکے توسع محب ارشاد کیا تا توسع صفات کے عرفان مین عارفیت کا توسع حاصل رہے لہذا بمقابلہ علم لغت معرفت کی تخصیص کیگئی کیونکہ علم صفت متوسعہ ہی جس سے کہ معلومات جامعہ ومانعہ جانے جاتے ہین۔ اور معرفت اوسی صفت علم کا کسی معلوم کیلئے خاص کرنا ہے پس گو ذات باری کو جمیع معلومات جامعہ ومانعہ بنفسہ کا علم بذاتہ وبا وصافہ حاضر ہے لیکن باعتبار تعدد صفات اوس علم کا ہر صفت کے ساتھہ مختص کرنا ہی منظور نظر ہے لہذا بمقابلہ لغت علم لغت معرفت کی تخصیص کیگئی تا خلق مخلوق مین معرفت صفات کیلئے عارف کا توسع رہے پس عارف مجہول غیر مقید متوسع ہے پس اللہ سبحانہ فی نفسہ محمد ہے یعنی اپنے نفس مین بڑا ہی سراہا گیا ہے اور بنفسہ احمد ہے یعنی اپنے ہی نفس سے اپنے آپ کا بڑا تعریف کرنیوالا ہے پہر محمد صلعم فی نفسہ محمد ہین یعنی اپنے نفس مین بڑی ہی تعریف کئے گئے ہین۔ اور بنفسہ احمد ہین یعنی اپنے ہی نفس کو اپنے آپکے بڑی تعریف کرنیوالے ہین۔ پس ربط فعل جو دونوکے درمیان ہی اس سے دلالت دونوکے درمیان دونون کی معرفت پر حاصل ہوگئی۔ اور اس مقصود مین نظر غائر محکمات سی ہے یعنی نظر کا غائر اور غور وفکر کرنیوالا ہونا محکمات ضروریات سے مانا گیا ہی تاکہ ایسا نہو کہ کجی نظر کے سبب محل معرفت سے متشابہات مین جا پڑے۔ خلاصۂ آفرینش سوائے انسان کے نہین ہوسکتا جو انس سے ماخوذ ہی اور یہ انس فکر دردمند مین مرتبہ صحو حب ہے موافق حکم شبہ مصنوع کے جو صانع سے حاصل ہوئی ہی جیسا کہ فرمایا حضور صلعم نے خلق اللہ الانسان علیٰ صورتہ یعنی خدانے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ اور مشکوٰۃ مین یہ حدیث یون ہی خلق اللہ آدم علیٰ صورتہ یعنی خدانے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا سمجہنا چاہئے کہ یہ دونون حدیثین معنی مین متفاوت ہین باعتبار لفظ انسان اور آدم کے کہ عارف حقایق اس تفاوت کو جانتا ہی۔ اور کہا گیا کہ صورتہ مین ضمیر کا رجوع لفظ اللہ کی طرف ہی جسکا حاصل علیٰ صفاتہ ہے

وگفتہ شد بسوئے انسان وآدم است وحاصلش کمافی علمہ است واین مہمل است
ازانکہ مشبہ ومشبہ بہ واحد است پس محبیۃ ومحبوبیۃ حسب تفاوت درجات مناشی
موجود التزامی متضمنہ مسلوبات وموجود تضمنی متضمنہ موجودات لازم حقیقتش
باشد **لش** بدانکہ انسان ماخوذ است از انس کہ صفۃ اللہ است برائی ذات او
تعالیٰ پس انسان معینی است چنانکہ ظل است از موجودات واجبہ تضمناً وآن مومن
است پس انسان مومن افضل است بغلبہ اش در موجودات از غیرش ازینجا است
لقد کرمنا بنی آدم بہ ثبوت باولویۃ کرامۃ حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام وچنانکہ
ظل است از موجودات واجبہ التزاماً واز مسلوبات واجبہ تضمناً وآن کافر است پس
انسان کافر اضل است بغلبہ اش در مسلوبات از انعام ازینجا است اولٰئک کالانعام
بل ہم اضل پس تعلق معرفۃ بہر دو است برائے معرفۃ اللہ تعالیٰ بصفات ثبوتیہ و
سلبیہ بدلالۃ وجود تضمنی والتزامی چنانکہ واقع شد

ترجمہ اور کہا گیا کہ رجوع ضمیر کا انسان وآدم کی طرف ہے جسکا حاصل کمافی علمہ ہے یعنی جیسا کہ اوسکے علم مین ہے اور یہ مہمل ہے اسلئے کہ مشبہ اور مشبہ بہ واحد ہے۔ کیونکہ تشبیہ نسبت مین ثابت ہوا کرتی ہے نہ حقیقت مین اسلئے کہ وجہ تشبیہ وصف ہے کہ اپنی حقیقت کا مانع ہے پس تشبیہ حقیقت کے ساتھہ ممتنع ہے اور صورت مذکورہ مین تشبیہ بحقیقت واقع ہوتی ہے لہذا ممتنع اور حقیقت واحدہ مین مہمل ہے پس محبیۃ اور محبوبیۃ موافق تفاوت درجون کے مناشی یعنی محلہائے نشو اور منشا ہین موجود التزامی کے جو متضمن مسلوبات کو ہے اور موجود تضمنی کے جو متضمن موجودات کو ہے کہ لازم ہو رہے ہین ان ہر دو موجود کی حقیقت کو۔ چنانچہ معلوم ہو کہ انسان ماخوذ ہے انس سے جو صفت ہے خدائے تعالیٰ کی ذات خدائے تعالیٰ کے لئے۔ پس انسان ایک معین ہے ایسا جو ظل ہے ازراہ تضمن موجودات واجبہ کا۔ اور یہ معین جو ظل تضمنی موجودات واجبہ ہے مومن ہے۔ پس انسان مومن اپنے غلبہ کے سبب افضل ہے موجودات مین اپنے غیر سے کہ یہین سے یہ آیہ ہے جو سورۂ بنی اسرائیل رکوع سات مین ہی لقد کرمنا بنی آدم یعنی البتہ ہمنے مکرم کردیا ہے بنی آدم کو بسبب ثابت ہونے نسبت اولویت کرامت یعنی بزرگی کے حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام۔ اور انسان ایک معین ایسا ہی جو ظل ہی بطور التزام کے موجودات واجبکا اور ظل ہے ازراہ تضمن مسلوبات واجبہ سے۔ اور یہ معین انسان کافر ہے پس انسان کافر اپنے غلبہ کے سبب مسلوبات مین انعام یعنی چوپایون سے گمراہ تر ہی۔ یہین سے ہے یہ آیہ جو سورۂ اعراف رکوع بائیس مین ہے اولٰئک کالانعام بل ہم اضل یعنی وے مثل چوپایون کے ہین بلکہ وے گمراہ تر ہین۔ پس معرفت کا تعلق دونون کیساتھہ ہی معرفت خدائے تعالیٰ کیلئے

اَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ توسع فاعل ومعرفة بصفاتِ ثبوتیه وسلبیه م واختیار کرده شد لفظ صورت که عبارت است از مرتبهٔ تشبیه بنا بر استجماع مرتبهٔ تنزیه را پس صورت انسانیه تا عالمِ مثال منتهی باشد و تساقط کیفیة صورتِ ذی ظل بتعارض کیفیة صورت ظل۔ و از ینجاست لَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ آدَمَ به ثبوت باولویة کرامة حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیه الصلوٰة والسلام و از ینجا است اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا لِّیُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنَافِقِیْنَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِکِیْنَ وَالْمُشْرِکَاتِ وَیَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَکَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا

ترجمہ حَبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ یعنی مینے اپنے پہچانے جانیکو دوست رکھا تو مینے خلق کو پیدا کیا۔ بنا بر توسع فاعل کے اور بسبب معرفت کے صفات ثبوتیہ اور سلبیہ سے جیسا توسع فاعل کا صفات کی نسبت مذکور ہوچکا ہے۔ اور حدیث تشبیہ خلق الانسان مین لفظ صورت اختیار کیا گیا جس سے مرتبۂ تشبیہ مراد ہے کیونکہ یہ مرتبہ بسبب اپنے استجماع کے مرتبہ تنزیہہ کا جامع ہے۔ پس صورتِ انسانیہ عالمِ مثال تک منتہی و ختم ہوتی ہے۔ اور بسبب متعارض ہونے کیفیت صورت ظل کے کیفیت صورت ذی ظل کا تساقط ہوتا ہے۔ اور یہین سے یہ آیت لقد کرمنا بنی ادم ثبوت مین ہے اولویت کرامت حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰة والسلام کی نسبت مین اور یہین سے ہے یہ آیت کہ سورۂ احزاب کے آخر مین ہے اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا لِّیُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنَافِقِیْنَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِکِیْنَ وَالْمُشْرِکَاتِ وَیَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَکَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا یعنی ہمنے یہ امانت تمامہ آسمانون اور آسمان والون اور زمین اور زمین والون اور پہاڑون اور پہاڑ والون پر پیش کی یعنی ظاہر کی ازمایش کے لئے ان امانتون کے قبول کرنے پر تو اون کے اوٹھانیسے یعنی قبول کرنیسے انکار کیا اور اوس سے سب ڈر گئے اون کے نہ پہچاننے اور اوس سے اجنبی ہونیکے سبب اور انسان نے اوسکو اٹھا لیا یعنی قبول کرلیا۔ البتہ وہ بڑا ہی ظلم کرنیوالا اور بڑا ہی نادان ہے۔ اور یہ اظہار امانت بغرض اتمام حجت اس بنا پہ ہے تاکہ خدائے برتر منافقونکو خواہ مرد ہون یا عورتین اور مشرکونکو کہ مرد ہون یا عورتین عذاب کرے اون کے کفر و شرک کے اختیار کرنے اور اون کے امانت کو قبول کرکے تبدیل کرنیکے سبب اور تاکہ خدائے برتر مومن مردون اور عورتون پر رجوع کرے مغفرت اور رحمت کے ساتھ کہ خدائے سبحانہ غفور و رحیم ہے۔

باید دانست امانة بدلالة الف ولام استغراق بر انواع یا عهد ذهنی بر تعیین معرفة توحید الله تعالیٰ و معبودیة او است تعالیٰ و محبة و عبودیة برائے او است تعالیٰ والانسان هم بدلالة الف ولام استغراق بر انواع عام است از منافقان و مشرکان و مومنان پس ظلوم وجهول که وصفِ انسان است نیز حسب تخالف کیفیة انسان متخالف معنی است پس ظلوم وجهول نسبة بمنافقان و مشرکان بمعنی آنکه ظلم کفر و شرک بر خود کرده و جاهل از کیفیة شرافت امانتها و اهانتِ عذابها و نسبة بمومنانِ عاصیان آنکه ظلم بر خود کرده بعصیان و غافل از شرف بجا آوری حق اجابة امانة و عذاب نافرمانی و نسبة با نبیاء و اولیاء تابعان سنة انبیاء علیٰ نبینا و علیهم الصلوٰة والسلام آنکه ظلم بر نفس خود کرده بمشقة مجاهدات در بجا آوری حق اجابت امانة یا عارف بمرتبهٔ ظلمة رسیده از جهل کیفیة و کنه ذات الله تعالیٰ و حکمة در امانتها

ش

ترجمہ سمجھنا چاہئے کہ آیت مذکورہ مین لفظ امانت پر یا الف ولام استغراق کا ہے جس سے دلالت ہوتی ہے تمام انواع امانت پر کہ اونکو اپنے مین مستغرق کئے ہوئے ہے۔ یا الف ولام عہد ذہنی کا جس سے دلالت ہے تعیین پر تاکہ امانت معین ہو۔ یہ امانت خدائے برتر کی معرفتِ توحید اور اوسکی معبودیت ہے اور محبت اور عبودیت اوسی خدائے برتر کے لئے ہے۔ اور لفظ انسان بہی اپنے الف ولام استغراق کی دلالت سے عام انواع انسان کو مستغرق کئے ہوئے ہے خواہ وہ منافق ہون یا مشرک ہون یا مومن سبکو شامل ہے۔ پہر الفاظ ظلوم اور جہول بہی کہ یہ انسان کے وصف ہین کیفیت انسان کے متخالف ہونیکے موافق اپنے معنی مین متخالف ہین۔ پس ظلوم وجہول کے معنی منافقون اور مشرکون کی نسبت کر یہ ہین کہ ظلم کفر و شرک کا خود پر کیا پس ظالم اپنے آپ پر ہوئے اور جاہل ہین کیفیت سے امانتون کی شرافت کے اور جاہل ہین عذابون کی اہانت کے سبب اور گنہگار مومنون کی نسبت کر یہہ معنی ہین کہ بسبب عصیان خود پر ظلم کیا۔ اور غافل ہین شرف سے اجابت امانت کے حق کی بجا آوری کے اور غافل ہین نافرمانی کے عذاب سے اور نسبت کر انبیاء سے اور اولیائے سے جو انبیاء کی سنت کے تابع ہین ہماری نبی پر اور اونپر درود و سلام ہوجیو یہ معنی ہوئے کہ اجابت امانت کے حق کے ادا کرنے مین مشقت مجاہدات کے سبب اونہون نے اپنے نفس پر ظلم کیا۔ یا عارف مرتبۂ ظلمت مین پہونچگیا ذات خدائے تعالیٰ کی کیفیت اور کنہ یعنی حقیقت کے جہل کے سبب اور امانتون مین حکمت نہ معلوم ہونیکے سبب

تفصیل این اجمال با استدلال و ایراد در ذکر کیفیۃ تفسیر کریمہ انا عرضنا الامانۃ الخ تواں یافت م چنانکہ نظم شریف لیعذب اللہ الخ ویتوب اللہ الخ مشیر آنہمہ **ش** کہ در بیان امانۃ و انسان وظلوم وجہول گفتہ شدم است واز ہمہ فحوائے محبۃ است قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ الآیۃ بحکم اصالۃ رسول در مظہریۃ محبۃ مکملہ مستلزم محبوبیۃ ہم و تقدم موجودات بر مسلوبات **ش** ازینجا است کہ تاخر یغفر لکم ذنوبکم بر تاخر مسلوبات است م ویحبھم ویحبونہ ازینجا است پس مقصود فاتبعونی اتباع در محبۃ ذات وصفات اللہ تعالیٰ است کہ لازم کند محبوبیۃ متبع را و این کریمہ دال است بر افضلیۃ محمد رسول اللہ تعالیٰ صلعم و توابعش صلعم بخصوصیۃ محبوبیۃ و مغفرت جمیع ذنوب **ش** بدلالۃ جمع کثرت و مفعولیۃ بی روابط مؤثرہ م موعودہ در اتباعش صلعم پس ثبوت محبوبیۃ حضرت صلعم با ولویۃ است **ش** چنانکہ از لقد کرمنا بنی آدم اولویۃ کرامۃ حضرت آدم علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام م بخلاف دیگر انبیاء علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

ترجمہ تفصیل اس اجمال کی مع استدلال اور ایراد کے ذکر کیفیت تفسیر کریمہ انا عرضنا الامانۃ الخ مین مل سکتی ہے جیسا کہ نظم شریف لیعذب اللہ الخ اور یتوب اللہ الخ اون تمام کی طرف جو امانت اور انسان اور ظلوم اور جہول کے بیان مین کہا گیا اشارہ کر رہی ہے - اور جملہ مضمون محبت سے یہ آیت کریمہ ہے - قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ الآیہ کہ سورہ آل عمران رکوع چہار مین ہے - یعنی ای میرے حبیب آپ کہدیجئے کہ اگر تمکو محبت خدا مطلوب ہے تو میری پیروی کرو خدا تمکو محبوب کریگا - یہان حکم فاتبعونی یعنی پیروی کرنیکا بحکم اصالت رسول ہے اوسکے مظہر ہونیمین اس بناپر کہ یہ اصل ہے ایسی محبت کے مظہر ہونیمین جو پوری کمال کو پہونچی ہوئی ہے کہ وہ مستلزم ہے ایسی محبوبیت کو جو پوری انجام کو پہونچی ہوئی ہے - اور یہ حکم اس بناپر ہے کہ موجودات کو مسلوبات پر تقدم ہے چنانچہ یہین سے ہے کہ متاخر ہونا یغفر لکم ذنوبکم کا کریمہ مذکورہ مین - یعنی بخشدیگا خاص تمہارے لئے تمہارے سب گناہ مسلوبات کے متاخر ہونیکی بناپر ہے - اور مضمون کریمہ یحبھم ویحبونہ کہ سورہ مائدہ کے رکوع ہشتم مین ہے - یعنی خدائے برتر اونسے محبت رکھتا ہے اور وہ خداسے محبت کرتے ہین - یہین سے ہے یعنی تقدم موجودات کی بناپر ہے پس مقصود فاتبعونی کا اتباع یعنی پیروی کرنا ہے ذات وصفات خدائے تعالیٰ کی محبت کی وجہ مین اوسکے حبیب مکرم مظہر اتم نبی الانبیاء صلعم کی کہ یہ اتباع متبع یعنی پیروی کرنیوالے کیلئے محبوبیت کو لازم کردیتا ہے - اور یہ آیت کریمہ محمد رسول خدائے تعالیٰ صلعم اور آپکے پیرو کے قرآن کے افضل ہونے پر دال ہے بسبب اونکی محبوبیت کے خاص ہونے اور اون کے تمام گناہوں موعودہ کے مغفرت کے کہ حضور صلعم کی پیروی مین جنکی مغفرت کا وعدہ کیا گیا ہے جسپر دلالت ہو رہی ہے لفظ ذنوب کے

ش کہ اتباع شان موعود محبوبیۃ نیست البتہ موعود مغفرت است چنانکہ در قرآن مجید است اتبعونی یغفر لکم من ذنوبکم بربط من تبعیضیہ م و نیز ہدایت است بر ابتغاء محبۃ ذات وصفات رسول اللہ تعالیٰ صلعم چہ اتباع مقتضی محبۃ متبع است بنابر دلالۃ مقصود طلبیا و البتہ حصول مرتبہ مستجمعہ جمال مخصوصہ حقیقۃ محمدی صلعم مربوط بنماز عشاء است و تہجد و وتر مخصوصاً تابع او است و نوافل شبین نیز بخلاف صلوٰۃ مغرب کہ در ان حصول مرتبہ مستجمعہ انتزاعی از حقائق ثابتہ مخصوصہ حقیقۃ عیسوی است علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام و نفل اوابین تابع اوست۔

پس برکات نماز عشاء موجب زیادت و نزول برکات در نماز غیر خودش باشد و غیرش سبب ترقی و عروج سوئے حصول برکاتش و اصل درین معاملہ **ش** ترقی و عروج م نماز فجر است بخصوصیۃ حقیقۃ آدمی و این بسوئے حصول برکات نماز ظہر

ترجمہ کے اس آیت سے اولویت کے ساتھ ہے جیسا کہ آیت لقد کرمنا بنی آدم سے حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی کرامت کی اولویت کا ثبوت ہے - کیونکہ دیگر انبیاء کا اتباع موعود محبوبیت نہین ہے البتہ موعود مغفرت ہے جیسا کہ قرآن مجید مین ہے اتبعونی یغفر لکم من ذنوبکم یعنی میری پیروی کرو خدا تمہارے لئے بعض تمہارے گناہونکو بخشدیگا - اسمین وعدہ مغفرت ذنوب بربط من ہے جو حرف تبعیض ہے - اور یہی آیت مذکورہ جو محبوبیت پر دال ہے اوسمین ہدایت ہی ہے حضرت رسول خدائے تعالیٰ صلعم کی ذات وصفات کی محبت کے ابتغاء یعنی تلاش پر کیونکہ اتباع مقتضئ محبت ہے اوسکیلئے جسکی پیروی کیجاوے دلالت مقصود کی بناپر طلب ہونیکے لئے - اور البتہ مرتبہ مستجمعہ جمال کا حاصل ہونا کہ یہ مرتبہ مخصوص ہے حقیقت محمدی صلعم کو مربوط ہے عشاء کی نماز کے ساتھ اور تہجد اور وتر از روئے خصوصیت اوسکے تابع ہین - اور رات کی نفلین بہی - بخلاف نماز مغرب کے کہ اوسمین حصول ہے مرتبہ مستجمعہ انتزاعی کا حقائق ثابتہ سے کہ یہ مرتبہ مخصوص ہے حقیقت عیسوی کو ہمارے نبی پر اور اونپر درود وسلام ہو جیو - اور نفل اوابین تابع اوسکی ہین - پس نماز عشاء کی برکتین سبب بنجاتی ہین زیادتی کی اور نزول برکات کی اون نمازون مین جو اوسکی خود کی غیر ہین - اور یہ غیر نمازین نماز عشاء کی برکتون کے حاصل ہونیکی طرف ترقی اور عروج کی سبب ہین اور اصل اس معاملہ ترقی وعروج مین فجر کی نماز ہے بسبب خصوصیت حقیقت آدمی کے - اور یہ نماز فجر نماز ظہر کی برکات حاصل ہونیکی طرف ترقی وعروج کا سبب ہے -

واین بخصوصیت حقیقۃ ابراہیمی بسوئے حصول برکات نماز عصر واین بخصوصیت
حقیقۃ موسوی بسوئے حصول برکات نماز مغرب وآین بسوے حصول برکات
نماز عشا رصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلٰی اِخْوَانِہٖ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ قِیْلَ لِرسول اللہ صلعم
متیٰ اکون مومناً صادقاً قال اذا احببت اللہ فقیل متیٰ احب اللہ قال اذا احببت
رسولہ فقیل متی احب رسولہ قال اذا اتبعت طریقتہ واستعملت بسنتہ واحببت
بحبتہ وابغضت ببغضہ ووالیت بولایتہ وعادیت بعداوتہ ویتفاوت الناس فی الایمان
علیٰ قدر تفاوتہم فی محبتی ویتفاوتون فی الکفر علیٰ قدر تفاوتہم فی بغضی الا لا ایمان لمن
لا محبۃ لہ الا لا ایمان لمن لا محبۃ لہ الا لا ایمان لمن لا محبۃ لہ الحدیث
ازینجا است حقیقۃ ایمان محبۃ است کہ لازم علم است
نہ علم مجرد کہ لازم محبۃ نیست

ش

ترجمہ پھر یہ نماز ظہر بسبب خصوصیت حقیقت ابراہیمی کے نماز عصر کی برکات حاصل ہونیکی طرف ترقی
وعروج کا سبب ہے - پھر یہ نماز عصر بسبب خصوصیت حقیقت موسوی کے نماز مغرب کی برکات حاصل
ہونیکی طرف ترقی وعروج کا سبب ہے - پھر یہ نماز مغرب نماز عشا کی برکات حاصل ہونیکی جانب ترقی
وعروج کا سبب ہے - رحمت خدائے برتر ہوجیو ہمارے نبی پر اور آپ کے بھائیون پر کہ انبیاء ہین -
کہا گیا خدمت مین رسول اللہ صلعم کے کہ کب مین سچا مومن ہونگا - فرمایا جب تو خدا کو دوست رکھے گا تو
عرض کیا گیا کہ مین خدا کو کب دوست رکھونگا - فرمایا جب تو اوسکے رسول کو دوست رکھے گا - تو عرض کیا گیا
کہ مین اوسکے رسول کو کب دوست رکھونگا - ارشاد ہوا جب اوسکے طریقہ کی پیروی کریگا اور اوسکی سنت کیموافق
عمل کریگا - اور اوسکی محبت کیوجہ مین محبت کریگا - اور اوسکے کینہ کیوجہ مین کینہ کرے گا - اور اوسکی ولا
کیوجہ مین ولا کرے گا - اور اوسکی عداوت کیوجہ مین عداوت کرے گا - اور آدمی ایمان مین متفاوت
ہوتے ہین میری محبت مین اون کے تفاوت کے اندازہ ومقدار پر - اور کفر مین متفاوت ہوتے میری بغض
مین اون کے تفاوت کے مقدار پر خبردار ہو کہ اوس شخص کو ایمان نہین جسکو محبت نہین - آگاہ ہو اوسکیلئے
ایمان نہین ہے جسکے لئے محبت نہین ہے - خیال رکھو اوسکو ایمان نہین ہوتا ہے جسکو محبت نہین
ہوتی ہے - آخر حدیث تک - یہین سے معلوم ہوا کہ ایمان کی حقیقت محبت ہے کہ علم کو لازم ہے نہ علم
مجرد حقیقت ایمان ہے کیونکہ علم مجرد محبت کو لازم نہین ہے -

تواند شد کہ علم بالعداوت باشد ونیز تواند شد کہ نہ بمحبت باشد ونہ بعداوت
پس شرطور ایمان وکفر محبت وعداوت لازم العلم است نہ علم وجہل مجرد ونیچنان
است کہ لاریب شاہ روم باچنین اقتدار است ولیکن ہندیان را با وچہ سروکار
ہم لکن استقامۃ ایمان بر صحۃ علم مجرد وتسلیم بذاتہ وصفاتہ سبحانہ معناً مجازیاً وتسہیلاً
للعوام است وبر صحۃ محبۃ معناً حقیقیاً وتکمیلاً للخواص وربط میان مجاز وحقیقۃ لزوم علم
بمحبۃ است ازانجا کہ محبۃ اصل ہمہ مقاصد است صد حیلۂ وصول بجامی آرد کنت
کنزاً الخ ازینجا است محبۃ سبب امید وبیم است اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ ازینجا است
آری **شعر** محبت است کہ دل را نمیدہد آرام ✤ وگرنہ کیست کہ آسودگی نمیخواہد ✤
پس بدانکہ محبتی است موجود التزامی بموجودات متضمنۂ مسلوبات پس مخصوصۂ
محمدی است صلعم کہ شائبہ از حقیقۃ محبت متضمنۂ موجودات دارد یا غیر مخصوصہ کہ
فارغ از انست العیاذ باللہ تعالیٰ منہا -

ترجمہ ممکن ہے کہ علم عداوت کی بنا پر ہووے - اور یہہ بہی ہوسکتا ہے کہ نہ محبت کی بنا پر ہووے اور
نہ عداوت کی بنا پر - پس شرط ایمان وکفر مین محبت وعداوت لازم العلم ہے نہ مجرد علم وجہل - نہ ایسی
بات ہے کہ بیشک شاہ روم ہے جسکا ایسا کچھ اقتدار ہے ولیکن ہندیون کو اوس سے کیا سروکار -
لیکن ایمان کا مستقیم ہونا یعنی ٹہرجانا علم مجرد کی صحت اور خدائے سبحانہ کی ذات وصفات کے مان لینے پر
ہے از روئے معنیٔ مجازی اور آسان کردینے کے ہے عوام کیواسطے - اور صحت محبت پر ہے از روئے
معنے حقیقی اور پورا کرنیکے واسطے خواص کے - اور ربط درمیان مجاز وحقیقت کے علم کا محبت کے
ساتھہ لازم ہونا ہے - چونکہ محبت تمام مقاصد اور مرادات کی اصل ہے وصول کے لئے سَو حیلے پیدا
کرلیتی ہے کہ حدیث کنت کنزاً مخفیاً آخر یہین سے ہے - محبت امید وبیم کا سبب ہے
تو الایمان بین الخوف والرجاء بہی یہین سے ہے یعنی ایمان درمیان امید وبیم کے ہے
ہان اسی بناپر کسی کا شعر ہے **شعر** محبت است کہ دل را نمیدہد آرام ✤ وگرنہ کیست کہ آسودگی نمیخواہد ✤
ترجمہ محبت مین کہان ہے دل کو آرام ✤ نہین تو کون ہے چاہے نہ آرام ✤ پہر معلوم ہو کہ ایک قسم محبت کی ایسے موجود
کے ساتھہ ہے جو التزام پائے ہوئے ہے اون موجودات کے ساتھہ جو متضمن ہین مسلوبات کو پس یہ
محبت موجود التزامی کی یا مخصوصۂ محمدی صلعم کہ حقیقت محبت کا ایک شائبہ رکھتی ہے اوس حقیقت
محبت سے جو موجودات کو متضمن ہے - یا غیر مخصوصہ ہے یعنی آپکو مخصوص نہین ہے بلکہ آپ اوس سے فارغ ہین خدائے تعالیٰ اوس سے پناہ [illegible]

وَاَرَأیتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰہَہٗ ھَوٰہُ کہ از حقیقۃ این نوعین است ومحبتی است موجود تضمنی بموجودات حسب تفاوتِ درجات اعتبارات خمسہ متضمنۂ موجودات شرفنا اللہ تعالیٰ بہا ویُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ ازین حقیقۃ است پس معصومہ است کہ انتفایش نتواند شد ومحفوظہ است کہ نفیش جائز ومعونہ است کہ بیشتر حال عروض انفقادش است پس نزول معصومہ تا محفوظہ ونزولش تا معونہ ونزولش تا مخصوصہ ونزولش تا غیر مخصوصہ العیاذ باللہ تعالیٰ میہاد تا آنکہ تواند رسید این اصول را بر فروعاتش عموماً دائر تواند یافت وباوصف اتحاد اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ بصفۃ جامعۂ انسانیہ باشتراک اسمی ووصفی بوجودِ التزامی وتضمنی تفرقۂ انسانیۃ را از یکدگر بصفۃ مانعہ بربنائی اصول مذکورہ تواند شناخت پس

ترجمہ اور یہ آیت کریمہ وَاَرَأیتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰہَہٗ ھَوٰہُ یعنی کیا تو نے اوس شخص کو دیکھا جسنے اپنی ہوا وخواہش اپنا معبود بنا رکھا ہے۔ محبت مذکورہ کی انہین دونون اقسام کی حقیقت ہے۔ اور ایک قسم محبت کی ایسے موجود کے ساتھ ہے جو متضمن ہے موجودات کو اوسکے اعتبارات خمسہ کے متفاوت درجون کے موافق ایسے اعتبارات خمسہ کہ موجودات کو متضمن ہون۔ خدائے برتر ہمکو اوس سے مشرف کرے۔ اور اس محبت کی حقیقت کی نسبت یہ کریمہ ہے سورۂ مائدہ آٹھوین رکوع مین یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ یعنی وہ اونکو دوست رکھتا ہے اور وے اوسکو دوست رکھتے ہین۔ پھر یہ محبت ایک نوع معصومہ ہے کہ اوسکا انتفا یعنی نفی ہونا نہین ہوسکتا یعنی مرتبۂ عصمت مین جو محبت ثابت ہے اوسکی نفی نہین ہوسکتی۔ اور دوم محفوظہ ہے کہ اوسکی نفی جائز ہے لہذا مرتبۂ محفوظیۃ ولایت مین نفی محبت جائز ہے۔ اور سوم معونہ ہے کہ زیادہ تر حال اوسکا عروض انفقاد ہے یعنی اوسمین فقدان محبت کا عارض ہوجانا زیادہ تر ہوتا ہے۔ پس یہ مرتبۂ معونت مومنین صالحین کیلیے ہے کہ فقدانِ محبت بمقابلۂ اثبات زیادہ تر عارض ہوتا ہے۔ پھر مرتبۂ معصومہ کا نزول محفوظہ تک اور مرتبۂ محفوظہ کا نزول معونہ تک اور مرتبۂ معونہ کا نزول مخصوصہ تک اور مرتبۂ مخصوصہ کا نزول غیر مخصوصہ تک العیاذ باللہ تعالیٰ یعنے خدا پناہ مین رکھے اس سے۔ اور جہانتک کہ پہونچ سکے ان اصول کو اون کے فروعات پر عموماً دائر پاسکیگا اور باوصف اتحاد اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کے یعنی مین تم جیسا بشر ہون۔ صفت جامعہ انسانیہ مین اسمی اور وصفی اشتراک کے ساتھ وجود التزامی اور تضمنی کی بناپر تفرقۂ انسانیت کا ایک دوسرے سے بذریعہ صفت مانعہ کے اصول مذکورہ کی بناپر پہچان سکتے ہین۔ یعنی باوصف اتحاد بشریت کے کہ صفت جامعہ انسانیہ مین اسمی ووصفی اشتراک کا ہے اسی انسانیت کا باہمی تفرقہ بوجود التزامی اور تضمنی کی بناپر ہے اوسکی صفت مانعہ کے ذریعہ سے اصول مذکورہ کی بناپر شناخت ہوسکتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ یعنی اگر مشیت ومرضی خدائے تعالے ہے۔

پس از تفرقۂ تعینات انسانیۃ تفرقۂ نسبۃ محبوبیۃ خود عیان است ان شاء اللہ تعالےٰ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ وَعَلٰی جَمَالِہٖ کَمَا تُحِبُّہٗ وَتَرْضَاہُ وَشَفِّعْہُ فِیْنَا وَتَرْحَمْنَا بِہٖ

ذکر کیفیۃ احاطۂ علمِ آنحضرت کثیر العلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُہٗ اللّٰہَ وَنَسْتَعِیْنُہٗ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین سخن در احاطۂ علم آنحضرت کثیر العلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم است مر کل حوادث را باید دانست اگر برائے مصنوع اول شبہش از ذات وصفاتِ صانع ضروری نباشد مصنوع مجہول وممتنع الوجود باشد واگر مظہریۃ تامہش فی حدہ از ابتدا تا انتہا بآوان در تضمن تشخصش تجدداً واجب نباشد مقصود معرفۃ ناقص باشد

ترجمہ پس تفرقہ تعینات انسانیہ سے محبوبیت کی نسبت کا تفرقہ خود عیان ہے اللھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہٖ

ذکر بیان صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے علم کے احاطہ کا کہ آپ کثیر العلم ہین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ وصحبہ واتباعہ اجمعین بحث مین گفتگو ہے آنحضرت صلعم کے علم کی کہ کثیر العلم ہین اور آپ کے احاطۂ علم کی نسبت جو خاص کل حوادث کو ہے یعنی آپکا علم جو کل حوادث کو محیط ہے بسبب کثرت علم آپکے اوسکی نسبت اس بحث مین گفتگو ہے۔ سمجھنا چاہیے اگر مصنوع اول کیلیے صانع کی ذات وصفات سے اوسکی شبہ ضروری نہوگی مصنوع مجہول اور ممتنع الوجود ہوگا یعنی مصنوع کی نسبت جہل لازم ہوگا اور بسبب جہل اوسکا وجود ممتنع ہوگا اسلیے کہ بسبب جہل خلق صنع صانع سے کیسے ہوگا پس مصنوع کیسے وجود مین آیگا۔ اور اگر اوسی مصنوع اول کا تام یعنی پورا مظہر ہونا اپنی حد مین ابتدا سے انتہا تک آوان یعنی متعدد زمان مین بطور تجدد اپنے تشخص کے تضمن مین واجب نہوگا مقصود معرفت ناقص ہوگا اسواسطہ کہ مقصود صانع کا صنع سے اپنی کمال معرفت ہے پس صانع سے بغرض معرفت جو مصنوع پہلا صنع مین آئے گا اوسکی شبہ صانع کی ذات وصفات سے ضروری ہوگی ورنہ مصنوع مجہول وممتنع الوجود ہوگا۔ اور اسی بناپر مصنوع اول صانع کا اپنی حد کے اندر پورا مظہر ہونا ہی لازمی ہے ورنہ معرفت ناقص ہوگی۔ اور صنع کے لئے باعتبار خلق تجدد لازمی ہے اور تجدد مقتضی اوان ہے پس مصنوع اول کا اپنی حد کے اندر ابتدا سے انتہا تک اپنے تشخص کا قبول کرنا اور مزاہم ہونا پورا مظہر بننے کیلیے مختلف آوان مین بطور تجدد واجب ہوگا۔

بیان ہے کہ شبہ مصنوع اول ذات وصفات صانع سے ضروری ہے ورنہ مصنوع مجہول اور ممتنع الوجود

بیان ہے کہ مظہر تام مصنوع اول بنا بر تجدد آوان یعنی واجب ہے ورنہ مقصود معرفت ناقص ۱۲

وبابطال تجدد ولزوم احاطۂ کل بہرچہ درضمن مصنوع اول است در آنے وعدم احتیاج دربقا وافعال است پس چون تواند شد احاطۂ کل در آنے ازروی ذات وصفات وافعال درحد مصنوع اول وحال این است کہ احاطۂ کل در آنے خلاف بداہتہ دروجود اوست صلعم وچون تواند شد علم آنی بمنتزعات آوانیہ کہ ازواست صلعم ونیز باید دانست انچہ دیدہ ودانستہ میشود درعالم مثال چنان ش بیانیہ ومربوط دیدہ ودانستہ میشود ھم کہ آنی ازین عالم شہود است وآن درعالم مثال چنان ش بیانیہ ومربوط دیدہ ودانستہ میشود ھم است کہ لوکان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثلہ مددا ۵

پس امثال مافی حدہ ش این مجرور متعلق وجد وضمیر راجع بمصنوع اول ھم ومنتزعات ان ش ای منتزعاتیکہ قیام مجازی بوی یافتہ تضمنی باشد یا التزامی واین معنی درمقابلۂ مافی حدہ متمائز است ھم کہ بعالم مثال دیدہ ودانستہ می شود در آوان است در آنے من بلغہ بلغ ومن جہلہ جہل۔

ترجمہ اور درصورت ابطال تجدد ہر اوس چیز کے ساتھہ جو ضمن مصنوع اول مین ہے آن واحد مین کل کا احاطہ لازم ہوگا اور اسی صورت مین جبکہ احاطت کلی کا آن واحد مین لزوم واقع ہوگا تو مصنوع اول کا مع اوسکے متعلقات متضمنہ کے اپنی بقا مین اور افعال مین عدم احتیاج لازمی ہو جائیگا پس آن واحد مین ازروئے ذات وصفات وافعال حد مصنوع اول مین احاطۂ کل کیسے ہوسکتا ہے۔ اور حال یہ ہے کہ وجود حضور صلعم مین یہ احاطۂ کل ایک آن مین بداہت کے خلاف ہے۔ اور علم آنی اون منتزعات آوانیہ کے ساتھہ کہ جو حضور صلعم سے مختلف آوان مین منتزع ہوئے ہین کیسے ہوسکتا ہے۔ اور یہ بہی سمجھنا چاہئے کہ جو کچھہ عالم مثال مین دیکھا اور جانا جاتا ہے وہ اسطرح معلوم ہوتا ہے اور نظر آتا ہے کہ اس عالم شہود سے ایک آن ہے۔ اور آوان ہے عالم مثال مین۔ وہ اسطرح دیکھا اور جانا جاتا ہے۔ کہ لوکان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثلہ مددا یہ کریمہ آخر سورہ کہف مین ہے معنی یہ۔ کہ اگر میرے رب کے کلمات کے لئے دریا سیاہی ہو جاوے البتہ دریا نبٹر جاوے گا میرے رب کے کلمات نبٹرنے سے پہلے اگرچہ اوسکی مثل مدد کو اور بہی شامل کرلیوین پس امثال جو حد مصنوع اول مین پائی جاتی ہین اور اوسکے منتزعات۔ یعنی وے منتزعات جو مصنوع اول کے ساتھہ قیام مجازی پائی ہوئے ہین خواہ اونکا انتزاع مصنوع اول سے تضمنی ہو یا التزامی۔ اور یہ بات متمائز ہے اوس چیز کے مقابلہ مین جو اوسکی حد کے اندر ہے۔ پس یہ امثال مافی حدہ اور اوسکے منتزعات کہ عالم مثال مین وے دیکھی اور جانی جاتی ہین آوان مین مین نہ ایک آن مین من بلغہ بلغ ومن جہلہ جہل یعنی جو اوسکو پہونچگیا پہونچگیا اور جسنے اوسکو نجانا نادان رہا

می تواند آفرید چنانکہ احاطۂ کل در آنے درد باشد تجدد مثل ہمان احاطہ لیکن از بداہتہ مافی حدہ دلالتے بر ونیست مگر منافات فکیف الثبوت مگر اختیار کردہ شود این احاطۂ کل در آنے بعالم مثال کہ غایۃ ظہور ظلے از مرتبہ تشبیہ قدیم است با تجدد مثل بدلیل اظہار تمثیلات بنا بر تطبیق وتکمیل مظہریتہ فی حدہ ومتعلقات منتزعات آن ش تضمنی باشد یا التزامی ھم برائے مقصود معرفتہ کہ اعظم است ش ای آن مقصود ھم دعوی ودلیل بالغ است وانطباق خبر شریف علمت علم الاولین والآخرین ش از عالمین یا معلومین ھم فی الوجہین ش متعلق انطباق ای در وجہ آنے وہم آوان ھم ہم میتواند شد ولیکن انچہ درین عالم شہود بحکمتہ او سبحانہ کہ نمود دانا تر بآنست از بداہتہ مافی حدہ عیان است کلی آوانی تواند شد۔

اور ہوسکتا ہے کہ اسطرح پیدا فرماوے کہ ایک آن مین کل کا احاطہ اوسمین ہووے تجدد مثل کے اوسی احاطہ کے ساتھہ۔ لیکن جو کچھہ حد مصنوع اول مین پایا جاتا ہے بداہت سے کوئی دلالت اوسپر نہین ہے مگر منافات یعنی احاطۂ کل کے لئے آن واحد مین بجائے دلالت کے باہم ایک دوسرے کی نفی ظاہر ہے پس ثبوت کیسے ہوسکتا ہے۔ مگر یہ احاطت کل جو ایک آن مین ہے عالم مثال مین اختیار کیجاتی ہے کہ یہ مرتبۂ عالم مثال مرتبۂ التشبیہ قدیم سے تجدد مثل کے ساتھہ ظہور ظلی کی انتہا ہے یعنی مرتبۂ تشبیہ قدیم کے ظل کی تجدد مثل کے ساتھہ ظاہر ہونیکی غایت یہی عالم مثال ہے اس دلیل سے کہ تمثیلات کا ظاہر کرنا جو بنا بر تطبیق اور تکمیل مظہریت مصنوع اول کے اوسکی حد مین اور اوسکے متعلقات منتزعات کے کہ وہ منتزعات تضمنی ہون یا التزامی۔ مقصود معرفت کی غرض سے ہے کہ یہی بہت بڑا مقصود ہے۔ یہ دعوی اور دلیل بالغ ہے۔ اور اس مین اس خبر یعنی حدیث شریف سے انطباق دونون وجہون مین یعنی وجہ آن واحد اور آوان مین بہی ہوسکتا ہے کہ فرمایا حضور صلعم نے عُلِّمْتُ عِلْمَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْآخِرِیْن یعنی مین سکہلایا گیا ہون اگلون اور پچہلون کا علم وے اگلے اور پچہلے جو عالمین یعنی جاننے والون سے ہین یا معلومین یعنی جانے ہوئے ہین۔ ولیکن جو کچھہ اس عالم شہود مین حکمت خدائے سبحانہ سے کہ حکمت اپنی سے وہی خوب دانا ہے جو کچھہ حد مصنوع اول مین بداہت سے عیان ہے کل آوانی ہوسکتا ہے۔

وقال الله تعالیٰ وانزل علیك الکتاب والحکمة وعلمك مالم تکن تعلم **ترجمہ** فرود آورد الله تعالیٰ بر تو کتاب که عبارت است از علمِ احکام واخبار وحکمة که عبارت است از رسیدن بحقیقة کار ودانانید ترا هر آنچیز را که نبودی که دانیش بزبان حال ومستقبل + تواند شد که این تعلیم عام است از حقائق الٰهیه وامکانیه سوائے معلوماتِ عادیه وغیر عادیه بسبب تحصیل حاصل به نزولِ کتاب وحکمة وبامتناع عمومِ جهل برائے عالِم وبضرورت ثبوتِ متقدم در مصنوع اول بنا بر نفی ترتبِ اثرِ متاخر از شبهِ ذهنیش در غیرش و این تعلیم در بدو وجود نتواند شد چه پیش از ان حکم مالم تکن تعلم بر معدوم باطل است وبعد وجود مقتضی تربیت آوانی است من حیث الوجود واحاطة علم بر کل حوادث آوانی تواند شد بنا بر تجدد ومن حیث التعلیم پس هر چه مجهول مزعوم شود بدرستیکه معلوم بود +

ترجمہ - اور فرمایا خدائے برتر نے سورۂ نساء رکوع ستره مین وانزل علیك الکتاب والحکمة وعلمك مالم تکن تعلم یعنی خدا برتر نے آپ پر کتاب اوتاری جس سے مرادِ علم احکام واخبار ہے - اور حکمت اوتاری کہ اوس سے مراد ہے حقیقت کار کو پہونچنا - اور ہر وہ چیز آپکو جتلائی کہ نہ تھے آپ کہ اوسکو زمان حال واستقبال مین جان لیتے - ہو سکتا ہے کہ یہ تعلیم عام ہے حقائق الٰہیہ اور امکانیہ کی سوائے معلومات عادیہ اور غیر عادیہ کے بسبب تحصیل حاصل کے نزول کتاب وحکمت سے کیونکہ معلومات عادیہ وغیر عادیہ کی تعلیم جیکہ نزول کتاب وحکمت سے ہو گئی -

تو پھر اسکی تعلیم مکرر تحصیل حاصل ہے لہذا یہ تعلیم سوائی معلومات مذکورہ کے عام ہے حقائق الٰہیہ وامکانیہ سے - اور بسبب اسکے کہ عموم جہل عالم یعنی جاننے والے کیلئے ممتنع ہے - اور بسبب اسکے کہ ضرورت ثبوت متقدم کی ہے مصنوع اول مین اوسی مصنوع اول کی ذہنی شبہ سے اوسکے غیر مین جو اثر متاخر کہ مترتب ہو اوسکی نفی کیلئے - یعنی یہ تعلیم ہے عام حقائق الٰہیہ وامکانیہ کی سوائے معلومات مذکورہ کے اس سبب سے کہ جاننے والے کیلئے عموم جہل کا امتناع ہے کیسے ہو سکتا ہے کہ جاننے والا بالکل نجانتا ہو اور اس سبب سے کہ مصنوع اول مین ثبوت متقدم کی ضرورت ہے کیونکہ نفی اصل ثابت کی ہو نہین سکتی بلکہ نفی ہوگی اوس ترتب اثر متاخر کی جو مصنوع اول کی ذہنی شبہ سے اوسکے غیر مین مترتب ہوا ہے - اور یہ تعلیم بدو وجود یعنی ابتدائے وجود مین ہو نہین سکتی اسلئے کہ وجود سے پہلے مالم تکن تعلم کا حکم معدوم پر ہوگا اور حکم معدوم پر باطل ہے - اور یہ تعلیم بعد وجود بحیثیت وجود ترتیب آوانی کی مقتضی وخواہشمند ہے یعنی جس حیثیت سے کہ وجود کی ترتیب متعدد زمانون مین اوقات مختلفہ مین ہوتی ہے بعد وجود یہہ تعلیم بھی اوسی حیثیت سے اوان یعنی اوقات مختلفہ کو تقاضا کرتی ہے - اور بسبب تجدد بحیثیت تعلیم احاطہ علم کا کل حوادث پر آوانی ہو سکتا ہے پس جو مجہول کہ مزعوم ہوگا یعنی جسکو مجہول

بیان تفسیر کریمہ وانزل علیک الکتاب والحکمۃ الخ

پس مالم تکن تعلم کیف واقع است میان علم متجدد برائے معلومین متصلین ومنفصلین بعد وجودِ خارج آنحضرت صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ورنه خطاب مالم تکن تعلم نسبة بمصنوع اول نتواند شد چه شبه وجود خارجی مسلوبات را ثبوتِ متقدم نه از صانع تواں یافت که مسلوبات در تقابلش مبنیٌ علیه نیست ونه از مصنوع اول که اجتماع منافات بسعهٔ صفاتش وعدم سعة واجتماع ثانویة با اولیة از حیثیة حصول شبه وجود خارج مسلوبات از ثبوت متقدم آخر از اول **بش** اعنی این ثبوتِ متقدم بنا بر حصول وجود خارجی مسلوبات که در مصنوع اول یافته شود دیگر باشد از ثبوتِ متقدم اول که در صانع یافته شود واین مطالب لبنته بمصنوع اول در ذکر کیفیة تخلیق نور محمد صلعم من نور الله سبحانه الخ اوضح است **م** در حدِ مصنوع اول لازم گردد ونه از غیرش که با اجتماع مذکور دَوْر اولیت میان هر دو **بش** ای مصنوع اول وغیرش **م** دائر شود واولیة باطل واگر این مدعائی مالم تکن تعلم نتوانی فهمید برتست که از متشابهات شماری وتاویلش بخدائی دانائی راز سپاری

ترجمہ پس مالم تکن تعلم ایک کیفیت ہے جو بعد وجود خارج آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آپکے علم متجدد کے درمیان واقع ہے کہ یہ علم متجدد ایسے معلومین کیلئے ہے کہ دونون متصل اور منفصل ہین - ورنہ مالم تکن تعلم کا خطاب مصنوع اول کیطرف نسبۃ کرکے نہین ہو سکتا - کیونکہ وجود خارجی مسلوبات کی شبہ کا ثبوت متقدم نہ صانع سے مل سکتا ہے اسلئے کہ اسکے تقابل مین مسلوبات مبنی علیہ نہین ہین یعنی صانع کے مقابلہ مین مسلوبات پر آگہی نہین پائی جاتی ہے - اور نہ مصنوع اول سے ثبوت متقدم مل سکتا ہے اسلئے کہ حد مصنوع اول مین اوسکی وسعت صفات اور عدم وسعت صفات کے سبب اجتماع منافات لازم ہو جائیگا - اور نیز حد مصنوع اول مین اجتماع ثانویت کا اولیت کیساتھ لازم ٹھہرے گا اس حیثیت کی بنا پر کہ ثبوت متقدم سے شبہ وجود خارج مسلوبات کی حاصل ہونا آخر ہے اول سے یعنی بمقابلہ اول مرتبۂ آخر مین ہے مراد یہ کہ یہہ ثبوت متقدم جو وجود خارجی مسلوبات کے حاصل ہونیکی بنا پر مصنوع اول مین پایا جاتا ہے یہہ ثبوت متقدم دوسرا ہوویگا اوس ثبوت متقدم اول سے کہ صانع مین پایا جاتا ہے - اور یہہ مطالب جو مصنوع اول کی طرف نسبت کرکے ہین ذکر کیفیت تخلیق نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین کہ نور حق سبحانہ سے - آخر تک ہی زیادہ واضح مذکور ہین - اور نہ ثبوت متقدم غیر مصنوع اول سے مل سکتا ہے کیونکہ اجتماع مذکور کے سبب دور اولیت کا مصنوع اول اور اوسکے غیر دونون کے درمیان دائر ہو جائیگا اور اولیت باطل ہو جائیگی - اور یہ مدعا مالم تکن تعلم کا جو مذکور ہوا اگر تو نہین سمجھ سکتا ہے تو تجھکو لازم ہے کہ اوسکو تو متشابہات سے شمار کرے اور اوسکی تاویل تو خدائے دانائے راز کے سپرد کرے

ترجمہ ہست فضل خدا بر تو بزرگ + این تحقیق فضل عظیم در تقابل غیر منقطع بعدم دلالت بر قطع اعجاز او است صلی اللہ علیہ وسلم در تقابل در ہر وجہ بعموم لفظ و در وجہ تعلیم بخصوص محل + پس دردمندے در حالت تحیر و خوف باعتقاد احاطۂ کل آنی یا اوانی پرسید از کسیکہ دلیل بظہور خود است بسوئے مقصودش فرمود ہو کثیر العلم فقط صلعم این چہ قول جمیل جامع و محفوظ است تبارک اللہ احسن الخالقین باید دانست ہر گاہ اشیا بوصف جامع و مانع دانستہ شد محاط علم شد در آنی پس جہل از و زائل شد و لیکن ہر گاہ علم بمعنے مختص شود قطع تعلق علم از دیگر لازم گردد بوجہ اختصاص نہ بوجہ دیگر پس بتحقیق رسید ہو کثیر العلم ولو فی الوجہین ای در آنی و ہم در آوان چہ لفظ کثیر توسع وارد تا احاطۂ کل در آنی و ہم در آوان ۔

ترجمہ کہ سورۂ نساء رکوع سترہ مین ہے ۔ یعنی اور تجہپر خدا کا بہت ہی بڑا فضل ہے ۔ یہ تحقیق فضل کہ عظیم ہے اسکی عظمت تقابل مین ہے غیر آنحضرت صلعم کے یعنی عظمت کا تماثیر تقابل مین ہوتا ہے ۔ پس یہہ عظمت آنحضرت صلعم آپ کے غیر کے مقابلہ مین ہے ۔ اور یہ فضل جیسا عظیم بمقابلۂ غیر ہے غیر منقطع ہی ہے کیونکہ اسکے قطع پر کوئی دلالت نہین ہے ۔ پس یہ تحقیق فضل کہ عظیم بمقابلہ غیر ۔ غیر منقطع ہے اعجاز ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آپ کے غیر مقابلہ مین ہر وجہ مین عموم لفظ کی بنا بر اور وجہ تعلیم مین خصوص محل کی بنا پر ۔ پس ایک دردمند نے تحیر و خوف کی حالت مین علم آنی یا اوانی کے احاطۂ کل کے اعتقاد کی نسبت ایک ایسے شخص سے جو دردمند کے مقصود کیطرف اپنے ظہور سے دلیل و رہنما واقع ہوا ہے پوچھا فرمایا ہو کثیر العلم فقط صلعم یعنی مراد یہ کہ آنحضرت صلعم کثیر العلم ہین یعنی آپکا علم کثیر ہے بس اسی قدر فرمایا اور یہ کہ تجہکو اسیقدر اعتقاد بس ہے ۔ یہ قول مبارک ایسا جمیل جامع اور محفوظ ہے یعنی اس کلام مبارک مین کسقدر خوبی ہے کہ ہر قسم کی خوبی اسمین جمع ہے اور ہر طرح کے نقصان سے محفوظ اور بچا ہوا ہے تبارک اللہ احسن الخالقین یہ کریمہ سورۂ مومنون کے اول رکوع مین ہے یعنی خدائے برتر کہ بہت اچھا خالق ہے برکت والا ہے ۔ اس جملہ کا استعمال اکثر تعجب و دعا کیوقت مین ہے اور یہان ہر دو مقصود ہین ۔ سمجھنے کی بات ہے کہ جب اشیاء جامع اور مانع وصف کے ساتھ معلوم ہوگئین تو ایک آن مین محاط علم ہوگئین یعنی علم کے گہیرے مین اوسیوقت آگئین اور جہل اونسے جاتا رہا ۔ ولیکن جبکہ علم کسی معنی کے ساتھ مختص ہوجاتا ہے تو علم کا قطع تعلق دوسرے سے لازم ہو جاتا ہے خاص ہونیکی وجہ مین نہ اور وجہ مین ۔ پس بتحقیق معلوم ہوگیا کہ آپ کثیر العلم ہین اگرچہ دونون وجہون مین ہون یعنی ایک آن مین اور بہی آوان مین اسلئے کہ لفظ کثیر توسع رکہتا ہے کلی احاطت تک کہ وہ ایک آن مین ہو اور آوان مین بہی ۔

از انجا کہ سخن در شان حبیبی است اللہ اللہ فی شانہ و مدلول متخالف شد تخالف دلیل بی ترجیح این راز را محوّل بعلم الٰہی تعالیٰ داشتہ اعتقاد بکثیر العلم کہ دعوی اظہر از بداہت ما فی حدہٖ و محتاط و محفوظ است اولیٰ تر است قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللہ قد رفع الدنیا فانا اَنْظُرُ اِلَیْھَا وَاِلٰی مَا ھُوَ کَائِنٌ فِیْھَا اِلٰی یَوْمِ القیامۃ کانما انظر الٰی کَفِّیْ ھٰذِہٖ رواہ الطبرانی **ش** قد رفع ای اظہر و ما ذکر بعد الرفع خلافہ فثبت الرفع علی الاستمرار الدنیا ہی عالم الشہود فانا انظر الیہا استمرارًا علی اصل المضارع و ما قال صلعم نظرتُ لیدل علی توقیت زمانًا و ما عائۃ علی اصلہا ہو کائنٌ فاسم الفاعل یدلُّ علی الاستمرار علی اصلہ و عمومہ فمؤید لاستمرار المضارع فیہا الٰی علی اصل غیر جنس یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ہذہ

ترجمہ چونکہ کلام اس جگہ ایسے حبیب کی شان مین ہے اللہ اللہ فی شانہ یعنی اوسکی شان مین خدا ہی خدا ہے مطلب یہ کہ شان حبیب عجب العجائب شان خدا ہے ۔ تخالف دلیل بی ترجیح کے سبب مدلول متخالف ہو گیا یعنی باعتبار دلیل کے باہم متخالف ہونیکے کہ اوسمین ترجیح کسی ایک جانب ہو نہین سکتی مدلول مین تخالف واقع ہوا لہذا اس راز کو علم الٰہی تعالیٰ پر محوّل رکھکر اور اوسی پر سونپ کر آپ کے کثیر العلم ہونیکا اعتقاد اولیٰ تر ہے کیونکہ دعوی بسبب بداہت اوس چیز کے جو مصنوع اول کی حد مین ہے ظاہر تر ہے ۔ اور محتاط و محفوظ ہے فرمایا رسول خدائے تعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنَّ اللہ قد رفع الدنیا فانا انظر الیہا والیٰ ما ھو کائن فیہا الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ہذہ یعنی بیشک خدا نے اس دنیا کو ظاہر کردیا ہے اور مین اوسکو دیکھ رہا ہون اور اوس چیز کو کہ اوسمین قیامت تک ہونیوالا ہے اسطرح کہ گویا مین اس میری ہتیلی کو دیکھ رہا ہون ۔ اس حدیث کو طبرانی نے روایت کیا ہے ۔ اسمین قد رفع بمعنی اظہر ہے یعنی ظاہر کردیا ۔ اور بعد رفع کے اوسکا خلاف مذکور نہین ہوا تو یہ رفع بمعنی اظہار بنا بر استمرار ثابت ہوا ۔ اور الدنیا اُس سے مراد عالم شہود ہے اور فانا انظر الیہا یعنی پس اسکو مین دیکھ رہا ہون ۔ یہ نظر کرنا ہی مضارع کی اصلیت پر بنا بر استمرار ہے ۔ اور حضور صلعم نے بجائی انظر نظرتُ نہین فرمایا یعنی مینے دیکھ لیا تاکہ زمانہ کو موقت کرنے پر دلالت ہوتی ۔ اور لفظ ما عائد ہے اپنی اصل پر اور ھو کائنٌ یعنی وہ ہونیوالا پس اسم فاعل ہے کہ دلالت کر رہا ہے استمرار پر اپنی اصل اور اپنے عموم کی بنا پر پس تائید کر رہا ہے استمرار مضارع کے لئے ۔ فیہا الی اسمین لفظ الی غیر جنس کے قاعدہ کی بنا پر ہے کہ اسکا ما بعد جنس ما قبل سے نہین ہے لہذا غایت کہ یوم القیامت ہے تحت مغیا نہوگی یعنی شامل دنیا نہوگا ۔ کانما انظر الی کفی ھذہ یعنی گویا کہ یہی ہے کہ مین اس میری ہتیلی کی طرف دیکھ رہا ہون

فالتشبیہ یدلُّ علی التحقیق المُشبّہ واستمرارہ فالحدیث الشریفُ یدُلُّ علی استمرار رویتہٖ صلعم بکیفیۃ الکائن العام زماناً وشخصاً بوجودہ الشہودی واللّٰہُ تعالیٰ اعلم بالصواب ھم دفی المواہب عن ابی ذرّ لقد ماترک رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہُ علیہ وسلّم ما یُحرک الطائر بجناحیہ فی السّمآء الّا ذکر منہ علماً ولاشکّ ان اللّٰہ تعالیٰ قد اطلعہ علیٰ ازیدَ مِنْ ذٰلک والقیٰ علیہ علم الاوّلین والآخرین الحدیث وفی حدیث عن عبد اللّٰہ ابن عُمرؓ قال خرج الینا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم وفی یدَیہ کتابان فقال اتدرون ماھٰذان الکتابان قلنا لا یا رسول اللّٰہ الّا انْ تُخبرنا فقال۔

الذی فی یدی الیمنیٰ ھٰذا الکتاب من ربّ العالمین فیہ اسماءُ اھل جنۃ واسماءُ اٰبائھم وقبائلھم ثم اجمل علیٰ آخرھم فلا یُزادُ فیھم ولا یُنقصُ فیھم

ترجمہ پس یہ تشبیہ دید دنیا کی اور جو کچھ اوسمین قیامت تک ہونیوالا ہے دید کف دست کے ساتھ دلالت کررہی ہے مشبہ کی تحقیق اور اوسکے استمرار پر یعنی حضور صلعم کا دنیا و مافیہا کو قیامت تک دیکھنا محقق اور مستمر ہے۔ پس یہ حدیث شریف حضور صلعم کی دید ہمیشگی پر دلالت کررہی ہے مع کائن کی کیفیت کے کہ کائن باعتبار زمانہ و شخص وجود شہودی کے سبب عام ہے۔ اور خدائے برتر ہی درستی و صواب کو خوب جانتا ہے۔ اور مواہب مین ہے حضرت ابی ذر رضی اللہ عنہ سے کہ البتہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین چھوڑا اسقدر کہ پرندہ اپنے دونون بازوٗن کو حرکت دیتا ہے آسمان مین مگر ذکر فرمایا اوسکی نسبت علم کی راہ سے اور بی شک یقینی خدائے برتر نے آپکو اس سے زیادہ تر پر تحقیق آگاہ کر دیا ہے اور اگلون اور پچھلونکا علم آپ پر القا کر دیا ہے آخر حدیث تک اور ایک حدیث مین روایت ہے حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے کہ کہا اونہون نے ہمارے لئے باہر تشریف لائے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دونون ہاتھون مین دو کتابین تھین پس فرمایا آپنے کیا تم جانتے ہو کہ یہ دونون کتابین کیا ہین ہمنے عرض کیا اے اللہ کے رسول نہین یعنی ہمین نہین معلوم مگر یہ کہ آپ ہمین بتلادین پھر فرمایا آپنے یہ جو میرے سیدھے ہاتھ مین ہے یہ کتاب ہے تمام جہانون کے پروردگار کی طرف سے اسمین نام ہین جنتیون کے اور نام ہین اونکی باپ داداؤن کے اور اون کے کنبہ قبیلے والون کے پھر اون کے اخیر مین اجمال کیا کیہ پھر نہ زیادہ کیا جاوے گا اون مین اور (نہ کم کیا جاوے گا اونمین)

بیان حدیث ابی ذر رضی اللہ عنہ
باینکہ علم اولین و آخرین
صلعم از مواہب لدنیہ ۱۲

ثم قال الذی فی شمالی ھٰذا من ربّ العالمین فیہ اسماءُ اھل النار واسماءُ آبائھم وقبائلھم ثم اجمل فی آخرھم فلا یزاد ولا ینقص فیھم ابداً رواہ الترمذی وقال الامام النووی فی فتاواہ لا یعلم الغیب استقلالاً الّا اللّٰہ تعالیٰ اما الکرامات والمعجزات فحصلۃ باعلام اللّٰہ تعالیٰ للانبیاء والاولیاء وما جاء فی الحدیث انّی لا اعلم ورا جداری ولا یعلم فی الغد الّا اللّٰہ تعالیٰ فھٰذا کان قبل حصول العلم الوسیع وقال فی المواہب انّی لا اعلمُ الحدیث ذکرہ ابن الجوزی فی کُتُبہٖ بغیر اسنادٍ وانْ صحّ فالجواب عنہ بانّ نفی العلم فی ھٰذا علی اصل الوضع وھو انّ علم الغیب مختصٌّ باللّٰہ تعالیٰ وما وقع منہ علیٰ لسان نبیٍّ صحّ بالالہام والوحی او معنیٰ لا اعلم ورا جداری یعنی بالاستقلال

اللّٰھم صلِّ وسلّم علیٰ محمّدٍ نبیِّ الرّحمۃ وعلیٰ جمالہٖ
کما تحبُّہٗ وترضاہُ
وشفّعہٗ فینا وترحّمنا بہٖ

ترجمہ پھر فرمایا آپنے جو میرے بائین ہاتھ مین ہے یہہ رب العالمین کی طرف سے ہے اسمین نام ہین دوزخیون کے اور نام ہین اون کے باپ دادون کے اور اون کنبے قبیلون کے پھر اون کے اخیر مین اجمال کیا یہہ کہ انمین نہ زیادہ کیا جاوے گا اور نہ کم کیا جاویگا کبھی۔ روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے اور کہا امام لنودی نے اپنے فتاوی مین۔ کہ غیب کو مستقل طور پر سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہین جانتا ہے لیکن کرامات اور معجزات پس حاصل ہوئے ہین خدائے تعالیٰ کے بتلانے سے انبیاء اور اولیاء کو۔ اور وہ جو حدیث مین آیا ہے کہ تحقیق مجھی نہین معلوم ہے میرے دیوار کے پرے کا اور کل کی بابت نہین جانتا کوئی مگر خدائے تعالیٰ۔ پس یہ فرمانا حضور صلعم کا آپ کے علم وسیع کے حاصل ہونیسے پہلے کا ہے۔ اور مواہب مین کہا ہے کہ یہ حدیث کہ تحقیق مجھے نہین معلوم ہے میرے دیوار کے پرے کا آخر تک۔ اسکو ابن جوزی نے اپنی کتابون مین بغیر اسناد ذکر کیا ہے۔ اور اگر صحیح بھی ہو تو اسکا جواب یون ہے کہ بیشک نفی علم کی اسمین اصل وضع پر ہے۔ اور وہ یہہ کہ علم غیب مختص ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھہ اور جو واقع ہوا ہے اوس علم غیب سے نبی کی زبان پر درست وصحیح ہے وہ کہ بذریعہ الہام وحی ہے۔ یا معنی اس حدیث کے کہ مجھی علم نہین ہے میرے دیوار کے پرے کا۔ یہہ ہین کہ مجھے بالاستقلال علم نہین ہے جیسا خدائے برتر کو بالاستقلال ہے بلکہ اوسکی توفیق وتعلیم سے ہے الیٰ انشاء اللہ۔
اللھم صل وسلم علی محمدٍ نبی الرحمۃ وعلے جمالہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ

بیان تاویل کرد
لا یعلم الغیب و حدیث
انی لا اعلم الخ بنفی بالاعلم غیب
صحت و ضعف حدیث از
اقوال علماء و ابن جوزی وغیرہ
۱۲

ذکر کیفیۃ تفسیر کریمہ یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاہِہِمْ الآیہ در اثبات احاطۃ حضرت بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نبیّ الامی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

نَحْمَدُ اللّٰہَ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَنَسْتَشْفِعُہٗ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْن
باید دانست قال اللہ تعالیٰ یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاہِہِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُوْنَ ۝
ترجمہ میخو ہند یہود تا فرو نشانند نور خدائے تعالیٰ را کہ رسول اوست تعالیٰ صلعم
بدہنہای خود یعنی گفتار ناپسندیدہ انکار رسالۃ وحال این است کہ اللہ تعالیٰ
کامل کنندہ است نور خود را یعنی ظہور کمالات پیغمبر بدلالۃ لفظ مُتِمُّ چہ تعدیہ و
نقصان وقتی لازم او و منعش اضافہ تحلیلی را در نورہٖ دلالتی بیّن بر حدوث و
مغایرت باضافۃ میان نورہ دارد اگرچہ رنجہ باشند کافران ہُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ
بِالْہُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْہِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ ۝

ذکر بیان مین تفسیر کریمہ یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواہہم کے آخر تک اثبات مین حضرت نبی اُمی صلی اللہ علیہ وسلم کے احاطہ کے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علیٰ رسولہ محمد ونستشفعہ وعلیٰ الہ واصحابہ اتباعہ اجمعین جاننا چاہیے فرمایا خدائے
تعالیٰ نے سورہ صف رکوع اول مین یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاہِہِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَو
کرہ الکافرون ۝ یعنی چاہتے ہین یہود تا کہ بجھا دیوین خدائے تعالیٰ کے نور یعنی روشنی کو جو اوسکا رسول ہے صلعم
اپنے مونہون سے یعنی انکار رسالت کی ناپسندیدہ باتون سے اور حال یہہ ہے کہ خدائے تعالیٰ اپنے نور کو کامل
یعنی پورا کرنیوالا ہے یعنی اپنے پیغمبر کے کمالات کے ظاہر ہونیکو پورا کرنیوالا ہے جسپر لفظ متم سے دلالت
ہورہی ہے کیونکہ تعدیہ ونقصان اوسکو کسیوقت لازم ہے۔ اور اوسی متم کا منع اضافت تحلیلی کو لفظ
نورہ مین اس نور کے حادث ہونے اور اپنے مضاف الیہ سے مغایر ہونے پر بسبب اضافت ایک
روشن دلالت رکھتا ہے۔ کیونکہ اضافت ثابتین متغائرین مین ہوتی ہے پس اضافت نورہ کے
درمیان نور کا اپنے ضمیر مضاف الیہ سے مغائر اور حادث ہونا ظاہر ہے۔ اگرچہ کافر رنجیدہ ہوین۔ اور اسی کریمہ سے
آگے کریمہ ھُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْہُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْہِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْن ۝

ترجمہ اوست چنانکہ فرستاد پیغمبر خود را متصف بوصف ہدایت ودین حق تا ظاہر گرداند اورا
بر ہمہ ادیان اگرچہ رنجہ باشند مشرکان + این کریمہ ہو الذی ارسل رسولہ الخ دعویٰ مع الدلیل است
بر اثبات توحید خود تعالیٰ وحقیت رسول خود صلعم وشرک مشرکان بدانکہ ہو یعنی او ذات
واحد آنکہ فرستاد رسول خود را ورنہ بہ تنازع انعدام رسول لازم بودے ۔ و اختیار
لفظ رسولہ اشارہ است بسوئے حقیقت رسالۃ کہ عبارت است از مرکزیۃ تعینی کہ منشا
افادت منتزعات خود است بقیام حقیقی ومجازی پس رسول باین نسبت معروفہ دلالۃ
میکند بہ نفس نفیس خود بر ذات وصفات مرسل بحکم حدوث وحصول شبہ صنع خود از
ذات وصفات مُرسِل واتصاف او بصفۃ ہُدیٰ بمعنی حاصل بالمصدر دلالۃ برین است
واتصاف او بدین حق ای جنس دین حق کہ عبارت است از ایمانیات وعملیات دلالت
میکند فاعلش اتصاف مر بر حقیت رسول کہ از عوارض متضمنہ بالموجودات اوست
وملتزمہ مخصوصہ او واتصاف او بمعنی

ترجمہ یعنی وہی ہے ایسا جسنے اپنے پیغمبر کو وصف ہدایت اور دین حق کے ساتھہ متصف کرکے بہیجا تاکہ ظاہر کردیوے
اوس دین کو سب دینون پر اگرچہ مشرک رنجیدہ ہووین۔ یہ آیت کریمہ ھُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ آخر تک دعویٰ مع
دلیل ہے خود تعالیٰ شانہ کی اثبات توحید اور اپنے رسول صلعم کے حق ہونے کے اثبات اور مشرکون کے شرک کے
ثابت کرنے پر معلوم ہو کہ ہُوَ یعنی وہ جسنے اپنے رسول کو بہیجا واحد دیکتا ہے ورنہ اگر واحد نہوتا تو ایک سے زیادہ
ہونیکی صورت مین تنازع اور جہگڑے کی بنا پر رسول کا نہونا لازم ہوتا۔ اور لفظ رسولہ کا اختیار کرنا حقیقت رسالت
کی طرف اشارہ کررہا ہے جو عبارت ہے ایسے تعین کے مرکز بننے سے کہ وہ تعین منشا افادت ہو اپنے منتزعات کا
جنکا اوس تعین کے ساتھہ قیام حقیقی اور مجازی ہو۔ پس رسول اس نسبت معروفہ کے سبب اپنے نفس
نفیس سے مُرسِل یعنی بہیجنے والے کی ذات وصفات پر دلالت کرتا ہے بوجہ حکم حادث ہونے خود کے اور
اپنی شبہ صنع کے حاصل ہونیکے مُرسِل کی ذات وصفات سے۔ اور اوسکا صفت ہُدیٰ یعنی رہنمائی کے ساتھہ
حاصل بالمصدر کے معنی مین متصف ہونا دلالت ہے اسی پر یعنی یہ صفت ہے ایسے تعین کی جو حاصل مصدر
ہدایت ہے پس یہ تعین رسول کہ حاصل ہدایت ہے اپنی ذات وصفات سے بنفس خود رہنمائی ودلالت ہے مُرسِل کی ذات
وصفات پر جو مصدر ہدایت ہے۔ اور اسی رسول کا دین حق کے ساتھہ متصف ہونا یعنی حق دین کی جنس کہ مراد
ایمانیات اور عملیات سے ہے یہہ اتصاف دلالت کررہا ہے رسول علیہ السلام کے حق ہونے پر کیونکہ جنس ایمانیات وعملیات
ایسے عوارض ہین جو موجودات رسول علیہ السلام کے ساتھہ متضمن ہین اور ملتزمہ مخصوصہ ہین اوسی رسول کے۔ اور اوسی رسول کا معنی

لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ دلالة میکند بر مظہریة جنس دین شیٔ بی اضافة سوئے حق هم حق متضمنہ بالموجودات و باطل ملتزم سہ غیر مخصوصہ او متضمنہ بالمسلوبات و ثابت شد از لفظ مُتِمّ نورہ و لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ مظہریة تامّہ و احاطۂ کلی در آوان بمنتزعات تضمنی و التزامی او صلعم بقیام حقیقی و مجازی و نتوانند نفی وجود بدیہی را اگرچہ اقرار نکنند و ندانند کہ ابطال او ابطال آنست از انچہ قبول کردہ اند از دین و توحید کہ آنہمہ در تصدیق این مظہر تام مصدّق تواند شد و در انکار آن آن ہمہ منکر بمقتضاے کریمہ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ پس چون مومن باشند بانچہ میگویند واللہ تعالیٰ اَعْلَمُ وَاِلَیْہِ الْمَرْجِعُ۔

اللّٰھم صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ وَعَلٰی جَمَالِہٖ کَمَا تُحِبُّہٗ وَ تَرْضَاہُ وَشَفِّعْہُ فِیْنَا وَ تَرَحَّمْنَا

بہ +

ترجمہ لیظھرہ علی الدین کلہ کے ساتھ متصف ہونا یعنی اپنے دین حق کو کل دینون پر ظاہر کردینے کا اوسمین وصف ہونا جنس دین کے مظہر ہونے پر دلالت کرتا ہے تا کہ ظاہر ہو کہ حق وہ جنس دین ہے جو رسول کے موجودات کو متضمن ہے اور باطل وہ جو اوسکے غیر مخصوصہ کو ملتزم ہے جو متضمن ہے مسلوبات کو۔ اور لفظ متم نورہ اور لیظھرہ علی الدین کلہ سے ثابت ہوگیا حضور صلعم کا پورا مظہر ہونا۔ اور آپکا کلی احاطہ آدان مین یعنی مختلف زمانون مین اپنے تضمنی اور التزامی منتزعات کے ساتھہ بوجہ قیام حقیقی اور مجازی کے۔ اور وجود بدیہی کی نفی نہین ہوسکتی ہے اگرچہ وے اقرار نکرین اور نجانین۔ کیونکہ وجود بدیہی کا ابطال اوس چیز کا ابطال ہے جو اونھون نے دین اور توحید سے قبول کیا ہے کہ وے سب اسی مظہر تام رسول آنام کی تصدیق مین مُصَدَّق ہوسکتے ہین اور اسی کے انکار مین وے سب منکر یعنی اونکے دین و توحید کا سچا ہونا آنحضرت صلعم کی تصدیق کرنے پر موقوف ہے کیونکہ آپکی تصدیق اونکے سچے ہونیکی دلیل ہے اور آپکا انکار کردینا اونکے دین و توحید سے اونکے غلط ہونے پر گواہ تو گویا آپکی تصدیق سے وے مصدق بن سکتے ہین اور آپ کے انکار سے وے سب منکر۔ اس آیت کریمہ کے مقتضی کے موافق رسولٌ مصدقٌ لما معکم یعنی یہہ رسول اوسکا جو تمہارے ساتھہ ہے تصدیق کرنیوالا ہے یعنی حق و باطل کا پرکھنے والا۔ پس وے کیسے مومن ہونگے اوس چیز کے ساتھہ جو وے کہہ رہے ہین۔ اور خدائے برتر ہی خوب جانتا ہے اور اوسی کی طرف لوٹنا ہے اللھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما تحبہ و ترضاہ وشفعہ فینا و ترحمنا

ذکر کیفیۃ اتحاد من وجہ و تغایر من وجہ میان ایمان و عمل و تقلید و تلفیق با دیگر مطالب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُ اللہَ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّنَسْتَشْفِعُہٗ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ ط

باید دانست اصلی کہ مذکور میشود مفید دلیل دعوی مطالب است **اصل** در عطفی کہ تفسیر از عوارض معطوف علیہ باشد مع مقصودیۃ معطوف علیہ و معطوف در مقصد واحد استلزام اتحاد وصفی معطوف علیہ و معطوف فی نفسہما مقصود است مع تخصیص والّا تفسیر باطل نہ در اعطاف دیگر پس جواز تردید فارق باشد و در تفسیر ذات واسطۂ عطف حذف کردہ شود بنا بر دلالۃ اتحاد چنانکہ در جاء عمر و ابو حفص و این بدل نیست زیراکہ در ابدال بدل مقصود است نہ مبدل منہ فقط نہ در تفسیر عوارض بنا بر ضرورت فارق تغایر ذاتی در معطوف علیہ و معطوف زیراکہ عطف در متغایرین است چنانکہ ضرب زیدٌ و راسہٗ و درین تجویز تردید صحیح نباشد

ذکر بیان اتحاد من وجہ اور تغایر من وجہ کا درمیان ایمان اور عمل کے۔ اور بیان اتحاد تقلید و تلفیق کا اور انکے مع مطالب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین سمجھنا چاہئے کہ یہ قاعدہ جو مذکور ہوتا ہے مطالب کے دعوی کی دلیل کو مفید ہے۔ **قاعدہ** جس عطف مین کہ معطوف علیہ کے عوارض کی تفسیر ہوتی ہے تو معطوف علیہ اور معطوف کے مقصد واحد مین مقصود ہونے کے ساتھہ ہی معطوف علیہ اور معطوف کا دونون کے نفسون مین اتحاد وصفی کا استلزام یعنی لازمی ہونا مع تخصیص مقصود ہے۔ ورنہ تفسیر باطل ہے نہ اور عطفون مین پس جواز تردید کا امین فارق ہوگا یعنی عطف تفسیر مین اور دوسرے عطفون مین اور تفسیر ذات مین بسبب دلالت اتحاد کے واسطہ عطف کا حذف کردیا جاتا ہے جیسا کہ جاء عمرو ابو حفص یعنی عمرو حفص کا باپ ہے آیا۔ اور یہ بدل نہین ہے اسلئے کہ ابدال یعنی بدل کرنے مین مقصود بدل ہے نہ مبدل منہ فقط نہ تفسیر عوارض مین کیونکہ تغایر ذاتی معطوف علیہ اور معطوف مین فارق کی ضرورت کے سبب واسطۂ عطف حذف نہین کیا جاتا ہے۔ اسلئے کہ عطف متغایرین مین ہے جیسا کہ ضُرِبَ زَیْدٌ وَ رَاْسُہٗ یعنی مضروب ہوا زید یعنی اوسکا سر۔ اور اس عطف تفسیر مین تردید کا جائز کرنا صحیح نہوگا

مطلب بر بنائی این اصل در اٰمنوا وعملوا الصالحات عطف تفسیر از عوارض است و الا مغایرت عطف بلغ اتحاد مبطل صلاح عمل است **مطلب** و همچنین در اطیعوا اللہ مراد از اطاعة امر است والطیعوا الرسول واولی الامر منکم که مراد از اطاعة فعل است که اتحادی دارد از امر با مغایرت من وجہ یدلالة خاصه عطف تفسیر و من یطع الرسول فقد اطاع اللہ موید او است فهذا حق **ش** ای اتحاد الاطاعة **م** ورنہ سلب اتحاد در وجہ تردید است وهذا باطل **ش** ای عدم اتحاد اطاعة **م** پس فرضیة نفس تقلید مطلقاً ظاهراً وباطناً در اعتبارات فرض و واجب و سنت و مستحب همچنان **ش** ای همچو آن اعتبارات پس تقلید فرض باشد و تقلید واجب واجب وقس علی هذا م ظاهر و دائر است تا اولی الامر و بقطع تقلید و اتحاد مزمن آن قرب نظری الی اللہ تعالیٰ که در ضمن او است نتواند شد واین دلیل است قوی بر صحة تقلید و اتحاد پس منکرش مهجور در عمل و قرب است وقال اللہ تعالیٰ

یا ایها الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلة وجاهدوا فی سبیله لعلکم تفلحون

ترجمہ **مطلب** اس قاعدہ کی بنا پر کریمہ اٰمنوا وعملوا الصالحات مین عطف ہی عوارض کی تفسیر کی بنا پر کیونکہ اعمال صالح ایمان کے عوارض ہین ورنہ مغایر ہونا ایسے عطف کا جو اتحاد کا مانع ہو صلاح و درستی عمل کا باطل کرنیوالا ہے کیونکہ عمل جو مغایر ایمان ہو اور ایمان کے ساتھ اوسکو کچھہ اتحاد نہو وہ کبھی نیک و صالح نہین ہو سکتا۔ پس لامحالہ اعمال صالح عوارض ایمان ہونگے کیونکہ اتحاد دصفی دونون کے نفسون مین لازمی ہونا مقصود ہے مع تخصیص تاکہ مقصود ہر دو مقصد واحد ہو **مطلب** اور اسیطرح اطیعوا اللہ مین مراد اطاعت سے امر ہے اطیعوا الرسول واولی الامر منکم کہ یہان مراد اطاعت سے فعل ہے جو امر سے بہت کچھ اتحاد رکھتا ہے باوصف مغایر ہونیکے ایکوجہ مین دلالیت خاصہ عطف تفسیر اور کریمہ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ کہ سورہ نسا رکوع گیارہ مین ہے۔ یعنی جو کوئی رسول کی اطاعت کرتا ہے پس یقینی اوسنے خدا کی اطاعت کی ایسی مراد کی تائید کر رہی ہے۔ پس یہ اتحاد اطاعت حق ہے۔ ورنہ سلب اتحاد وجہ تردید مین ہے جبکہ عطف تفسیر نہین اور یہہ یعنی اطاعت مین اتحاد کا نہونا باطل ہے۔ پس فرضیت نفس تقلید کی بطور مطلق از راہ ظاہر از راہ باطن ہو اعتبارات فرض و واجب اور سنت و مستحب مین انہین اعتبارات کی طرح اولی الامر تک ظاہر ہے اور دائر ہے۔ یعنی تقلید فرض کی فرض ہوگی اور تقلید واجب کی واجب ادنے اسی پر قیاس کر لے اور قطع کرنیسے تقلید کے اور اوسکے اتحاد دیرینہ کے یعنی دیرینہ کے قرب نظری خدائے تعالیٰ کی طرف جو اوسی کے ضمن مین ہے نہین ہو سکیگا۔ اور یہہ تقلید و اتحاد کے صحیح ہونے پر ایک قوی دلیل ہے۔ پس اسکا منکر عمل و قرب مین مہجور رہی اور فرمایا خدائے تعالیٰ نے سورہ مائدہ شروع رکوع چھہ مین۔

ترجمہ ای کسانیکه گرویده اند بترسید از خدائے عزوجل و به پسندیدگی اختیار کنید سوئی او تعالیٰ وسیله و بکوشید در راہ تقرب او تعالیٰ امید است که فلاح یابید ای فلاح علمی و عملی که موجب ثواب آخرت شود یا بر ثواب آخرت + باید دانست لعل بر ممکنات است بحواله صفة اختیاری عباد و غلبه وجود فلاح و از روی شفقة و مرحمة نه عجز و بمعنی قد مفید تقلیل است وآن درینجا باطل و صحیح این است که لعل بر فعل نمی آید نه قد بر اسم پس لعل بمعنی قد چون تواند شد و باید دانست کوشش در حصول هر مقصود موقوف بر معرفة است و معرفة کوشش در حصول تقرب معبود حق موقوف معرفة محمد رسول اللہ تعالیٰ است صلعم دلالة و تقدیم تصدیق ذات واجب تعالیٰ شانه بفرض بالذات است پس اقرار نیز در مرتبۂ اختلاف چنانکه در ذکر کیفیة العلم والمعرفة مذکور شد پس بضرورتش **ش** ای تصدیق ذات واجب تعالیٰ **م** تصدیق و اقرار بذات محمد رسول اللہ تعالیٰ صلعم در وجہ ابتغاء وسیله است دلالة الی ذاته و صفاته و اوامره و نواهیه تعالیٰ شانه بذاته و عوارضه صلی اللہ علیه وسلم +

ترجمہ یعنی ای ایسے لوگ جنہون ایمان اختیار کیا یا گرویدگی کی خدا عزوجل سے ڈرو۔ اور پسندیدگی و شوق سے خدائے تعالیٰ کی طرف وسیلہ اختیار کرو۔ اور خدائے تعالیٰ سے نزدیک ہونیکی راہ مین کوشش کرو امید ہے کہ تم فلاح پاؤ یعنی علمی و عملی فلاح کہ ثواب آخرت کا موجب ہووے یا ثواب آخرت پاؤ۔ سمجھنا چاہیے کہ لفظ لعل کا استعمال ممکنات پر ہوا ہے باعتبار حوالہ بندون کی صفت اختیاری کے اور باعتبار غلبہ وجود فلاح کے اور از راہ شفقت و مرحمت نہ از روی عجز کے۔ اور یہی لفظ قد کے معنی مین مفید تقلیل ہے۔ اور یہ یہان باطل۔ اور صحیح ہی کہ لعل فعل پر نہین آتا ہے نہ قد اسم پر۔ پس لعل بمعنی قد کیسے ہو سکتا ہی۔ اور سمجھنا چاہیے کہ کوشش ہر مقصود کے حاصل ہونیمین موقوف ہے معرفت محمد رسول خدائی تعالیٰ صلعم پر بغرض دلالت۔ اور مقدم کرنا تصدیق کا ذات واجب تعالیٰ شانہ کی لئے بنا پر بذات فرض ہونے کے ہے۔ پھر اقرار بہی۔ مرتبہ اختلاف مین جیسا کہ ذکر کیفیت علم و معرفت مین مذکور ہوا۔ پس ذات واجب تعالیٰ کی تصدیق کی ضرورت کی بنا پر ذات محمد رسول خدائے تعالیٰ کیساتھ تصدیق و اقرار۔ وجہ پسندیدگی مین اختیار کی ہے بغرض دلالت و رہنمائی کے۔ ذات و صفات اور اوامر و نواہی کی طرف خدای تعالیٰ شانہ کے آنحضرت صلعم کی ذات اور آپکے عوارض کے دلالت سے۔ کیونکہ حضور صلعم کی ذات اور آپ کے عوارض سے خدائے تعالیٰ شانہ کی ذات و صفات اور اوسکے حکمون اور ممانعتون کی طرف بغرض دلالت وسیلہ از راہ پسندیدگی اختیار کرنیکی ضرورت ہے لہذا محمد صلعم کے ذات والاصفات کیساتھ تصدیق و اقرار بوجہ ضرورت تصدیق ذات واجب تعالیٰ کے اسکے سبب ہونیکی وجہ مین فرض بذاتہ بالسبب مشروط ہو کر اوسی تقدیم تصدیق ذات واجب تعالیٰ مین شامل ہے

از ینجا است کہ ذکر محمد صلعم رسول اللہ تعالیٰ مفید تصدیق و اقرار لا الٰہ الا اللہ است چنانکہ
بعد امر ابتغا وسیلہ امر مجاہدہ بعطف تفسیری بر اتقوا اللہ است توقف مجاہدہ بر ابتغا
وسیلہ و توقف ابتغاء وسیلہ بر تقویٰ و توقف تقویٰ بر ایمان فلو کان کالقطرۃ من البحر
روح و ریحان علیٰ قدرہ و ہمچنین تصدیق و اقرار بذات شیخ بصفت ولایت در وجہ ابتغا وسیلہ
است دال الی اللہ تعالیٰ و رسولہ تعالیٰ صلعم بذاتہ و عوارضہ شرفہ اللہ تعالیٰ شرفاً و شرفنا
بہ از ینجا است کہ ذکر شیخ در تبع ذکر محمد رسول اللہ تعالیٰ مفید تصدیق و اقرار لا الٰہ الا اللہ
محمد رسول اللہ است و آنچہ اختلاف در معنی ابتغا وسیلہ است غایۃ البحث تصدیق و
اقرار بذات محمد رسول اللہ تعالیٰ بغرض بالذات و رسببیت است زیرا کہ موضوع عوارض
ظاہرہ و باطنہ مقصودہ ہمان است پس شیخ وقت نیز در تبعیتش
قال اللہ تعالیٰ اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَ اُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡکُمۡ
بعطف تفسیری

ترجمہ یہیں سے یہ بات ہے کہ محمد صلعم رسول خدائے تعالیٰ کا ذکر لا الٰہ الا اللہ کی تصدیق و اقرار کو مفید ہے جیسا کہ بعد حکم
ابتغاء وسیلہ کے حکم مجاہدہ کا بذریعہ عطف تفسیری اتقوا اللہ پر ہے اوسیطرح توقف مجاہدہ کا ابتغاء وسیلہ پر
اور توقف ابتغاء وسیلہ کا تقویٰ پر۔ اور توقف تقویٰ کا ایمان پر۔ پس اگر یہ ایمان قطرہ کی مانند دریا سے ہے
تو اپنے اندازہ پر وہی روح و ریحان یعنی راحت و رزق ہے۔ اور اسی طرح تصدیق و اقرار شیخ کی ذات کیساتھ
صفت ولایت پر ابتغاء وسیلہ کیوجہ میں ہے کیونکہ اختیار وسیلہ دلالت کے لئے ہے خدائے تعالیٰ اور اوسکے
رسول صلعم کی طرف شیخ کی ذات اور اوسکے عوارض سے خدائے تعالیٰ اوسکو شرف سے مشرف فرمادے اور اوسکے
وسیلہ سے ہم کو مشرف کرے۔ یہیں سے ظاہر ہے کہ شیخ کا ذکر محمد رسول خدائے تعالیٰ کے ذکر کی تبع میں لا الٰہ الا اللہ
محمد رسول اللہ کی تصدیق و اقرار کو مفید ہے اور جو کچھ اختلاف ابتغاء وسیلہ کے معنی میں ہے انجام اس بحث
کا تصدیق و اقرار۔ ذات والا محمد رسول خدائے تعالیٰ صلعم کیساتھ بنا بر فرض بالذات کے ہی سبب
ہو نہیں کیونکہ عوارض ظاہرہ و باطنہ مقصودہ کا موضوع وہی ذات حضور صلعم ہے پس شیخ وقت کا بھی
آپکی تبعیت یعنی پیروی کیوجہ میں باعتبار تصدیق و اقرار ولایت غایۃ البحث وہی ہوگا فرمایا خدائے
برتر نے سورہ نساء رکوع ہشتم میں۔ اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَ اُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡکُمۡ ؕ
عطف تفسیری کیساتھ۔ یعنی۔ تم تابعداری کرو خدا کی اور تابعداری کرو تم اس رسول کی اور اولی الامر
یعنی امام اور صاحب حکم کی جو تم میں سے ہو۔

از ینجا است کہ در آمدن در سلسلہ از سلاسل موصلہ کہ انہار منبع اصلی رحمت رحمۃ للعالمین
صلعم ہستند بوسیلہ صاحبش فرض للسبب است تفسیر آیہ کریمہ قد انزل اللہ الیکم ذکراً
رسولاً یتلوا علیکم اٰیٰت اللہ مبینٰت لیخرج الذین اٰمنوا و عملوا الصٰلحٰت من الظلمٰت
الی النور۔ در تائید معنی وسیلہ با دیگر مطالب بدانکہ در تاویل ذکراً رسولاً اختلاف است سخن
بی تاویل میگویم غالباً مقبول سلیم القلب شود ترجمہ تحقیق آورد اللہ تعالیٰ سوی شما ذکر یعنی رسو
ذکر آن است کہ میرساند بمذکور ہمانا دال است بمدلول بدلالت عقلی و لفظی و رسول بدل آن کہ
دلیل است بدلالۃ عقلی از نفس نفیس خود بر مراتب مثبتۃ الالوہیۃ و اوامر و مراتب منفیۃ الالوہیۃ
و نواہی بمظہریۃ خود از موجودات بوجود تضمنی و از مسلوبات بوجود التزامی و انتزاعی چنانکہ
ظاہر میکند بر شما دلائل از صنائع بر معرفۃ صانع کہ ظاہر تر کردہ شدہ اند و اظہر ہمہ نور رسول اللہ
صلعم یا میخواند بر شما آیات کہ از کلام اللہ تعالیٰ است کہ جدا کردہ شدہ اند بشرف خود از غیر خود
بدلائل کلامی توحید ذات و صفات اللہ تعالیٰ و اوامر و نواہی یعنی می آرد دلالۃ لفظی بر آن از کلام الٰہی برائے افہام

ترجمہ یہیں سے ہے کہ سلاسل موصلہ میں سے کسی سلسلہ میں کہ یہ سلسلے رحمۃ للعالمین صلعم کی رحمت کے اصلی منبع کی نہریں ہیں
صاحب سلسلہ کے وسیلہ سے داخل ہونا فرض بنا بر سبب ہے چنانچہ تفسیر اس آیت کریمہ کی جو سورہ طلاق کے دوم
رکوع میں ہے قد انزل اللہ الیکم ذکراً رسولاً یتلوا علیکم اٰیٰت اللہ مبینٰت لیخرج الذین اٰمنوا و عملوا الصٰلحٰت
من الظلمٰت الی النور ۔۔۔۔ وسیلہ کے معنی کی تائید میں ہے مع اور مطالب کے۔ معلوم ہو کہ
اس آیت کریمہ میں الفاظ ذکراً رسولاً کی تاویل میں اختلاف ہے۔ میں بی تاویل کلام کرتا ہوں غالباً سلیم دل
والی مرد کو قبول ہو جائیگا۔ ترجمہ کریمہ۔ تحقیق خدائے تعالیٰ تمہاری طرف ذکر یعنی رسول کو لایا۔
ذکر وہ ہے جو مذکور کو پہونچاتا ہو یہی دال یعنی رہنما ہے مدلول کی طرف دلالت عقلی سے اور لفظی سے
اور لفظ رسول لفظ ذکر کا بدل کیونکہ رسول اپنے نفس نفیس سے بذریعہ دلالت عقلی دلیل ہے الوہیت کے
مثبتہ مرتبوں اور حکموں پر اور الوہیت کے منفیہ مرتبوں اور ممانعتوں پر خود کے مظہر ہونیکے سبب
موجودات سے بذریعہ وجود تضمنی کے اور مسلوبات سے بذریعہ وجود التزامی اور انتزاعی کے۔ ایسا رسول کہ
ظاہر کرتا ہے تمپر دلیلیں صنعتوں سے صانع کی معرفت پر جو بہت ظاہر کردی گئی ہیں اور سب سے
ظاہر تر رسول صلعم کا نور ہے۔ یا پڑھتا ہے تمپر وہ آیتیں جو خدائے تعالیٰ کے کلام سے ہیں کہ وہ خدائے
تعالیٰ کی توحید ذات و صفات اور اوامر و نواہی میں کی کلامی دلیلوں میں اپنے شرف کی سبب اپنے غیر سے
جدا کردی گئیں ہیں۔ یعنی سمجھانیکے واسطے کلام الٰہی سے اوسپر دلالت لفظی لاتا ہے یا بیان کرتا ہے۔ اور یہ
دلالت لفظی اسلئے لاتا ہے یا دلیلیں صنعتوں سے اسلئے ظاہر کرتا ہے یا کلام الٰہی کی آیتیں اسلئے پڑھتا ہے۔

تا اللہ تعلیل آوردیا ظاہر میکند یا میخواند **مر** که بر آرد اللہ تعالیٰ یا رسول او تعالیٰ صلعم انانرا که گرویدند بایمانیات و کردند کارہای نیک یعنی احکام امر و نہی موافق قول و فعل رسول صلعم از تاریکیہا که عبارتست از متعلقات مسلوبات از عبث و صغیره و کبیره و کفر و عذاب برزخ و دوزخ و شدائد مواقف بطرف روشنی که عبارتست از متعلقات موجودات از ایمان بتوحید ذات و صفات و بانچه ایمان واجب و فرض و واجب و سنت و مستحب و لغمار برزخ و جنت و طمانینت مواقف باید دانست دلالة بر ماہیت مقصود بذکر رسول است بنابر مظہریة نه بذکر لفظی بی تقدم علم ماہیت مقصود از ینجا است که دلالة بذکر رسول اقدم و اوصل و افضل و اہون است از دلالة بذکر لفظی و علمی که محتاج رسول است پس رجوع ضمیر لیخرج بسوی لفظ مبارک اللہ در تعلیل انزل انسب است و اللہ تعالیٰ اعلم و ولی التوفیق -

اَللّٰہم صَلِّ وَسَلِّم عَلیٰ محمدٍ نبی الرحمة وعلیٰ الہ و ارہ کما تحبه و ترضاه و شفعه فینا و ترحمنا به

ترجمہ تاکہ خدا تعالیٰ یا اوسکا رسول صلعم اون لوگون کو جو ایمانیات یعنی ایمان کی باتون کے ساتھ گرویدہ ہوگئے ہین اور اونہون نے نیک کام کئے یعنی احکام امر و نہی کے قول و فعل رسول صلعم کے موافق آنکی موافقت کی اندازہ پر ادا کئے اونکو تاریکیون سے نکالتا ہے کہ مراد ان تاریکیون سے متعلقات مسلوبات ہین کہ وے عبث اور صغیرہ اور کبیرہ اور کفر اور عذاب برزخ اور دوزخ اور حشر کے مواقف یعنی قیام ہونے کی سختیان ہین - روشنی کی طرف کہ مراد روشنی سے متعلقات موجودات ہین کہ وے ایمان لانا ہے توحید ذات و صفات جل جلالہ پر - اور جسپر ایمان لانا واجب ہے اور فرض اور واجب اور سنت اور مستحب اور برزخ اور جنت کی نعمتون پر اور مواقف حشر کی طمانینت یعنی وہان کے شدائد سے مطمئن ہوجانے پر - سمجھنا چاہئے کہ دلالت مقصود کی ماہیت پر ذکر رسول سے بسبب مظہر ہونے رسول کے نہ فقط ذکر لفظی سے بغیر مقدم ہونے علم کے مقصود کی ماہیت یعنی ذکر رسول سے اوسکو مظہر خدا جانکر مقصود کی ماہیت پر دلالت حاصل ہوتی ہے اور بغیر مقصود کی ماہیت کے علم حاصل ہوئے صرف ذکر لفظی رسول سے دلالت نہین حاصل ہوتی - یہین سے یہ بات معلوم ہوئی کہ ذکر رسول کے ذریعہ سے دلالت اقدم یعنی زیادہ مقدم اور اوصل یعنی مقصود کو بہت جلد پہونچانیوالی اور افضل یعنی زیادہ فضیلت مین اور اہون یعنی زیادہ آسان ہے بہ نسبت دلالت ذکر لفظی اور علمی کے جو محتاج رسول کی ہے پس لیخرج کی ضمیر کا رجوع لفظ مبارک اللہ کیطرف تعلیل انزل مین انسب ہے یعنی فقرۂ آخر کریمہ لیخرج الذین آمنوا الخ کو ذکر رسول کے نازل کرنیکی علت قرار دینے مین لیخرج کی ضمیر کا رجوع فاعل انزل کیطرف کرنا جو اللہ ہے ربط کلام اور موافقت معنی مین زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے اور خدا ہی بڑا خوب جاننے والا ہے اور وہی مالک متصرف و متکفل توفیق کا ہے خدایا درود و سلام بھیج محمد نبی رحمت پر اور اوسکے آل و ار پر جیسا تو اوسکو دوست رکھتا ہے اور تو اوسکو پسند کرتا ہے اور اوسکو شفیع کر ہم مین اور رحم کر ہمپر اوسکے طفیل

تفسیر کریمہ وَقُل جَاءَ الحَقُّ وَزَهَقَ البَاطِلُ اِنَّ البَاطِلَ کَانَ زَهُوقًا ٥ وَنُنَزِّلُ مِنَ القُرآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحمَةٌ لِلمُؤمِنِینَ وَلَا یَزِیدُ الظَّالِمِینَ اِلَّا خَسَارًا ٥ در تائید معنی وسیله با دیگر مطالب **ترجمہ** و بفرما آمد حق که مراد است از ظہور حق عموما و بجب المقام محمد رسول اللہ تعالیٰ است صلعم خصوصا که دین حق را بذات و صفات موجودهٔ متضمنهٔ موجودات و موجودهٔ التزامی مخصوصهٔ محمدی صلعم متضمنهٔ مسلوبات خوش صورتی است **ع** من وصفه نور الہدیٰ من ذاته عین الحکم + تبارک اللہ احسن الخالقین والحمد للہ رب العالمین - و از ینجا است که کلمهٔ طیبه را بانکشاف این حقیقت تامهٔ محمدی صلعم در مرتبهٔ حق الیقین کلمة الحق نامند و ہرگاه عوارض حادثه بنابر قیام حقیقی و مجازی خود محتاج ماہیة حادثه بالضرورت باشد فکیف الاحتراز عن المعنیٰ و موید این معنی کریمه وَآمَنُوا بِمَا نُزِّلَ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَهُوَ الحَقُّ مِن رَبِّهِم الآیة است

ترجمہ قل جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل کان زهوقا ٥ و ننزل من القرآن ما هو شفاء و رحمة للمؤمنین ولا یزید الظالمین الا خسارا ٥ یہ آیت کریمہ بھی معنی وسیلہ کی تاکید مین ہے مع اور مطالب کے ترجمہ وقل جاء الحق - یعنی اور فرما دیجئے کہ حق آگیا - اس حق سے مراد عالم ظہور پر ظہور حق ہے یعنی حق کا ظاہر ہونا - اور بطور خاص موافق مقام محمد رسول خدا تعالیٰ صلعم مراد ہین کیونکہ دین حق کیلئے آپ باعتبار اپنی ذات و صفات موجودہ کے جو موجودات کو متضمن ہین اور باعتبار اون موجودہ التزامی مخصوصہ محمدی صلعم کے جو مسلوبات کو متضمن ہین بہت اچھی صورت ہین **ع** من وصفه نور الہدی من ذاته عین الحکم - ترجمہ **ع** نور ہدیٰ ہین وصف مین پر ذات مین عین حکم + یعنی آپکے اوصاف حمیدہ کمالیہ اور اخلاق عظیمہ جمالیہ نور مین ماحصل مصدر ہدایت کی جو بہ نفس نفیس خود رہنما ہین اپنے پیروان کے تاکہ اکتساب انوار حبیب کرکے اونکی روشنی عکس مین انوار آلہی کی دید سے بہت جلد ہدایت یاب و بہرہ یاب ہو وین لہذا وصف سرور عالم صلعم اصل و نور ہدایت اور رہنمائی مین افضل واقرب و اقدم و اوصل و اہون وسیلہ الی اللہ ہے - اور ذات مبارک حضور صلعم حکمہائے خداوندی کا سرچشمہ اور سراپا چشم بصیرت معارف آلہی کیلئے ہے - تبارک اللہ احسن الخالقین والحمد للہ رب العالمین - یعنی صاحب برکت ہے وہی خداوند کریم جو سب سے اچھا خالق ہے اور جمیع محامد اور پوری محمودیت اوسی خدا کو زیبا ہے جو سارے جہانونکا پالنے والا ہے اور یہین سے یہ بات ہے کہ کلمہ طیبہ کو اس حقیقت تامہ محمدی صلعم کے انکشاف کیصورت مین مرتبہ حق الیقین مین کلمة الحق نام رکھتے ہین - اور جبکہ عوارض حادثہ اپنے قیام حقیقی و مجازی کی بنا پر ماہیت حادثہ کے بالضرور محتاج ہوتے ہین تو اس معنی سے کیسے بچاؤ ہو سکتا ہے اور اسی معنی کی یہہ آیۃ کریمہ موید ہے کہ سورہ محمد کے اول رکوع مین ہے وَآمَنُوا بِمَا نُزِّلَ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَهُوَ الحَقُّ مِن رَبِّهِم - الآیہ -

ترجمه وگرویدند بانچه فرو آورده شد بر محمد صلعم یعنی قرآن مجید وحال این است که او صلعم حق است در ذات وصفات خویش صلعم از پروردگار ایشان بانتزاع تضمنی بدلیل آنکه اگر جمله وهو الحق من ربهم حال از صفة محمد صلعم نگفته شود رجوع میکند بما نزل وحال آنکه حقیقت قرآن مجید محتاج تقدم حقیت محمد رسول الله تعالی صلعم است و همچنین کریمه اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوا الْحَقَّ الآیه ترجمه تحقیق آنانکه پیروی کردند حق را یعنی محمد صلعم را بدلالة مفعولیة به الحق وحذف مفعول ثانی تابع که از عوارض او است صلعم بدلالة اقتضائے فعل والا مفعولیة به خلاف مذکور ش خلاف مذکور یعنی عدم مفعولیة به الحق وعدم حذف مفعول ثانی واختیار الحق بمعنی غیر مذکور م غیر صحیح است بانکه متبع نشود مگر ماهیة در عوارض ش ماهیة بر ماهیة نه عرض بر عرض پس در اختیار غیر مذکور لزوم عرض بر عرض است باقتضائی فعل مفعول ثانی را وآن باطل است یا ماهیة مجرد از عرض است پس ماهیة متبع نشود در حکم ماهیة مگر بعوارض م ونیز سرانجام امر بفعل موقوف اتباع

ترجمه یعنی جو لوگ ایمان لائے اور گرویدہ ہو گئے اوس چیز کے جو کہ محمد صلعم پر اوتاری گئی یعنی قرآن مجید اور حال یہ ہے کہ آنحضرت صلعم حق ہیں اپنی خود کی ذات وصفات میں بسبب انتزاع تضمنی کے اپنے پروردگار سے۔ اس دلیل سے کہ اگر جملہ وهو الحق من ربهم بطور حال محمد صلعم کی صفت نکہا جائیگا تو جملہ مذکور ما نزل کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور حال یہ ہے کہ قرآن مجید کا حق ہونا محتاج ہے پہلے محمد رسول خدا تعالی صلعم کے حق ہونیکا کیونکہ قرآن مجید کی حقیت آپکی حقیت پر موقوف ہے پس لامحالہ آپکا اثبات حق مقدم ہوگا قرآن کے حق ثابت ہونے سے۔ اور اسی طرح یہ آیت کریمہ کہ سورہ محمد کے اول رکوع میں مابعد آیت مذکورہ ہے اِنَّ الَّذِیْنَ آمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ تا آخر۔ یعنی بیشک جن لوگوں نے حق کی پیروی کی یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ معنی اس دلالت سے ہیں کہ الحق کا مفعول بہ ہونا۔ اور مفعول ثانی تابع کا حذف ہونا جو عوارض سے ہے حضور صلعم کی بدلالت اقتضائے فعل ہے یعنی فعل اتبعوا کا اقتضا خود امور مذکورہ کیجانب دلالت و رہنمائی کر رہا ہے۔ ورنہ اتبعوا کے ساتھ مفعول ہونا در صورت خلاف مذکور یعنی یہ کہ الحق مفعول بہ نہو اور مفعول ثانی کا حذف نہو۔ اور اختیار الحق کا بمعنی غیر مذکور ہو جیسا کہ مذکور ہوا کہ مراد الحق سے ذات پاک محمد صلعم ہے۔ غیر صحیح ہے اس سبب کہ متبع نہیں ہوتی ہے مگر ماہیت عوارض میں یعنی ماہیت اتباع کیا جاتا ہے اوسی کے عوارض میں نہ متبع واقع ہوتی ہے ماہیت ماہیت پر نہ عرض عرض پر تاکہ ماہیت کی ماہیت عرض کی عرض پر پیروی و تابعداری لازم ہو۔ پس حق غیر مذکور اختیار کرنے میں بسبب مقتضی ہونے فعل کے مفعول ثانی کو لازم ہونا عرض کا عرض پر ہے اور یہ باطل ہے یا ماہیت عرض سے مجرد ہے تو ماہیت حکم ماہیت میں کہ متبع ہوتی ہے نہوگی مگر متبع ہوگی عوارض کیساتھ۔ اور سرانجام امر بھی فعل سے ہوتا ہے وہ رسول کے اتباع پر موقوف ہے۔

ش پس اتباع امر کتاب بی اتباع فعل رسول صلعم صورت نه بندد م غور سخن لازم لبیب است وگم شد باطل که مراد است از مسلوبات موجوده التزامی غیر مخصوصه محمدی صلعم و این اجمال در حقیقة حق و باطل متوسع التفصیل است فادرک ما تدرک تحقیق باطل گم شونده است * زهوق تعبیر است از مغلوبیت باطل باعتبار وجود غالب حق نه زهوق مطلق که خلاف بداهت مقصود من وجه در معرفة امتیاز خود و موجودات است ش مقصود من وجه در معرفة امتیاز موجودات این است که معرفة امتیاز بالضد است م و فرو می آوریم ای اثبات میکنیم ش کما قال سبحانه اَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ فِیْهِ بَاْسٌ شَدِیْدٌ ای بوجود آوردیم آهن را م در هر زمان بدلائل از قرآن مجید هستی چیزیکه شفاء و رحمة است برائی مومنان۔ شفاء و رحمة بمعنی صفة است یا مبالغه یعنی حقیقت همان حق و معرفتش ذاتا و صفاتا که شفاء است در دنیا از اسقام مسلوبات و رحمت است در آخرت برائی ترقی درجات و نجات از درکات بمشاهده جمال ذات وصفات بنابر دلالة بر موجودات قدیمه از ینجا است که فرمود صلعم من رآنی فقد رای الحق +

ترجمه پس امر کتاب کی پیروی بغیر پیروی فعل رسول صلعم نہیں حاصل ہو سکتی۔ یہاں لبیب یعنی عقلمند کو کلام میں غور و فکر لازم ہے۔ وزهق الباطل یعنی اور گم ہو گیا باطل یہاں باطل مراد ہے مسلوبات موجودہ التزامی ہے کہ غیر مخصوصہ محمدی صلعم ہیں۔ اور یہ اجمال حق و باطل کی حقیقت میں متوسع التفصیل ہے یعنی اپنی تفصیل میں توسع رکھنے والا ہے۔ پس ادراک کر تو جسقدر اسکا ادراک کر سکتا ہے ان الباطل کان زهوقا۔ یعنی بیشک باطل گم ہونیوالا ہے۔ زہوق تعبیر ہے باطل کی مغلوبیت سے باعتبار وجود غالب حق کے نہ زہوق مطلق یعنی گم ہونا مراد نہیں ہے کہ بداہت کی خلاف ہے۔ اور من وجه یعنی کسی وجہ میں مقصود ہے اپنی آپ کی اور موجودات کی امتیاز کی معرفت میں۔ اور امتیاز موجودات کی معرفت میں مقصود من وجه اس سبب سے ہے کہ معرفت امتیاز کی ضد سے ہے۔ وننزل۔ اور اوتارتے ہیں ہم یعنی ہم اثبات کرتے ہیں جیسا فرمایا حق سبحانہ نے سورہ حدید کے سوم رکوع میں اَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ فِیْهِ بَاْسٌ شَدِیْدٌ ...... آخر تک اوتارا ہمنے لوہے کو یعنی اوسکو وجود میں لائے کہ اوسمیں باس شدید یعنی سخت ہاتھبندی ہے مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ۔ ہر زمانہ میں قرآن مجید کی دلائل سے ہستی یعنی ہونا ایسی چیز کا کہ شفاء و رحمت ہے مومنین کیلئے۔ یہاں شفاء و رحمت بمعنی صفت میں ہے یا بمعنی مبالغہ میں یعنی اوسی حق کی معرفت از روئی ذات و صفات کی کہ یہ حقیت و معرفت ذات و صفات حق شفا ہے دنیا میں مسلوبات کی بیماریوں سے اور رحمت ہے آخرت میں ترقی درجوں اور دوزخ کی درکات سے نجات کیلئے جمال ذات وصفات کی مشاہدہ کرنے میں بسبب دلیل بنجانیکے موجودات قدیمہ پر۔ اور یہیں سے ہے جو فرمایا حضور صلعم نے جسنے مجھکو دیکھ لیا پس یقینی اوس نے حق کو دیکھ لیا۔

ویدانکه لفظ الحق بقاعده نحو مفعول به است نه تمیز بدلالۀ الف و لام تعریف و [illegible]
تنبیه پس ندانسته شد که تخصیص رویت فی المنام بجیست صلعم و ازینجاست که عرضداشت
حضرت صدیق اکبر رضی الله تعالی عنه حُبّب الیّ من الدنیا ثلث النظر الی وجه رسول الله صلعم
و بملاحظۀ اعمال برائی تعمیل و جزاد بحمایة و شفاعة و نیز استفادۀ معنی شفاء و رحمة در مقابلۀ
مرض و مصیبة و صعوبة تلمیحًا بواسطۀ لفظ شفاء عالم المقصود تواند شد چنانکه مسلّم البدایت است
نه بدلالت ازان درین محل صراحتًا که ربطی از نظم ماسبق ندارد و نیز تواند شد که مقصود از ماموصول
آیات شفاء و رحمة است زیراکه نازل نشود از قرآن مگر قرآن بمغایرت من وجه نه غیر مطلق نه
عین مطلق و ازینجا که عموم شفاء و رحمة بر هر مراد تواند شد ع فکر هر کس بقدر همت او ست +
و نمی افزاید قرآن مجید از حد برون روندگان را مگر خسارت - بنا بر مفهوم یضل به کثیرا
در زیادت خسارت بر محرومی از شفاء و رحمة بعقاب و عذاب و محض و محقق و موکد است
علی تفاوت الدرجات العیاذ بالله تعالی منه

ترجمہ اور معلوم ہو کہ اس حدیث شریف میں لفظ الحق نحو کے قاعدہ کے موافق مفعول بہ ہے نہ تمیز بسبب دلالت الف و لام تعریف کے جیساکہ داب
اہل زبان کا **تنبیہ** پس نجانا گیا کہ دیکھنے کی تخصیص خواب میں نسبت حضور صلعم کس چیز کے سبب ہے - اور اسیوجہ سے ہے کہ یہ بیان
کیا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے کہ مجھے محبوب ہیں دنیا میں سے تین چیزیں اون میں سے ایک روئے مبارک رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا دیکھنا ہے - اور رحمت ہے یہ ذات و صفات حق اعمال کے ملاحظہ کرنے میں تعمیل و جزا کیلئے
اور حمایت و شفاعت کیلئے - اور شفاء و رحمت کے معنی سے فائدہ اوٹھانا مرض و مصیبت اور صعوبت کے مقابلہ میں
بہی بطور تلمیح ہوسکتا ہے یعنی ان الفاظ سے اشارہ کے طور پہ اس معنی کا بہی فائدہ حاصل ہوسکتا ہے بواسطہ
لفظ شفاء کے کہ مقصود میں عام ہے جیساکہ مسلّم البدایت ہے یعنی ابتدا کا تسلیم کردہ ہے نہ بذریعہ دلالت اوسکی
نسبت اس محل میں بطور صراحت استفادہ ہوسکتا ہے کیونکہ نظم عبارت ماسبق سے کوئی ربط نہیں
رکھتا ہے - اور یہ بہی ہوسکتا ہے کہ مقصود ماموصولہ سے شفاء و رحمت کی آیتیں ہیں کیونکہ قرآن
سے نہیں نازل ہوتا ہے مگر قرآن کسیقدر مغایرت کے ساتھ نہ بالکل غیر نہ مطلق عین - اور
چونکہ شفاء و رحمت کا عموم ہر مراد پر ہوسکتا ہے لہذا ع فکر ہر کس بقدر همت او ست + یعنی - ہر کسی کا
فکر ہمت کے موافق ہوتا ہے - ولا یزید الظالمین الا خسارا اور قرآن مجید حد سے پڑہنے والوں
کو نہیں بڑہاتا ہے مگر ٹوٹا - بسبب مفہوم یضل بہ کثیرا - کے - یعنی گمراہ کرتا ہے بسبب اوسکے
بہتوں کو - اور شفاء و رحمت سے محروم ہونے پر زیادتی نقصان کی عقاب و عذاب کیساتھ ہے کہ یہ استثناء کے سبب محض و محقق و موکد
ہے یعنی یہ زیادتی نقصان حصر کیگئی اور یقینی اور تاکید کیگئی ہے ظالمین کے تفاوت درجونکی بنا پر - خدای تعالی اس سے اپنی پناہ میں رکھے -

باید دانست که لفظ ظالمین میخواهد شفاء و رحمة را بر مراد اول محلًا نه بر ثانی و لفظ خسارًا
نیز چه خسارت مخصوص در انکار همین مراد اول است و درینجا لطیفه بر مراد ثانی است
که خلاف مراد ماول بخیریت شفاء و رحمة ثابتة است بحکمة خدای حکیم و علیم و نیز هر کس را
که حصول شفاء و رحمة بر مراد اول از قرآن مجید نباشد و نه بر مراد ثانی ظالم است
نعوذ بالله تعالی من امراض القلب اللهم صل وسلم علی محمد نبی الرحمة وعلی آله کما تحبه و
ترضاه و شفعه فینا و ترحمنا به - برین حکایتی است آشنائی با کسی جنونی میداشت
گاهی که مرضش میگرفت حلقۀ انگشت که نشانی او داشته بود بدهن می نهاد بالحال شفاء
می یافت وای بر محرومی از شفاء و رحمة بظلم بی محبتی که مبداء همه ظلام و علة زیادت
خسارت است ای وای چه توان گفت **شعر** هر چه هست از قامت ناساز بی اندام
ماست + ورنه تشریف تو بر بالای کس کوتاه نیست + لاحول ولا قوة الا بالله العلی العظیم
اللهم صل وسلم علی محمد نبی الرحمة وعلی آله کما تحبه و ترضاه و شفعه فینا و ترحمنا به -

ترجمہ سمجھنا چاہیئے کہ لفظ ظالمین چاہتا ہے شفاء و رحمت کو مراد اول پر کہ مشاہدہ جمال ذات و صفات اور بملاحظہ
اعمال ہو محل مقام کی بنا پر - نہ مراد دوم پر کہ آیات شفاء و رحمت ہوں - اور لفظ خسارًا بہی مقتضی شفاء و رحمت
ہے کیونکہ خسارت مخصوص ہے اسی مراد اول کے انکار میں - اور یہان ایک لطیفہ مراد ثانی پر ہے کہ خلاف
مراد ماول ہے شفاء و رحمت ثابتہ کے خیر ہونے کے ساتھ موافق حکمت خدائے حکیم و علیم کے - اور یہ بہی
ہے کہ جس کسی کو کہ شفاء و رحمت کا حاصل ہونا مراد اول پر قرآن مجید سے نہ ہووے نہ مراد دوم پر ظالم ہے خدائے
تعالی ہمیں دل کی بیماریوں سے پناہ میں رکھے - خدایا رحمت و سلامتی بہیج محمد صلعم پر کہ نبی رحمت ہیں اور
اوسکے انوار پر جیسا تو اوسکو دوست رکھتا ہے اور تو راضی ہے اوس سے اور اوسکو شفیع کر ہم میں اور بطفیل اوسکے
ہمپر رحم کر - اسپر ایک حکایت ہے کہ ایک آشنا کسیکے ساتھ کچھ جنون و دیوانگی رکھتا تھا جب کبھی اوسکو
بیماری آلیتی تو اوسکا چہلہ اونگلی کا کہ اوسکے پاس بطور نشانی تھا منہ میں رکھہ لیا کرتا تو فورًا شفا ہو جاتی - افسوس
ہے شفاء و رحمت سے محروم ہو جانے پر بسبب ظلم بی محبتی کے کہ یہی سب ظلموں کا مبدا ہے اور علت
ہے زیادتی نقصان کی - اے افسوس کیا کہا جاسکتا ہے **شعر** ہر چہ ہست از قامت ناساز بی اندام
ماست + ورنہ تشریف تو بر بالائے کس کوتاہ نیست + ترجمہ جو کچھ برائی ہے وہ اسی جسم و قد میں ہے
ورنہ تیرا صلہ تو کسی قد پہ کم نہیں + لاحول ولا قوة الا بالله العلی العظیم - اللہم صل وسلم علی محمد نبی الرحمة
وعلی آلہ کما تحبہ و ترضاہ و شفعہ فینا و ترحمنا بہ

باید دانست یافتن صحبة نبی وقت فرض است وصحبة عبارتست از تاثیر واگر نیافت ابتلای ضروری شریعت نتواند شد اگرچه عارف توحید پروردگار عالم باشد ہمانکہ در جاہلیة است پس براو است یافتن صحبة آنکه یافتش برای انتفاع منافع صحبة پیغمبر لقوله علیه الصلوٰة والسلام من لم یدرک امام زمانه فقد مات کمیتة الجاہلیة - وقوله صلعم الشیخ فی قومه کالنبی فی أمته ومؤید این است علماء أمتی کانبیاء بنی اسرائیل + تشبیه شیخ قوم به نبی أمة در مرکزیة تعین است که منشاء افادت منتزعات خود است بانتزاع تضمنی یا التزامی بقیام حقیقی یا مجازی وہمین است معنی امام از ینجا حقیقت تقلید مقلد بمقلد عنه فکیف الفراغ بینهما واز ینجا است قوله صلعم من لا شیخ له فشیخه الشیطان + ای منشاء افادت منتزعاتش و باید دانست تقلید در لغت قلاده بگردن انداختن است ودر اصطلاح فرمانبری پس لازم قرار است در دائره تبع صاحب مرکز که ماخذ تقلید است پس تقلید حسن حسن است وتقلید قبیح قبیح + + + + +

ترجمہ سمجھنا چاہئے کہ نبی وقت کی صحبت پانا فرض ہے - اور صحبت عبارت ہے تاثر سے اور اگر صحبت نہ پائے تو ضروری شریعت کی ابتلاء آزمایش نہیں ہوسکتی ہے اگرچہ پروردگار عالم کی توحید کا عارف ہووے ویسا ہی ہے کہ جاہلیت مین ہے - پس اوسپر لازم ہے صحبت پانا اوس کیکی جسنے نبی کی صحبت پائی تاکہ پیغمبر کی صحبت کے منافع سے فائدہ اوٹھاوے کیونکہ فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جسنے اپنے وقت کے امام کو نپایا تو یقینی وہ مرا مانند میت زمانہ جاہلیت کے یعنی اوسکی موت مثل موت زمانہ جاہلیت کے ہے - اور فرمایا حضور صلعم نے کہ شیخ اپنی قوم مین مانند نبی کے ہے اپنی امت مین - اور اسی کی تائید مین ہے یہ حدیث کہ میری امت کے علما بنی اسرائیل کے نبیون کی مانند ہین - تشبیہ شیخ قوم کی نبی امت کا تعین مرکز ہونیمین ہے کہ وہ مرکز منشاء افادت ہے اپنے منتزعات کا یعنی جو تعینات اوس سے منتزع مین وہ فائدہ اوسی مرکز سے اوٹھاتی ہین پس یہ تعین شیخ ونبی وقت منشاء ومرکز ہے اون تعینات کا جو اوس سے منتزع ہین تضمنی انتزاع کے سبب یا التزامی انتزاع کے سبب قیام حقیقی یا مجازی کے ساتھ - اور یہی معنی امام کے ہین - یہین سے حقیقت تقلید مقلد کی ہے مقلد عنہ کے ساتھ یعنی تقلید کرنیوالا جسکی تقلید کرے اس تقلید کا منشاء اسی جگہ سے پیدا ہوتا ہے پس اون کے درمیان یعنی مقلد ومقلد عنہ کے کیسے فراغ ہوسکتا ہے مطلب یہ کہ جسکی تقلید کرے اوسمین الگ ہوکر سو فراغ ولی نیازی کیسے ہوسکتی - اور یہین سے یہ قول ہے حضور صلعم کا جسکا کوئی شیخ نہین ہے تو اوسکا شیخ شیطان ہے یعنی اوسکے منتزعات کا منشاء افادت - اور سمجھنا چاہیے لغت مین تقلید کے معنی گردن مین قلادہ یعنی گلوبند یا گردن بند ڈالنا ہے - اور اصطلاح مین حکم کا بجالانا پس صاحب مرکز کی دائرہ تبع مین اس تقلید کے سبب قرار لازم ہے کیونکہ صاحب مرکز ماخذ تقلید ہے کہ تقلید متبع کا اخذ کرنا اوس سے

وتلفیق بہم درآوردن دو چیز است ودر اصطلاح مخالطت ملت ومذہب پس لازم خروج از دائره تبع صاحب مرکز است پس تلفیق مبطل تقلید محکوم بر تفاوت تعین مرکز ش بر الخ بتعلق تقلید مفید معنی دیگر از ان که بتعلق محکوم است وہر دو مقصود تواند شد م است واگر رجوع کند باصل ببطلان تقلید لازم تعارض احکام باطل شد یافتن صحبت وساقط شد ابتلاء ہمانا ہوائی نفس را در پرده شریعت تابع است نه شریعت را قال الله تعالیٰ ومن یشاقق الرسول بعد ما تبین له الہدیٰ ویتبع غیر سبیل المومنین نوله ما تولی ونصله جہنم ط وساءت مصیرا ٥

ترجمہ فرمود خدای تعالیٰ وہر که مخالفت کند رسول را صلعم پس آنکه ظاہر شد برای او ہدایت وپیروی کند غیر راہی را از راہہای مومنین بگردانیم اورا بآن چیز که دوست داشت آنرا ودر سانیم اورا بدوزخ که جاے بد است

ترجمہ اور تلفیق لغت مین دو چیز کا اکٹھا کرنا ہے - اور اصطلاح مین ملت ومذہب کا باہم مخلوط کردینا پس یہ تلفیق صاحب مرکز کے دائرہ تبع سے خروج کو لازم ہے پس تلفیق باطل کرنیوالی ہے تقلید محکوم کو خواہ یہ تقلید تعین مرکز کے تفاوت پر ہو خواہ یہ تقلید محکوم اسی محکوم کے تعین مرکز کے تفاوت کی بنا پر ہو کہ یہ دونون مقصود ہوسکتے ہین یعنی اگر تقلید دو متفاوت مرکزون کے تعین کی بنا پر ہے تو اس تلفیق مین ایک صاحب مرکز کی تبع دوسرے کی دائرہ تبع سے خروج کو لازم ہے تو یہ خروج لازم اوس قرار لازم کا جو صاحب مرکز کے دائرہ تبع مین تقلید کیلئے لازم ہے بطلان کریگا پس تقلید محکوم کا مبطل ہوگا - اسیطرح اگر تقلید ہے دو متفاوت محکومون کی کہ یے دونون محکوم ہین دو متفاوت تعین مرکز کے تو اس تلفیق مین ہر ایک محکوم صاحب مرکز متعین کی تبع وتقلید بسبب تقلید محکوم کے جو صاحب مرکز کی دائرہ تبع مین قرار کو لازمی ہے تقلید محکومیت متفاوت مراکز کے سبب خروج کو لازم کریگی اور لزوم خروج مبطل تقلید محکومیت طرفین ہے پس تلفیق تقلید محکوم کی مبطل ہے - اور اگر تلفیق اصل کی طرف رجوع کرتی ہے تو بسبب بطلان تقلید کے کہ احکام کی تعارض کو لازمی ہے صحبت کا پانا باطل ہوگیا اور ابتلا وساقط ہوگی - گویا شریعت کی پردہ مین ہوائی نفس کا تابع ہے نہ شریعت کا - فرمایا خدا تعالیٰ نے سورۂ نساء کی رکوع سترہ مین ومن یشاقق الرسول بعد ما تبین له الہدیٰ ویتبع غیر سبیل المومنین نوله ما تولی ونصله جہنم ط وساءت مصیرا ٥ یعنی اور جو کوئی رسول صلعم کی مخالفت کریگا بعد اس بات کی کہ اوس کے لئے ہدایت ظاہر ہوگئی - اور پیروی کریگا مومنین کے راستون مین سے کسی غیر راستہ کی پھیر دینگے ہم اوسکو اوسی چیز کیطرف کہ اوسنے اوسکو دوست رکھا اور اوسکو ہم دوزخ مین پہونچادینگے بری جگہ ہے

باید دانست الف ولام تعریف یا عہد ذہنی بر لفظ رسول است بنا بر خصوص محل و بمقتضائے
صحۃ عموم واقع از سوئی عموم لفظ الف ولام استغراق ہم میتواند شد با شمول خصوص و
بر مومنین الف ولام تعریف یا عہد ذہنی است یا اعجاز پیشین گوئی کہ بر مذہب چہار
مفید تعیین باشارت مرتبہ اقل جمع کثرت تا چہار کہ در شہادت بر نفس خود بر غیر خود
و در جماعۃ جمعہ و در قول عوام محتاط و معتبر است **ش** باید دانست گفتند کہ جمع قلت
و جمع کثرت در جانب کثرت متفاوت است نہ در جانب قلت پس مرتبۂ اقل جمع کہ سہ است
در ہر دو معتبر است انتہیٰ و تواند شد کہ مرتبۂ اقل جمع کثرت چہار باشد چنانکہ در جانب
کثرت متفاوت است در جانب قلت نیز نظر کنی بر قول اللہ سبحانہ اربع شہادات باللہ
الآیہ و فاستشہدوا علیہن اربعۃ منکم الآیہ و بر قول فقہا بعض قرار جماعۃ در نماز بیک امام و دو مقتدی
گفتند و بعض بیک امام و سہ مقتدی پس قول اول بر بنائے مرتبۂ اقل جمع قلت است و ثانی
بر بنائے مرتبۂ اقل جمع کثرت کہ در نماز جمعہ محتاط و معتبر است و بر قول عوام کہ میگویند کہ انچہ چہار کس بگویند

ترجمہ سمجھنا چاہئے کہ لفظ رسول پر بسبب خصوص محل الف ولام تعریف یا عہد ذہنی ہے - اور صحت عموم کے مقتضی سے جو عموم لفظ کے سبب
واقع ہے الف ولام استغراق بھی ہو سکتا ہے مع شمول خصوص کے - اور لفظ مومنین پر الف ولام تعریف یا عہد ذہنی ہے
کہ اسمین اعجاز پیشین گوئی ہو رہا ہے اسطرح کہ چارون مذہبون پر کہ مرتبۂ اقل جمع کثرت کی اشارت سے چہار تک کی تعیین کو
مفید ہو کر یہ پیشین گوئی مذاہب اربعہ کیلئے اسی تعیین محدودہ کے ساتھ اسطرح منطبق ہو گئی ہے جیسا کہ یہی تعیین شہادت
مین اپنی نفس پر اور اپنی غیر پر اور جماعت جمعہ مین اور قول عوام مین محتاط و معتبر ہے - سمجھنا چاہئے کہ یہ جو کہا ہے
کہ جمع قلت اور جمع کثرت کہ جانب کثرت مین جمع متفاوت ہے نہ جانب قلت مین پس اقل جمع کا مرتبہ کہ تین ہین
ہر دو جمع مین معتبر ہے انتہی اور ہو سکتا ہے کہ اقل جمع کثرت کا مرتبہ چہار ہووین جیسا کہ جمع جانب کثرت مین متفاوت ہے
جانب قلت مین بھی ہو - اگر تو غور کریگا اس قول خدائے سبحانہ پر کہ سورۂ نور کے اول رکوع مین ہے اربع شہادات باللہ
یعنی چہار بار اللہ کو گواہ کرنا ہے آخر تک اور اسپر فاستشہدوا علیہن اربعۃ منکم الایہ -
کہ سورہ نساء کے رکوع تین مین ہے یعنی پس گواہ طلب کرو اونپر چہار کس تم مین سے آخر تک - اور اگر تو نظر کریگا
قول فقہاء پر کہ بعض نے قرار جماعت کا نماز مین ایک امام اور دو مقتدی کیساتھ کہدیا - اور بعض نے
ایک امام اور تین مقتدی کے ساتھ جماعت کا قرار دیا تھا - تو معلوم کرلے گا کہ پہلا قول جمع قلت
کے اقل مرتبہ کی بنا پر ہے - اور دوسرا جمع کثرت کے اقل مرتبہ کی بنا پر جو نماز جمعہ مین محتاط و
معتبر ہے - اور یہی قول عوام کے قول کی بنا پر ہے کہ کہا کرتے ہین کہ جو چہار آدمی کہدینگے -

م الطباق پزیرفتہ نہ الف ولام استغراق بنا بر آنکہ صحۃ عموم واقع مستلزم مشاقۃ است
و منافی تعیین و بعد ما تبین لہ الہدیٰ شرط صحۃ مشاقۃ و تلفیق است **ش** ای بی تبین
ہدایت مشاقۃ و تلفیق صورت نہ بندد **م** و لفظ یشاقق الرسول دال ست بر مخالفت مرکز
اصلی و یتبع غیر سبیل المومنین عطف تفسیر باتحاد فی العوارض از مشاقۃ است مع مغایرۃ
من وجہ بتعیین مراکز تابع مغائر ہمہ گر من وجہ ماخذ تلفیق کہ مستفاد است بدلالۃ اقتضائے
جنسیۃ سبیل بمقابلہ جمع **ش** باضافۃ سبیل بسوئی مومنین **م** مر افراد را چنانکہ واحد
بمقابلۂ واحد از مرتبۂ اقل جمع کثرت تا چہار الطباق پزیرد - کہ بمقتضائے الف ولام تعریف
یا عہد ذہنی درینمحل بنا بر ارتفاع لزوم مشاقۃ است ورنہ **ش** ای اگر نباشد عطف
تفسیر از مشاقۃ باتحاد فی العوارض مع مغایرت من وجہ بتعیین مراکز تابع مغائر ہمہ گر من وجہ
م بمغائرت من کل الوجوہ بجواز تردید مفہوم شرط متعارض و حکم جزا متخالف مسلّم است
و ملتی دیگر ثابت و باتحاد من کل الوجوہ کہ مستفاد است بدلالۃ سبیل بمعنی واحد مفید نتیجۂ اجماع

ترجمہ نہ لفظ مومنین پر الف ولام استغراق کا ہے کیونکہ عموم جو واقع ہے اوسکی صحت مشاقت یعنی مخالفت کی مستلزم ہے اور تعیین
کی منافی - اور بعد ما تبین لہ الہدیٰ یعنی بعد اوس چیز کے کہ اون کیلئے ہدایت ظاہر ہوگئی - یہی ظہور ہدایت
شرط ہے صحت مخالفت و تلفیق کی یعنی مشاقت اور تلفیق بغیر ظاہر ہونے ہدایت کے نہین حاصل ہو سکتی - اور لفظ یشاقق
الرسول - مرکز اصلی کی مخالفت پر دلالت کر رہا ہے - اور یتبع غیر سبیل المومنین - یعنی مومنین کے راستون کے
علاوہ کسی اور راستہ کی پیروی کرنا - یہ جملہ عطف تفسیری ہے مشاقت کا بسبب اتحاد کے عوارض مین مع مغایرت من وجہ کے
کہ مغایرت تابع مرکزون کی تعیین کے سبب ہے جو آپسمین من وجہ مغایر ہین - اور یہی مغایرت من وجہ تلفیق کا ماخذ یعنی اوسکا محل
اخذ ہے جو مستفاد ہے لفظ سبیل کے تقاضائے جنسیت کی دلالت سے لفظ جمع مومنین کی مقابلہ مین خاص افراد کیلئے
بسبب اضافت لفظ سبیل کے کہ مومنین کی طرف ہے - جیسا کہ واحد مقابلہ واحد مین مرتبہ اقل سے جمع کثرت کی چہار تک
انطباق پا جاتا ہے یعنی منطبق ہو جاتا ہے - کیونکہ الف ولام تعریف یا عہد ذہنی کا جو مومنین پر ہے اسی انطباق اربعہ کی اس محل مین
خواہش کر رہا ہے لزوم مشاقت کے مرتفع ہو جانیکے سبب - نہین تو یعنی اگر جملہ یتبع غیر سبیل المومنین
مشاقت کا عطف تفسیر نہو گا عوارض مین اتحاد کے سبب مع مغایرت من وجہ کے تابع مرکزون کی تعین مین
جو آپسمین مغایر من وجہ ہون - تو پھر ہر وجہ کی مغایرت کے سبب تردید کے جائز ہونیسے شرط مفہوم متعارض
ہو گا جملہ مذکور کے اور حکم جزا کا تسلیم کردہ کے جو مسلّم ہے متخالف ہو گا - اور ایک ملت دوسرے ثابت ہو جائیگی
اور در صورت اتحاد ہر وجہ کے جو مستفاد ہے لفظ سبیل کی دلالت سے معنی واحد مین کہ مفید نتیجہ اجماع کو ہے -

وباضافتش باغیر منتج اندراجش بمشاققة بارسول عطف مهمل است ومتحد من بعض الوجه ش ای غیر مجمع علیه ہمچو مسائل خلافی م باطل وبمشاققة شامل وچنان نیست ش که مسائل خلافی باطل وبمشاققة شامل گردد م بخلاف مغایرت من وجه بتعین مراکز که مقصود ومصحح عطف ومتحد من بعض الوجه است باید دانست مخالطت اتباع مراکز اصلیه مشاقة آرد ومراکز تابع متحد المنشاء ش عطف است بر مراکز اصلیه م تلفیق ش آرد م وہما با مخالطت در مرکز واحد نتوانند شد مگر در مرکزین پس مستلزم مخالفت یک بدیگر است بلزوم خروج غیر متعارض از ہر مرکز ش ای نه مستلزم موافقت م موافقت یک بدیگر باتباع دخول متعارض در ہر مرکز پس مخالطت باتباع مراکز خروج لازم است ومخالفت باتباع مراکز خروج ملتزم ش تفاوت لازم وملتزم بجد است وبس م پس ازین که ہمه قبح مشاقة بارسول واتباع غیر سبیل المومنین باشارت تحقیق جزاء الشرط وحسن موافقت بارسول واتباع سبیل المومنین در خلاف شرط وجزاء ثابت است وازانجا که برای صحة اضافة در منکر تخصیصے لابد است که ناشی ازہمین اضافة است چنانکه بروش تا استقامة معنی ضروری است ش

ترجمہ اور نسبت اضافت اسی لفظ سبیل کے لفظ غیر کے ساتھہ کہ منتج ہے اوسکے اندراج کی مشاقت مین رسول کیساتھہ کیونکہ غیر سبیل مومنین وہی ہے جو رسول کی مشاقت مین مندرج ہے ان سببون سے تو یہین عطف مہمل ہے - اور متحد بعض وجہ سے یعنی یہ کہ غیر مجمع علیہ ہو مانند خلافی مسائل کے یہ باطل ہو اور مشاقت مین شامل ہو حالانکہ ایسا نہین ہے کہ مسائل خلافی باطل ہون اور مخالفت مین شامل ہون کہ - بخلاف مغایرت من وجہ کے جو تعین مراکز مین ہے کہ یہی مقصود ہے اور مصحح ہے عطف کا اور متحد بعض وجہ کا یعنی مغایر ہونا من وجہ بتعین مراکز کا یہی مقصود ہے اور عطف کو یہی صحیح کرتا ہے اور یہی متحد بعض وجہ کی بھی صحت کرتا ہے - سمجھنا چاہئے کہ مخالطت اتباع مراکز اصلیہ کی مشاقت پیدا کرتی ہے - اور مخالطت اتباع مرکز تابع متحد المنشاء کی تلفیق لاتی ہے - اور یہی وجہ ہے کہ مخالطت ایک مرکز مین نہین ہوسکتی ہے مگر دو مرکزون مین - پس یہی مخالطت ایک کی دوسری کیساتھہ مخالفت کی مستلزم ہے بسبب لزوم خروج غیر متعارض کے ہر مرکز سے - نہ یہ مخالطت ایک کی دوسری کیساتھہ موافقت کی مستلزم ہے کہ توافق ایک کا دوسری کے ساتھہ ہو بسبب اتباع دخول متعارض کی ہر مرکز مین - پس مخالطت اتباع مراکز مین خروج لازمی ہے اور مخالفت اتباع مراکز مین خروج ملتزم ہے - لازم والتزام کا تفاوت باعتبار خاصیت باب افتعال کی جد یعنی کوشش لزوم سے ہی معلوم ہوجاتا ہے - اور یہی خاصیت اندونون مین فرق کرنیکو کافی ہے پس اس آیت کریمہ سے برائی رسول کے ساتھہ مخالفت کی اور مومنین کے راستون کے علاوہ کسی راستہ کے پیرو ہونیکی جسکی طرف متحقق ہونا جزا کا شرط کیساتھہ اشارہ کر رہا ہے - اور خوبی رسول کے ساتھہ موافقت کی اور مومنین کے راستون کی پیرو ہونیکی کہ شرط وجزا کی خلاف مین ہے ثابت ہے - اور چونکہ صحت اضافت کیلئے اسم منکر مین کوئی تخصیص جس سے چارہ نہین ہے اسلئے کہ یہ تخصیص اسی اضافت سے ناشی ہے - ایسی تخصیص کہ منکر کو استقامت معنی تک پہنچادے ضروری ہے -

چه اضافة در منکرات غیر مخصصه مهمل المعنی است م ازاشارت تخصیصی که باضافة بین سبیل المومنین منتج افراد است حقیقة ومغایرت مراکز تابعه ش سلف م موصله ش خلف وسلف م مومنین یعنی مذاہب اربعه مرتبه اقل جمع کثرت که معتبر بسواد اعظم است ش سواد اعظم عبارت است ازوجود باجود حضرت محمد رسول الله تعالی صلعم چنانکه در ذکر حاضری در دمندے باستان رحمة نشان حضرت حبیب الله معین الدین حسن چشتی اجمیری رحمة الله تعالی علیه مذکور است ای محمدیة درین چهار است یعنی مذہب حنفی ومالکی وشافعی وحنبلی رضوان الله تعالی علیہم اجمعین وفضیلت این چهار مذہب وسلاسل متضمنه آنہا وفضل صاحب مذہب وسلسله وکیفیة اجماع بر حقیقة اینہمه در قرون که باطل نتواند شد بل منکرش خود باطل است بر ماہر کتب اہل سنت وجماعت مخفی نخواہد بود م وسلاسل پیران طریقت رضوان الله تعالی علیہم در احتیاج مرکز اصلی واتباع یکی ازینہا بر اقتضائی خلاف شرط واضح است کما ہو المشہور سلفا باجماعہم تصدیقا لما بین ایدیہم ش درین عبارت مختصر از کما ہو تا ایدیہم بحثی طویل بدعوی متضمن دلالة بر اثبات مقصود است به بینید تا کجا رسید

ترجمہ اس سبب سے کہ منکرات غیر مخصصہ مین اضافت مہمل المعنی ہے - اس اشارت تخصیص منکر سے جو بسبب اضافت درمیان سبیل المومنین منتج افراد ہی حقیقت اور مغایرت اون مراکز تابعہ سلف مومنین کی کہ وہ خلف کو سلف سے پیوست کرنیوالے ہین یعنی چارون مذاہب کی حقیقت ومغایرت کہ اقل مرتبہ جمع کثرت کا ہی باعتبار عدد چار کہ مرتبہ اقل جمع کثرت ہی کہ یہ مرتبہ سواد اعظم سے تعبیر کیا جاتا ہے - اور حقیقت سلسلون پیران طریقت رضوان اللہ تعالی علیہم کی محتاج ہونین اصلی مرکز کے اور پیرو ہونین انمین سے کسی ایک کی ساتھہ خلاف شرط کے اقتضا یعنی خواہش کرنے پر واضح ہے - معلوم ہوا کہ سواد اعظم عبارت ہے حضرت محمد رسول خدای تعالی صلعم کے وجود سے جیسا کہ ایک دردمند کی حضرت حبیب اللہ معین الدین چشتی اجمیری رحمة اللہ علیہ کے استانہ رحمت نشان پر حاضری کے ذکر مین مذکور ہے - یعنی یہ کہ محمدیت انہین چار مین ہے یعنی مذہب حنفی اور مالکی اور شافعی اور حنبلی رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین مین - اور ان چارون مذہبون اور اون کی متضمن سلسلون کی فضیلت اور صاحب مذہب اور سلسلہ کا فضل وبزرگی - اور ان سبکی حقیقت پر قرون سابقہ ولاحقہ مین اجماع کی کیفیت جو باطل نہین ہوسکتی ہے بلکہ اوسکا منکر خود باطل ہے اوس شخص پر جو اہل سنت وجماعت کی کتابون پر ماہر ہے پوشیدہ نرہے گی کما ہو المشہور سلفا باجماعہم تصدیقا لما بین ایدیہم یعنی جیسا کہ وہ مشہور ہی ازروے سلف کی اجماع سے بسبب تصدیق یعنی قبول کر لینے کے اوس چیز کو جو اُن کے سامنے اور اون کے ہاتھون مین ہے - اس مختصر عبارت مین جو کما ہو سے ایدیہم تک ہے ایک بحث طویل ہے ایسے دعوی کے ساتھہ جو متضمن دلالت ہے مقصود کے اثبات پر - چاہیے کہ دیکھے کہ کہانتک دیکھتا ہے

در پس شن رد او گردانیده شود تا آنکه مفہوم جملہ مہمل گردد و حال این است کہ مہمل نتواند شد و نیز فرمود سبحانہ ومن یبتغ غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منہ ج وہو فی الآخرۃ من الخاسرین **ترجمہ** و ہر کہ اختیار کند بہ پسندیدگی غیر اسلام را از روئی دین پس ہرگز قبول نکردہ شود آن دین از دو آن در آخرت از خاسران است + معنی خسارت بمقابلۂ نفع است باید دانست کہ اسلام دین محمدی صلعم چنانکہ در سورۂ حج است ہو سمٰکم المسلمین ○ پس غیر اسلام غیر دین اہل سنت وجماعۃ محمدی است بدلیل آنکہ بعد اقرار شہادتین دلیلی بر تخصیص وتحقیق اسلام ما ورائی دلائل نقلی اجماع است پس اجماع بر تعیین دین اسلام خرد ہمین چہار فرقہ حنفی ومالکی وشافعی وحنبلی وسلاسل متضمنۂ اینہا از یک بدیگر بہ تصدیق مابین یدیہم یافتہ نشود و اجماع از دلائل قطعیہ است کما ہو المقرر پس ہر کہ خلاف اجماع شد از تخصیص وتحقیق قطعی اسلام مجمع علیہ بیرون شد بخلاف فرق دیگر کہ اجماع بر کفر ہر فرقہ بتکذیب مابین ایدیہم از یک بدیگر است پس تخصیص وتحقیق دین اسلام نباشد مگر در ہمین چہار و سلاسل متضمنۂ آنہا د بنا بر استدراک سبیل المومنین فرمود تعالیٰ شانہ فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون ○

ترجمہ پس اوسکا ردادی رد کرنیوالے پر پہیر دیا جائیگا یہانتک کے مفہوم جملہ مہمل ہوجاوے اور حال یہ ہی کہ مہمل نہین ہوسکتا ہی اور اور بہی فرمایا ہے حق سبحانہ نے سورۂ آل عمران کی رکوع نو مین ومن یبتغ غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منہ ج وہو فی الآخرۃ من الخاسرین یعنی اور جو کوئی غیر اسلام کو دین سمجھکر پسندیدگی سے اختیار کریگا پس ہرگز نہ قبول کیا جائیگا وہ دین اوس سے اور وہ آخرت مین خسارہ یعنی ٹوٹے والو مین ہی - خسارت کی معنی نفع کے مقابلہ مین ہین - سمجہنا چاہئے کہ اسلام ... دین محمدی صلعم ہے جیسا کہ سورۂ حج کی آخر رکوع مین ہی ہو سمٰکم المسلمین - یعنی اوسنے تمہارا نام مسلمین رکہا - پس غیر اسلام غیر ہے اوس دین کا جو اہل سنت وجماعت محمدی کا دین ہی - اس دلیل سے کہ بعد اقرار شہادتین کی تخصیص وتحقیق اسلام پر سوائی دلائل نقلی کے ایک دلیل اجماع ہی - پس دین اسلام کی تعیین پر اجماع بجز ان چار فرقون کی نہین پایا جاتا ہی کہ حنفی ومالکی وشافعی وحنبلی ہین اور جو سلاسل کہ انہین سے متضمن ہین کہ یہ سب ایک ہی دوسرے سے تصدیق مابین ایدیہم مین ہین یعنی وے سبہی اوسی کو ماننے اور قبول کرنیوالے ہین جو انکی روبرو پایا تہو نہین ہی کہ اونکے آپس کی تصدیق اور قبولیت ہی اون کی اجماع پر شہادت ایک دوسرے کی ہو رہی ہی اور یہی انکے مخصوص حقیقت پر ہونیکی بہت بڑی اور قطعی دلیل ہی اور اجماع دلائل قطعیہ سے ہی جیسا کہ وہ ٹہر چکا پس جو کوئی اجماع کی خلاف ہوا اسلام کی تخصیص وتحقیق قطعی مجمع علیہ سے باہر ہوا - بخلاف دوسرے فرقون کی کہ جماعت ہر فرقہ کی کفر پر بسبب تکذیب مابین ایدیہم کی ایک سی دوسرے پر ہو رہا ہی پس تخصیص وتحقیق دین اسلام نہو گی مگر انہین چار اور اون کی متضمن سلاسل مین اور راہ مومنین کے استدراک یعنی طلب دریافت کیلئے فرمایا حق تعالیٰ شانہ نے سورۂ نحل کی پنجم رکوع مین فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون -

ترجمہ پرسید از اہل ذکر اگر ہستید کہ نمی دانید + باید دانست ذکر آنست کہ بمذکور رہبر ساند ہمانا دال است بر مدلول پس اہل ذکر آنند کہ میدارند دلائل عقلی موافق دلائل قولی وفعلی وحالی بر مدلول ولیکن بہترین دلائل دلالۃ حالیست کہ خاصۂ خاصان است پس فعلی پس قولی پس بتقدیم جہل بر علم ممکن از احتیاج اہل ذکر چارہ نباشد پس تقلید امری بدیہی از عادت خلق است کہ انکارش نتواند شد زین پس باید دانست اگر تنازعی شود در امری از اولوا الامر بہتر آنست کہ بگردانند آنرا بسوئے خدائی عز وجل و رسول مقبول او تعالیٰ صلعم تا چنیں باید بقولہ تعالیٰ فان تنازعتم فی شیءٍ فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الآخر ط ذلک خیر واحسن تاویلاً ○

باید دانست تنازعی کہ با غیر اولی الامر است مفصل در ضمن اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم - است پس این تنازع با اولی الامر است نہ با غیر وتنازع با رسول صلعم نتواند شد از انکہ آمر و ناہی است اصلاً وہم ردوہ الی الرسول - مانع تنازع بر رسول است صلعم ولفظ رسول بمعنی صریح است با مکان رد سوئی رسول پس تاویل روا نباشد -

ترجمہ یعنی اگر تمہین نہین معلوم ہے راہ مومنین تو تم اہل ذکر سے پوچھو اور دریافت کرو سمجہنا چاہی کہ ذکر وہ ہے جو مذکور کو پہونچادیوے یہی دال ہی مدلول پر - پس اہل ذکر وہ لوگ ہین جو مدلول پر عقلی دلیلین قولی وفعلی وحالی دلیلوں کے موافق رکہتے ہین ولیکن دلیلوں مین سب سے بہتر حالی دلالت ہی جو خاصوں کا خاصہ ہی پہر فعلی پہر قولی - پس علم ممکن پر تقدیم جہل کے سبب اہل ذکر کی احتیاج سی چارہ نہوگا - پس تقلید ایک بدیہی امر ہی عادت خلق سی جسکا انکار نہیں ہوسکتا - اسکے بعد سمجہنا چاہیے اگر اولوا الامر سی کسی امر مین کوئی تنازع یعنی نزاع باہمی ہو جاوے بہتر ہے اسکو خدائے عز وجل اور اسکے رسول مقبول صلعم کیطرف پہیر دیو تاکہ کیا فرماوے بسبب فرمانے خدائے تعالیٰ کے کہ سورۂ نساء کے رکوع ہشتم مین ہے فان تنازعتم فی شیءٍ فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الآخر ط ذلک خیر واحسن تاویلاً ○ یعنی پہر اگر تم مین باہم کسی چیز یا کسی بات مین نزاع یعنی جہگڑا پڑجاوے تو پہیر دو اوسکو اللہ اور رسول کیطرف یعنی اونہین کیطرف رجوع کرجاؤ اگر تمکو خدا کا اور روز جزا کا یقین ہی یہ اچھی بات ہی اور تاویل کی راہ سے بہت خوب ہے یعنی اسکا انجام - سمجہنا چاہیے کہ جو تنازع کہ غیر اولی الامر کے ساتھ ہی وہ ضمن واطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول واولی الامر منکم مین مفصل ہی یعنی اس کریمہ مین اوسکی تفصیل ہوچکی ہی پس یہ تنازع اولوا الامر سے ہی نہ غیر کیساتھ اور رسول صلعم کیساتھ تنازع نہین ہوسکتا اس سبب سے کہ آپ بطور اصل امر و ناہی ہین اور ردوہ الی الرسول ہی یعنی رسول کی طرف پہیر دینے کا حکم ہی رسول صلعم سی تنازع کا مانع ہی - اور لفظ رسول معنی صریح مین ہی رسول کی طرف امکان رد یعنی پہیر دینے کے سبب پس تاویل روا نہوگی - اور تنازع نہین ہوتا ہی مگر اوس چیز مین کہ کتاب وسنت مین صراحتاً نہ پائی جاتی ہو -

وتنازع نشود مگر درانچه نیافته شود در کتاب وسنت صراحتًا ومتنازع فیه مرجوع الیه نتواند شد
وازین مدعا استدلال است به تحقیق معنی این کریمه وازین کریمه دلیلی به بقائی حیات وشعور
بل جمله صفات ذاتیه رسول الله تعالی صلعم بعالم برزخ کما قال صلعم علمی بعد وفاتی کعلمی فی
حیاتی + وبرین قیاس جمله صفات ذاتیه ودوام رجوع بآنحضرت صلعم در امور متنازعه ووجوب
عمل موافق حکم عالم برزخ پیدا است ورنه ردّوه الی الرسول وذلک خیرٌ واحسن تاویلًا لا معنی لہ است
وبرانیکه اطاعة اولوا الامر درحکم خدائے عزوجل ورسول مقبول او تعالی است صلعم نه در
غیر آن چنانکه توقف حضرت زید ابن ثابت دراجتماع قرآن مجید بامر حضرت صدیق اکبر
وفاروق اعظم رضی الله تعالی عنهم تاآنکه کشاد الله تعالی سینهٔ او را بآنکه
کشاد سینهٔ صدیق اکبر وفاروق اعظم را بآن یعنی
خیریت اجتماع قرآن مجید المذکور
فی المشکوٰۃ

ترجمہ اور متنازع اور متنازع فیہ یعنی جھگڑنیوالا اور جسمین جھگڑا کرتا ہی یہ دونوں مرجوع الیہ نہین ہو سکتے
یعنی انکی طرف رجوع نہین کیا جاسکتا - اور اسی مدعا سے استدلال ہے تحقیق معنی مین اس کریمہ کی - اور اس کریمہ سے
حضور صلعم کے عالم برزخ مین حیات اور شعور بلکہ جملہ صفات ذاتیہ کے باقی رہنے پر ایک دلیل ظاہر ہے جیسا کہ خود
حضور صلعم نے فرمایا کہ میرا علم میری وفات کے بعد مانند میرے اوس علم کے ہی جو میری حیات مین ہی - اور اسی قیاس پر
تمام صفات ذاتیہ اور دوام پر رجوع آنحضرت صلعم کیطرف امور متنازعہ اور غیر متنازعہ مین اور عمل کے واجب
ہونےمین موافق حکم عالم برزخ کے ظاہر ہے - ورنہ ردوہ الی الرسول وذلک خیرٌ واحسن تاویلا یعنی اوسکو
رسول کی طرف پھیر دو اور یہ بھلا ہی اور انجام بہت خوب ہے لا معنی لہ ہے یعنی اسکے کچھ معنی نہون گے - اور
اسی کریمہ سے اس مدعا پر ایک دلیل ظاہر ہے کہ اولوالامر کی اطاعت خدائے عزوجل اور اسکے رسول مقبول
کے حکم مین ہے نہ اوسکے غیر مین - جیسا کہ توقف حضرت زید ابن ثابت رضی کا قرآن مجید کے جمع کرنیمین
حضرت فاروق اعظم رض کے حکم سے رضی الله تعالی عنہم - یہانتک کہ خدائے تعالی نے اون کے سینہ کو
کھولدیا اوسی کی نسبت کہ کھولا تھا سینہ صدیق اکبر رض اور فاروق اعظم کو اوس
سے یعنی قرآن مجید کے جمع ہونیکی خیریت یا بہتری کی بابت جو مشکوٰۃ
مین مذکور ہے -

والبته تنازع در ردّ معامله را هر کس نه سزد تا تواند پرہیز د وهر که سزد فائده ردّ برائے
او است نه برائے غیر بترسد از خداوند ذوالجلال والاکرام که فرمود فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا
مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ۝

ترجمه چه حال باشد وقتی که خواهیم آورد از هر گروهی گواه ایشان یعنی پیغمبر آن گروه وخواهیم
آورد ترا برین گروه گواه حال اینان پس از ان همه این است که گواهی خواهد داد برانکار منکر تقلید
خود ش صلعم العیاذ بالله تعالی منه - اللّٰهم صلّ وسلّم علی محمد نبی الرحمة وعلی جماله کما تحبه وترضاه و
وشفعه فینا وترحمنا به -

ترجمہ اور البتہ تنازع اور رد معاملہ کے لئے ہر کوئی لایق نہین ہوتا ہے جبتک ہو سکے پرہیز کرے - اور جو شخص
لایق ہووے تو فائدہ رد اوسی کے لئے ہے نہ غیر کے لئے - چاہیئے کہ خداوند ذوالجلال والاکرام سے ڈرے
کہ فرمایا اوسنے سورہ نسا درکوع چھ مین فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ
عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا یعنی کیا حال ہوگا اوسوقت کہ ہم لاوینگے ہر گروہ سے اونکا گواہ یعنی پیغمبر اوس گروہ
کا اونکا گواہ - اور لاوینگے ہم تجھکو ان سب گروہ پر ان کے حال کا گواہ - پس اون سب مین سے ایک
یہہ ہے کہ خود حضور صلعم اپنے خود کی تقلید کے انکار پر گواہی دینگے - خدا اسکے تعالی اس سے
پناہ مین رکھے - اللّٰهم صلّ وسلم علی محمد نبی الرحمة وعلی جماله کما تحبه وترضاه وشفعه فینا وترحمنا به -

ذکر کیفیة وجود اول و ظہور آخر آنحضرت صلعم و فضل بعض انبیاء بر بعض و دیگر مطالب

بسم الله الرحمن الرحیم

نحمد الله و نستعینه و نصلی علی رسوله محمد و نستشفعه علی آله و اصحابه و اتباعه اجمعین
باید دانست چو آفرینش بمقصود معرفت خواستند بمقتضائے حصول شبہ از وجود خارجی
تعینات خمسہ مبارکہ یعنی مرتبۂ ذات کہ مستجمع جمیع اعتبارات است اوّلاً و اصلاً و صفات
حقیقیہ کہ تحدد و ذات بر آنست و انتزاع و صحت و تخصیص فعل از ان ثانیاً و شانیہ کہ تحدد
ذات بر آن نیست و تقدم و تاخر وجود از حقیقیہ بآن نہ پس در استقرار خود در برابر حقیقیہ
است ثالثاً و تنزیہ کہ منتزع است از تنزہات ذات و صفات و صفاً للموجود لا احتیاجاً
للوجود پس در استقرار خود در برابر ذات است باستجماع رابعاً و فعلیہ کہ منتزع است از حقیقیہ احتیاجاً للوجود
پس در استقرار برابر نشود با حقیقیہ و شانیہ و ذات و مؤثر عالم اثر خامساً ہمہ باعتبار زیادت بر ذات و جود ہر معین جامع مانع ضروری

ذکر بیان میں وجود اول اور ظہور آخر آنحضرت صلعم کی اور فضیلت میں بعض نبیوں کے بعض پر مع اور مطالب کے

بسم الله الرحمن الرحیم

نحمد الله و نستعینه و نصلی علی رسوله محمد و نستشفعه علی آله و اصحابه و اتباعه اجمعین -
سمجھنا چاہیے کہ جب کاتبان قضا و قدر نے معرفت کے مقصود پر آفرینش چاہی تو بمقتضائے حصول شبیہ یعنی شبہ حاصل ہونے کی غرض و تقاضے
تعینات خمسہ مبارکہ سے یعنی ان پانچ تعینات سے جو مبارک ہیں وجود ہر معین کا - جامع اور مانع ضروری ظاہر ہوا - جامع - اتصاف
عام کے سبب - اور مانع تعین خاص کی بنا پر - کیونکہ ہر معین کو ذات کی طرف قیام کیلئے محتاج ہونے اور ذات کی خاص ان
سبکو اپنے میں اکٹھا کر لینے کے سبب اس جمع و منع سے چارہ نہیں ہے - اور وہ تعینات خمسہ مبارکہ یہ ہیں یعنی اول در اصل ہونیکی بناپر
پہلا تعین مرتبۂ ذات ہے جو تمام اعتبارات کو اپنے میں اکٹھا کئے ہوئے ہے - اور دوسرا تعین مرتبۂ صفات حقیقیہ ہے جن پر ذات کا
تحدد یعنی حد ہونا یا منحصر ہونا ہے - اور انسے فعل کا انتزاع یعنی حاصل ہونا پایا نکلتا ہے - اور فعل کی صحت اور فعل کی تخصیص انسے ہے
اور تیسرا تعین مرتبۂ صفات شانیہ ہے جن پر نہ تحدد ذات ہے - اور نہ صفات حقیقیہ سے انکا وجود میں مقدم و مؤخر ہونا ہے
پس اپنی استقرار یعنی ٹھہراؤ میں برابر حقیقیہ کے ہیں - اور چوتھا تعین مرتبۂ صفات تنزیہیہ ہے جو تنزہات ذات و صفات کی
منتزع یعنی حاصل ہے موجود کی وصف ہونیکی غرض کر ان پاکیزگیوں کی ساتھ - نہ اپنی وجود کیلئے احتیاج کی غرض سے - پس مرتبۂ
صفات تنزیہیہ اپنی استقرار میں ذات کی برابر میں باعتبار استجماع کی ہر معین کے ساتھ جمع ہونیمیں - اور پانچواں تعین مرتبۂ صفات
فعلیہ ہے جو اپنی وجود کیلئے احتیاج کی ضرورت کی سبب صفات حقیقیہ کی منتزع ہے پس اپنی استقرار میں حقیقیہ اور شانیہ اور ذات کے
ساتھ برابر نہیں ہوتا ہے - اور یہی عالم اثر کا مؤثر ہے یعنی اثر کرنیوالا ہے -

ش جامع بنا بر اتصاف عام و مانع بنا بر تعین خاص کہ ہر معین را از ین جمع و منع چارہ نیست
بنا بر احتیاج قیام بسوئے ذات و استجماع ذات مر ہمہ را ظاہر شد و بحکم آنکہ ظہور تعینات وجودے
علمی را بطرف حدوث تقدم تعلق بصفت فعلیہ کہ تعین آخر است بنا بر تاثیر ضروریست تعین آخر ظاہر اول
شود و تعین اول ظاہر آخر ضرورتاً للترتیب فی الوجود و الاحتیاج فی الظہور پس مرتبۂ صفت فعلیہ را کہ منشاء تعین
حضرت آدم عم است ظہور اول ہمین واسطہ شد و ہمچنین مرتبۂ صفات حقیقیہ را کہ منشاء تعین حضرت ابراہیم
عم است ظہور ثانی ہمین واسطہ شد و ہمچنین مرتبۂ شانیہ را کہ منشاء تعین حضرت موسیٰ عم است ظہور ثالث
ہمین واسطہ شد در برابر صفات حقیقیہ و ہمچنین مرتبۂ تنزیہ را کہ منشاء تعین حضرت عیسیٰ عم است ظہور رابع
ہمین واسطہ شد در برابر ذات و ہمچنین مرتبۂ ذات را کہ منشاء تعین حضرت سید الانبیاء محمد رسول اللہ
تعالیٰ صلعم است ظہور خامس ہمین واسطہ شد پس عبدیت تامہ مر او را است صلی اللہ تعالیٰ علیہ و
علی اخوانہ من الانبیاء و آلہ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین و ختم شد ترتیب رتبۂ وجود کہ مستلزم ختم ترتیب
است زماناً ظہوراً و مرتبۂ ذات متجزی و متعدد نیست -

ترجمہ اور یہ سب تعینات ذات پر زیادہ ہونیکے اعتبار سے ہیں یعنی علاوہ ذات ہیں نہ یہ کہ عین ذات نہیں ہیں نہ یہ کہ
غیر ذات ہیں بلکہ باعتبار قیام حقیقی کے کہ انکو بطور عینیت ذات کی ساتھ ہے - اور باعتبار تعین خاص کی زیادت ذات
پر مفہوم ہوئی ہے سو اس زیادت اور عینیت کی کیفیت مجہول ہے اور اس علم کیموافق کہ تعینات وجود علمی کو حدوث کیطرف
ظاہر ہونیکے لئے فعلیہ صفت کی ساتھ کہ وہ آخر تعین ہے تعلق کا پہلے ہونا اثر کرنیکی غرض سے ضروری ہے - لہذا ضروری طور پر
وجود میں ترتیب کیلئے اور ظہور میں احتیاج واقع ہونیکی سبب تعین آخر پہلے ظاہر ہوگا - اور تعین اول آخر میں ظاہر ہوگا کیونکہ وجود
مرتب کرنیکی غرض سے اور ظاہر ہونیمیں محتاج ہونیکی سبب فعل کی ضرورت مقدم ہے لہذا تعین آخر کہ صفت فعلیہ ہے اول ظاہر ہوگا -
اور اسی ترتیب سے بنا بر احتیاج و ضرورت تعین اول آخر میں ظاہر ہوگا - پس مرتبہ صفت فعلیہ کا جو منشاء تعین حضرت آدم علیہ
السلام ہے یعنی جہاں سے تعین حضرت آدم کا نشو ہوا ہے ظہور اول اسی واسطہ سے ہوا - اور اسیطرح مرتبہ صفات حقیقیہ کا کہ
یہ منشاء تعین حضرت ابراہیم علیہ السلام ہے اسی سبب سے ظہور ثانی قرار پایا - اور اسیطرح مرتبہ شانیہ کا کہ منشاء تعین حضرت
موسیٰ علیہ السلام ہے ظہور ثالث اسی واسطہ سے ہوا برابر میں صفات حقیقیہ کی - اور اسی طرح مرتبہ تنزیہ کا جو منشاء تعین حضرت عیسیٰ علیہ السلام
ہے ظہور رابع اسی واسطہ سے ہوا برابر میں ذات کی - اور یونہیں مرتبہ ذات کا جو منشاء تعین حضرت سید الانبیاء محمد رسول خدا
تعالیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے ظہور خامس اسی واسطہ سے ہوا - پس پوری عبدیت خاص آپکے لئے ہے صلے اللہ تعالیٰ علیہ
و علیٰ اخوانہ من الانبیاء و آلہ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین یعنی درود ہو جیو خدائی برتر کا آپ اور آپکے بھائیوں پر کہ انبیاء ہیں اور آپکے
ساتھیوں اور پیروؤں تمام پر - اور ترتیب رتبہ از روئے وجود پوری ہوئی کہ یہی ترتیب از روئے زمانہ بطور ظہور کے ختم ترتیب کو مستلزم
یعنی لازم ہونیوالی ہے - اور مرتبہ ذات کا تجزی اور متعدد نہیں ہے یعنی یہ کہ وہ اپنے میں جزو جزو ہوا اور اسکی گنتی و شمار ہو -

پس من بعد تجویز رسول دیگر ازین مرکز نتواند شد و نہ از مرکز غیرش کہ خلاف ترتیب در ظہور تعینات صفات بر بنا مذکور واقع شود از انجا کہ تعین حضرت عیسی عم باستجماع انتزاعی در برابر تعین آنحضرت صلعم است خود را عبد اللہ فرمود انتساب بذات اشارت باستجماع مذکور است و ہر معین در ظہور حادث در فضیلۃ ہمدگر بحکم فضیلت ہا گر تعین وجودی است بنا بر فضیلۃ ہمدگر حقائق منشار تعین پس در معرفۃ فضیلۃ حقائق در ثابتہ نظر کنی باستقلال و انتزاع - پس در مستقلہ **ش** نظر کنی **ھ** بتحدد ذات بر آن و عدم تحدد بر آن و در منتزعہ **ش** نظر کنی **ھ** باستقرارش در تساوی متساوی بہ فی الاستقرار پس تحیر یکہ در فضل ہمدگر حضرت موسی عم و حضرت عیسی عم است مرتفع تواند شد و دلالۃ برین دعوی از بداہت در ظہور است و بر فضیلۃ بعض از بداہت ترتیب وجود پس بدانکہ انچہ گفتہ شد از حقائق از حیثیۃ تعین وجود و ظہور است لیکن انچہ از حیثیت علۃ ظہور ست تعین فعل حقیقۃ ظہور است از انکہ ظہور اثر فعل است و تعین صفات حقیقیۃ حقیقۃ ظہور ست از انکہ صحت و تخصیص فعل از وا و تعین شانیہ حقیقۃ ظہور است از انکہ موجب ظہور حب معرفۃ خود است و تعین ذات حقیقۃ ظہور است باستجماع اینہمہ کہ مذکور شد

ترجمہ پس اسکے بعد مرکزی دوسرے رسول کی تجویز یعنی جائز کرنا نہیں ہو سکتا اور اسکے غیر کسی دوسرے مرکز سے کیونکہ تعینات صفاتی ظہور مین بنا مذکور پر ترتیب کے خلاف واقع ہوتا ہے - اور اسوجہ سے کہ تعین حضرت عیسی علیہ السلام انتزاعی استجماع کی بنا پر برابر مین تعین آنحضرت صلعم کے ہے یعنی منزہات ذات وصفات سے منتزع ہو کر منتزعات منزہات کو اپنے مین جمع کیے ہوئے برابر مین ذات کی ہے لہذا تعین عیسی علیہ السلام برابر مین تعین حضور صلعم کی ہے - یہی وجہ ہے کہ خود کو عبد اللہ فرمایا - اور خود کو ذات کیساتھ منسوب کرنا اشارہ ہے اوس استجماع کیطرف جو مذکور ہوا - اور ہر معین ظہور حادث مین آپس کی فضیلت مین تعین وجودی کی ہمدگر فضیلت کے حکم پر ہے جو حقائق منشار تعین کی ہمدگر فضیلت کی بنا پر ہے - پس معرفت تفضیلت حقائق مین تو ثابتہ حقائق مین استقلال وانتزاع کے بنا پر نظر کرے پھر مستقلہ پر تحدد ذات کی ساتھ اور اوسی پر عدم تحدد ذات کیساتھ نظر کرے - اور منتزعہ مین اوسکے استقرار کی بنا پر نظر کرے باہم برابر ہونیمین متساوی بہ فی الاستقرار کی یعنی جسکے ساتھ کہ وہ استقرار برابر کیا گیا ہے اوسکی استقرار مین برابر ہونیمین - پس وہ تحیر کہ حضرت موسی اور حضرت عیسی علیہما السلام کی آپس مین فضیلت کی بابت ہے مرتفع ہو سکتا ہے یعنی اوٹھایا جاسکتا ہے - اور دلالت اس دعوی پر بداہت سے ظہور مین ہے یعنی بدیہی دلالت ظاہر ہونیمین ہو رہی ہے - اور دلالت فضیلت پر بعض کے بداہت سے وجود مین ترتیب سے یعنی فضیلت بعض پر دلالت بدیہی ترتیب سے ہے وجود مین - اب معلوم ہو کہ جو کچھ حقائق کی نسبت کہا گیا وہ تعین وجود اور ظہور کی حیثیت سے ہے - لیکن جو کچھ علت ظہور کی حیثیت سے ہے سو حقیقت ظہور کی تعین فعل ہے اس سبب سے کہ ظہور فعل کا اثر ہے - اور تعین صفات حقیقیہ بھی ظہور کی حقیقت ہے اس سبب سے کہ صحت اور تخصیص فعل کی یعنی صحیح اور خاص ہونا فعل کا اوسی صفات حقیقیہ سے ہے - اور تعین شانیہ بھی حقیقت ظہور ہے کیونکہ سبب ظہور کا اپنی معرفت کی حب اور چاہ ہے - اور تعین ذات بھی حقیقت ظہور ہے بسبب استجماع ان سبھی کہ یہ سب ذات مین جمع ہین جیسا مذکور ہو چکا

بیان حقیقت ظہور ...

پس تعینات فعلی وصفات حقیقیہ و شانیہ ہمہ حقیقۃ محمد است صلعم بوجہ مخصوص پس جائز است ہمچنین گفتن اصطلاحا **ش** ای جائز است گفتن آنکہ حقیقۃ آدمی و حقیقۃ ابراہیمی و حقیقۃ موسوی حقیقۃ محمد است صلعم و حقیقۃ محمدیہ حقیقۃ آدم و ابراہیم و موسی است علی نبینا و علیہم الصلوۃ والسلام **ھ** و نیز باید دانست کہ اختلاف در انکشاف حقائق انبیاء اولوا العزم صلی اللہ تعالی علی نبینا و علی اخوانہ من الانبیاء و آلہم و اصحابہم و اتباعہم اجمعین حسب حکمت الہی جل شانہ تواند شد نہ در تحقق حقائق و این مسئلہ تعین حقائق اتفاقی صوفیہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین مسلم الثبوت است **ش** چنانکہ از عقائد اہل سنۃ و جماعۃ است **ھ** و ان اللہ ولی التوفیق لیہدی من یشاء و انہ لذو الفضل العظیم و نیز باید دانست از کریمہ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ **ھ** مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللَّهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ ط وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ ط **ترجمہ** این رسولان اند کہ بزرگ کردیم بعض ایشان را بر بعض ایشان آنست کہ کلام فرمود اللہ تعالی او را و بلند کرد بعض ایشان را درجات فی نفسہ بفضل بوجہ حقیقۃ منشار تعین وجودش و حقیقۃ ظہور +

ترجمہ پس تعینات فعلی وصفات حقیقیہ اور شانیہ سب حقیقت محمد صلعم کی ایک وجہ مخصوص مین ہین - لہذا اصطلاحی طور پر ایسا کہنا جائز ہے یعنی یہ کہنا جائز ہے کہ حقیقت آدمی اور حقیقت ابراہیمی اور حقیقت موسوی حقیقت محمدی ہے صلعم اور حقیقت محمدیہ حقیقت آدم اور ابراہیم اور موسی ہے علی نبینا و علیہم الصلوۃ والسلام - اور یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ اختلاف اولوالعزم انبیاء کی حقیقتوں کی انکشاف مین اللہ جل شانہ کی حکمت کیموافق ہونا چاہیے نہ حقائق کے تحقق مین - درود خدائے برتر کا ہماری نبی پر اور آپکے بھائیو نپر کہ انبیاء مین ہین ہو اور ان سب کی آل پر اور انکے ساتھیون اور پیروون پر ہوجیو - اور یہ مسئلہ تعین حقائق کا صوفیہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کا اتفاق مسلم الثبوت ہے جیسا کہ عقائد اہل سنت وجماعت سے ہے وان اللہ ولی التوفیق لیہدی من یشاء وانہ لذو الفضل العظیم یعنی اور بیشک اللہ مالک توفیق ہے البتہ جسکو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور بیشک وہی البتہ بڑی بزرگی والا ہے - اور یہ بھی سمجھنا چاہیے اس آیت کریمہ سے کہ ابتدا پارہ سوم کی ہے تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ **ھ** مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللَّهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ ط وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ ط

یعنی یہی رسول ہین کہ ہمنے انکے بعض کو بعض پر بزرگ کر دیا - اونمین کا بعض وہ ہے جسکو اللہ تعالی نے کلام فرمایا اور اون کے بعض کے درجے بلند کیے اونکی نفس مین فضل و بزرگی ہونیکے سبب جو اون کے وجود کے منشار تعین کی حقیقت اور اون کے ظہور کی حقیقت کی وجہ سے ہے

بیان تعین حقیقت محمدی جامع جمیع تعینات است

مسئلہ تعین حقائق

صوفیہ بالاتفاق مسلم الثبوت موافق عقائد اہل سنت وجماعت است

و اسبابش بغیرہ از کثرت بعث انبیا رعم بملتش عم و بخشیدیم عیسیٰ ابن مریم را معجزات و مدد کردیم او را بروح پاک + مضاف الیہ بعض آخر را ذکر نفرمود بنابر اشارت تعمیم و روح القدس بمعنی معروف جبریل عم است و تواند شد کہ اشارت بمرتبہ تنزیہ باشد ہمچو روحی واللہ تعالیٰ اعلم قطعیت فضل بعض بر بعض بی صحۃ مصداق صراحتاً و تاکیداً جابت و تفکر درین اجمال از وقف لازم و فنح است پس این مفہوم کہ در صحۃ مصداق می نویسیم ہم ازین آیہ بدلالۃ بالتزام در حکم قطعیۃ است اعنی مقصود تلک الرسل انبیا اوالعزم ہستند علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام باستحقاق اصالت و اولیت و مبدئیۃ و مظہریت در حد مرکزیۃ و الا معرفہ رحتیہ درست نشود باید دانست اگر فضل جزئی ای بوجہ مراد شود ہر یک بفضل خود ممتاز ہست و اگر تقابل کردہ شود تعارض سقط فضل یکدیگر ما است ناچار مقصود این کریمہ فضل کلی یکی بر دیگری مقصود است چنانکہ تعارض منتفی باشد پس کلی بغیر انبیا اولوالعزم موافق نتواند شد

ترجمہ- اور اوسی فضل کے دوسرے اسباب اسکے کثرت سے انبیا علیہم السلام کا اونکی ملت پر پیدا ہونا ہی- اور ہمنے عیسیٰ ابن مریم کو معجزے عطا کئے اور ہمنے اوسکی روح پاک سے مدد کی + یہان بعض آخر کا مضاف الیہ تعمیم کے اشارے کے سبب ذکر نہیں فرمایا- اور روح القدس معروف معنی مین جبرئیل علیہ السلام ہین- اور ہو سکتا ہی کہ اشارہ مرتبہ تنزیہہ کیطرف ہووی مانند روحی کے یعنی میری روح یعنی قدس سے مرتبہ تنزیہہ ذات متکلم مراد ہووے اور خدا ہی بہتر خوب جاننے والا ہی- قطعیت فضیلت بعض کی بعض پر بغیر صحیح ہونے مصداق کے صاف طور پر- اور تاکید قبولیت کی- اور تفکر- اس اجمال مین بسبب وقف لازم سے ظاہر ہے پس جو مفہوم جو مصداق کی صحت مین لکھتا ہون اسی آیت سے بہی بذریعہ دلالت بالالتزام یعنی لازم ہو جانیکے حکم قطعیت مین ہے- مراد یہہ ہے کہ مقصود تلک الرسل کا اولوالعزم انبیا ہین علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام بسبب استحقاق اصالت اور اولیت کے کہ اپنی حد مرکزیت مین مبدئی اور مظہر ہونین اونہین حاصل ہے ورنہ معرفہ رحتیہ درست نہوگا- معلوم ہونا چاہئے اگر فضل جزئی مراد ہووے یعنی وہ فضل کہ کسی ایک وجہہ مین ہو تو ہر ایک اپنے فضل کے سبب ممتاز ہے- اور اگر باہم مقابلہ کیا جاوے تو تعارض ایک دوسرے کے فضل کا مسقط ہی- ناچار مقصود اس کریمہ کا فضل کلی ہے کہ ایک کا دوسرے پر مقصود ہے اسطرح تعارض منتفی ہو جائیگا اور سمجہا جائیگا پس کلی فضل بغیر انبیاء اولوالعزم کے موافق نہین ہو سکتا ہے

و در مقصود فضلنا بعضہم علیٰ بعض ظاہر آنست کہ منہم من کلم اللہ حضرت آدم عم ہستند چنانکہ فرمود قلنا یا آدم اسکن انت و زوجک الجنۃ الآیہ و حضرت موسیٰ عم ہستند چنانکہ فرمود انی انا ربک الآیہ و کلم اللہ موسیٰ تکلیما ہ و حضرت سرور انبیا صلعم ہستند چنانکہ فرمود فاوحی الی عبدہ ما اوحی الآیہ و رفع بعضہم درجات حضرت ابراہیم عم ہستند چنانکہ فرمود تلک حجتنا آتیناہا ابراہیم علیٰ قومہ نرفع درجات من نشاء الآیہ و این کریمہ نرفع الخ بخصوص یک وجہ است و عموم بوجہ بدلالت خصوص محل و عموم لفظ پس مانع است بخصوص اصلاً و جامع بعموم عرضاً و اگر فضل خدائی پاک ظاہر شود حقیقۃ این خصوص و منع و عموم و جمع از معرفہ حقیقۃ ابراہیمی مصطلحہ کہ حقیقۃ ظہور از روی صحۃ فعل از فاعل و تخصیص فعل از مختص است و فعل منتزع است از وی و ذات معطل است بی او تواں دریافت و آتینا عیسیٰ ابن مریم البینات و ایدناہ بروح القدس ظاہر است باید دانست کہ درینجا ترتیب بخصوصیۃ صفات خاصہ است حصر آنہ بفضل بعض بر بعض پس اگر این خصوصیۃ بصفات بدیگری ہم یافتہ شود جزئی باشد زیرا کہ فضل بعض بر بعض محصور بانبیاء اولوالعزم است و بس

ترجمہ- اور مقصود فضلنا بعضہم علیٰ بعض ہیں یعنی ہمنے اُن کے بعض کو بعض پر بزرگی دی ظاہر یہ ہی کہ منہم من کلم اللہ یعنی انہیں کا بعض وہ ہے جس سے اللہ نے کلام کیا- یہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں جیسا کہ فرمایا سورہ بقر رکوع چار میں قلنا یا آدم اسکن انت و زوجک الجنۃ الآیہ یعنی ہمنے کہا کہ ای آدم تو اور تیرا جوڑا جنت میں رہو- اور حضرت موسیٰ علیہ السلام ہین جیسا کہ فرمایا سورہ طہ رکوع اول میں ہے انی انا ربک الآیہ یعنی بیشک میں کہ میں ہی تیرا رب ہوں اور کلم اللہ موسیٰ تکلیما ہ کہ سورہ نسا رکوع تیئیس ۲۳ میں ہی یعنی اللہ نے کلام کیا موسیٰ سے کلام کرنا اور حضرت سرور انبیا صلعم ہین جیسا کہ فرمایا سورہ نجم میں فاوحی الی عبدہ ما اوحی الآیہ یعنی پس وحی کی اللہ نے اپنے بندہ کیطرف جو کچھ وحی کی اور رفع بعضہم درجات یعنی اُنکے بعض کے درجے بلند کئے یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہین جیسا کہ فرمایا سورہ انعام رکوع دس میں ہی تلک حجتنا آتیناہا ابراہیم علیٰ قومہ نرفع درجات من نشاء الآیہ یعنی یہ ہماری حجت ہی کہ اسکو ہمنے ابراہیم کو دی اوسکی قوم پر ہم درجے بلند کرتے ہین جسکو ہم چاہتے ہیں اور یہ کریمہ نرفع الخ ایک وجہ میں خصوص کیساتھ ہی اور ایک وجہ میں عموم کیساتھ خصوص محل کی اور عموم لفظ کی دلالت کے سبب پس خصوص کیوجہ میں از روی اصل مانع ہے اور وجہ عموم مین بنا بر عرض جامع ہی- اور اگر خدائے پاک کا فضل ظاہر ہو جاوے تو اس خصوص اور منع کی اور عموم اور جمع کی حقیقت بذریعہ معرفت حقیقت ابراہیمی کے کہ اصطلاح پائے ہوئی ہے دریافت کر سکتے ہو اور وہ مصطلحہ حقیقت ابراہیمی حقیقت ظہور ہے بسبب صحت فعل کے کہ فاعل سے ہے اور از روی تخصیص فعل کے کہ مختص سے ہی یعنی فعل کا صحیح ہونا فاعل سے اور خاص کرنا خاص کرنیوالے سے ہی اور اس سبب سے کہ فعل اوس سے منتزع ہی اور بغیر اوسکی ذات معطل ہی- و آتینا عیسیٰ ابن مریم البینات و ایدناہ بروح القدس سورہ بقر رکوع تیئیس ۲۳ دہیر گیارہ یعنی ہمنے عیسیٰ ابن مریم کو معجزے عطا کئے اور روح پاک سے اُنکی مدد کی- یہ ظاہر ہی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں سمجہنا چاہئے کہ یہاں ترتیب حصر کیطور پر خاصہ صفاتکی خصوصیت کیساتھ واقع ہوئی ہی بعض کی بعض پر فضیلت ہونیکی نسبت ترتیب ہے پس اگر یہ خصوصیت ان صفات کی ساتھ کسی دوسرے میں پائی جاوے تو وہ جزئی ہوگی کیونکہ بعض کی بعض پر فضیلت اولوالعزم انبیا میں محصور ہی اور بس

باید دانست افضل ایشان حضرت محمد رسول اللہ تعالیٰ است پس حضرت ابراہیم پس حضرت موسیٰ پس حضرت عیسیٰ
پس حضرت آدم علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام واین مقصد فضل بعض بر بعض باعتبار فضل بعد گر حقائق منشا تعین
انبیاء اولوالعزم علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام چنانکہ مذکور شد واضح لیکن در فضیلۃ بعد گر حضرت موسیٰ عم وحضرت عیسیٰ عم
بی دلالۃ نص ظاہر سکوت از احتیاط ست وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّيْنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى
ابْنِ مَرْيَمَ الآیہ ترجمہ یادکن ہرگاہ کہ گرفتیم از پیغمبران عہد مناسب حال شان در ربوبیۃ وعبودیۃ ودعوت وشہادت
بر حال امۃ و بر پیغمبران پیشین و پسین خصوصاً بر آنحضرت صلعم و خصوصاً از تو کہ محمدی و از نوح و ابراہیم
و موسیٰ و عیسیٰ پسر مریم علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام موضح ترتیب ظہور بتخصیص اولوالعزمی است نہ ترتیب
فضل ورنہ خلاف اجماع و ترتیب حقائق تعین وجود فضل حضرت نوح عم بر حضرت ابراہیم عم
تو ان گفت و این تقدیم آنحضرت صلعم خلاف ترتیب ضروری بتخصیص تعظیم و خطاب است
و در آن حقیقۃ کہ بجائے حضرت آدم عم حضرت نوح عم را ممتاز فرمودند وجہش اشتراک ع جد در حقیقۃ
واحدہ وہم خصوصیۃ محلی است کہ ظہور برین ترتیب بنا بر ہما اشتراک است

ترجمہ سمجھنا چاہئے کہ اُن میں افضل حضرت محمد رسولِ خدائے تعالیٰ ہیں پھر حضرت ابراہیم پھر حضرت موسیٰ پھر
حضرت عیسیٰ پھر حضرت آدم علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام اور یہ مقصد بعض کی بعض پر فضیلت کا منشاء تعین
اولوالعزم انبیاء کی حقائق کے فضل کے اعتبار سے کہ جو ان کے آپس میں ہے جیسا مذکور ہوا ظاہر ہے۔ لیکن حضرت
موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی باہمدگر فضیلت میں بغرض ظاہر کی دلالت کے سکوت کرنا اور چپ رہنا
احتیاط میں داخل ہے اور کریمہ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّيْنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ
وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ الآیہ کہ سورۂ احزاب رکوع اول میں ہے۔ یعنی یاد کیجے جبکہ ہم نے پیغمبروں
سے عہد لیا اُن کے مناسب حال ربوبیت اور عبودیت اور دعوت اور شہادت میں امت کے حال پر اور اگلے
اور پچھلے پیغمبروں پر خاصکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر۔ اور خصوصاً تم سے عہد لیا کہ تم محمد ہو
صلے اللہ علیہ وسلم اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ پسر مریم سے علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام
یہ آیت تخصیص اولوالعزمی کے ساتھ ترتیب ظہور کو ظاہر کر رہی ہے نہ ترتیب فضل کو ورنہ خلاف اجماع
اور خلاف ترتیب حقائق تعین وجود کے فضل حضرت نوح علیہ السلام کا حضرت ابراہیم علیہ السلام پر کہنا چاہئے
اور یہ تقدیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خلاف ترتیب ضروری کے تعظیم اور خطاب کی تخصیص سے
ہے۔ اور اس حقیقت میں جو حضرت آدم علیہ السلام کے بجائے حضرت نوح علیہ السلام کو ممتاز فرمایا اُسکی
وجہ شریک ہونا ہے کیونکہ سے حقیقت واحدہ میں اور خصوصیت محلی بھی ہے کیونکہ ظہور اس ترتیب پر اسی اشتراک کے سبب

گفتہ اند کہ ہرگاہ حضرت آدم عم پس از طواف بیعت معمور رجوع
بر اندیب کرد بہ بطن نعمان یا بجائے دیگر بجواب رفت اللہ سبحانہ
از یمینش عم ارواح انبیاء و علماء مومنین عام بر آورد اول از ہمہ
روح مبارک حضرت سید الانبیاء محمد صلعم پس روح مبارک
حضرت نوح عم پس روح مبارک حضرت ابراہیم عم
پس روح مبارک حضرت موسیٰ عم پس روح مبارک
حضرت عیسیٰ عم پس ارواح انبیاء علی نبینا و
علیہم الصلوٰۃ والسلام وعہد گرفت از ہمہ
صاحب اسرار خود بفکری تواند دریافت
واللہ تعالیٰ اعلم وہو غفور وعفو لما نسینا واخطانا۔ اللہم صل وسلم
علی محمد نبی الرحمۃ وعلی انوارہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ۔

ترجمہ۔ مفسرین نے کہا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام بیت معمور کے طواف
کے بعد سراندیب کو لوٹے۔ بطن نعمان یا کسی دوسری جگہ پہنچکر سو رہے اللہ سبحانہ
نے انکے دہنی طرف سے انبیاء اور علماء اور عام مومنین کی روحیں نکالیں اُن
سب میں اول روح مبارک حضرت سید الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کی پھر روح مبارک حضرت نوح علیہ السلام کی پھر روح مبارک
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پھر روح مبارک حضرت
موسےٰ علیہ السلام کی پھر روح مبارک حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کی پھر انبیا کی روحیں ہمارے
نبی پر اور اُن پر صلوٰۃ وسلام ہو جیو۔ اور
سب سے عہد لیا۔ صاحب اسرار
خود کسی فکر سے معلوم کر سکتا ہے
واللہ تعالیٰ اعلم وہو غفور ود
عفو لما نسینا واخطانا یعنی اور خدا ئی خوب جانتا ہے اور وہی بخشنے
والا اور معاف کرنیوالا ہے اسکا جو ہم بھول گئے اور چوکے اے اللہ صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی انوارہ کما تحبہ وترضاہ
وشفعہ فینا وترحمنا بہ

ذکر کیفیۃ ولایۃ سابقیۃ وصحابیۃ وتابعیۃ وفضل صحابہ وتابعین با دیگر مطالب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین باید شنید کہ پیش حضرت رسول خدا تعالیٰ صلعم کہ بر آب صافی دریائے رواں استادہ بودند اصحاب کرام حاضر و بیسار آنحضرت صلعم دو مندی فرمودند صلعم من دخل علیھم فلہ منھم والسابقون الاولون پس داخل شد میان فاروق و ذی النورین بجا دادن شان اوراچنانکہ تجاوز ہی بی قصد از ہر دو برابر بود ند شد پس سیدنا آن تجاوز و نقال صلعم لاباس پس ظاہر شد اور ابی بصیغۂ اکبر و تشریف یافت بفیض ولایت سابقیت کہ مرتبہ ولایت اصلی است در تقابل ولایۃ ظلی ہدا ست و مفہوم آن ولایۃ بکریمہ لاتدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار وھو اللطیف الخبیر مکشوف است ترجمہ نمی یابند او را بینشہا و اومی یابد بینشہا را حالش این است کہ او پاکیزہ است از دریافت و آگاہ باید دا یافتہ محاط است و احاطہ برا و تعالیٰ ممتنع والابصار جمع بصر عام است از شہود و مثال و روح پس جمع بصر شہود مجرد والا جواز ادراک از مثال و روح خلاف امتناع مسلم تواند شد و لطیف دلیل دعوا است و خبیر متوسع المفعول بنفسہ و بغیرہ تواند شد یا آنکہ نداند او را بنفسہ سبحانہ مگر او بس بغیر او را در اکش بدلائل است نہ بنفسہ سبحانہ و ظاہر است کہ دلیل مغایر مدلول است

ترجمہ (ذکر بیان ولایت سابقیہ اور صحابیہ اور تابعیہ کا اور فضل صحابہ اور تابعین کا مع اور مطالب کے)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔ سننے کی بات ہے کہ حضرت رسول خدائے برتر صلعم کیسا منے کہ آپ دریائی جاری کے صاف پانی پر کھڑے تھے اور اصحاب کرام حاضر اور آنحضرت صلعم کے بائیں جانب ایک دمند کہ حضور صلعم نے فرمایا من دخل بینھم فانہ منھم والسابقون الاولون یعنی جو کوئی ان کے درمیان داخل ہوگیا پس بے شک وہ انہیں سے ہے اور پہلے سبقت کرنیوالوں سے ہیں پس یہ دردمند حضرت فاروق اور حضرت ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان داخل ہوگیا ان دونوں حضرات کی جگہہ دینے کی سبب سے اسکو اسطرح کہ کچھ تجاوز بغیر قصد کے جسپر وہ دونوں حضرات تھے اس سے ہوگیا تو اس تجاوز سے یہ دردمند ڈرا اسپر حضور صلعم نے فرمایا لاباس یعنی کچھ اندیشہ نہیں۔ پھر ایک نسبت ظاہر ہوگئی اسلئے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ولایت سابقیت کے فیض سے اسنے تشریف پایا جو ولایت اصلی کا مرتبہ ہے مقابلہ میں ولایت ظلی کے۔ اور مفہوم اس ولایت اصلی کا اس کریمہ سے جو سورۂ انعام رکوع تیرہ میں ہے مکشوف ہے یعنی کہلا ہوا لاتدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار وھو اللطیف الخبیر۔ یعنی اسکو نظریں نہیں پاتی ہیں اور وہ نظروں کو پالیتا ہے حال اسکا یہ ہے کہ وہ پاکیزہ ہے دریافت سے اور آگاہ سمجھنے کی بات ہے کہ یافتہ محاط ہے یعنی جسکو پالیا ہے وہ گھیرے میں آگیا ہے اور خدائے برتر پر احاطہ ممتنع ہے۔ اور الابصار جمع بصر کی عام ہے کہ شہود اور مثال اور روح سے ہو نہ جمع ہے بصر شہود مجرد کی ورنہ مثال و روح سے جواز ادراک یعنی ادراک کا جائز ہونا خلاف امتناع مسلم کے ہونا چاہئیے کیونکہ احاطت خدائے برتر پر شہود و مثال و روح ہر طرح سے ممتنع ہے کہ مسلم پہلا ہے نہیں ہو سکتا ہے کہ شہود سے ادراک احاطت ممتنع ہو اور مثال و روح سے خلاف امتناع مسلم احاطہ جائز ہو بلکہ بصر شہود و مثال و روح کی نسبت کر یعنی عام مراد ہوگا اسلئے ادراک امتناع مسلم لازم نہ ہوئے اور لطیف دعوی کی دلیل ہے اور خبیر متوسع المفعول ہونا چاہئیے بنفسہ بھی اور بغیرہ بھی اسطرح کہ خود حق سبحانہ کو اسکے نفس سے نہیں جانتا ہے مگر حق سبحانہ اور سکے غیر کو اسکا ادراک دلایل سے ہے نہ نفس حق سبحانہ سے۔ اور ظاہر ہے کہ دلیل مدلول کے مغایر ہے

باید دانست در آخر سورۂ توبہ فرمود والسابقون الاولون من المھاجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ واعدلھم جنات تجری من تحتھا الانھار خالدین فیھا ابدا ذلک الفوز العظیم۔ ترجمہ آنانکہ متصف اند بنور ولایۃ سابقیۃ در قرن اول حال شان این است کہ از جدا شوندگان اند از ہر چہ باید وفی الصحیح البخاری والمھاجر من ھجر مانھی اللہ عنہ الحدیث و از مددگاران اند بر غیر خود و درین ہجرت بعطف تفسیری آن اصحاب کرام ہستند خصوصاً و غیرہم عموماً رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پس اول الاولین ایشان چہار سر آمد روزگار صدیق اکبر رض است پس دیگران ہم علی تفاوت درجاتہم وازآنانکہ پیروی کردند صحابہ را درین ہجرت و نصرت با حصول بخدا تعالیٰ و رسول او تعالیٰ صلعم بعطف تفسیری مع استغنا از اولین بلفظ اتبعوھم آن تابعین ہستند و تعمیم والذین اتبعوھم تا انتہا دور زمان ایمان تواند شد والا الاولون صفۃ کاشفہ سابقون سود ندارد واللہ تعالیٰ اعلم واستفاد عموم بشارت ضایع خوشنود شد اللہ تعالیٰ از اصحاب و پیروان شان و خوشنود شدند ایشان از و تعالیٰ و این رضا ہمہ گیر است مستفاد از معنی رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبالقرآن اماما وبالکعبۃ قبلۃ وبمحمد نبیا صلعم و مقرر کرد برا ایشان بوستانہا کہ میروند زیر آنہا جوہا دائم باشندگان اندر آنہا دوامی این است رسیدنی بزرگ

ترجمہ۔ سمجھنا چاہیے کہ آخر سورۂ توبہ میں فرمایا حق سبحانہ نے والسابقون الاولون من المھاجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ واعدلھم جنات تجری من تحتھا الانھار خالدین فیھا ابدا ذلک الفوز العظیم۔ یعنی وہ حضرات کہ نور ولایت سابقیہ سے متصف ہیں قرن اول یعنی پہلے زمانہ میں انکا حال یہ ہے کہ جدا ہونیوالوں میں سے ہیں ہر اوس چیز سے کہ اون کو جدا ہونا چاہیئے اور صحیح بخاری میں ہے والمھاجر من ھجر ما نھی اللہ عنہ الحدیث یعنی اور مہاجر وہ ہے جسنے جدائی کی اُس چیز سے کہ خدا نے اُس سے ممانعت کی تا آخر حدیث۔ اور حضرات مذکورین لوگوں میں سے ہیں جو غیر پر انکی مدد کرتے ہیں یہ مضمون بسبب عطف تفسیری کے ہے بنا بر اتحاد و صفا مع التزام تخصیص کہ دونوں مقصود واحد ہیں پس ان دونوں لفظ مہاجرین و انصار میں عطف تفسیری ہے کہ دوم اول کی عوارض کی تفسیر ہے اور انمیں تجویز تردید صحیح نہیں کہ ایک کے مقابلہ میں ایک کو رکھے دوسری کی صحت جائز رکھی جاوے کیونکہ مقصود دونوں کا واحد ہے اور یہ حضرات جو ان صفات سے متصف ہیں بالخصوص اصحاب کرام ہیں اور بالعموم انکے غیر رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین یعنی خوشنودی خدائے برتر کی ان سب ہی پر اور انکے اگلوں میں سب پہلونکے پہلے بہتر و ممتاز سر زمانہ حضرت صدیق اکبر ہیں پھر دوسرے بھی انکے تفاوت درجات کی بنا پر بہتر و ممتاز و سر زمانہ ہیں اور انمیں سے وہ حضرات ہیں جنہوں نے اصحاب کی پیروی کی اس ہجرت و نصرت میں حصول کیا خدائے برتر اور اُسکے رسول صلعم کی نسبت یہ مضمون بھی بسبب عطف تفسیری کے اس بنا پر کہ یہ سب مقصود واحد ہیں باوصف اسکے کہ یہ اولین سے لفظ اتبعوھم کے سبب مستغنی ہیں اور یہ سب تابعین ہیں۔ اور والذین اتبعوھم کی تعمیم دور زمان ایمان یعنی گردش زمانہ ایمان کی انتہا تک ہو سکتی ہے جبتک کہ دور زمانہ ایمان کیساتھ قائم ہے یا ایمان کے زمانہ کا دور قائم ہے اسکے ختم ہونے تک تمام مومنین پیروان اصحاب جو حضور سے ہجرت و نصرت کرنیوالے ہیں اس تعمیم کے سبب تابعین میں داخل ہیں ورنہ اولون جو صفت کاشفہ سابقون کی ہے کوئی فائدہ نہیں دیتی ہے۔ اور خدائے برتر ہی خوب جانتا ہے۔ اور عموم بشارت کا استفادہ ضایع ہوگا حالانکہ بشارت رضا و وعدۂ جنت عام لفظ علی عام کیلئے ہے پس اس بشارت سے جو عام ہونیکا فائدہ حاصل ہوا ہے بیکار ہو جائیگا لہذا اس کلام مختصر فصیح سے بذریعہ تعمیم جو معنی بلیغ بشارت عامہ کے حاصل ہو رہے ہیں وہ معنی خلاف ہیں غیر مقصود ہو جائینگے اور فصاحت کلام و بلاغت مرام میں یہی معنی عموم مقصود ہیں اور تعمیم مقصود ضایع نہیں ہو سکتی ہے اور بلاغت مرام و فصاحت کلام حق جل جلالہ مسلم ہے پس امتناع مسلم کیسے ممکن ہے۔ راضی ہوا اللہ تعالیٰ اصحاب اور انکے پیرؤں سے اور وہ خدا تعالیٰ سے راضی ہوگئے اور یہ خوشنودی رضامندی کا استفادہ اس معنی سے ہے کہ رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبالقرآن اماما وبالکعبۃ قبلۃ وبمحمد نبیا صلعم یعنی میں نے اللہ کے رب ہونیکو پسند کیا اور اسلام کے دین ہونیکو اور قرآن کی امام ہونیکو اور محمد صلعم کے نبی ہونیکو اور ان کیلئے ایسے باغ تیار کئے جنکے نیچے نہریں جاری ہیں کہ وہ اون باغوں میں ہمیشہ رہنے والے ہیں ہمیشہ تک یہ فوز عظیم ہے یعنی بہت بڑا کر پہنچ جانا ہے

ونیز باید دانست آنانکہ احتیاج در استقرار خود یکی از تعینات خمسہ مبارکہ دارند احتیاج وجود وتبع باحتیاج وتبع بی احتیاج یا استجماع تبع باحتیاج وبی احتیاج در ہر زمان بتضمن حضرت صلعم بحضرت صلعم دارند اصحاب اند وآنانکہ بتضمن غیر دارند توابع اند بخلاف انبیاء در احتیاج استقرار وتبع علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام پس آنانکہ تبع باحتیاج دارند محتاج اند وآنانکہ تبع بی احتیاج دارند صدیق اند وآنانکہ استجماع تبع دارند ذی النورین اند پس آنانکہ مشرف بنورین اند تشخص وے اند ماخوذ بر آنست ونیز باید دانست کہ فیض نور ولایت صدیقیت را مخرجی است خورد در جنت مخرج فیض نور نبوت کہ بزرگتر است چنانکہ در سرائے دو باب است مثلاً بخلاف فیض نور ولایۃ بالاحتیاج کہ مخرجی خاص ندارد پس حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ درین ولایت صدیق اکبر اول است بحکم اولیۃ منشاء رسالت ونبوت حضرت سرور انبیاء صلعم وحضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ درین ولایت در پی صدیق اکبر اصالتاً فارغ از نسبتہ ولایت بالاحتیاج فاروق اعظم است وحضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ باستجماع نور ولایت بالاصالت والاحتیاج کالبرزخ المجازی نش ای وجود متاخر از متغائرین مستجمع بآثار طرفین وتفصیل این در ذکر کیفیۃ برزخ باید دریافت ہ واستقرار فی المحل ذی النورین است

ترجمہ۔ اور یہ بھی سمجھنے کی بات ہے جو حضرات کہ احتیاج اپنے استقرار میں تعینات خمسہ مبارکہ میں سے کسی ایک کے ساتھ اور احتیاج وجود کی اور تبع بواسطہ احتیاج۔ اور تبع بی احتیاج یا استجماع تبع باحتیاج وبی احتیاج اکٹھی دونوں طرح کی ہر زمانہ میں حضرت صلعم کے ضمن میں ہونیکی حضرت صلعم کے ساتھ رکھتے ہیں وہ اصحاب ہیں اور جو حضرات غیر کے ضمن میں ہو کر حضرت صلعم سے احتیاج رکھتے ہیں وے توابع ہیں۔ بخلاف انبیاء کے کہ احتیاج استقرار وتبع میں تضمن غیر سے نہیں رکھتے ہیں قائم بذات خاص واصل ہونیکے علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام پس جو حضرات تبع باحتیاج رکھتے ہیں محتاج ہیں اور جو حضرات تبع بے احتیاج رکھتے ہیں صدیق ہیں اور جو حضرات دونوں طرح کی تبع کا استجماع رکھتے ہیں ذی النورین ہیں پس جو حضرات دو نور سے مشرف ہیں وہ ایک زائد تشخص ہے کہ ماخوذ اسی تشخص کا اور یہ بھی سمجھنے کی بات ہے کہ فیض نور ولایت صدیقیت کیلئے ایک چھوٹا مخرج ہے فیض نور نبوت کے مخرج کے پہلو میں جو بہت بڑا مخرج ہے اس طرح کہ ایک گھر میں مثلاً دو دروازے ہیں بخلاف فیض نور ولایت بالاحتیاج کے کہ یہ کوئی مخرج خاص نہیں رکھتا ہے۔ پس حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس ولایت میں صدیق اکبر اور اول ہیں حضرت سرور انبیاء صلعم کے منشاء رسالت ونبوت کے اول ہونیکے حکم کی بنا پر یعنی منشاء رسالت ونبوت میں حضرت سرور انبیاء صلعم کا اول ہونا مسلم ہے اسی حکم اولیت کے موافق ولایت بلا احتیاج میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صدیق اکبر اور اول ہیں۔ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس ولایت میں قدم بقدم صدیق اکبر کے اصالتاً یعنی بطور اصل نہ بطور تبع کہ فارغ ہیں نسبت ولایت بالاحتیاج سے فاروق اعظم ہیں یعنی نسبت ولایت بلا احتیاج اور باحتیاج میں بہت بڑا فرق کرنیوالے اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسبب استجماع یعنی اکٹھا کرلینے نور ولایت بالاصالت اور احتیاج دونوں کے برزخ مجازی کی طرح اور بسبب استقرار یعنی قرار حاصل کرلینے کے اس محل میں ذی النورین یعنی صاحب دو نور ہیں کہ مستجمع ہیں نور ولایت باصالت بلا احتیاج اور نور ولایت باحتیاج بہ تبع کے برزخ مجازی کی مانند جو ایک وجود بسیط ہے متاخر دو متغائرین سے کہ منتزع ہو کر آثار طرفین کا مستجمع ہوتا ہے اور انکے درمیان مستقر ہوتا ہے اور یہ برزخ مجازی یعنی وجود متاخر اپنے حد نفس میں بطور تشخص زائد کے ایک وجود مستجمع مستقر ہے۔ اور اسکی تفصیل اصل ذکر کیفیت برزخ میں معلوم کرنا چاہیے

وحضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ در ولایۃ بالاحتیاج فارغ از اصالۃ مرتضیٰ است وخاتم الولایۃ است بحکم خاتمیت منشاء نبوت حضرت خاتم الانبیاء صلعم نہ آنکہ ولی بعدش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیست واز ینجا است کہ تشریف بولایۃ احتیاجی درین امۃ مرحومہ در تضمن حضرت مرتضیٰ است نہ باہم دیگر زیرا کہ خصوصیت مرکزیۃ نبوت فارق از ہمدگر است وحقیقۃ اختلاف درین مسئلہ سلیم الفکر ازین تقریر تواند دریافت وچون حصول معارف رحمانی بر طریق ولایت بالاصالت است یا بالاحتیاج لاجرم مجری کار حضرت صدیق اکبر بود یا حضرت مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما وباشد کہ حضرت مولوی معنوی رومی قدس سرہ اشارتی درین معنی فرمودہ باشد بیت سر حق را تو چہ دانی جاہلی ٭ تو گرفتاری بہ بوبکر و علی وازاں محل ارشاد الف ولام عہد ذہنی بر السابقون مفہوم میشد واللہ تعالیٰ اعلم ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا وصل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلیٰ انوارہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ

ترجمہ۔ اور حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ولایت بالاحتیاج میں کہ فارغ ہیں اصالت سے مرتضیٰ ہیں یعنی بسبب کلی احتیاج رسول صلعم کے وبوجہ تبع خاص قدم بقدم رسول صلعم کے مرتضیٰ یعنی پسندیدہ ہیں اور خاتم ولایت ہیں حضرت خاتم الانبیاء صلعم کے منشاء نبوت کے خاتم ہونیکی حکم کی بنا پر۔ نہ یہ کہ حضرت خاتم ولایت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد ولی نہیں ہے اور ولایت آپ پر ختم ہوگئی ہے بلکہ مراد خاتم سے یہاں یہ ہے کہ حکم منشاء نبوت حضرت خاتم الانبیاء صلعم کے خاتم ہونیکی بنا پر جیسے حضور صلعم خاتم الانبیاء ہیں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ اسی حکم کے ظل ہونیکی بنا پر مظہر خاتم الانبیاء ہو کر خاتم ولایت ہیں جسطرح حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ اول حضرت اول الاولین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حکم منشاء رسالت ونبوت کے ظل ہونیکی بنا پر مظہر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ہو کر صدیق اکبر واول ہوئے ہیں یہ بات معلوم ہوئی کہ اس امت مرحومہ میں ولایت احتیاجی سے شرف پانا حضرت مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ضمن میں ہے کہ نہ دوسری امتوں میں کیونکہ خصوصیت نبوت کے مرکز ہونیکی اسمیں ایک دوسرے سے ہر ایک نبی کو جدا کر رہی ہے۔ اور حقیقت اختلاف کی اس مسئلہ میں مرد سلیم الفکر اسی تقریر سے معلوم کر سکتا ہے اور چونکہ معارف رحمانی کا حاصل ہونا ولایت بالاصالت یا بالاحتیاج کے طریق پر ہے بناچار مجری کار یعنی محل اجراء کار حضرت صدیق اکبر ہونگے یا حضرت مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مولوی معنوی رومی قدس سرہ نے تعجب نہیں کہ اس شعر میں اسی معنی کیطرف کوئی اشارت فرمائی ہووے۔ بیت سر حق را تو چہ دانی جاہلی ٭ تو گرفتاری بہ بوبکر و علی بھید حق کیا جانے تو جاہل ہے تو ٭ تو علی و بوبکر میں مشغل ہے تو ٭ اور الف ولام عہد ذہنی کا لفظ السابقون پر ارشاد کرنا اسی محل ومقام کی نسبت کر مفہوم ہوتا تھا۔ اور خدائے برتر ہی خوب جاننے والا ہے۔ اے رب ہمارے ہم سے مواخذہ نکیجو اگر ہم بھول گئے ہوں یا ہم نے خطا کی ہو۔ اور محمد صلعم پر کہ نبی رحمت ہیں اور آپ کے انوار پر درود وسلام بھیج جیسی تو آپکے لئے چاہتا ہے اور جس سے تو آپ کی نسبت راضی ہے اور آپکو ہماری معافی اور بخشش کے اسباب میں شفیع کر اور آپکی وجہ میں آپ ہی کو ہمارے لئے سراپا رحمت کر دے

ذکر کیفیتِ اسرارِ کریمہ الٓمٓ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین قال اللہ تعالیٰ الٓمٓ ودر اسرار الم وتفصیل وترکیب آں بدانکہ اشارت از آ بمصداق لفظ مبارک اللہ است وا ز ل بمصداق لفظ لا الٰہ وازم بمصداق لفظ مبارک محمد واشارت از تفصیل آ اول وم آخر مفہوم یا محمد انا وانت است واز ترکیب ل با آ وم مفہوم خلقت سواک لاجلک مع دلالۃ بر استدراک آ وم چہ با وصف تحقق وجود خارجی آ وم توقف معرفت بر استدلال از نفس است وم موجود خارج است بانتزاع تضمنی والتزامی مخصوصہ ہم بقیام مجازی از اول موجود انتزاعی است از مسلوبات تضمنا والتزاما مخصوصہ وغیر مخصوصہ ہم چہ منشائش مسلوبات است در مقابلہ آ وم و آ بال باید خواند و الٓمٓ مقدمہ کتاب است واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقتہ اللہم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی انوارہ وشفعہ فینا وترحمنا

ترجمہ

(ذکر بیان اسرار کریمہ الٓمٓ کا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔ فرمایا خدا تعالیٰ نے الٓمٓ اسرار الٓمٓ سے اسکی تفصیل اور ترکیب معلوم ہو کہ اشارہ الف سے اُسکے مصداق کیموافق لفظ مبارک اللہ ہے اور لام سے موافق مصداق لفظ لا الٰہ اور میم سے مصداق کیموافق لفظ مبارک محمد اور اشارہ تفصیل الف اول اور میم آخر سے مفہوم یا محمد انا وانت ہے یعنی ای محمد صلعم میں ہوں اور تو ہے اور اشارہ ترکیب لام کا الف اور میم کیساتھ مفہوم خلقت سواک لاجلک ہے یعنی سواتیرے جو شے پیدا کیا تیرے ہی واسطے ہے کیونکہ الف و میم کا استدراک بھی لام کیساتھ دلالت حاصل ہے یعنی الف و میم کا معلوم کرلینا بدلالت لام ہے اسلئے کہ باوصف متحقق ہونے وجود خارجی الف اور میم کو توقف معرفت کا نفس کے استدلال پر ہے جبتک نفس رہنما نہو اور اُس سے دلیل نہ حاصل ہو معرفت نہیں حاصل ہو سکتی اور یہ مفہوم اسطرح ہے کہ اشارہ مجموعہ الٓمٓ کا جیسا مذکور ہوا یہ تھا اللہ ۔ لا الٰہ ۔ محمد ۔ اس معنی پر کہ مصداق الف کا اللہ ہے اور مصداق لام کا نفی اور میم کا مصداق محمد ہے یعنی اللہ معبود ہے لیکن جو معبود نہیں بلکہ مخلوق ہے وہ محمد ہے صلعم پس معبود اللہ ہے اور سوا اسکے جو کچھ ہے وہ محمد صلعم جسکا مفہوم یہی ہوا کہ سوائے خدا کے غیر خدا محمد ہے پس جو کچھ مخلوق ہے وہ انہی سے متفرع اور انہیں کو لئے ہے جسکا ماحصل یہی ہوتا ہے کہ سوا آپکے جو مخلوق ہے آپ ہی کیواسطے ہے کہ یہی معنی ہیں خلقت سواک لاجلک کے۔ اور میم موجود خارج ہے الف سے قیام مجازی کیساتھ بذریعہ انتزاع تضمن کے اور التزامی کے جو میم کو مخصوص ہیں۔ اور لام موجود انتزاعی ہے مسلوبات سے بطور تضمن کے اور بطور التزام کے کہ وہ التزام ہو میم کے مخصوصہ اور غیر مخصوصہ کیساتھ کیونکہ اس موجود انتزاعی کا منشا یعنی محل نشو و نمو مسلوبات ہیں جو مقابلہ میں الف و میم کی اور الف کو لام کیساتھ پڑھنا چاہئے اور الٓمٓ مقدمہ کتاب ہے اور اسکی حقیقت کو خدائے برتر ہی خوب جانتا ہے اللہم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی انوارہ وشفعہ فینا وترحمنا

شرحہ فرمود اللہ تعالیٰ الٓمٓ پس فرمود محمد رسول اللہ تعالیٰ صلعم الٓمٓ پس فرمود آنکہ رہنمود الٓمٓ واز آ اللہ واز ل لا الٰہ واز م محمد مقصود است پس فرمود آنکہ دیگر رہنمود از سر تفصیل وترکیب وآنکہ آ بال باید خواند و الٓمٓ مقدمۂ کتاب است پس صراحتش کرد دردمندی و بیفزود بر آں **قولہ** وم موجود خارج است الخ اے تعینِ حضرت محمد صلعم بانتزاع تضمنی از موجودات واجبی در معرض مسلوباتش بلزوم مسلوبات انتزاعی و وجود التزامی مسلوبات مخصوصۂ ذات مبارکش بقیام مجازی باشتراکِ وصفی ظہور نمودہ **قولہ** و ل موجود انتزاعی است الخ ای ہمچنین تعین حضرت ابراہیم از موجودات محمدی بانتزاع تضمنی بمعرض مسلوباتش بلزوم مسلوبات انتزاعی و وجود التزامی مسلوبات مخصوصۂ محمدی بقیام مجازی باشتراکِ وصفی در تحت موجودات محمدی وہمچنیں تعین حضرت موسیٰ از موجودات محمدی بانتزاع تضمنی بمعرض مسلوباتش بلزوم مسلوبات انتزاعی و وجود التزامی مسلوبات مخصوصۂ محمدی بقیام مجازی باشتراکِ وصفی در برابر موجودات ابراہیمی وہمچنیں تعین حضرت عیسیٰ از موجودات انتزاعیہ حقیقۃ محمدی وابراہیمی وموسوی بانتزاع تضمنی بمعرض مسلوباتِ شان بلزوم مسلوبات انتزاعی و وجود التزامی مسلوبات مخصوصۂ محمدی بقیام مجازی باشتراکِ وصفی در برابر موجودات محمدی

ترجمہ

(شرح مسطورہ بالا منجانب مصنف)

فرمایا خدا تعالیٰ نے الٓمٓ پھر فرمایا محمد رسول خدا تعالیٰ صلعم نے الٓمٓ پھر فرمایا وہ جسنے رہنمائی کی الٓمٓ اور آ سے اللہ اور ل سے لا الٰہ اور م سے محمد مقصود ہے پھر فرمایا وہ جسنے دوبارہ تفصیل و ترکیب کے بھید کی نسبت راہ بتلائی۔ اور یہ کہ آ کو ل کیساتھ پڑھنا چاہئے۔ اور الٓمٓ مقدمہ کتاب ہے پس اسکی صراحت کی ایک دردمند نے اور اسپر زیادہ کیا چنانچہ **قولہ** وم موجود خارج است الخ پس یہ قول کہ م موجود خارج ہے آخر تک شرح اسکی یہ ہے کہ تعین حضرت محمد صلعم بذریعہ انتزاع تضمنی کے موجودات واجبی سے ظہور فرمایا بواسطہ قیام مجازی کے بطور اشتراک وصفی اوسی موجودات واجبی کے معرض مسلوبات میں بسبب لازم ہوجانے مسلوبات انتزاعی کے اور وجود التزامی اون مسلوبات کے کہ مخصوصہ ہیں ذات مبارک کو اور **قولہ** و ل موجود انتزاعی است الخ اور یہ قول کہ ل موجود انتزاعی ہے آخر تک اسکی شرح یہ ہے کہ جسطرح تعین اول حضرت محمدی صلعم نے موجودات واجبی سے بذریعہ انتزاع تضمنی والتزامی مخصوصۂ محمدی اسکی معرض مسلوبات میں بقیام مجازی ظہور فرمایا اسیطرح تعین حضرت ابراہیم علیہ السلام نے موجودات محمدی سے بذریعہ انتزاع تضمنی کے آپکے معرض مسلوبات میں بسبب لزوم مسلوبات انتزاعی اور وجود التزامی مسلوبات مخصوصہ محمدیہ کے قیام مجازی کے ساتھ وصف میں شریک ہونیکے سبب موجودات محمدی کے تحت میں ظہور فرمایا اور اسیطرح تعین حضرت موسیٰ علیہ السلام نے موجودات محمدی سے بذریعہ انتزاع تضمنی کے آپکے معرض مسلوبات میں لزوم مسلوبات انتزاعی اور وجود التزامی مسلوبات مخصوصہ محمدی کے سبب قیام مجازی کیساتھ وصف میں مشترک ہونیکے سبب موجودات ابراہیمی کے برابر میں ظہور فرمایا اور اسیطرح تعین حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے موجودات انتزاعیہ حقیقت محمدی اور ابراہیمی اور موسوی سے بذریعہ انتزاع تضمنی کے اُن کے معرض مسلوبات میں لزوم مسلوبات انتزاعی اور وجود التزامی مسلوبات مخصوصہ محمدی کے سبب اشتراک وصفی سے قیام مجازی کیساتھ موجودات محمدی کے برابر میں ظہور فرمایا۔

وہمچنیں تعین حضرت آدم از موجودات ابراہیمی بانتزاع تضمنی بمعرض مسلوباتش بلزوم مسلوبات انتزاعی و وجود التزامی مسلوبات مخصوصۂ محمدی بقیام مجازی باشتراک وصفی در تحت موجودات ابراہیمی وہمچنیں ظہور انبیاء غیر اولوالعزم بانتزاع تضمنی از موجودات اولوالعزم بمعرض مسلوبات شان بلزوم مسلوبات انتزاعی و وجود التزامی مسلوبات مخصوصۂ محمدی بقیام مجازی باشتراک وصفی وہمچنیں وجود بعض اولیا بانتزاع تضمنی از موجودات در تحت اولوالعزم و بعض تحت غیر اولوالعزم بمعرض مسلوبات شان بلزوم مسلوبات انتزاعی و وجود التزامی مسلوبات مخصوصہ و غیر مخصوصۂ محمدی بقیام مجازی باشتراک وصفی و اسمی وہمچنیں وجود مومنین عام بانتزاع تضمنی از موجودات اولیاء اللہ تعالیٰ بمعرض مسلوبات شان بلزوم مسلوبات انتزاعی و وجود التزامی مسلوبات مخصوصہ و غیر مخصوصۂ محمدی بقیام مجازی باشتراک وصفی و اسمی و وجود کافر بانتزاع تضمنی از مسلوبات مومنین عام بوجود التزامی بمعرض مسلوبات شان در تحت اولیاء اللہ تعالیٰ باشتراک اسمی و پس ازیں در انتزاع بعد انتزاع تنزلاً عقل و فکر خیرہ است واللہ تعالیٰ اعلم بہ و آنجا کہ خاصان بادراک وسعتہ حکمتہ و معرفت تنوع صفتہ معترف عجز اند دیگران چہ دارند

ترجمہ اور اسیطرح تعین حضرت آدم علیہ السلام نے موجودات ابراہیمی سے بذریعہ انتزاع تضمنی کے اُن کے معرض مسلوبات میں انتزاعی اور وجود التزامی مسلوبات مخصوصہ محمدی کے سبب قیام مجازی کے ساتھ اشتراک وصفی میں موجودات ابراہیمی کے تحت میں ظہور فرمایا۔ اور اسیطرح انبیاء غیر اولوالعزم کا ظہور بذریعہ انتزاع تضمنی کے موجودات اولوالعزم سے اُن کے معرض مسلوبات میں بسبب لزوم مسلوبات انتزاعی اور وجود التزامی مسلوبات مخصوصہ محمد کے قیام مجازی کے ساتھ اشتراک وصفی میں ہوا۔ اور اسی طرح وجود بعض اولیاء اللہ کا بذریعہ انتزاع تضمنی کے موجودات سے تحت اولوالعزم اور بعض تحت غیر اولوالعزم اُن کے معرض مسلوبات میں مسلوبات انتزاعی کے لزوم کے سبب اور وجود التزامی مسلوبات مخصوصہ و غیر مخصوصہ محمدی کے لزوم کے سبب قیام مجازی کے ساتھ اشتراک وصفی اور اسمی میں ہوا۔ اور اسی طرح وجود عام مومنین کا بذریعہ انتزاع تضمنی کے موجودات اولیاء اللہ تعالیٰ سے اُن کے معرض مسلوبات میں لزوم مسلوبات انتزاعی اور وجود التزامی مسلوبات مخصوصہ اور غیر مخصوصہ محمدی صلعم کے سبب قیام مجازی کے ساتھ اشتراک وصفی اور اسمی میں ہوا۔ اور وجود کافر کا بذریعہ انتزاع تضمنی کے مسلوبات سے مومنین عام کے بسبب وجود التزامی کے اون کے معرض مسلوبات میں اولیائے خدائے تعالیٰ کے تحت میں اشتراک اسمی کے ساتھ ہوا اور اسکے بعد اسی طرح انتزاع بعد انتزاع میں نیچے اوترتے ہوئے عقل اور فکر خیرہ ہے اور اسکو خدائے برتر ہی خوب جانتا ہے۔ جہاں کہ خاص لوگ وسعت حکمت خداوندی کے ادراک میں اور اُس کے تنوع صفت یعنی صفت کے نوع بنوع ہونے کی معرفت میں عجز کے معترف ہیں اور مقر ہیں دوسروں کی کیا حیثیت ہے

شعر کہ خاصان دریں رہ فرس راندہ اند ؎ بلا احصی از تنگ فرو ماندہ اند ؎

قولہ چہ منشایش در مسلوبات است الخ ای مسلوبات واجبی لازم محمدؐ و مسلوبات مخصوصۂ محمدی ای مسلوباتیکہ در ذات مبارک صلعم وجود التزامی یافتہ بمعرفۃ خودش ممتاز گشتہ و مسلوبات غیر مخصوصہ ای مسلوباتیکہ در ذات مبارک صلعم وجودی نیافتہ انتزاعی است محض کہ در محل دیگر وجود التزامی یافتہ بمعرفۃ خودش ممتاز گشتہ **قولہ** و آ بال باید خواند انتہی ای از وصل آ بال اشارت است بحصول آ بدلالۃ ازل تجاوز رتبی چہ استدراکش بی دلالۃ و تجاوز زمانی و مکانی ممتنع باشد **قولہ** الم مقدمہ کتاب است انتہی ای برائے تحقق مبادی کہ توقف مسائل براں است پس ایں کتاب محصور بر دو خبر است ای آ اول و م آخر کہ مشیر مفہوم انا و انت است ورنہ بحث از موضوع لہ قرآنی درست نیاید تذئیل اگر آ اول موضوع گفتہ شود نہ م آخر بدانکہ م آخر کہ منشا حوادث ناگزیر است اگر گرفتہ شد بموضوع لہ اشارت ترکیب بیکار است و حال آنکہ ہماں ح ای میمیکہ در ترکیب واقع است ش بمقتضائے توقف معرفۃ بر استدلال از نفس موضوع لہ دلیل برائے موضوعین است

ترجمہ - **شعر** - کہ خاصان دریں رہ فرس راندہ اند ؎ بلا احصی از تنگ فرو ماندہ اند ؎ - اس راہ میں خاصوں نے دوڑائی بہت گھوڑی ؎ کچھ پا نہیں سکا آخر ہی کہہ ہار - اور **قولہ** چہ منشایش در مسلوبات است الخ اور شرح اس قول کی کہ منشا اُسکا مسلوبات ہیں آخر تک یہ ہے کہ مسلوبات واجبی جو محمد صلعم کو لازم ہیں اور وہ مسلوبات جنہوں نے ذات مبارک صلعم میں وجود التزامی پالیا کہ یہ مسلوبات مخصوصہ محمدی ہیں صلعم یہ سب مسلوبات اپنے اپنی معرفت و پہچانیں ممتاز ہو گئے ہیں۔ اور مسلوبات غیر مخصوصہ یعنی وہ مسلوبات جنہوں نے ذات مبارک صلعم میں کوئی وجود نہیں پایا وہ محض اسی انتزاعی ہیں کہ دوسرے محل میں وجود التزامی پاکر خود اپنی معرفت میں ممتاز ہو گئی ہیں اور **قولہ** آ بال باید خواند انتہی اور یہ قول کہ الف کو لام کیساتھ پڑھنا چاہیے بس ختم شرح اسکی یہ ہے کہ اشارہ ہے الف کو لام کیساتھ وصل کا یعنی ملانیکا بغرض حاصل ہونے الف کی لام کی دلالت کے صورت تجاوز رتبی یعنی یہ وصل اشارہ حصول معرفت الف کا لام کی دلالت سے محض ایک طرح کا تجاوز ہے رتبہ میں تجاوز ہے زمان و مکان میں اسلئے کہ اُسکا ادراک حاصل ہونا بغیر دلالت کے اور صورت تجاوز زمانی و مکانی کے ممتنع ہوگا اور **قولہ** الم مقدمہ کتاب است انتہی اور یہ قول کہ الم کتاب کا مقدمہ ہے بس ختم اسکی شرح یہ ہے کہ اُن مبادی کے تحقق کیلئے کہ مسائل کا توقف اسی پر ہے کہ مبادی ہیں لہذا انکا تحقق ہونا مقدم ہے پس یہ کتاب دو خبر پر حصر کیگئی ہے یعنی الف اول غرض یہ کہ جنپر مسائل کا توقف ہو یہی الم مقدمہ کتاب ہے۔ **تذئیل** - معنی لغوی اسکے کسی چیز کو کسی چیز کے دامن میں کر دینا ہے اور باعتبار اصطلاح عرف مطلب یہ ہے کہ متعلقہ بحث مذکور ذیل ہیں اور تشریح زائد ہے اگر الف اول موضوع کہا جائے نہ میم آخر جس سے اشارہ ہو رہا ہے مفہوم انا اور انت کا - ورنہ بحث موضوع لہ قرآنی سے درست نہ آئیگی۔ یہ کہ میم آخر جو منشا حوادث ہے اگر موضوع لہ مان لیا جائے تو اشارت ترکیب بیکار ہوا اور حال یہ ہے کہ وہی میم آخر جو ترکیب میں واقع ہے دلیل ہے موضوعین کیلئے اس بنا پر کہ معرفت موقوف ہے اسی نفس موضوع لہ سے دلیل اختیار کرنے پر پس میم آخر کیسے موضوع لہ مانا جائیگا جبکہ اشارہ ترکیب بیکار ہوتا ہے جو مشیر ہے انا و انت کا اور معرفت موضوع الف اول کیونکر حاصل ہوگی جبکہ توقف معرفت کا اُسکے اسی لفظ میم آخر کے استدلال پر ہے

واگر ایں اشارت نگرفتہ شود مبادی متحقق نہ شود و بی استقرار موضوع کہ منشاء عوارض بقیام حقیقی و مجازی است و تعلق معرفۃ و عرض باو است بحث از ینہا چساں کردہ شود فکیف ذٰلک الکتاب لا ریب فیہ ھدی للمتقین. اللھم صل وسلم وبارک وانما ابداً علٰی محمد رسولک حبیبک وعلی انوارہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ فمن بعد من یشاء یزد ویصل علٰی محمد ولا احصی ثناءً علیہ

ذکر کیفیۃ تفسیر کریمہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰۤى اَوْلِیَآءَ م الخ الآیہ با دیگر مطالب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علٰی محمد رسولہ ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین. قال اللہ تعالٰے یا ایھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا الیھود والنصٰری اولیاء م بعضھم اولیاء بعض ط ومن یتولھم منکم فانہ منھم ط ان اللہ لا یھدی القوم الظالمین ترجمہ اے کسانیکہ ایمان آوردند نہ گیرید یہود و نصاری را ولی خود

ترجمہ۔ اور اگر یہ اشارت نہ اختیار کیجاویگی مبادی متحقق نہونگے اور بغیر استقرار موضوع کے کہ جو عوارض کا منشا یعنی محل نشو ہی جسکی ساتھ عوارض کو قیام حقیقی و مجازی ہی اور تعلق معرفت اور غرض کا اُسی موضوع سے ہے ان سبکی نسبت کسطرح بحث کیجاویگی کیونکہ جبتک موضوع قرار پذیر نہوگا اُسکی عوارض و تعلقات سی کیسے بحث کیجاسکتی ہے فکیف ذالک الکتاب لا ریب فیہ ھدی للمتقین۔ یعنی تو پھر کیونکر ہے یہ کتاب جس میں کچھ شک نہیں کہ اس میں متقین کی رہنمائی ہے۔ اللھم صل وسلم وبارک دائماً ابداً علٰی محمد رسولک حبیبک وعلی انوارہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ یعنی میرے خدا درود و سلام و برکت بھیج ہمیشہ سے ہمیشہ تک اپنے رسول اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اپکے انوار پر اور انکو ہمارے بارہ میں شفیع کر دے اور اُنکے واسطے سے ہمکو مورد رحمت کر فمن بعد من یشاء یزد ویصل علٰی محمد ولا احصی ثناءً علیہ یعنی اب اسکے بعد جو کوئی چاہے وہ زیادہ کرے اور محمد صلعم پر درود و ثنا نثار کرے اور میں تو آپ پر نثار کا پار نہیں پاتا ہوں۔

ترجمہ (ذکر بیان تفسیر کریمہ یا ایھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا الیھود والنصٰری اولیاء م تا آخر آیت کا مع اور مطالب کے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علٰی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلٰی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین فرمایا خدائے برتر نے سورۂ مائدہ رکوع آٹھ میں یا ایھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا الیھود والنصٰری اولیاء م بعضھم اولیاء بعض ط ومن یتولھم منکم فانہ منھم ط ان اللہ لا یھدی القوم الظالمین
یعنی اے ایسے لوگو کہ ایمان لائے ہرگز مت بناؤ یہود و نصاری کو اپنا ولی

بعض ایشان ولی بعض ایشان است یعنی یکے مر دیگر را کہ از و است پس ہر کہ بولایت گیرد ایشان را پس تحقیق او از ایشان است تحقیق اللہ تعالٰے براہ راست نمی برد قوم ظالمان را باید دانست کہ نہی مستفید تاکید است از اصل اخذ بمعنی ممنوع الجواز و اولیاء جمع ولی از ولایۃ عامۃ الاختصاص بالمعانی کہ ولالۃ میکند بر معنی قربۃ و مدد و مالکیۃ و دوستی و تکفل کار مقصود آنکہ ہرگز نگیرید یہود و نصاری را بولایت از ہر جنس کہ باشد پس بوجوب تحذر از منہی عنہ بعموم اختصاص بالمعانی ہر کہ گیرد بحکم اقتضای مخالفۃ خطاب نہی و فانہ منھم از ظالمان است پس فرضیتہ این نہی بر قواعد فقہ و عقاید در معنی ولایۃ عامہ از حبث و صغیرہ و کبیرہ تا کفر دائر خواہد شد چنانکہ لا تقربوا الفواحش ما ظھر منھا وما بطن الآیہ۔ پس فرضیتہ بہ نہی عام است و تفاوت در حقیقۃ منہی عنہ در مقابلہ یکدگر از روے حقایق ثابتہ است و تاکید نہی بنزول متواتر و تاکید اجابت بوقف لازم و وقف النبی صلعم و دلالتہ بر مغفرت مجیبان از وقف غفران ظاہر است

ترجمہ بعض اُن کے اُن کے بعض کے ولی ہیں یعنی آپس میں ایک دوسرے کے کہ اونہیں میں سے ہیں جو کوئی اُنکا ولی ہوتا تم میں سے مانیگا پس تحقیق وہ اونہیں میں سے ہی بیشک خدا تعالی ظالموں کی قوم کو سیدھی راہ نہیں بتلاتا۔ سمجھنا چاہئے کہ اس آیت میں صیغہ نہی قاعدہ اخذ کی بنا پر ممنوع الجواز کے معنی میں فائدہ تاکید کا حاصل کر رہا ہی اسی لفظ اخذ سے اور اولیا جمع ولی کی کہ ماخوذ ہے ولایت عامہ سے بسبب خصوصیت پا جانے لفظ ولایت کے معانی متعددہ میں دلالت کر رہا ہے اسی معانی قربت اور مدد اور مالکیت اور دوستی اور تکفل کار یعنی کام کے ذمہ وار ہونے پر مقصود یہ کہ یہود و نصاری کو ہرگز ولی نہ بناؤ ہر جنس کی ولایت میں کہ ہوتے کیونکہ پرہیز کرنا واجب ہے منہی عنہ سے کہ جسکی ممانعت کا حکم آچکا ہو اگرچہ معنی متعددہ میں اسکو خصوصیت حاصل ہو یعنی حکم ممانعت ولایت یہود و نصاری کا بطور عام ہے اور لفظ ولایت اپنے ہر ایک معنی کے ساتھ خاص ہونیکے سبب ہر ایک معنی اس عموم میں شامل ہے پس حکم نہی ولایت میں ہر معنی ولایت کی اُنکے شمول عموم کے سبب ممانعت ہوئی لہذا ہر جنس کی ولایت یہود و نصاری سے پرہیز کرنا واجب ہے اب جو کوئی اُنکی ولایت مان لیتا ہے تو وہ بنا بر حکم تقاضائے مخالفت خطاب ممانعت کے اور ارشاد فانہ منھم کے یعنی پس بیشک وہ اونہیں میں سے ہے۔ اُسکا شمار ظالموں میں ہی پس اس نہی کی فرضیت فقہ اور عقائد کے قاعدوں پر ولایت عامہ کے معنی میں عبث اور صغیرہ اور کبیرہ سے کفر تک دائر ہوگی جیسا کہ سورۂ انعام رکوع انیس میں ہی لا تقربوا الفواحش ما ظھر منھا وما بطن الآیہ یعنی برے کاموں کے قریب مت جاؤ اُنمیں سے جو ظاہر ہوں اور جو پوشیدہ ہوں۔ پس فرض ہونا نہی کی نسبت کر عام ہے۔ اور تفاوت حقیقت منہی عنہ میں ایک دوسرے کے مقابلہ میں حقائق ثابتہ کی رو سے ہی۔ اور تاکید نہی کی نزول متواتر کے سبب ہے۔ اور تاکید اجابت یعنی نہی کے ماننے اور قبول کرنے کی وقف لازم ہے اور وقف نبی صلعم سے ہی اور اس نہی کے قبول کرنے اور مان لینے والوں کی مغفرت پر دلالت وقف غفران سے ظاہر ہی

پس اعراض ازیں نہی کفر است چہ وقوع کفر بانکار فرضی مفیع اقرار ہائے دیگر است العیاذ باللہ تعالے منہ مگر آنکہ بالتسلیم واقرار ایں امر خود را گنہگار در عدم ادائش بہوائے نفس داند البتہ باحکام حنفیہ رضہ تکفیرش نتواند شد مگر میرساند اصرار بر عبث بصغیرہ و بر صغیرہ بکبیرہ بقرب کفر و بریں بنا بر ہر عملی دو مواخذہ متحقق یکے در مقابلہ شومئ عمل و دیگرے در مقابلہ مخالفت نہی۔ پس در معنی فانہ منہم از تاکید تشبیہ استعارہ مستفاد در فہم قاصر ہمیں است کہ در صورت عدم توبہ مغفرتش داخل تحت مشیۃ نخواہد شد بلکہ عذاب خواہد یافت بقدر استحقاق خودش و در معنی ان اللہ لا یہدی القوم الظالمین مستفاد می شد کہ توفیق مرضیات نیابد بدون قطع ازیں تعلق ولایۃ واظہر است کہ توبہ بدون قطع ازیں علۃ توبہ نیست یا راہ نماید بسوئے جنت بعدم عفو آں یا از نیافتن توفیق مرضیات

ترجمہ۔ پس اس نہی سے اعراض یعنی روگردانی کفر ہے کیونکہ ایک فرض کے انکار سے کفر کا واقع ہو جانا دوسری اقرار کا ضائع کرنیوالا ہے خدا تعالے اس سے پناہ دے مگر یہ کہ اس امر کے تسلیم و اقرار کے ساتھ خود کو اُس کے نہ ادا کرنے میں ہوائے نفس کے سبب گنہگار جانے۔ البتہ حنفیہ رضہ کے احکام کے موافق اسکی تکفیر نہیں ہو سکتی۔ مگر عبث پر اصرار صغیرہ کو پہنچا دیتا ہے۔ اور اصرار صغیرہ پر کبیرہ کو اور کبیرہ پر اصرار کفر کی نزدیکی کو اور اسی بنا پر ہر ایک عمل پر دو مواخذے متحقق ہیں ایک مواخذہ شومی عمل کے مقابلہ میں۔ اور دوسرا مخالفت نہی کے مقابلہ میں۔ پھر فانہ منہم کے معنی میں پس بیشک وہ گویا اونہیں میں سے ہیں اس تاکید تشبیہ استعارہ سے فہم قاصر میں یہی مستفاد ہے کہ توبہ نہونے کی صورت میں اُس کی مغفرت تحت مشیۃ نہ داخل ہوگی بلکہ عذاب پائیگا اپنے آپ کے استحقاق کے اندازہ پر اور معنی ان اللہ لا یہدی القوم الظالمین میں یعنی بیشک خدائے برتر قوم ظالمین کی رہنمائی نہیں فرماتا ہے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ اس تعلق ولایت کے بغیر توڑے کے خدا کی مرضیات کی توفیق نہیں پائیگا اور خوب ظاہر ہے کہ توبہ بغیر اس علت کے قطع کئے توبہ نہیں ہے یا خدا جنت کی طرف راہ نہیں دکھلائیگا اسکی معافی نہونے کے سبب یا خدا کی مرضیات میں توفیق نہ ملنے کے سبب تنبیہ سمجھنا چاہیے کہ جب تک اس علت کی حالت باقی ہے دعا حصول ہدایت میں بے سود ہے اگر دعا مفید ہو جائے تو یہی ہوگا کہ تائب ہو جائیگا اور اسکے سوا اس دعا کا قبول ہونا جنس استدراج سے ہے کہ فرمایا خدائے برتر نے سورۂ اعراف رکوع بائیس ۲۲ میں سنستدرجہم من حیث لا یعلمون یعنی اس طرح سے انکو بتدریج و آہستہ ڈھیل دیکر ہم پکڑینگے کہ انہیں خبر بھی نہوگی پس اسی استدراج میں گرفتار ہو کر گناہ میں زیادتی کرتا

تنبیہ باید دانست کہ دعا در حصول ہدایت بی سود است تا حالت بقای ایں علۃ و اگر مفید شود ہماناکہ تائب شود و در ورائے آں قبول از جنس استدراج است قال اللہ تعالیٰ سنستدرجہم من حیث لا یعلمون ○ پس زیادت میکند در عصیان تنبیہ حیف است بر داعی لنفسہ و لغیرہ در ورائے ہدایت کہ با دعوی ولایت و ایمان اینقدر ہم نمی فہمند کہ نسبت بہر دو استدراج است آہ مسلمانی مسلمانی را در تنذیر فانہ منہم وان اللہ لا یہدی القوم الظالمین میخواہد و یاد نمی آرد قال اللہ تعالیٰ من یشفع شفاعۃ سیئۃ یکن لہ کفل منہا الآیہ و باین استدراج بر قبولیت دعاہائے خود مینازند اللہم احفظنا و وفقنا لما تحبہ و ترضاہ تنبیہ کلمات طیبات را در خصوص حصول سیئات وسیلہ آوردن ظلمے دیگر است بر خوبی وجود استدراج زیرا کہ کلمات طیبات را غالباً خصوصی در حق خودش باقاری در حضور حق تعالیٰ باشد ای مرحوم آخرت را فراموشیدی شعر چون گردباد گر بفلک سر کشی چہ سود ؛ آخر چو خاک زیر تہ پا نشستنی است ؛ اللہم تعالیت واعلم و ربنا فاغفر لنا ما نسینا و اخطانا و انت الغفور رحیم وصل و بارک وسلم دائماً ابداً علی محمد رسولک حبیبک و علی انوارہ و شفعہ فینا و ترحمنا بہ

ترجمہ۔ تنبیہ افسوس ہے اُس دعا مانگنے والے پر جو ہدایت کے سوا دوسری طلب میں ہو خاص اپنے نفس کیلئے ہو اور خواہ غیر کیلئے کیونکہ باوجود دعوی ولایت اور ایمان کے اتنا بھی نہیں سمجھتے ہیں کہ یہ دونوں کی نسبت کر استدراج ہے آہ کیسی بات ہے کہ ایک مسلمان کسی مسلمان بھائی کو اس ارشاد فانہ منہم۔ اور ان اللہ لا یہدی القوم الظالمین ○ میں مبتلا ہوا اور اسکے لیے اس امر کا خواہاں ہو جنہیں خدا تعالے کیطرف سے اُسکا قوم الظالمین میں شمار ہوا اور ہدایت نہ پانیکا خوف ہو گیا وہ اس ارشاد حق کو سے نہیں یاد کرتا ہے جو سورہ نساء کے گیارہویں رکوع میں ہے کہ فرمایا خدائے برتر نے من یشفع شفاعۃ سیئۃ یکن لہ کفل منہا الآیہ یعنی جو کوئی شفیع ہوگا بری بات کی شفارش کیلئے اُسکا ذمہ اسکیلئے ہے یعنی بوجھ اُس برے کا اُسی کیلئے ہے جو شفیع ہوا ہے آخر آیت تک اور اس استدراج کے ذریعہ سے اپنی دعا نکے قبول ہونے پر ناز کرتے ہیں خدایا ہمکو محفوظ رکھ اور ہمیں توفیق دے اُسکی جسے تو محبوب رکھتا ہے اور جسکو تو پسند کرتا ہے تنبیہ کلمات طیبات کو خاصکر سیئات یعنی گناہ و برائیوں کے حاصل ہونے میں وسیلہ لانا باوجود استدراج کے اپنے پر ایک اور ظلم ہے کیونکہ کلمات طیبات کو بکہ بخصوصیت اپنے آپکے حق میں خدائے تعالیٰ کے روبرو قاری یعنی اُنکے پڑھنے والے کیلئے ساتھ غالباً ہوگی۔ ای لوگو آخرت کو بھول گئے ہو شعر چون گردباد گر بفلک سرکشی چہ سود ؛ آخر چو خاک زیر تہ پا نشستنی است ہے ؛ بگولے اندھی آسمان پر چڑھکے تو نے کیا لیا ؛ خاک ہو پاؤں تلے آخر تو رہنا ہے تجھے ؛ ای میرے خدا تو ہی شایان برتری و بلندی ہے اور تو ہی خوب جاننے والا ہے۔ اور اے رب ہمارے جو ہم بھول گئے اور ہمنے خطا کی ہمارے واسطے بخشدے اور تو ہی غفور رحیم ہے وصل و بارک وسلم دائماً ابداً علے محمد رسولک حبیبک و علی انوارہ و شفعہ فینا و ترحمنا بہ یعنی اور رحمت و برکت و سلامتی بھیج ہمیشہ سے ہمیشہ تک اپنے رسول اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اُن کے انوار پر اور اُن کو ہمارے بارہ میں شفیع کر دے اور اُنکے واسطے سے ہمیں مورد رحمت کر

ذکر کیفیۃ تفسیر آیات کریمہ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ج وکریمہ اُعبدوا اللّٰہ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ الآیہ وکریمہ ھُوَ اللّٰہُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الآیہ وکریمہ ھُوَ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّفِی الْاَرْضِ اِلٰهٌ الآیہ وکریمہ کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ الآیہ ونفی

تاویل باطل

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین یا رب

شعر نگہدار ما را ز راہ خطا ٭٭ خطا در گزار و صوابم نما

باید دانست فرمود سبحانہ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ج مستبعدانہ بہم گر پرسیدند آیا گردانید محمد صلعم الٰہہ متعددہ بوجود ہا را یک الٰہ اِنَّ ھٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ ٥ بتحقیق این چیز عجیب تر است یعنی توحد ور تکثر خلاف عقل و بداہت وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰۤى اٰلِهَتِكُمْ ج

ترجمہ ذکر بیان تفسیر پانچ آیتوں کا اول کریمہ اجعل الالٰہۃ الٰہا واحدا ج دوم کریمہ اعبدوا اللہ مالکم من الٰہ غیرہ الآیہ سوم کریمہ ھو اللہ فی السموات والارض الآیہ چہارم کریمہ ھو الذی فی السماء الٰہ الآیہ پنجم کریمہ کل شیء ھالک الا وجہہ ط

اور نفی تاویل باطل کا بیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔ اے میرے رب

شعر نگہدار ما را ز راہ خطا ٭٭ خطا در گزار و صوابم نما۔

ترجمہ خطا کی راہ سے ہمکو بچالے۔ ٭ خطا دی بخش سیدہی رہ دکھادے۔ سمجھنا چاہیے کہ فرمایا حق سبحانہ نے شروع سورۂ ص میں اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ج یعنی کفار مستبعدانہ اور اپنے خیال سے بعید سمجھکر آپس میں ایک دوسرے سے یہ پوچھنے لگے۔ کیا محمد صلعم نے متعدد معبودوں کو اونکے متعدد وجود کے ساتھ ایک خدای معبود بنایا اِنَّ ھٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ ٥ یعنی یہ تو بیشک بڑے اچنبھے کی چیز ہے یعنی توحد تکثر میں کہ عقل و بداہت کے خلاف ہے کیونکہ عقل اسکو نہیں مانتی اور یہ ظاہر کے بھی خلاف ہے کہ باوجود کثرت و بتباین کے انکا ایک ہی نا مانا جاوے وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰۤى اٰلِهَتِكُمْ ج

روان شدند سرداران قومیکہ آمدہ بودند گویان کہ بروید و صبر کنید بر معبودان خود ہا درین مخالفت کہ میان ما و محمد کہ جائے خطر است اِنَّ ھٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَادُ ٥ ہر آئینہ این مخالفت کہ میان ما و محمد است چیز خواستہ شدہ است از طرفین کہ ترک نتواند شد مَا سَمِعْنَا بِھٰذَا فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ج پس چگونہ ترک کنیم کہ نشنیدیم اینکہ باعتقاد تثلیث توحد اعتقاد کنند در ملت پسین کہ اشارت است بملت نصاری اِنْ ھٰذَاۤ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ٥ نیست این سخن محمد مگر نو ساختہ از پیش گفتن کافران یعنی اجعل الالٰہۃ الخ ظاہر است کہ از لا الٰہ الا اللہ نفی الوہیۃ از الٰہہ متکثرہ باطلہ بتحقیقش با آنہا در دلہای خود شان و تصدیق و اقرار بالہ واحد حق نفہمیدند۔ و نیز از کریمہ مَا سَمِعْنَا الخ ولالتی برین عیان است ورنہ میگفتند کہ نفی الٰہہ کہ سلف شان می پرستیدند باثبات الٰہ واحد میفرمائید و این جاے استبعاد نیست کہ نفی متکثر و اثبات متوحد خلاف عقل و بداہت نیست گو استبعاد در زند باین حق از مشاہدہ کیفیۃ باطلہ ملت پسین المقصود محل استبعاد توحد در تکثر است و بعکس این چنانکہ اجعل الواحد اثنین کہ از ممتنعات عقل و بداہت است یا رب چہ رو داد این ما ؤلا را کہ بانچہ کفار استبعاد ورزند ایشان حجت خود بر اثبات توحید وجودی سازند کہ نتواند شد

ترجمہ یعنی وے قوم سردار کہ آئے تھے چلے گئے یہ کہتے ہوئے کہ چلو اور صبر کرو اپنے معبودوں پر اس مخالفت میں جو ہمارے اور محمد صلعم کے درمیان ہے جای خطر ہے اِنَّ ھٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَادُ البتہ کیونکہ یہ مخالفت جو ہمارے اور محمد صلعم کے درمیان ہے ایسی چیز ہے کہ دونوں طرف سے چاہی ہوئی ہے جسکا ترک ہو نہیں سکتا مَا سَمِعْنَا بِھٰذَا فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ج یعنی ہم کیسے ترک کریں کہ ہمنے یہ سنا ہی نہیں پچھلی ملت میں کہ وے اعتقاد تثلیث کیساتھ توحد اعتقاد کرتی ہوں یعنی تین ماننے کے ساتھ انہی تین کو ایک مانتے ہوں کہ اشارہ ہے مذہب نصاریٰ کیطرف اِنْ ھٰذَاۤ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ٥ یعنی نہیں ہے یہ کلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مگر اپنی بہت گھڑی گھڑت کا۔ کافروں کی اس کلام مستبعدانہ اور تعجب خیز اجعل الالٰہۃ سے آخر تک جیسا کہ غور کرنے سے ظاہر ہے کہ لا الٰہ الا اللہ سے ان کافروں نے اپنے ان جھوٹے خداؤں کے خدا ہونے کی نفی کو اس سبب سے کہ ان جھوٹے خداؤں کا خدا ہونا انکو خود اپنے دلوں میں متحقق و ٹھہرا ہوا تھا حق نہ مانا اور نہ خدائے واحد کی تصدیق اور اسکا اقرار سیج جانا۔ بلکہ اس نفی کو اصل میں سمجھے ہی نہیں جیسا انکی استفہام استعجاب سے ظاہر ہے اور کریمہ ما سمعنا سے بھی آخر تک۔ اسپر ایک دلالت عیاں ہے۔ ورنہ کفار یہ کہتے کہ ان خداؤں کی نفی انکی تاویل باطل سے عیاں ہے۔ اور یہ نہ جائے استبعاد ہے نہ دور از خیال جو ان کو اگلے پوجتے تھے۔ ایک خدائے واحد کے اثبات یعنی ثابت کرنیکی غرض سے فرماتے ہیں۔ اور یہ کیونکہ بہت سوں کی نفی اور ایک کا اثبات عقل و بداہت کے خلاف نہیں ہے گو اس حق کو پچھلی ملت کی جھوٹی کیفیت کو دیکھنے سے بعید از عقل جانیں اور مستبعد خیال کریں مقصود یہ کہ جائے تعجب توحد ہے تکثر میں یعنی بہت سوں کو ایک ماننا اور اسکا عکس یعنی ایک میں بہت ماننا جیسا کہ اَجَعَلَ الْوَاحِدَ اثْنَیْنِ یعنی کیا ایک کو دو مان لیا۔ جو عقل و بداہت کے ممتنعات سے ہے یعنی باعتبار عقل بھی اور بداہت بھی دونوں طرح سے ممتنع ہے۔ اے میرے رب ان ماؤلا کو کیا پیش آیا کہ جس چیز سے کفار استبعاد اختیار کرتے اور اسکو عقل سے دور سمجھتے ہیں یہ لوگ توحید وجودی کے اثبات پر اسیکو اپنی حجت بناتے ہیں کہ وہ حجت نہیں ہو سکتی

و وحدت قدیمہ را کہ مبرا از شائبۂ حدوث است در توحد و تکثر حادث الٰہہ باطلہ پندارند این چہ اعتقاد است
دور از حقیقۃ نعوذ باللہ تعالیٰ منہ و ہم اعراض از بداہت و نسق عبارت یعنی کہ مفعول ثانی تابع و صفۃ مفعول اول بر
وقوع فعل مقصود خبر این مفید نبود کہ آیا الٰہۂ متکثرہ را الٰہ واحد گردانید واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب ما ہٰؤلاء خود
بر اختلاق خود مواخذ دانند و بفہم معانی قرآن مجید مجتہد العیاذ باللہ تعالیٰ منہ خلاصہ شان نزول این است
کہ کافران قریش از آنحضرت صلعم مصالحہ خواستند تا ابطال دین و معابد شان نفرمایند آنحضرت صلعم
فرمودند مصالحہ است بقبول لا الٰہ الا اللہ اگر بپذیرند پس مستبعد شدند بانکہ اجعل الالٰہۃ الخ چنانکہ مذکور
شد اعبدوا اللہ ما لکم من الٰہ غیرہ باید دانست ما مشبہ بلیس است
و غیرہ اسم موخرش و لکم و من الٰہ بتعلق ثابتاً خبرش حاصل اینست کہ
نیست برائے شما معبود غیر اللہ نہ انیکہ برائے شما الٰہی کہ ہست غیر اللہ نیست ای عین اللہ است
و درین صورت غیرہ خبر منصوب است و اسم ہنوز مطلوب و این خلاف اجماع رفع است باید دانست
لکم مربوط بغیرہ بتعلق ثابت است و من الٰہ تبیین از غرض جائز غیرہ مزعوم مخاطب

ترجمہ اور وحدت قدیمہ یعنی خدائے قدیم کی یکتائی کو جو حدوث کی شائبہ سے مبرا اور پاک ہے جھوٹے حادث خداؤں کی توحد اور تکثر یعنی ایک ہونے اور بہت سے ہونے میں سمجھ رہے ہیں۔ یہ کیا اعتقاد ہے کہ حقیقت سے دور ہے۔ ہمکو خدا تعالیٰ اس سے پناہ میں رکھے اور بداہت کا بھی اعتراض اور نسق عبارت سے بھی یعنی رفتار کلام اور ظاہر سے بھی روگردانی ہو رہی ہے یعنی اسلئے کہ آیت مذکورہ میں دوسرا مفعول الٰہًا واحدًا جو تابع اور صفت ہے پہلے مفعول الآلہۃ کا فعل کے واقع ہونے میں وہ بجز اسکے مقصود میں مفید نہیں ہوتا ہے کہ معنی کریمہ یہ ہوں کہ کیا بہت سے خداؤں کو ایک خدا کر دالتے ہو۔ اور خدا برتر ہی صواب و درستی کو خوب جانتا ہے۔ تاویل کرنیوالے اپنے کو اس اپنی نوایجاد یعنی گھڑت پر مواخذ جان رہے ہیں گویا وہی ہیں ایک خدا اتنے والے اور معانی قرآن مجید کو سمجھنے میں مجتہد بنکر اجتہاد کے مدعی بن رہے ہیں۔ خدائے تعالیٰ اس سے پناہ دے اور خلاصہ شان نزول کریمہ مذکور کا یہ ہے کہ کفار قریش نے آنحضرت صلعم سے باہم صلح کرنا چاہا کہ آپ انکے دین اور معبودوں کا ابطال نفرما دیں اور انکو نہ جھٹلا دیں آنحضرت صلعم نے فرمایا اگر وہ مانیں تو فقط لا الٰہ الا اللہ قبول کر لینے پر مصالحت ہے تو وہ مستبعد ہوگئے اور ایسا انکو عقل سے دور سمجھنے لگے یہ کہکر اجعل الالٰہۃ آخر تک یعنی کیا بہت سے معبود ایک معبود واحد بنجائینگے کیسے ممکن ہے جیسا کہ مذکور ہوا۔ اور فرمایا حق سبحانہ نے سورہ اعراف رکوع ۹-۱۰ آخر میں اعبدوا اللہ ما لکم من الٰہ غیرہ الآیۃ یعنی اللہ کو پوجو کہ غیر اللہ تمھارا کوئی معبود نہیں ہے سمجھنا چاہیئے کہ اس آیت میں لفظ ما شبہ بلیس ہے اور غیرہ اسکا اسم موخر اور لکم اور من الٰہ ثابتا کے متعلق ہوکر اسی ما کی خبر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ نہیں ہے تمھارے لئے کوئی معبود غیر اللہ یعنی غیر اللہ تمھارا کوئی معبود نہیں ہو سکتا۔ نہ یہ کہ تمھارے لئے جو معبود کہ ہے وہ غیر اللہ نہیں ہے یعنی عین اللہ ہے اور اس صورت میں غیر خبر ہے منصوب اور اسکا اسم ہنوز مطلوب حالانکہ یہاں غیرہ پر رفع اور ایسا ہونا خلاف اجماع ہے۔ سمجھنا چاہیئے کہ لکم کا ربط غیرہ کیساتھ بسبب تعلق ثابت کے ہے اور من الٰہ تبیین ہے غرض جائز غیرہ کی کہ مزعوم مخاطب ہے یعنی غیر خدا جو زعم و گمان میں مخاطب کے الٰہ یعنی معبود ٹھہرا ہوا ہے اس من الٰہ سے اسی زعم کردہ غیر خدا کی غرض جائز معبودیت کا بیان ہو رہا ہے۔

و این ہر دو منفی بہ است بحاصل منہی عنہ و درین نظم شریف تحرز است از الٰہا لکم کہ مغیر معنی بمراد ماؤل
است ای ادیب در ترکیب نظم بتفکر و تدبر بنگر و نیز باید دانست کہ اللہ عز و جل اصنام را الٰہہ نفرمود البتہ نفی الٰہہ فرمود
لو کان فیہما آلہۃ الا اللہ لفسدتا الآیۃ تفسیر این کریمہ در ذکر کلمۂ طیبہ مذکور است و تعبیر کفار اصنام را بالٰہ
باطل است فکیف این اصنام را الٰہ بلکہ عین اللہ گفتن واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب ہو الذی فی السمٰوٰت والارض الآیۃ باید دانست
لفظ اللہ متعلق نمیتواند شد و نہ ماؤل باسم صفۃ بنابر علمیتش پس متعلق بہ مستقیم معنی فی السمٰوٰت والارض کہ ضرور نیست
بحذفش متوسع است اگر متعلق بہ لفظ ظاہر گرفتہ شود فی السماء والارض ظرف مجازی باشد و ظاہر از تقیید حکم ظرف و
مظروف حقیقی یعنی کہ ظرف متوسع و مقدم و مغائر باشد مظروف را مبرا است فلا محذور فیہ والدلیل علیہ نہ انکہ سمٰوٰت
و ارض مظہر و ہم عین ظاہر باشد بنابرش تعلیل نہ انیکہ احکام ظروف و مظروف حقیقی و ہمچنین دیگر متعلقات
بہا مستقیم معنی جائز و النسب باختیار متعلق بہ لفظ الٰہ اسم صفۃ است نہ جنس منع جنسیۃ لفظ الٰہ در ذکر
کیفیۃ کلمۂ طیبہ مذکور است و بنابرش تعلیل النسب قرب معنی و صفۃ بلفظ اللہ کہ علم بوصف ہماند
است تعالت اسمائہ و جلت صفاتہ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

ترجمہ حالانکہ یہ دونوں یعنی غیر خدا اور اسکی معبودیت منفی ہیں منہی عنہ کے حاصل نتیجہ پر تاکہ معلوم ہو کہ ان دونوں کی نفی کیجائیکا حاصل نتیجہ یہی ہے کہ اسکی ممانعت کیجائے کہ تم غیر خدا کو خدا سمجھکر اسکی عبادت کرو بلکہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اسکو خدا مانو نہ اسکے غیر کو اور اس نظم شریف میں مالکم من الٰہ مذکور فرما کر غرض حق کی نظم الٰہا لکم کے بچنے کیلئے کیونکہ یہ ترکیب ثانی ماؤل یعنی تاویل کرنیوالے کی مراد کے موافق معنی کو تغیر دیکر ہوا ہے۔ اے ادیب ترکیب نظم میں سوچ و فکر سے نظر کر اور یہ بھی سمجھنا چاہیئے کہ خدائے عز و جل نے بتوں کو الٰہہ نہیں فرمایا البتہ نفی الٰہ کی فرمایا کہ سورہ انبیاء رکوع دوم میں لو کان فیہما آلہۃ الا اللہ لفسدتا الآیۃ یعنی اگر ان دونوں میں بہت سے خدا ہوتے سوا اللہ کے تو البتہ یہ دونوں آسمان و زمین بگڑ جاتے۔ اس کریمہ کی تفسیر ذکر کلمہ طیبہ میں مذکور ہوا اور کفار کا بتوں کو خدا کیساتھ تعبیر کرنا باطل ہے تو ان بتوں کو الٰہ بلکہ عین اللہ کہنا کیونکر ہوگا واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب یعنی اور خدا برتر ہی خوب جانتا ہے راہ صواب کو۔ اور فرمایا خدا سبحانہ نے شروع رکوع سورہ انعام میں ہو اللہ فی السمٰوٰت والارض الآیۃ یعنی وہی ہے خدا آسمانوں میں اور زمین میں آخر تک سمجھنا چاہیئے کہ لفظ اللہ متعلق نہیں ہو سکتا کہ جار مجرور اسکے ساتھ متعلق ہو۔ اور نہ اسم صفت کیساتھ تاویل کیا جا سکتا ہے کیونکہ لفظ اللہ علم ہے اور علم نکرہ ہوکر معنی صفت میں تاویل نہیں کیا جا سکتا پس متعلق کہ اسکے ساتھ معنی فی السمٰوٰت والارض کے استقامت پاسکیں ضروری ہے اور وہ یہاں بسبب اسکے حذف کے متوسع ہے اگر متعلق بہ لفظ ظاہر مان لیا جائے تو فی السمٰوٰت والارض ظرف مجازی ہوگا اور ظاہر حکم ظرف و مظروف حقیقی کی تقیید سے یعنی کہ ظرف متوسع اور مقدم اور مغائر مظروف کی ہوئی مبرا یعنی جبکہ صفت ظاہر ان قیود سے جو ظرف اور مظروف حقیقی میں پائی جاتی ہیں کہ ظرف و مظروف سے متوسع اور مقدم اور مغائر ہو بسبب تعلق مجاز ہمہ گیر ہونیکے پاک ہے تو اسکی متعلق بہ اور مظروف ہونے میں کچھ حذر و اندیشہ نہیں کیا جائیگا۔ لیکن اسپر کوئی دلیل نہیں کہ یہی مظروف و متعلق بہ ہے نہ یہ کہ ظرف مظروف حقیقی کی احکام کی بنا پر آسمان و زمین مظاہر یعنی تجلی و ظہور بھی ہوں اور عین ظاہر بھی اور اسیطرح اور متعلقات بھی یعنی وہ متعلقات کہ انکے ساتھ معنی مستقیم ہو جاتے ہیں اور نسبت متعلق بہ اختیار کرنیکی لفظ الٰہ اسم صفت ہے نہ یہ لفظ اسم جنس کیونکہ لفظ الٰہ کے جنس ہونیکا منع ذکر کیفیت کلمہ طیبہ میں مذکور ہو چکا اور اسکا ساتھ متعلق بہ ہونا اس سبب سے ہے کہ لفظ الٰہ کو لفظ اللہ کیساتھ معنی و صفت میں قربت و نزدیکی ہے کیونکہ لفظ اللہ علم ہو گیا ہے وصف الوہیت میں اپنے مشہور ہونیکے سبب سے تعالیٰ میں تمام اسکے اور جلیل ہیں صفتیں اسکی واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب ۱۲

هُوَ الَّذِی فِی السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّفِی الْاَرْضِ اِلٰهٌ الآیہ ہو الذی فی السماء الخ بظرفیۃ ومظروفیۃ مجازی مبرا از احکام ظرفیۃ ومظروفیۃ حقیقی پس چنانکہ در تفسیر کریمہ هُوَ اللّٰهُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مذکور شدہ ہمچو ترکیب زَیْدٌ فِی الدَّارِ قَائِمٌ حاصل آنکہ آں ای اللہ در آسمان الٰہ است وہم در زمین الٰہ است نہ غیر او وازیں نظم تواں دانست کہ ہر الٰہی کہ در آسمان است وہر الٰہی کہ در زمین است عین اللہ است ومعلوم نیست کہ الٰہ در آسمان کیست والٰہ در زمین کہ اللہ تعالیٰ نفی الٰہہ میفرماید وَلَوْ کَانَ مَعَهٗۤ اٰلِهَةٌ كَمَا یَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِی الْعَرْشِ سَبِیْلًا لاکن از قول ہؤلاں الٰہہ واضح باشد کہ در زمین اصنام را کہ معبود مقرر کفار اند الٰہ قرار دادند ودر آسمان ملائکہ ہم الٰہ تراشیدہ باشند کہ ایں ہمہ الٰہہ آسمانی وزمینی را عین اللہ گویند نعوذ باللہ تعالیٰ من ذٰلک تعالی اللہ عما یصفون ۰ كُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ الآیہ باید دانست کہ ہلاک عدم لاحق است بوجود سابق العدم نہ بوجود فارغ العدم ونہ بعدم پس ہلاک بمعنی عدم مطلق شیٔ سخن مستبعد فیہ است از آنکہ علم وحکم بر عدم مطلق نتواند شد واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب اللّٰهم صلّ وسلّم علیٰ محمدٍ نبی الرحمۃ وعلیٰ جمالہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ

ترجمہ اور فرمایا حق سبحانہ نے آخر سورۂ زخرف میں هُوَ الَّذِی فِی السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّفِی الْاَرْضِ اِلٰهٌ الآیہ یعنی وہ وہی ہے کہ آسمان میں خدا ہے اور زمین میں خدا ہے آخر تک۔ اس کریمہ میں بھی ہو الذی فی السماء آخر تک ظرف ومظروف مجازی ہو نیکے سبب احکام ظرف ومظروف حقیقی ہونیسے پاک ہے جیسا کہ تفسیر کریمہ هو اللّٰه فی السمٰوٰت والارض میں ابھی مذکور ہوا مثل ترکیب زَیْدٌ فِی الدَّارِ قَائِمٌ کے حاصل یہ کہ وہ یعنی اللہ آسمان میں معبود ہے اور وہی زمین میں الٰہ یعنی خدا ہے نہ اسکا غیر۔ اور اس نظم سے نہیں جانا جا سکتا ہے کہ جو الٰہ آسمان میں ہے اور جو الٰہ کہ زمین میں ہے عین اللہ ہے اور نہیں معلوم کہ آسمان میں الٰہ کون ہے اور زمین میں الٰہ کون۔ خدائے تعالیٰ اٰلِهَہ کثیرہ کی نفی فرماتا ہے کہ سورۂ بنی اسرائیل رکوع پانچ میں ہے قل لَّوْ کَانَ مَعَهٗۤ اٰلِهَةٌ كَمَا یَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِی الْعَرْشِ سَبِیْلًا ۰ یعنی کہدیجئے اے ہمارے حبیب اگر اسکے ساتھ جیسا وے کہتے ہیں کئی خدا ہوتے اسوقت کوئی راہ عرش والے کیطرف ضرور نکالتے لیکن ماؤنوں کے قول سے اٰلِهَہ یعنی متعدد معبود ظاہر ہے شاید کہ زمین میں بتوں کو جو کفار کے ٹھیرائے ہوئے معبود ہیں، انھوں نے الٰہ قرار دئے ہوں۔ اور آسمان میں فرشتے بھی الٰہ تراش لئے ہوں کہ ان سب آسمانی اور زمینی معبودوں کو عین اللہ کہتے ہوں۔ ہم خدا برتر سے ایسے اعتقاد کی نسبت پناہ مانگتے ہیں خدا بہت بلند ہے اس چیز سے کہ وے وصف کرتے ہیں اور فرمایا حق سبحانہ نے آخر سورۂ قصص میں كُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ الآیہ یعنی ہر چیز سوائے روئے مبارک خدا تعالیٰ کو ہلاک ہونیوالی ہے سمجھنا چاہیے کہ ہلاک عدم لاحق ہے جو وجود سابق العدم کو لاحق ہوا یعنی اس وجود کو جسکے پہلے عدم ہے، نہ اس وجود کو لاحق ہے کہ فارغ العدم ہے اور نہ عدم کو پس ہلاک بمعنی عدم مطلق شیٔ کے یعنی مراد ہلاک سے مطلق کسی چیز کا نہ ہونا کلام مستبعد فیہ ہے یعنی عقل سے دور اور تعجب خیز ہے اس سبب سے کہ علم اور حکم عدم مطلق پر نہیں ہو سکتا اور خدا برتر ہی خوب جانتا ہے راہ درست کو۔ اللّٰهم صلّ وسلّم علیٰ محمدٍ نبی الرحمۃ وعلیٰ جمالہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ

ذکر کیفیۃ وقف لازم بر آیہ وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرَّاسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ الخ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علیٰ رسولہ محمد ونستشفعہ وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔ قال اللہ تعالیٰ هُوَ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ ۚ وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا یَذَّكَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۰ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۰ ترجمہ او است کہ فرو آورد بر تو کتاب بعض از ان آیات محکمات اند ای استوار کردہ شدہ در افادت مقصود آن ہمہ اصل کتاب ستند یعنی از مقاصد ہمہ ودیگر متشابہات اند ای وعنیین موقوف علیہ تشابہ ابتلاء پس آں بالذات باشد بدلالۃ لغۃ بمعنی موضوع یا بالعرض ہمچو استعارہ بدلالۃ مجاز در معنی غیر موضوع پس اختیار کردہ شد مفید المقصود از ین کریمہ واضح است کہ جملہ آیات مخصوص است در محکمات ومتشابہات لیکن آنانکہ کجی است در دلہا شان پس پیروی میکنند آنچہ متشابہ است ازان کتاب بنا بر خواست فتنہ وخواست تاویل متشابہ وحال متشابہ این است کہ نمیدانند تاویل او را جز خدا تعالیٰ ومستحکمان در علم پس استواران در دانستن متشابہ میگویند ایمان آوردیم بمتشابہ بقطع نظر از خواست فتنہ وخواست تاویل موافق ہوا ہمہ از محکم ومتشابہ از نزد پروردگار ما است

ترجمہ

ذکر بیان وقف لازم کا کہ آیت کریمہ وما یعلم تاویلہ الا اللہ ۘ پر ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علیٰ رسولہ محمد ونستشفعہ وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین فرمایا خدا تعالیٰ نے شروع آل عمران میں هو الذی انزل علیک الکتاب منہ آیات محکمات هن ام الکتاب واخر متشابہات ؕ فاما الذین فی قلوبہم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ وابتغاء تاویلہ ج وما یعلم تاویلہ الا اللہ ۘ والراسخون فی العلم یقولون اٰمنا بہ کل من عند ربنا وما یذکر الا اولوا الالباب ۰ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ہدیتنا وہب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوہاب یعنی وہ وہی ہے جسنے اتاری تمپر کتاب کہ اسمیں کی بعض آیتیں محکمات ہیں یعنی مقصود کے فائدہ دینے میں مضبوط کیگئی ہیں کہ یہ سب آیتیں اصل کتاب ہیں یعنی جملہ مقاصد کی نسبت ہیں اور دوسری آیتیں متشابہات ہیں یعنی دو یا کئی معنوں والی کہ انھی پر تشابہ موقوف ہے، جو بغرض آزمائش ہے کیونکہ دو یا متعدد معنی ہونیمیں شبہ پڑکر معنی مقصود سے متجاوز ہو جانا ممکن ہے اور یہی تشابہ ہے جو موقوف ہے متعدد معنی پر اور خدا تعالیٰ کا ایسے الفاظ میں کلام کرنا آزمائش کی غرض سے ہے پس یہ تشابہ کبھی معنی کا یا بالذات ہوگا معنی موضوع میں دلالت لغت کی بنا پر یا بالعرض ہوگا معنی غیر موضوع میں دلالت مجاز کی بنا پر جیسا استعارہ پس یہ تشابہ اختیار کیا جاویگا اسی معنی میں جو مفید ہوگا مقصود کو خواہ وہ معنی موضوع ہو یا غیر موضوع یعنی انہیں سے جو معنی مقصود کو مفید ہونگے وہی معنی تشابہ کیآیت میں اختیار کرلیے جاویں گے۔ اور اس آیت کریمہ سے ظاہر ہے کہ تمام آیتیں کلام پاک کی حصر کیگئی ہیں محکمات اور متشابہات میں۔ لیکن وے لوگ جنکے دلوں میں کجی ہے وے اسی آیت کے پیچھے لگتے ہیں جو اس کتاب میں سے متشابہ ہے خواہش فتنہ کی غرض سے یا فساد کھڑا کرنیکی نیت پر اور متشابہ کی خواہش تاویل کی بنا پر یعنی تاویل گھڑنیکی غرض سے۔ اور حال متشابہ کا یہ ہے کہ اسکی تاویل کوئی نہیں جانتا ہے سوا خدا کے والراسخون فی العلم اور جو راسخ اور مضبوط لوگ ہیں تاویل متشابہ جاننے میں یعنی جو علم الٰہی سمجھنے میں پکے ہیں وے ایسے لوگ ہیں کہ کہتے ہیں ہم ایمان لائے متشابہ پر قطع نظر کرکے خواہش فتنہ اور خواہش تاویل سے جو حرص وہوا کے موافق ہو بلکہ تمام آیات محکم ومتشابہ ہمارے

وما یذکّر الا الخ وہر گز بمدلولِ مقصودِ متشابہ نمی رسد مگر آنانکہ صاحبانِ عقول ہستند بحصر وجہ استثنا، مستثنیٰ منہ و مستثنیٰ و مبالغہ بخاصیت باب ربنا لا تزغ قلوبنا الخ ای پروردگار ما محفوظ دار کجی دلہای ما را پس آنکہ راہ راست بخشیدی ما را بعلم و عمل و ببخش ما را از نزد خود رحمۃ یعنی اجابت یا علم دیگر۔ انک الخ بتحقیق تو بسیار بخشندہ ای مستفہم اگر این عطف والراسخون بر جملہ باشد منع علم تاویل متشابہ بغیر اللہ تعالیٰ است و حال آنکہ ندانستن انبیاء تاویل متشابہ را خلاف شانِ نبوت است و نزولش عبث و اگر بر مستثنیٰ باشد گو فارقی در حدِ نفس صفۃ علمِ حق سبحانہ عن مثلہ و علم راسخین است نہ در حدِ معلوم چہ اشتراک و سحدِ معلوم مثل ای معلوم اللہ تعالیٰ و غیرہ تعالیٰ ھ ضروریست نہ در حدِ مجہول مثل ای مجہول غیرہ تعالیٰ ھ پس عدم اشتراک در معلوم تخصیصاً مثل ای معلوم اللہ تعالیٰ فقط ھ است نہ در معلوم تعمیماً مثل ای معلوم اللہ تعالیٰ و ہم معلوم غیرہ تعالیٰ ھ و بدانکہ علم تاویل مقصود متشابہات در اصل محتاج بمحکمات وحی است یا الہام چنانکہ قطعی مثل ہمچو الہام انبیاء ع ھ باشد یا ظنی مثل ہمچو الہام اولیاء رض ھ پس دلالتی بر صحتِ تعمیم و تخصیص مذکور مثل یعنی کدام متشابہ معمم العلم است بین اللہ سبحانہ و غیرہ سبحانہ و کدام مخصص العلم باللہ سبحانہ ھ بی وحی و الہام نتواند شد

ترجمہ۔ وما یذکّر الا الخ اور ہرگز متشابہ کے مدلولِ مقصود کو نہیں پہنچتے ہیں یعنی اُس مدلول کو جو متشابہ سے مقصود ہے مگر وے حضرات جو عقلوں والے ہیں۔ اور یہ مضمون کہ صرف عقلوں والے ہی مدلولِ مقصودِ متشابہ کو پہنچتے ہیں حصر وجہ استثنا کی بنا پر ہے جو مستثنیٰ منہ اور مستثنیٰ ہیں محصور ہے۔ اور یہاں حصر و تحقیق مستثنیٰ یعنی اولو الالباب میں ہے کیونکہ حصر و تحقیق اثبات و جود میں ہوتا ہے نہ نفی میں۔ اور مبالغہ کے سبب سے کہ خاصیت باب فعل مذکر سے ظاہر ہے ربنا لا تزغ قلوبنا الخ اے ہمارے پروردگار ہمارے دلوں کو کجی سے محفوظ رکھ بعد اسکے کہ ہمکو تو نے سیدھے رستہ چلا دیا علم و عمل کیساتھ اور بخشش فرما ہمارے تئیں اپنے پاس سے رحمت یعنی قبولیت یا اور علم۔ انک انت الوھاب بیشک تو ہی بڑا بخشنے والا ہے۔ اے مستفہم اگر یہ عطف والراسخون کا جملہ پر ہووے تو علم تاویل متشابہ کا غیر خدا تعالیٰ کیواسطے منع ہے۔ اور حال یہ ہے کہ انبیا کا تاویل متشابہ کو نجاننا شان نبوت کے خلاف ہے۔ اور ایسی آیات کا نازل ہونا عبث ہے۔ اور اگر یہ عطف مستثنیٰ یعنی لفظ اللہ پر ہووے تو اگرچہ نفس صفت علم خدائے پاک کی حد میں کہ اپنی مثل سے پاک ہے۔ اور نفس صفت علم راسخین کی حد میں بہت بڑا فرق ہے لیکن حدِ معلوم میں نہیں ہے جیسا کہ وقف لازم سے عیاں ہے اسلئے کہ اشتراک اُس حد میں جو معلوم خدائے تعالیٰ اور غیر خدائے تعالیٰ ہے ضروری ہے نہ اشتراک حدِ مجہول میں ہے یعنی اُس حد میں جو مجہول غیر خدائے تعالیٰ ہے پس اشتراک کا نہونا اُس معلوم میں ہے کہ فقط معلوم خدا تعالیٰ ہو از راہ تخصیص ہے نہ اُس معلوم میں جو بطور تعمیم ہو یعنی وہ کہ معلوم خدائے تعالیٰ ہو اور معلوم غیر خدائے تعالیٰ بھی ہو۔ اور معلوم ہو کہ متشابہات کا علم تاویل مقصود یعنی وہ علم تاویل جو متشابہات سے مقصود ہے اصل میں وہ محکمات ہی کا محتاج ہے یا محتاج ہے الہام کا ایسا الہام کہ قطعی ہو مانند الہام انبیاء علیہم السلام کے یا ظنی ہو جیسے الہام اولیاء رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا۔ پس اس تعمیم و تخصیص مذکور کی صحت پر کوئی دلالت بغیر وحی و الہام کے نہیں ہو سکتی یعنی اُس امر کی تعمیم و تخصیص پر کونسا متشابہ معمم العلم یعنی علم میں عام کیا گیا ہے خدا سبحانہ اور غیر حق سبحانہ کے درمیان اور کون مخصص العلم یعنی علم میں خاص کیا گیا ہے خدا سبحانہ کیساتھ ۱۲

و بدانکہ این وقف لازم و وقف النبی صلعم و وقف غفران بر مستثنیٰ منہ در اسرار خود از متشابہات است اگرچہ ثبوت قطعی صریحی مثل ای از ارشاد پیغمبر ع ھ باشد فہو المراد و الا ظنی چنانست کہ وقف لازم مفصلے است بنا بر تخصیص ضروری مثل اے آنچہ علمش خاص است برائے اللہ سبحانہ ھ و عطف موصلے است بنا بر تعمیم ضروری مثل ای آنچہ علمش مشترک است بینہ تعالےٰ و غیرہ تعالےٰ ھ پس از فصل امتناع فیما فیہ الامتناع و از وصل اشتراک فیما فیہ الاشتراک مقصود است و اگر این فصل یا وصل نباشد اشتراک فیما فیہ الامتناع یا امتناع فیما فیہ الاشتراک لازم و حقیقۃ وقف النبی صلعم و وقف غفران از سر وقف لازم خود پیدا است پس وقف بر والراسخون فی العلم بوجہی از محکمات و متشابہات بلزوم یا بی لزوم مثل ای بوجہ وقف محکم لازم یا غیر لازم و بوجہ وقف متشابہ لازم یا غیر لازم ھ بفہم دردمند نمی آید مگر وصل بنا بر توصیف نہ خبر کہ لازم عطف جملہ بر جملہ است مثل کہ مفید نفی علم انبیاء و راسخین بمتشابہات است چنانکہ مذکور شد ھ

ترجمہ۔ اور معلوم ہو کہ یہ وقف لازم اور وقف نبی صلعم اور وقف غفران مستثنیٰ منہ پر کہ اپنے اسرار میں متشابہات سے ہے اگر یہ ثبوت قطعی صریحی کے موافق ارشاد پیغمبر علیہ السلام سے ہووے فہو المراد یعنی پھر وہی مراد ہوگا۔ ورنہ ظنی اسطرح ہے کہ وقف لازم ایک فصل ڈالنے والا اور جدائی پیدا کرنیوالا ہے۔ تخصیص ضروری کی بنا پر اُس علم کی نسبت جو خدائے سبحانہ کے لئے خاص ہے عطف ایک موصل یعنی ملانیوالا ہے تعمیم ضروری کی بنا پر اُس علم کی نسبت کہ جو مشترک ہے درمیان خدائے تعالیٰ اور غیر خدائے تعالیٰ کے اس فصل سے امتناع مقصود ہے۔ اُس چیز میں جس میں امتناع یعنی ممانعت آئی ہے۔ اور وصل سے اشتراک مقصود ہے۔ اُس چیز میں فی مابین اشتراک یعنی شمول آیا ہے۔ اور اگر یہ فصل و وصل نہو گا تو جن چیزوں میں کہ امتناع ہے اُنمیں اشتراک لازم ہو جائیگا یا جس چیزوں میں کہ اشتراک ہے اُنمیں امتناع لازم ہوگا اور حقیقت وقف نبی صلعم اور وقف غفران کی وقف لازم کے بھید سے خود ظاہر ہے۔ جو تخصیص و تعمیم ضروری میں مخفی ہے۔ پس وقف والراسخون فی العلم پر محکمات اور متشابہات میں سے کسی وجہ کے ساتھ خواہ باعتبار لزوم ہو یا بے لزوم یعنی وقف محکم لازم کیوجہ میں ہو یا غیر لازم کی وجہ میں۔ یا وقف متشابہ لازم کیوجہ میں ہو یا غیر لازم کیوجہ میں۔ دردمند کی سمجھ میں نہیں آتا ہے۔ مگر وصل سمجھ میں آتا ہے بخلاف فصل اس بنا پر کہ توصیف ہے۔ نہ خبر اس لئے کہ خبر لازم ہے ایسے عطف کو کہ جملہ کا جملہ پر ہو جو مفید ہے نفی علم کو انبیاء و راسخین کے متشابہات کی نسبت کر جیسا کہ مذکور ہوا

وقول اٰمنّا بمقصود متشابہات علماً است وخلاف ابتغاء فتنہ در دین وابتغاء تاویل آن ہوا موافق ہو بدلالۃ عطف وآنکہ ایمان بر مجہولات ممتنع باشد وبر نفس آیہ متشابہ بی نفع ودربنا لاتزغ قلوبنا الخ دعا بر استقامتش ہست اعتقاداً وعملاً زیراکہ نفس را در توسوس تاویل آن لابتغاء الفتنۃ راہی است اعتقاداً وعملاً وھب لنا الخ دعا بر قبولش بازیادت علم وبدانکہ از راسخون فی العلم علماء متشابہات غیر انبیاء مقصود ہستند کہ دلالۃ بر آن خود از والراسخون فی العلم بعدم اختصاصش بانبیاء والف ولام تعریف بر علم است ونیز از ما بذکر الا اولوا الالباب ہ ودعاے ربنا لاتزغ الخ وشان نزول پیدا است پس انبیاء درین اشتراک بحسب حال ممتاز باشد واگر الف ولام جنس گفتہ شود از تعمیم علم اشتراک فیما فیہ الامتناع لازم واللہ تعالی اعلم بالصواب

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ وَعَلٰی اَنْوَارِہٖ کَمَا تُحِبُّہٗ وَتَرْضَاہُ وَشَفِّعْہُ فِیْنَا وَتَرْحَمْنَا بِہٖ

ترجمہ اور قول اٰمنّا الخ یعنی یہ ایمان لانا راسخین فی العلم کا ان متشابہات کی مقصود کی نسبت ہے جو از راہ علم انکو حاصل ہے کہ وہ خلاف میں اسکی ہو جو خواہش فتنہ کی غرض سے دین میں ہوا اور خواہش تاویل کی بنا پر موافق ہوا ہو کہ دلالت اس علم پر عطف سے حاصل ہوتی ہے۔ اور اس سے کہ ایمان مجہولات پر ممتنع ہوگا۔ اور نفس آیت متشابہ پر ایمان بی نفع ہے بطلب کہ ایمان لانا ان متشابہات کا انکی مقصود کی نسبت کرے اور جسکا علم ہے اور جو خلاف میں اس خواہش فتنہ کے ہے جو دین میں ہوا اور اس خواہش تاویل کی جو خواہش نفس کے موافق ہے اور اسپر دلالت عطف سے ہوتی ہے اور دوسری دلیل یہ ہے کہ مجہولات پر ایمان ممتنع ہوگا اور ایمان نفس آیت متشابہ پر بی سود۔ اور رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا الخ یہ دعا ہے اسی علم مقصود متشابہ کی استقامت پر از راہ اعتقاد وعمل کیونکہ نفس کو اسکی تاویل کو وسوسہ ہو جانے میں فتنہ کی خواہش کیلیے ایک راہ بطور اعتقاد وعمل ہے یعنی ممکن ہے کہ تاویل میں وسوسہ ہو جانیکے سبب نفس نے اپنے اعتقاد وعمل میں کوئی راہ خواہش فتنہ کی نکال لی ہو اسکی اعتقاد وعمل پر استقامت علم کی دعا ہو لہذا دعا استقامت علم مقصود متشابہ کی قید سے تاویل وسوسہ نفس کا خدشہ جاتا رہا۔ اور ہَبْ لَنَا الخ یہ دعا ہے اس علم مقصود متشابہ کی قبول پر زیادتی علم کیساتھ معلوم ہو کہ راسخون فی العلم سے علماء متشابہات غیر انبیا مقصود ہیں کیونکہ دلالت اسپر خود والراسخون فی العلم سے ہے اسکی یعنی علم کی انبیا کیساتھ خاص نہونیکے سبب اور دلالت ہے الف ولام تعریف سے کہ علم پر ہے۔ اور پھر کریمہ مایذکر الا اولوا الالباب سے اور دعا ربنا لاتزغ الخ سے اور شان نزول سے بھی ظاہر ہے۔ پس انبیا اس اشتراک میں موافق اپنے حال کی ممتاز ہونگے۔ اور اگر الف ولام جنس کا کہا جاوے تو تعمیم علم کے سبب اس چیز میں جس میں امتناع یعنی ممانعت آئی ہے اشتراک لازم ہوگا۔ اور خداے برتر ہی راہ صواب کو خوب جانتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ وَعَلٰی اَنْوَارِہٖ کَمَا تُحِبُّہٗ وَتَرْضَاہُ وَشَفِّعْہُ فِیْنَا وَتَرْحَمْنَا بِہٖ

ذکر کیفیۃِ تفسیر الحدیث الشریف لا صلوۃ الا بشفعۃٍ وما فیھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔ اعلم ان فی قولہ صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم لاصلوۃ الا بشفعۃٍ ان کانت الصلوۃ مستغرقۃً جنساً فالاستثناء یفید الحصر والحصر لاینتقض ولادلیل علی حصر الصلوۃ النافلۃ فکیف استثناء الفرض عنھا وتعارضھا بالثلاثیۃ والرباعیۃ ومازادت وان کانت مخصصۃً معھودۃً ذھنیاً فلا دلالۃ علیھا ش ای المخصصۃ المعھودۃ الذھنیۃ ولانفی لغیرھا ش ای مخصصۃ معھودۃ ذھنیۃ ھ وان کانت محدودۃً فی شفعۃٍ بین التحریمۃ والخروج لھا فان فصل بین شفعتین بخروج وتحریمۃ غیر الاولی فلاجبر لنقصان فی شفعۃ اولی بسجدۃ سھو فی شفعۃ ثانیۃ وان لم یفصل فیھما فلیستا بشفعتین مفصلتین وکذا ش کسجدۃ السھو ھ بناء شفعۃٍ ثانیۃٍ علی شفعۃٍ اولی لان البناء فی حقیقۃ واحدۃ لامتغائرۃ ولا بتحریمۃ مجددۃ

ترجمہ۔ ذکر در بیان تفسیر حدیث شریف لاصلوۃ الا بشفعۃ وانچہ در واست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین بدانکہ ہر آئینہ در قول او صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم است کہ لاصلوۃ الا بشفعۃ یعنی نماز نیست مگر بشفعہ دوگانہ۔ اگر این نماز مستغرق بجنس باشد پس استثنا رکہ حصر را نفع میدہد۔ وحال این است کہ حصر نمی شکند وبر حصر نماز نافلہ دلیلے اینجا نیست۔ پس چگونہ است استثنا رنماز فرض از ان نماز۔ وتعارض او با ثلاثیہ ورباعیہ وانچہ بیش شدہ است ثابت است۔ واگر این نماز خاص کردہ شدہ در ذہن قرار دادہ باشد پس دلالت برین تخصیص وقرار داد ذہنی نیست ونہ براے غیر این مخصص معہودہ ذہنیہ نفی آمدہ۔ واگر این نماز محدود باشد در شفع از تحریمہ وخروج کہ او راست پس اگر فصل کردہ شود درمیان دو شفعہ بخروج وتحریمہ کہ غیر اولی است پس نیست جبر براے نقصانیکہ در شفعہ اولی است بسجدۂ سہو در شفعۂ ثانی یعنی نقصانیکہ در شفعۂ اولی واقع شود آن نقصان در شفعہ ثانی بسجدۂ سہو رفع نکردہ شود زانکہ ہر شفعہ در خروج وتحریمہ محدود است واگر فصل نکردہ شود در ہر دو بخروج وتحریمہ پس نیستند آن ہر دو دو شفعہ منفصل۔ وہمچنان مثل سجدۂ سہو بنا شفعہ ثانیہ بر شفعہ اولی است ازانکہ ہر آئینہ بنا در حقیقت واحدہ میباشد نہ در متغائرہ ونہ بنا راست بتحریمہ مجددہ اے نو آوردہ۔

فَاِن فصلت فلا بناءَ علیها وان بُنِیَت فلا فصال عنها وفی اعادة شفعةٍ بقاء احدیهما خالف منتصب ابو یوسف بابی حنیفه ومحمد رحمهم الله تعالیٰ باعادة شفعتین منع وسُئِل رسول الله تعالیٰ صلّی الله تعالیٰ علیه وعلیٰ آله وسلم عن معنی الحدیث الشریف فقال صلعم لا برکعةٍ ای تکفی رکعة لا مازادت مِنَ الرکعتین تحریمة وخروج واحد فتقدیر الکلام الشریف اَنَّ لا صلوٰة برکعةٍ الّا بشفعةٍ فانّه صلوٰة لا تخلو من شفعةٍ فاشتملت الفرض والنفل من شفعةٍ ومما زادت فیجبر سجدةُ سهوٍ فی شفعةٍ اولیٰ فی شفعةٍ اخریٰ ورفع التعارض ملّٰه الّذی ذُکِرَت ھ ومواظبتهُ الوتر علی الثلاثة بتحریمةٍ تقتضی نسخ رکعةٍ وخمسةٍ وسبعةٍ فی الوتر اللّٰهمّ صلّ وسلّم علیٰ محمدٍ نبیّ الرحمةِ وعلیٰ انواره کما تُحِبُّه وترضاه وشفّعه فینا وترحّمنا به

ترجمه پس اگر شفعه بتحریمه وخروج جدا کرده شد. پس بنا بر او نیست برائے شفعه ثانی. واگر بنا کرده شد پس از وصال وجدائگی نیست یعنی شفعه اولی را از ثانیه ودر اعاده وباز گردانیدن او بقاء یکی از هر دو شفعه ابو یوسف بابی حنیفه ومحمد رحمهم الله تعالیٰ خلاف کرده نسبت باز گردانیدن هر دو شفعه. وپرسیده شد رسول خدائے تعالیٰ صلے الله تعالیٰ علیه وعلیٰ آله وسلم از معنی این حدیث شریف پس فرمود صلعم لا برکعة. یک رکعت نیست یعنی یک رکعت را نفی کرد نه انچه که زیاده است از دو رکعت بیک تحریمه وخروج پس تقدیر کلام شریف این است یعنی بدین طور است که لا صلوٰة برکعةٍ الّا بشفعةٍ یعنی نماز یک رکعت نیست مگر بشفعه. پس کدام نماز است که خالی بباشد از شفعه پس مشتمل آمد فرض ونفل را از شفعه واز انچه که زائد است. پس جبر کند یعنی رفع کند سجده سهو نقصان نماز را که در شفعه اولی است در شفعه اخری بجو. وتعارضیکه ذکر کرده شد. برداشت اے رفع شد. ومواظبتِ وتر سه گانه بتحریمه واحد میخواهد. نسخ یک رکعت را وپنج وهفت را در وتر. اللّٰهمّ صلّ وسلّم علیٰ محمدٍ نبیّ الرحمه وعلیٰ انواره کما تحبّه وترضاه وشفّعه فینا وترحّمنا به

ذکر کیفیة تفسیر کریمه قَالُوْٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا یٰٓاِبْرٰهِیْمُ ط قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ق الیٰ آخرها

بسم الله الرحمٰن الرحیم

نحمدُ الله ونستعینه ونصلّی علیٰ رسوله محمدٍ ونستشفعه وعلیٰ آله واصحابه واتباعه اجمعین. فقال الله تعالیٰ حکایتاً قَالُوْٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا یٰٓاِبْرٰهِیْمُ ط قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ق کَبِیْرُهُمْ هٰذَا فَسْئَلُوْهُمْ اِنْ کَانُوْا یَنْطِقُوْنَ ۝ ترجمه گفتند آیا تو کردی این کار شکستن بالهه مای ابراهیم گفت بلکه کرد این کار کلان شان اینکه گفتم بپرسید از بتان شکسته اگر باشند که بگویند. باید دانست کلام متشابه واقع شد از کمال بلاغت وفصاحت بمقتضای حکمت در اظهار صدق والزام سکوت بر مخاصمین تاویل مقصود آنکه بل برای ترقی است که نفی ماقبل نمیکند ووقف ق بمعنی قیل علیه التوقف وصلی بمعنی اولویة الوصل بنابر اتصال فاعل یعنی لفظ کبیرهم از متشابهات است متشابه فی الکلام یعنی توقف مشیر اقرار واتصال بعد التوقف بلفظ مبهم کبیرهم بی انکار مهیج ابهام وتردد مستفهم واگر از کبیرهم ذات شریف حضرت ابراهیم علیٰ نبینا وعلیه الصلوٰة والسلام واز هٰذا مقوله بل فعله کبیرهم که معرفه حسی قریب مبتدا یا احد المفعولین فاسئلوهم است وفا در جزاے شرط متاخر نه بل برای اضراب که نافی ماسبق ومبطل وقف ق است ونه مشار الیه هٰذا کبیرهم

ترجمه ذکر بیان تفسیر آیت کریمه قَالُوْٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا یٰٓاِبْرٰهِیْمُ کا آخر تک

بسم الله الرحمٰن الرحیم

نحمد الله ونستعینه ونصلی علیٰ رسوله محمد ونستشفعه علیٰ آله واصحابه واتباعه اجمعین. فرمایا خدائے برتر نے بطور حکایت سورۂ انبیاء رکوع پانچ میں قَالُوْٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا یٰٓاِبْرٰهِیْمُ ط قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ق کَبِیْرُهُمْ هٰذَا فَسْئَلُوْهُمْ اِنْ کَانُوْا یَنْطِقُوْنَ یعنی کہا کفار نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کیا تو نے یہ کام توڑنیکا کیا ہمارے خداؤں کے ساتھ اے ابراہیم. کہا حضرت ابراہیم نے نہیں بلکہ یہ کام ان کے بڑے نے کیا ہے. یہ جو کچھ میں نے کہا تم نے توڑے بتوں سے پوچھو اگر کہہ سکتے ہیں تو کہدینگے. سمجھنا چاہئے اس آیت کریمہ میں کمال بلاغت وفصاحت سے کلام متشابہ واقع ہوا مقتضائے حکمت کے موافق سچ کو ظاہر کرنے اور دشمنوں پر سکوت الزام کر دینے تاکہ سچ ظاہر ہو کر دشمن کو چپ ہی رہنا پڑے. اس کلام متشابہ کی تاویل مقصود یہ ہے کہ بل ترقی کیواسطے ہے جو ماقبل کی نفی نہیں کرتا ہے اور وقف ق بمعنی قیل علیہ التوقف یعنی کہا گیا کہ اسپر توقف ہو. اور صلی بمعنی اولویة الوصل ہے یعنی وصل یا ملا کر پڑھنا بجائے ٹھہرنے کے بہتر ہے اور بنا بر اسکے کہ فاعل متصل ہو یعنی لفظ کبیرهم جو متشابہات سے ہے. کلام میں متشابہ اور شبہ یعنی مختلف کا ہونیکا سبب یعنی توقف اقرار کی اشارہ دیتا ہے اور بعد توقف لفظ مبہم کبیرهم کے ساتھ متصل ہونا بغیر انکار مستفہم کا ابہام وتردد کا ہیجان دیتے والا یعنی پوچھنے والے کی تردد اور شک کو ابھارنے والا ہے اور اگر کبیرهم سے مراد ذات شریف حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰة والسلام ہے. اور هٰذا اشارہ اس مقولہ بل فعله کبیرهم کی طرف ہو جو معرفہ حسی قریب ہے تو یہ مقولہ مبتدا یا دو مفعولوں میں سے ایک مفعول ہے فاسئلوهم کا. اور حرف فا جو جزائے شرط میں ہے یہ خبر مقدم اپنی شرط کہ اس سے متاخر ہے ایت مذکورہ میں بل اضراب کیلئے ہے کیونکہ اسصورت میں اپنے ماسبق کی نفی کرتا یعنی اسکی جو اس سے پہلے ہے اور وقف کو باطل کرتا ہے اور نہ ہٰذا کا مشار الیہ کبیرهم ہے

بدین دلیل کہ کبیر ہم در مقصود ابہام است وہذا ور مقصود تعریف پس موافقت نکنند و نیز اگر معرف شود بت کلان کذب بالعمد خلاف عصمت از کبیرہ است و مبطل ترقی و اگر معرف شود نفس مبارک حضرت ابراہیم علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام بصدق بالقصد اضراب باطل است و مقولہ فاسئلوہم ان کانوا ینطقون ٥ مہمل فکیف ماذا یعرون فیا ایہا المومنون اتقوا اللہ العلی العظیم فی الانبیا صلی اللہ تعالی علی نبینا و علیہم وسلم و نیست بیمی در کلام مبہم چہ در شب ہجرت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بجواب پرسندہ نسبۃ برسول اللہ تعالی صلعم کہ این کیست فرمود رجل یہدینا السبیل و حضرت صلعم بجواب پرسندہ کہ کیستید فرمود انا مائی از انجا کہ کلام صادق فی وجہ محتمل کذب فی وجہ قصداً واقع شد بمقتضای کمال تنزہ برآن نادم باشند و نفس خود را ملوم و خاشع سازند قال صلعم فیقول انی لست ہناکم و یذکر ثلث کذبات کذبہن و نیز باید دانست بر تقریر کذب بالعمد اگر قبل از نبوت است جائز است و تواند شد کہ دراین محل کذب واجب باشد و اگر بعد از نبوت است کبیرہ بعمد سہو جائز نتواند شد مگر کلام ماول واللہ تعالی اعلم بالصواب اللہم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ و علی اٰلہ کما تحبہ و ترضاہ و تشفعہ فینا و ترحمنا بہ

ترجمہ اس دلیل سے کہ لفظ کبیرہم مقصود ابہام ہے۔ اور ہذا مقصود تعریف ہیں پس اشارہ معرف کا مبہم مشار الیہ کیساتھ موافقت نہیں کریگا۔ اور اگر کبیرہم یعنی بڑا بت معرف بھی ہووے تو یہ عمداً جھوٹ نبی کی عصمت کے خلاف گناہ کبیرہ ہے اور ترقی کو باطل کرتا ہے کیونکہ نبی معصوم سے گناہ کبیرہ ہو نہیں سکتا کہ مبطل ترقی ہے۔ اور اگر کبیرہم معرف ہووے یعنی نفس مبارک حضرت ابراہیم علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام تو قصداً بسبب سچ کے اضراب باطل ہے۔ اور مقولہ فاسئلوہم ان کانوا ینطقون ٥ مہمل پس کیونکر ہو وہ جو تعبیر کرتے ہیں۔ تو اے ایمان والو ڈرو خدائے برتر و عظیم سے انبیا کے بارہ میں درود و سلام ہووے خدائے برتر کا ہمارے نبی پر اور ان پر۔ اور کلام مبہم میں کوئی خوف نہیں ہے۔ کیونکہ ہجرت کی رات میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے کسی پوچھنے والے کو جواب میں رسول خدا تعالی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہ یہ کون ہیں یوں فرمایا رجل یہدینا السبیل یعنی ایک مرد ہیں جو ہماری راہ نمائی کرتے ہیں راہ کی۔ اور حضرت صلعم نے ایک پوچھنے والے کو جواب میں کہ تم کون ہو فرمایا انا مائی یعنی میں مائی ہوں یعنی پانیوالا۔ چونکہ کلام سچا جسمیں احتمال کذب کی وجہ بھی ہو کسی وجہ میں قصداً انبیا سے واقع ہوگیا تو یہ حضرات کمال تنزہ کے تقاضے سے اسپر نادم رہتے ہیں اور اپنے نفس کو ملوم و خاشع بنا لیتے ہیں یعنی اپنے نفس کو کمال تنزہ کے سبب کلام محتمل کذب کیساتھ ہو جانیسے ملامت کرتے اور خدا سے ڈرتے رہتے ہیں۔ فرمایا حضور صلعم نے فیقول انی لست ہناکم ویذکر ثلث کذبات کذبہن۔ یعنی پس وہ کہیگا کہ میں یہاں تمہارا نہیں ہوں اور ذکر کرینگے ایسی جھوٹ باتیں جنکو اسنے جھوٹ کہا اور یہ بھی عمداً جھوٹ تقریر کی بنا پر سمجھنے کی بات ہے کہ اگر یہ جھوٹ نبوت سے پہلے ہے تو جائز ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ اس محل میں جھوٹ واجب ہووے۔ اور اگر نبوت کے بعد ہے تو عمداً و سہواً کبیرہ جائز نہیں ہو سکتا مگر کلام ماول جو تاویل کیا جا سکے۔ اور خدائے برتر ہی راہ صواب کو خوب جانتا ہے۔ اللہم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ و علی جمالہ کما تحبہ و ترضاہ و شفعہ فینا و ترحمنا بہ

ذکر کیفیت تفسیر کریمہ انا فتحنا لک فتحاً مبیناً الی آخر الآیۃ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ و نستعینہ و نصلی علی رسولہ محمد و نستشفعہ و علی آلہ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین۔ قال اللہ تعالی انا فتحنا لک فتحاً مبیناً ٥ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر ویتم نعمتہ علیک ویہدیک صراطاً مستقیماً ٥ وینصرک اللہ نصراً عزیزاً ٥ میتواند شد کہ فتح عبارتست از کشف ظہور تام تضمنی التزامی بالانطباق صفۃ مانعہ کہ موجود اول کہ بنای حصول شبہ از صانع متحقق تعین و التخصیص در اوّل بدلالۃ حرف تحقیق و اشارت اتصال ضمیر مع الغیر متشبیر بصفات لا عین کہ منشا تعین حوادث است از روی حصول شبہ صنع حوادث و توسع مفعول بہ بحذف و تخصیص مانع الشرکت باللام و تاکید مفعول مطلق موصوف بانہ مانعہ ای بصفۃ مبین و این فتح کامل معلل بہ مقدم بتقدیم تشریف بخصوصیۃ مقصود اظہار معرفۃ موجودات قدیمہ بحدوث و مبنی علیہ اول معطوف علیہ و معطوف مضاف و موجودات قدیمہ مضاف الیہ ای مضاف الیہ مقصود بحدوث متعلق اظہار معرفۃ لیس اہمیۃ مضاف الیہ خصوصیۃ بباء تعلیل مانع الشرکت مربوط باتقدیم تشریف و مبنی علیہ اول است کہ مبنی علیہ حوادث اول برائے مغفرت مخصصۃ بمفعول ثانی بصلہ لام لک ما تقدم و ما تاخر خاص او صلعم بدلالۃ اضافۃ اللامی خصوصیۃ معلل بہ باید دانست کہ معلل بہ ممنوع الشرکت است

(ذکر بیان تفسیر آیت کریمہ انا فتحنا لک فتحاً مبیناً کا آخر آیت تک)

ترجمہ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمد اللہ و نستعینہ و نصلی علی رسولہ محمد و نستشفعہ و علی آلہ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین۔ فرمایا خدا تعالی نے شروع سورہ فتح میں انا فتحنا لک فتحاً مبیناً ٥ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر ویتم نعمتہ علیک ویہدیک صراطاً مستقیماً ٥ وینصرک اللہ نصراً عزیزاً ٥ یعنی بیشک ہمنے آپ کیلئے کھولدی فتح غالب کامل تاکہ خدائے غالب بزرگ خاص آپ کیلئے جو اگلے ہیں آپ کے گناہ سے خاص حضور کیلئے بخشدیوے اور بخشش خاص کیلئے اپنی نعمت آپ پر پوری کر دیوے اور آپکو راہ مضبوط کی راہنمائی کرے اور اللہ تعالی آپکی مدد کرے زبردست مدد کرنی ہو سکتا ہے کہ بیان فتح عبارت ہے صفت مانعہ کی پوری ظہور تضمنی کے کشف سے جو بسبب منطبق ہو جانیکے التزامی ہوئی کیونکہ یہ صفت مانعہ موجود اول کیساتھ صانع کے شبہ حاصل ہونیکی بنا پر تعین اور تخصیص کی متحقق اور ثابت کرنیوالی نازل ہوئی ہے جسپر دلالت ہے حرف تحقیق ہی اور ضمیر جمع متکلم متصل مع الغیر کی متصل ہونا اشارہ جو صفات لا عین کیطرف کہ عین نہیں ہیں اشارہ کر رہی ہے کہ یہ صفتیں تعین حوادث کی منشا یعنی محل نشو و خلق واقع ہوئی ہیں حوادث کی نسبۃ صنع اور حاصل ہونیکی غرض سے تاکہ ان صفاتسے حوادث کی بنا نیکیلئے شبہ حاصل ہوا اور توسع مفعول بہ فتحنا کا اسکے حذف کی سبب ہے کہ مشیر توسع ہے اور لام کے سبب تخصیص ہے جو شرکت کی مانع ہے اور تاکید مفعول مطلق کی سبب جو موصوف بصفت مبین ہے بایات مانعہ میں یعنی جدا کرنیوالی ہے صفت ہیں اور یہ فتح کامل معلل بہ مقدم بتقدیم تشریف در بنا بر تخصیص مانع الشرکت ہونیکی بسبب اسکے خاص ہونیکے مقصود کو ظاہر کرنا معرفت موجودات قدیمہ کو بذریعہ حدوث کی مبنی علیہ ہے حادث اول کی مغفرت مخصصہ کیلئے حضور صلعم کے اگلے اور پچھلے ذنب خاص کی نسبت ہے کہ اضافت لامی سے وہ اسکی ذات خاص ہونے پر دلالت ہوئی ہے اور خاص ہونے معلل بہ کے۔ معلل بہ کو کیونکہ جب معلل بہ کہ تعلیل و سببیت قرار پایا ہے ممنوع الشرکت ہے تو معلل بھی ہے جسکی تعلیل ہوئی ہے اسجگہ حضرت مصنف نے اپنی عبارت میں اظہار و معرفت کو معطوف علیہ و معطوف ملاکر معطوف اور موجودات قدیمہ کو مضاف الیہ کیا ہے۔ پھر مضاف و مضاف الیہ ملاکر تمام لفظ مقصود کا مضاف الیہ کیا اور حدوث و موصوف کو مع صفت موخر کے کہ مبنی علیہ اول ہے مجرور مع حرف جار متعلق اظہار معرفت کیا۔ پھر اس سبکو خصوصیتہ کا مضاف الیہ بنایا جو بذریعہ حرف با تعلیل ہے مانع الشرکت کہ صفت ہے تخصیص مذکورہ ماسبق کی کہ اس سے کچھ پہلے ہے اور یہاں یہ غرض ہے مع خصوصیتہ جار مجرور ملکر مربوط ہے تقدیم تشریف سے۔ اور مبنی علیہ اول کے یہ معنی ہیں کہ حدوث پر انبار یعنی آگہی حادث اول کے سبب سے اور مغفرت مخصصہ سببیت بمفعول ثانی بصلہ لام کہ مراد اس سے لک ہے کہ عبارت لیغفر لک اللہ میں ہے اور ذنب خاص ہے بدلالت

اعنی مسلوبات لازمہ مخصوصہ محمدی صلعم متقدمہ ومتاخرۃ ش معطوف علیہ معطوف حال از مسلوبات لازمہ است ای آن سلب کمال است بعدم متقدم ومتاخر ھ فارقۃ ش صفۃ ذو الحال مع الحال ھ بین العبد والمعبود عموماً بنا بر جامعیۃ ش ای آنکہ در غیر او صلعم نیز یافتہ شود ھ وخصوصاً بنا بر مانعیۃ است ش ای آنکہ در غیرش صلعم نیافتہ شود و آست مربطاست بہ معلل یہ حاصل آنکہ این فتح کامل علۃ مغفرت ما تقدم وما تأخر از ذنب است ھ یا تقدم وتاخر بر حکم حضور جامع ومانع ش اشارت بظہور یکہ در غیر او صلعم است جامعاً من وجہ ومانعاً من وجہ ھ پس بہر وجہ این ذنب ومغفرت شامل خواہد شد بوجود انبیاء واولیاء تضمناً بثبوتیاً ش ای از روے وجود تضمنی انبیاء واولیاء علی نبینا وعلیہم الصلوۃ والسلام بصفات ثبوتیہ در تحت ہر مرکز ھ والتزاماً سلبیاً ش ای از روے وجود التزامی انبیاء واولیاء عم از صفات سلبیہ در تحت مرکز ھ پس مغفرتش با وصف لزوم ش اشارت است بقطع نظر ازان باختلاف آوان منفصلاً بدلالۃ عمومیہ مضارع واتمام نعمت عبارتست بمظہریۃ تامہ فی اختلاف الآوان اتصالاً

ترجمہ مراد میری ذنب مذکورہ سے وہ اگلے اور پچھلے مسلوبات لازمہ محمدی ہیں جو عابد اور معبود کے درمیان فارق ہیں بنا بر جامعیت عام طور سے کیونکہ جامع ہونیکے سبب سے آپکے غیر میں بھی پائے جاتے ہیں۔ اور بنا بر جامعیت خاص طور سے اسلیے کہ مانع ہونیکی وجہ سے آپکے غیر میں نہیں پائے جاتے۔ اس عبارت مصنف شرح میں مسلوبات لازمہ ذو متقدمۃ ومتاخرۃ کا معطوف علیہ معطوف ملکر حال ہے پھر ذو الحال وحال موصوف فارقۃ صفت اور بین العبد والمعبود الخ متعلق فارقۃ پھر موصوف وصفت مع متعلقات کے تفسیر ذنب خاص کی کہ معلل ہے فتح کامل معلل بہ کا پس فتح کامل مبتدا اور علۃ بہ اپنی صفت لفظ مقدم مع متعلقات اسکے اور مع معلل ذر اسکے متعلقات کی خبر ہوئی مبتدا کی کہ است جو آخر جملہ میں ہے مربوط ہے معلل بہ کو جیسا مصنف رہ نے اسکی تشریح فرمائی جسکا ماحصل یہ ہے کہ یہ فتح کامل علت مغفرت ہے اگلے اور پچھلے گناہ ہونیکی کہ وہ حسب مراد مصنف رحمۃ اللہ علیہ اگلے اور پچھلے مسلوبات لازمہ محمدی صلعم ہیں کہ یہ سلب کمال ہے بسبب نفی مسلوبات کا اول وآخر میں۔ مطلب اس تمام کا یہ ہے کہ فتح کامل کو علت مغفرت حضور صلعم کی اگلی اور پچھلی گناہ کا گردانا اگر توجہ تقدیم شریف اول بیان کیا اسوجہ سے کہ موجودات قدیمہ کو اظہار معرفت میں یہی تقدیم تشریف مقصود خاص ہے کہ حدود خلعت وجود حادث اول سے مراد ہے جس سے مقصود ظاہر کرنا موجودات قدیمہ کا اور یہی حد حادث اول سبب ہے معرفت موجودات قدیمہ کا پس مقصود معرفت بھی ہے لیکن اس مقصد پر آگہی حادث اول سے ہے کیونکہ ظہور تام تضمنی صفت بالغہ کا استجماعی طور پر انطباق کیصورت میں صانع سے مصنوع اول کو نسبت حاصل کرنیکی بنا پر جو ازل میں متحقق ہے اپنی تعین وتخصیص میں تاکہ مصنوع اول حادث ہوکر موجود اول ہو پس اسکا کشف عبارت ہے فتح کامل سے جو علت خاص مغفرت مخصوصہ کو ذنب خاص کیطرف ہے کہ مراد مصنف کی اس سے مسلوبات لازمہ مخصوصہ محمدی صلعم ہیں جو عبد ومعبود میں فارق ہیں یا ذنب کا اول وآخر ہونا بطور جامع ومانع کا حکم پر ہے جس سے اشارہ اس طرح کیطرف ہے جو آنحضرت صلعم کا غیر میں ہے ایک وجہ سے جامع اور ایک وجہ سے مانع پس یہ ذنب ومغفرت وجود انبیاء اور اولیاء علیہم السلام کو ہر وجہ کیساتھ شامل ہوگا از روئے وجود تضمنی کی روسے بذریعہ صفات ثبوتیہ کہ ہر مرکز کے تحت میں ہیں اور بوجود التزامی انبیاء اور اولیاء علیہم السلام کو بذریعہ صفات سلبیہ کے ہر تحت میں ہر مرکز کے پس مغفرت ذنب کی باوصف لزوم ذنب کے اشارہ اس سے ہے قطع نظر کیطرف بسبب اختلاف آوان کے جو بطور انفصال ہے بسبب عمومیت مضارع کے جو دلالت ہوتی ہے ماستمرار زمان و آوان پر اور اتمام نعمت عبارت ہے پوری مظہر ہونیکی طرف اختلاف آوان میں بطور اتصال ۱۲

وہدایت صراط مستقیم رسانیدن بی زیغ است بدلالۃ جامعیۃ مظہریۃ تامہ بحقیقت واجبہ آناً فاناً در اختلاف آوان انفصالاً ونصر موکد عبارتست بتائید سبحانہ در وجود انوار ظلی واجب سبحانہ در نفس مبارک صلعم علی الدوام حالاً واستقبالاً دہم اگر بقلب سلیم تدبر کنی بر تو مفہوم ما تأخر من الآیات مشیر است بہ بین محبوبیتش صلعم کہ خداے بے نیاز قطع نظر از فارق میفرماید و محقق است کہ بلاحظہ موجودات تخصیصاً قطع نظر از مسلوبات است و بحرمۃ کسی کہ عبس وتولی ایما فرماست بانتساب ذنب غیر ممنوع الاشتراک مستلزم الوہن چہ جا است ش چنانکہ فرمودند از ذنبک فذنب امۃ مقصود است ھ ونیز مخالفت لفظی ش ای اضافۃ لامی کہ مقتضی ذنب خاص است نہ ذنب غیر ھ ومعارضت اصل شرعی یعذب من یشاء ظاہر ش چنانکہ فرمودند ہر گاہ ذنب امۃ منسوب بحضرت محبوب مرحوم مطلق است ہمہ مغفور است مؤید آن ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً است پس معارض شود ویعذب من یشاء ھ وجای دیگر فرمود واستغفر لذنبک وللمؤمنین این خود مفارق ہمدگر است پس واِلّا تکرار معنوی مہمل ع ببین تفاوت راہ از کجا تا بکجا

ترجمہ اور ہدایت صراط مستقیم وہ پہنچا دینا ہے ٹیڑھی راہ کی جامعیت مظہریت تامہ کی رہنمائی سے حقیقت واجبہ کی طرف آناً فاناً اوان مختلفہ میں کہ ہر ایک آن آپس میں ایکدوسرے سے متصل ہو۔ اور نصر موکد یعنی تاکید مدد کرنا یہ عبارت ہے مدد کرنے سے حق سبحانہ کی وجود انوار ظلی واجب سبحانہ میں حضور صلعم کی نفس مبارک میں دوامی طور پر زمانہ حال واستقبال میں اور اگر تو بھی قلب سلیم سے اسپر جو کہا گیا سوچ کریگا تو معلوم کریگا کہ مفہوم جو آیات سے متاخر ہوتا ہے۔ وہ اسپر اشارہ کر رہا ہے دیکھ کہ خدائے بے نیاز محبوبیت حضور صلعم کو قطع نظر کرتے اسکو ذکر فرماتا ہے۔ اور یہ بات محقق ہے کہ تخصیص کے طور پر موجودات کی ملاحظہ میں مسلوبات سے قطع نظر ہے اور قسم ہے حرمت اس ہستی کی کہ عبس وتولی اجبکہ ذنب غیر ممنوع الاشتراک کے نسبت ہونیکی طرف ایما فرما رہا ہے یعنی وہ غیر کا ذنب جسکا شریک ہونیکی ممانعت ہے وہاں مستلزم الوہن یعنے سستی کی مستلزم ہونیکا کیا موقع ہے جیسا کہ مفسرین نے فرمایا ہے کہ ذنبک یعنی آپکے ذنب سے یہاں ذنب امت مقصود ہے علاوہ اسکے مخالفت لفظی بھی ہے اضافت لامی ہے جو ذنب خاص کی مقتضی ہے نہ ذنب غیر کی اور اصل شرعی کی معارضت بھی کہ کریمہ یعذب من یشاء ہے جو سورہ بقر کے رکوع آخر میں ہے یعنی جسکو چاہے عذاب کرے ظاہر ہے جیسا کہ مفسرین نے اسی مضمون کو بیان کیا جبکہ ذنب امت حضرت محبوب مرحوم مطلق کیطرف منسوب ہے تو سب مغفور ہے کہ کریمہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً سورہ زمر رکوع چھ میں ہے۔ یعنی بیشک اللہ تمام گناہ انکے بخشدے گا۔ اسکی تائید کر رہی ہے۔ پس یہ آیت معارض ہوگی کریمہ یعذب من یشاء کی اور دوسری جگہ فرمایا سورہ محمد رکوع دو میں واستغفر لذنبک وللمؤمنین یعنی اور آپ مغفرت طلب کیجیے اپنے گناہ خاص کے لیے اور مومنین کے لیے یہ خود آپس میں ایک دوسرے کی فارق ہے تاکہ معلوم ہو کہ ذنب حضور صلعم اور ذنب امت میں تفاوت ہے ورنہ تکرار معنوی مہمل ہے ع ببین تفاوت رہ از کجا است تا بکجا یہ ترجمہ راستہ کا فرق تو دیکھو کہاں سے ہے کہاں

ازیں جا بد یدن محمد صلعم دیدن خدا است تعالے شانہ والبتہ دیدنش راصلعم
دیدہ جاں بیں باید الله سبحانہ جزاو ہا دانراکہ گفت **شعر**۔

دیدن روی ترادیدۂ جاں بیں باید ؛ ایں کجا مرتبہ چشم جہاں بیں من است

ہرکس بحقیقتہ مغفرت و ذنب آں معصوم ازمسلوبات غیر مخصوصہ محمدی صلعم نرسد
و نیز تواند شد کہ ایں بشارت است بدلجوی حبیب خود تعالی صلعم درانذوہ ذنب ماعبدناک
حق عبادتک وحق عبادت آنست کہ مقابل شود بالوہیتہ کاملہ غیر محصورہ
درظہور موجودات و مسلوبات لازمہ مخصوصہ محمدی صلعم و آں بلزوم عدمین
وظہور آوانی بوجوب نقص وحصر است نمکیف تحقیق حق العبادت
بلاتکیف وہو صلعم معصوم ظاہراً و باطناً وایں ہمہ گفتہ شد از روئے
حقیقتہ مجملۃ التفصیل است و نیز شامل بشارت کشورکشائی بزمان حال و مستقبل بفصل
وینصرک اللہ نصراً عزیزاً موکد

ترجمہ یہیں سے ثابت ہے کہ محمد صلعم کے دیکھنے میں خدائے تعالی شانہ کا دیکھنا ہے اور البتہ آنحضرت کے
دیکھنے کو دیدہ جاں بیں چاہیئے یعنی وہ آنکھ چاہیئے جس سے جان کا نظارہ ہوتا ہو۔ اللہ سبحانہ اُسے جزا دیجیو
جسنے یہ کہا شعر دیدن روئے ترادیدۂ جاں بیں باید ؛ ایں کجا مرتبہ چشم جہاں بیں من است ترجمہ تجھکو
کیا دیکھوں کہ جان کے دیکھنے کی آنکھ ہو ؛ تو کہاں اے جان جاں یہ آنکھ دنیا کی کہاں ؛ ہر شخص اُس
معصوم کی مغفرت اور ذنب کی حقیقت کو نہیں پہنچ سکتا ہے جبکہ وہ ذات پاک اُن مسلوبات سے کہ
اُس کو مخصوص نہیں میں معصوم ہے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ خود خدائے تعالی کے حبیب
صلعم کی دلجوئی کے لیئے بشارت ہے جو اس ذنب ما عبدناک حق عبادتک کے اندوہ
کی نسبت میں ہے۔ یعنی ہم نے تیری عبادت کے لایق تجھکو بندگی نہیں کی اور حق عبادت یہ
ہے کہ یہ مقابل ہوئے الوہیت کاملہ غیر محصورہ کے ساتھ موجودات اور مسلوبات کے ظہور میں
جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مخصوصہ لازمہ ہیں۔ اور وہ بسبب لازم ہو جانے عدم سابق اور لاحق
کے اور بسبب ظہور آوانی کے یعنی اوقات مختلف میں ظاہر ہونیکے سبب نقص اور حصر کے واجب
ہو جانے سے ہے۔ پس اس صورت میں حق عبادت کیونکر متحقق ہو سکتا ہے۔ ورنہ پھر کیسے
ہو گا جبکہ حضور صلعم ظاہر و باطن میں معصوم ہیں۔ اور یہ سب کہ کہا گیا حقیقت کی رو سے مجملہ التفصیل یعنی بکمال اجمال
ہے اور یہ آیت بشارت فتح ولایت کو بھی شامل ہے زمانہ حال و مستقبل میں باعتبار فصل کہ آیت میں ہے اور جملہ ینصرک اللہ نصراً عزیزاً تاکید کر رہا ہے

ش بمفعول مطلق ھ د فتح مکہ مبارکہ بقرینۂ محل نزول کما سُئل صلعم افتح
ہُوا ے مکہ قال نعم و مغفرت ماتقدم وما تاخر من الذنب عموماً و ایں قصد غیر مصرح
بوحی تواند شد و اینجا است کہ صلح حدیبیہ کہ بدو اسباب خفیہ فتح مکہ است ماوّل
بفتح باشد نہ محمول بر خلاف العیاذ باللہ تعالی منہ قال اللہ تعالی لقد صدق اللہ رسولہ
الرؤیا بالحق لتدخلن المسجد الحرام ان شاء اللہ آمنین محلقین رؤسکم ومقصرین لا تخافون
فعلم مالم تعلموا فجعل من دون ذلک فتحاً قریباً ہ پس ایں قصد و صلح حضرت حبیب کبریاء
صلعم کہ متضمن وقائع ظاہر و باطن است از اسرار علم مالم تعلموا است و بعد صحۃ مقصود
ش ای ابتلاءِ عام کہ از اسرارِ علم مالم تعلموا است ھ اخبار صداقت و اوصاف حضرت
رسول مقبول خود تعالے و اصحابش صلعم چنانکہ فرمود تا آخر رکوع خود ظاہر است و اللہ
تعالے اعلم بحقیقۃ الحال والیہ المرجع والمآل اللّٰہم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما تحبہ
وترضاہ و شفعہ فینا و ترحمنا بہ

ترجمہ بسبب مفعول مطلق اور بشارت فتح ہے مکہ مبارکہ کی قرینہ محل نزول سے جیسا کہ پوچھا گیا حضور
صلعم سے کیا وہ فتح کیا جاویگا یعنی مکہ فرمایا آپ نے ہاں اور بشارت ہے مغفرت اگلے اور پچھلے گناہوں کی
عام کر کے اور یہ غیر کا قصد وحی سے مصرح ہو سکتا ہے اور یہیں سے ظاہر ہے کہ صلح حدیبیہ جو
فتح مکہ کے پوشیدہ اسباب کے ابتدا ہے ماوّل ہو گی فتح کے ساتھ نہ محمول ہو گی خلاف پر اللہ تعالی
اس سے پناہ دے فرمایا خدائے برتر نے سورۂ فتحنا آخر رکوع میں لقد صدق اللہ رسولہ الرؤیا
بالحق ج لتدخلن المسجد الحرام ان شاء اللہ امنین محلقین رؤسکم ومقصرین لا تخافون
فعلم مالم تعلموا فجعل من دون ذلک فتحاً قریباً ہ یعنی البتہ تحقیق سچا کر دیا اللہ
نے اپنے رسول کے خواب کو حق کے موافق کہ البتہ تم ضرور مسجد حرام میں داخل ہو گے اگر خدا نے
چاہا بیخوف اس حالت سے کہ اپنے سروں کو منڈوائے ہوئے اور بالوں کو کتروائے ہوئے کہ نہ ڈرتے ہو گے پس
جان لی اس نے وہ بات جو تمنے نہ جانی پھر اسکے سوائے قریب ہی ایک فتح اُس نے بنادی پس یہ قصد اور
صلح حضرت حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کا جو وقائع ظاہر اور باطن کو متضمن ہے علم مالم تعلموا کے اسرار سے
ہے اور بعد صحت مقصود کے یعنی ابتلائے عام کے کہ علم مالم تعلموا کے اسرار سے ہے اخبار سچائی اور اوصاف اپنے
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے اصحاب کے جیسا کہ فرمایا خدائے برتر نے آخر رکوع تک خود ظاہر ہیں اور خدائے برتر ہی خوب جانتا ہے حقیقت
حال کو اور اوسیکی طرف پھر جانا اور انجام پانا ہے۔ اللّٰہم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما تحبہ وترضاہ و شفعہ فینا و ترحمنا بہ

ذکر الکیفیة فی معنی سورة النصر والفاتحة والکافرون علیٰ کما ہدی الیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینه ونصلی علی رسوله محمد ونستشفعه وعلی آله واصحابه واتباعه اجمعین - اعلم انما ہدی الی معنی سورة النصر بان اذا عامة زمانا حقیقة بتضمن الشرط مجازا وجاء بمعنی ماض تقیضی المفعول لتعدیته ولضرورة تخصیص ما ہو المقصود للنصر والفتح متوسعا لحذفه فہو کم لا غائبا لا ستثنائه صلعم منه فیشیر الی معنی اذکر والنصر ہو فی ایجاد الموجد اثرالش تمیز من الایجاد ومن النصرہ لفعل اللہ حمید الفعال بلطفه ش یتعلق بالایجاد والنصرہ والفتح ہو انکشاف الحقیقة ظلا القدم تفہیما منطبقا باصله التزاما منه ش تعلق کائنا والضمیر المجرور الی القدم ه علی تفاوت الدرجات فخصص صلعم بشرف الخطاب لاظہار درجته العلیاء صلعم

ترجمه - ذکر بیان معنی سورہ نصر و سورہ فاتحه و سورہ کافرون

برانچه کرده نموده شد سوی او

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینه ونصلی علی رسوله محمد ونستشفعه وعلی آله واصحابه واتباعه اجمعین - بدانکه جز این نیست که ره نموده شد سوی معنی سورہ نصر بانیکه لفظ اذا عام است از روی زمان و حقیقت که متضمن بشرط است بطور مجاز و جاء بمعنی ماضی است که بناء تعدیه یعنی تجاوز کردن خود مفعول را میخواہد و بسبب ضرورت تخصیص بانچه که برای نصرت و فتح مقصود است متوسع الحذف خود پس او ضمیر مخاطب کم است نه ضمیر غایب است از آنکه حضور صلعم از و مستثنی است پس اشارت میکند این استثنا بسوی معنی اذکر یا داریدِ و نصر بمعنی یاری دادن - که او در ایجاد موجد یعنی ایجاد کرده شده کہ او اثر است فعل خدائی حمید الفعال را بلطف او یعنی یاری فعل خدا ہم که بسیار ستوده و بغلبه است بکار بطور اثر است بلطف او در وجود آمدن نو آورده شده یا این نو آوردن که برای نو آورده شده است بطور اثر بلطف او باشد از فعل خدائی که بسیار ستوده و بغلبه است بکار پس لفظ ه در عبارت مصنف رحمة اللہ تمیز است از ایجاد یا از نصر و بلطف متعلق است نیز بایجاد یا بنصر و فتح او انکشاف حقیقت است بنا بر تفاوت درجات از روی ظل که قدم راست بانکه ظل قدیم خود که اصل او است منطبق باشد بطور تفہیم و بانکه ظل بطور التزام باشد از ان قدیم پس خاص کرده شد او صلعم بشرف خطاب بنا بر ظاہر نمودن درجه بلند او صلعم

ورایت بمعنی بصرت حال للمفعول المخصوص من التوسع والناس مفعول موصوف ویدخلون حالا صفته لا المفعول الثانی لمعنی علمت لفعلیته ش الضمیر راجع الی یدخلون ه ودین اللہ عام فیستفاد منه حقیقته المستجمعة التضمینیة صلعم والاضداد المسلوبة ملتزمة بہا ش الواو حالیة لبیان حالة الاضداد المسلوبة بانہا ملتزمة لحقیقته المستجمعة التضمینیة صلعم ه والسبوحیة ہی التنزہ عن شوائب النقص والحمد بمعنی مجہول ای محمودیته علی افعاله والاستغفار طلب الستر وحذف المفعول لتوسع بمعنی لہم ولک والامران بالاشتراک فطلب وتاکید من غیره صلعم وتشریف بالخطاب له صلعم

والتوبة ہی رجوع مطلق فقید

بجل کما تاب العبد الی اللہ

وتاب اللہ علیه فالمعنی

ترجمه - ورایت بمعنی بصرت ای بچشم بینی این حال است مفعول مخصوص را که از توسع است و آن ضمیر جمع مخاطب کم است که بسبب تخصیص و توسعش مذکور آمد ولفظ الناس مفعول است و موصوف و یدخلون حال که صفت اوست نه مفعول ثانی از رایت بمعنی علمت از آنکه فعلیتش مفعولیت را مانع آید که محل اسم است که دلالت بذات دارد و نه فعلیتش مانع بصفت که فعل صفت و حال میباشد پس یدخلون حال و صفت مفعول موصوف است و دین اللہ یعنی ملت خدا عام است پس از و مستفاد می شود حقیقت او صلعم که مستجمعه تضمینیه است بحالیکه اضداد مسلوبه بآن حقیقت مستجمعه تضمنیه او صلعم ملتزم آمده بدین اعتبار که حقیقتش صلعم تضمن باو تعالی بظلیت خودش دارد و عکس و رنگ و ملت او کشد که عام است لہذا این حقیقت ظلیت او صلعم گردآرنده جمال و کمال موجودات ذی ظل برا ہو تضمن است پس مستجمعه تضمینیه آمده حالانکه اضداد مسلوبه باین حقیقت ملتزم است از انکه این حقیقت بعدم سابق در وجود ظہور آمد ناچار سلب بد و لزوم یافت پس جمیع اضداد که مسلوب از و تعالی است بدو ملتزم است و سبوحیة او تنزہ از شائبات نقص است یعنی پاک و صاف آمدن از شک و شبہات نقصان و کمی و حمد بمعنی مصدر مجہول محمودیت است برای افعال خود یعنی ستوده شدن بر کارہای خویش و استغفار طلب ستر است و آن خواست پوشیدن گناه است و حذف مفعول درین امر بنا بر توسع بمعنی لہم ولک یعنی طلب ستر کن برای شان و برای خود و این دو امر یعنی تسبیح و استغفار که باشتراک آمدند پس این طلب و تاکید است از غیر او صلعم و برای او صلعم تشریف بخطاب است - و توبه او رجوع مطلق است پس مقید آمد بجل چنانکه گفته شود تاب العبد الی اللہ و تاب اللہ علیه یعنی رجوع نمود بنده سوی خدا و رجوع نمود خدا بر بنده و توبه درینجا مقید برجوع او تعالی است و بس پس بنا برین معنی که چنین است

اذکر حبیبی اذا جاءکم نصر اللہ والفتح فی وقت الازل وبصرت الناس یدخلون
فی دین اللہ انصافًا افواجًا من ادم علیہ السلام الی آخر الزمان فیہ ش ای
وقت الازل متعلق ببصرت ۵ ہذا تذکیر لہ صلعم بما وقع فی وقت الازل من رتبتہ
صلعم ہو شرح الصدر فالم نشرح لک صدرک اشارۃ الیہ وما ذکرہ فی القرآن
المجید و بعضہ مبین لبعضہ ش قال صلی اللہ علیہ وسلم انما نزل کتاب اللہ یصدق
بعضہ بعضًا فی المشکوۃ ۵ وما ہو شرح الصدر الا اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون
فی دین اللہ افواجًا تخصیصًا علی المراد ش ای مراد اختیار الآیۃ علی ما تزید او مراد ذکر
دین اللہ المقصود لتضمنہ بالموجودات ذات الاضداد والمسلوبۃ ملتزمۃ بہا فلا حاجۃ الی
ذکرہا بالخصوص ۵ فہذا ہو ش ای شرح الصدر ۵ و اخبار بما واقع و یقع
فی عالم الشہود من دخول الناس فی دین اللہ افواجًا
من کل جہۃ

ترجمہ - اذکر حبیبی ای حبیبی اذا جاءکم نصر اللہ والفتح فی وقت الازل وبصرت الناس یدخلون
فی دین اللہ انصافًا افواجًا من آدم علیہ السلام الی آخر الزمان فیہ ای وقت الازل یتعلق ببصرت
یعنی یاد کن ای حبیب من کہ تحقق شدہ است ہر گاہ کہ بیاید شمارا نصرت خدا و فتح او در وقت ازل و حال شما این است
کہ دیدن تو ای حبیب بچشم در زمان ازل آدمیان را ثابت آمدہ و این خطاب بتو بشرف تست باظہار علو مرتبت تو آنکہ
در می آیند در ملت خدا بتو متفق شدہ گروہ در گروہ از آدم علیہ السلام تا آخر زمان این یاددہانی است برای او صلعم بانچہ
کہ در زمان ازل واقع شدہ از رتبہ او صلعم کہ او شرح صدر است یعنی کشادن سینہ مبارک صلعم پس الم نشرح لک صدرک
اشارت بسوی او است یعنی آیا نکشاد برای تو سینۂ تو ورنہ ذکر کردہ شد در قرآن مجید بجز کہ او از شرح صدر است حالانکہ بعض او مبین
بعض او را کہ در مشکوۃ است فرمود صلی اللہ علیہ وسلم انما نزل کتاب اللہ یصدق بعضہ بعضًا یعنی جز این نیست کہ فرود آمد
کتاب خدا کہ بعض او بعض را تصدیق میکند مگر این کریمہ اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون
فی دین اللہ افواجًا کہ از روی تخصیص برای مراد است کہ انچہ ما میخواہیم از این اختیار آیت کہ بیان شرح صدر
است یا مراد ذکر دین خدا است کہ مقصود است و آن حقیقت او صلعم است از انکہ او متضمن بموجودات است درحالیکہ اضداد
مسلوبات بموجودات او صلعم ملتزم آمدہ پس سوی ذکر اضداد و مسلوبات بخصوص شان در و صلعم حاجت نیامد پس این ہمان
شرح صدر است کہ گفتہ آمد - و ہم آگاہ نمودن است بانچہ کہ واقع شد و واقع می شود در عالم شہود از در آمدن آدمیان در
دین خدا گروہ در گروہ از ہر جہت

بیان شرح صدر

فسبح بحمد ربک ای سبح محمودیۃ ربک فی جمیع الافعال فی جمیع الاحوال تتعلق بالمربوب
علی النصر والفتح جزاء الشرط فی وقت جعل الجاعل المطلوب والموکد من غیرہ صلعم والتشریف بالخطاب
لہ صلعم واستغفرہ جزاء الشرط لفًا ونشرًا او غیرہ ش ای غیر الجزاء ۵ ای استتر من اللہ
الستار للمسلوبات الموجودۃ الملتزمۃ علی تفاوت حال لک ولہم من الانبیاء والاولیاء والمومنین
فالاستغفار اعلی الاستغفار فہو شفاعۃ عامۃ منہ صلعم وتشریف بالخطاب بہا لہ صلعم ومن
غیرہ صلعم لنفسہ ولغیرہ مطلوبۃ او موکدۃ و لما تستر ما ہی من المسلوبات فانظر
ما ذا تری من الموجودات انہ ہو الرب السبحان المحمود کان توابًا ای راجعًا ای
متوجہًا فی الدارین بمبالغۃ التوجہ علیک وعلیہم لستر ما یستر باستغفارک یا حبیبی
فالمغفرت اعلی المغفرت والمعنی یشتمل ما ہو شامل فی النصر والفتح فیمکن ان یختار
جاء ماضیا والنصر والفتح فی افتتاح
الممالک عمومًا ازلیًا

ترجمہ - فسبح بحمد ربک یعنی پاکی و تنزہ کن بستودگی پروردگار خود در تمام کارہا در ہمہ احوال انکہ برباری
و فتح مربوب یعنی پروردہ تعلق دارند - این جملہ جزاء است مطلوب بشرطیکہ در وقت جعل جاعل یعنی ساختن سازندہ
یعنی این امر تسبیح جزائے است خواستہ بہمان زمان کہ زمان شرط است و آن وقت جعل جاعل است - با این جملہ
موکد است از غیر او صلعم یعنی امر تسبیح از راہ تاکید است غیر او را صلعم و برائے او صلعم تشریف بخطاب است آنکہ از راہ شرف او صلعم
خطاب نمودہ شد نہ از راہ شمول تاکید و استغفرہ نیز جزائے ہمان شرط است مطلوب بطور لف و نشر یا غیر
جزا است یعنی موکد است بمعنی آنکہ از خدائے ستار کہ بسیار عیب پوش است برائے نقائص و عیوب مسلوبات
موجودہ ملتزمہ ستر و پوشیدگی بخواہ بر حسب تفاوت حال خود را و ایشان را از انبیاء و اولیاء و مومنین - پس این
استغفار برترین را استغفار است و او شفاعت عامہ از و صلعم و تشریف بخطاب بدو است و او را صلعم و شفاعت
است از غیر او صلعم نفس او را و غیر او را کہ مطلوب است یا موکد است و ہر گاہ پوشیدہ شد انچہ او از مسلوبات
است پس نظر کن چیست این کہ می بینی از موجودات - تحقیق آنکہ ہموا ست پروردگار کہ منزہ و ستودہ است
تواب آمدہ یعنی بسیار رجوع شوندہ ای روآرندہ در ہر دو جہان بکثرت و غلبہ توجہ بر تو و بر شان برائے پوشیدن
انچہ کہ باستغفار تو پوشیدہ شد - ای حبیب من پس این مغفرت برترین مغفرت است و این معنی
شامل می شود بانچہ کہ او شامل است در نصر و فتح پس می تواند کہ لفظ جاء بمعنی ماضی
اختیار کردہ شد و نصر و فتح در کشودن کشورہا دلالت از روی معنی عموم بطور دوام

بیان شفاعت عامہ او صلعم

بیان استغراق زمان و حصول فتح

وخصوصاً مرئیاً علی نزول السورة بعد افتتاح مکة المبارکة فدین الله باوّل اسلاماً علی المحل والشرط یصح علی وقت جعل الجاعل لتحقق الواقع فی الزمان الماضی وعلی نزولها قبل افتتاحها ان یکون جاء مستقبلاً لتحقق الوجود باذا والماضی فکانه جاء والشرط یصح علی الوقوع بجعل الجاعل لتحقق الوقوع فی الزمان المستقبل وهکذا رایت فیه یدخلون حال للناس فهو تحقق تحقق الفعل للمفعول فیمکن ان یکون رایت دو معنی مستقبل متوسعاً للاستمرار العموم المفعول الموصوف بوصف عام نظراً الی خلقته صلعم واجبة التوسع ش کما یظهر وجوب التوسع فی ذکر کیفیة تخلیق نور محمد صلعم من نور الله سبحانه والمخلوق کلّه من نوره صلعم والکمالات الثبوتیة لله سبحانه فیه صلی الله تعالی علیه وسلم والنقائص المسلوبة من الله سبحانه فیه صلعم ۵ فما من النصر والفتح المستقبل عامٌ ازلیاً وخاصٌ مرئیاً واستغفره لهم علی سوق الکلام لا لک واعلم ان الجزاء لشرط ممکن وقوعاً یتابع الشرط زماناً

ترجمه — و از روئے خصوص بآنچه که دیده شد با بر بنائے نزول سورهٔ شریفه که بعد فتح شدن مکه مبارکه نزولش باشد پس دین خدا بر بنائے محل باسلام تاویل کرده شد و شرط درست آید بر وقت جعل جاعل از آنکه واقع بزمان ماضی متحقق آمده و بر بنائے نزول این سوره شریفه پیش از فتح شدن مکه مبارکه آنکه جاء بمعنی مستقبل باشد و متحقق الوجود بدلالت اذا و ماضی پس گویا که او جاء ماضی است و شرط درست آید بر وقوع بجعل جاعل بنابر تحقق وقوع در زمان مستقبل از صیغه ماضی - و همچنین حال رایت است و یدخلون حال است برائے الناس پس او متحقق است بسبب تحقق فعل که برائے مفعول است یعنی رایت بصیغه ماضی - و می تواند اینکه رایت اگرچه بمعنی مستقبل باشد متوسع شود برائے استمرار بنابر عموم مفعول که موصوف بوصف عام است نظر کرده سوئے خلقت او صلعم که توسعش واجب است چنانکه وجوب توسع در ذکر کیفیة تخلیق نور محمد صلعم است آنکه نورش صلعم از نور خدائے سبحانه است و مخلوق تمام او از نور اوست صلعم و کمالات ثبوتیه که برائے خدا سبحانه است در واست صلے الله تعالے علیه وسلم و نقائص که مسلوبه از خدائے سبحانه است در واست صلعم پس آنچه از نصر و فتح آمده است عام الست از راه ازل که دوام را خواهد و خاص است باعتبار دیده شده که او پیش چشم بوقوع پیوست و استغفر یعنی و مغفرت بخواه از خدائے غفار - این خواست مغفرت بر بنائے سوق کلام ایشان را است نه برائے تو و بدانکه هر آئینه جزائے شرطے که ممکن است وقوع او متابعت میکند شرط را از روئے زمان آن جزاء

ش هذا جواب ما قیل ههنا لا یوافق الجزاء الشرط زماناً ۵ والتواب بمعنی قابل التوبة ای الرجوع عن الذنب لا یوافق استغفره لان الاستغفار طلب المغفرت لما وقع من الذنب والرجوع منه ولکن یوافق بمعنی رجوع مطلق بتقیید محل کما ذکر - اللهم صل وسلم علی محمد نبی الرحمة وعلی جماله کما تحبّه وترضاه وشفعه فینا وترحمنا بهٖ ثم الی معنی سورة فاتحه بان الحمد مصدر مجهول بلام المعهود الذهنی او التعریف والفاعل له متوسع فکان الله سبحانه او غیره فالحاصل ان المحمودیة المستقلة لا تحتاج فی مقصودیتها الی فاعل بخلاف المعروف ش ای المصدر المعروف فی مقصودیته یحتاج الی فاعل ۵ من ای فاعل لله علی خلقه الخیر والشر فی تربیة العالمین کما قال رب العالمین ای الوصف باستدلال العقل فلفظ الرب شامل لمعنی الخلق والعالمین ینبئ عن

تنوع العالم والعالم

رب العالمین

ترجمه — این جواب است بآنچه که گفته شود که جزا اینجا از روئے زمان شرط را موافقت نمیکند و تواب بمعنی پذیرنده توبه که او بازگشتن از گناه است استغفره را موافقت نکند از آنکه استغفار طلب مغفرت است برائے آنچه که از گناه بوقوع آمده و این که بازگشتن است از گناه و لیکن موافقت میکند بمعنی بازگشتن مطلق مع تقیید محل چنانکه مذکور آمد یعنی آنکه رجوع نمود یا باز گردید بنده سوئے خدا و آنکه رجوع فرمود یعنی رو آورد خدا برا و اللهم صل وسلم علی محمد نبی الرحمة وعلی جماله کما تحبه وترضاه وشفعه فینا وترحمنا به حامداً و مصلیاً و مسلماً باز رجوع نموده شد سوئے معنی سوره فاتحه بآنکه الحمد مصدر مجهول است به الف ولام معهود ذهنی یا تعریف بمعنی آنکه آن محمودیت یعنی ستودگی که در ذهن جا مقرر گرفته یا این ستودگی که معروف است و فاعل برائے این مصدر که حامد است متوسع آمده پس خدائے سبحانه باشد یا غیر او پس حاصل آنکه محمودیت مستقله یعنی ستودگی که باستقلال باشد در مقصودیت خود سوئے فاعل محتاج نه شود بخلاف معروف از هیچ فاعل از آنکه مصدر مجهول احتیاج فاعل ندارد بخلاف معروف که در مقصودیت خود سوئے فاعل محتاج باشد یکدامی فاعل الله یعنی این ستودگی مستقله برائے خدا است بر آفرینش او خیر و شر را یعنی نیکوئی و بدی را در تربیت و پرورش جهانیان چنانکه فرمود رب العالمین یعنی پرورد گار جهانیان است این صفت او بیت برائے خدا باستدلال عقل است که از عقل دلالت بر وحاصل میشود پس لفظ رب شامل است معنی خلق و آفرینش را که تعلق به پرورش دارد از آنکه همه خلق مربوب است یعنی خالقش رب است - و العالمین یعنی جهانیان که جمع است آگهی میدهد که عالم نوع بنوع آمده پس از وانست که بتنوع عالم شده عالم او مربوب است یعنی پرورده و چنانکه عالم مربوب است برب به ترتیب واسطه دارد همه خلق که عالمیان اندر بر ترتیب خود از نوع خویش برب جهانیان که خالق همه خلق است واسطه دار و پس لفظ رب شامل است معنی خلق را الرحمن الرحیم ۵ مالک یوم الدین ۵

الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین ○ الوصفان باستدلال النقل وذکر صفتی الرحمة قبل ذکر مالک یوم الدین لاطمینان قلب الرؤف الرحیم بالمؤمنین صلعم ش ہو صلعم ھ فالرحمٰن خاص لاسمہ تعالیٰ بخصوصیة الوصف بہ تعالیٰ لمبالغة فمنعہ لغیرہ تعالیٰ اسماً فبالوصف خاص بامتہ صلعم علی مربوبیتہ الاولی صلعم علی الرحمانیة فعام لغیر یا علی استجماعہ صلعم وفیہ اشارة الی مقاصد الرحمٰن علی العرش استویٰ ای تعلقاً بصفة تقدمتہ ش ای تعلقاً بصفة رب العالمین التی تقدمت علی وصف الرحمٰن ھ بدلالة وجودہ صلعم کما ہو فی حدہ صلعم الیہا ش ای مقاصد الرحمٰن علی العرش استویٰ ھ فانظر ماذا تری من عظمتہ صلعم والرحیم عام لمقابلة خصوص الرحمٰن فلا یجوز الخصوص وخاص لمقابلة عموم الرحمٰن فلا یجوز لہ العموم فلما تحقق الایمان بالوصفین المقصودین ای معرفة اللہ تعالیٰ من ربوبیتہ والیوم الآخر اجمالاً بالاستدلالین من العقل بالعالم من مربوبیتہ دلالة عامة والنقل صح الاقرار ایاک نعبد

ترجمہ یعنی کہ مہربان بحد و مہربان بسیار کہ مالک روز آخرت است این دو وصف یعنی رحمٰن رحیم و مالک یوم الدین اے خدائے کریم و عظیم باستدلال نقل اند کہ از ذکر ہر دو وصف رحمت پیش از ذکر مالک یوم الدین مذکور آمدند تا اطمینان قلب حضور صلعم باشد کہ او صلعم بمومنین رؤف و رحیم اند پس درین ہر دو صفت رحمت وصف رحمٰن خاص است برائے اسم او تعالیٰ بسبب خصوصیت این وصف باو تعالیٰ کہ از روئے مبالغہ است از آنکہ لفظ رحمٰن صیغہ مبالغہ است بنا بریں بغلبہ رحمت باسم او تعالیٰ مخصوص آمدہ پس بغیر او تعالیٰ را اسم و وصف از و منع آمد پس او تعالیٰ بایں وصف خاص است و رحق امت او صلعم بر بنائے مربوب اولیٰ بودن او صلعم بریں وصف رحمانیت یعنی چونکہ بر بنائے این وصف رحمانیت مربوب و پروردہ اولیٰ ذات پاک سرور عالم صلعم آمد با ہتنفس صلعم بایں وصف او تعالیٰ خاص شد و غیر امت او صلعم بایں وصف عام آمد بر بنائے استجماع او صلعم کہ رحمة للعالمین است و درین وصف رحمٰن بنا بر تعلقیکہ او را بصفت رب العالمین است کہ پیش از و است اشارت است سوئے مقاصد این کریمہ الرحمٰن علی العرش استویٰ است یعنی ہمیں رحمان است کہ بر تخت استوا آمد بر دلالت وجود او صلعم چنانکہ او در حدش صلعم سوئے مقاصد این کریمہ الرحمٰن علی العرش استویٰ وارد پس نظر کن چیست این کہ می بینی از عظمت او صلعم و وصف رحیم عام است بمقابلہ خصوص رحمٰن پس جائز نشود خصوص برائے او و وصف رحیم خاص است بمقابلہ عموم رحمٰن پس جائز نشد او را عموم پس ہر گاہ کہ ایمان بہر دو وصف مقصود متحقق شد یعنی ایمان بمعرفت خدائے برتر از ربوبیت او تعالیٰ و ایمان بروز آخرت بطور اجمال باستدلال کہ اول از عقل بوسطہ عالم از مربوبیت او از رو دلالت عامہ و دوم از نقل بلکہ بہر دو وصف بتقدیم تاخیر شان گفتہ شد تحقیق اقرار ایاک نعبد

التخصیص بالعبادات الخاصة لہ تعالیٰ من حیث انہ سبحانہ خالق لا تشتمل العامة الا کیف ان اشکر لی ولوالدیک مع واشکروا اللہ ان کنتم ایاہ تعبدون ○ واسجدوا لآدم مع اسجدوا للہ الذی خلقہن ان کنتم ایاہ تعبدون واعبدوا اللہ ان کنتم ایاہ تعبدون ○ وضمیر المتکلم مع الغیر متوضح ان کل لہ قانتون بکل قنوت وفی اشتراک الغیر فی الفعل مسائل التی لا یسعہا الحل منہا ایصال نفع عمل عامل بغیر فہی ش ای العبادات الخاصة لہ تعالیٰ من حیث انہ سبحانہ خالق لا تشتمل العامة ھ ما ثبتت مع تقدم تعریفہا وتصدیقہا علی اقرارہا من الحمد للہ الی یوم الدین والا الاقرار علی المجہول

ترجمہ یعنی خاص ترا پرستش می کنیم. این تخصیص کہ بعبادات خاصہ است برائے او تعالیٰ ازین حیثیت است کہ ہر آئینہ او سبحانہ خالق است پس این عبادات خاصہ عبادات عامہ را شامل نشود ورنہ پس این آیات چگونہ ہستند یعنی اگر کریمہ مذکورہ بعبادات خاصہ عامہ ہر دو را شامل شود بجز او تعالیٰ منع بغیر گفتہ شود پس نسبت این آیات کہ عبادات عامہ از وے برآید چہ گفتہ شود و آن کریمہ است ان اشکر لی ولوالدیک یا کریمہ واشکروا اللہ ان کنتم ایاہ تعبدون یعنی آنکہ شکر بجا آرید مرا و پدر و مادر خود را. و شکر بجا آرید خدا را اگر شما او را پرستید و کریمہ اسجدوا لآدم یا کریمہ اسجدوا للہ الذی خلقہن ان کنتم ایاہ تعبدون یعنی سجدہ کنید آدم را تحیت. و سجدہ کنید خدا را آنکہ آفرید شان را اگر شما او را می پرستید. و کریمہ اعبدوا اللہ ان کنتم ایاہ تعبدون است یعنی بندگی کنید خدا را اگر شما او را می پرستید. ازین آیات دلالت است بر عبادات مشترک العام خدائے را و غیرش را ورنہ تخصیص عبادت در آیات بر آخر چگونہ یعنی وارد و ضمیر متکلم از جملہ عبادات است البتہ فرق بہ استقلال و اضافت است کہ آخر تحیت و تعظیم نامیدہ شد بنا بر تعلق اضافت کہ خلق است و تفصیلش فریدہ در ذکر کیفیتہ صحتہ استنزال وصفی باسمی اللہ بسے اند اگر خواہی بہ بین. و ضمیر متکلم در نعبد کہ مع الغیر است و امی نماید آنکہ ہمہ او تعالیٰ را سر نہندہ اند بعجز تمام و سر نگونی تام و در اشتراک غیر درین فعل بندگی مسئلہا اند کہ این حل با آنہا گنجایش نمی پذیرد و از انجملہ رسانیدن نفع عمل عامل است بغیر او را کہ تفصیلش در ذکر کیفیتہ جواز امتنال لغیر اللہ تعالیٰ بجز خاصہ است آنجا نگر پس این عبادات خاصہ برائے او سبحانہ کہ شامل عامہ نباشد از حیثیت کہ ہر آئینہ او سبحانہ خالق است آن چیز است کہ ثابت شدہ است مع تقدم تعریفش و تصدیق او بر اقرارش از الحمد للہ تا یوم الدین. ورنہ این اقرار است بر مجہول پس چگونہ است از آنکہ اقرار بر مجہول مجہول است کہ صحت نہ پذیرد و ایاک نستعین یعنی و خاص از تو یاری می خواہیم. این تخصیص بیاری خواستن کہ از او تعالیٰ از حیثیت کہ ہر آئینہ او سبحانہ خالق است این استعانت غیر او تعالیٰ را شامل نمی شود ورنہ پس چگونہ است این کریمہ

فکیف وایاک نستعین التخصیص بالاستعانة التی منه تعالیٰ من حیث انه سبحانه خالق لاتشتمل غیرہا والا فکیف من یتول الله ورسوله والذین اٰمنوا فان حزب الله هم الغالبون وضمیر المتکلم مع الغیر کما واضح اهدنا الصراط المستقیم الاسهداءُ الی الصراط المستقیم الذی هو ایمان بربه بمعرفة رب بنیه ورب شیخه کما قال سبحانه قالوا اٰمنا برب العالمین رب موسیٰ وهارون والا بطل التقلید فهی الجاهلیة ولا ایمان ولو کان بربه مع انکاریته کما قال سبحانه قال اٰمنت برب الذی اٰمنت به بنوا اسرائیل فبرب محمد صلعم تخصیصاً بخصوصیة علی مرکزیته العامة علی مظهریة الرحمانیة التی هی مبدءٌ ومعادٌ والا بطل الاستجماعُ المقصود وضمیر المتکلم مع الغیر کما وضح وحذفُ الیٰ لقرب المفعولین اشارة الاتصال بینهما واللام للعهد الذهنی

فتوافق البدل

ترجمه من یتول الله ورسوله والذین اٰمنوا فان حزب الله هم الغالبون یعنی کسیکه تولی گرفت خدا را ورسول ورا وانها که گرویدند پیش ایشان فتحمند آمدند از آنکه تحقیق گروه خدا پس همانان غالب شوندگانند. که استعانت بغیر از ثابت آمد پس با وصف جواز عام تخصیص اینجا همان فرق استقلال و امانت است که درمیان خلق وخالق است که از خطبه فاتحة الکتاب ظاهر است تفصیلش و تفسیر این کریه در ذکر کیفیة الرسالة والنبوة والولایة بنگر و ضمیر متکلم و متنفق که مع الغیر است هم چنان است که وضع آمد اهدنا الصراط المستقیم یعنی راه نما ما را راه راست استهداء سوی صراط مستقیم یعنی خواست رهنما براه تا آنکه او گرویدن است به پروردگار خود بمعرفت رب نبی خود و رب شیخ خود چنانکه گفت سبحانه قالوا اٰمنا برب العالمین رب موسیٰ وهارون گفتند ایمان آوردیم برب جهانیان که رب موسیٰ وهارون است ورنه تقلید باطل شد پس کماند در جاهلیت. ونیست ایمان اگرچه برب خود باشد مع انکار نبی او چنانکه گفت سبحانه قال اٰمنت برب الذی اٰمنت به بنوا اسرائیل ۝ یعنی گفت ایمان آوردم به پروردگارے که بنی اسرائیل بدو ایمان آوردند پس ایمان آوردن به پروردگار محمد صلے الله علیه وسلم از روے تخصیص است بسبب خاص شدن او صلعم بر مرکزیت خود که عامه است. بر آنکه او مظهر رحمانی است چنانکه او مبدء ومعاد است یعنی مقام آغاز وانجام. ورنه باطل شد استجماع مقصود یعنی اینچنین گرد آوردن که در وجه جمال وکمال محبوبیت جمع آید که مقصود اظهار ربوبیت از واست بر جمیعش صلعم صحت نه پذیرد وحالانکه ضروری است که تخلیق خلق بدو منحصر آمده وضمیر متکلم در اهدنا که مع الغیر است همچنان است که باظهار آمد. وحذف الیٰ حرف جار بر صراط مستقیم که بسبب قرب هردو مفعول است اشاره اتصال و پیوستن است درمیان هردو. ولام بر مفعول برائے عهد ذهنی است پس موافق آمد بدل شبه بدل.

ای صراط الذین انعمت علیهم الانعامُ هو ایمانٌ بربّه بمعرفة رب نبیه ورب شیخه فبرب محمد صلعم کما قال سبحانه واذ اخذ الله میثاق النبیین لما اٰتیتکم من کتاب وحکمة ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن به ولتنصرنه فالانعام علیهم وعلی من تبعهم والا فکیف تخصیصُ الملتِ لواجب بعموم البدل فی وجه الاحکام واستحصال حاصل فی وجه معرفة الله تعالیٰ غیر المغضوب علیهم ولا الضالین ۝ فی الوصفین اشارةٌ الی تنزه ایمانهم وغایتهم فی الدارین واشارةٌ الی مغضوبیة وضلالة من ضل عن الصراط المستقیم عموماً ولو یشیر الی الخصوص بالغة شئ والی الیهود والنصاریٰ ۝ والا فکیف استفادة الاستثناء بغیر المخصوص وکیف اشتمال بصراط الذین انعمت علیهم اٰمین هذا ما کتب اجمال بالاشارت التی تشتمل مفصلات القرآن المجید یا ایها المرءُ لا تفهم الاجمال الا بمعرفة حقیقة الرسالة المحمدیة ولا تفهما الا علی قدر الوصول حقیقة الولایة الصدیقیة او الولایة الاحتیاجیة اللّٰهم صلّ وسلّم علی محمدٍ نبی الرحمة وعلی جماله کما تحبّه وترضاه وتشفعه فینا وترحمنا به

ترجمه. یعنی صراط الذین انعمت علیهم ۝ را کتابع اواست. یعنی راه آنان که تو بر ایشان رحمت ونعمت فرمودی. مراد از انعام اینجا همان ایمان است برب خود بمعرفت رب نبی خود و رب شیخ خود. پس مع انعام ایمان است برب محمد صلے الله علیه وسلم چنانچه فرمود حق سبحانه اذ اخذ الله میثاق النبیین لما اٰتیتکم من کتاب وحکمة ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن به ولتنصرنه یعنی یاد کن اے حبیب من هرگاه خدائے برتر بگرفت استوار داری عهد از انبیاء با نچه که هر آئینه چون بدهم شما را از کتاب وحکمت باید که برسانید وعمل کنانید آدمیان را بدو باز پس چون بیاید رسولی که راست دانماینده آنچیز است که همراه شما است هر آئینه باو ایمان آوردن والبته او را یاری کردن ضروری است پس این انعام است بر ایشان و بر آنکه پیروی کرد ایشان را و تخصیص ملت واجب پس چگونه شود از آنکه عموم بدل در وجه احکام است واستحصال حاصل است در وجه معرفت خدا برتر غیر المغضوب علیهم ولا الضالین یعنی غیر آن کسان که بر آنها غضب کرده شده ونیستند گمراه شوندگان. ودرین هر دو وصف اشارت است سوئے تنزه و پاکیزگی ایمان ایشان ونهایت شان درین هر دو جهان واشارت است سوئے مغضوبیت وگمراهی کسے که عموماً از راه راست دور راه آمد اگرچه از راه بلاغت سوئے خصوص اگرچه یهود ونصاری باشند اشارت میکند. ورنه پس چگونه بر آید استفاده استثناء یعنی از استثناء نفع گرفتن برائے غیر مخصوص آنکه عام از کسے که از راه راست برگشته باشد وچگونه اشتمال شود بصراط الذین انعمت علیهم اٰمین یعنی قبول کن چنین باد. این آنچه نوشته شد اجمال است باشارات که شامل می شوند مفصلات قرآن مجید را. اے آن کس این اجمال را نفهمی مگر بمعرفت حقیقت رسالت محمدیه ونخواهی فهمید او را مگر باندازه وصول حقیقت ولایت صدیقیه یا ولایت احتیاجیه اللّٰهم صلّ وسلم علی احمد نبی الرحمة وعلی جماله کما تحبه وترضاه وتشفعه فینا وترحمنا به

ثم سُئِل فی معنی سورة الکافرون قال اعدا عدوک نفسک التی بین جنبیک اشد کفرًا من الکافرین لا اعبد ما تعبدون ہو مخالفة بمرضات اللہ تعالے ہی الجہاد الاکبر فالاصغر منہ لکم دینکم ہو المخالفة المخصوصة المقصود بمرضات اللہ تعالے فالامر المجاہدات تفصیل منہ ش ای من الدین مہ فالجہاد بالکفار منہا و ان لم یستقم المعنی فکیف تحقق لا اعبد ما تعبدون ولکم دینکم ولی دین ہ وہدے الے اظہار کسر نون دین لانہ علامة حذف الیاء للوقف فی اللفظ ولا الوقف علی الوقف ولا بعد و فی المعنی علی تعریف الدین المخصوص فان لم یظہر الکسر فالدین منکر فلا تحقق الدین المعروف المخصوص المقصود فعلے ہذہ القرءة لتفسد صلوٰة من لم یظہر الکسر

ترجمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامدًا و مصلیًا و مسلمًا۔ باز پرسیدہ شد در معنی سورۂ کافرون فرمود اعدا عدوک نفسک التی بین جنبیک اشد کفرا یعنی دشمن ترین دشمن تست نفس تو کہ درمیان ہر دو پہلو تست کہ سخت تر است در انکار از کافران لا اعبد ما تعبدون یعنی نمی پرستم آنچہ شما می پرستید۔ او مخالفت نفس دشمن ترین است بمرضات یعنی بذریعہ پسندیدگی ہائے خدائے برترین جہاد اکبر است پس اصغر از واست یعنی او کمتر و خورد تر است جہاد اصغر است لکم دینکم یعنی برائے شما دین شما است او مخالف مخصوص است کہ مقصود است بغیر رضائے خدا تعالیٰ یعنی آنکہ پسندیدہ خدا نیستند ولی دین یعنی و برائے من آن دین من است و مخالف مخصوص است کہ مقصود است بمرضیات خدائے تعالیٰ یعنی آنہا کہ پسندیدۂ خدا ہستند پس این امر مجاہدات تفصیل او است یعنی تفصیل است ازین دین پس الجہاد کہ بکفار است ہم ازین مجاہدات است۔ و اگر این معنی استقامت نیابد پس چگونہ متحقق شود اینکہ لا اعبد ما تعبدون ولکم دینکم ولی دین ۔ معنی نمی پرستم آنچہ می پرستید شما و برائے شما است دین شما و برائے من است دین من تو رہنمودہ شد سوئے اظہار کسرۂ نون دین از آنکہ این کسرہ در لفظ علامت است بر حذف یا برائے وقف درین لفظ تا کہ دلالت شود بر حذف یا ازین کسرہ و نیست وقف بر وقف از حذف یا آمدہ نہ از کسرہ تا آنکہ وقف بر وقف گفتہ شود کہ جائز نیست و نہ وقف است بعد وقف از آنکہ چون وقف از حذف یا کردہ شد وقف دیگر پس دیگر چگونہ شود۔ و این کسرہ در معنی علامت است بر تعریف دین مخصوص کہ باضافت یائے متکلم خاص کردہ شدہ معرفت آمد کہ بنابر وقف این یا حذف آمدہ از کسرہ بر دلالت ماند پس اگر این کسرہ ظاہر نکردہ شود پس این دین منکر شود کہ بسبب نکردہ بودنش از تعریف و تخصیص برآمدہ دلالتش بر ہمہ جنس دین شود کہ غیر از مقصود است پس متحقق نباشد دین معروف و مخصوص کہ مقصود است پس بربنائے این قرأت فاسد شود نماز کسی کہ کسرہ را اظہار نکرد۔

فان قیل لا تفسد علی قرءة بتنوین الرفع المأول بالتخصیص قلنا نعم ولکن الحکم بالفساد علی قرءة بالیاء لا علی القرءة بالرفع فلو لم تکن القرءة بالرفع الفسدت ویقال الاولی اولی ش لان الصراحة اولی من التاویل مہ ولا دلیل علی حذف الیاء تخفیفًا ثم ش علی حذف مہ الکسر وقف بل الوقف یفید فائدتین ش ای التخفیف والوقف مہ لا التخفیف ش ای لا یفید التخفیف الفائدتین مہ وکذا الاظہار فی مثلہ اللہم صل وسلم علی محمد نبی الرحمة وعلی الہ کما تحبہ و ترضاہ وشفعہ فینا و ترحمنا بہ

و اگر گفتہ شود کہ نماز فاسد نمی شود بر بنائے قرائتے کہ بسبب تنوین رفع است کہ ماؤل بہ تخصیص است باوجود حذف تنوین پس اینجا چرا است گوئیم ارے چنین است۔ ولیکن این حکم بفساد نماز است بر بنائے قرائتے است کہ بیائے است۔ نہ بر بنائے این قرأت کہ برفع است پس اگر این قرأت برفع نیامدی البتہ نماز فاسد شدی و گفتہ شود کہ اَوّلیٰ اَولیٰ است یعنی اول مناسب تر است از آنکہ صراحت از تاویل اَولیٰ است۔ و نیست دلیلے بر حذف یا کہ از راہ تخفیف است و نہ دلیلے است زین پس بر حذف کسرہ کہ او از راہ وقف است بلکہ این وقف دو فائدہ میدہد تخفیف را و دیگر وقف را نہ تخفیف این ہر دو فائدہ میدہد ہمچنین است اظہار در مثل او اللہم صل وسلم علی محمد نبی الرحمة وعلی جمیع الہ کما تحبہ و ترضاہ وشفعہ فینا و ترحمنا بہ

ذکر کیفیۃ تفسیر الآیۃ کریمۃ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ واقعۃٌ فی سورۃ المائدۃ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینًا الآیہ لابد من مصداق الثلثۃ المذکورۃ فی الآیۃ الکریمۃ ای دینکم ونعمتی والاسلام دینًا فان لم یفرق بینہم فالتکرار معنًا وان یفرق بما لم یقصد فی الباب وزمانًا حالاً فکیف الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینًا تحقیقًا فالیوم اکملت لکم دینکم ہو الاعتقاد بما ہو الحق عمومًا مما سبق الی مالحق زمانًا حالاً لانما اللہ دینٌ واحدٌ ش ای من شریعۃ آدم الی شریعۃ محمد صلعم دینٌ واحدٌ قال سبحانہ للہ الدین الواحد ای ماسبق الی مالحق

ترجمہ (ذکر بیان تفسیر آیت کریمہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا

کہ در شروع سورۂ بسم اللہ الرحمن الرحیم مائدہ واقع است

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین فرمود سبحانہ در رکوع اول سورہ مائدہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا الآیہ یعنی امروز بانجام رسانیدم برائے شما دین شما و نعمتم بر شما تمام نمودم و برائے شما از روئے دین اسلام را پسندیدم تا آخر درین آیت کریمہ از مصداق این سہ امور یعنی دینکم ونعمتی والاسلام دینا کہ مذکور آمدہ چارہ نیست پس ہر واحد را ازین ہر سہ امور مصداقے جداگانہ باید یعنی دین شما را۔ ونعمت خدا را و اسلام را کہ دین قرار دادہ شد۔ واگر درمیان شان فرق نکردہ شد پس این تکرار است از روئے معنی۔ واگر فرق کردہ شد بانچہ کہ درین باب مقصود نیست و نہ مقصود است از روئے زمان حال پس چگونہ این امر متحقق شد کہ امروز دین شما برائے شما بہ تکمیل رسانیدم و بر شما نعمت خود تمام نمودم و برائے شما از روئے دین اسلام را پسندیدم ناگفتہ نماند کہ این از راہ تحقیق است پس امر اول کہ امروز بہ تکمیل رسانیدم برائے شما دین شما و اعتقاد است بانچہ کہ او عموما حق آمدہ از زمانہ ماسبق تا زمانہ مالحق یعنی از شریعت آدم علیہ السلام کہ سابق شدہ تا شریعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ لاحق آمدہ ہمہ از روئے زمانہ بطور حال است زیرا کہ ہر دو زمانہ سابق ولاحق بانچہ کہ حق است دین واحد است خدا را کہ فرمود سبحانہ لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْوَاحِدُ یعنی برائے خدا ایک دین است ہمہ از انچہ کہ سابق آمد تا آنکہ لاحق شدہ از آدم تا نبی آخر الزمان علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام

وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ ہو اتمام نعمۃ النبوۃ ہی العلیا متوقفۃ علیہا لما من اللہ تعالیٰ والیہ تعالیٰ بمحمد صلعم ورضیت لکم الاسلام دینًا بالتخصیص ہو دین محمد صلعم مستجمع مما سبق وان لم یکن کذا فما الفرق وکیف اکمال الدین بدون اتمام النبوۃ ہی موقوفۃ علیہا للاسلام دینًا فکیف الرضا ہا الاسلام دینًا ہو الموقوف علیہ لاکمال الدین علی اشتمالہ فالکریمۃ تدل علی ختم الرسالۃ بمحمد صلعم رتبۃً وزمانًا اذ لا یبقی بعد التکمیل والتتمیم شیئٌ منہ اللہم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ

ذکر کیفیۃ تفسیر آیۃ کریمہ واذکروا نعمت اللہ علیکم وما انزل علیکم من الکتاب والحکمۃ یعظکم بہ واتقوا اللہ واعلموا ان اللہ بکل شیئ علیم واقع سورہ بقر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین

ترجمہ۔ وامر ثانی نعمتم بر شما تمام نمودم از اتمام نعمت این نبوت است کہ او برترین نعمتہا است کہ برین نعمت علیا نبوت ہمہ نعمتہائے عقد امتوقف آمدہ از آنکہ خدا برتر و اوراست برتر بر مومنین ازین نعمت منت نہاد کہ بعثت محمد صلی اللہ علیہ وسلم است و ہمو لا است منت محمد صلعم وامر ثالث کہ بنا بر تخصیص برائے شما اسلام از راہ دین پسندیدم۔ او دین محمد است صلعم کہ مستجمع و گرد آرندہ است ہمہ ادیان جمہ را از انچہ کہ سابق اشدہ اگر نہ چنین است پس چیست فرق و چگونہ است تکمیل دین بغیر تمام نمودن این نبوت از آنکہ ہمو است کہ دین برو موقوف است برائے اسلام تا آنکہ ختم نبوت بانجام نرسد اکمال دین نیاید برائے اسلام قرار نپذیرد تا او را اطاعت کردہ نمود برائے او سر نہادہ شود پس چگونہ است این رضا کہ با اسلام نام نہادن است دین را از آنکہ او اسلام است کہ دین بہ اکمال رسانیدن برو موقوف آمدہ بر بنائے استماع او بہمہ ادیان سابقہ حقہ پس این کریمہ دلالت میکند بر ختم رسالت از روئے رتبہ و زمانہ محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم زیرا کہ پس از تکمیل و تتمیم چیزی ازو باقی نمی ماند وانچہ ماندہ بود بکمال رسانیدہ و تمام نمودہ شد۔ اللہم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا

ذکر بیان تفسیر آیت کریمہ واذکروا نعمۃ اللہ علیکم وما انزل علیکم من الکتاب والحکمۃ یعظکم بہ وَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۝ کہ واقع سورہ بقر رکوع ۲۹ است

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین

قال اللہ تعالےٰ وَاذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ وَمَا اَنْزَلَ عَلَیْکُمْ مِنَ الْکِتٰبِ وَالْحِکْمَۃِ یَعِظُکُمْ
وَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ه باید دانست کہ ذکر میرساند
بمذکور بنا بر ربط و مضاف بمضاف الیہ بنا بر اضافہ و درینجا اضافہ حادث بسوے
قدیم مفید آں ربط تواند شد و نعمۃ اللہ محمد است صلعم بر رسالۃ بمظہریۃ تضمنی صفات
ثبوتیہ قدیمہ والتزامی صفات سلوبیہ مخصوصہ محمدیہ صلعم بقرینۃ ما لحق ای ما انزل علیک
من الکتاب والحکمۃ یعظکم بہ ط ازانکہ توقف نزول و تحصیل ذکر کتاب و حکمۃ برسول است
واستثناء حضرت مظہر اظہر صلعم کہ علی النعماء است از عموم نعمۃ چون تواند شد کہ فرمود سبحانہ
لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْہِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِہِمْ یَتْلُوْا عَلَیْہِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْہِمْ وَیُعَلِّمُہُمُ الْکِتٰبَ
وَالْحِکْمَۃَ ط وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ه خصوصاً ازین محل کہ ولالت از ما لحق برخلاف
استثناء است و یاد فرمود اللہ تعالیٰ محمد رسول اللہ تعالیٰ را بنعمت اللہ کہ شامل جمیع نعماء الٰہی است
مقصداً و اصلاً گو ما انزل من الکتاب والحکمۃ

ترجمہ فرمایا خدائے برتر نے واذکروا نعمۃ اللہ علیکم وما انزل علیکم من الکتاب والحکمۃ یعظکم بہ ط واتقوا اللہ
واعلموا ان اللہ بکل شیء علیم ه یعنی اور یاد کرو خدا کی نعمت کو جو تمپر ہوئی۔ اور خدا نے تمپر کتاب اور حکمت اتاری جس
سے وہ تمکو سکھاتا ہے۔ اور خدا کا خوف کرو۔ اور جان لو کہ خدا ہر بات سے واقف ہے سمجھنا چاہیئے کہ ذکر مذکور کو ربط کے سبب پہنچا دیتا ہے اور
مضاف مضاف الیہ کو اضافت کے سبب اور یہاں نسبت حادث کی قدیم کی طرف مفید ہو سکتی ہے انہی ربط کیلیے جو موصل ہے۔ اور خدا کی نعمت محمد صلعم ہیں
بسبب رسالت کے صفات ثبوتیہ قدیمہ کی تضمنی مظہر ہونیکی وجہ میں اور التزامی اُن صفات کے کہ سلوبیہ مخصوصہ محمدی صلعم ہیں اس قرینہ سے جو لاحق
ہوا ہے یعنی ما انزل علیکم من الکتاب والحکمۃ یعظکم بہ سے کیونکہ کتاب کا نازل ہونا اور ذکر کتاب اور حکمت کا حاصل کرنا رسول پر
موقوف ہے اور استثنا مظہر اظہر صلعم کا عموم نعمت سے کیسے ہو سکتا ہے جبکہ آپ انعام الٰہی میں سب سے اعلیٰ نعمت ہیں کیونکہ فرمایا حق سبحانہ نے
سورہ آل عمران رکوع سترہ میں خاصکر اسی محل سے لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیہم رسولا من انفسہم یتلو علیہم
ایاتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتاب والحکمۃ ط وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین یعنی البتہ تحقیق احسان رکھا خدائے تعالیٰ نے مومنین پر اس بات
سے کہ انکے درمیان پیغمبر بھیجا انہیں کی جنس بشریت سے کہ انپر بیان کرتا ہے آیات اُسکی جو دلیلیں ہیں صانع کی معرفت پر اسکی صنعتوں سے
اُن چیزوں میں کہ وہ دلیل ہونیکے لائق ہیں۔ اور انکو پاک کرتا ہے جس چیز سے کہ چاہے اور انکو سکھاتا ہے کتاب کہ وہ علم ہے عمل ظاہر کا۔ اور حکمت
کہ وہ حقیقت کار کو پہنچاتا ہے۔ حالانکہ تحقیق وے قبل بعث و تلاوت اور تزکیہ اور تعلیم کے البتہ ایسی گمراہی میں تھے جو ان سب سے جدا کرنیوالی تھی یا جو
گمراہی ظاہر تھی پس یہ کریمہ خاصکر اسی مقام و محل کی نسبت ہے کہ آپ انعام خدا میں بہترین نعمت ہیں کیونکہ ایک دلالت اس مضمون سے جو لاحق کریمہ مفسرہ ہے خلاف
استثنا ہے اور خدائے برتر نے محمد رسول خدا تعالیٰ صلعم کو نعمت اللہ یعنی خدا کی نعمت یاد فرمایا جو از روے مقصد اور بوجہ اصل کے خدا کی تمام نعمتوں کو شامل ہے اور ما انزل من

الکتاب والحکمۃ

تفسیر نعمت اللہ است بعطف تفسیری فی العوارض مع عطف تفسیری فی العوارض
حکمۃ بر کتاب بنا بر تخصیص و تاکید پس منشاء استفادہ نعمۃ محمد رسول اللہ تعالےٰ
است صلعم خصوصاً بظہورہ و عموماً بوجودہ ش و در صحیح بخاری در کتاب المغازی
از حضرت ابن عباس ش در انطباق کریمہ الذین بدلوا نعمۃ اللہ کفراً مروی است
قال ہم واللہ کفار قریش و محمد صلعم نعمۃ اللہ ه پس باید دانست کہ ذکر محمد رسول
اللہ تعالےٰ صلعم باانچہ نازل کرد اللہ تعالےٰ از کتاب و حکمۃ فرض موبد است
بدلالۃ نص عبادۃً للہ تعالیٰ و شکراً و معرفۃً لہ تعالےٰ و بر مخالفۃ امر تحذیر است بہ اتقوا اللہ
و تنبیہ است بر نفاق بہ اعلموا ان اللہ بکل شیء علیم ه و این ذکر فرض مطلق نتواند
شد بملاحظہ کیفیات عطف تفسیری فی العوارض بلکہ ذاکر بدین ذکر دائم الوصف
خواہد شد و ذکر را انواع است بہ تنوع اذکار و مقاماتش و اصل الاصل آنہمہ ذکر روح
است و ذکر قلب بسیط و قلب کب و جوارح تابع و فرع

ترجمہ یہ تفسیر ہے نعمت اللہ کی بذریعہ عطف تفسیری کے کہ عوارض میں نعمت خدا کے یہ تفسیر واقع ہوئی ہے مع ایک اور
عطف تفسیری کے کہ حکمت کا ہے کتاب پر کہ جو عوارض میں ہے یہ عطف و عطف کرکے تفسیر کرنا تخصیص اور تاکید کی بنا پر ہے تاکہ مقصود
نعمت اللہ واضح ہو جائے پس منشاء استفادہ نعمت محمد رسول خدا تعالیٰ صلعم ہیں خاصکر بسبب آپکے ظہور کے اور عام کر اپنے وجود کے سبب
کیونکہ آپکا ظہور خاصکر نعمت خدا کے حاصل کرنے اور فائدہ پانیکا منشا واقع ہوا اور وجود مبارک عام طور پر فائدہ ہے
نعمت اوٹھانیکا صحیح بخاری شریف میں کتاب مغازی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے وجہ انطباق میں اس کریمہ کے
الذین بدلوا نعمۃ اللہ کفرا یعنی وے لوگ جنہوں نے نعمت کو خدا کی کفر سے بدل دیا مروی ہے کہ فرمایا آپنے ہم واللہ کفار قریش و
محمد صلی اللہ علیہ وسلم نعمۃ اللہ یعنی قسم خدا کی وے کفار قریش ہیں جنہوں نے نعمت خدا کو بدلا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نعمت خدا ہیں پس معلوم
کرنا چاہیئے کہ ذکر محمد رسول خدا تعالیٰ صلعم کا مع اُسکے جو خدا نے کتاب و حکمت سے نازل کیا فرض موبد ہے یعنی دوامی فرض ہے بدلالت نص کے خالص
خدا تعالیٰ کی عبادت کیلیے اور شکر کیلیے اور اسکی معرفت کیلیے اور اس امر کی مخالفت پر تحذیر یعنی خوف دلانا ہے الفاظ اتقوا اللہ سے یعنی ڈرو
اللہ سے اس ذکر و شکر و عبادت و معرفت کی مخالفت کرنے سے اور اعلموا ان اللہ بکل شیء علیم سے تنبیہ ہے نفاق پر یعنی جب خدا ہر شے کا دانا
ہے تو تمہارے ظاہر و باطن سے بھی خبردار ہے اسکو بخوبی سمجھ لو اور نفاق سے بچو اور یہ ذکر فرض مطلق نہیں ہو سکتا۔
باعتبار ملاحظہ کرنے کیفیات عطف تفسیری کے کہ یہ تفسیر عوارض میں ہے بلکہ ذاکر اس ذکر میں دائم الوصف رہیگا اور ذکر کی اقسام
ہیں اذکار اور انکے مقامات کے نوع بنوع ہونیکے سبب اور ان سبھوں میں اصل الاصل ذکر روح ہے اور ذکر قلب بسیط اور قلب کب اور
جوارح کا تابع اور فرع اسکی ہیں۔

پس بانعدام ذکر روح قلب بسیط وقلب مرکب وجوارح از حقیقت ذکر محروم است وہرچہ یافتہ شود بعد سقوط ذکر روح در حکم نسیان بہ بیان روست ودر حکم انکار بانکار روح لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم وذکر جوارح را انواع است بہ تنوع جوارح واذکار مع ربط بذکر قلب کبی قلب بسیط وتبع ذکر روح وذکر قلب مرکب را انواع است بتنوع اذکار مناسب کبی مع ربط بقلب بسیط وتبع بذکر روح ودرجات نامتناہی است بہ تنوع اذکار مناسب بسیط مع ربط وتبع بذکر روح وذکر روح را تنوع است بہ تنوع مقاماتش وبہ تنوع نعمت ونہایتی نیست از کمال بسط وبی نہایتی نعمۃ اللہ والبتہ قلب بسیط کہ یکی از مقامات روح است از فضل تنوع ذکر روح بہرہ برقدر وسعت خود میابد الا ماشاء اللہ تعالی ومرتبہ قلب مرکب وجوارح ابہمہ کہ گفتہ شد از انزل علیکم من الکتاب والحکمۃ است کہ تفسیر فی العوارض از نعمۃ اللہ است پس ہمہ اسباب قربت الہی تعالی شانہ بذکر محمد رسول اللہ تعالی است صلعم بموافقہ کتاب وحکمۃ پس ہر کہ ازیں ذکر محمد رسول اللہ تعالی صلعم مشرف نشود حقیقۃ معرفۃ وشکر نعمۃ نبرد ہیہات ہیہات اضافۃ مضاف بمضاف الیہ غایت المقصود چون رسد وبدین ذکر مشرف نشود مگر بعنایت حق تعالی بواسطہ خاصانش ودرضمن تقلید برقدر مقدر۔ اللہم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی الہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ

ترجمہ پس ذکر روح کے ہونیکے سبب قلب بسیط اور قلب مرکب اور جوارح حقیقت ذکر سے محروم ہیں اور بعد ساقط ہونے ذکر روح کے جو کچھ پایا جائیگا روح کے نسیان کے سبب حکم نسیان میں ہے اور روح کے انکار کے سبب حکم انکار میں ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم یعنی نہیں قدرت وطاقت ہے مگر خدای برتر وبزرگ کی مدد سے اور ذکر جوارح کی بھی کئی قسمیں ہیں جوارح اذکار کے تنوع ہونیکے سبب مع ربط کے ذکر قلب مرکب اور قلب بسیط کیساتھ اسکو ہے اور مع ربط تبع کے کہ ذکر روح کیساتھ اسکو ہے اور تنوع اذکار ہیں جو مناسب بسیط ہیں بیحد درجے ہیں مع ربط اور تبع کے کہ ذکر روح کیساتھ اسکو ہے اور ذکر روح کا نوع بنوع ہے اسکے مقامات کے نوع بنوع ہونیکے سبب اور نعمت کی نوع بنوع ہونیکے سبب اور روح کے کمال بسط اور نعمت اللہ کی بے نہایت ہونیکے سبب کوئی انتہا نہیں ہے اور البتہ مرتبہ قلب بسیط کا کہ مقامات روح سے ایک مقام ہے ذکر روح کے نوع بنوع ہونیکی فضیلت سے اپنی وسعت کے اندازہ پر حصہ پالیتاہی جہانتک مرضی خدا ہو اور مرتبہ قلب مرکب اور جوارح کا یہ سب کہا گیا تفسیر ما انزل علیکم من الکتاب والحکمۃ کو شامل ہے کیونکہ نعمت اللہ کے عوارض کی تفسیر ہے پس قربت الہی تعالی شانہ کے تمام اسباب محمد رسول خدای برتر صلعم کے ذکر میں ہیں مع موافقت کتاب اور حکمت کے پس جو کوئی محمد رسول خدا تعالی صلعم کے ایسے ذکر سے مشرف نہو گا وہ معرفت کی حقیقت اور نعمت کے شکر کو راستہ نہ لیجائیگا یعنی نہیں پہنچیگا۔ پس ہیہات ہیہات یعنی افسوس ہے افسوس ہے کہ اضافت مضاف ہے مضاف الیہ کو کہ انتہائے مقصود ہے کیسے پہنچیگا اور اس ذکر کو مشرف نہو گا مگر خدائے برتر کی عنایت سے اسکے خاصوں کے واسطے سے ضمن تقلید میں مقدر کے اندازہ پر اللہم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی الہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ

اور قلب مرکب کا ذکر بھی کئی طرحکا ہے اذکار جو مناسب مرکب ہیں انکی نوع بہ نوع ہونیکے سبب مع ربط کے کہ قلب بسیط کیساتھ اور مع تبع کے کہ ذکر روح کیساتھ اسکو ہے

ذکر کیفیۃ تفسیر کریمہ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۝

واقع سورۃ آل عمران

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین قال اللہ تعالی لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیہم رسولا ترجمہ ہر آئینہ تحقیق منت نہاد اللہ تعالی بر مومنان بانکہ فرستاد میان شان پیغمبر بدانکہ فائق از ہمہ نعمائی الہی عم احسانہ بعث ہر پیغمبر است عموما صلی اللہ تعالی علی انبیاء وعلی جمیع الانبیاء وسلم کہ منت است بر ہمہ عالم ومومنین را بخصوص خطاب این منت بشرف معرفۃ فرمودہ است مقصود آنچہ آن سبب وجود وحصول خیرات معاش ومعاد در صدر مرکز تہ خود است خصوصا بظہورہ وعموما بوجودہ متعلق علی الصفات

ترجمہ۔ ذکر بیان تفسیر آیت کریمہ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۝ کہ سورہ آل عمران رکوع سترہ میں ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین فرمایا خدای برتر نے رکوع سترہ میں سورہ آل عمران کے لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیہم رسولا یعنی البتہ تحقیق احسان رکھا خدا تعالی نے مومنوں پر اس سبب سے کہ بھیجا انمیں رسول معلوم ہو کہ خدا کی تمام نعمتوں سے بڑھکر جسکا احسان عام ہے عموما بعث ہر پیغمبر ہے یہ احسان ہے ساری جہانوں پر درود ہو جیو خدای برتر کا ہمارے نبی پر اور سب نبیوں پر اور سلام ہو جیو اور اس منت کا مخصوص خطاب مومنین کیلئے شرف معرفت کے سبب بغرض مقصود فرمایا ہے اسلئے کہ پیغمبر علیہ السلام سبب وجود اور حصول ہیں تمام معاش اور معاد کی خوبیوں کے اپنے مرکز ہونیکی حد میں خاصکر اپنی ظہور سے اور عام کر لینے وجود سے جو مقید ہیں تمام صفات پر انکے مظہر ہونیکے سبب

وتخصوصاً بعثت محمد رسول اللہ تعالیٰ است صلی اللہ تعالے علیہ وعلی جمیع الانبیاء وسلم خصوصاً
بظہورہ وعموماً بوجودہ مطلقاً علی الذات پس احتیاج ازیکدگر میان انبیا ہم است چنانکہ ذات
را در حصول واظہار کمالات احتیاج بصفات است وصفات را در حصول کمالات احتیاجی بذات
وہم بصفات ومر امتیان را با انبیاء تا آنکہ ملائکہ نیز درین منت واحتیاج بسوی انبیاء شمول دارند
مِنْ اَنْفُسِهِمْ **ترجمہ** - ازجنس بشریت شان اینجا مقصود این صفتِ جامعہ تاثر ومحبت
ومعرفت است واستثنا بدین تخصیص ازغیرش نہ مثلیت نہ ابتلاء والا شامل منت نتواند
آمد اگر نبودی این صفت جامع تاثر ومحبت را گنجایش نبودی پس بشرافت معنوی کہ محتاج تاثر ومحبت
است تشرف نمیشد ونہ پیغمبر شفیع وانیس دردمندان زہی منت برمنت است الحمد للہ علی
منتہ یتلو علیھم آیاتہ **ترجمہ** - بیان میکند بر شان دلائل از صنائع بر معرفت صانع درانچہ
شاید - باید دانست کہ از آیات صنائع مراد نشود تکرار مہمل بمقابلہ کتاب است وازین صفت استثناء
ازغیر مخصوص البعث است ویزکیھم

ترجمہ - اوران نعمتوں میں خدا کی سب سے بڑکر نعمت خاصکر بعثت محمد رسول اللہ تعالیٰ ہے صلی اللہ تعالے
علیہ وعلی جمیع الانبیاء وسلم خاصکر آپ کے ظہور سے اور عام کر آپکے وجود سے جو بسبب مظہر .... ہونے ذات کی
مطلق ہے یعنی صرف مقید بصفات نہیں ہی مثل اور انبیاء کے بلکہ مطلق بر بنائے ذات ہی شامل بجمیع صفات پس انبیاء کے
درمیان بھی آپس میں ایک دوسرکی احتیاج ہی جیسا ذات کو کمالات کے حصول واظہار میں صفات کی احتیاج ہی اور صفات کو کمالات
کے حصول میں ذات کی بڑی احتیاج ہے اور صفات کی بھی اور امتیوں کو خاص انبیاء کی یہانتک کہ ملائکہ بھی اس منت واحتیاج
میں انبیاء کی جانب شمول رکھتے ہیں مِنْ اَنْفُسِهِمْ یعنی انکی جنس بشریت سے یہاں اس صفت جامعہ یعنی بشریت سے مقصود ہے تاثر
اور محبت اور معرفت اور اس تخصیص سے استثناء ہے بغیر صفت جامعہ کا نہ مثلیت مقصود ہے نہ ابتلا ہے ورنہ یہ شامل
منت نہ ہوسکیگی البتہ اگر صفت جامعہ نہوتی تاثر ومحبت کی گنجائش نہوتی تو معنوی شرافت سے جو تاثر ومحبت کے محتاج ہیں
شرف حاصل نہوتا اور نہ پیغمبر دردمندونکا شفیع اور انیس ہوتا کیا ہی احسان پر احسان ہے الحمد للہ علی منتہ یتلو علیھم آیاتہ یعنی
بیان کرتا ہے انپر دلیلیں صنعتونکی معرفت صانع پر اُس چیز میں کہ وہ لائق دلیل ہی یہاں سمجھنا چاہیے کہ آیات سے صنائع مراد نہوں تو کتاب کے
مقابلہ میں تکرار آیات مہمل ہی اور اس صفت سے غیر مخصوص البعث کا استثناء ہی یعنی اس صفت کے سبب وہ صفات جو پیغمبر کے بھیجے میں
مخصوص نہیں ہیں وہ اس سے علیحدہ ہوگئیں ویزکیھم یعنی اور انکو پاک کرتا ہے جس چیز سے کہ چاہیے یہ پاک کرنا انکو ایمان کیساتھ بذریعہ دلائل
آیات مذکورہ کے کہ وہ صنائع معرفت الٰہی میں اپنی ہمت اختیاریہ سے جو اضافیہ ہے از روے اعجاز کے زمانہ حال میں عالم شہود سے
اور زمانہ مستقبل میں عالم برزخ سے کہ محض رحمت ورافت کی بنا پر ہی جہانتک مرضی خدا ہی اسی صفت جامعہ کی اقتضاسے ہے

ترجمہ - پاک میسازد شان را ازانچہ باید این تزکیہ با ایمان بدلائل ایات بہمت اختیاریہ اضافیہ
اعجازاً ازعالم شہود حالاً وازعالم برزخ مستقبلاً ورحمۃً ورافۃً الی ماشاء اللہ
تعالے کما قال صلعم رحمۃً ورافۃً یارب امتی امتی پیش از تعلیم کتاب وحکمۃ
فہی است کہ از اقتضاے صفۃ جامعہ است ودرین منت بوجہی منت رسول ہم
است آنکہ رحمۃ ورافۃ چنین است بنگر کہ دل ہمت علیا عاجز نوازش ورستہ گرفتاران ضلالت
جہل چہا باشد ویعلمھم الکتاب والحکمۃ **ترجمہ** - می آموزد شان را کتاب یعنی علم عمل
ظاہر ومی آموزد حکمۃ ای بحقیقۃ کار رسیدن باید دانست کتاب بمعنی عمل بدون العلم نتواند شد
مگر بمعنی علم عمل مقصود واین تعلیم کہ انیہم اعجازیست ازعالم شہود حالاً وازعالم برزخ مستقبلاً پس تزکیہ
با ایمان بدلائل آیات تواند شد نہ بیش وکتاب خود شامل حکمۃ است پس این تفسیر
فی العوارض بنا بر تخصیص تاکید است وظاہر است کہ عمل ظاہر بی باطن بحقیقت
کار نارسیدہ است وبعطف غیر تفسیر عموم حکمۃ مراد شد

ترجمہ - یعنی یزکی صیغہ مضارع مشیر استمرار ہے لہذا آپ زمانہ حال ہیں کہ عالم شہود ہی اور استقبال ہیں کہ عالم برزخ
ہے بطور اعجاز اس صفت پاک کرنیکو اپنی ہمت اختیاریہ سے کہ وہ باضافت اللہ ہے بذریعہ دلائل آیات یعنی صنائع
معرفت الٰہی رحمت ورافت کے تقاضے سے جاری رکھتے ہیں جبتک یا جہانتک مشیت خدا تعالیٰ ہے جیسا فرمایا حضور
صلی اللہ علیہ وسلم نے از روے رحمت اور رافت یارب امتی امتی وقت ولادت شریف وغیرہا جو پہلے ہی تعلیم کتاب وحکمت
سے کیا کچھ احسان ہی جو اسی صفت جامعہ بشریت کا اقتضا ہی اور اس منت حیثیت میں ایک وجہ سے منت رسول بھی
ہے جسکو کہ ایسی رحمت ورافت ہے خیال کر کہ اسکی عاجز نواز بلندترین ہمت کا خرچ گمراہی جہل کے گرفتارونکی
نسبت میں کسقدر رہوگا ویعلمھم الکتاب والحکمۃ یعنی اور سکہلاتا ہے اُن کو کتاب یعنی
عمل ظاہر کا علم - اور سکہلاتا ہے حکمت یعنی حقیقت کار کو پہنچنا سمجھنا چاہیے کہ کتاب کے معنی عمل بغیر علم
کے نہیں ہوسکتے مگر معنی اسکے وہ علم ہے جس سے عمل مقصود ہے اور یہ تعلیم کہ یہ بھی ایک اعجاز ہے
عالم شہود کا زمانہ حال کی نسبت اور عالم برزخ کا زمانہ مستقبل کی نسبت بدلالت صیغہ مضارع
کہ مشیر استمرار ہے بعد تزکیہ ایمان کے بذریعہ دلائل آیات کہ وہ صنائع الٰہی ہیں ہوسکتی ہے نہ پہلے
اور کتاب خود شامل حکمت ہے پس یہ تفسیر جو عوارض کی نسبت میں ہے تخصیص اور تاکید
کی بنا پر ہے - اور ظاہر ہے کہ ظاہر کا عمل بغیر باطن کے حقیقت کار کو نارسیدہ ہے یعنی اُس کام کی حقیقت کو
پہنچا ہوا نہیں ہوتا اور درصورت عطف غیر تفسیری کے عموم حکمت مراد ہوگی

وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ؕ ترجمہ حال این است کہ بتحقیق بودند پیش از بعث وتلاوت وتزکیہ وتعلیم ہر آئینہ در گمراہی جدا کنندہ از ہمہ یا ظاہر۔ واو حالیہ است و اِنْ مخففِ اِنَّ مشدد و بدلالۃ لام تاکید واستقامتِ معنی او بحذف مضاف الیہ توسعش مقصود است ای قبل بعث یا تلاوت آیات وتزکیہ یا قبل تعلیم کتاب وحکمۃ یا ازہمہ پس برآمد از ضلال متخالف الوجوہ بہ توافق مضاف الیہ است و فراغت تام ازیں مراتب ضلال بہ تعلم حکمۃ است واین جا است کہ ہر کہ بذریعہ تعلم بدین صفات پیغمبر انصاف نیافتہ خلیفہ نتواند شد و چون متصف شود خلافتش در حکم لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ علی المؤمنین اذ بعث فیہم رسولا من انفسہم الخ است اللّٰہم صل وسلم علی محمدٍ نبی الرحمۃ وعلی آلہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ

ترجمہ۔ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ؕ یعنی حال یہ ہے کہ تحقیق بعث وتلاوت اور تزکیہ اور تعلیم سے پہلے وے البتہ گمراہی میں تھے ایسے جو ان سب سے جدا کرنیوالی تھی یا جو ظاہر گمراہی تھی اُس میں واو حالیہ ہے اور اِنْ مخفف ہے اِنَّ مشدّد کا جس پر لام تاکید اور استقامت معنی سے دلالت ہورہی ہے اور قبل کے مضاف الیہ کے حذف سے اسی مضاف الیہ کا توسع مقصود ہے یعنی قبل بعث کے یا تلاوت آیات اور تزکیہ کے یا قبل تعلیم کتاب اور حکمت کے یا ان سب کے پس ان متخالف وجوہ گمراہیوں سے نکلنا مضاف الیہ کے توافق کی صورت میں ہے اور پوری فراغت گمراہی کے ان مرتبوں سے حکمت کے سیکھنے میں ہے اور یہیں سے ہی یہ مسئلہ کہ جس کسی نے تعلیم کے ذریعہ سے پیغمبر کے ان صفات کیساتھ انصاف نہ پایا خلیفہ نہیں ہوسکتا ہے۔ اور جب متصف ہو جاویگا اسکی خلافت حکم میں اس کریمہ کے ہے لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْہِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِہِمْ یَتْلُوْا عَلَیْہِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْہِمْ وَیُعَلِّمُہُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ ۚ آخر تک اللّٰہم صل وسلم علی محمدٍ نبی الرحمۃ وعلی آلہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ

بیان اسکا کہ خلافت حکم کریمہ بدیں اوصاف صفات پیغمبر ہے

ذکر کیفیۃ تفسیر کریمہ هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۙ وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ۝

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

نحمد اللّٰہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمدٍ ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین قال سبحانہ هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۙ وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝

ذکر بیان تفسیر کریمہ هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۙ وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ۝ کا کہ شروع سورہ جمعہ میں ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمد اللّٰہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمدٍ ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین فرمایا حق سبحانہ نے هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۙ وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝

ترجمہ آن آنست کہ فرستاد در آنانکہ منسوب باصل اند پیغمبری را کہ از ایشان است یعنی اُمّی چنانکہ بیان میکند بر شان دلائل از صنائع بر معرفۃ صانع بہر چہ شاید و پاک میسازد شانرا از ہر چہ باید و می آموز و شانرا کتاب یعنی علم عمل و حکمۃ ای بحقیقۃ کار رسیدن و تحقیق بود ند پیش ازین ہمہ ای بعثت و تلاوت و تزکیہ و تعلیم در گمرہی جدا کنندہ از ینہمہ یا ظاہر۔ و دیگران از اُمیان ہر گاہ از پس پیوند ند با امیین سابقین و حال این است کہ او سبحانہ غالب و صاحب حکمت است باید دانست اُمّی بیائی نسبت بمعنی منسوب باصل ہر چیز است پس ایجاد دو نسبتہ حاصل شد نسبتی بذات واجب تعالیٰ شانہ ہر معین را از روی منشاء انتزاع بقیام حقیقی یا مجازی و در مجازی ذات محمد رسول اللہ تعالیٰ صلعم منتزع اول است و نسبتی بذات محمد رسول اللہ تعالیٰ صلعم ہر معین را از روی منشاء انتزاع بقیام حقیقی یا مجازی و در مجازی امتش صلعم منتزع اول است وبدینواسطہ تعلقی باصل الاصل وارد پس اُمّی او است صلعم و امیین امتش اصلعم۔

ترجمہ۔ یعنی وہ وہی ہے جس نے اُن لوگوں میں جو اصل کیساتھ منسوب ہیں ایک پیغمبر بھیجا جو انہیں میں سے ہے یعنی اُمّی و اصل ہی ایسا کہ اُنپر صانع کی صنعتوں سے صانع کی معرفت پر دلیلیں بیان کرتا ہی ہر اس چیز سے کہ وہ لائق دلیل ہیں جیسی جسقدر کہ چاہئیں۔ اور انکو جس چیز سے کہ چاہئیے پاک کرتا ہے اور انکو کتاب یعنی علم عمل کہ عمل کا جاننا ہے اور حکمت کہ حقیقت کار کو پہنچنا ہے سکھلاتا ہی اور بیشک اس سب سے پہلے یعنی رسول کے بھیجنے اور اُسکی دلیلیں بیان کرنے اور صاف کرنے اور سکھلانے سے پہلے وہ البتہ ایسی گمراہی میں تھے جو ان سب سے جدا کرنیوالی تھی یا جو علانیہ گمراہی تھی اور اور لوگ ہیں انہیں امیوں میں سے جبکہ وہ پیچھے سے آکر اگلے امیوں کے ساتھ ملتے جاتے ہیں اور حال یہ ہی کہ وہ حق سبحانہ غالب اور حکمت والا ہی سمجھنا چاہئے کہ لفظ اُمّی یائے نسبت کے ساتھ معنی میں ہر اس چیز کے ہی جو اصل کیساتھ منسوب ہو پس یہاں سے دو نسبتیں حاصل ہوئیں ایک وہ نسبت جو ذات واجب تعالیٰ شانہ کیساتھ ہر معین کو اُسی ذات واجب کے منشاء انتزاع ہونیکے سبب اسطرح کہ اُس معین کو اس انتزاع میں ذات واجب کے ساتھ جو منشاء انتزاع و اخذ واقع ہوئی ہے قیام حقیقی ہے یا مجازی اور اس انتزاع قیام مجازی میں ذات پاک محمد رسول خدا تعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اول منتزع ہی اور دوسری وہ نسبت ہی جو ہر معین کو ذات محمد رسول خدا تعالیٰ کے ساتھ ہی اس راہ سے کہ یہ ذات منشاء انتزاع و اخذ واقع ہوئی ہے قیام حقیقی یا مجازی کے ساتھ ہر معین کے لئے اور اس انتزاع قیام مجازی میں امت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی منتزع اول ہے اور اسی واسطہ کے سبب ایک تعلق اصل الاصل کے ساتھ رکھتی ہے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُمّی ہیں اور آپکی امت اُمیین۔

وبدین نسبتہ شرافتش صلعم بر پیغمبران عم و شرافت امتش صلعم بر امم واضح است وبدین معنی الف ولام جنس باشد یا استغراق یا عہد ذہنی یا معرفہ و امیین وفی مفید تخصیص بالبعث عام زمانا و تخصصا در مرکز واحد راست آمد و عطف آخرین منہم لما یلحقوا بہم بالعموم زمان بدلالۃ لما بر امیین سابقین بالتضمن عموم عطف بر ضمائر متصلہ مجرور و منصوب بنا بر تاکید اثبات استمرار تلاوت و تزکیہ و تعلیم اعجاز نسبت بوجود صوری و معنوی از عالم شہود و روح نسبتہ بہ بعض بلا واسطہ و نسبتہ ببعض بالواسطہ کہ ہر کس حسب حال تواند دانست

ترجمہ۔ اور اس نسبت سے آنحضرت صلعم کی شرافت تمام پیغمبر علیہم السلام پر اور آپکی امت کی شرافت تمام امتوں پر واضح ہی۔ اور باعتبار اس معنی کے لفظ امیین پر الف ولام جنس کا ہوگا یا استغراق کا یا عہد ذہنی کا یا معرفہ کا۔ اور امیین اور فی دونوں لفظ جو مفید تخصیص ہیں بعث عام کیساتھ کہ اسکا عام ہونا از روئے زمانہ اور تخصص کے ہی۔ مرکز واحد میں راست و ٹھیک آئی ہیں اور عطف جملہ آخرین منہم لما یلحقوا بہم کا جسپر لما سے زمانہ کے عام ہونے پر دلالت حاصل ہے۔ یہ عطف امیین سابقین پر بو تضمن ہے۔ عموم عطف کیساتھ ضمائر متصلہ مجرور و منصوب پر بنا بر تاکید ہے استمرار تلاوت و تزکیہ و تعلیم سے اثبات کیلئے۔ مطلب یہ کہ اس نبی امی کو اپنی امت امیین کیلئے رسول بنا کر بھیجنا اُنکی مرکزانیت کی تخصیص کر رہا ہی لیکن امیین کی زمانہ غیر مقید ہونیکے سبب یہ بعث رسول ہر زمانہ میں ہر امی کیلئے عام ہے جسپر آخرین کا سابقین امیین کے ساتھ بواسطہ عطف الحاق پایا جو لفظ لما کے زمان خاص میں مقید نہ ہونیکے سبب اسطرح کہ جبکبھی پچھلے اگلے امیوں کے ساتھ لاحق ہوویں عام ہونیکی دلالت کر رہا ہے۔ اور ضمائر مجرور یعنی رسولاً منہم۔ یتلوا علیہم۔ و آخرین منہم۔ لما یلحقوا بہم۔ اور ضمائر منصوب یعنی یزکیہم اور یعلمہم بھی چونکہ بسبب رجوع مرجع کے ضمن امیین سابقین میں ہیں۔ یہ عموم عطف بواسطہ ان ضمائر کے تمام اگلے اور پچھلے امیوں کیلئے استمرار تلاوت و تزکیہ و تعلیم کے اثبات کی تاکید کرتا ہے۔ حاصل یہ کہ جیسے آنحضرت اُمّی صلعم کی بعث رسالت ایک ہی مرکز کے اندر ہر زمانہ میں ہر امی کیواسطے عام ہے اسیطرح آپکا صنعت کی دلیلیں صانع کی معرفت پر امیین کیلئے بیان کرنا اور انکا پاک و صاف کرنا اور علم عمل سکھلا کر حقیقت کار تک انکو پہنچانا ہر زمانہ میں ہر امی کیلئے بطور استمرار ہے اور بار بار امیوں کو بضمائر غائب مذکور ذکر کرنا و شمول عطف کرنا امور مذکورہ کی ہمیشہ بالاستمرار ثابت ہونیکی تاکید کر رہا ہے اور عطف کے انمیں سے ایک پر خاص ہونیکی صورت میں بعث کا مقصود حاصل نہ ہوگا۔ پس یہ تلاوت و تزکیہ و تعلیم ایک بے اعجاز ہے بسبب آپکی وجود ظاہری و باطنی عالم شہود اور عالم روح کے بعض کی نسبت بلا واسطہ اور بعض کی نسبت بواسطہ جسکو حسب حال ہر شخص جان سکتا ہی

وتبقاء ہمیں بعث خاتم حیات النبی صفۃ بالغہ است خلاف حیات انبیا، و اولیا صفۃ
جامع صلی اللہ تعالےٰ علی نبینا و علیہم وسلم و او سبحانہٗ غالب و صاحب حکمۃ است عموماً
وخصوصاً در وقوع اینچنیں اعجاز بہماناکہ کریمہ ھوالذی بعث الخ نوید شرافت وکرامت
است نسبۃ بحضرت سرور انبیا صلعم وامتانش صلعم ونیز باید دانست اگر گرفتہ شود امی
بمعنی ناخوانده و نانویسنده تغلیباً شائعاً بمقصد عموم بعث ثابت زماناً وشخصاً وعطف
کرده شود و آخرین منھم لما یلحقوا بھم بر امیین پس اخرین منھم لما یلحقوا بھم باعتبار تاخر
زمانی تنبیہ واقع شود بر بعث عام زمانا آرے در صورت احتمال این تغلیب شائع
محتمل العموم است زماناً وشخصاً ولیکن مُصرّح الخصوص است شخصاً بلفظ فی الامیین
بعدم ثبوت دعویٰ ایں تغلیب شائع بنا بر فصاحت و بلاغت کلام الٰہی
معجز مقابل وقت ثابت قطعی
ونیز دلالۃ آیۃ لاحقہ

ترجمہ اور بسبب اسی بعث خاتم کے نبی صلعم کی حیات صفت بالغہ ہے بخلاف انبیار اور اولیار کی حیات کے کہ
صفت جامعہ ہے۔ درود ہوجیو خدائے برتر کا ہمارے نبی پر اور اُن پر درود ہوجیو اور سلامتی ہوجیو سب پر وہو
العزیز الحکیم اور وہ حق سبحانہٗ ایسے اعجاز کے وقوع میں عام و خاص طور پر غالب اور حکمت والا ہے۔ بات
یہ ہے کہ حضرت سرور انبیار صلعم اور آپ کی امت کی نسبت یہ آیت کریمہ ھوالذی بعث آخر تک خوشخبری ہے۔
شرافت وکرامت کی اور یہ بھی سمجھنے کی بات ہے کہ اگر لفظ امی غلبہ رواج کی بنا پر بے پڑھے لکھے ہوے
کے معنی میں مان لیا جاوے اسی عموم بعث کی مراد پر جواز روے زمانہ وشخص عام ثابت ہے اور جملہ
آخرین منھم لما یلحقوا بھم کا امیین پر عطف کیا جاوے تو جملہ آخرین منھم لما یلحقوا بھم تاخر زمانی
کے اعتبار سے بعث عام پر کہ اس کا عموم از روے زمانہ ہے جملہ مذکور تنبیہ واقع ہوگا۔
ہاں احتمال کی صورت میں یہ تغلیب شایع یعنی لفظ امی کا بے پڑھے لکھے ہوے پر
غلبہ رواج پانا باعتبار زمانہ وشخص کے عام ہونیکا احتمال رکھتا ہے۔ ولیکن
لفظ فی الامیین کے سبب از روے شخص خاص ہونیکی تصریح کرتا ہے جو
کلام الٰہی کی فصاحت وبلاغت کی بنا پر کہ قابل وقت یعنی بروقت مقابلہ
اعجاز ثابت قطعی ہے اس غلبہ رواج کا دعوے
ثابت نہیں ہوسکتا ہے۔

مَثَلُ الَّذِینَ حُمِّلُوا التَّورٰۃَ الآیۃ اگرچہ بر امیین الف و لام جنس یا استغراق گرفتہ
شود وآں باطل است بہ ثبوتِ عموم بعث زماناً وشخصاً پس بنگر چہ حالست
ایں احتمال عموم را بصراحۃ خصوص وصراحۃ خصوص را بثبوت عموم
واللہ تعالےٰ اعلم بالصواب ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ
ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ترجمہ ایں بعث نبی امی فضل خدا است
مرامیین را بہرۂ ازلی بتقابل دیگراں می بخشدش ہر کہ خواہد
وحال ایں است کہ اللہ تعالیٰ صاحب فضل عظیم است از انچہ متقابل باشد
بدانکہ فضل وعظمۃ جز در تقابل ممتازنہ شود وہرگاہ سخن ورا بنا فضل است
مناسب محل امیین بمعنی اول است نہ ثانی کہ منظور فیہ است۔
اللھم صل وسلم علی محمدٍ نبی الرحمۃ وعلےٰ جمالہ کما نحبہ وترضاہ وشفعہ
فینا وترحمنا بہ

ترجمہ اور آیت لاحقہ مثل الذین حملوا التورٰۃ الآیۃ کی دلالت کی بنا پر بھی اگرچہ امیین
پر الف و لام جنس یا استغراق مان لیا جاوے اس دعوے کا اثبات نہیں ہوسکتا۔ اور یہ دعویٰ
عموم بعث کے باعتبار زمانہ وشخص ثابت ہونے کے سبب باطل ہے۔ پھر دیکھ کہ اس
احتمال عموم کا صراحت خصوص کے مقابلہ میں کیا حال ہے اور صراحت خصوص کا مقابلہ
میں ثبوت عموم کے اور خداے برتر ہی خوب جانتا ہے۔ صواب ودرستی کو ذٰلک فضل
اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔ یعنی یہ بعث نبی اُمّی خدا کا فضل ہے
کہ دوسروں کے مقابلہ میں خاص امیین کو اس فضل سے جس کو چاہتا ہے بہرۂ ازلی
یعنی حصہ دائمی بخشش فرماتا ہے۔ اور حال یہ ہے کہ خداے برتر بہت بڑھ کر فضل والا ہے
اس چیز سے کہ متقابل میں ہووے۔ معلوم ہو کہ فضل وعظمت یہ دونوں صفتیں بجز تقابل
یعنی بجز مقابلہ میں ہونے کے کسی دوسرے مقابل سے تمیز نہیں کیجا سکتیں۔ اور جبکہ
کلام فضل کی آگہی میں ہے تو مناسب اس محل کے لفظ امیین معنی اول میں ہے یعنی معنی اُسکے
وے لوگ ہیں جو اصل سے منسوب ہیں نہ معنی دوم میں یعنی بے پڑھے لکھے ہوؤں کے معنی
میں کہ یہ معنی منظور فیہ ہیں یعنی اس میں گنجایش نظر واعتراض ہے۔ اللھم صل وسلم علی
محمدٍ نبی الرحمۃ وعلیٰ جمالہ کما نحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ

ذکر کیفیة اسرار تعین قبلة الکعبة الشریفة فی عالم الشهود والتولیة الیها واتمام النعمة بها وما هو النعمة

مع مطالب اخرٰی

بسم اللّٰه الرحمٰن الرحیم

نحمد اللّٰه ونستعینه ونصلی علی رسوله محمد ونستشفعه و علی آله و اصحابه واتباعه اجمعین هٰذا الکلام فی اسرار تعین قبلة الکعبة الشریفة فی عالم الشهود والتولیة الیها واتمام النعمة بها وما هو النعمة مع مطالب اخرٰی اعلم ان نور الذی فی الکعبة الشریفة حجاب حدث بقدرته تعالٰی من مرتبة مستجمعة الربوبیة الذاتیة الالٰهیة الاصلیة القدیمة المسجودة لها التی هی منشأ لتعین وجود محمد صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم مبدءة الربوبیة من الٰهیة الفعالیة التی هی علة الظهور الی الحادث وعلة العروج معرفةً الی القدیم اذ هی تستحق علیه

ترجمہ ذکر بیان معین کردن قبلہ کعبہ شریف را در عالم شهود و روآوردن سوئے قبلہ و بسبب او تمام نمودن نعمت و آنکہ چیست آن نعمت

مع مطالب دیگر

بسم اللّٰه الرحمٰن الرحیم

نحمد اللّٰه ونستعینه ونصلی علی رسوله محمد ونستشفعه وعلی آله واصحابه واتباعه اجمعین این کلام در بیان اسرار معین کردن قبلہ است کعبہ شریفہ را در عالم شهود و روآوردن است سوئے قبلہ و بسبب او تمام نمودن نعمت است۔ و آنکہ چیست آن نعمت۔ با دیگر مطالب۔ بدان کہ ہر آئینہ نوریکہ در کعبہ شریف است۔ حجابی است کہ بقدرت او تعالٰی حادث یعنی نو آمدہ از مرتبہ مستجمعہ کہ این مرتبہ گردآورندۂ ربوبیت ذاتیہ۔ الٰہیہ۔ اصلیہ۔ قدیمہ است کہ او را سجدہ کردہ شدہ و آنکہ این مرتبہ مستجمعہ منشا است یعنی محل نشو برائے تعین یعنی معین شدن وجود محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ و مبدء است۔ ربوبیت را از مرتبہ فعالیہ کہ ابتدائے ربوبیت الٰہ آمدہ از انکہ فعالیہ مرتبہ ایست از قوۃ بفعل آوردن کہ ہموست علت ظہور سوئے حادث و علت عروج معرفت را سوئے قدیم ازین رو مرتبہ فعالیہ بعلت بودن سزاوار است

فهو ظهور مرتبة الربوبیة الذاتیة والانتزاعیات التنزیهیة معها فی عالم الشهود فی البیت المعمور کما قال سبحانه ان اول بیت وضع للناس للذی ببکة مبارکا وهدی للعالمین ثم رفع الی السماء ثم اقیمت الکعبة الشریفة مقامه کما قال سبحانه جعل اللّٰه الکعبة البیت الحرام قیاما للناس الآیه ونور الذی فی بیت المقدس حجاب حدث بقدرته تعالٰی من مرتبة التنزیه المنتزعة من المرتبة المستجمعة المذکورة فی جنبها فی مرتبة القدیمة وظهور الحجاب والمعروفة معها یها التی هی منشأ لتعین وجود عیسٰی علی نبینا وعلیه الصلوٰة والسلام ولیست بعلة الظهور والعروج اذ هی لا تستحق علیة فهو ظهور مرتبة الربوبیة التنزیهیة الانتزاعیة والماهیات المنزهة معها فافاضة منها من الماهیة ففرق بین نور الذی فی الکعبة الشریفة ومناسبة بمحمد صلعم ونور الذی فی بیت المقدس ومناسبة بعیسٰی ع مبین بما تبین و فاستبقوا الخیرات

ترجمہ پس آن نور حجابی کعبہ شریف ظهور مرتبہ ربوبیت ذاتیہ است و ظهور انتزاعیات تنزیہیہ ہمراہ او در عالم شهود در بیت معمور چنانکہ فرمود حق سبحانہ در ابتدا سیپارہ چہارم اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّةَ مُبٰرَکًا وَّهُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ یعنی یقینی خانہ نخستین کہ نہادہ شدہ ادمیان را البتہ ہمان است کہ در مکہ آمدہ بابرکت است و رہنما نیکو است برائے جہانیان زین پس برداشتہ شدہ بآسمان این بیت معمور باز بجایش کعبہ شریفہ قایم کردہ شد چنانکہ فرمود سبحانہ در سورۂ مائدہ رکوع دوازدہم جعل اللّٰه الکعبة البیت الحرام قیاما للناس الآیۃ یعنی خدائے برتر کعبہ را بیت حرام گردانید یعنی خانہ با حرمت و بزرگ جائے قیام است برائے آدمیان تا آخر آیت۔ و نورے کہ در بیت المقدس است حجابے است کہ بقدرت او تعالٰی حادث شدہ از مرتبہ تنزیہ کہ منتزع از مرتبہ مستجمعہ مذکورہ است در پہلوے او در مرتبہ قدیم و ہم ظہور این حجاب است از آنکہ ظہور مرتبہ ربوبیہ ذاتیہ ہمراہ انتزاعیات تنزیہ است و این مرتبہ تنزیہ معرفہ است یعنی بشناخت آمدہ ہمراہ مرتبہ مستجمعہ مذکورہ بواسطہ ہمین مرتبہ مستجمعہ آنکہ او منشا است برائے تعین وجود عیسٰی علی نبینا وعلیہ الصلوٰة والسلام۔ و این مرتبہ علت ظہور و عروج نیست ازین رو کہ مرتبہ تنزیہ بعلت شدن سزاوار نباید۔ پس این نور حجابی ظہور مرتبہ ربوبیت تنزیہ انتزاعیہ است و ماہیات منزہ ہمراہ او است۔ پس افاضہ از وی از ماہیت است یعنی افاضہ از ماہیت ہمان افاضہ است از مرتبہ ربوبیت تنزیہ انتزاعیہ از آنکہ ماہیت ہمراہ او است۔ پس فرق درمیان نوری کہ در کعبہ شریفہ است و درمیان مناسبت آن بہ محمد صلعم و نوری کہ در بیت المقدس است و مناسبت او بہ عیسٰی علیہ السلام مبین و ظاہر است بآنچہ کہ در بیان بالا وا نمودہ شد فاستبقوا الخیرات یعنی پس خیرات و خوبیہا را سبقت کنید

اشارۃ الی خیریۃ نور الذی فی الکعبۃ الشریفۃ باستجماعہ الخیرات لعلیۃ اصلہ فیا من یرید
المعرفۃ والمحبۃ اعلم الحکمۃ التی فی ظہور مرتبۃ الربوبیۃ فی عالم الشہود ان الروح
یشرف بنورہم اتصافا فالی غایۃ مثالہ لا الجسد ولو کان الجسد بشرفٍ آخر معہ
فظہرت الربوبیۃ الحجابیۃ عینیہا فی عالم الشہود لتشریف خاص الجسد ولو کان الروح
بشرفٍ آخر معہ کما یشیر الیہ النص المجید ان اول بیت وضع للناس الی آخرہ و
اول الناس محمد رسول اللہ تعالیٰ حبیبہ تعالیٰ صلعم و مع ہذہ حکمۃ اخری وہی اظہار
محبۃ من ربہ تعالیٰ وعظمۃ لہ صلعم فی مراد مہما تکن اکن کما ورد فی الحدیث القدسی لولاک
لما اظہرت الربوبیۃ وفی روایۃ الحاکم ربوبیتی ش قال من یدیہ ہذا حدیث النبی صلعم
وقالوا اما حصلنا روایۃ لکنہ موافق معناً لما حصلنا روایۃ کما روی الدیلمی عن ابن عباسؓ
مرفوعاً اتانی جبریل فقال یا محمد لولاک ما خلقت الجنۃ و لولاک ما خلقت
النار

ترجمہ۔ این اشارت است سوئے خیریت وخوبی آن نور کہ در کعبہ شریفہ است بہ استجماع او خیرات را بنا بر علیت اصل او یعنی
اصل این نور علت ظہور و عروج است پس مستجمع بخوبیہا ظہور و عروج است پس ای آنکہ معرفت و محبت را میخواہی بدان آن
حکمتے کہ در ظہور مرتبہ ربوبیت است در عالم شہود کہ ہر آئینہ روح بنور قدیم در اتصاف شرف می شود تا نہایت مثال خود نہ جسد
اگرچہ این جسد بشرف دیگر است با روح یعنی گو این جسد را ہمراہ روح بشرف دیگر تشریف حاصل است پس عین ربوبیت
حجابیہ یعنی نفس او در عالم شہود برائے تشریف خاص این جسد ظہور فرمود اگرچہ این روح بشرف آخر است با این جسد
چنانکہ سوئے او این نص مجید اشارت میکند ان اول بیت وضع للناس الی آخرہ یعنی اول خانہ کہ برائے
آدمیان نہادہ شد در مکہ مبارکہ ہمیں بیت معمور است با برکت و ہدایت و اول آدمیان محمد رسول خدائے تعالیٰ
است حبیب او تعالیٰ صلعم۔ و با این حکمت دیگر است و او اظہار محبت او است صلعم از پروردگار او تعالیٰ و اظہار عظمت است
برائے او صلعم درین مراد کہ مہما تکن اکن یعنی ہر جا کہ تو باشی من باشم چنانکہ وارد شدہ درین حدیث قدسی لولاک لما اظہرت
الربوبیۃ یعنی اگر نبودے تو ہر آئینہ ربوبیت را اظہار نکردمی۔ و در روایت حاکم بجائے الربوبیۃ۔ ربوبیتی بیائے متکلم وارد شدہ کہ اظہار عین ربوبیت
است در عالم شہود یعنی اگر تو نبودے البتہ ربوبیت خود را اظہار نکردمی۔ گفت مصنف رحمۃ اللہ اینجا کسیکہ مراد بنماید فرمود کہ این حدیث نبی است صلعم و
ہرگاہ قرار یافتہ است کہ حضر حدیث نبی صلعم نباید پس بعض حدیث را روایتش بدست نیاوردن از مرتبہ حدیث نبی صلعم ہرگز او را بیرون نیارد۔ و
گفتند یعنی محدثین و شارحین کہ ما اگرچہ روایتش حاصل نکردیم لیکن این حدیث از روئے معنی موافق است با آنچہ کہ روایتش بر آوردیم چنانچہ
روایت کردہ دیلمی از ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بطریق مرفوع اتانی جبریل فقال یا محمد لولاک ما خلقت الجنۃ و لولاک ما خلقت النار

وفی روایۃ ابن عساکر لولاک ما خلقت الدنیا فیؤیدہ معناً انتہی و ما ہو ہو یدہ
لعدم استقامۃ معناہ علیٰ توافق معنی الما حصلوہ بل ہو مستقل فی معناہ کما ہو یظہر من
المتن مع ادلّ علیٰ غیرہ فاعلم ان الربوبیۃ مصدر جعلاً من فاعلٍ علیٰ فعولٍ کصبورٍ
وشکورٍ فہی صفۃ لذاتہ سبحانہ کفعالیۃ فلیست بمعنی مربوبیۃ المربوب وان کانت بمعناہا
فعلیہا ما ورد فی المتن فسوف یظہر واضافتہا الی یاء المتکلم علیٰ روایۃ الحاکم تمنعہا
بمعنی المربوبیۃ عینہا فی عالم الشہود ومہما اکن تقعد کما قال صلعم
یبعثنی اللہ فیقعدنی معہ علی العرش فی الآخرۃ
ہذا مقام محمود فلذلک رسول اللہ تعالیٰ صلعم
یحب قبلۃ الکعبۃ الشریفۃ
و یرضاہا کما قال سبحانہ
قبلۃ ترضاہا الآیۃ

وفی روایۃ ابن عساکر لولاک ما خلقت الدنیا یعنی جبریل نزد من آمد و گفت ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر تو نبودے
جنت نیا فریدمے و در روایت ابن عساکر است اگر نبودے تو دنیا نیا فریدمے پس این احادیث مرویہ معناً او را تائید میکنند
انتہی آخر آمد قول محدثین و شراح۔ و نیست او بہ مؤید بخود بسبب عدم استقامت معنائی خود بر توافق معنی بر آنچہ کہ ایشان حاصل
نمودند او را یعنی این حدیث کہ بر توافق معانی او احادیث مرفوعہ ایشان بر روایت بدست آوردند این تائیدات بر بنائے
توافق معنی بدین غرض نیستند کہ معنی این حدیث استقامت نیافتہ بلکہ او در معنی خود مستقل ست و احتیاج برائے این معنی
بدین مؤیدات ندارد و البتہ بنا بر عدم حصول روایت این حدیث با مؤیدات احادیث مرفوعہ مرویہ توافق معنی کردہ شد و ستبہ بر نفس
حدیث او بعدم حصول روایتش جرح نکردہ شود چنانکہ این استقلال یعنی ظاہر خواہد شد ازین متن کتاب مع ارادیکہ بر غیر او
است بر معنی آنکہ غیر این معنی مستقل اند۔ پس بدان کہ ہر آئینہ کہ در حدیث است مصدر جعلی است کہ از صیغہ فاعل بر وزن
مفعول مصدر ساختہ شد چون صبور و شکور از صابر و شاکر پس این ربوبیۃ صفت است ذات حق سبحانہ را مانند فعالیہ
فاعل حقیقی را پس نیست ازین ربوبیۃ بمعنی مربوبیۃ المربوب یعنی پروردہ شدن پروردہ۔ و اگر باشد بمعنی او پس بر و آنچہ
وارد شد درین متن عنقریب او ظاہر میشود۔ و اضافت او سوئے یائے متکلم بر روایت حاکم او را باز میدارد بمعنی مربوبیت کہ گفتہ ربوبیتی یعنی ربوبیت من کہ در
اظہار عین او است در عالم شہود۔ و این اظہار محبت و عظمت گہ برائے او است صلعم از پروردگار او ہم درین مراد است مہما اکن تقعد یعنی ہر جا کہ
نشینم بہ نشینی چنانکہ فرمود صلعم یبعثنی اللہ فیقعدنی معہ علی العرش یعنی نزدیک خواہد کرد مرا خدا برترین نشاند مرا با خود بر عرش۔ کہ در آخرت
این مقام محمود است پس بنا بر این رسول خدائے تعالیٰ صلعم دوست میداشت قبلہ کعبہ شریفہ را وی پسندید او را چنانکہ فرمود سبحانہ قبلۃ ترضاہا الآیہ

واعلم ان ہذا الاظہار غیر اظہار الذی بوجود محمد حبیبہ تعالیٰ صلعم لان اظہار الربوبیۃ
فعل الرب فہو علۃ متقدمۃ لوجود مربوب فہو معلول متاخر ولابد لکن اول فیہ وحینئذ
اظہار الربوبیۃ لیس اظہار مربوب فکیف تحقق شرط متقدم بوجودہ الواقع ش
علی الجزاء ہ بوجود مربوب ش الذی معلول متاخر ہ وجزاء متاخر بوجودہ الواقع
ش علی الشرط ہ باظہار ربوبیتہ ش الذی علۃ متقدمۃ ہ ولان الاول ظہور الربوبیۃ
فی نفسہ تحت الامر کن من حیث انہ المربوب الذی کان اصلاً لکل ما انتزع منہ وحینئذ
المربوب لیس عین ظہور ربوبیتہ ش الذی غیر مربوب ہ فلا یمکن ان یکون الوجود شرطاً
بوجودہ الذی ہو اجزاء ش ای جزاء الشرط ہو الوجود ہ ومتقدماً بوجودہ الذی متاخر
ش ای متاخر بوجودہ ہ اذ ہما متغایران فی واقعیۃ وجودہما ش بقید واقعیۃ وجودہما
ارتفع الزعم عن تجرد التغایر فی مفہوم الشرط والجزاء قطعاً عن الوجود الواقع ہ والشرط متقدم علی جزائہ
بوجودہما الواقع فلا یستقیم المعنی الا بظہور الربوبیۃ الحجابیۃ علیہا فی عالم الشہود من تفکر فلہ اللباب مع حلیۃ الجواب

ترجمہ یعنی قبلہ کہ تو می پسندی او را تا آخر آیت۔ و بدانکہ ہر آئینہ این اظہار بمراد المعنی مذکورہ غیر آں اظہار است کہ بوجود محمد حبیب
او تعالیٰ است صلعم از آنکہ اظہار ربوبیت فعل رب است و این فعل علت متقدمہ است برائے وجود مربوب پس او یعنی مربوب معلول متاخر است۔ و چارہ نیست
از اول دریں مرکب۔ و دریں ہنگام کہ مفہوم ش حدیث است در و اظہار ربوبیت است نیست اظہار مربوب پس چگونہ متحقق خواہد شد شرط متقدم بوجود واقع
خود کہ متقدم است بر جزائے بوجود آں مربوب کہ معلول متاخر است۔ و چگونہ متحقق شود جزا متاخر است بر شرط با اظہار ربوبیت کہ او علت
متقدمہ است یعنی در بنحیثیت ربوبیۃ کہ جملہ شرطیہ است شرط وجود مربوب است متقدم کہ وجود است بر جزا حالانکہ او معلول متاخر است و جزا اظہار
ربوبیۃ است متاخر کہ وجود ش واقع متاخر است بر شرط حالانکہ او علت متقدم است پس معلول متاخر بوجود واقع خود علت متقدم کہ شرط
است چگونہ شود و علت متقدم بوجود واقع خود معلول متاخر کہ جزا است چگونہ۔ پس تحقق شرط و جزا چگونہ۔ و بدلیل دیگر از آنکہ ہر آئینہ اول
ظہور ربوبیت است در نفس خود تحت امر کہ کن است از حیثیت کہ تحقق اول البتہ آں مربوب است کہ او اصل است برائے ہر آنچہ کہ از و
منتزع شد و ایں ہنگام چنانکہ مفہوم ش حدیث است مربوب عین ظہور ربوبیت نیست کہ آں غیر مربوب است۔ پس نتواند کہ ایں وجود شرط
شود وجود خود را آنکہ او جزا او است یعنی جزائے شرط ہماں وجود شرط شود۔ و دیگر آنکہ ایں وجود متقدم شود بوجود خود آنکہ متاخر است
از و یعنی ہماں وجود کہ متاخر است بوجود خود متقدم شود۔ زیرا کہ ہر دو در واقعیۃ وجود خود متغایر اند۔ ازیں قید واقعیت ہر دو وجود
آں زعم کہ از تجرد تغایر در مفہوم شرط و جزا بقطع نظر از وجود واقع بود رفع شد۔ و شرط متقدم است بر جزائے خود در صورت
ہر دو وجود واقع۔ پس معنی ایں حدیث استقامت نیابد مگر بظہور ربوبیت حجابیہ علیہ او در عالم شہود۔ ہر کہ بیاندیشید
پس برائے او لباب یعنی چیزے است خالص۔ ہر کہ تعصب گرفت پس بر وا جواب۔

وآن اول بلولاک مرادی فاین الدلیل من لفظ و قرینۃ علی تقدیرہ بل بعموم الخبر بجواز غیرہ یجب
ذکرہ لمنع غیرہ بخلاف تقدیر موجود اذ ہو مدلول خاص باسمہ لعینیۃ المنطبقۃ بہ مانع غیرہ فاتمام النعمۃ لتشریف
الروح والجسد باشرف محمد رسول اللہ تعالیٰ حبیبہ تعالیٰ صلعم فلذلک قصد صلعم لنفسہ صلعم رافۃ ورحمۃ لامتہ
صلعم بقبلۃ الکعبۃ الشریفۃ ولمناسبتہ صلعم لہا فالانبیاء وتابعیہم والملائکۃ کلہم طفیلیون فی ہذہ النعمۃ لحبیبہ
تعالیٰ علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام قال سبحانہ فول وجہک شطر المسجد الحرام الجملۃ جزاء جملۃ
مقدرۃ اذ کان الامر کذا ای قد نری تقلب وجہک فی السماء فلنولینک قبلۃ ترضہا والخطاب
الخاص استرضاء لحبیبہ تعالیٰ صلعم وتشریفاً بالکلام لہ صلعم واظہاراً للعلامۃ الخاصۃ بذی القبلتین
وابتلاء بغیرہ صلعم کما قال سبحانہ وما جعلنا القبلۃ التی کنت علیہا قبلۃ ہی مفعولۃ ثانیۃ محذوفۃ
یقتضیہا جعلنا وان کانت التی فی مقام محذوفۃ قبلہا مفعولۃ ثانیۃ فکیف اللام

علی

القبلۃ

ترجمہ۔ و اگر دریں حدیث بہ لولاک مرادی تاویل کردہ شود یعنی اگر بودی تو مراد من پس دلیل کجا است از لفظ و قرینہ
بر تقدیر او بلکہ دلیل است بعموم خبر بجواز غیر او کہ ذکر ش واجب شود برائے منع غیر او بخلاف تقدیر موجود زیرا کہ او
مدلول خاص باسم او است بسبب عینیت منطبقہ بدو کہ مانع غیر او است۔ پس اتمام نعمت تشریف روح و جسد است بانچہ کہ
شرف دادہ شد محمد رسول خدائے تعالیٰ حبیب او تعالیٰ صلعم۔ پس بنا بریں قصد و ارادہ نمود صلعم بقبلہ کعبہ شریفہ را برائے نفس خود برائے
امت خود صلعم از راہ رافت و رحمت۔ و بسبب مناسبت او صلعم کہ بکعبہ است او را۔ پس ہمہ انبیاء و تابعان شان و ملائکہ ہمہ طفیلی
ہستند دریں نعمت کہ حبیب او تعالیٰ را است علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ فرمود سبحانہ فول وجہک شطر
المسجد الحرام۔ ایں جملہ جزائے جملہ مقدرہ است یعنی اذ کان الامر کذا بدیں معنی ای ہرگاہ کہ امر چنین است
پس باز گرداں روئے خود جانب مسجد حرام۔ و مراد ازیں امر کریمہ ماقبل است آقد نری تقلب وجہک فی السماء
فلنولینک قبلۃ ترضہا یعنی بتحقیق می بینیم گردیدن روئے تو در آسمان۔ پس ہر آئینہ باز گردانیم ترا
بقبلہ کہ می پسندی او را۔ و ایں خطاب خاص دریں کریمہ بخواہش خوشنودی است حبیب او تعالیٰ را صلعم۔ و بنا بر تشریف است
بکلام برائے او صلعم۔ و از راہ اظہار است علامت خاصہ را بصاحب قبلتین یعنی با و صلعم کہ صاحب دو قبلہ است
و بغرض ابتلا است غیر او را صلعم چنانکہ فرمود سبحانہ وما جعلنا القبلۃ التی کنت علیہا
یعنی و ماندا نساختیم ایں قبلہ آنکہ تو بر و بودی از روئے قبلہ۔ لفظ قبلہ دریں کریمہ مفعول دوم محذوف است کہ لفظ
جعلنا او را بخواہد۔ و اگر در مقام مفعول محذوف کہ قبلہ است مفعول ثانی قبلہا بودی پس مفعول اول القبلۃ ایں الذی الام چگونہ

الا لنعلم من یتبع الرسول ممن ینقلب علی عقبیه وقد نری تقلب وجهك فی السماء
ای انتظارک الی اللہ تعالیٰ بوجهه تعالیٰ لتولیته الی قبلة الکعبة الشریفة ولا تسلها رضاء علی
حکمته تعالیٰ التی فی الخروج من مکة وامر التوجه الی صخرة بیت المقدس فلنولینك قبلة
ترضٰها بعد التوجه الی صخرة بیت المقدس کما روی ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم
کان یصلی بمکة الی الکعبة ثم امر بالصلوٰة الی صخرة بیت المقدس بعد الہجرة تألفاً للیهود و
ثم حول الی الکعبة یقول الخیرین تألفاً للیهود ظاهراً واستجماعه وتبرکه صلعم بالنورین فی
البیتین المقدسین باطناً واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقته والمسجد الحرام هو الحریم المحترم فیه قبلة الکعبة الشریفة
والامر للمطلوب لغیره صلعم تشریفاً بالقبلة واتباعاً به صلعم لحصول شرف بما شرف رسوله
حبیبه تعالیٰ صلعم کما قال سبحانه وحیث ما کنتم فولوا وجوهکم شطره فحیث قوبت
ظرفیتها بما وکنتم محقق للمستقبل اذ الماضی بمقابلة الجزاء منظور فیه والتوجه الی المسجد الحرام
علی مجاز تسهیلاً للعوام توسع جهته کمراد المظروف من الظرف

ترجمه۔ الا لنعلم من یتبع الرسول ممن ینقلب علی عقبیه مگر تا آنکه بدانیم که کیست که پیروی کند
این رسول را از کیست که بازگردد بر پاشنهٔ خود وقد نری تقلب وجهك فی السماء و بتحقیق می بینیم گر
دیدن روئے تو در آسمان یعنی انتظار تو بسوئے خدائے برتر برائے وجه او تعالیٰ بغرض گردانیدن روئے تو
سوئے قبلهٔ کعبه شریف وسوال نمی کنی تو این امر را بنابر خوشنودی بر حکمت او تعالیٰ واو در برآمدن است از مکه وحکم رو آوردن
سوئے صخرهٔ بیت المقدس فلنولینك قبلة ترضٰها پس البته بازگردانیم ترا بقبله که می پسندی او را پس از رو آوردن
سوئے صخرهٔ بیت المقدس چنانکه روایت کرده شده که بتحقیق رسول خدا صلی اللہ علیه وسلم نماز میخواندند بمکه سوئے کعبه مبارک باز حکم کرده
شد به نماز سوئے صخرهٔ بیت المقدس پس هجرت بنابر تالف یهود را که با او صلعم الفت گیرند باز برگردید سوئے کعبه میگوید در دمند که مگر دیدش
صلعم بنابر تالف یهود سوئے صخرهٔ بیت المقدس این امر از روئے ظاهر است و در حقیقت از راه باطن استجماع یعنی گرد آوردن
و تبرک یعنی برکت گرفتن او صلعم است به دو نور که در این هر دو خانه مقدس و پاکیزه است و خدائے برتر داناتر است بحقیقت او
و مسجد حرام او حریم محترم است که در وقبلة البیت کعبه شریف و این امر که برائے مطلوب است غیر او را صلعم بغرض تشریف است بقبله وبغرض پیروی است
با او صلعم بنابر حصول شرف بانچه که شرف داده شد رسول او حبیب او تعالیٰ صلعم چنانکه فرمود سبحانه وحیث ما کنتم فولوا وجوهکم
شطره یعنی هر جائیکه شما باشید پس باید که روهائے خود را باز گردانید بسمت مسجد حرام پس لفظ حیث قوت داده شد
به لفظ ما ظرفیت خود را و لفظ کنتم برائے مستقبل تحقیق میکند زیرا که صیغه ماضی بمقابله جزا منظور فیه است یعنی جای نظر واعتراض است و
این رو آوردن سوئے مسجد حرام که درین کریمه است بر بنائے مجاز بغرض تسهیل عوام است توسع جهت را بمچو مراد مظروف از ظرف۔

وعلی حقیقة الی النور الذی هو الحجاب المذکور الذی حاولته الکعبة الشریفة التی فی المسجد الحرام
وخطاب لئن اتبعت اهوائهم بعد الذی جاءك من العلم انك اذاً لمن الظالمین
مخصوص لغیره صلعم علی مراد المعاملة تنبیهاً علی اقتضاء المحل بالامر السابق وتبعیض وانه
صلعم لمعصوم من اتباع الاهواء وعالم باسرار کلها التی فی التولیة ویرجوها فالیه صلعم علی مراد
المکالمة تشریفاً بلطفه تعالیٰ ومحبوبیة صلعم واستیناف الخطاب ومن حیث خرجت فول
وجهك شطر المسجد الحرام ه الی حبیبه تعالیٰ صلعم بمقصد آخر اعلم ان حیث استقرت
للسببیة بمن وبالماضی علی قرینة محل الذی یظهر بتضمنها الشرط السببیة الجملة الاولی
لما بعد والماضی فی معناه لا بمعنی تخرج تحقیقاً لامکان ش التعلیل للنفی
ه جواز خلاف الشرط الذی یمنع الجزاء الثابت ش ای
فول وجهك الخ ه فی الخروج ش تعلق بامکان
ه علی معناه مع تحقیقه للمستقبل

ترجمه۔ وبر بنائے حقیقت این توجه سوئے آن نور است که او حجاب است مذکور آنکه کعبهٔ شریف که در مسجد حرام است در خود ادرا
باز گرفته است وخطابی که درین کریمه لئن اتبعت اهوائهم بعد الذی جاءك من العلم انك اذاً
لمن الظالمین ه است یعنی هر آئینه اگر تو بعد آنکه ترا از علم آمد خواهشهائے شان را پیروی کنی یقینی تو در آن وقت البته از ظلم
کنندگانی۔ این خطاب مخصوص برائے غیر او صلعم است بر مراد معامله از روئے تنبیه برخواست محل بسبب امر سابق وبتقاضائے تبعیض است وبسبب آنکه او صلعم
هر آئینه معصوم است از پیروی خواهشات وهر آئینه عالم است اسرار را بتمام او که در باز گردیدن سوئے کعبه است وباز گردیدن امید میکرد او صلعم پس این
خطاب سوئے او صلعم بر مراد مکالمه است بغرض تشریف بسبب لطف او تعالیٰ ومحبوبیت او صلعم۔ واستیناف این خطاب که بطور تجدید است سوئے
که گفت ومن حیث خرجت فول وجهك شطر المسجد الحرام ه سوئے حبیب او تعالیٰ است صلعم بمراد دیگر یعنی
وازین روکه تو از انجا برآمدی پس بازگردان روئے خود را بسمت مسجد حرام بدانکه هر آئینه لفظ حیث بحرف من برائے معنی سببیت قرار گرفته
واین استقرار حیث برائے سببیت بااین ماضی خرجت بر بنائے قرینهٔ محل است که بسبب تضمن او شرط را ظاهر میکند سببیت جمله اولی
را که برائے ما بعد است یعنی قرینه که متضمن شرط است بر بنائے قرینهٔ این محل ماضی سببیت جمله اولی را می نماید که این برائے ما بعد است
واین ماضی در معنی ماضی خود است نه بمعنی تخرج مضارع مستقبل از روئے تحقیق از آنکه امکان جواز خلاف شرط آنکه جزائے ثابت
راکه قول وجهك تا آخر است باز میدارد۔ درین خروج است بر بنائے معنی خروج که بالتحقیق خود است مستقبل را
پس خرجت که بمعنی ماضی است۔ بمعنی تخرج نمی تواند از آنکه خلاف شرط که آن جزائے ثابت را مانع آید تواند که
در نفوت خروج جائز باشد که بر بنائے معنی تخرج مستقبل را است بالتحقیق معنی او از ماضی۔

والمقصد الآخر هو استمالة حبيبه تعالى صلعم في تألم الخروج من بيت محبوبه صلعم كما قال صلعم
والله انك لخير الارض واحب ارض الله ولولا اني اخرجت ما خرجت منك وقال سبحانه
قبلة ترضاها وتشريف بالخطاب بمحبوبيته صلعم ففي سببية حيث مع اشتمالها الظرفية
بلاغة المرام بالمقصد الآخر المذكور وان لم كذلك فينبغي ان يقال حيث ما كنت محققاً
للمستقبل لامتناع جواز خلاف الشرط الذي صفة يمنع الجزاء الثابت ش اے
قول وجهك الخ هـ في الكونية ش يتعلق بامتناع هـ على معناها ولانها حيث
الظرفية مع الماضي بمقابلة الجزاء منظور فيها و مع هذا يكتفي للتولية الامر السابق
ولا حاجة لتاكيد النسخ وارتفاع الشبهة عنه بتكرار الامر له صلعم ولغيره صلعم
باتباعه صلعم فالاستيناف مهمل واستيناف الامر وحيث ما كنتم فولوا
وجوهكم شطره لغيره صلعم لاظهار مقصد آخر كالعلل المبينة بقوله تعالى لئلا يكون
للناس عليكم حجة ق

ترجمه۔ واں مقصد و مراد دیگر که اشارت بدو باین خطاب نو باستیناف در آمده او استمالت است مر دلجوئی حبیب او تعالی صلعم در
تالم این خروج از خانه محبوب خود صلعم چنانکه فرمود صلعم والله انك لخير الارض واحب ارض الله ولولا اني اخرجت ما خرجت منك
یعنی بحد التحقیق تو هر آئینه بهترین زمین است و محبوب ترین زمین خدا است و اگر تحقیق نبودمی آنکه بیرون کرده شدمی بیرون نیامدمی از تو۔ و فرمود
سبحانه قبلة ترضاها یعنی قبله که تو او را می پسندی۔ و تشریف بخطاب محبوبیت او صلعم است پس در سببیت لفظ حیث مع احتمال ظرفیت
را بلاغت مرام است بمقصد آخر مذکور۔ و اگر چنین نیست که گفته شد پس سزاوار باشد آنکه گفته شود حیث ما کنت تا که مستقبل
را تحقیق گرداند از آنکه امتناع جواز خلاف شرط آنکه مانع گردد جزاے ثابت قول وجهك الخ را در کونیت آن بر بناے
معنی او پس جواز خلاف شرط که مانع گردد جزاے ثابت را ممتنع باشد در کونیت بر بناے معنی او۔ و از آنکه لفظ حیث که ظرفیت است
با ماضی بمقابله جزا منظور فیه است و گنجایش اعتراض بخود دارد۔ و باوجود این امر سابق که براے تولیت است کفایت
میکرد۔ و نیست حاجتے براے تاکید نسخ و برداشتن شبه از نسخ بتکرار این امر براے او صلعم و براے
غیر او صلعم باتباع او صلعم۔ پس این استیناف مهمل شود۔ و استیناف این امر که فرمود وحیث
ما کنتم فولوا وجوهکم شطره یعنی هر جاے که شما باشید پس روے خود ها باز
گردانید سمت او۔ این براے غیر او صلعم بنا بر اظهار مقصد دیگر همچو علتهاے
مبنیه است بقول او تعالی لئلا یکون للناس علیکم حجة ق یعنی تا که آدمیان
را بر شما حجت و تنازع نباشد

على سياق كلامهم اے اعتراض بان لا تحولوا مع تحويل النبي صلعم الى قبلة الكعبة الشريفة
الا بمعنى غير اذ الاستثناء الصريح يقتضي اللام على الذين والجملة المثبتة المعللة بها
لتعليل التولية وليس كذلك فالغير بالاضافة حال للناس فكان مخصصاً يستقيم
المعنى ش اى فكان الناس مخصصاً بالحال يستقيم المعنى اذ النكرة لا يستقيم
المعنى الا بالتخصيص هـ ويمكن ان يكون الناس معهوداً ذهنياً على خصوص الزمان
فهم علماء اليهود والعرب الذين ظلموا انفسهم وغيرهم المؤمنين لتوسع المفعول بحذفه فالظلم
بخصوص المحل عدم معرفة بشرف القبلة وبالنبي ذي القبلتين صلعم على انفسهم والاحتجاج على
المؤمنين فبالمغايرة ظهر ان الناس هم الذين لم يظلموا بما ظلموا لبعضهم كما قال سبحانه ان الذين
اوتوا الكتاب ليعلمون انه الحق من ربهم ويعرفونه كما يعرفون ابناءهم وهم علماء العرب واليهود
فلا تخشوهم الذين ظلموا باعتراضهم واخشوني بعذابي بمخالفة امري باتباع اهواءهم
ولاتم

ترجمه۔ بر بناے روانگی کلام شان است یعنی اعتراض است بآنکه نگردانید روے خود با گردانیدن نبی صلعم سوے قبله که
کعبه شریف است الا الذين ظلموا منهم یعنی غیر آنانکه ظلم نمود نفسهاے خود و غیر شان را از ایشان۔ و در اینجا
الا بمعنی غیر است از آنکه استثنا صریح بر الذين لام میخواهد یعنی الا للذين و جمله مثبته معلله که بلام تعلیل کرده شد تولیت
را تعلیل میشود حالانکه چنان نیست۔ پس الا بمعنی غیر باضافت مابعد خود براے ناس ما قبل حال است پس این ناس
با حال خود مخصوص شده معنی مستقیم شود زیرا که نکره استقامت معنی نیابد مگر به تخصیص و ممکن باشد که این ناس معهود
ذهنی باشد بر خصوص زمان و ایشان علماے یهود و عرب اند آنانکه ظلم کردند جانهاے خود را و غیر شان مؤمنین را که گردانیدن
اند بنا بر توسع مفعول بحذف او از ظلموا پس این ظلم بنا بر خصوص محل عدم معرفت است بشرف قبله و بشرف این نبی که صاحب
دو قبله است صلعم که بر نفس شان است و حجت گرفتن است این ظلم بر مؤمنین که گروندگان هستند غیر نفس شان پس بدین مغایرت ظاهر شد که
هر آئینه مراد از ناس ایشان آنانکه ظلم نکردند بآنچه که بعض شان ظلم کردند چنانکه فرمود سبحانه ان الذين اوتوا الكتاب
ليعلمون انه الحق من ربهم یعنی بتحقیق آنانکه کتاب داده شدند البته میدانند که او حق است از پروردگار شان ويعرفونه
كما يعرفون ابناءهم یعنی میشناسند او را همچنانکه میشناسند اولاد خود را۔ و ایشان علماے عرب و یهود اند که
بعض شان ظلم کردند بر جانهاے خود و بر غیر خود شان فلا تخشوهم پس شما مترسید شان را که آنان ظلم نمودند
باعتراض و روگردانی خود شان واخشوني و بترسید از من بعذاب من بمخالفت امر من از سبب پیروی
خواهشات خود شان ولاتم نعمتي عليكم و تا که تمام کنم نعمت من بر شما۔

انما الاتمام یقتضی نقصاً فی البدایت وکمالاً فی النهایت نعنی النعمة رسالة محمد رسول الله تعالے الذی وجوده مستجمع الدلائل باستجامه فضائل الانبیاء علیه وعلیهم الصلوٰة والسلام الی حقیقته هی الذات تعالت مستجمعة حقائق الانبیاء علی التعینات الذاتیة علی الصفات فی القدم ومظهر الخیرات کلها من الله تعالیٰ الے الخلق فای نعمة خرجت من ضمنها وفضلت منها کما تبینت من قوله تعالے لاحقاً مثل ای کما ارسلنا فیکم رسولاً علیکم ای اتمام النعمة علیکم تشرفکم بمعرفة رسالته صلعم واتصافکم بکمالات رسالته صلعم الی ماشاء الله تعالیٰ ولعلکم تهتدون الی النعمة فالترجی شفقةً ورأفةً علی حوالة اختیار العباد الذی سلم لقوله تعالیٰ ما تعلمون کما ارسلنا بیان النعمة التی سبق ذکرها لا التشبیه باتمام النعمة اذ المشبه به یقتضی الوجود باتمام النعمة فلا اتمام بعد الاتمام باطل الا بغیره ولا یدری ولا دلالة من لفظ وقرینة علی التشبیه بالاتمام وتاویل النظم الشریف فی التشبیه ای کما اتممتها بارسال الرسول منظور فیه بان لاحاجة الی التاویل بوجود الطرحة الصحیحة

ترجمه ولاتمه ای تا که تمام کنم جز این نیست که این اتمام در بدایت نقص میخواهد و در نهایت کمال نعمتی یعنی نعمت من - این نعمت رسالت محمد رسول خدائے تعالی است آنکه وجود مبارکش مستجمع یعنی گرد آرندهٔ دلائل است بسبب گرد آوردنش فضائل انبیاء علیه وعلیهم الصلوٰة والسلام سوئے حقیقتش که او ذات تعالی شانهٗ است که مستجمعهٔ حقایق انبیاء است بر بنائے تعینات ذاتیه بر صفات در قدم که مذکورش - در ذکر حکم کیفیهٔ وجودِ اول وظهور آخر آنحضرت صلعم وفضائل بعض انبیاء بر بعض الخ مفصل آمده آنجا باید دید - و دیگر آنکه وجود مبارکش صلعم مظهر خیرات است از خدائے تعالی سوئے خلق که ظهور میکنند بواسطهٔ او پس کدام نعمت است از ضمن نعمت رسالت بیرون آمده و از و فاضل بر آمده چنانکه این نعمت رسالت از قول و تعالی که لاحق است یعنی کما ارسلنا فیکم رسولاً منکم بخوبی واضح شد که بیان آمده علیکم یعنی اتمام نعمت بر شما تشرف یعنی شرف یافتن شما بمعرفت رسالتش صلعم واتصاف شما است بکمالات رسالتش صلعم تا آنچه که خواست خدائے برتر ولعلکم تهتدون و امید است که شما راه یابید سوئے این نعمت - پس این امیدواری براه شفقت ورافت بر حوالهٔ اختیار بندگان است آنکه او سپرد کرده شده بفرمودهٔ او تعالی ما تعلمون یعنی انچه شما عمل میکنند - که این اختیار عمل از فعل بندگان به سپردگی او است کما ارسلنا چنانکه فرستادیم ما - این بیان نعمت است آنکه ذکرش سابق آمده - نه تشبیه است به اتمام نعمت زیرا که مشبه به میخواهد وجودے را که باتمام نعمت است - و اتمام بعد اتمام باطل مگر بغیر او یعنی غیر آن نعمت و او نمی دانسته شود و نه دلالت است از لفظ و قرینه بر تشبیه این اتمام - و تاویل نظم شریف در معنی تشبیه بدیں عبارت ای کما اتممتها بارسال الرسول یعنی همچنانکه بفرستادن رسول این نعمت را تمام نمودم منظور فیه است که در و گنجایش نظر و اعتراض است به آنکه بوجود طرح صحیحه سوئے تاویل حاجتے نیست

وفرضناه فبان ینبغی النظم الشریف کما بارسال الرسول فیکم مثل وفرضنا التاویل فمنظور فیه بان ینبغی النظم الشریف کما بارسال الرسول الخ فالسبب قائم مقام المسبب الذی مدلول بالمشبه ومقتضی لتعلق المجرور لا کما ارسلنا فیکم رسولاً فالمجرور متعلق بنعمتی فقط لا باتم ولا باذکرونی اذ تهمل الفاء وینقطع النظم من نظم سابق فلا یقع الشکر علی امر التولیة التی هی علة اتمام النعمة علیکم فعلیک الفکر فالحاصل لاتم نعمتی علیکم بمعرفة کمالات الرسول وتشرف بآثار من روحه وجسده صلعم فتطابق نفوسکم به صلعم بقدر سعتها ماشاء الله تعالی بتوجهکم الی قبلة الکعبة الشریفة العالیة حقیقتها المذکورة فیکم الخطاب عموم فکونه صلعم فیکم موجوداً حقیقة بذاته صلعم وحکمیته ببقاء رسالته صلعم وباتصافکم باوصافه صلعم فانه صلعم لحی حقیقةً بحیات التی خصت للانبیاء والاولیاء والشهداء علی نبینا وعلیهم الصلوٰة والسلام وحکماً ببقاء رسالته صلعم فمنه معنی حیات النبی بالمبالغة بالمصدر والاضافة بمن ولام استغراق علی الجنس فهی صفة مانعة رسولاً هو الذی ارسله الله تعالے اصطلاحاً شرعیاً وهو محمد الذی سبق ذکر جماله وکماله صلعم

ترجمه - و فرض کردیم این تاویل را پس او ظاهر است که منظور فیه است بانکه نظم شریف چنان باید کما بارسال الرسول فیکم یعنی بفرستادن این رسول که در میان شما است پس این سبب است که قائم بجا مسبب است آنکه مدلول مشبه است یعنی نعمتی و آنکه مقتضی است یعنی خواسته شده است برائے تعلق مجرور نه آن نظمی که در کریمه آمده کما ارسلنا فیکم رسولاً پس مجرور در این نظم مفروضه فقط به لفظ نعمتی متعلق میشود نه باتم و نه به اذکرونی زیرا که فای فاذکرونی این تعلق را مهمل میکند - و این نظم از نظم سابق جدا میشود پس واقع نه شود شکر بر امر تولیت آنکه او علت اتمام نعمت بر شما است پس فکر کن اینجا که بر تو لازم است پس حاصل لاتم نعمتی علیکم این است که تا تمام کنم نعمت من بر شما بمعرفت کمالات این رسول و تشرف بآثار از روح و جسد او صلعم پس نفسهائے شما باو صلعم حسب اندازهٔ وسعت و گنجایش خود آنچه خواست خدا مطابقت حاصل نماید بسبب رو آوردن شما سوئے قبله و کعبهٔ شریفه از آنکه حقیقتش اسباب مذکور را علت آمده فیکم یعنی در میان شما - این خطاب عام است پس بودن او صلعم در میان شما از روئے حقیقی موجود بودن بذات او است صلعم و حکمی ببقاے رسالتش صلعم - و بسبب متصف شدن شما است باوصاف او صلعم پس بتحقیق او صلعم البته زنده است به حقیقت حیاتی که او مخصوص است انبیاء و اولیاء و شهداء را علی انبیا و علیهم الصلوٰة والسلام والبته او صلعم زنده است باعتبار حکم بسبب باقی ماندن رسالت او صلعم پس از و معنی حیات النبی بغرض مبالغه بمصدر حیات و اضافت درین ترکیب به من بمعنی از است - ولام استغراق است بر جنس نبی - یعنی زیست از انبیاء همچنان است گویا زیست از ایشان عین حیات است - پس او معنی حیات نبی صفت مانعه است انبیاء را رسولاً او آنکه فرستاد او را خدائے برتر که این معنی از روئے اصطلاح است شرعی و او محمد است صلعم آنکه ذکر جمال او و کمال او صلعم سابق آمده منکم

منکم ای من جنسکم اشارۃ الی نعمۃ اشتملت فی النعمۃ فلو لم یکن صلعم من جنسکم ما تحققت مرتبۃ اتحاد الذی
بالجامعیۃ الجنسیۃ التی ہی واسطۃ معرفۃ وجذب مراحم تیلو علیکم آیاتنا یبین علیکم دلائل من الصنائع من نفسہ وغیرہ
صلعم علی معرفۃ الصانع وان لم یرد الآیات الصنائع فاہمال التکرار بالکتاب فالتلاوت نعمۃ منہا ش
انتزاعیۃ ھ ویزکیکم ای باطنکم لانہ اصل لرجس الطغیان والعصیان بالایمان والاحسان بالہمۃ العلیا
صلعم فالتزکیۃ نعمۃ منہا ش انتزاعیۃ ھ ویعلمکم الکتاب والحکمۃ ای علم عمل ظاہر من عبادات
ومعاملۃ اذ العمل لا یدرک الا بعلمہ واصابۃ حقیقیۃ فالتعلیم نعمۃ منہا ش انتزاعیۃ ھ والحکمۃ عطف
تفسیر یفید التخصیص والتاکید لتعلیمہا اذ العمل دون الحکمۃ لیس مقصودا او نسق یفید تعمیمہا ویعلمکم ما لم
تکونوا تعلمون ۰ ای اسرار النظم الشریف ش کما فاما یاتینکم منی ہدی الخ ھ واسرار حقائق
امکانیۃ والہیۃ فی ابطان القرآن المجید التی لم تکونوا تعلموہا اذ علمہا لا یحصل الا بتعلیم النبی
صلعم اصلا ثم من غیرہ تبعا ش بیان اسرار حقائق امکانیۃ والہیۃ طویل لا یسعہا المحل لکنہ کفیہم
من بعض بیان فی الکتاب ھ فالتعلیم نعمۃ منہا ش انتزاعیۃ

ترجمہ۔ یعنی از جنس شما کہ اشارت سوائے نعمتے است کہ درین نعمت شمول یافتہ۔ وآن مرتبہ اتحاد است بجامعیت
جنسیت پس اگر او صلعم از جنس شما نبودی مرتبہ اتحاد آنکہ بسبب جامعیت جنسیت است متحقق نشدی کہ ہمین جامعیت
جنسیت واسطۂ معرفت یعنی شناخت وجذب یعنی کشش مراحم است یعنی مہربانیہا یتلو علیکم آیاتنا یعنی بیان میکند
بر شما دلائل صنعتہا از نفس خود واز غیر خود صلعم بر معرفت صانع واگر از آیات صنائع مراد نشود پس تکرار بلفظ کتاب اہمال
است یعنی این تکرار مہمل واقع شود پس این تلاوت نعمت است کہ انتزاعش از دست...... ویزکیکم و پاک میکند
باطن شما بایمان واحسان بہمت بلند خود صلعم از آنکہ او اصل است پلیدے طغیان وعصیان را۔ پس این تزکیہ نعمت
است کہ انتزاعش ازاو...... است۔ ویعلمکم الکتاب والحکمۃ ومی آموزد شما را کتاب یعنی علم عمل ظاہر از
عبادات ومعاملات زیرا کہ عمل دریافت نشود مگر بعلمش۔ ودر رسیدن است بحقیقت عمل پس
این تعلیم نعمت است۔ کہ انتزاعش ازو است...... ولفظ حکمت عطف تفسیر است کہ فائدہ میدہد تخصیص و
تاکید را برائے تعلیم حکمت از آنکہ عمل بدون حکمت مقصود نیست یا این عطف نسق است کہ مفید است تعمیم حکمت را و یعلمکم ما لم تکونوا
تعلمون ومی آموزد شما را آنچہ نمیدانستید یعنی اسرار نظم شریف چنانکہ در کریمہ فاما یاتینکم منی ہدی است کہ در سورۂ بقر رکوع
چہارم ودر سورۂ طٰہٰ رکوع ہفتم آمدہ یعنی پیدا است کہ ہر آئینہ بیاید شما را از من رہنما تا آخر آیت واسرار حقیقتہائے امکانیہ والٰہیہ کہ در بطنہا قرآن
مجید اند کہ شما نمی دانستید آنہا را زیرا کہ علم آنہا حاصل نمیشود مگر بتعلیم نبی صلعم باصل نبی صلعم بازتبع بغیر او صلعم وبیان راز حقائق امکانیہ والٰہیہ دراز است
کہ این محل گنجائش ندارد لاکن ایں قدر تمام میشود از بعض بیانی کہ درین کتاب است پس این تعلیم نعمت است کہ انتزاعش ازو است۔ واگر چنین بناشد پس تکریر تعلیم و اتحاد عطف لازم
واقع شود پس صیغہائے مضارع در کریمہ مذکور بنا بر استمرار زمان اند برائے عموم فیکم بسبب اشتمال او در خطاب سابق

ھ وان لم یکن کذا فاہمال بالتکرار واتحاد العطف فصیغ المضارع للاستمرار بعموم فیکم باشتمالہ فی
خطاب سابق ش ای فولوا وجوہکم ھ والا تعزل صلعم من رسالۃ وخرجتم من الخطاب فکیف
یتحقق الایمان برسالۃ صلعم بانکم من امتہ صلعم الآن نعوذ باللہ تعالی من سوء الفہم والخذلان فالتلاوۃ
والتزکیۃ والتعلیم اعجاز علانی من صراحۃ النص لبعض وسری فی حجاب الکرامۃ تبعا من اشارتہ لبعض
کیف یشاء اللہ تعالت قدرتہ ومحروم النعمۃ لا یدرک حقیقتہا فنعمۃ النعمۃ استدامتہ برسالتہ صلعم بشعر
فکیف یدرک فی الدنیا حقیقتہ قوم نیام تسلوا عنہ بالحلم فاعلم ان الافاضۃ من القدیم الی الحادث بواسطۃ فعل
قدیم فالحادث دال الی فعل قدیم والفعل الی مرتبۃ ذاتیۃ معبرۃ بفعالیۃ التی ہی مبدأ ربوبیۃ
ذاتیۃ وحقیقۃ نور الکعبۃ فوجود محمد رسول اللہ تعالی المظہر لحقیقتہ صلعم ہی مرتبۃ الذات
تعالت مستجمعۃ اعتبارات ذاتیۃ بالصفات عرفی تحت حقیقۃ نور الکعبۃ بالذی فوقہا
معہا فالتوجہ الی حقیقۃ نور الکعبۃ علۃ لاتمام آثار نور حقیقۃ محمد صلعم فی نفس المتوجہ بدلالۃ وجودہ صلعم
الیہا تقدست مع احتیاج وجودہ الیہ صلعم فلما تحقق اصل حصول معرفۃ وآثار المعروف بالدلالۃ التی ذکرت

ترجمہ یعنی فولوا وجوہکم ورنہ او صلعم عزل گرفت وکیسوئی آورد۔ وشما از خطاب بیرون آمدید پس چگونہ متحقق شود ایمان برسالت
او صلعم بانکہ ہر آئینہ شما اکنون از امت او است صلعم۔ پناہ میخواہیم بخدائے برتر از خرابی فہم وخذلان پس این تلاوت وتزکیہ وتعلیم اعجاز ظاہرہ
آمد بر او از صراحت نص بعض را۔ وبرائے بعض اعجاز سری شد یعنی پوشیدہ در پردہ کرامت آمد و تبع از اشارت تبع بہر نہج کہ میخواہد خدا کہ قدرتش
برتر است ومحروم نعمت حقیقت این نعمت در نیابد پس این نعمت نعمت دوام اتمام یافت بر رسالت او صلعم شعر فکیف یدرک فی الدنیا
حقیقتہ قوم نیام تسلوا عنہ بالحلم ترجمہ پس کے رسد حقیقت او را درین سرا الاقوی بخفتہ بہر
تسلی بخوابہا پس بدانکہ ہر آئینہ افاضت یعنی پیوستن فیض وفائدہ از قدیم سوئے حادث بواسطہ فعل قدیم است پس این حادث رہنما آمدہ است بسوئے
فعل قدیم وفعل سوئے مرتبۂ ذاتیہ کہ تعبیر کردہ شدہ است او بفعالیہ آنکہ او مبدء ربوبیت ذاتیہ است کہ ابتدائے ربوبیت از وآمدہ۔ وآنکہ
او حقیقت نور کعبہ است۔ پس وجود محمد رسول خدائے تعالی کہ مظہر یعنی وانمایندہ است حقیقت خود را صلعم کہ او مرتبۂ ذات
برتر است کہ مستجمع است یعنی گرد آرندہ اعتبارات ذاتیہ بصفات است۔ او عرفی است یعنی وجود او صلعم تربیت یافتہ است
تحت حقیقت نور کعبہ بانکہ بالائے او کہ با او است۔ آن حقیقت نور کعبہ پس این رو آوردن سوئے حقیقت نور کعبہ علت وسبب است
از برائے تمام نمودن آثار نور حقیقت محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم در نفس رو آرندہ را بدلالت وجود او صلعم بسوئے نور حقیقت او صلعم کہ پاک است
مع احتیاج وجود متوجہ بسوئے او صلعم یعنی رو بسوئے حقیقت نور کعبہ آوردن رو آرندہ را از برائے تمام نمودن آثار نور حقیقت او صلعم
در نفس خود علت سبب است۔ بدلالت وجود او صلعم بسوئے نور حقیقت مقدسہ او صلعم مع دلالت احتیاج وجود خود بسوئے
او صلعم پس ہر گاہ متحقق شد قاعدۂ معرفت وآثار معروف بدلالت آنکہ ذکر کردہ شد۔

قال سبحانہ فاذکرونی بالصفات الثبوتیۃ والسلبیۃ ذکرًا یعقبُ الدلالۃ بنفس الرسول صلعم التی توقفت
علیہا معرفۃ المذکور ومفعولیۃ یا المتکلم تشیر الیٰ اخلاص المفعول مقصودًا واعلم انّ الذکر
لایحصل الا بتوفیقہ تعالیٰ فالتوفیق نعمۃٌ سریّۃٌ یلزم شکرًا لاجزاءً افقدم فعلکم
لالتزام جزائہ احسانًا کما قال سبحانہ اذکرکم فہو نعمۃٌ اخریٰ ومفعولیۃ ضمیر الخطاب تشیر الیٰ
اخلاص المفعول رحمۃ فمن کان للہ سبحانہ کان اللہ سبحانہ
لہ فالجزاء خیر الجزاء فطوبیٰ لمن ذکر افضل الذکر ش ای
لفظًا ومعنًا ھ لا الہ الا اللہ عبادتًا مع محمد رسول اللہ
دلالتًا ذکرًا منہ لہ معہ سبحانہ واعلم انّ ہٰذا ش ای اذکرکم
ھ جزاء شرطٍ محذوفٍ ای ان یذکرونی فبطلت متعب
فرضیۃ الذکر المحتملۃ بالامر الذی لایجوز متعب
اختیار الشرط الذی یجوزہ

ترجمہ۔ فرمود سبحانہٗ فَاذْکُرُوْنِیْ پس یاد کنید مرا بصفات ثبوتیہ وسلبیہ بذکرے کہ از پس بگیرد این دلالت را بنفس رسول صلعم آنکہ
متوقف آمدہ باز ماندہ است بریں دلالت معرفت مذکور و مفعولیت یائے متکلم اشارہ میکند بسوئے اخلاص مفعول از روئے مقصود ازآن کہ
مقصود یگی او تعالیٰ است پس بسوئے اخلاص خود رہ مینماید باشارت یائے متکلم مفعول و بدانکہ ہر آئینہ این ذکر حاصل نمی شود مگر
بتوفیق او تعالیٰ و این توفیق نعمتے است سریہ یعنی پوشیدہ کہ شکر را لازم ارد نہ جزاء را پس او تعالیٰ فعل شما را بامر ذکر مقدم نمود
بغرض لازم شدن جزائے او از روئے احسان چنانکہ فرمود سبحانہٗ اَذْکُرْکُمْ یاد کنم شما را پس بعد توفیق این نعمت دیگر است
و مفعول آمدن ضمیر خطاب اشارت میکند بسوئے اخلاص مفعول کہ اشارت اخلاص از راہ رحمت است فمن کان للہ سبحانہ
کان اللہ سبحانہ لہ پس کسی کہ گردد خدائے سبحانہٗ را میشود خدائے سبحانہٗ او را و خود۔ ع ہر کہ حق را میشود حق ہم او را است
پس این جزا بہتر جزا است پس مژدہ باد کسے را کہ یاد آورد افضل ذکر کہ او بطور لفظ باشد و معنی بانیکہ لا الہ الا اللہ از روئے
عبادت با محمد رسول اللہ از روئے دلالت بغرض یاد آوردن از وا ورا با او سبحانہٗ یعنی ذکر لفظی لا الہ الا اللہ با معنی و
آنکہ ہیچ معبودے نیست بجز اللہ بہر عبادت مع ذکر محمد رسول اللہ با معنی او آنکہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم فرستادہ خدا
است بہر دلالت یاد او سبحانہ کہ برائے او است سبحانہٗ با او صلعم کہ رسالتش رہنما است باصل او کہ مرسل و فرستندہ است
او۔ و بدانکہ بتحقیق این یعنی اَذْکُرْکُمْ جزائے شرط محذوف است باین طور کہ اِنْ تذکرونی اذکرکم یعنی اگر شما مرا
یاد کنید من شما را یاد کنم پس فرضیت این ذکر کہ محتمل بامر است آنکہ جواز اختیار را جائز نمیدارد و باحتمال شرط آنکہ جواز اختیار را جائز دارد
باطل شد یعنی بسبب احتمال جواز و عدم جواز اختیار بوجہ امر و شرط فرضیت این ذکر باطل شدہ است۔

واشکروا لی المفعول المذکور بلام تخصیصٍ ومفعولٌ لہ متوسعٌ بحذفہ فلزم شکرٌ علیٰ کل نعمۃ
تقدم ذکرہا صراحتًا واشارتًا باستلزام التوفیق بالذکر فلا تکفرون ای اذا انعمت علیکم
بہٰذہ النعماء فلا تکفرونی بہا ای بعدم معرفۃ منزلت الکعبۃ الشریفۃ بنور الذی فیہا وسببیۃ
حقیقۃ لاتمام النعمۃ علۃً ورسولہ الاعظم نعمۃً وعظمۃً وسببیۃ لاتمام النعمۃ دلالۃً الیٰ المقصود وتقدیمکم
فعلکم ونسیان توفیقہ تعالیٰ فیا ایہا المؤمن قال سبحانہ اَحْسِنْ کَمَآ اَحْسَنَ اللّٰہُ اِلَیْکَ
فالفعل الاول متوسعٌ للمعانی علیٰ توسع مفعولیۃ بحذفہما ای احسن الیٰ اللہ واحسن
الیٰ الخلق وعموم مابہ الاحسان والثانی متوسعٌ للمعانی علیٰ توسع احد مفعولیہ بحذفہ
وہو عموم مابہ الاحسان فان اصبت بالتوسع لقد اصبت فصاحۃ الکلام
الشریف وبلاغۃ المرام اللطیف۔ اللہم صل وسلم
علیٰ محمدٍ نبی الرحمۃ وعلیٰ اٰلہ کما تحبہ وترضاہ
وشفعہ فینا وترحمنا بہ

ترجمہ۔ وَاشْکُرُوْا لِیْ وشکر کنید مرا۔ دریں جملہ مفعول بلام تخصیص مذکور است۔ و مفعول لہ بحذف خود متوسع پس شکر لازم
آمد بر ہر نعمت کہ ذکرش بطور صراحت واشارت متقدم شد بسبب لازم شدن توفیق بدین ذکر فَلَا تَکْفُرُوْنِ پس کفران مکنید مرا
یعنی ہر گاہ کہ بخشیدم بر شما این نعمتہا پس باید کہ انکار مکنید مرا بدین نعمتہا یعنی بسبب نشناختن منزلت کعبہ شریف بنورے کہ اندر وے
است و بسبب آمدن حقیقت آن نور اتمام نعمت را کہ علتش آمدہ۔ و بسبب عدم شناخت منزلت رسول کہ بزرگ ترین او شان است
در نعمت و عظمت و بسبب شدنش از بہر اتمام نعمت واز بہر دلالت سوئے مقصود۔ و بسبب مقدم نمودن شما فعل
خود را۔ و بسبب نسیان یعنی سہو نمودن توفیق او تعالیٰ کہ ذکرش بدون توفیق او تعالیٰ حاصل نیاید۔ کہ این ہمہ نعمتہا شکر را
لازم ارند و یاد او تعالیٰ را تازہ وارند و موجب مزید نعمت شوند۔ پس اے مومن فرمود او سبحانہٗ اَحْسِنْ کَمَآ
اَحْسَنَ اللّٰہُ اِلَیْکَ یعنی احسان کن ہم چنانکہ خدائے برتر سوئے تو احسان کردہ پس
فعل اول دریں کریمہ متوسع است معانی را بر بنائے توسع ہر دو مفعول بحذف ہر دو یعنی نکوئی کن سوئے
خدائے برتر و نکوئی کن سوئے خلق۔ و ہم چنیں عموم آنچہ کہ بدو احسان حاصل آید و فعل دوم ہم متوسع است معانی
را بر بنائے توسع یکے از دو مفعول او بوجہ حذف او۔ و آن یک مفعول محذوف عموم آن چیز است کہ بدو احسان است
پس اگر تو بدین توسع رسیدی ہر آئینہ تحقیق رسیدی فصاحت
کلام شریف و بلاغت مرام لطیف را رسیدہ
اللہم صل وسلم علیٰ محمد نبی الرحمۃ وعلیٰ اٰلہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ

ذکر کیفیۃ تخلیق نور محمد صلعم من نور اللہ سبحانہ والمخلوق کلہ من نورہ صلعم و الکمالات الثبوتیۃ للہ سبحانہ فیہ صلعم والنقائص المسلوبۃ من اللہ سبحانہ فیہ صلعم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔ قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انا من نور اللہ والمخلوق کلہ من نوری الحدیث اعلم واقع تنازع من من ش من حیث انہا لتبیین ومن حیث انہا لانتزاع ھ فبطل تبیین لمنافات بین قدیم وحادث بتوحد الذی فی تبیین وحقق انتزاع الذی غیر تحلیلی باتحاد مجازی بان اللہ سبحانہ خلق محمدا صلعم فی معرض مسلوباتہ تعالیٰ بانتزاع تضمنی بحصول شبہ خلقہ صلعم عن موجوداتہ القدیمۃ بقیامہ المجازی بہا ش ای بموجوداتہ القدیمۃ ھ فان لم یک حصول الشبہ لزوم جہل عن مبدء صنعہ وکیف ش ای وکیف یمکن الجہل والصنع اذ لا یجوز الجہل ولا یقدر المجہول

ترجمہ۔ ذکر بیان آفریدن نور محمد صلعم از نور خدائے سبحانہ وآفریدن ہمہ مخلوق او سبحانہ از نور او صلعم (وکمالات ثبوتیہ خدائے سبحانہ کہ در او صلعم است بسم اللہ الرحمن الرحیم ونقائص مسلوبہ خدائے سبحانہ کہ در او صلعم است)

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین فرمود صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انا من نور اللہ والمخلوق کلہ من نوری الحدیث یعنی من از نور خدایم وہمہ مخلوق او از نور من است تا آخر حدیث۔ بدانکہ تنازع واقع شد از حرف من کہ درین حدیث است۔ ازین حیثیت کہ این من برائے تبیین است واین کہ برائے انتزاع است۔ پس تبیین این من باطل شد بنا بر منافاتے کہ درمیان قدیم وحادث است کہ باہم نفی اند یکے را از دیگرے بسبب توحدے کہ آن در تبیین است یعنی بغیر مضمون واحد بیان یکے از دیگری می نیاید وثابت وتحقق شد کہ این من برائے انتزاع است آنکہ غیر تحلیلی است بسبب اتحاد مجازی۔ بایں طور کہ خدائے سبحانہ بیافرید محمد صلی اللہ علیہ وسلم را در معرض مسلوبات خود یعنی جائیکہ مسلوبات خود را ظاہر فرمود بصورت انتزاع تضمنی بغرض حصول شبہ خلق او صلعم از موجودات قدیمہ خود کہ قیام مجازی است باین موجودات قدیمہ او را صلعم۔ واگر حصول شبہ نشود جہل لازم آید از مبدء صنع او کہ از وست آغاز صنع حالانکہ چگونہ است این یعنی این چگونہ ممکن باشد جہل با صنع زیرا کہ صنع جائز ندارد جہل را۔ ومجہول اندازہ نکردہ شود وقدرت برو حاصل نیاید پس صنع چگونہ شود حالانکہ صنع ظاہر است۔

ھ وان کان بقیامہ الحقیقی بہا فبطل التنزہ بلزوم مسلوبات مخلوقہ او الخلق من مسلوبات وہما یأبیان وخلق غیرہ صلعم فی معرض مسلوباتہ صلعم بانتزاع تضمنی بحصول شبہ خلقہ عن موجوداتہ صلعم والتزامی بحصول نفس خلقہ عن مسلوباتہ اللازمۃ صلعم بقیامہ المجازی بموجوداتہ صلعم فی بون ش ای التضمن والالتزام اذ وجہ الالتزام یتعلق بوجود ھ فی حد احاطۃ مرکزیتہ صلعم فان کان بقیامہ الحقیقی بہا فوقع اجتماع مناقضین بوجود الموجودات ووجود المسلوبات خارجا فی حد من تعینہ صلعم وغیرہ صلعم وبقاؤہا غیر محتاج الی موجدہا الا تری فی ماہیتہ حادثۃ حالۃ فارۃ الی فنائہا لا تمہلہا لاستقرارہا وانتقالہا فان اجتماع المناقضین فی آن واحد لممتنع وفی آن مختلف لمبطل عصمۃ فی المعصومین لکنہ ش ای اجتماع المناقضین فی آن مختلف ھ جائز فی غیرہم وبقاؤہا غیر محتاج الی موجد مخالف العقل ویستلزم الشرک من افعالہا فالی ذواتہا باللہ سبحانہ فاحتیاج وجود غیرہ صلعم الیہ صلعم من حیث احتیاج حصول شبہ خلقہ عن موجوداتہ صلعم وعن مسلوباتہ صلعم

ترجمہ۔ واگر او صلعم را بموجودات قدیمہ قیام حقیقی است پس تنزہ باطل شود بسبب لزوم مسلوبات مخلوق او تعالیٰ یا خلق کہ از مسلوبات است باطل گردد بنابر تنزہ حالانکہ تنزہ او تعالیٰ وخلق از مسلوبات ہر دو ثابت اند۔ وبیافرید خدائے سبحانہ غیر او صلعم را در معرض مسلوبات او صلعم چنانکہ او صلعم را در معرض مسلوبات خود آفریدہ است واین آفرینش غیر او صلعم یا بانتزاع تضمنی است بغرض حصول شبہ خلق غیر او را صلعم از موجودات او صلعم یا بانتزاع التزامی است بغرض حصول شبہ خلق غیر او را صلعم از مسلوبات لازمۂ او صلعم۔ واین آفرینش غیر او صلعم را بموجودات او صلعم قیام مجازی است در حد احاطہ مرکزیت او صلعم در ہر دو وجہ یعنی در تضمن والتزام زیرا کہ وجہ التزام متعلق می باشد بوجود از آنکہ مسلوبات گاہی بر وجود موجودات او صلعم بنا بر خلق بلزوم عدم سابق در ذہن ضروری است۔ التزامش بوجود او صلعم آمدہ پس تعلق التزام بوجود آمدہ۔ لہذا در وجہ التزام غیر او را صلعم بموجودات او صلعم قیام مجازی آمدہ پس اگر این غیر را بموجودات او صلعم قیام حقیقی شود پس اجتماع مناقضین واقع شود یعنی بسیار متناقض در خارج جمع آیند بہ وجود موجودات دیگر بوجود مسلوبات در حد واحد از تعین او صلعم و غیر او صلعم حالانکہ اجتماع نقیضین ممتنع است۔ ونیز در صورت قیام حقیقی بقائے موجودات او صلعم واقع شود کہ سوئے موجد خود غیر محتاج باشد۔ آیا نمی بینی در ماہیت حادثہ کہ حالتے است فارّہ یعنی گریزندہ سوئے فنائے خود کہ آن حالت بقرار ماہیت حادثہ را برائے استقرار وانتقال خود مہلت وفرصت نمی دہد۔ پس بگردیدن از حالتے بحالتے چگونہ قرار یابد کہ احتمال بقا باشد۔ پس بتحقیق اجتماع این ہمہ مناقضین در آن واحد البتہ ممتنع است ودر آن مختلف البتہ مبطل است یعنی باطل کردہ شدہ از راہ عصمت در معصومین یعنی اجتماع این ہمہ مناقضین در آن مختلف در انبیا کہ معصوم اند ہر آئینہ بطلانش بعصمت شان آمدہ از آنکہ عصمت اجتماع مناقضین بوجود مسلوبات از زبان مختلف درین معصومین مانع آمدہ ورنہ عصمت چگونہ ماندہ۔ لاکن اجتماع این ہمہ مناقضین در آن مختلف جائز است در غیر شان بتحقیق بقا موجودات او صلعم کہ سوئے موجد غیر محتاج شود مخالف عقل است وشرک را لازم گیرد ...

فکان وجودہ صلعم اولاً من غیرہ صلعم کما قال صلعم اول ماخلق اللہ نوری الحدیث و عالماً کبیراً ماخذ انتزاع غیرہ صلعم ثم نزولٌ من تعین الی تعین ماخذ لغیرہ تدریجا یندرج فی ماخذہ ش ثابتٌ ہذا جریٌ علی اقتضاء المبتدء الثبوت وہو نزول مع متعلقاتہ ھ فالتعینات کلہا محیط بماخوذہا ماہیۃً لماہیتہ و ماخذاً بشبہ خلقہ فاما الاخذ فمدلل صراحۃً من قولہ صلعم والمخلوق کلہ من نوری و من غیرہ مستنبط من قولہ المذکور صلعم واما الاحاطۃ فمدللۃ من قولہ سبحانہ ظناً من انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین اٰمنوا الآیہ و التزاماً من و من یتول اللہ ورسولہ والذین اٰمنوا الآیۃ ش تفسیر الاٰیتین الکریمتین علیٰ کونہا فی ذکر کیفیۃ الرسالۃ و النبوۃ الخ ھ وما مذکورٌ ش من ذکرہ من تخصیص التعینات علماً ش لا وجوداً خارجاً ھ و تقسیم التعینات وجوداً خارجاً ش لا تخصیصاً علماً ھ لیس بحق ش اذ تخصیص التعینات علماً لا یقتضی وجوداً خارجاً غیرہ و تقسیم تعینات وجوداً خارجاً یقتضی بقاءً غیر محتاج الی موجدٍ وہما باطلان

ترجمہ۔ چنانکہ فرمود او صلعم اول ماخلق اللہ نوری الحدیث یعنی اول چیزے کہ خدائے برتر آفرید نور من ست تا آخر حدیث۔ و وجود او صلعم عالم کبیر باشد کہ ماخذ انتزاع غیر او صلعم است کہ وجود غیر او صلعم از ہمچنل اخذ انتزاع یافتہ وجود خود حاصل نمودہ۔ پس نزول ست از تعین سوئے تعین کہ ہر یک ماخذ است غیر خود را بتدریج یعنی درجہ بدرجہ کہ در ماخذ خود آن غیر مندرج باشد و درود در آمدہ و این جملہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ بشمول فرمودہ کہ ثابت است این جملہ بموافق اقتضاء مبتدا ثبوت را کہ او نزول است مع متعلقات خود۔ پس این ہمہ تعینات محیط اند بماخوذ خود ہا کہ از تعینات آنہا اخذ شدہ یعنی بطوریکہ ماہیت ہر کے ماہیت ماخوذ خود را محیط است و باینکہ ماخذ اند بشبہ خلق ماخوذ خود ہا۔ و لیکن اخذ غیر او از او صلعم بطور صراحت از قول او صلعم مدلل است کہ دلیل آوردہ شد چنانکہ فرمود المخلوق کلہم من نوری یعنی و ہمہ مخلوق خدا از نور من است۔ و اخذ غیر از غیر او صلعم پس مستنبط یعنی چیدہ شدہ است ہمین قول او صلعم۔ و لیکن احاطت پس از قول او سبحانہ مدلل است پس بدلیل ظنی ازین کریمہ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین اٰمنوا الآیہ کہ در سورۂ مائدہ رکوع ہشتم است یعنی جز این نیست کہ ولی شما خدا است و رسول او و آنانکہ ایمان آوردند تا آخر چہ ولایت بمعنی تصرف و مالکیت و تکفل وغیرہ بتاکید حصر و تحقیق بلفظ انما کہ مفید احاطت است بواسطہ عطف دلیل احاطت آمدہ از راہ ظن او را و غیر او را صلعم بر غیر او پس بدلیل ظنی احاطت ثابت مدلل است۔ و بدلیل التزامی ازین کریمہ لاحقہ کریمہ مذکورہ و من یتول اللہ ورسولہ والذین اٰمنوا مدلل است یعنی ہر کہ تولی کند خدا را و رسول او را و آنان را کہ ایمان آوردند تا آخر چہ ولایت باستلزام تعمیم و تخصیص کہ از راہ اطلاق است تعمیم زمان و مکان را از روئے اقتضا است۔ و بنا بر عطف آیت مذکورہ بغرض تحقیق اتحاد مقصود و اظہار التزامی آیات مدلل است چنانکہ تفسیر این ہر دو کریمہ در ذکر کیفیت رسالت و نبوت و دلالت الخ مذکور است آنجا ببین۔ و آنچہ مذکور است از کسی کہ ذکر کرد تخصیص تعینات کہ از روئے علم است نہ از راہ وجود خارج و تقسیم تعینات کہ از روئے وجود خارج است نہ از روئے تخصیص علم این حق نیست یعنی تحقیق نیافتہ و بحق نرسیدہ زیراکہ تخصیص تعینات کہ از روئے علم باشد این تخصیص تعینات علمی بغیر خود را وجود خارج نمی خواہد انا کہ ہیچ تعین خارج از علم نمی شود مگر آنکہ او در علم مخصص شدہ باشد پس ہیچ تعینی کہ خارج از علم آمدہ او نہ باشد کہ خروجش در علم مخصص شدہ باشد و غیر او بنا بر تخصیص تعینات کہ در علم آمدہ غیر خود وجود خارج نمیخواہد و تقسیم تعینات کہ از روئے وجود خارج باشد بقا را میخواہد کہ سوئے موجد غیر محتاج باشد چنانکہ لازم است باید کہ در خارج وجود ش باقی باشد پس این مہملات باطل

و ان قیل تخصیص التعینات علماً مع وجودہا الخارج و تقسیم التعینات وجوداً خارجاً مع تخصیصہا علماً فہذا مطلبٌ آخر منہما و لزوم بقاء غیر محتاج الی موجد ھ الکنہ ش ای وجود غیرہ صلعم ماخوذ علی اصل شبہ خلقہ عن نورہ صلعم تضمناً والتزاماً و الالزم ما ذکر فی المناقضات و ان قیل کیفیۃ الخلق مجہولۃ نعم لا کنہا مجہولۃ من حیث الخلق من عدم بغیر مادۃ لا من نورہ سبحانہ و من نورہ صلعم و من قائلٌ بالتخصیص والتقسیم لا یستطیع ان یقول مجہولیتہا ش ای کیفیۃ مجہولیتہا اذ بہا یعلم ما ہو بقولہ التخصیص والتقسیم ھ فمن لم یصل فہمہ الی ما قیل فیکفی لہ اعتقاد المجہولیۃ بلا حکم ش التخصیص والتقسیم ھ واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقتہ و قال سبحانہ لقد جاءکم من اللہ نورٌ وکتابٌ مبینٌ ہ ش ہذا تائیدٌ علی قولہ صلعم انا من نور اللہ ھ والاحسن ان المجرور حالٌ مقدمٌ لتخصیص ذی حالٍ فی تضمن موجوداتٍ و تحرزہ من تضمن مسلوباتٍ و تخصیصہ و یمکن ان یتعلق بماضٍ فاعلم انہ لما کان شبہ خلق الاول صلعم من خالقہ المقدس بکمالاتہ الثبوتیۃ فمسلوباتٌ لازمۃٌ فیہ صلعم مثبتۃٌ علیہا من وجودہ صلعم علی عدمٍ سابقٍ لہ و نہیۃ ضروریۃ

ترجمہ۔ و اگر گفتہ شود کہ تخصیص تعینات ثابت از روئے علم است مع وجود خود کہ آن خارج است۔ و تقسیم تعینات از روئے وجود خارج ثابت است مع تخصیص خود کہ از روئے علم است پس این مطلب دیگر است از آن ہر دو حال این است کہ بقا غیر محتاج سوئے موجد ہم در این لازم آمدہ و لیکن حق این است کہ وجود غیر او صلعم ماخوذ است بر بنائے اصل شبہ خلق خود از نور او صلعم از روئے تضمن و التزام ورنہ آنچہ در مناقضات مذکور شد لازم شود۔ و اگر گفتہ شود کیفیت خلق مجہول است۔ آرے لیکن او مجہول است از حیثیت این خلق کہ از عدم بغیر مادہ است نہ از نور او سبحانہ و از نور او صلعم و کسیکہ قائل بہ این تخصیص و تقسیم تعینات است او نمی تواند کہ گوید مجہولیت او یعنی نتواند کہ کیفیت مجہولیت خلق بگوید۔ زیراکہ ہر دو یعنی کیفیت مجہولیت و کیفیت خلق معلوم او است بقول او تخصیص و تقسیم و اگر نیست پس تخصیص و تقسیم در خلق از کجا آوردہ کہ این ہر دو از کیف خلق باشد پس ہر کہ فہم او سوئے چیزے کہ گفتہ شد نرسد پس برائے او اعتقاد مجہولیت بلا حکم تخصیص و تقسیم کافی شود۔ و خدا برتر و دانا تر است بحقیقت او و فرمود سبحانہ در سورۂ مائدہ رکوع سوم لقد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین یعنی البتہ تحقیق آمدہ شما را از خدا نور و کتاب ظاہر یا جدا کنندہ این کریمہ تائید است بر قول او صلعم انا من نور اللہ یعنی من از نور خدایم و نیکو تر ترکیب این کریمہ آنست کہ تحقیق مجرور کہ من اللہ است حال است مقدم بنا بر تخصیص ذو الحال کہ نور است تا دانستہ شود کہ این نور در تضمن موجودات است و بنا بر تحرز نگاہداشت ذو الحال مذکور است از تضمن مسلوبات و بسبب خاص نمودن ذو الحال بحال است تا در تخصیص ذو الحال بحال بغیر او نگنجد۔ و تواند کہ این مجرور متعلق بماضی باشد کہ او فعل جاء آمدہ است۔ پس بدانکہ تحقیق او صلعم ہرگاہ شبہ خلق است اول از خالق مقدس او بکمالات ثبوتیہ خالق کہ بدو ثابت اند۔ پس مسلوبات لازمہ در او صلعم کہ از وجود او صلعم بر آگہی آمدہ است۔ بر بنا عدم سابق است کہ وجود او را است صلعم یعنی وجود او را کہ از عدم بوجود آمدہ بسبب عدم سابق او مسلوبات در ذہن ضروری

ولایمکن وجودہا بالخارج فیہ صلعم اذ لم یوجد ثبوت متقدم لحصول شبہ خلقہ من خالقہ المقدس لامتناع حصول مسلوباتہ تعالی بمقابلۃ موجوداتہ القدیمۃ فمن ہنا کانت لصفاتہ صلعم سعۃ لاتنتہی علی حدِ الاعلیٰ حد حدث کسعۃ سویۃ رویتہ صلعم فی ضوء وظلمۃ ش حکی بقی بن مخلد عن عایشۃ رض کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یری فی الظلمۃ کما یری فی الضوء ھ ومن خلف وامام ش قال صلعم انی اری من خلفی ومن امامی کذا فی المشکوٰۃ وفیہا روایات کثیرۃ ھ ومن قریب وبعید من مکانٍ من شہودٍ ش کرویۃ النجاشی حین مات حتی صلی علیہ وَرویتہ ببیت المقدس حین وصفہ لقریش ورویۃ الکعبۃ حین

بنی

مسجدہ

ترجمہ۔ وممکن نباشد وجودِ مسلوبات آنکہ خارج اندر وصلعم زیراکہ یافتہ نمیشود ثبوت متقدم حصول شبہ خلق وجود این مسلوبات را از خالق وجود کہ مقدس است از آنکہ امتناع است حصول مسلوبات او تعالی بمقابلۂ موجوداتِ قدیمہ ویعنی بمقابلۂ موجوداتِ قدیمہ حاصل شدن مسلوبات او تعالی ممتنع است کہ ازین نقائص او پاک ومقدس است پس حصولش از کجا اید بلکہ وجود این مسلوبات از وجود او صلعم آگہی داده شود چنانکہ گفتہ شد کہ عدم وجود او را صلعم سابق امده پس با ستلزام عدم ضرورتاً در ذہن باین مسلوبات آگہی شد نہ انیکہ وجود این مسلوبات خارج از ذہن در وصلعم یافتہ شود زیراکہ وجود نورانیش صلعم در تضمن موجودات او تعالی است حق سبحانہ او را از تضمن مسلوبات نگاہداشتہ معصوم داشتہ است پس وجود مسلوبات در وصلعم در خارج ممکن نباشد البتہ بنابر عدم سابق بوجود او صلعم التزام یافتہ آگہی بدو شود پس ازینجا است کہ صفات او را صلعم وسعت وفراخے است کہ بر ہیچ حد منتہی نشود دیگر بر حد حدوث ہمچو سعت سویت رویت او صلعم کہ وسیع بود در برابر ویکساں دیدن در روشنی وتاریکی کہ حکایت کرد بقی ابن مخلد از عایشہ رضی اللہ عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یری فی الظلمۃ کما یری فی الضوء۔ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم میدید در تاریکی ہمچنانکہ در روشنی میدید۔ ویکساں بود دید او صلعم از پس وپیش کہ فرمود صلعم انی اریٰ من خلفی ومن امامی یعنی بتحقیق می بینم من از پس من واز پیش من کہ ہمچنان در مشکوٰۃ است ویکساں بود با وسعت دید او صلعم از قریب وبعید بنسبت مکان از عالم شہود یعنی از عالم دنیا چون دیدن نجاشی را وقتیکہ مرد تا آنکہ نماز خواند صلعم برو۔ ودیدن بیت المقدس وقتیکہ وصف کرد او را برای قریش را وصف بیت المقدس۔ چنانکہ او بہست او صلعم بچشم دیده بیان فرمود ودیدن کعبہ مبارک وقتیکہ مسجد شریف خود بنا فرمود۔

ومعہ یری فی الثریا احد عشر نجماً ہا فی النہار تخصیص الثریا علی وصفہا لیفید اولویۃ الرؤیۃ غیرہا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ قد رفع الدنیا فانا انظر الیہا والی ما ہو کائن فیہا الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ہذہ رواہ الطبرانی وہذہ کلہا والۃ علی روایۃ العین لعدم اقتضائہا لمفعولٍ ثانٍ وورد فی بعض الروایات انی لانظر ولا بصر من الکلام اشارت الی استدلال رویۃ العین وہکذا قول احمد بن حنبل وغیرہ ولا احالۃ فی ذلک ای رویۃ العین ھ ومعہ مثالٍ ش عطف علی شہودٍ ھ کرویتہ الملائکۃ والمغیبات المثالیۃ وکذا سمعہ وعلمہ وقدرتہ صلعم کاستماع صوت فتح باب السماء وتصلیۃ المصلی علیہ صلعم وعلم المغیبات والتصرف علی الاشیاء ش کلہا مذکورۃ فی اذکار اعجازہ صلعم ھ فکلہا علی السعۃ دائمۃ خلفاً ش ای ہذہ السعۃ دائمۃ خلفا لا فی حین من الاحیان خرقاً عادتاً

ترجمہ۔ ومیدید در ثریا یازده ستارگان در روز تخصیص ثریا در دیدن بر بنائے وصف ثریا است۔ کہ مفید میشود اولویت دید را غیر او را یعنی تخصیص دید ثریا بر ستارگان غیر او باعتبار وصف مفید اولویت از ان است کہ ثریا مشتق از ثروی بمعنی کثرت صیغۂ تصغیر تانیث اسم تفضیل است از ثروی او زن فعلی کہ بوجہ کثرت وکوچکی ستارگانش مسمی باین اسم آمده اند وبپارسی پروین نامیده شده اند کہ مشہور ان شش اند بنابرین در دید تخصیص این انجم بوصف کثرت وصغر آنہا کرده شد تا بر دیگر غیر شان اولویت آنہا حاصل آید۔ وبخلاف شب در روز بمقابلۂ دیگران با وصف صغر وکوچکی بیش از تعداد معروف بالا دیدن وسعت دید او صلعم بیش از بیش دامی نماید۔ پس غیر او را ہمبرین قیاس باید کرد وفرمود رسول خدائے تعالی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ قد رفع الدنیا فانا انظر الیہا والی ما ہو کائن فیہا الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ہذہ بتحقیق خدائے برتر ظاہر فرمود دنیا را پس من نگاه او دانچہ کہ او شونده است در دنیا رد ز قیامت می بینم بتحقیق ہمچناں کہ سوئے این کف خود ہمی بینم۔ روایت کرده است او را طبرانی واین ہمہ روایتہا دلالت میکنند بر دید چشم از انکہ آنہا مفعول ثانی را نمیخواہند۔ ووارد شد در بعض روایات انی لانظر ولا بصر این کلام اشارت است سوئے استدلال دیدِ چشم وہمچناں است قول احمد بن حنبل رض وغیر او وا حالت درین نیست کہ گفتہ شود محال است ووسعت دید یکساں چنانکہ او صلعم را از عالم شہود است ہمچناں از عالم مثال است کہ فرودتر از عالمِ ارواح واز شہودیات بالا در میان این ہر دو کہ مثال ارواح پیش آیند کہ مثال گویند ہمچو دید ملائکہ ومغیبات مثالیہ وچناں است سمع او وعلم او وقدرت او صلعم ہمچناں کہ رویت او صلعم چون شنیدن آواز کشودن در آسمان۔ ودرود خواندن درود خواننده بر وصلعم ودانستن مغیبات وتصرف بر اشیا کہ ہمہ آنہا در اذکار اعجاز او صلعم مذکور است۔

وفی الاثبات استدلالات نقلاً من الروايات التی ذكرت فی الشرح علی دلالتها علی الاستمرار بغير مانع خصوص محل قرينة وصريحة فان انكر منها فما قيل فی رواية فی الضوء ومن امامی اذ هذه باستمرار والعين والعطف فی مقصود واحد وعقلاً من كيفية خلقه صلعم كما لا يخفی علی عارف كمالات خلقه صلعم ه وان معارض الثابت لما ول لا الثابت

مثل كما قيل من قوله صلعم انی لا اعلم ماوراء جداری

ماول بنفی العلم المستقبل وقال فی المواهب

انی لا اعلم الحديث ذكره ابن الجوزی

فی كتبه بغير اسناد ه فانظر ماذا

تری فی خلقه من قدره

صلعم

ترجمہ۔ پس ہمہ ایں صفات او صلعم بروسعت آمدند از روئے دوام در خلقِ او صلعم یعنی ایں وسعت دائمہ است در خلق او صلعم نہ در وقتے از اوقات از روئے خرق عادت بطور اعجاز۔ و دریں اثبات اختیار دلائل آمدہ از روئے نقل۔ ازیں روایتہا آنکہ دریں شرح ذکر کردم بر بنائے دلالت آنہا بر استمرار کہ او خصوصِ محل را مانع نیامدہ نہ از روئے قرینہ و نہ از روئے صراحت۔ و اگر انکار کردہ شود۔ ازیں ہر دو کہ رویت باستمرار و رویت بچشم است پس چہ گفتہ شود در رویتے کہ فرمود صلعم فی الضوء ومن امامی یعنی آنکہ در روشنی است از پیش من است دیدا و را صلعم زیرا کہ ایں دید باستمرار است و بچشم است۔ و ایں عطف در مقصود واحد آمدہ پس بر بنائے مقصود عطف رویتے کہ در تاریکی و از پس است ہمچنان است کہ در روشنی و از پیش است۔ و دریں اثبات استدلالات اند از روئے عقل۔ از کیفیت خلقِ او صلعم چنانکہ بر عارف کمالاتِ خلقِ او صلعم پوشیدہ نخواہد ماند و بتحقیق معارض ثابت البتہ تاویل کردہ شود نہ ثابت۔ چنانکہ گفتہ شد یعنی روایت کردہ شد از قول او صلعم انی لا اعلم ماوراء جداری یعنی بتحقیق من نمیدانم آنچہ پسِ دیوار من است۔ ایں قولِ او صلعم تاویل کردہ شود بنفی علم مستقبل کہ خاص خدائے را است زیرا کہ استقلال او را سزا است۔ پس ایں نفی علم از پسِ دیوار کہ از و است صلعم از تحرز استقلال بنا بر عظمت خدائے برتر است کہ در درونش صلعم تمکن و در حال پیش نظر او صلعم می بود۔ و در گفت در کتاب مواہب انی لا اعلم الحدیث یعنی ایں حدیث را تا اخر ابن جوزی در کتابہائے خود بغیر اسناد بیان کرد۔ پس بمقابلۂ ادعائے ثابت چگونہ دلیل آوردہ شود۔ با وجود عدم اسناد او۔ پس بنگر چیست ایں کہ می بینی در خلقِ اوّل صلعم از قدر و مرتبہ آں اوّل صلعم۔

ومن ههنا ان لا يمكن وجود ظلمة مسلوبة من خالقه المقدس خارجاً فيه صلعم الا لازماً ذهنيًا علی اصل مذكور ووجود عنصره صلعم تابع لروحه صلعم تضمنًا مما فيه فی معرض مسلوبه فكان اولاً من مقابله للتبع فعدم ظلمة فيه ايضاً علی تبعه الروح فهذا وجه عدم ظل ظلمة فی عنصره اللطيف صلعم مثل كما فی عدم الظل روايات الرواة فما رواه عبد الله ابن المبارك وابن الجوزی عن عبد الله ابن عباس قال لم يكن لرسول الله صلی الله عليه وسلم ظل ولم يقم مع شمس الا غلب ضوءه ضوءها ولا مع سراج الا غلب ضوءه ضوءه الحديث قالوا عدم الظل لغلبة ضوءه علی ضوء غيره انتهی وهذا لا يثبت عدم الظل حقيقتاً وقالوا عدم الظل بوجوده نوراً روحاً وجسداً وانه جرم نوری يقتضی ظلاً حسبه فلا نفی عن الظل مطلقاً والتحقيق انه لا ظل ظلمة لعنصره اللطيف حقيقتاً صلعم كما قال لم يكن لرسول الله صلی الله عليه وسلم

ظل ولم يقم مع شمس الخ ولا مع سراج الخ

مقصد آخر

ترجمہ۔ و از ینجا است کہ وجودِ ظلمتِ مسلوبہ از خالقِ مقدس بہ اول صلعم از روئے خارج در و صلعم امکان ندارد۔ دیگر از روئے لازم ذہنی بر قاعدۂ مذکورہ۔ و وجودِ عنصر اول صلعم تابع است روح اول را صلعم از روئے تضمن از آنچہ کہ در روح است در معرضِ مسلوبِ او۔ پس ایں وجودِ عنصرِ مبارک اول است از مقابل خود کہ وجود عنصری دارد بنا بر تبع کہ از روح مبارک است او را۔ پس ظلمت نبودن دریں وجودِ مبارک عنصری ہم بر تبع ایں وجودِ مبارک است روح او را۔ پس ہمیں وجہ است نبودن ظل ظلمت در عنصرِ مبارکِ لطیفِ او صلعم چنانکہ در نبودن ایں ظل و سایہ روایتہا است از راویان پس آنچہ روایت کرد او را عبد اللہ ابن مبارک و ابن جوزی از عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہ گفت لم یکن لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظل ولم یقم مع شمس الا غلب ضوءہ ضوءہا ولا مع سراج الا غلب ضوءہ ضوءہ الحدیث یعنی نبود رسولِ خدا را صلعم سایہ ہمچنہ ایستاد او صلعم بہ آفتاب مگر غالب آمد روشنی او صلعم روشنی آفتاب را و نہ ایستاد با چراغ مگر غالب آمد روشنی او صلعم روشنی چراغ را تا آخر حدیث۔ گفتند ایں سایہ نبودن بنا بر غلبہ روشنی او است صلعم بر روشنی غیر او آخر شد ایں قول۔ و ایں قول کہ سایہ نبودن بنا بر غلبۂ روشنی است تا آخر ثابت نمیکند نبودن سایہ را از روئے حقیقت۔ و نیز دریں حدیث گفتند کہ نبودنِ سایہ ازیں سبب است کہ وجود او صلعم نور بود از روئے روح و جسد آخر شد ایں قول حال ایں است کہ تحقیق ایں چنیں وجود جرم است نوری کہ سایہ را حسب وی یعنی موافق جرم خود میخواہد کہ پس نفی نہ شد از سایہ مطلقاً لائق سزا دار آنکہ تحقیق شان ایں است کہ در حقیقت سایہ نیست از راہ ظلمت عنصر لطیف او را صلعم یعنی وجود مبارکِ عنصری را بسبب لطافت او در حقیقت سایہ نبود کہ ایں ظلمت است آں ظلمت را کہ از مسلوبات است در وجود مبارک او گنجایش نیست از آنکہ نسبہ خلقِ او صلعم باعتبار انتزاع تضمنی از نور اللہ است کہ از نقائص پاکیزہ است پس در خلقِ او صلعم ظلمت چگونہ در آید۔ حالانکہ ظلمت عدم است لزوم عدم سابق اندر خزانہ در مبارک نتی نہ دہا آگہی می یابد خارج چنانچہ گذشت

ھ و ذالک عدم و التطل حجۃٌ علیٰ نورِ اوّل فالعنصر فی ثانویۃٍ من حیث منشاء شبہٍ
من ثابت الروح و مسلوبہٖ و فی اولیۃٍ من حیث مقابلۃٍ بجنسہٖ و ان قیل حصول
شبہہ وجود المسلوبات خارجاً فی الاول صلعم من ثبوتٍ متقدمٍ مبنیٌ
علیہ من وجودہٖ صلعم فلزمت منافاتٌ فی السعۃ و عدمہا و اجتمعت ثانویۃٌ باولیۃ
من حیث حصول شبہہ من ثبوتٍ متقدمٍ اخر من اوّل خالق فھدہٖ صلعم
ش و ہمالایجوزان ھ او من غیرہٖ صلعم علی علم الخالقِ الاوّل مع غیرہٖ فلزمت
المنافات والاجتماع المذکوران و وقع دورٌ بینہما ش اے اوّل وغیرہٖ
ھ فی اولیۃ بحصول شبہ خلق بعضہما من بعضہما و بطلان اولیۃ ثمّا یوجد
فیہٖ صلعم من مسلوبات التی لہا وجودٌ خارجٌ ہی
کمتشابہاتٍ
لماقیل

ترجمہ۔ و ہمیں مضمون حدیث مذکور است کہ فرمود لم یکن لرسول اللّٰہ صلعم ظلٌ یعنی رسولِ خدا را صلعم سایہ نبود
و ازیں الفاظِ حدیث کہ لم یقم مع شمس الخ و الا مع سراج الخ مقصد و مراد دیگر است و ایں سایہ نبودن حجت است بر عنصر
در دوی بودن ازیں حیثیت کہ منشاء شبہ عنصر از ثابت ایں روح و مسلوب اوست از آنکہ عنصر را بعرض شبہ خود
منشاء درکار است تا از دے شبہ شود و او ثابت روح و مسلوب اوست در مرتبہ اولیت
و ایں عنصر انعمہ در مرتبہ ثانویۃ۔ و ایں عنصر مبارک کہ از حیثیتِ مقابلہ بجنس خود در مرتبہ اولیت
است یعنی از دیگر عناصر ایں عنصر مبارک اول است ہمیں مرتبہ اولیت او را است۔ و اگر گفتہ شود کہ حصولِ شبہ وجود ایں
مسلوبات کہ از روئے خارج است دریں اول صلعم کہ نور اول است۔ از آں ثبوت متقدم است کہ بر دا آگہی از وجودِ او صلعم
حاصل شود پس دریں صورت منافات لازم آید دریں وسعتِ عدم وسعتِ صفاتِ او صلعم حالانکہ بدلائل نقلی و عقلی اثباتش محقق
آمدہ نفیش چگونہ شود و مجتمع شود ثانویۃ با دیۃ ازیں حیثیت کہ حصول شبہ وجودِ ایں مسلوبات مذکورہ کہ از ثبوتِ متقدم
آخر است از اول خالق شود در حدِ او صلعم۔ و ہر دو جائز نباشند۔ یا حصول شبہ از غیرِ
اول صلعم شود بر بنائے علم ایں خالق اول را مع غیر او۔ پس ایں منافات و اجتماع مذکورہ
ہر دو لازم شوند۔ و درمیان ہر دو کہ اول و غیر او است دور واقع شود در
اولیۃ بسبب حصول شبہ خلق بعض ہر دو از بعض ہر دو۔ و واقع شود بطلان اولیۃ باحتیاج یکے بہ دیگرے در حصول
شبہ خلق پس انچہ کہ یافتہ شود در وے صلعم از مسلوبات آنکہ او را است وجودِ خارج او ہمچو متشابہات است از آں کہ گفتہ شد

فامّا الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ وابتغاء
تاویلہٖ ج وما یعلم تاویلہ الا اللّٰہ ھ والراسخون فی العلم یقولون
اٰمنا بہٖ کلٌ من عند ربنا وما یذکر الّا اولوا الالباب ہ و فی غیرہٖ
صلعم جاز وجود خارج لمسلوباتٍ بحصول شبہہ من ثبوتٍ
متقدمٍ مبنیٌ علیہ من وجودہٖ صلعم ولولا ش یوجد او وجد
انہ ھ فیہ فالاصل علیٰ ماشاء اللّٰہ تعالےٰ من عصمتہ فی
الانبیاء و حفظٍ فی الاولیاء و معونۃٍ فی المومنین غیرہما
فقط فانظر ماذا تریٰ فی امتناع نظیرہٖ صلعم
فی موجوداتہٖ و مسلوباتہٖ صلعم اللھم
صل وسلم علیٰ محمد النبی نورک و علیٰ انوارہٖ
کماتحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہٖ

ترجمہ۔ فاما الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء
الفتنہ وابتغاء تاویلہٖ ج وما یعلم تاویلہ الا اللّٰہ ھ والراسخون
فی العلم یقولون اٰمنا بہٖ کل من عند ربنا وما یذکر الا اولوا الالباب ہ
کہ در شروع آلِ عمران است۔ یعنی و لیکن انانکہ در دلہائے شان کجی است۔ پس پیروی میکنند چیزے را کہ از متشابہ
است بنا بر خواست فتنہ و بنا بر خواست تاویل او۔ حال ایں است کہ تاویل او نمیداند مگر اللّٰہ۔ و انانکہ استوار اند در علم
میگویند کہ ایمان آوردیم باو ہمہ کہ از نزد پروردگار ما است و یاد نمیکنند مگر دانشمنداں۔ و در غیر او صلعم یعنی در غیرِ وجودِ عنصر
از عنصر او صلعم برائے مسلوبات وجود و خارج جائز است کہ حصولِ شبہ او از ثبوتِ متقدم است کہ آگہی بر دانہ وجود او صلعم
می شود اگرچہ بتحقیق آں وجودِ خارج مسلوبی در غیر او صلعم نیافتہ شد۔ پس ایں اصل است بر انچہ کہ خواستہ
است خدائے برتر از عصمت کہ دریں انبیاء است و از حفظ کہ دریں اولیاء است و از معونت کہ
دریں مومنین است غیر ہر دو انبیاء و اولیاء فقط۔ پس بنگر چیست آنکہ می بینی در امتناع نظیر وجودِ عنصری
او صلی اللّٰہ علیہ وسلم در موجوداتِ و مسلوبات آن وجود عنصری او صلعم
اللھم صل وسلم علیٰ محمدٍ النبی نورک و علیٰ انوارہٖ کماتحبہ وترضاہ وشفعہ
فینا وترحمنا بہٖ یعنی خدایا درود و سلام برساں بر محمد آنکہ نبی است نور تو بر انوار او
چنانکہ دوست میداری او را و می پسندی او را و شفیع گرداں او را در میان ما و رحمت کن ما را بطفیل وے صلی اللّٰہ علیہ وسلم

ذکر کیفیة تفسیر کریمہ یوم یقوم الروح والملائکة صفا لا یتکلمون الا من اذن له الرحمن وقال صوابا با اثبات شفاعة اختیاری حضرت رحمة للعالمین صلعم وتفسیر کریمہ یومئذ لا تنفع الشفاعة الا من اذن له الرحمن ورضی له قولا ٥

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ اتباعہ اجمعین فرمود سبحانہ یوم یقوم الروح والملائکة صفا لا یتکلمون الا من اذن له الرحمن وقال صوابا ٥ **ترجمہ** روزیکہ استادہ خواہند شد روح انسان وملائکہ صف زدہ کلام شفاعة نکنند مگر آنکہ اذن کلام شفاعة فرمود یا فرماید آنرا رحمن و آنکہ گفت سخن صواب شفاعة باید دانست یوم یقوم الروح والملائکة صفا ظرف مقدم لا یتکلمون بعدش است نہ قبلش ورنہ اہمالی ظاہر تر است پس این جملہ مستغنی از جملہ سابق است ولا یتکلمون استثناء مفرغ نتواند شد بنابر ضمیر جمع پس اگر از روح وملائکہ ہمہ ملک مراد است جائے نظر است کہ سخن در شفاعة انبیاء عم واقع نشود

ذکر بیان تفسیر کریمہ یوم یقوم الروح والملائکة صفا لا یتکلمون الا من اذن له الرحمن وقال صوابا ٥

ترجمہ۔ کا اثبات شفاعت اختیاری میں حضرت رحمة اللعالمین صلعم کے۔ اور بیان تفسیر کریمہ

یومئذ لا تنفع الشفاعة بسم اللہ الرحمن الرحیم الا من اذن له الرحمن ورضی له قولا

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین فرمایا حق سبحانہ نے آخر سورہ نبا میں یوم یقوم الروح والملائکة صفا لا یتکلمون الا من اذن له الرحمن وقال صوابا ٥ یعنی کہ جسدن روح انسان اور فرشتے صف باندھ کر کھڑے ہوں گے کلام شفاعت نہ کریں گے مگر وہی جس کو کلام شفاعت کی رحمن نے اجازت فرمائی یا فرمائے گا۔ اور جس نے کہ سخن درست وصواب شفاعت کی نسبت کہا۔ سمجھنا چاہیے کہ آیت کریمہ میں یوم یقوم الروح والملائکة صفا ظرف مقدم ہے۔ اور لا یتکلمون اس کے بعد ہے نہ اس کے پہلے ورنہ اہمال ظاہر تر ہے۔ پس یہ جملہ جملہ سابق سے مستغنی ہے اور جملہ لا یتکلمون کا بسبب ضمیر جمع استثناء مفرغ نہیں ہو سکتا۔ پھر اگر روح وملائکہ سب سے فرشتے مراد ہیں تو جائے نظر اور مقام غور ہے کہ اس صورت میں یہ کلام شفاعت انبیاء عم میں واقع نہ ہوگا۔

وحال آنکہ عموم محل **ش** با آنکہ این نفی واثبات شفاعة در مقابلہ دعوی شفاعة ملائکہ نیست بل عموما ہست **ھ** وخیریت مراد **ش** با آنکہ تعلق کار وبار وارین با انبیاء خیر الخلق عم مراد شدہ است **ھ** مقتضی آنست **ش** ای سخن شفاعة انبیاء عم **ھ** وماذون بشفاعة جز شاہد بحق نتواند شد **ش** کما قال سبحانہ لا یملک الذین یدعون من دونه الشفاعة الا من شهد بالحق وهم یعلمون ٥ **ھ** بدآنکہ جملہ وقال صوابا عطف بر جملہ شرطیہ است **ش** یعنی یتکلم من اذن له الرحمن **ھ** بہ تقدیر جزاء **ش** یعنی یتکلم **ھ** ولفظ متضمن شرط **ش** یعنی من بقرینہ کلام سابق **ش** یعنی یتکلم من اذن له الرحمن **ھ** وتغایر جزاء بہ نسبتش تغایر شرط مع بلفظ متضمن شرط مفید تکثر **ش** یعنی من **ھ** ومشروطہ مع **ش** یعنی قال صوابا چنانکہ فرمود سبحانہ والذی جاء بالصدق الاية بتقدیر الذی ای الذی صدق بعدم صحت عطف بر جاء تو حد فاعل لازم اہمال

ترجمہ اور حال یہ کہ عموم محل باوجود اس بات کے کہ یہ نفی واثبات جو شفاعت کی نسبت ہے شفاعت ملائکہ کے دعوی کے مقابلہ میں نہیں ہے بلکہ بالعموم ہے اور خیریت مراد یعنی وہ بہتری جو مقصود ہے باوجود اسکے کہ دونوں جہان کے کاروبار کا تعلق انبیاء عم کے ساتھ جو بہترین مخلوق ہیں مراد رہا ہے۔ یہ عموم محل اور خیریت مراد کلام مذکور میں وہ کلام شفاعت انبیاء کی نسبت تقاضا اور خواہش کر رہے ہیں اور ماذون شفاعت وہی ہوگا جو شاہد بحق ہوگا یعنی شفاعت کی اجازت اسکو ہوگی جو حق کیساتھ شاہد ہوگا۔ جیسا کہ حق سبحانہ نے ارشاد کیا سورہ زخرف رکوع ہفتم میں لا یملک الذین یدعون من دونه الشفاعة الا من شهد بالحق وهم یعلمون ٥ یعنی جو لوگ خدائے عز وجل کے سوا کسی اور کو پوجتے ہیں انکو اختیار شفاعت نہ ہوگا مگر اسکو اختیار شفاعت ہوگا جسنے حق کی گواہی دی یعنی اس چیز کی جو حق ہے۔ اور وہ لوگ جانتے ہیں کہ شفاعت اختیاری شاہد بحق کے سوا انہیں ہے یعنی بحسب حق نگراں کے دوسرے کو اختیار شفاعت نہیں یا وہ قیامت میں معلوم کرینگے۔ معلوم ہو کہ جملہ وقال صوابا کا عطف جملہ شرطیہ یتکلم من اذن له الرحمن پر ہے جو بعد الا حرف استثناء کے ہے مع تقدیر جزا کے ہے کہ اسمیں یتکلم جزاء مقدم مقدر ہے۔ اور مع شرط موخر لفظ من کے ہے جو متضمن شرط ہے کلام سابق کے قرینہ سے یعنی یتکلم من اذن له الرحمن ہے اور بقرینہ تغایر جزا کی اپنی نسبت کے بسبب تغایر شرط کے لفظ من کے سبب سے کہ متضمن شرط مفید تکثر ہے اور بسبب تغایر مشروط بہ کے یعنی جسکے ساتھ شرط لگائی گئی ہے کہ وہ قال صوابا ہے عطف صحیح ہونیکے سبب سے جملہ مشروطہ سابق پر کہ من اذن له الرحمن ہے پس یہ عطف قال صوابا کا جملہ شرطیہ پر بوجوہ مذکورہ کے سبب ان تقدیرات مذکورہ کا اس نظم کریمہ میں مستلزم ہے جیسا ان آیات میں کہ فرمایا حق سبحانہ نے سورہ زمر رکوع چہارم میں والذی جاء بالصدق وصدق به الاية یعنی اور جو سچائی کو لایا اور جسنے اس سچائی کو سچ مانا وہی لوگ متقی ہیں کہ اسمیں لفظ صدق پر الذی مقدر کیا گیا کیونکہ بسبب فاعل متوحد ہونیکے کہ لازم اہمال ہے اسکا عطف جاء پر صحیح نہ ہوگا اسلئے کہ دونوں فعلونکا ایک فاعل ہونیسے جملہ مہمل ہو جائیگا۔ اور عطف صدق کا جاء پر صحیح نہ آیگا لہذا تقدیر الذی لازمی ہوگی۔

وفرمود سبحانہ یاحسرتیٰ علیٰ ما فرطت فی جنب اللہ وان کنت من السٰخرین ۝
او تقول لو ان اللہ ہدانی لکنت من المتقین ۝ الایہ بتقدیر نفس ای تقول نفس
غیر التی قالت یاحسرتیٰ بعدم صحۃ تردید بفاعل واحد از بہر آنکہ کلام بعلم واقع است
نہ بجہل و تردید بفاعل واحد لازم جہل است و نیز تردید بر قول است کہ مقتضی
فاعل خاص مشار از جنسیۃ نفس است نہ بر مقولہ و اگر تردید بر مقولہ شود تکرار قول
فضول خلاف فصاحت است واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب وفرمود سبحانہ
فمنھم شقی وسعید الاٰیہ بتقدیر منھم ای ومنھم سعید بعدم صحۃ عطف بر شقی
بنابر اجتماع ضد و چنانکہ گوئی اکرم من اکرمنی واہانی بتقدیر من ای من اہانی آزین نظائر
استدلال است بر صحۃ تقدیر بعدم صحۃ عطف و تردید ۝ بعدم
صحۃ عطف بر جملہ مشروطہ سابق ش یعنی من اذن لہ
الرحمٰن

ترجمہ — اور فرمایا حق سبحانہ نے سورہ زمر رکوع چھ میں ان تقول نفس یاحسرتیٰ علیٰ ما فرطت فی جنب اللہ وان کنت
من السٰخرین ۝ او تقول لو ان اللہ ہدانی لکنت من المتقین ۝ الآیہ یعنی یہ کہ کہیگا نفس اے افسوس اسپر جو میں نے کمی کی
خدا کیطرف میں کہ میں مسخرہ پن ہی کرتا رہا۔ اور ہنستا رہا یا یہ کہیگا کہ اگر خدا یقینی مجھکو راہ بتاتا میں ضرور متقین سے ہوتا۔ اسمیں بعد
تقول لفظ نفس مقدر ہے یعنی تقول نفس غیر التی قالت یاحسرتیٰ لو ان اللہ الخ کہ کہیگا یہ نفس جو غیر ہے اسکا جسنے یاحسرتیٰ کہا تھا کہ اگر
خدا یقینی مجھکو راہ بتاتا آخر تک۔ کیونکہ ایک ہی فاعل میں تردید صحیح نہیں ہوسکتی اسلئے کہ کلام علم میں واقع ہے نہ جہل میں اور ایک ہی فاعل
سے تردید جہل کو لازم ہے۔ اور عدم صحت تردید اسوجہ میں بھی ہے کہ تردید قول پر ہے کہ مقتضا خاص فاعل کا ہے کہ مشار
ہے جنسیت نفس کا یعنی وہ قول کہ خاص فاعل جسکو چاہتا ہے کہ جسکی طرف جنسیت نفس سے اشارہ ہورہا ہے۔ اور اگر تردید مقولہ
پر ہووے تو اس قول تقول کی تکرار فضول فصاحت کے خلاف ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ اور فرمایا حق سبحانہ نے سورہ ہود
رکوع نو میں فمنھم شقی وسعید الآیہ بس انمیں سے بعض بدبخت ہیں اور بعض انمیں سے نیک بخت۔ کہ اسمیں پہلے
لفظ سعید سے منھم مقدر ہے کیونکہ اجتماع ضد کے سبب سعید کا شقی پر عطف صحیح نہیں آتا پس بنا بر تقدیر عبارت کریمہ
یوں ہے فمنھم شقی ومنھم سعید اور جیسا کہ کہنے میں آتا ہے اکرم من اکرمنی واہانی
یعنی میں عزت کرونگا اُس کی جو میری عزت کرے گا اور جو میری اہانت کرے گا۔ ان نظیروں اور مثالوں
سے تقدیر عبارت کے صحیح ہونے پر۔ عطف اور تردید کے صحیح نہونیکی وجہ میں دلیل اختیار کی ہے
تاکہ قال صوابا مشروطہ کا عطف جملہ مشروطہ سابق من اذن لہ الرحمٰن پر صحیح ہوجاوے۔

۝ پس تقدیر نظم چنین باشد الا یتکلم من اذن لہ الرحمٰن و یتکلم ومن قال صوابا
بدانکہ توجیہ عدم صحت عطف بر جملہ مشروطہ ش یعنی من اذن لہ الرحمٰن
۝ این است اگر من اذن لہ الرحمٰن شاہد بحق است و قائل صواب نیز ش
شاہد بحق است ۝ باتحاد معنوی اہمال عطف اظہر است و اگر قول صواب
مغایر شہادت بحق است زیادت قول صواب بر شہادت بحق موقوف الیہ شفاعت
واذن شفاعۃ شرط بی فائدہ است چہ قائل صواب بغیر شہادت بحق تشفیع
ومشفوع لہ نتواند شد واذن شفاعۃ بشاہد بحق خود کافی است ورنہ مہمل باشد
باحتیاجش بقول صواب پس ناچار رجوع افتد بعطف بر جملہ ش ای یتکلم من اذن
لہ الرحمٰن ۝ و تقدیر ش جزا یعنی یتکلم ۝ و شرط ش بلفظ من ۝ و تغایر ش جزا بہ نسبتش
بتغایر شرط بلفظ من متضمن شرط مفید تکثر و مشروط بہ یعنی قال صوابا ۝ مذکور ش در صدد متن چنانکہ
در شرح گفتہ شد ۝ و اگر واو حالیہ گرفتہ شد مفید معنی خصوص اذن بقائل قول صواب تواند شد

ترجمہ — پس تقدیر نظم کریمہ مذکور کی اسطرح ہوگی لا یتکلمون الا یتکلم من اذن لہ الرحمٰن و یتکلم
من قال صوابا ۝ معلوم ہو کہ توجیہ جملہ مشروطہ یعنی من اذن لہ الرحمٰن پر عطف صحیح نہونیکی یہ ہے اگر من اذن لہ الرحمٰن شاہد
بحق ہے۔ اور قائل صواب بھی شاہد بحق ہے تو معنوی اتحاد کے سبب عطف کا اہمال بخوبی ظاہر ہے۔ اور اگر قول صواب
شہادت بحق کا مغایر ہے تو شہادت بحق پر کہ اسی پر شفاعت اور اذن شفاعت موقوف ہے قول صواب کی زیادتی
شرط بیفائدہ ہے اسلئے کہ صواب کہنے والا بغیر شہادت بحق کے شفیع اور مشفوع لہ نہیں ہوسکتا یعنی نہ وہ
شفاعت کرسکتا ہے نہ اُسکی شفاعت ہوسکتی ہے۔ اور اذن شفاعت خود شاہد بحق کیساتھ کافی ہے ورنہ قول
صواب کیطرف اُس کی احتیاج ہونیکے سبب اذن مہمل ہوگا۔ پس ناچار رجوع کرنا پڑے گا عطف بر جملہ یعنی یتکلم
من اذن لہ الرحمٰن کی جانب اور تقدیر جزا کی طرف کہ یتکلم ہے۔ اور شرط کی جانب لفظ من سے اور تغایر مذکور
کی جانب یعنی یہ کہ تغایر جزا کا اپنی نسبت میں شرط کے تغایر کے ساتھ ہو۔ لفظ من سے کہ متضمن شرط مفید تکثر
ہے اور تغایر مشروطہ یعنی قال صوابا کے ساتھ ہو رجوع کرنا ہوگا ورنہ عطف اس مشروطہ کا مشروطہ
سابق پر صحیح نہوگا۔ جیسا کہ شرح میں کہا گیا اُسی طرح کہ اب تشریح میں بیان کیا گیا۔ اور اگر وقال
صوابا میں واو حالیہ مانا جاوے تو قول صواب کے قائل کے سبب
خصوص اذن کے معنی کو مفید ہوسکتا ہے یعنی قول صواب کے
کہنے والیکے سبب اذن کے خاص معنی ہونیکا نفع حاصل ہوسکتا ہے۔

و دریں صورت نہ عطف است نہ اہمال ولکن صحۃ نفی ش لایتکلمون ه بعدم ثبوت متقدم
نتواند شد و نیز اگر یتکلمون تقدیر کردہ شود ش در جملہ مستثنیٰ ه و من مفعول لہ نبودن لام بر
مفعول لہ ش درینجا ه خلاف اصل است و حذف مضاف مع لام ای لشفاعۃ من ش اذن لہ
تطویل بی دلالت و بی ضرورت است و زیادت بی فائدہ قول صواب و اہمال اذن ش باحتیاج
بقول صواب ه ہمچنان ش کہ مذکور شد ه و اگر یتکلم تقدیر کردہ شد باقتضای فعل ش یعنی یتکلم
مر فاعل را بمراد شفیع مانع مفعولیۃ لہ من بمراد مشفوع لہ است ش چہ نتواند شد کہ ہمان شفیع باشد و ہمان
مشفوع لہ و نیز قول صواب بہر وجہ توافق و تخالف شرط مفعولیۃ لہ من را مانع ش چہ مشفوعیۃ موقوف بر شہادت
بحق است نہ بر قول صواب ه و فاعلی دیگر معلوم نہ و سخن در لام ش بر مفعول لہ ه و حذف ش مضاف ای
شفاعۃ من اذن لہ ه و زیادت ش بیفائدہ قول صواب ه و اہمال ش اذن ه ہمچنان ش کہ بالا
مذکور شد ه و نیز بدانکہ صواب در مرتبۂ ابتغاء ش مجوز جواز ه است کہ خالفش خاطی است و شہادت بحق
در مرتبۂ وجوب ش مانع جواز ه کہ خالفش عاصی پس صواب بمعنی شہادت بحق نتواند شد

ترجمہ - اور اس صورت میں عطف واہمال دونوں نہیں ہیں ولیکن لا یتکلمون کی نفی کی صحت ثبوت متقدم نہونیکے
سبب نہو سکیگی - اور اگر جملہ مستثنیٰ میں یتکلمون ہی مقدر کر لیا جاوے اور مَن اذن کا مفعول لہ تو یہاں مفعول
لہ پر لام کا نہونا اصل کے خلاف ہے اور حذف مضاف مع لام ابن تقدیر پر کہ الا لا یتکلمون بشفاعۃ من اذن لہ
الرحمن محض تطویل یعنی طول کلامی بے دلالت و بیضرورت ہے - اور قول جواب کی بیفائدہ زیادتی اور
اذن کا اہمال ہے کہ محتاج ہونے سے قول صواب کیطرف ویسا ہی ہے کہ مذکور ہوا - اگر یتکلم مقدر کیا جاوے
بسبب خواہش کرنے فعل یتکلم کے خاص فاعل کو مراد شفیع پر تو یہ فعل مَن کے مفعول لہ ہونے کا مراد مشفوع لہ
پر مانع ہے کیونکہ نہیں ہو سکتا ہے کہ وہی شفیع ہووے وہی مشفوع لہ اور قول صواب بھی ہر درجہ موافقت
اور مخالفت شرط میں مَن کے مفعول لہ ہونے کا مانع ہے کیونکہ مشفوع ہونا شہادت بحق پر موقوف
ہے نہ قول صواب پر - اور کوئی دوسرا فاعل معلوم نہیں - اور کلام لام میں مفعول لہ پر اور حذف
مضاف یعنی بشفاعۃ من اذن لہ اور زیادت بیفائدہ قول صواب کے اور اذن کا اہمال اسیطرح ہے
جیسا اوپر مذکور ہو چکا - اور یہ بھی معلوم ہو کہ صواب مرتبہ ابتغاء و تلاش میں مجوز جواز ہے - یعنی ایسے
مرتبہ میں ہے جو جواز کا جائز کرنیوالا ہے کہ اسکا خلاف کرنیوالا خاطی یعنی بھولنے والا ہے - اور شہادت
بحق مرتبہ وجوب میں مانع جواز ہے - یعنی ایسے مرتبہ میں ہے جو جواز کو منع کرتا ہے کہ اسکا خلاف کرنیوالا
عاصی یعنی گنہگار ہے - پس صواب شہادت بحق کے معنی میں نہیں ہو سکتا ہے -

و نیز بتقدیر یتکلم اخراج بعض ملائکہ از قول صواب بمراد شہادت بحق کہ باشارت
خلاف شرط است باطل مگر اخراج روح انسان از ینجا است کہ از روح روح انسان مراد است
و از صواب کلام شفاعت و مصیبت بقول یا رب امتی امتی حضرت رحمۃ للعالمین صلعم و شفاعتش صلعم
نیز بعطف بر جملہ بالاختیار ش نہ باذن ه و ثبوت متقدم مر نفی لا یتکلمون را و از فصاحت
و بلاغۃ این کریمہ است کہ جواب مدعیان ش اے آنکہ اعتقاد کنند شفاعۃ
را از غیر شاہد بحق و آنکہ اعتقاد کنند شفاعۃ را از شاہد بحق بی شفاعۃ حضرت نبی الرحمۃ صلعم
ه از ان پیدا است کہ نفی کلام شفاعۃ از غیر شاہد بحق است بنا بر تحصیر اذن لشاہد بحق و ثبوت
کلام شفاعۃ بشاہد بعد شفاعۃ اختیاری حضرت نبی الرحمۃ صلعم است بنا بر اقتضاے
نفی مر ثبوت متقدم را و از ذکر رحمٰن اشارت است بر رحمۃ بیشتر بواسطہ شفاعتی
یا بواسطہ تضمنی بر مستحقان آمرزش تم المرام بالسلام و گفتہ شد کہ روح ملکی عظیم الجسد و نیز جبرئیل
عم و نیز خلقی غیر ایشان

ترجمہ - اور یتکلم کے مقدر کرنے پر بھی بعض ملائکہ کا قول صواب سے نکلنا شہادت بحق کی مراد پر کہ یہ
خلاف شرط کی اشارت پر ہے - باطل ہے مگر روح انسان کا اخراج یہیں سے ہے یہ بات کہ روح سے
مراد روح انسان ہے اور صواب سے مراد کلام شفاعت اور مصیبت یعنی شفاعت کرنیوالے یا رب
امتی امتی کے قول سے حضرت رحمۃ للعالمین صلعم ہیں اور اپکی شفاعت بھی بنا بر عطف بر جملہ الاختیار
ہے نہ باذن اور یہ خاص نفی لا یتکلمون کیلئے ثبوت متقدم ہے اور اس کریمہ کی فصاحت و بلاغت سے
یہ ہے کہ ان مدعیوں کا جواب جو اعتقاد کرتے ہیں شفاعت کا غیر شاہد بحق سے اور جو اعتقاد کرتے ہیں
شفاعت کا شاہد بحق سے بے شفاعت حضرت نبی رحمت کے صلعم - اسی کریمہ سے ظاہر ہے کیونکہ کلام
شفاعت کی نفی غیر شاہد بحق سے ہے بسبب اذن کے منحصر ہو جانیکے شاہد بحق کے ساتھ اور ثبوت
کلام شفاعت کا شاہد بحق سے بعد شفاعت اختیاری حضرت نبی الرحمت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہے
کیونکہ نفی ثبوت متقدم کے خاص متقاضی ہے اور لفظ رحمٰن کے ذکر سے اشارہ ہے زیادتی
رحمت پر کسی شفاعت کے واسطہ سے یا کسی تضمن کے واسطہ سے بخشش کے مستحقوں پر
مقصود سلامتی کے ساتھ پورا ہوا اور کہا گیا کہ روح ایک
عظیم الجسد فرشتہ ہے اور یہ بھی کہ جبرئیل علیہ السلام
ہیں اور یہ بھی کہ غیر اُن کے کوئی مخلوق ہے -

پس ایں اختلاف شعب دروِ مندہم در جنس اختلاف سلف بافارق ودلیل است واللہ سبحانہ
یعلم الحق بالصواب وہو الغفور الرحیم باید دانست کریمہ یومئذٍ لاتنفع الشفاعۃ الا من اذن لہ
الرحمٰن ورضی لہ قولاً ٥ باکریمہ یوم یقوم الروح والملائکۃ صفاً لایتکلمون الخ متوافق المعنی او
متوافق الوارد است تنبیہ مخصوص کریمہ یومئذٍ لاتنفع الشفاعۃ الخ باید دانست کہ صلہ رضی
بعن مستعمل است و دریں جا بلام است پس مقتضی تخصیص قائل قول رضا است و قائل مقولہ رضای شاہد
بانچہ اعتقاد اہل سنۃ وجماعۃ است عام است و قائل بمقولہ رضا اعنی شفاعۃ
باقتضائے محل خاص است و ثبوت متقدم برائے صحۃ نفی و عموم مقولہ عموم
قول ہم نافی تخصیص قائل نیست و از رضی لہ قولاً ظاہر است کہ استغفار برائے
مومن از مرضیات غفار است و نیز باید دانست کہ دریں کریمہ اگر واو حالیہ گرفتہ شود
مفید معنی خصوص اذن بقائل قول رضا تواند شد دریں صورت نہ عطف است نہ اہمال
و لکن صحۃ نفی ش لاتنفع الشفاعۃ ہ بعدم ثبوت متقدم نتواند شد و نیز باید دانست در صورت تقدیر نظم

ترجمہ پس یہی اختلاف دروِ مند کا بھی سلف کے جنس اختلاف میں فارق دلیل کیساتھ ہے واللہ سبحانہ
یعلم الحق بالصواب وھو الغفور الرحیم یعنی اور خدا پاک درستی کیساتھ حق کو جانتا ہے اور وہی
بخشنے والا مہربان ہے۔ سمجھنا چاہیے کہ یہ کریمہ جو سورہ طٰہٰ رکوع چھ میں ہے یومئذٍ لاتنفع الشفاعۃ الا
من اذن لہ الرحمٰن ورضی لہ قولاً ٥ یعنی اُسدن شفاعت نفع نہ دیگی۔ مگر اُسکو جسکو رحمان نے اجازت دی اور
راضی ہوگیا۔ اُسکے لیے قول کو یا جسکی بات پسند کی۔ کریمہ مذکور یوم یقوم الروح والملائکۃ صفاً لایتکلمون
آخر تک کیساتھ متوافق المعنی اور متوافق الوارد ہے۔ یعنی ان دونوں کے معنی میں بھی موافقت ہے اور وارد یعنی جو کچھ ان پر
اعتراض ہوتے ہیں اسمیں بھی موافقت ہے۔ تنبیہ کہ اسی آیت کریمہ یومئذٍ لاتنفع الشفاعۃ الخ کو مخصوص ہے
جاننا چاہیے کہ رضی کا صلہ عن کیساتھ مستعمل ہے اور یہاں لام کیساتھ ہے پس یہ صلہ لام قول رضا کی قائل کی تخصیص کا مقتضی ہے
اور مقولہ رضا کا کہنے والا عام ہے جبکہ مراد اُس سے شاہد ہو اُس چیز کا کہ اعتقاد اہل سنت وجماعت ہے اور قائل مقولہ رضا کا جبکہ مراد اُس
سے شفاعت ہو اقتضائے محل کی سبب خاص ہے۔ اور صحت نفی کیلئے ثبوت متقدم اور عموم قول کیساتھ عموم مقولہ بھی قائل کی تخصیص کا
نافی نہیں ہے۔ اور رضی لہ قولاً سے ظاہر ہے کہ مومن کیواسطے مغفرت چاہنا غفار کی مرضیات یعنی پسندیدگیوں سے ہے اور یہ بھی معلوم
ہو کہ اس کریمہ میں اگر واو کو حالیہ مان لیا جاوے تو بسبب قائل قول رضا کے خصوص اذن کے معنی کا مفید ہوسکتا ہے اس
صورت میں نہ عطف ہے نہ اہمال ہے ولیکن نفی لاتنفع الشفاعۃ کی صحت ثبوت متقدم ہونیکے سبب نہیں ہوسکتی
اور یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ تقدیر نظم جبکہ یوں ہے کہ۔

بہ لاتنفع الشفاعۃ لاحدٍ الا تنفع لمن اذن لہ الرحمٰن وھو رضی لہ قولاً خصوص مفعول ای من
اذن لہ الرحمٰن است لاکن عموم فاعل است از قائل مقولہ رضا وغیران کہ در استثنا و در طرف غیر
قائل مقولہ رضا معارض ثابت شرعی ش اعنی کہ غیر قائل مقولہ رضا ای غیر شاہد بحق مشفوع
نتواند شد ہ است فکیف العموم و دلیلی بر خصوص قائل مقولہ رضا یافتہ نمیشود
فکیف الخصوص و مقولہ رضا ہم عام است از نیجا است کہ فاسق بفعل خلاف
رضا مشفوع لہ تواند شد نہ فاسق بقول خلاف رضا ش و دریں اشارتست بہ تردید
قول معتزلہ کہ باستدلال ایں کریمہ گفتند کہ فاسق بفعل مشفوع لہ نخواہد شد
ہ و در صورت تقدیر نظم بہ لاتنفع الشفاعۃ من احدٍ الا تنفع ممن اذن لہ الرحمٰن وہو رضی لہ
قولاً خصوص فاعل ای من اذن لہ الرحمٰن است لاکن عموم مفعول است از قائل مقولہ رضا وغیر آں کہ
در استثنا و در طرف غیر قائل مقولہ رضا معارض ثابت شرعی ش اعنی کہ غیر قائل مقولہ رضا ای غیر
شاہد بحق مشفوع لہ نتواند شد ہ است فکیف العموم

ترجمہ لاتنفع الشفاعۃ لاحدٍ الا تنفع لمن اذن لہ الرحمٰن وھو رضی لہ قولاً ٥ یعنی شفاعت نفع نہ دیگی کسیکو مگر
نفع دیگی اُس خلق کو جسکو رحمٰن نے اجازت دیدی اور وہ جسکی بات پسند آئی۔ تو اس صورت میں مفعول یعنی من اذن لہ الرحمٰن کا خصوص ہے
لیکن مقولہ رضا کے کہنے والے اور نہ کہنے والے فاعل کا عموم ہے کہ وہ استثنا میں مقولہ رضا کہنے والے کی طرف میں ثابت
شرعی کا معارض ہے۔ مراد یہ ہے کہ مقولہ رضا کا نہ کہنے والا جبکہ شاہد بحق نہیں ہے شفیع نہیں ہوسکتا ہے تو عموم کیسے ہوسکتا ہے۔ اور
مقولہ رضا کے کہنے والے کے خصوص پہ کوئی دلیل پائی نہیں جاتی ہے تو خصوص کیسے ہے اور مقولہ رضا بھی عام ہی ہیں
سے یہ امر ہے کہ فاسق خلاف رضا فعل کے سبب مشفوع لہ ہوسکتا ہے نہ فاسق خلاف رضا قول کے سبب۔ اسمیں
قول معتزلہ کی تردید کیطرف اشارہ ہے کہ انھوں نے اسی کریمہ کو دلیل لیکر کہا کہ فاسق فعلی کے سبب مشفوع لہ
نہوگا۔ اور تقدیر نظم اسصورت میں کہ لاتنفع الشفاعۃ من احدٍ الا تنفع ممن اذن لہ الرحمٰن
وھو رضی لہ قولاً ٥ یعنی شفاعت نفع ندے گی کسی سے مگر نفع دیگی اس سے جسکو خاص
رحمٰن نے رخصت دیدی ہے اور وہ جسکی بات اُسنے پسند کی فاعل یعنی من اذن لہ
الرحمٰن کا خصوص ہے لیکن مقولہ رضا کہنے والے اور نہ کہنے والے کے سبب
مفعول کا عموم ہے کہ وہ استثنا میں مقولہ رضا کہنے والے کی طرف میں ثابت
شرعی کا معارض ہے۔ مراد یہ کہ مقولہ رضا نہ کہنے والا کہ شاہد بحق نہیں ہے
مشفوع لہ نہیں ہوسکتا تو عموم کیسے ہوسکتا ہے۔

ودلیلی برخصوص یافتہ نمی شود فکیف الخصوص وعموم مقولہ رضا ہم بعموم قول آزینجا است
کہ مومن فاسق بفعل خلاف رضا شفیع تواند شد مگر بعد مغفرت خودش نہ فاسق بقول
خلاف رضا ودر صورت تقدیر نظم بہ لاتنفع الشفاعۃ من احدٍ لاحدٍ الا اذن لہ الرحمن و
ہو رضی لہ قولاً خصوص فاعل ومفعولست لاکن صحۃ نفی نش لاتنفع الشفاعۃ ھ
بعدم ثبوت متقدم نتواند شد پس ناچار رجوع شود بتوافق معنی کریمہ یوم یقوم الروح
الخ چنانکہ مذکور شد وباید دانست یومئذٍ عام است ولکن بمراد روز قیامت
مخصوص المحل است ومفعول ثانی ای مشفوع بحذفش متوسع است ولیکن
بمراد نجات درکات وترقی درجات مخصوص المحل است نش اگر بعموم یومئذٍ وتوسع
مفعول ثانی نظر کردہ شود شفاعۃ عامۃ الزمان وعامۃ المشفوع است ھ واللہ تعالیٰ
اعلم بالصواب اللہم صل وسلم علی محمدٍ نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا
وترحمنا بہ

ترجمہ۔ اور قائل مقولہ رضا کے خصوص پر کوئی دلیل پائی نہیں جاتی تو خصوص کیسے ہے اور عموم قول کے سبب
مقولہ رضا کا بھی عموم ہے۔ یہیں سے یہ مسئلہ ہے کہ مومن فاسق باوجود فعل خلاف رضا کے شفیع ہو سکتا ہے مگر اپنی آپکی مغفرت
کے بعد نہ وہ فاسق جسکا قول خلاف رضا ہوا اور تقدیر نظم کی اس صورتمیں کہ لاتنفع الشفاعۃ من احدٍ لاحدٍ
الا تنفع من احدٍ لاحدٍ اذن لہ الرحمن وہو رضی لہ قولاً یعنی شفاعت نفع نہ دیگی کسی سے کسیکو مگر نفع دیگی ہر ایک سے
ہر ایک کو خاص جسکے لیے رحمن رخصت دیدے اور وہ جسکی بات اس نے پسند کی۔ فاعل اور مفعول دونوں کا خصوص
ہے لیکن نفی لاتنفع الشفاعۃ کی ثبوت متقدم ہونیکے سبب صحیح نہیں ہو سکتی۔ پس ناچار معنی کریمہ یوم یقوم الروح الخ
کے توافق یعنی موافق ہونیکی طرف رجوع ہوگا۔ جیسا کہ مذکور ہوا۔ اور جاننا چاہیے لفظ یومئذٍ عام ہے لیکن دن
قیامت کی مراد پر مخصوص المحل ہے۔ اور مفعول دوم یعنی مشفوع اپنے حذف کے سبب متوسع ہے ولیکن نجات
جنت دوزخ کی مراد پر اور ترقی درجات جنت کی مراد پر مخصوص المحل ہے۔ اگر عموم یومئذٍ اور توسع مفعول
ثانی پہ نظر کیجاوے تو شفاعت عامۃ الزمان اور عامۃ المشفوع ہے یعنی عام زمانہ میں عام مشفوع
کے لیے شفاعت ثابت ہے۔ اور خدائے برتر ہی
صواب ودرستی کو خوب جانتا ہے۔ اللہم صل
وسلم علی محمدٍ نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما تحبہ وترضاہ
وشفعہ فینا وترحمنا

ذکر کیفیۃ تفسیر کریمہ اذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتابٍ وحکمۃٍ ثم جاءکم
رسولٌ مصدقٌ لما معکم لتؤمننّ بہ ولتنصرنہ الی آخر الآیہ فاولٰئک ہم الفاسقون باثبات
عظمۃ وفضل حضرت نبی الانبیاء بر غیرش علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمدٍ ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین شعر
ببین عظمتِ سرور انبیاء ؛ حبیب خدا مظہر کبریا
بدانکہ یاد دہانید اللہ تعالیٰ حبیب خود را تشریفاً بالخطاب وغیرش را تنبیہاً
بالمراد از عظمتش بر غیرش باوصاف کاملش بنا بر مظہریۃ تامش وبسببیۃ تکمیل
معرفۃ اللہ تعالیٰ بمعرفۃ ذاتش صلعم وظاہر کردش نش ای آن عظمۃ را ھ در عالم
شہود چنانکہ ظاہر کردش در وقت میثاق

ترجمہ۔ ذکر بیان تفسیر کریمہ اذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتابٍ وحکمۃ ثم جاءکم رسول
مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ کا آخر تک جسمیں حضرت نبی الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی عظمت
وفضل کا اثبات ہے ؛ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؛ آپ کے غیر پر
نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمدٍ ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین شعر ببین عظمت سرور انبیاء
؛ حبیب خدا مظہر کبریا ؛ ترجمہ۔ سردار انبیاء کی عظمت کو دیکھ تو تو ؛ مظہر حبیب حق کی شوکت کو دیکھ تو تو ؛
معلوم ہو کہ خدائے برتر نے اپنے حبیب کو تشریف خطاب عنایت کرکے اور مقصود مراد میں آپ
کے غیر کو بطور تنبیہ یاددہانی فرمائی۔ آپ کی عظمت کی نسبت جو آپ کے غیر پر آپ کو
اپنے اوصاف کامل میں حاصل ہے بسبب آپ کے مظہر تام ہونے کے اور آپ
کی ذات کی معرفت کو معرفت خدائے تعالیٰ کی تکمیل کا سبب واقع ہونیکے۔ اور
ظاہر فرمایا آپکی عظمت کو عالم شہود میں جیسا کہ میثاق کیوقت میں اُس
کو ظاہر کیا کہ فرمایا خدائے برتر نے سورہ آل عمران
رکوع نو
میں

قال اللہ تعالےٰ اذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اٰتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم
رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال ءاقررتم واخذتم علی ذالکم
اصری قالوا اقررنا قال فاشھدوا وانا معکم من الشاھدین ٥ فمن تولی بعد
ذلک فاولئک ھم الفاسقون ٥ باید دانست اخذ موکد باصل لغت
ممنوع الجواز است ش پس خلاف اخذ جائز نباشد ھ میثاق مصدر
میمی بمعنی استوار داشتن است پس مخصوص باشد بذکر مضاف الیہ ش
فاعل یا مفعول کہ مقتضائے مصدر است ھ پس بدلالۃ نظم ش اے اخذ
ھ بمعنی استوار داشتن عہد است و آیں اخذ میثاق خاص از انبیاء غیر رسول
جائے است ش چنانکہ از استثناء یکہ در معنی جاءکم مذکور خواہد شد ان شاء اللہ
تعالےٰ واضح است ھ نہ از غیر شان چہ دلالتی بر غیر شان نیست نہ از صراحۃ نظم چنانکہ
ظاہر است نہ از وجہ فصاحت و بلاغت کما فی قولہ تعالیٰ

ترجمہ۔ اذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اٰتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق
لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ۔ قال ءاقررتم واخذتم علی ذالکم اصری قالوا اقررنا قال
فاشھدوا وانا معکم من الشاھدین۔ فمن تولی بعد ذالک فاولئک ھم الفاسقون یعنی یاد کیجیے اے حبیب جبکہ خدا نے عہد و اقرار کی
مضبوطی انبیاء سے لی اس چیز کی کہ البتہ جب ایسا ہو کہ میں تمکو کتاب و حکمت دوں تو ضرور ہے کہ تم اسکو لوگوں کو سکھلاؤ پھر جب ایسا ہو کہ ایک
رسول ایسا کہ مصدق ہوگا اس چیز کا جو تمہارے ساتھ ہوگی آئے تو تم اسپر ضرور ایمان لانا اور اسکی ضرور مدد کرنا تو فرمایا جب ایسا ہی تو کیا تم نے اسپر
اقرار کر لیا اور اسپر میرے عہد کی مضبوطی کو مان لیا یا قبول کیا۔ بولے کہ ہم نے اقرار کیا تو فرمایا اب تم شاہد رہیو اور میں بھی تمہارے ساتھ شاہد
ہوں پھر جو کوئی اسکے بعد پھرا تو وہی لوگ ہیں فاسق و نافرمان۔ سمجھنا چاہیے کہ لفظ اخذ آیت مذکور میں باعتبار اصل لغت مؤکد
ممنوع الجواز ہے۔ پس اخذ کا خلاف یعنی خلاف عہد و قرار جائز نہوگا۔ اور لفظ میثاق مصدر میمی ہے جسکے معنی استوار داشتن
یعنی مضبوط رکھنے کے ہیں پس یہ مصدر بسبب اقتضا و خواہش فاعل یا مفعول کے ذکر مضاف الیہ کے ساتھ مخصوص ہوگا۔
پس دلالت نظم یعنی اخذ سے مضاف الیہ میثاق کا لفظ عہد ہے جس سے مراد مضبوط رکھنا ہی عہد و قرار کا اور یہ اخذ میثاق یعنی
عہد کی مضبوطی کا قبول کرانا۔ خاص انبیاء سے ہے سوا آنیوالے رسول کے جیسا کہ اسکا حال واضح ہے اس استثناء سے
جو معنی جاءکم میں اگر خدا نے چاہا تو مذکور ہوگا۔ نہ اخذ میثاق غیر انبیاء سے ہے اس لیے کہ ان کے غیر پر کوئی دلالت
نہیں ہے۔ نہ صراحت نظم سے جیسا کہ ظاہر ہے کہ اخذ میثاق انبیاء سے ہے نہ فصاحت و بلاغت کی وجہ سے غیر انبیاء
پر دلالت ہوتی ہے جیسا کہ خدائے تعالیٰ کے قول ہیں۔

الا انھا قربۃ لھم بحذف مضاف اے وسیلۃ قربۃ فصلاً للمضاف و نہ از وجہ
خصوصیۃ خطاب باللطف کما فی قولہ تعالےٰ یا ایھا النبی اذا طلقتم النساء الآیۃ
مخصوص الخطاب ع بالمعاملۃ غیر حضرتش صلعم است بدلالۃ ضمیر جمع مخاطب ش فی
طلقتم ھ ولئن اشرکت لیحبطن عملک ط مخصوص الخطاب باللطف حضرت حبیب
الرحمن است صلعم بدلالۃ عصمتش صلعم و مخصوص المعاملۃ غیرش صلعم بدلالۃ امکان شرک
نہ بخطاب فرضاً و تقدیراً مخالف عظمتش صلعم و نیز تحقیق شرط و جزا ش بدلالۃ از ماضی
ای اشرکت و مضارع با لام تاکید و نون ثقیلہ ھ مانع فرض و تقدیر ش چہ
فرض و تقدیر در غیر محقق تواند شد نہ در محقق ھ بخلاف ومن یقل منھم انی الٰہ
من دونہ فذلک نجزیہ جھنم ش کہ مانع فرض و تقدیر نیست ھ چہ ایں
کلام است بمقابلہ آنانکہ ملائکہ را الٰہ گفتند نہ آنانکہ خطاب است بملائکہ پس فرض و تقدیر
را گنجائش است در معارضۃ بصیغۂ غیر محقق

ترجمہ۔ الا انھا قربۃ لھم یعنی آگاہ ہو کہ وہی رحمت وسیلہ قربت متحقق الحقیقت انکے لیے ہے یہاں لفظ وسیلہ بغرض مبالغہ مذکور ہوا یعنی یہ وسیلہ کہ
گویا قربت ہی ہے اس قربت کے حاصل کرنیکو بنا بر فصل مضاف مذکور ہوا تاکہ اس سے قربت کا متحقق ہونا ثابت ہو اور یہ کہ وسیلہ کی فضیلت پر دلیل ہو جائے
چنانچہ اسکی تفصیل ذکر شفاعت میں تفسیر کریمہ من الاعراب من یؤمن الخ میں کہ آخر سورۂ توبہ رکوع بارہ میں ہے مذکور ہے وہاں دیکھو اور نہ خصوصیت خطاب بلطف کی
وجہ سے دلالت ہے غیر انبیاء پر اخذ میثاق کی جیسا کہ خدا تعالیٰ کے اس قول میں کہ سورۂ طلاق میں ہے دلالت غیر پر ہے یا ایھا النبی اذا طلقتم النساء یعنی اے نبی جبکہ
تم عورتوں کو طلاق دو آخر تک۔ کہ اسمیں خصوص خطاب بلطف حضرت حبیب رحمان صلعم ہیں۔ اور مخصوص خطاب بمعاملہ آنحضرت صلعم کے سوا آپکے غیر ہیں کہ ضمیر جمع مخاطب جو
فعل طلقتم میں موجود ہے اسکے غیر کیطرف خطاب معاملہ ہونیکی دلالت ہو رہی ہے۔ اور اس قول جلشانہ میں جو سورۂ زمر رکوع سات میں ہے لئن اشرکت لیحبطن
عملک یعنی ضرور ہوا اگر تم شرک کریگا تو تیری کل ضرور حبط و برباد ہو جائیگی۔ اسمیں بسبب لطف مخصوص خطاب حضرت حبیب الرحمن صلعم ہیں بسبب آپکی دلالت عصمت
کے کہ مخاطب آپ سا مظہر اور بے لوث ہونا چاہیے۔ حالانکہ آپکی عصمت ایسے خطاب کی مانع ہے پس یہ خصوصیت خطاب بر لطف ہے۔ اور مخصوص المعاملہ اس خطاب
میں آپکے غیر میں بدلالت امکان شرک کیونکہ آپکے غیر میں شرک کا امکان پر دلالت ہو سکتی ہے بسبب عدم عصمت کے نہ یہ کہ فرضاً و تقدیراً آپ ہی مخصوص المعاملہ بھی ہوں
کہ یہ امر حضرت صلعم کی عظمت کے مخالف ہے۔ اور سوا اسکے اس کلام میں شرط و جزا کا تحقق دونوں کرتا کہ فعل ماضی یعنی اشرکت سے اور مضارع سے جو لام تاکید اور
نون ثقیلہ کیساتھ آیا ہے اسکے تحقق و تاکید پر دلالت ہو رہی ہے۔ فرض و تقدیر کا مانع ہے اسلیے کہ فرض و تقدیر غیر محقق میں ہو سکتی ہے نہ محقق میں۔ بخلاف اس کے جو کہ
کہ سورۂ انبیاء رکوع ۲ میں ہے ومن یقل منھم انی الٰہ من دونہ فذلک نجزیہ جھنم یعنی اور جو کوئی انمیں سے یہ کہیگا کہ تحقیق
میں معبود ہوں اسکے علاوہ جنکو وے معبود مانے ہوئے ہیں پس یہ قول ایسا ہے جسکی جزا ہم نے جہنم مقرر کی ہے کیونکہ یہ کلام ان لوگوں کے مقابلہ میں
ہے جنھوں نے ملائکہ کو معبود کہا نہ یہ خطاب ملائکہ سے ہے پس اس کلام میں فرض و تقدیر کی گنجائش ہے کہ معارضہ میں واقع ہوا ہے اور یہ کلام بصیغۂ غیر محقق ہے۔

وآیتاء کتاب اصالتاً بالذات باشد یا اصالتاً بالعرض بہ تبع دون الاحتیاج
وآیتاء حکمۃ کہ اصالتاً بالذات است وبس مثل بدانکہ ایتاء کتاب بانبیاء
اصالتاً بالذات چنانست کہ تورات بحضرت موسیٰ عم واصالتاً بالعرض بہ تبع
دون الاحتیاج چنانست کہ توراۃ بحضرت عزیرؑ وغیرہ علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام
وایتاء حکمۃ اصالتاً بالذات است وبس نہ اصالتاً بالعرض وبغیر انبیاء تبع مع
الاحتیاج است ھ از خصوصیات انبیاء است پس بغیر شان کہ عرضاً بتبع مع الاحتیاج
است بی دلالتی منسوب نتواند شد مثل ای ایتاء کتاب وحکمۃ ھ چنانکہ در کریمہ
ان الذین اوتوا الکتاب لیعلمون انہ الحق من ربھم الآیہ دلالۃ بقرینہ محلی بر غیر انبیاء
است وور کریمہ الذین آتیناھم الکتاب یعرفونہ کما یعرفون ابنائھم وان فریقا
منھم لیکتمون الحق وھم یعلمون الآیہ دلالۃ از نظم بر غیر انبیاء
است

ترجمہ ۔ اور ایتاء کتاب یعنی کتاب کا دینا دو طرح پر ہے یا اصالتاً یا بالذات ہوتا ہے یا اصالتاً بالعرض تبع ہی اُسی بالذات کے بغیر احتیاج یعنی عرض جو بہ تبع ذات ہو بطور اصل ہو نہ کہ محتاج ذات اصلیہ ہے، اور ایتاء حکمت یعنی حکمت کا دینا کہ یہ اصالتاً بالذات ہی ہے اور بس چنانچہ معلوم ہو کہ انبیاء کو کتاب کا دینا اصالتاً بالذات اسطرح ہے جیسا توراۃ حضرت موسیٰ علیہم السلام کو کہ یہ کتاب اصل میں ذات موسیٰ علیہ السلام کو ہی مرحمت ہوئی۔ اور اصالتاً بالعرض بہ تبع دون الاحتیاج اسطرح ہو کہ حضرت عزیرؑ وغیرہ علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تبع میں ملی کہ ان انبیاء بنی اسرائیل علیہم السلام کو باعتبار انکی اصل نبوت کے نبی ہو نہیں احتیاج موسیٰ علیہ السلام کی نہیں واقع ہوئی پس یہ تبع بالعرض ہو کہ اصل میں بدون احتیاج ہی۔ اور حکمت کا دینا کہ اصالتاً بالذات ہی ہے، اور بس یعنی اصالتاً بالعرض نہیں ہے جیسا مذکور ہوا۔ اب انکے سوا غیر انبیاء کو کتاب حکمت کا دینا بہ تبع مع الاحتیاج ہے انمیں اصل نبوت نہونیکے سبب لہذا غیر انبیاء کتاب و حکمت حاصل کرینگے تبع انبیاء میں انبیاء کے محتاج ہیں پس لامحالہ یہ ایتاء و حکمت بہ تبع انبیاء مع الاحتیاج ہے پس یہ ایتاء کتاب و حکمت کہ اصالتاً بالذات و اصالتاً بہ تبع دون الاحتیاج ہے جو مذکور ہوئی خصوصیات انبیاء سے ہی۔ پس انکے غیر کیطرف جو بطور عرض تبع ہیں مع احتیاج انبیاء ہے یہ ایتاء کتاب و حکمت بغیر کسی دلالت کے منسوب نہیں ہو سکتی جیسا کہ اس کریمہ میں جو سورہ بقر رکوع سترہ میں ہے وان الذین اوتوا الکتاب لیعلمون انہ الحق من ربھم یعنی اور تحقیق وے جو کتاب دیئے گئے ہیں البتہ جانتے ہیں کہ بیشک یہ کتاب حق ہے کہ اُن کے پروردگار کیطرف سے ہے آخر آیت تک۔ کہ غیر انبیاء پر قرینہ محلی سے دلالت موجود ہے اور اس کریمہ میں کہ سورہ بقر رکوع مذکور میں ہے الذین آتیناھم الکتاب یعرفونہ کما یعرفون ابنائھم وان فریقا منھم لیکتمون الحق وھم یعلمون الآیہ یعنی وے جنکو ہمنے کتاب دی وے ویسا ہی پہچانتے ہیں اسکو جیسا اپنی اولاد کو اور بیشک انمیں سے ایک فریق البتہ حق کو چھپاتے ہیں حالانکہ وے جانتے ہیں تا آخر کہ نظم کتاب سے غیر انبیاء پر دلالت ایتاء کتاب و حکمت موجود ہے۔

واین میثاق غیر است از میثاق ربوبیۃ وعبودیۃ کہ ظہورش معین وموقوف
عالم شہود ومحل تکلیف است نہ عالم برزخ مثل پس ایمان بربوبیۃ وعبودیۃ بحالت
باس کہ ابتدائے عالم برزخ است معتبر نباشد ھ واین خاص است بانبیاء غیر رسول
جای ومیثاق ربوبیۃ وعبودیۃ عام است وانبیاء وغیرہم علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام
پس خصوص رانخواہد ونیست بمعنی قسم چہ لفظ میثاق دلالۃ از لغۃ وہم از قرینہ نظم بر معنی
قسم نمیکند ونہ لتؤمنن بہ ولتنصرنہ ساد ومسد جواب قسم چہ در جواب قسم لام بر لتؤمنن کافی بود
پس بر لتنصرنہ زائد خلاف فصاحۃ فی بلاغۃ است ومفعول بضمیر جمع میبایدہ ہمچو ذالکم لاحق و
چون ساد ومسد مشیر معنی ساد مسد ہ است استفہام لاحق از بہر چیست النبیین جمع نبی اسم صفۃ
عام است والف ولام عہد ذہنی بران باقتضاء استثناء معنوی فاعل مضاف الیہ مصدر است
وتواند شد کہ ازین عہد مراد انبیاء اولوالعزم باشد بدلالۃ ایتاء کتاب وحکمۃ اصالتاً بالذات
پس دیگران در تبع ایشان باشند یا صالت

ترجمہ ۔ اور یہ میثاق جو آیت مذکورہ اخذ میثاق میں انبیاء سے واقع ہوا ہو یہ غیر ہو اُس میثاق سے جو ربوبیت اور عبودیت کی نسبت واقع ہوا ہی کیونکہ میثاق ربوبیت و عبودیت کا ظہور معین ہے اور موقوف عالم شہود ہی کہ یہی محل تکلیف ہو نہ عالم برزخ کہ محل تکلیف کا نہیں پس ایمان ربوبیت اور عبودیت کیساتھ حالت مایوسی میں معتبر نہوگا کیونکہ حالت مایوسی عالم برزخ کی ابتدا ہو جو محل تکلیف نہیں پس میثاق مذکورہ انبیاء کیساتھ خاص ہے سوائے رسول حالی یعنی آنیوالے کے۔ اور میثاق ربوبیت و عبودیت عام ہو انبیاء اور غیر انبیاء کیساتھ ہمارے نبی پہ اور انپر درود وسلام ہو جیہ پس خصوص کو نہیں چاہتا ہی۔ اور نہ میثاق بمعنی قسم ہو کیونکہ لفظ میثاق باعتبار اصل لغت کے اور بسبب قرینہ نظم کے بھی معنی قسم پر نہیں دلالت کرتا ہی۔ اور نہ لتؤمنن بہ اور لتنصرنہ جواب قسم کے ساد مسد یعنی قایم مقام ہیں کیونکہ در صورت جواب قسم لام لتؤمنن پہ کافی تھا اور لتنصرنہ پر لام کا آنا خلاف فصاحت و بلاغت زاید ہے اور مفعول انکا ضمیر جمع کیساتھ ذالکم لاحق کیطرح چاہیے تھا۔ اور جبکہ ساد مسد یعنی قایم مقام ساد مسدہ کے معنی کا مشیر ہے یعنی جبکہ قایم مقام اُس جواب قسم کے معنی کا جسکی جگہ یہ قایم ہوا ہے اشارہ کر رہا ہے تو استفہام لاحق أأقررتم پھر کسواسطے ہے۔ اور لفظ النبیین کہ جمع نبی کی ہے اسم صفت عام ہے۔ یعنی صفت عام کا نام ہے۔ اور الف لام اسپر عہد ذہنی کا بسبب خواہش و تقاضا کرنے استثناء معنوی فاعل کے کہ مصدر کا مضاف الیہ ہے۔ یعنی الف ولام کے عہد ذہنی دینیکو مصدر میثاق کے مضاف الیہ کے ہیں کا معنوی استثناء خود مقتضی ہو کہ یہ عہد انکا نہ انہیں انبیاء سے ہو جو مخصوص العہد معہود ذہنی ہیں۔ اور ہو سکتا ہے کہ اس عہد سے مراد اولوالعزم انبیاء ہو دیں اس دلالت سے کہ کتاب حکمت کا دینا بالذات اصالتاً انہیں پر واقع ہوا ہے۔ پھر دوسرے اُن کی تبع میں بالعرض ہونگے کہ اُن کی نبوت بھی باصالت ہوگی بلا احتیاج۔

ولام تاکید متجاوز است از فعل اٰتیت فصاحۃً وبلاغۃً برائے تحکیم تخصیص مفعول مقدم از فعل وما موصولہ مع متعلقات لاحق مفعول مصدر ش ای میثاق ھ متنازع وہمین ما موصولہ احد المفعولین مقدم از فعل اٰتیت وضمیر واحد متکلم فاعل مشیر بر مرتبہ اعتبار تجرد ذات بحت است کہ منشا تعین وجود باجود حضرت محمد است صلعم وکم خطاب بسوی نبیین کہ منشا تعین وجود شان صفات است ش حقیقۃ این معاملہ عارفان حقائق میدانند ھ مفعول دیگر اٰتیت ش ای صیغہ ماضی بجائے مضارع ھ بر مراد تحقیق رفوع فعل بزمان مستقبل است ورنہ مستقیم المعنی نتواند شد واین فعل از فاعل واحد در مفاعیل متخالف الاوقات جدا دگر دگر است واز من تبیین است امر ما موصولہ احد المفعولین را کتاب وحکمۃ واین جملہ لما اٰتیتکم متضمن شرط معناً ناچار متقاضی جزا مستقیم المعنی است بر قرینہ جملہ ثم جاءکم بالتومنن بہ ولتنصرنہ پس محذوف است ش آن جزا ھ برائے اختصار کلام وبلاغۃ بتوسع مرام ہمچو لتعلمن بہ ولتبلغنہ ولتعلمنہ وغیرہم ش بوجود دلالۃ بر حذف بتقاضای شرط وقرینہ مذکور کہ از آداب فصاحت است

ترجمہ اور لما اٰتیتکم میں لام تاکید فعل اٰتیت سے متجاوز ہے بطور فصاحت وبلاغت مفعول ما کی تحکیم یعنی تاکید تخصیص کیلئے کہ فعل سے مقدم ہے۔ یہ ما موصولہ مع متعلقات لاحق مصدر میثاق کا بھی مفعول ہے کہ متنازع مفعولیت ہے کیونکہ یہی ما موصولہ فعل اٰتیت کے دو مفعولوں کا ایک مفعول ہے جو فعل سے مقدم ہے اور اسی فعل اٰتیت کا فاعل ضمیر واحد متکلم ہے جس سے مرتبہ اعتبار تجرد ذات بحت پر اشارت ہو رہی ہے کہ یہ مرتبہ منشا تعین ہے حضرت محمد صلعم کے وجود با جود کا۔ اور کم خطاب ہے نبیوں کو تعین جیسے تعین وجود کا منشا صفات ہیں اور اس معاملہ کی حقیقت جو عارف حقائق ہیں وہی لوگ خوب جانتے ہیں بس یہ کم خطاب دوسرا مفعول ہے فعل اٰتیت کا اور یہ صیغہ ماضی بجائے مضارع ہے اس مراد پر کہ زمانہ آئندہ میں فعل کے واقع ہونے کی تحقیق ہو جائے یعنی اس فعل کا بجائے مضارع ماضی آنا اور لفظ کم کا مفعول واقع ہونا اس مراد کے ثابت کرنے کیلئے ہے کہ فعل دینے کا واقع ہونا مفاعیل متعددہ متخالف الاوان پر زمانہ آئندہ کیلئے متحقق ہے باعتبار تحقیق صیغہ ماضی ورنہ معنی استقامت نہ پا سکیں گے اور یہ فعل فاعل واحد سے متخالف الاوقات مفعولوں کی مقابلہ میں دگر دگر ہے یعنی دوسرے کا دوسرا وہ ہر ایک کیلئے آگے کا آگے ہوا۔ اور من سے تبیین ہے خاص ما موصولہ کی جو ایک دو مفعولوں میں سے اٰتیت کے ہے کتاب وحکمت سے یعنی من بیانیہ ہے اور کتاب وحکمت ما موصولہ کا بیان ہے۔ اور یہ جملہ لما اٰتیتکم کہ معنا متضمن شرط ہے چار جزائے مستقیم للمعنی کا متقاضی ہے اس جملہ کے قرینہ پر جو ثم جاءکم کو لتؤمنن بہ ولتنصرنہ کے ساتھ ہے۔ پس وہ جزا اختصار کلام اور مقصود کے متوسع ہونے میں بلاغت کی غرض سے جیسے لتعملن بہ ولتبلغنہ ولتعلمنہ وغیرہم کے محذوف ہے کیونکہ حذف پر شرط کے تقاضے اور قرینہ مذکور سے کہ آداب فصاحت سے ہے دلالت پائی جاتی ہے۔

ھ پس ہمین ما موصولہ بمفعولیتش تحت مصدر ش ای میثاق ھ معطوف علیہ است نہ در تحت فعل لاحق ش ای اٰتیت ھ وثم برائے تعقیب بالمہلت مفید عطف است تحکیماً وجاء ش ای ماضی بجای مضارع ھ بر مراد تحقیق وقوع فعل بزمان مستقبل است ورنہ عدم استقامۃ معنی خود ظاہر است وضمیر متصل جمع مخاطب مفعول و رسول بہ تنوین معرفہ فاعلش معروف فی المیثاق ش فی وجہ المحبۃ ھ موصوف بصفۃ مصدق لما معکم مستثنی از اشتمال مفاعیل جاء ش چہ فاعل جاء مشتمل مفعولش نتواند شد اصلاً ھ پس بنا بر اقتضایش مستثنی است از اشتمال فاعل مصدر ش اعنی نبیین ھ و مفاعیل فعل اٰتیت ش اعنی نبیین ھ واگر مستثنی نباشد مخصوص المحبۃ متحقق نشود نہ بہ تنوین نکرہ چہ منکر غیر مخصص مہمل المعنی است ومخصص بالمحبۃ مجہول فی المیثاق ش فی وجہ المحبۃ ھ وحال آنکہ انبیاء در وقت میثاق عارف ہمدگر اند بشہادت ہمدگر کما قال سبحانہ فاشہدوا الآیۃ فکیف کہ حضرت نبی امی عارف ومعروف نباشد در وقت میثاق وہم بسبب ستشہاد وحال آنکہ فرمود سبحانہ شاہد ومشہود الآیۃ

ترجمہ پس یہی ما موصولہ اپنے مفعول ہونے کے سبب تحت مصدر میثاق معطوف علیہ ہے نہ تحت فعل لاحق اٰتیت میں آگے اور ثم کہ بالمہلت تعقیب کیلئے ہے تحکیماً یعنی بطور تاکید مفید عطف ہے اور جاء صیغہ ماضی کہ بجائے مضارع ہے زمان مستقبل میں تحقیق وقوع فعل کی مراد پر ہے مانند فعل اٰتیت کہ مذکور ہوا ورنہ معنی کا استقامت نہ پانا خود ظاہر ہے۔ اور ضمیر جمع مخاطب متصل کہ لفظ کم ہے اس فعل جاء کا مفعول ہے اور اسکے بعد رسول ہے جو بسبب تنوین معرفہ ہے اسی فعل کا فاعل ہے کہ معروف ہے میثاق میں وجہ محبت یعنی آنمیں اور مصدق لما معکم صفت کیساتھ موصوف ہے اور مستثنی ہے جاء کے مفعولوں کے اشتمال یعنی انمیں شامل ہونے سے اسلئے کہ جاء کا فاعل اسکے مفعول کا ہرگز مشتمل نہیں ہو سکتا پس یہ فاعل بسبب اقتضاء اسکے مستثنی ہے مصدر میثاق کے فاعل نبیین کے اشتمال سے اور فعل اٰتیت کے مفعولوں کے اشتمال سے کہ وہی نبیین ہیں اور اگر یہ فاعل کہ رسول ہے اس اشتمال میثاق سے مستثنی نہوگا مخصوص المحبت متحقق نہ ہوگا یعنی اسمیں آپکی خصوصیت کا ہونا ثابت نہوگا نہ بسبب تنوین یہ رسول نکرہ ہے اسلئے کہ منکر غیر مخصص مہمل المعنی ہے یعنی جو نکرہ ہے خاص نہوگا تو معنی مہمل ہو جائینگے اور نظم کریمہ مستقیم نہوگا اور مخصص بالمحبت مجہول ہے میثاق میں کہ وجہ محبت میں ہے یعنی جو رسول کہ اپنی آمد کیساتھ خاص کیا گیا ہو وہ درصورت نکرہ میثاق میں کہ یہ میثاق وجہ آمد میں ہے خاص ہونیکے سبب مجہول رہیگا اور حال یہ ہے کہ انبیاء میثاق کے وقت میں شہادت باہدگر کے سبب آپسمیں ایکدوسرے کے عارف ہیں جیسا فرمایا حق سبحانہ نے فاشہدوا الآیہ یعنی اب تم سب شاہد رہیو آخر تک پس کیسے ہو سکتا ہے کہ حضرت نبی امی صلعم وقت میثاق اور نیز بسبب استشہاد عارف ومعروف نہ ہوویں حالانکہ فرمایا ہے خدائے سبحانہ نے سورۃ بروج قرآن کے آخر میں وشاہد ومشہود الآیہ

و اگر مستثنیٰ نباشد لازم است انتظار و اخبار جای پس نباشد ختم انبیاء صلعم و چه حال باشد
فرمودہ حق تعالیٰ را ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ٥ نبوتاً بدلالۃ لفظ نبیین و فرمودہ حضرت
صلعم را انا عاقب والعاقب الذی لیس بعدہ نبی متفق علیہ فی المشکوٰۃ و تسلسل نا متناہی لازم
گردد و خبر محقق وقوع مجیئۃ بعد من بعد غیر محقق شد پس این استثناء مقتضی میثاق خاص از انبیاء
غیر رسول جائی است که در متن سابق مذکور شدہ و این سریست که در ضمیر مستتر و متصل آتیتکم
مذکور شد یعنی فاعل جاء مظہر مرتبہ اعتبار تعین ذاتِ بحت است که فاعل آتیت است و مفاعلیش
که ہمان مفاعیل آتیت است مظہر اتِ تعینات صفات ٥ و تحقق وقوع فعل واحد از فاعل واحد بر مفاعیل جنایت
که ہمین فعل و فاعل در تقابل ہر مفعول است تنبیہ بدانکه از جاء اگر مراد شود جاء احدکم دلالتی از نظم ترا ن نیست
و برین مراد این است که مجیئیان رسول در حیات احدی از انبیاء بود پس آن کدام اند والبتہ نظر در تعقیب
بالمہلت و ضمیہ جمع لتؤمنن ولتنصرن است پس فجاء می بایست نہ ثم جاء و لتؤمنن ولتنصرن بضمیر واحد نہ جمع
یا این است که مجیئیۃ واقع شد بر احدی از اہل برزخ بمہلت پس آن کدام اند

ترجمہ - یعنی آپ شاہد ہیں اور شہادت دیئے گئی - پس شہادت دینا اور دیا جانا بغیر معرفت کیسے ہوسکتا ہے - اور اگر یہ رسول آنیوالا
انبیاء میں اس میثاق سے مستثنیٰ نہ ہوگا تو اس نبی کا انتظار و اخبار لازم آئیگا اور آپ ختم انبیاء نہ ہوں گے اور اس فرمودہ حق تعالیٰ کی کیا
کیفیت ہوگی جو سورہ احزاب رکوع پنجم ہیں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین یعنی ولیکن آپ خدا کے رسول ہیں اور نبیوں کے
ختم کرنیوالے کہ یہ ختم از راہ نبوت ہے جسپر لفظ نبیین سے دلالت ہو رہی ہے اور اس فرمودہ حضرت صلعم کا کیا حال ہوگا
کہ انا عاقب والعاقب الذی لیس بعدہ نبی یعنی میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہے جسکے بعد نبی نہو یہ حدیث متفق علیہ
ہے کہ سبکا اسپر اتفاق ہے مشکوٰۃ میں موجود ہے اور تسلسل نا متناہی لازم ہو جائیگا جبکہ اس رسول کا استثنا نہ تسلیم کیا جائیگا اور
آمد رسول کے واقع ہونیکی یکے بعد دیگرے جو خبر محقق ہے وہ غیر محقق ہو جائیگی پس یہ استثنا میثاق خاص کا مقتضی ہے انبیاء سے
سوا اس رسول کے جو آنیوالا ہے کہ متن میں پہلے مذکور ہو چکا ہے اور جسکے ذکر نیکا وعدہ کیا گیا تھا - اور یہ ایک بھید ہے جو
آتیتکم کی ضمیر مستتر اور متصل میں مذکور ہو چکا یعنی جاء کا فاعل رسول جائی مظہر ہے مرتبہ اعتبار تعین ذات بحت کا کہ وہ
فاعل متکلم ہے آتیت کا اور اسی کے مفعول کہ وہ آتیت کے مفعول ہیں مظہر ہیں تعینات صفات کے مراتب کے اور فاعل واحد
سے فعل واحد کا مفعولوں پر واقع ہونیکا تحقق اسطرح ہے کہ یہی فعل و فاعل ہر مفعول کے تقابل میں ہے تنبیہ - معلوم ہو کہ
جاء سے اگر مراد جاء احدکم ہووے یعنی کوئی تم میں کا آویگا تو اسپر کوئی دلالت نظم عبارت سے نہیں ہے - اور
اس مراد پر یہ مقصود و مراد ہے کہ اس رسول کا آنا نبیوں میں سے کسی ایک
نبی کی حیات کیوقت میں ہو پس وہ کونسے ہیں -

و تعذر بر جمع اہل برزخ و در ایمان و نصرت از ایشان چرا است شد چه وقوع مجیئۃ بر واحدی از اہل
برزخ و ایمان و نصرت از و جمعی از ان برابر است ٥ و این اخبار بشارت از کتب اللہ تعالیٰ و
نسبۃ در پس آئندہ چرا است تا آنکه از کریمہ کان مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد الاٰیۃ
ظاہر است و از ختم نبوتش صلعم پیدا است که مراد از ثم جاءکم ہمانست صلعم پس اگر درین دو حال شد
در وقت حیات یا برزخ چنانکه مذکور شدہ مجیئۃ واقع نشد باطل شد خبر محقق الوقوع مجیئۃ و اگر مراد
شود فعل دیگر از فاعل واحد بر ہر مفعول از مفاعیل متخالف الاوان پس اگر بعد فناء فاعل بوجود
دیگرش است لزوم تناسخ است خلاف تحقیق و اعتقاد اہل سنۃ وجماعۃ و اگر ببقای فاعل است
فعل دیگر باطل و اینکه باعتبار وجود در زمان متوسط خاتم الانبیاء نباشد و اعتبار وجود در زمان آخر خاتم
الانبیاء باشد پس واقع شد ہر دو اعتبار در تشخص واحد پس بآن ایمان آوردہ شود که خاتم الانبیاء نیست
وہم ایمان آوردہ شود که خاتم الانبیاء است فکیف الایمان بہ و دیگر احتمالات مشوش خاطر درین مجیئۃ از فاعل واحد
بر مفاعیل ہمہ راجع شود ہمان دو احتمال سابق

ترجمہ - اور البتہ جائے نظر ہے تعقیب بالمہلت اور لتؤمنن اور لتنصرن کی ضمیر جمع میں پس فجاء فا کے ساتھ چاہیے تھا نہ ثم جاء اور لتؤمنن ولتنصرن
ضمیر واحد کیساتھ چاہیے نہ ضمیر جمع کے یا یہ کہ یہ آمد واقع ہوئی ہے مہلت کیساتھ کسی ایک اہل برزخ پر پس وہ کون ہیں اور اہل برزخ کو صیغہ جمع پر نہ کہو
ہو نیکی معذوری کیا ہے اور ایمان و نصرت میں انسے تعذر کسلئے ہے اسلئے کہ آمد کا کسی ایک احد پر اہل برزخ سے واقع ہونا اور انسے ایمان نصرت اور انتظار
اہل برزخ سے کسی جماعت پر وقوع مجیئت دونوں برابر ہیں پھر تعذر جمع اہل برزخ کسلئے ہے - اور یہ بشارت کی خبریں خدا تعالیٰ کی کتابوں سے اور خدا تعالیٰ
کے رسولوں سے پیچھے آنیوالے کی نسبت ہیں کسلئے ہیں یہانتک کہ اس آیت کریمہ سے ظاہر ہے جو سورہ صف کے اول رکوع میں ہے کہ مبشرا برسول یاتی
من بعدی اسمہ احمد الاٰیۃ یعنی عیسیٰ علیہ السلام کہ مژدہ دینے تھے ایک رسول کا کہ میرے بعد آئیگا جنکا نام پاک احمد ہے صلی اللہ علیہ
وسلم اور آنحضرت صلعم کی ختم نبوت سے ظاہر ہے کہ ثم جاءکم سے مراد وہی حضرت صلعم ہیں پس اگر ان دونوں وقتوں یعنی وقت حیات یا برزخ میں جیسا کہ
مذکور ہوا آمد واقع نہوئی تو اس وقوع آمد کی خبر محقق باطل ہوئی حالانکہ خبر محقق نص کا ابطال ہو نہیں سکتا اور اگر فاعل واحد سے ہر مفعول پر وقوع
آمد مختلف زمانوں کے مفعولوں سے فعل دیگر کا ارادہ ہوگا پس اگر فاعل کی فنا کے بعد اسکے دوسرے وجود سے ہے تو لزوم تناسخ ہے جو
تحقیق کے اور اعتقاد اہل سنت وجماعت کے خلاف ہے - اور اگر بقائے فاعل سے ہے تو فعل دیگر باطل ہے - اور یہ کہ باعتبار وجود زمانہ متوسط میں
خاتم انبیاء نہوگا - اور زمان آخر میں باعتبار وجودِ خاتم انبیاء ہوگا پس ایک ہی تشخص میں دونوں اعتبار واقع ہو گئے پس اس بات کا ایمان
لایا جائے گا کہ خاتم انبیاء نہیں ہے اور یہ بھی ایمان لایا جائے گا کہ خاتم انبیاء ہے - پس کیسے ایمان ہوگا اس کیساتھ
اور اور احتمالات مشوش خاطر اسی آمد میں فاعل واحد سے سب مفعولوں پر
راجع ہو جائینگے انھیں دو احتمال سابق کیساتھ

واگر مراد شود از پس آمدن بعض پس بعض مناسب نظم چنیاں بود و جاء بعضکم بعد بعض مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ بصیغہ واحد نہ جمع و بعد بعض مفعول فیہ است و مفعول بہ بضرورت محذوف خواہد شد و آں معنی جاءکم نیست و آں در وقت حیات پیغمبر سابق باشد یا بعد حیات و در تشاہد اً اولو العزمان نسخ معطل اولو العزم مخالف عظمتش و عظمۃ ملتش واقع شد یا تبع الامالت و آنجا است کہ بعث اولو العزم بعد امتداد زمان فترت است باید دانست کہ این آمدن فارغ از انبیاء سابق نتواند شد چہ فراغ در فاعل و مفعول نتواند شد چنانکہ بعث ہر پیغمبر فارغ از پیغمبر سابق است پس مدعا رجوع بصراحت نظم یعنی وقوع فعل واحد از فاعل واحد بر مفاعیل کند و این لازم عالم برزخ است و اگر این میثاق از ہر واحد در وقت نبوت عالم شہود است شامل احتمالات سابق است لتؤمنن بہ ولتنصرنہ مضارع موکد و محقق بلام تاکید و نون ثقیلہ استمراراً و خباراً مشیر معنی امر است و اقتضائی استفہام نیز مشیر امر است والا استفہام معارض شد مر خبر محقق را و نفرمود بامر بنا بر نبودن عالم تکلیف ازلاً و برزخاً۔

ترجمہ۔ اور اگر اس سے مراد ہوگا بعض کا آنا بعض کے پیچھے تو مناسب نظم کا اسطرح ہوگا و جاء بعضکم بعد بعض مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ یعنی اور آویگا بعض تمہارا بعض کے بعد کہ مصدق ہوگا اس چیز کا کہ تمہارے ساتھ ہے تاکہ ضروری ہے کہ تو اسکا ایمان لاوے اور اسکی مدد کرے بصیغہ واحد نہ جمع۔ اور اس نظم میں بعد بعض مفعول فیہ ہے اور مفعول بہ بضرورت محذوف ہوگا۔ اور یہ معنی جاءکم کے نہیں ہیں۔ اور یہ آمد پیغمبر سابق کی حیات کے وقت میں ہوگا۔ یا حیات کے بعد۔ اور اولو العزموں کے تشاہد یعنی باہم روبرو ہونیمیں نسخ معطل اولو العزم کا اسکی عظمت کے اور اسکی عظمت ملت کے مخالف واقع ہوگا یا تبع بالامالت کے اور یہیں سے ہو کہ اولو العزم کی بعث امتداد زمان فترت کے بعد ہی سمجھنا چاہیے کہ یہ آمد رسول انبیاء سابق سے فارغ نہیں ہو سکتی اسلئے کہ فراغ فاعل و مفعول میں نہیں ہو سکتا جیسے کہ ہر ایک پیغمبر کی بعث فارغ ہے پیغمبر سابق سے۔ پس مدعا صراحت نظم کی طرف رجوع کرے گا یعنی فعل واحد کا وقوع فاعل واحد سے مفعولوں پر ہوگا۔ اور یہ عالم برزخ کو لازم ہے۔ اور اگر یہ میثاق واحد سے عالم شہود کی نبوت کے وقت میں ہے تو انہیں احتمالات سابق کو شامل ہے لتؤمنن بہ ولتنصرنہ مضارع جو موکد و محقق لام تاکید و نون ثقیلہ سے ہیں بطور استمرار و اخبار مشیر معنی امر ہیں۔ اور اقتضا سے استفہام بھی مشیر امر ہے ورنہ استفہام خاص خبر محقق کا معارض ہوگا۔ اور ایمان و نصرت کی نسبت بصیغہ امر نہیں فرمایا کیونکہ عالم تکلیف بطور ازل برزخ کے نہیں ہوتا اور امر عالم تکلیف سے متعلق ہے بلکہ بصیغہ مضارع بطور موکد و محقق ارشاد ہوا کہ بطور ازلی و برزخ کی نمایاں ہو۔

پس ایمان انبیاء علیہم بکملات آنحضرت صلعم و رحالات شہود شان علما گو جود وہ صلعم بنا بر میثاق است کہ مفید تکمیل معرفۃ اللہ تعالیٰ بمعرفۃ ذات و صفات آنحضرت صلعم است عروجاً الی الحقیقۃ المحمدیۃ و نزولاً بہ و زائل نمیشود در عالم برزخ پس ہمان ایمان و نصرت از عالم برزخ علما بشہود وہ صلعم بنا بر محل است کہ مفید ترقی بعض درجات فاضل ایشانست و این فائدہ بلاغۃ باستمرار از مضارع است و این ایمان و نصرت باصالت است نہ باحتیاج و جمع نمیشود اصالت باحتیاج و غیر است از ایمان بربوبیۃ و عمل بعبودیۃ کہ معین و موقوف عالم شہود است چنانکہ خود از لتؤمنن بہ ولتنصرنہ و امی نماید و ضمیر متصل مفعول ش ای در لتؤمنن بہ و لتنصرنہ راجع برسول است نہ بما موصولہ در تحت مصدر ش ای میثاق یا تحت فعل ش ای آتیت زیرا چہ نبی را بوصول مرتبہ نبوت انکشاف کتاب و حکمۃ بجز دادن فیہ است نہ تدریجاً ورنہ لازم منقصت در مرتبہ نبوت است پس لتؤمنن بہ ولتنصرنہ جزا محقق الوقوع از شرط محقق الوقوع ثم جاء است و اگر راجع شد بما موصولہ تحصیل حاصل بانکشاف مذکور است و جملہ ثم جاءکم مہمل التعلق و اگر شامل باشد بما موصولہ بنا بر تعقیب پس ضمیر جمع می بایست

ترجمہ۔ پس ایمان انبیاء علیہم کا آنحضرت صلعم کے کمالات پر آنحضرت کے شہود کی حالتوں میں بسبب جاننے کے ہر میثاق کے سبب سے آنحضرت صلعم کے وجود کے جو مفید ہے تکمیل معرفت خدائے تعالیٰ کو آنحضرت صلعم کی ذات و صفات کی معرفت کیساتھ حالت عروج میں حقیقۃ محمدیہ کیطرف اور در صورت نزول اسی حقیقت محمدیہ سے۔ اور یہ ایمان انبیاء سے عالم برزخ میں زائل نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ وہی ایمان و نصرت عالم برزخ کا از روئے علم حضرت صلعم کے شہود کیساتھ بنا بر محل ہے جو انکے بعض درجات فاضلہ کی ترقی کو مفید ہے اور یہ فائدہ بلاغت مضارع کے استمرار سے حاصل ہے اور یہ ایمان و نصرت باصالت ہے نہ باحتیاج۔ اور اصالت احتیاج کیساتھ جمع نہیں ہوتی ہے۔ اور یہ ایمان غیر ہے اس ایمان سے جو ربوبیت کیساتھ اور عمل میں عبودیت کے ساتھ ہے کیونکہ ایمان و عمل بربوبیت و عبودیت موقوف و معین عالم شہود سے ہے جیساکہ خود لتؤمنن بہ ولتنصرنہ سے ظاہر ہو رہا ہے اور اس میں ضمیر متصل مفعولی رسول کیطرف راجع ہے نہ ما موصولہ کیطرف جو تحت مصدر میثاق ہے یا فعل آتیت کے تحت میں۔ اس لئے کہ نبی کو مرتبہ نبوت پر پہنچنے کے ساتھ ہی کتاب اور حکمت کا انکشاف بجز دان دونوں کے دینے کے دفعتاً ہے نہ تدریجاً ورنہ مرتبہ نبوت میں منقصت کو لازم ہے۔ پس لتؤمنن ولتنصرنہ جزا ہے محقق الوقوع ہے۔ شرط محقق الوقوع ثم جاءکم کی۔ اور اگر ضمیر متصل مذکورہ مفعولی ما موصولہ کی طرف راجع ہوگی تو انکشاف مذکور میں تحصیل حاصل ہے اور جملہ ثم جاءکم کا تعلق مہمل۔ اور اگر یہ جملہ ما موصولہ کو بسبب تعقیب شامل ہو تو ضمیر جمع چاہیئے۔

کما قال سبحانہ ذٰلکم أأقررتم واخذتم تشیر امر است بنابر استفہام و از ذٰلکم اشارت بعمل بکتاب و حکمۃ
و ایمان و نصرت مذکور و اقررنا بحذف مفعول فصاحۃ بنابر دلالۃ نظم بر آں باید دانست کہ از صراحت نظم ایں کریمہ نظر بوحدت
فعل محبتیہ و تحقیق و قوع آں از فاعل واحد بر مفاعیل بینہ ایں محبتیہ برای لتؤمنن بہ و لتنصرنہ و استثنار فاعلش از مفعولش
واضح است کہ محبتیہ رسول بر انبیا اہل برزخ واقع شد و آں رسول برتبہ علیا خاتم الانبیا و نبی الانبیا است ہمانا آں
سید عالم محمد رسول اللہ تعالیٰ است صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کما قال سبحانہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن
رسول اللہ وخاتم النبیین الآیہ نبوتاً و رتبۃً وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فضلت علی الانبیا بست الی
آن قال ختم بی النبیون رواہ مسلم فی کتاب المساجد و تعلق اہل عالم برزخ باہل عالم شہود است و بقائی اوصاف ذاتیہ
و فعلیہ در عالم برزخ و انتفاع و انتفاع اہل عالم برزخ و اہل عالم شہود از یکدیگر و ایں محبتیہ رسول اللہ تعالیٰ صلعم
بانبیا اہل برزخ و ایمان و عمل ایشاں بدیں تخصیص کہ لتؤمنن بہ و لتنصرنہ وامی نماید بنابر تکمیل بعض درجات کا ملہ
ایشاں است کہ تعلق بوجود شہودی حضرت نبی امی میداشت و تشریف شان بشرف آں پس مخصوص الوجہ است
بانچہ مذکور شد نہ بخصوصیۃ تکلیف ملۃ و تبع بالاحتیاج

ترجمہ جیسا کہ فرمایا حق سبحانہ نے ذٰلکم أأقررتم واخذتم شیر امر ہے بسبب استفہام اور ذٰلکم سے اشارہ ہے عمل کتاب و حکمت کیطرف اور ایمان
و نصرت مذکور کا اور اقررنا جو اسکے بعد مقولہ انبیا ہے بحذف مفعول واقع ہوا ہے بنابر فصاحت ہے کہ نظم سے اسپر دلالت ہو رہی ہے
سمجھنا چاہیے کہ صراحت نظم سے اس کریمہ کے اسکے فعل محبیت کی وحدت پر نظر کرکے اور اسکے فاعل واحد سے مفعولوں پر اسکے واقع ہونیکی تحقیق پر
نظر کرکے اور اس محبیت کو لتؤمنن و لتنصرنہ کیلئے سبب ہونے پر نظر کرکے اور اسکے فاعل کو استثنار پر اسکے مفعول سے نظر کرنیکی تحقیق واضح ہے
کہ محبیت رسول انبیاء اہل برزخ پر واقع ہوئی۔ اور وہ رسول جسکا بڑا مرتبہ ہے خاتم الانبیاء اور نبی الانبیاء اور وہ رسول وہی سید عالم محمد رسول
خدا تعالیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اسیواسطے فرمایا حق سبحانہ نے ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و
خاتم النبیین الآیہ یعنی نہیں ہیں محمد صلعم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن خدا کے رسول ہیں اور نبیوں کے ختم کرنیوالے آخر آیت تک اور یہ
ختم بطور نبوت و رتبہ کے دونوں طرح ہے۔ اور فرمایا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فضلت علی الانبیاء بست الی ان قال
ختم بی النبیون روا ہ مسلم فی کتاب المساجد یعنی مجھکو انبیا پر چھ چیزوں میں فضیلت حاصل ہے۔ یہانتک کہ فرمایا مجھ سے انبیاء
ختم کردیئے گئے اس حدیث کو مسلم نے اپنی کتاب کے باب کتاب مساجد میں روایت کیا ہے۔ اور برزخ کی دنیا والوں کا اس دنیا والوں کیساتھ تعلق ہے اور اوصاف
ذاتیہ و فعلیہ کا عالم برزخ میں باقی رہنا۔ اور عالم برزخ اور شہود والونکا آپس میں ایکدوسرے سے فائدہ اٹھانا اور پہنچانا۔ اور یہ آثار رسول خدا تعالیٰ صلعم کا
انبیا اہل برزخ کیواسطے انکا مصدق بنکر اور انکا ایمان و عمل اس تخصیص کیساتھ جو لتؤمنن بہ و لتنصرنہ سے ظاہر ہو رہا ہے انکی یعنی انبیا کے بعض درجات فاضلہ
کی تکمیل یعنی پورا کرنیکی بناء پر ہے کہ ایک تعلق نبی آخر صلعم کو وجود شہودی کیساتھ رکھتے تھے۔ اور اس بناء پر کہ انکو شرف کیساتھ انکی تشریف ہو
پس بسبب ان چیزوں کے جو مذکور ہوئیں یہ محبیت مخصوص الوجہ ہے نہ یہ خصوصیت تکلیف ملت اور تبع بالاحتیاج کی وجہ سے ہے۔

و از ینجا است کہ حضرت سید الانبیا صلعم نبی الانبیا و ممنوع النظیر است بختم نبوت و علو مرتبہ الصلوٰۃ
والسلام علی محمد افضل الرسل الصلوٰۃ والسلام علی محمد خاتم الرسل الصلوٰۃ والسلام علی محمد لم یخلق مثلہ
الصلوٰۃ والسلام علی محمد لن یخلق مثلہ اللّٰھم صل وسلم علی محمد النبی نورک وعلی انوارہ بعظمتہ
کما تحبہ و ترضاہ و شفعہ فینا و ترحمنا بہ۔

باید دانست انبیا علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام بوجود نبوت در
عالم برزخ زندہ و متصرف اند بماشاء اللہ تعالیٰ اعجاز اچنانکہ
ایں عقیدہ مجمع علیہ اہل سنت و جماعت است کما قال سبحانہ
ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات ط بل احیاء ولکن لا تشعرون
ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون
فرحین بما اتٰھم اللہ من فضلہ الآیہ ش تفسیر ایں ہر دو کریمہ
در ذکر کیفیۃ الرسالۃ والنبوۃ است

ترجمہ اور یہیں سے یہ بھی ظاہر ہے کہ حضرت سید الانبیاء صلعم انبیاء کے بھی نبی ہیں اور آپکی نظیر ممنوع ہے آپکی علو مرتبت اور ختم نبوت کے سبب الصلوٰۃ
والسلام علی محمد افضل الرسل یعنی درود و سلام ہو حبیب محمد صلعم پر جو رسولوں میں افضل ہیں۔ الصلوٰۃ والسلام علی محمد خاتم الرسل یعنی
درود و سلام ہو حبیب محمد صلعم پر جو رسولوں کے ختم کرنیوالے ہیں۔ الصلوٰۃ والسلام علی محمد لم یخلق مثلہ یعنی درود و سلام ہو حبیب محمد صلعم پر جنکا
مثل پیدا نہیں ہوا۔ الصلوٰۃ والسلام علی محمد لن یخلق مثلہ یعنی درود و سلام ہو حبیب محمد صلعم پر جنکا مثل ہرگز پیدا نہوگا اللّٰھم
صل وسلم علی محمد النبی نورک وعلی انوارہ بعظمتہ کما تحبہ و ترضاہ و شفعہ فینا و ترحمنا بہ یعنی اے میرے خدا درود و سلام
بھیج محمد صلعم پر کہ نبی ہیں تیرے نور ہیں اور انہی کے انوار پر بسبب انکی عظمت کے جیسا کہ تو انکو چاہتا ہے اور انکو پسند کرتا ہے اور شفیع
کر انکو ہم میں اور انکے طفیل سے ہم پر رحمت کر سمجھنا چاہیے کہ انبیاء ہمارے نبی پر اور انپر درود و سلام ہو بوجود نبوت کیساتھ عالم برزخ میں زندہ
اور متصرف ہیں اسقدر کہ خواہش خدائے تعالیٰ ہو۔ اور یہ حیات و تصرف انبیاء کا از روئے اعجاز ہے جیسا کہ یہ عقیدہ اہل سنت والجماعت کا مجمع علیہ ہے کہ
اسپر سب کا اجماع اور اتفاق ہے اسلیے کہ فرمایا حق سبحانہ نے ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات ط بل احیاء ولکن لا تشعرون
یعنی اور مت کہو ان کیلیے جو اللہ کی راہ میں قتل ہوتے ہیں یا ہونگے مردے بلکہ وہ زندہ ہیں ولیکن تمھیں اسکا شعور نہیں
اور ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا ط بل احیاء عند ربھم یرزقون
فرحین بما اتٰھم اللہ من فضلہ الآیہ یعنی ہرگز گمان مت کرو انکا جو اللہ کی راہ میں قتل ہوئے
مردہ ہونیکا۔ بلکہ وے زندہ ہیں اپنے پروردگار کے پاس رزق پاتے ہیں فرحاں و شاداں ہیں اس چیز سے جو انکو اللہ نے
اپنے فضل سے عنایت کی اور دی ہے الخ۔ ان دونوں آیت کریمہ کی تفسیر ذکر کیفیت رسالت و نبوت میں ہے۔

ھ قال صلعم الانبیاء احیاء فی قبورہم ویصلون الحدیث ہمچنانکہ ایں صلوٰۃ در عالم برزخ است
آں ایمان و نصرت نیز فمن تولی بعد ذلک الخ ایں جملہ شرطیہ جزاء شرط محذوف اے
اذا کان الامر کذا ای المیثاق الذی یتعلق بمجیئہ رسول مصداق لما معہم وایمانہم ونصرتہم بہ فآر
من زمانیاں حضرت خاتم الانبیاء مراد اند بنا بر تحقق تولی وعموم من بی تخصیص ش ای نفرمود
سبحانہ فمن تولی منہم ھ نہ انبیاء بنا بر عصمت شان وتحقق ایمان ونصرت از ایشان ع بدلالۃ
نظم ش چنانکہ بر سالکان طریق تصوف اعجاز نصرت حضرت خاتم الانبیاء و دیگر انبیاء علی نبینا
وعلیہم الصلوٰۃ والسلام از عالم برزخ عیانست شعر

آفتاب آمد دلیل آفتاب ؎ گر دلیلت باید ازوی رو متاب

ھ و ماضی برمراد تحقق وقوع فعلست ومشار الیہ ذالک اخذ میثاق است بنا بر تعلق جزاء بشرط اذا کان
الامر و کذا چنانکہ مذکور شد ورنہ نظر با اختلاف ضمائر و معنی است کہ بر متفکر مخفی نماند واسم اشارہ جمع ش ای
اولئک ھ کہ در جزاء است مشیر است بمراد کثرت از جنسیۃ من و ضمیر جمع ش ای ہم ھ موکد است بر فسق معرضین

ترجمہ۔ اور فرمایا حضور صلعم نے کہ انبیاء زندہ ہیں اپنی قبروں میں اور نماز پڑھتے ہیں آخر حدیث تک پس جیسا کہ یہ نماز انبیاء کی عالم
برزخ میں ہے اسی طرح ایمان و نصرت بھی ہے جسکی نسبت انبیاء سے میثاق ہے فمن تولی بعد ذلک فاولئک ھم الفاسقون یعنی اب جو
کوئی اسکے بعد پھریگا تو وہی لوگ ہیں کہ وہی فاسق ہیں۔ یہ جملہ مذکورہ جو شرطیہ ہے جزا ہے شرط محذوف اذا کان الامر کذا کی یعنی جبکہ ایسا امر ہووے
کہ میثاق انبیاء وہ کہ تعلق رکھتی ہو ایسے رسول کی آمد سے کہ وہ مصدق ہووے اس چیز کا جو انکے ساتھ اور انکا ایمان اور انکی نصرت اسکے ساتھ ہووے
تو اسکی جزا یہ کہ جو کوئی اسکے بعد پھریگا الخ۔ اور اس جملہ میں لفظ من سے حضرت خاتم الانبیاء کے زمانہ والے مراد ہیں صیغہ ماضی تولی کے تحقق
ہونیکے سبب حالانکہ عموم من کا بے تخصیص ہے یعنی حق سبحانہ نے فمن تولی منہم نہیں فرمایا کہ منہم سے تخصیص ہو جاتی نہ اس من سے انبیاء
مراد ہیں بسبب انکی عصمت کے اور انسے ایمان و نصرت کی تحقیق کے سلب کے لفظ سے دلالت ہو رہی ہے جیسا کہ طریق تصوف کے
سالکوں پر حضرت خاتم الانبیاء اور دوسرے انبیاء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی نصرت کے اعجاز عالم برزخ
سے ظاہر ہیں شعر آفتاب آمد دلیل آفتاب ؎ گر دلیلت باید از وے رو متاب۔ ترجمہ۔ آفتاب آپ دلیل آفتاب ہے
مت پھیر اُس سے منہ کہ تو راہ یاب ہے ؎ اور تولی صیغہ ماضی وقوع فعل کے تحقق کی مراد ہے اور ذلک کا مشار
اخذ میثاق ہے بسبب متعلق ہونے جزا کے شرط اذا کان الامر کذا کے ساتھ جیسا کہ مذکور ہوا ورنہ
ضمیروں اور معنی کے اختلاف میں بہت سی نظریں اور خدشے ہیں جو متفکر پر پوشیدہ نہیں اور اسم اشارہ اولئک
جمع جو فمن تولی الخ شرط کی جزا میں آیا ہے مشیر ہے اس بات کا کہ اس سے جنسیت من کی کثرت مراد ہے۔
اور ضمیر جمع ہم سے تاکید ہو رہی ہے معرضین کے فسق پر۔

باید دانست کہ جملہ اذ اخذ الی قول من الشاہدین متضمن مقدمہ اثبات تعظیم وفضل حضرت معظم
وافضل مخلوقات است ومبنی ترتب امر باشارت مقدمہ چنانکہ قولہ تعالیٰ ان اللہ وملائکتہ
یصلون علی النبی الآیہ مقدمہ اثبات تعظیم وتصلیہ است ومبنی ترتب امر ش ای یا ایہا الذین
امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما ھ وجملہ فمن تولی الی قول ہم الفاسقون متضمن امر بالاشارت
موافق مقدمہ مثبتہ المراد وحکم معرض است و دریں کریمہ اعجاز پیشین گوئی حال و مآل معرضان
بسیار باشند باشارت تحقق تولی از ماضی واشارت جمعیۃ اولئک ھم الفاسقون بطرف
کثرت از جنسیۃ من متنازع بسبب دلالۃ بر معنی قلت وکثرت میان تولی و اولئک ورنہ
مشار الیہ ش اولئک ھ معدوم وتعارض میان شرط وجزا بوحدت وکثرت موجود وبعض
شان واجب العقاب است بعض نافرمان بری وبعض شان جائز العفو ہست بعض نافرمان بری بدلالۃ
فاسقون چہ فسق شامل است کفر وکبیرہ وصغیرہ ومکروہ را بخلاف کفر ش کہ شامل نیست کبیرہ وصغیرہ ومکروہ را ھ ونیز ممکن کہ
بعض تولی کفر باشد پس واجب العقاب است وبعض تولی کبیرہ یا صغیرہ یا مکروہ پس جائز العفو ش ہر کرا خواہد سبحانہ عفو کریم

ترجمہ۔ سمجھنا چاہیے کہ جملہ اذ اخذ تا قول من الشاہدین تمام متضمن ہے ایسے مقدمہ کو جسمیں حضرت معظم
اور افضل مخلوقات صلعم کی تعظیم وفضل کا اثبات ہے اور مبنی ہے ترتب اثر کا اسی مقدمہ کی اشارت سے یعنی آئندہ جو
امر مترتب ہونیوالا ہے گویا اسکی بنا اسی جگہہ قایم ہوئی ہے جیسا کہ یہ قول خدا کے ہے کہ ان اللہ وملائکتہ یصلون
علی النبی الآیہ مقدمہ ہے اثبات تعظیم وتصلیہ کا اور مبنی ہے اس ترتب امر یا ایہا الذین امنو
صلوا علیہ وسلموا تسلیما کا اور جملہ فمن تولی تا قول ھم فاسقون تک متضمن امر بالاشارت ہے موافق مقدمہ کے ہے
جو مراد کا مثبت ہے اور معرض سے حکم کی بات ہے۔ اور اس کریمہ میں اعراض کرنیوالوں کے حال ومآل کی پیشینگوئی کا
اعجاز ہے۔ اس بات کی طرف کہ اعراض کرنیوالے بہت ہونگے جسکے تحقق کا اشارہ تولی ماضی سے۔ اور اولئک ھم الفاسقون
کے جمع ہونیکا۔ اشارہ کثرت کی طرف ہو رہا ہے جنسیت من متنازع سے جسکا تنازع بسبب دلالت کرنے قلت وکثرت
کے معنی پر جو درمیان تولی اور اولئک کے ہے۔ ورنہ اس اولئک کا مشار الیہ معدوم ہے۔ اور درمیان شرط
وجزا کے وحدت وکثرت سے تعارض موجود ہے۔ اور ان کے بعض بسبب بعض حکم عدولی کے
واجب العقاب ہیں کہ ان پر عذاب واجب ہے۔ اور بعض ان میں سے جائز العفو ہیں کہ ان کی معافی جائز ہے
بعض حکم عدولی میں بدلالت فاسقون اس سے کہ فسق شامل ہے کفر کبیرہ صغیرہ ومکروہ کو بخلاف کفر
کے کہ وہ کبیرہ وصغیرہ ومکروہ کو شامل نہیں۔ اور ممکن ہے کہ بعض تولی یعنی اعراض کفر ہوتا ہے پس واجب العقاب ہے
اور بعض تولی کبیرہ یا صغیرہ یا مکروہ پس جائز العفو ہے جسکو وہ چاہے کہ بتحقیق خدای سبحانہ بڑا معاف کرنیوالا اور بہت کرم والا ہے۔

مراد از نجاست که تعظیم محمد رسول اللہ تعالیٰ صلعم بایمان بجمیع وجوہ کمالات حضرتش صلعم
و نصرت بجمیع وجوہ مرادات حضرتش صلعم است تکاسل بہ بجا آوریش فسق است
بر تفاوت درجات مومن مدام در حقوق حضرتش صلعم کوشیدہ بنا بسر انجامی چنانکہ
باید مستغفر باشد ترکیب نحوی لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ الخ متضمن شرط معناً باجزا او معناً
محذوف است تتحملن بہ وغیرہ معطوف علیہ ثم جاء الخ متضمن شرط معناً باجزا او
معناً مذکور است لتؤمنن بہ الخ معطوف پس معطوف علیہ با معطوف مفعول
مصدر مصدر با فاعل و مفعول مفعول اخذ اذ اخذ با فاعل و مفعول
شرط قال أأقررتم الخ استفہام۔ قالوا أقررنا جواب استفہام با جواب
متضمن شرط معناً ای اذا کان الامر کذا
قال فاشہدوا الخ متضمن جزا معناً
جملہ شرطیہ جزاء شرط

ترجمہ یہیں سے ہے کہ تعظیم محمد رسول خدائے تعالیٰ صلعم کی بحضرت کی تمام وجوہ کمالات پر ایمان کیساتھ ہے اور نصرت آپکی تمام وجوہ مرادات حضور صلعم کی حضرت کیساتھ
ہے اس تعظیم و نصرت کی بجا آوری ان میں سستی کرنا حسب تفاوت درجات فسق ہے پس مومن کو چاہیے کہ ہمیشہ حضور صلعم کی حضرت کے حقوق میں کوشاں رہکر انکے سرانجام نہونے پر
استغفار کرتا رہے ترکیب نحوی آیت کریمہ مذکورہ کی۔ اذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اٰتیتکم من کتاب و حکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما
معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ معطوف متضمن شرط معناً با جزا معناً محذوف ای تتحملن بہ وغیرہ معطوف علیہ یعنی اٰتیتکم فعل متعدی مع لام تاکید کہ مفعول مقدم کی تاکید و تخصیص کیلئے ہے فعل ہر
تجاوز ہوا جو دیگا مفعولیت فعل مذکور اور مصدر میثاق کہ اسکی تحت میں واقع ہوا تنازع ہے جسکا بیان کتاب و حکمت ہے جو سبب تنازع ہے پس فعل مذکور اپنے فاعل ضمیر
متکلم اور مفعول جمع مخاطب سے ملحق سابق مذکور سے متعلق ہے ملکر جملہ فعلیہ شرطیہ جملہ آئندہ بسبب عطف باعتبار معنی متضمن معنی شرط ہوا جسکی جزا باعتبار معنی لتحملن بہ وغیرہ محذوف
باقتصار کلام کو توسیع مرادات کی غرض سے دی ہے شرط و جزا ملکر معطوف علیہ ثم جاء الخ متضمن شرط معناً با جزا معناً مذکور ہے لتؤمنن بہ الخ معطوف یعنی ثم حرف عطف بنا بر تعقیب بمہلت جاء
فعل مع مفعول جمع مخاطب رسول فاعل ظاہر موصوف بصفت مصدق لما معکم مصدق اسم فاعل لام جار ما موصولہ کہ اسکے بعد ادنی فعل مقدر مع فاعل مستتر و مفعول مع
ملکر جملہ صلہ صلہ موصول ملکر مجرور متعلق اسم فاعل مذکور کہ صفت فاعل مظہر ہیں فعل اپنے فاعل مع متعلقات فاعل اور مفعول کیساتھ جملہ فعلیہ متضمن شرط معناً ہوا۔ لتؤمنن بہ
ولتنصرنہ ہر دو فعل مضارع مؤکدہ محقق و مستتر بتاکید لام و نون و درمیان اپنے فاعل مضمر مخاطب اور مفعول بہ کیساتھ ملکر معطوف علیہ معطوف باہم ہوکر جزا
معناً شرط معناً مذکور کی۔ پس شرط و جزا ملکر شرطیہ معطوف۔ پس معطوف علیہ مع معطوف مفعول ہوا مصدر میثاق کا مصدر اپنے فاعل مضاف الیہ اور مفعول
کیساتھ ملکر مفعول ہوا فعل اخذ کا۔ پھر یہ فعل اپنے فاعل مظہر اور مفعول مع حرف اذ متضمن معنی شرط ہوا قال أأقررتم واخذتم علی
ذالکم اصری قالوا أقررنا قال فاشہدوا وانا معکم من الشاہدین قال أأقررتم استفہام قالوا أقررنا جواب استفہام استفہام با جواب متضمن شرط
معناً ای اذا کان الامر کذا۔ یعنی قال فعل با فاعل ضمیر مستتر کہ راجع ہے فاعل اخذ کیطرف ہمزہ استفہام أأقررتم واخذتم ہر دو فعل ہیں ذالکم ضمیر مخاطب متعلق علی
مع ذالکم مفعول۔

ای اذا اخذ شرط با جزا مفعول اذکر محذوف جملہ فعلیہ نظر بہ متعلقات خود متضمن
شرط معناً ای اذا کان الامر کذا فمن تولی بعد ذالک الخ جملہ شرطیہ جزاء شرط ای
جملہ فعلیہ اذکر باین تقریر در ومند کہ باثبات و ایراد و جواب ایراد است در
اختلاف مفسرین اگر نظر توانی کرد توانی رسید ہر او ورد مندان ان شاء اللہ تعالےٰ
باید دانست اختلاف مفسرین ازالہ قطعیۃ از ہر جانب ساختہ توسیع اختلاف
تا آنکہ خلاف عقائد محققہ اہل سنۃ و جماعۃ نباشد روا داشتہ ولیکن اختلافی
کہ بدلائل راجحہ باشد اولے
و احرے باجابت
است

ترجمہ۔ أأقررتم معطوف علیہ معطوف استفہام مقولہ قول ہوا۔ قالوا فعل با فاعل ضمیر غائب متصل۔ أقررنا با فاعل ضمیر متکلم مع الغیر و مفعول محذوف
کہ فصاحت اسکی بدلالت نظم ہے جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ جواب استفہام ہوا۔ استفہام مع جواب متضمن شرط ہوا اس معنی کر کہ اذا کان الامر کذا یعنی جبکہ یہ
بات کہ استفہام مع جواب ثابت و متحقق ہوگئی تو کیا ایسا ہونا چاہیے۔ قال فعل ہو فاعل فا حرف جزا۔ اشہدوا فعل با فاعل و مفعول محذوف جملہ فعلیہ
انشائیہ معطوف علیہ و انا معکم من الشاہدین جملہ اسمیہ معطوف۔ معطوف علیہ معطوف ملکر مقولہ قول متضمن جزا ہوا معناً شرط معناً مذکور کی۔ یہ
جملہ شرطیہ جزا ہوا۔ جملہ اذ اخذ تا آخر شرط کی۔ پھر یہ شرط و جزا اذ اخذ سے من الشاہدین تک جملہ شرطیہ ہوکر مفعول ہوا فعل
اذکر محذوف کا۔ یہ فعل امر سے فاعل اور مفعول مطول مذکور کی جملہ فعلیہ ہوکر متعلقات پر نظر کر کے اس معنی کو متضمن شرط ہوا کہ اذا کان الامر
کذا۔ یعنی یہ کہ نبیوں سے عہد کی مضبوطی انکو کتاب و حکمت دینے کی بابت۔ اور ان کے پاس مخصوص و معروف رسول کے آنے اور اسپر انکے
ایمان لانے اور مدد کرنے کی بابت عہد و اقرار پکا لیلیا۔ اور اقرار کرالیا اور اس عہد و اقرار کی پختگی کا انکو گواہ قرار دے لیا اور خود خداوند کریم انکے
ساتھ گواہ بنگیا۔ تو اسکی یاد دلا کر یہ نیا حکم ارشاد ہوا کہ جب ایسی بات ہو تو اسکے خلاف کی نسبت یہ حکم ہے فمن تولی بعد ذالک
فاولئک ہم الفاسقون ہ جملہ شرطیہ جزا شرط ای جملہ فعلیہ اذکر یعنی فا حرف جزا من موصولہ متضمن شرط تولی
فعل ماضی ضمیر مستتر فاعل راجع طرف من۔ بعد ذالک مضاف مضاف الیہ مفعول فیہ۔ یہ سب ملکر جملہ فعلیہ متضمن شرط ہوا فا
حرف جزا اولئک اسم اشارہ راجع طرف من مبتدا ہم الفاسقون مبتدا و خبر جملہ اسمیہ خبر مبتدا مذکور کی۔ یہ مبتدا و خبر جملہ اسمیہ
ہوکر جزا ہوئی جملہ فعلیہ متضمن شرط مقدم کی پھر یہ شرط و جزا جملہ شرطیہ ہوکر جزا ہو جملہ فعلیہ اذکر متضمن شرط کا جو متعلقات پر نظر کر کے
معنی میں اذا کان الامر کذا کے ہے۔ الحاصل کریمہ مذکورہ جملہ متضمن شرط ہے۔ اس تقریر دردمند میں جو اثبات اور ایراد
اور جواب ایراد اختلاف مفسرین کے باب میں ہے۔ اگر تو غور کر سکے گا اور اچھی طرح اسمیں نظر سے دیکھیگا تو دردمند کی مراد کو
انشاء اللہ تعالیٰ پہنچ سکیگا سمجھنا چاہیے کہ اختلاف مفسرین نے ہر طرف سے ازالہ قطعیت یعنی قطعی ہونا زائل کر کے توسیع اختلاف کو
کہ اہل سنت و جماعت کے عقائد محققہ کے خلاف نہو گا جائز رکھا ہے ولیکن جو اختلاف دلائل راجحہ کیساتھ ہو اجابت سے زیادہ لائق ہے یعنی مناسب تر اور احری یعنی لائق تر

وفی مجمع اختلافات تفسیر کبیر است و از انست قولی موافق مراد در مند و من العلماء من التزام فی ہذہ الآیۃ اضمارا آخر و اراح نفسہ عن تلک التکلفات التی حکیناہا عن النحویین فقال تقدیر الآیۃ اذ اخذ اللہ میثاق النبیین لتبلغن الناس ما اتیتکم من کتاب وحکمۃ قال الا انہ حذف لتبلغن لدلالۃ الکلام علیہ لان لام القسم انما تقع علی الفعل فلما دلت ہذہ اللام علی ہذہ الفعل لاجرم حذفہ اختصارا ثم قال تعالے بعدہ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم وہو محمد صلی اللہ علیہ وسلم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ وعلی ہذہ التقدیر یستقیم النظم ولا یحتاج الی تکلف تلک التعسفات واذا کان لابد من التزام الاضمار فہذا الاضمار الذی بہ ینتظم الکلام ونظما بینا جلیا اولے من تلک التکلیفات انتہی

اللہم صل وسلم علی محمد النبی لوزک وعلے
انوارہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا
وترحمنا بہ

ترجمہ اور مجمع اختلافات تفسیر کبیر ہے اور اسمیں ہیں سو ایک قول ہے کہ مراد در مند کیمو افق ہے اور وہ یہ ہے کہ علما میں سے جس کسی نے اس آیت میں آخر کو پوشیدہ رکھنا لازم سمجھا اور ان تکلفات سے جو ہمنے نحویوں کے بیان کئے اُسنے اپنے نفس کو آرام دیا تو اُسنے تقدیر آیت کی یوں کہی اذ اخذ اللہ میثاق النبیین لتبلغن الناس ما اتیتکم من کتاب وحکمۃ یعنی اور جبکہ خدا نے نبیوں سے قسم وعہد لیا کہ تمکو ضروری لوگوں کو پہنچانا ہو اس چیز کا جو ہمنے تمکو دی ہے از قسم کتاب و حکمت کہا اسی مفسر نے کہ واقف ہونا چاہیے کہ تحقیق یہ بات کہ لتبلغن محذوف ہے اس بنا پر ہو کہ اسی کلام سے اُسپر دلالت موجود ہے کیونکہ لام قسم کا ضروری ہے کہ فعل پر واقع ہوتا ہے پھر جب یہ لام کہ اس فعل پر ہے دلیل ہے تو اسکا حذف از روے اختصار ناچار ہے پھر فرمایا خدا ے برتر نے اسی کے بعد ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم پھر البتہ آے گا تمھارے پاس ایسا رسول کہ تصدیق کرنیوالا ہوگا اُس چیز کا جو تمھارے ساتھ ہو اور وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں لتؤمنن بہ ولتنصرنہ ضرور ہے یہ کہ تم اُسکے ساتھ ایمان لاؤ اور اُسکی مدد کرو اور اس تقدیر کی بنا پر نظم عبارت استقامت پا جاتی ہے۔ اور اس تعسفات یعنی خلاف راہوں میں بھٹکنے پھرنیکی تکلیف کیطرف احتیاج نہیں واقع ہوتی اور جبکہ التزام اضمار یعنی پوشیدہ کرنیکو لازمی ماننے سے چارہ نہیں ہے تو یہ اضمار کہ اُس سے یہ کلام ظاہر اور روشن نظم کے طور پر منتظم ہو جاتا ہے۔ ان تکلفات سے اولی ہے اور زیادہ مناسب ختم ہوا قول منقولہ تفسیر کبیر۔ اللہم صل وسلم علی محمد النبی نورک وعلی انوارکما تحبہ وترضاہ و شفعہ فینا وترحمنا بہ۔

ذکر کیفیۃ تفسیر الکریمہ الم تر الی ربک کیف مد الظل ولو شاء لجعلہ ساکنا ج وجعلنا الشمس علیہ دلیلا لا ثم قبضناہ الینا قبضا یسیرا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین قال سبحانہ الم تر الی ربک کیف مد الظل ولو شاء لجعلہ ساکنا ج وجعلنا الشمس علیہ دلیلا لا ثم قبضناہ الینا قبضا یسیرا ہ اعلم ان الاستفہام لثبوت ثبت والرویۃ من قلب بدلالۃ الی رب مفعولیہا رب یصلہ الی وکیف مد الظل فالی تشیر الی معرفۃ نظریۃ الرب بالدلالۃ وکیف لبیان الدلیل الذی بہ الدلالۃ والالف واللام علی الظل لعہد ذہنی ✣

ذکر بیان تفسیر کریمہ الم تر الی ربک کیف مد الظل ج ولو شاء لجعلہ ساکنا ج وجعلنا الشمس علیہ دلیلا لا ہ ثم قبضناہ الینا قبضا یسیرا ہ کا کہ سورہ فرقان رکوع پنجم من ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔ فرمود سبحانہ در سورہ فرقان رکوع پنجم۔ الم تر الی ربک کیف مد الظل ج ولو شاء لجعلہ ساکنا ج وجعلنا الشمس علیہ دلیلا لا ثم قبضناہ الینا قبضا یسیرا ہ یعنی آیا ندیدی سوی پروردگار خود چگونہ سایہ را دراز فرمود۔ واگر خواستے البتہ اورا ساکن یعنی آرامندہ گردانیدی۔ وما آفتاب را بر وے دلیل ورہنما گردانیدیم۔ باز اورا گرفتیم سوئے خود گرفتنی آسان واندک۔ بدانکہ بتحقیق این استفہام کہ درین کریمہ ہست برائے ثبوتے است کہ ثابت شد ورویت مراد از دید قلب است بدلالت الی ربک۔ وہر دو مفعول رویت یعنی دیدن کہ متعدی بدو مفعول است یکی ربک است بصلہ الی ودیگر کیف مد الظل است۔ پس صلۂ الی کہ بمعنی سوی است اشارہ میکند سوی معرفت نظریہ پروردگار بذریعۂ دلالت از انکہ معرفت پروردگار کہ نظری است نہ بدیہی ولالت رامیخواہد۔ ولفظ کیف بمعنی چگونہ برائے بیان دلیلی است آنکہ با دلالت است۔ والف ولام بر ظل برائے عہد ذہنی است یعنی این آن ظل است کہ در ذہن قرار یافتہ معروف شدہ است

وان کانت لاستغراق علی الجنس فیکون المضاف الیه وهو ذو ظل متوسعا بحذفه وحینئذ الشمس مع ظلها مشتملة فی کلام الصدر فتکرارها ودلالتها علی البداهة مهمل والظل تقتضی ذا ظل هو ربه فمدلول بذاته وصفاته بظله فالظل حادث بقدرته تعالی زیادة علی صفاته الزائدة علی الذات قیاما حقیقیا بدلالة **وَلَوْ شَاءَ لَجَعَلَهُ سَاكِنًا** اذا سکون **ش** المعهود الذهنی **م** یشیر الی انه غیر ساکن فیکون متغیرا وهو حجاب بین القدیم والحادث المخلوق **ش** کما فی ذکر کیفیة اثبات مرتبة الحجاب بین القدیم والحادث المخلوق **م** ویشیر علی ان المد والجعل اختیاریین **ش** لا هما اضطراریان **م** والظل نظری فلذا قال **وجعلنا الشمس علیه دلیلا** اعلم ان تعلق الدلیل بالمدلول وجه الدلالة التی تدور بینهما والا لا تحصل فالجملة فی مقصود تشبیه ووجه تشبیه قیام الظل بذی ظل حقیقیا **ش** لا مجازیا **م** وامتداده ودلالة الیه فی حالة نظر **ش** لا فی حالة بداهة **م** ولا یوافق التشبیه فی وجه غیر المذکور فوجه تشبیه متعلقه بین مشبه ومشبه به وجه الدلالة

ترجمه واگر این الف ولام برای استغراق است بر جنس پس او را مضاف الیه باداو ذو ظل است یعنی صاحب سایه که بسبب حذف خود متوسع آمده ـ و در ینحال شمس مع ظل خود در کلام صدر مشتمل باشد پس تکرار او و دلالت او بر بداهت مهمل است ـ و ظل مقتضی ذی ظل است که رب اوست پس مدلول بذات و صفات ذی ظل لهذا ذی ظل مدلول ظل است و ظل دلیل او ـ پس این ظل حادث است بقدرت خدای برتر از روی زیادت بر صفاتیکه زائده بر ذات اند که قیام شان بذات از روی حقیقت است ـ و دلالت بر حدوثش ازین جمله است **وَلَوْ شَاءَ لَجَعَلَهُ سَاكِنًا** یعنی واگر خواستی البته او را ساکن گردانیدی ـ ازانکه این سکون اشارت میکند سوی آنکه او یعنی ظل غیر ساکن است چون ساکن نیست پس متغیر باشد و او حجاب است درمیان قدیم وحادث مخلوق ـ چنانکه در ذکر کیفیت اثبات مرتبه حجاب که درمیان قدیم وحادث ومخلوق است مذکور آمده که این حجاب که بظل تعبیر کرده شود درمیان قدیم وحادث مخلوق حجاب واقع شده که حد طرفین نگاهدارد ـ واین اشاره میکند بر آنکه مد یعنی کشیدن و دراز کردن وجعل یعنی کردن وگردانیدن ـ هر دو اختیاری اند نه مد وجعل هر دو اضطراری ـ واین ظل نظری است پس بنابرین گفت **وَجَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيلًا** یعنی وما شمس را برو دلیل گردانیدیم بدانکه بتحقیق تعلق دلیل بمدلول بوجه دلالت است آنکه درمیان هر دو دائر است ورنه دلالت حاصل نشود ـ پس این جمله مذکوره در مقصود تشبیه است یعنی مراد ازین تشبیه هست ووجه تشبیه قیام ظل بذی ظل است از روئے حقیقت نه مجاز ـ و دراز شدن ظل بذی ظل و دلالت یعنی رهنمائی ظل سوی ذی ظل در حالت نظر است نه در حالت بداهت ـ و در وجه غیر این مذکور تشبیه موافق نیاید پس وجه تشبیه بنا بر تعلق او درمیان

وصلة علی تمدل ان وجه التشبیه اقرب تشبیهات ویمکن ان یکون المراد بالشمس وجود محمد صلی الله تعالی علیه وسلم اذ هو تحت مرتبة الحجاب ظلها فدلیل علیها والی اصلها فی الغایة والاستعارة بالشمس متوسعة لمقاصد التشبیه التی یعلمها الله تعالی لصوابها ثم تعقیب بالمهلت علی کیف مد الظل فقبضه بعد مده لما یثبت محقق الوقوع **ش** بالماضی للتحقیق والا لا یستقیم معنی النظم **م** فی مستقبل بیان للمد وقبضه الی نفسه سبحانه یشیر الی ان الظل متضمنه بقیام حقیقی کما مذکور **ش** حادث بقدرته تعالی زیادة علی صفاته الزائدة علی الذات قیاما وهو الحجاب **م** وضمیر المتکلم مع الغیر یشیر الی ان القبض الی صفاته الزائدة اذ هی منشار المد فللقبض وقت الی ما قال سبحانه **كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ** فالقبض بمعنی مقابل المد وفی الحال یصدق قبضا یسیرا بدلالة ظل الظل فشرع فی استدلال الذی تحت مرتبة الحجاب قال **هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِبَاسًا** الایة الی ما شاء والله تعالی اعلم بالصواب

ترجمه وصلة علی دلالت میکند بر آنکه تحقیق وجه تشبیه قریب ترین تشبیهات است ـ وتوانند که مراد از شمس وجود مبارک محمد صلعم باشد زیرا که او تحت مرتبه این حجاب است که ظل است مرتبه حجابی را پس دلیل است برین مرتبه حجاب بسوی اصل او درین غایت ـ واستعاره بشمس متوسع برائے مقاصد تشبیه است که میداند آن مقاصد را بصوابشان خدای برتر ـ ولفظ ثم برکیف مد الظل تعقیب بالمهلت است یعنی لفظ ثم که بر کیفیت کشیدن و دراز شدن سایه اینجا مذکور آمده اشارت میکند که هرچه پس این نسبت کشیدن و دراز شدن سایه بیان کرده شود وقوعش بمهلت و بدیر پیش آید ـ پس قبض وگرفت ظل بعد مد وکشیدن ظل هرگاه که پروردگار بخواهد محقق الوقوع در زمان مستقبل باشد ـ پس این قبض بیان است برائے مد ـ یعنی بعد مد ظل از قبضش ذکر آوردن بطور بیان است هرگاه که رب او خواهد در زمان مستقبل قبضش کند که این امر محقق الوقوع است ازانکه قبضنا فعل ماضی بر تحقق وقوعش دال است ورنه با ماضی معنی نظم این کریمه استقامت نیابند ولفظ ثم که مبنی بر تعقیب است او استقبال میخواهد بیکار افتد ـ وقبض او سوی نفس او سبحانه که مفهوم لفظ الینا است اشاره میکند سوی آنکه بتحقیق ظل متضمن او است بقیام حقیقی چنانکه ذکر کرده شد که این ظل حادث است بقدرت او تعالی از روی زیادت بر صفات او که زائده اند بر ذات واین ظل وصفات هر دو با ذات قیام حقیقی دارند واین ظل حجاب است ـ وضمیر متکلم مع الغیر اشارت میکند سوی آنکه بتحقیق این قبض سوی صفات زائد او سبحانه است ازانکه صفات منشار یعنی جای نشو وظهور این مد اند پس قبض را وقتی است تا آنکه فرمود حق سبحانه **كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ** الایه ـ در آخر سوره قصص یعنی هرچیز هلاک شونده است مگر روی مبارک او سبحانه تا آخر ـ پس این قبض است بمعنی مقابل مد ـ و در ینحال صادق شود قبض

وان قیل ان الظل تحت مرتبة الحجاب فیکون ظل الظل القیام المجازی به وامتداده به دلیل الی الرب الذی هو ذو ظل فی الغایة مده فالخطاب یشیر الی ان المخاطب ظله فمعرفة ذی ظل الغائی بظل ظل الذی متضمن الموجودات والذی ملتزم بالموجودات متضمن المسلوبات والذی هو ماخذ بغیره وان کان المخاطب عاماً فالاستفهام مثبوت ثبت لایصدق باختلاف حال بعض منه **ش** ای العام **ص** ولکن الاستدلال بغیر المخاطب عموماً فجعلنا الشمس علیه دلیلاً فی وجه تشبیه من **ش** للتبعیض **ص** مقاصد نظریة التی حولت فیه **ش** ای الظل **ص** بعلمها الله تعالی بصوابها فالقبض وقت البعث بمعنی الجمع فی مواقف القیامة ولکن قبضاً یسیراً منظور به ذا الجمع دفعةً فالترجیح لمعنی الظل بقیام حقیقی متضمن بذی ظل ففی الحال لاحاجة الی تاویل النظم بتعلق الی بالظل والظل بالاسفار الذی هو شیئ متوسط بین ضوءٍ خالصٍ وظلمةٍ خالصةٍ والرویة برویة العین کما قیل **ش** ای التاویل النظری فی تفاسیر الآیة الکریمة **ص** فان الاسفار لیس بظلٍ اذا ذو ظل اذلا ذو ظل له ولیس مدلول الوجود بالشمس لفقدان تعلق بینهما بل هو مقصود لوجودها

ترجمہ واگر گفتہ شود کہ بتحقیق این ظل تحت مرتبۂ حجاب است پس ظل ظل بود کہ قیامش مجازی بظل حجابی باشد۔ وامتداد ظل ظل بظل حجابی دلیل است سوئے پروردگار آنکہ او صاحب ظل است درین غایت مد او را پس این خطاب کہ در شروع کریمہ باستفہام است اشارہ میکند سوئے آنکہ بتحقیق مخاطب ظل او است۔ پس معرفت ذی ظل غائی کہ پایان کار است بظل ظل است آنکہ متضمن موجودات است وآنکہ ملتزم بموجودات متضمن مسلوبات است وآنکہ او ماخذ است غیر او را۔ واگر مخاطب عام باشد پس این استفہام کہ بہ ثبوت ثابت آمد بسبب اختلاف حال بعض از عام صادق نہ شود۔ ولیکن استدلال برائے غیر این مخاطبی کہ از روئے عموم است است یعنی پس ما شمس را بر وجود دلیل گردانیدیم۔ در وجہ تشبیہ از بعض مقاصد نظریہ آنکہ بتحویل آمدند درین ظل کہ میداند آن مقاصد را خدائے برتر بصواب شان۔ پس این قبض وقت بعث آمدہ کہ بمعنی جمع است در موقفہائے قیامت ولیکن قبضاً یسیراً منظور است یعنی نظر کردہ شدہ زیرا کہ این جمع دفعتاً است یعنی یکبارگی۔ پس ترجیح معنی آن ظل را است کہ بقیام حقیقی و متضمن بذی ظل است۔ پس درینجا سوئی تاویل این نظم حاجت نیست بسبب تعلق الی با این ظل۔ و بتاویل ظل با سفار آنکہ او چیزی است متوسط درمیان روشنئی خالص و تاریکی خالص و بتاویل رویت بہ رویت عین یعنی دید چشم چنانکہ این تاویلہا گفتہ شدہ بیین در تفاسیر این آیت کریمہ۔ پس بتحقیق این اسفار ظل نیست زیرا کہ نیست او را ذو ظل۔ و نہ این مدلول الوجود است الشمس کہ شمس دلیل او باشد و اسفار مدلول از انکہ درمیان ہر دو فقدان تعلق است یعنی تعلق گم است بلکہ اسفار بوجود شمس مفقود و گم شدہ است

والمعرفة شیٔ بدیہی لاحاجة الی غیره اذ هو یعرف بنفسه ولکن یمتاز بغیره الا المعرفة نظری بالجامعیة **ش** ای حاجة الی غیر لمعرفة شیٔ نظری بواسطة الجامعیة هی وجه المعرفة **ص** ووجود الاسفار بدیہی قائم بنفسه **ش** فلیس نظریاً ومنتزعاً **ص** فمفهوم بنفسه وهو من الصبح الذی قبل طلوع الشمس **ش** فلا یحتاج الی دلیل فی معرفته کما هو ظاهر واذ لایکون بدیہی مدلولاً من بدیہی فلا یصح اصل ان معرفة شیٔ بضده اذا البدیہی لایحتاج فی معرفته الی غیره والنظری یحتاج فی معرفته الی غیره بالجامعیة والضد مانعها فالحاصل ان لایکون معرفة الاسفار بدلالة الشمس **ص** ووجود المدلول نظری فی حال دوران دلالة الیه فلزم ان الاسفار وجود نظری ولیس کذا لکما ذکر والله تعالی اعلم بالصواب۔ اللهم صل وسلم علی محمد النبی نورک وعلی انواره کما تحبه وترضاه وشفعه فینا وترحمنا به

ترجمہ و برائے معرفت چیزے بدیہی سوئے غیر او حاجت نیست زیرا کہ او بنفس خود شناختہ میشود ولیکن ممتاز میشود بغیر خود۔ مگر حاجت بسوئی غیر برائے معرفت شئے نظری است بواسطہ جامعیت کہ او وجہ معرفت است وجود اسفار بدیہی کہ قائم است بنفس خود۔ پس نظری و منتزع نیست پس مفہوم است بنفس خود۔ و او ازین صبح است کہ پیش از برآمدن آفتاب است۔ پس در معرفت خود سوئے دلیلے محتاج نباشد چنانکہ او ظاہر است۔ و از انکہ بدیہی مدلول از بدیہی نباشد پس صحیح نباید این اصل کہ بتحقیق معرفت شئے بضد او است زیرا کہ بدیہی در معرفت خود سوئے غیر خود محتاج نہ شود۔ و نظری در معرفت خود سوئے غیر خود محتاج باشد بواسطۂ جامعیت و ضد مانع جامعیت است۔
پس حاصل آنکہ معرفت اسفار بدلالت شمس نہ شود۔ و وجود مدلول نظری است در حال دوران دلالت سوئے او۔ پس لازم شد آنکہ بتحقیق اسفار وجود نظری است حالانکہ نیست این چنین چنانکہ ذکر کردہ شد واللہ تعالی اعلم بالصواب یعنی و خدائے برتر داننده تر است بصواب اللهم صل وسلم علی محمد النبی نورک وعلی انواره کما تحبه وترضاه وشفعه فینا وترحمنا به۔ یعنی خدایا درود و سلام برسان بر محمدی کہ نبی است نور تو و بر انوار او ہمچنانکہ تو او را دوست میداری و او را تو می پسندی و شفیع گردان او را درمیان ما و ببا و ما را رحم کنی۔

ذکر کیفیة تفسیر الکریمة وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ الآیة

بسم الله الرحمن الرحیم

نحمد الله و نستعینه و نصلی علی رسوله محمد و نستشفعه و علی آله و اصحابه و اتباعه اجمعین قال سبحانه
وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ الآیه
ای یسبح بمحمودیته تعالی بافعاله تعالی بدلالة مفعول من خیر و شر و الافعال من مبادی المعرفة الی ما فوقه اعلم ان من التسبیح متضمن الموجودات و هو مقصود الایمان الذی بعث الانبیاء علی نبینا و علیهم الصلوٰة و السلام فهو مشترک وصفی و متضمن المسلوبات ملتزماً بالموجودات و هو لیس مقصود الایمان الذی بعث الانبیاء علی نبینا و علیهم الصلوٰة و السلام فهو مشترک اسمی مخصص بالتسبیح متضمن الموجودات ما حصص یترتب علیه الحکم المخصص **ش** کما للانس و الجن و الملائکة **هـ** و مخصص بالتسبیح متضمن المسلوبات ملتزماً بالموجودات ما خصص

ذکر بیان تفسیر کریمه وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ الآیه که در سورهٔ بنی اسرائیل رکوع پنجم آمده

بسم الله الرحمن الرحیم

نحمد الله و نستعینه و نصلی علی رسوله محمد و نستشفعه و علی آله و اصحابه و اتباعه اجمعین ٥
فرمود سبحانه در سورهٔ بنی اسرائیل رکوع پنجم وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ الآیه یعنی و نیست از چیزے مگر پاکی میکنند به محمودیت یعنی ستوده شدن او تعالی و لیکن شما تسبیح شان را نمی فهمید که چگونه پاکی او تعالی بیان میکنند۔ یعنی این پاکی که بیان میکنند به محمودیت او تعالی به فعلهائے او تعالی است یا بکار کردن او تعالی بدلالت مفعول که از خیر است و از شر۔ و این افعال بفتح و کسرهٔ همزه در هر دو معنی از مبادے معرفت آمد سوئے ما فوق او از آنکه ابتدائے معرفت بفعلها است و بفعل آوردن تا آنچه که از و بالاتر است۔ بدانکه بتحقیق از تسبیح است متضمن موجودات و او مقصود ایمان است آنکه برانگیخته شد تد انبیاء بروے بر نبی ما و بر ایشان درود و سلام باد۔ پس او مشترک وصفی است و از تسبیح است متضمن مسلوبات که بموجودات لزوم یافته۔ و او نیست مقصود ایمان آنکه بروے بعث انبیاء شد علی نبینا و علیهم الصلوٰة و السلام۔ پس او مشترک اسمی است که بنام شرکت دارد نه بوصف۔ پس مخصوص آمد به تسبیح متضمن موجودات با آنچه که خاص کرده شد

و یترتب علیه الحکم المخصص **ش** کما لغیر الانس و الجن و الملائکة **هـ** و ان لم یفرق فیهما لم یثبت الحکم المخصص فجاز خلود مومن فی النار و خلود کافر فی الجنة لعدم الاستحقاق للحکم المخصص و لو لم کذا و یشیر الی ما فسرته قوله تعالی اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ الآیه فالتفصیل بعد الاجمال لرفع احتمال ان یسجد من کان اهله کالملائکة و الجن و الانس و ان لا یسجد من لیس اهله کالشمس و الجبال و غیرهما و لو سجد و اد لفصل لتسبیح الذی من تضمن موجودات و **ش** الذی **هـ** من تضمن مسلوبات ملتزم بموجودات بما **ش** عامة بذی عقل و غیر ذی عقل **هـ** خصص به **ش** بمتضمن موجودات او متضمن مسلوبات ملتزم بموجودات

ترجمه و مترتب شود بر و این حکم مخصص چنانکه انس و جن و ملائکه را که بموجودات تضمن دارند۔ و مخصوص آمد به تسبیح متضمن مسلوبات که ملتزم بموجودات است با آنچه که او خاص کرده شد۔ و مترتب شود بر این حکم مخصص چنانکه غیر انس و جن و ملائکه را که تضمن بمسلوبات دارند که ملتزم بموجودات آمده۔ و اگر در این هر دو فرق نکرده شود این حکم مخصص ثابت نه شود۔ پس خلود مومن در نار جائز شود خلود کافر در جنت از آنکه استحقاق حکم مخصص را نماند اگرچه اینچنین نیست۔ و آنچه تفسیر کردم سویش اشاره میکند قول او تعالی که در سورهٔ حج برکوع دوم است اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ الآیه۔ یعنی آیا ندیدی که بتحقیق خدا است که او را سجده میکند هر که در آسمانها است و هر که در زمین است و مهر و ماه و ستارگان و کوهها و درخت و چارپایگان تا آخر کریمه۔ پس این تفصیل که بعد اجمال است در کریمه مذکوره بنا بر رفع احتمال آنکه سجده کند کسیکه اهل او است چون ملائکه و جن و انس و آنکه سجده نکند کسیکه اهل او نیست چون آفتاب و کوهها و غیر این هر دو اگرچه سجده کردند۔ و جدا می شود تسبیح آنکه از تضمن موجودات است و آنکه از تضمن مسلوبات است که ملتزم بموجودات است بسبب ما خصص به زیرا که درین عبارت لفظ ما عام است صاحب عقل را و غیر صاحب عقل را۔ که ازین پیش در تخصیص تسبیح این عبارت در متن بالا مذکور آمد که از اجمالش فصل هر دو تسبیح با اهل او بر آید۔ یعنی آنکه خاص کرده شد به متضمن موجودات تسبیحش از تضمن موجودات است و آنکه خاص کرده شد بمتضمن مسلوبات که ملتزم بموجودات است تسبیحش از تضمن مسلوبات است که ملتزم بموجودات است

م والحکم المخصص ش ای یفصل الحکم المختص بما خصص من الملائکة والجن و
الانس والشمس والجبال وغیرہما م ومن تسبیح الذی متضمن بمسلوبات ملتزم
بموجودات یتفیئو ظلاله عن الیمین والشمائل سجدا للّٰه وہم داخرون الآیه
فمن التسبیح حالی وفیه حالات ومقالی وفیه مقالات وبالمعنی یکون حمده خاصا
بافراد شیئ نظرا الی شہود الافراد من منشاہم وتصل الی غیر منشاہم بمنشاہم والخطاب
خاص اذ یفقہه البعض فعلی التغلیب فمقالاتہم بالتسبیح شیئ آخر وبغیر التسبیح شیئ
آخر کما کانت بالنبی واصحابه واتباعه صلی اللّٰه تعالی علیه وعلیہم وسلم

واللّٰه تعالی اعلم بالصواب اللہم صل وسلم علی محمد النبی
نورک وعلی الوارہ کما تحبه وترضاه
وشفعه فینا وترحمنا به

ترجمہ وجدا می شود حکم مخصص بانچہ کہ خاص کردہ شد از ملائکہ وجن وانس واز مہر وکوہہا وغیر این
ہر دو واز تسبیح آنکہ متضمن بمسلوبات کہ ملتزم بموجودات است ازین کریمہ است کہ در سورہ نحل
برکوع ششم است تتفیؤ ظلاله عن الیمین والشمائل سجدا للّٰه وہم داخرون الآیه۔
یعنی سایہائے او راست وچنان میرود وسجدہ کنان برائے خدا وآنان عاجزی کنند گانند۔ پس ازین
تسبیح یکی حالی است ودر وحالہا ہستند۔ ویکی مقالی است ودر ومقالہا ہستند۔ وباین معنی
حمد او خاص شود بافراد شئے نظر کردہ سوئے شہود افراد از منشاء شان۔ ورسی سوئے غیر منشاء
شان بمنشاء شان۔ واین خطاب خاص است زیراکہ می فہمد او را بعض پس بربنائے تغلیب است
یعنی بغلبۂ محاورہ کہ نافہمان کثیر اند۔ پس مقالات شان بہ تسبیح چیزے دیگر
است وبغیر تسبیح چیزے دیگر چنانچہ باین نبی واصحاب او وپیروان
او صلے اللّٰه تعالی علیه وعلیہم وسلم۔ وخدائے برتر داننده
تر است بصواب او اللہم صل وسلم علی محمد النبی
نورک وعلی الوارہ کما تحبه وترضاه
وشفعه فینا وترحمنا به

بیان تسبیح حالی و مقالی الخ

ذکر کیفیة تفسیر آیۂ کریمه انا عرضنا الامانة علی السموات والارض والجبال
فابین ان یحملنہا واشفقن منہا وحملہا الانسان ط انه کان ظلوما جہولا
لیعذب اللّٰه المنافقین والمنافقات والمشرکین والمشرکات ویتوب اللّٰه
علی المؤمنین والمؤمنات ہ وکان اللّٰه غفورا رحیما

بسم اللّٰه الرحمن الرحیم

نحمد اللّٰه ونستعینه ونصلی علی رسوله محمد ونستشفعه وعلی آله واصحابه واتباعه اجمعین قال اللّٰه تعالی انا
عرضنا الامانة علی السموات والارض والجبال فابین ان یحملنہا واشفقن منہا وحملہا الانسان ط
انه کان ظلوما جہولا ۙ لیعذب اللّٰه المنافقین والمنافقات والمشرکین والمشرکات ویتوب اللّٰه
علی المؤمنین والمؤمنات ط وکان اللّٰه غفورا رحیما ہ باید دانست امانة بدلالة الف
ولام استغراق بر انواع ش تعریف نوع در ذکر کیفیة الاصول در اصل ذکر نوع توان دانست

ذکر بیان تفسیر کریمہ انا عرضنا الامانة علی السموات والارض والجبال فابین ان یحملنہا واشفقن منہا
وحملہا الانسان ط انه کان ظلوما جہولا ہ لیعذب اللّٰه المنافقین والمنافقات والمشرکین والمشرکات
ویتوب اللّٰه علی المؤمنین والمؤمنات ط وکان اللّٰه غفورا رحیما ہ کا

بسم اللّٰه الرحمن الرحیم

نحمد اللّٰه ونستعینه ونصلی علی رسوله واصحابه واتباعه اجمعین ۔ فرمایا خدائے تعالی نے
سورۂ احزاب کے آخر میں ۔ انا عرضنا الامانة علی السموات والارض والجبال فابین ان یحملنہا
واشفقن منہا وحملہا الانسان ط انه کان ظلوما جہولا لیعذب اللّٰه المنافقین والمنافقات
والمشرکین والمشرکات ویتوب اللّٰه علی المؤمنین والمؤمنات وکان اللّٰه غفورا رحیما ہ

سمجھنا چاہیے کہ اس آیت کریمہ میں امانت الف ولام استغراق کی دلالت سے کہ کل انواع متخالف
وصف امانت پر استغراق ہے یا دلالت سے الف ولام عہد ذہنی کے کہ تعیین امانت پر ہے ۔
مراد ہے معرفت توحید خدائے تعالی کی اور اوسکی معبودیت اور مراد محبت وعبودیت سے
اوسی خدائے تعالی کیلئے ۔ تعریف نوع کی ذکر کیفیت اصول میں اصل ذکر نوع میں معلوم کرنی چاہئے

بیان معنی امانت و انسان ظلوم و جہول مع متعلقات

ھ متخالف وصف یا عہد ذہنی بر تعیین معرفۃ توحید اللہ تعالیٰ و معبودیۃ او است تعالیٰ و محبۃ معبودیۃ برای او است تعالیٰ و وجود عالم از مکلف و غیر مکلف متضمن موجودات واجبہ است یا متضمن مسلوبات واجبہ یا شامل موجودات و مسلوبات بغیر متعارض ش معرفۃ موجودات و مسلوبات در ذکر کیفیۃ العلم و المعرفۃ توان دریافت ھ و انسان مکلف است با الف و لام استغراق بانواع متخالف وصف پس ظلوم و جہول کہ وصف او است بمناسبۃ حالش متخالف بمعنی خاص ش متضمن موجودات یا مسلوبات یا شامل موجودات و مسلوبات غیر متعارض چنانکہ انسان است ھ است و ترتب احکام خاص متخالف کہ حاصل تخالف وصف انواع و تخالف بمعنی خاص مذکور است خواہد شد چنانکہ نظم شریف ش لِيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ وَيَتُوبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ مشیر آنہمہ ش آنچہ در بیان امانت و انسان و ظلوم و جہول گفتہ شدہ ھ است پس تفسیر کریمہ چنین باشد تحقیق ظاہر کردیم این امانت ہا را بر آسمانہا و آسمانیان و زمین و زمینیان و کوہہا و کوہیان بنا بر ابتلا باجابت این امانتہا

ترجمہ اور وجود عالم کا مکلف اور غیر مکلف سے متضمن ہے موجودات واجبہ کو یا متضمن ہے مسلوبات واجبہ کو یا شامل ہے موجودات و مسلوبات دونون کو کہ وے غیر متعارض ہون یعنی اون مین تعارض نہو معرفت موجودات و مسلوبات ذکر کیفیت علم و معرفت مین معلوم کرنی چاہیئے۔ اور انسان مکلف ہے بسبب الف و لام استغراق کے مع کل انواع متخالف وصف کے پس ظلوم و جہول کہ اوسکا وصف ہے موافق اوسکے حال کی مناسبت کے متخالف ہے معنی خاص مین یعنی متضمن ہے موجودات کو یا مسلوبات کو یا دونون موجودات و مسلوبات کو شامل ہے کہ آپسمین متعارض نہون جیسا کچھ کہ انسان ہے اس حیثیت تضمن مین۔ اور احکام خاص کا ترتب بہی متخالف ہوگا کیونکہ ان احکام خاص متخالف کا مترتب ہونا انواع کے وصف کے تخالف کے سبب حاصل ہوا۔ حال یہ ہے کہ تخالف معنی خاص مین ذکر کیا گیا ہے جو باعتبار تضمن موجودات و مسلوبات کے ہے اور دونون کے شمول کے۔ جیسا کہ نظم شریف کریمہ لِيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ وَيَتُوبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ان سب کا مشیر ہے جو بیان امانت اور انسان اور ظلوم و جہول مین کہا گیا۔ پس تفسیر و معنی کریمہ اسطرح ہون گے بیشک ہمنے ان امانتون کو آسمانون اور آسمان والون اور زمین اور زمین والون اور پہاڑون اور پہاڑ والون پر ظاہر کیا ان امانتون کی قبول کرنیکو آزمایش کی بنا پر۔

بیان اقسام ظلوم و جہول

پس انکار کردند از اجابت آنہا و ترسیدند از آنہا بعدم معرفۃ و اجنبیۃ یا آنہا بعدم جامعیۃ ظلیۃ بموجودات واجبہ کہ منشا استعداد اجابت امانتہا است نہ از استکبار و اجابت کرد آن امانتہا را انسان تحقیق او ظلوم و جہول است۔ و از حمل بنا بر محاورہ اشارات است بآنکہ آن امانت عظمتی داشت و اجابت آن مشقتی باید دانست نوعی از انسان ظلوم و جہول ہنا فقانند کہ کافر و مشرک معنوی اند و مشرکانند کہ کافر و مشرک ظاہر اند و آنہمہ مومن مجازی بودند ش وقت عرض امانۃ ھ بجامعیۃ ظلیۃ التزامیہ ش بموجودات واجبہ متضمنہ مسلوبات واجبہ ھ بنا بر دلالۃ حملہا الانسان و منافقین کہ تبدیل کردند اجابت امانتہا را باختیار کفر و شرک حقیقی بغلبۂ اصل شان کہ مسلوبات واجبہ است پس درینجا ظلوم و جہول بمعنی خاص آنکہ ظالم باختیار کفر و شرک ش در قرآن مجید است اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ الآیہ فَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ نَصِيرٍ ○

ترجمہ پس اونہون نے ان امانتون کے قبول کرنیسے انکار کیا اور انسے ڈر گئے انکو نہ پہچاننے اور اپنے اجنبی ہونیکے سبب کیونکہ یہ نہ پہچاننا اور اجنبی ہونا انکا تضمنی ظل ہونیمین موجودات واجبہ کے ساتھہ جامعیت نہونیکے سبب تھا حالانکہ موجودات واجبہ کے ساتھہ بذریعہ اوسکے عکس تضمنی ہونیکے جمع ہونا ہی منشا استعداد ہے امانتون کی قبول کرنیکی اسلیئے کہ جبتک عکس تضمنی موجودات واجبہ سے فیضیاب نہوگا اوسکو امانت قبول کرنیکی قابلیت کیونکر پیدا ہوگی۔ نہ یہہ انکار اجابت کا استکبار و غرور کیوجہ مین تہا۔ اور قبول کر لیا اون امانتونکو انسان نے بیشک وہ ظلوم و جہول ہے۔ اور لفظ حمل سے بنا بر محاورہ جو بوجہہ اوٹہانیکے معنی مین مستعمل ہے اسبات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ امانت بڑی عظمت رکہتی تہی اور اسکا قبول کرنا خالی از مشقت نہ تہا یعنی اسکی اجابت مین بڑے مشقت تہی۔ سمجہنا چاہیئے کہ ایک نوع انسان ظلوم و جہول کی منافق لوگ ہین جو کافر و مشرک معنوی ہین اور ایک نوع اوسکی مشرک ہین جو کافر و مشرک ظاہر ہین۔ اور یہ سب منافق و مشرک امانت کے عرض و ظاہر کرنیکے وقت مومن مجازی تہے بسبب جامعیت کے ظل التزامی ہونیمین اون موجودات واجبہ کیساتھ جو متضمن ہین مسلوبات واجبہ کو۔ اور یہہ ایمان مجازی دلالت حملہا الانسان کی بنا پر ہے یعنی نوع انسان نے اسکو اوٹہالیا۔ پس یہ الفاظ کریمہ بسبب شمول کل انسان کے اون کو ایمان مجازی پر الف و لام استغراق کیوجہ مین دلالت کر رہے ہین۔ اور منافقین نے کفر و شرک اختیار کرکے امانتون کے قبول کرنیکو تبدیل . . . کر دیا اونکی اصل کے غلبہ کے سبب سے جو مسلوبات واجبہ ہین۔ پس یہان ظلوم و جہول خاص معنی مین ہے یہہ کہ انسان ظالم ہے بسبب اختیار کفر و شرک کہ قرآن مجید مین ہے سورہ لقمان رکوع دوم مین اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ الآیہ یعنی بیشک شرک البتہ بڑا ہی ظلم ہے۔ اور سورہ فاطر رکوع چہارم مین ہے۔ فَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ نَصِيرٍ ○

ہ وجاہل از کیفیۃ شرافت امانتہا وآفت عذابہا وتواند شد کہ ظلوم از ظلمۃ باشد پس معنیش آنکہ بظلمۃ کفر وشرک رسیدہ ش در قرآن مجید است یخرجہم من الظلمات الی النور ہ وسبب عرض امانت اتمام حجۃ بود بران کہ عذاب کند اللہ تعالیٰ منافقان ومشرکانرا وبشناسند سبب عذاب ش کہ تبدیل اجابۃ امانۃ است باختیار کفر وشرک ہ ورفع تعذر ش بعرض امانت ہ ورجوع کند اللہ تعالیٰ برمومنان بمغفرت ورحمۃ واو سبحانہ غفور ورحیم است باید دانست نوعی از انسان ظلوم وجہول مومنانند بعض شان عاصیانند غفر اللہ لہم وآنہمہ مومن حقیقی اند باجابت امانتہا صدقًا کہ قصور در بجاآوری حق اجابت امانۃ برمناسبۃ استعداد شان بوجود شامل از موجودات ومسلوبات غیر متعارض رو نمود پس دریجا ظلوم وجہول بمعنی خاص آنکہ ظالم باختیار عصیان ش در قرآن مجید است فمنہم ظالم لنفسہ ہ وغافل از شرف بجاآوری حق اجابت امانۃ وعذاب نافرمانی

ترجمہ یعنی ظلم کرنیوالون کیلئے پہر کوئی مددگار نہین ہی - اور یہ کہ انسان جاہل ہی امانتون کی شرافت کی کیفیت اور عذابون کی آفت سے اور ہو سکتا ہے کہ ظلوم ظلمت سی ہووی - پس اوسکے معنی یہ ہین کہ یہ انسان کفر وشرک کی تاریکی کو پہونچگیا جیسا قرآن مجید مین سورہ بقر رکوع چونتیس مین ہے یخرجہم من الظلمات الی النور یعنی اونکو تاریکیون سے نور کی طرف نکالتا ہے - اور امانت ظاہر کرنیکا سبب حجت کا پورا کرنا تہا اس بناپر کہ عذاب کرے خدائے تعالیٰ منافقون اور مشرکون کو اور یہ کہ پہچان لیوین وے عذاب کا سبب کہ امانت کے قبول کرنیکو بدل دینا ہے کفر وشرک اختیار کرنیسے - لبسبب رفع تعذر کے یعنی عذر جاتے رہنے کی سبب امانت ظاہر کردینے سے - اور تاکہ خدائے تعالیٰ مومنین پر رجوع فرماوے مغفرت اور رحمت کیساتھ اور حال یہ ہے کہ خدائے سبحانہ غفور ورحیم ہے - سمجھنا چاہئے کہ ایک نوع انسان ظلوم وجہول کی ایمان والے ہین کہ بعض اون مین گنہگار ہین اللہ اونکو بخشے - اور یہہ سب مومن حقیقی ہین لبسبب قبول کرنے امانتون کے سچے دل سے کیونکہ قصور اجابت امانت یعنی امانت کے قبول کرنیکے حق کے ادا کرنے مین اونکی استعداد کی مناسبت پر لبسبب شامل ہونے موجودات اور مسلوبات غیر متعارض کے ظاہر ہوگیا ہے - پس یہان ظلوم وجہول خاص اس معنی مین ہے کہ یہ انسان ظالم ہے گناہ اختیار کرنیکے سبب کہ قرآن مجید مین ہے سورہ فاطر رکوع چہارم مین فمنہم ظالم لنفسہ ہ یعنی پہر بعض اون مین سے لپنے نفس کیلئے ظالم ہین - اور یہ انسان غافل ہے اوس شرف سے جو امانت کی قبول کرنیکے حق کے ادا کرنے مین ہی اور اوس عذاب سے جو نافرمانی مین ہی

وتواند شد کہ ظلوم از ظلمۃ باشد پس معنیش آنکہ بظلمۃ عصیان رسیدہ ومغفرت رابطی بایشان وارد بنابر سعادت ایمان حقیقی بغلبۂ اصل شان کہ موجودات شامل مسلوبات غیر متعارض است وبعض شان متقیانند آنان انبیا روا ولیا رتابعان سنۃ انبیا ہستند علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام وآنہمہ مومن حقیقی ہستند باجابۃ امانتہا صدقًا کہ بجاآمد حق اجابۃ امانۃ برمناسبۃ استعداد شان بوجود تضمنی از موجودات ش پس دریجا ظلوم وجہول بمعنی خاص آنکہ ظلم برنفس خود کردہ باختیار مشقۃ مجاہدات ش کہ مشار از لفظ حملہا است ہ دربجاآوری حق اجابۃ امانۃ وتواند شد کہ ظلوم از ظلمۃ باشد پس معنیش آنکہ عارف حق بمرتبہ ظلمۃ رسیدہ از جہل کیفیۃ وکنہ ذات وصفات اللہ تعالیٰ ش در قرآن مجید است لاتدرکہ الابصار ہ وحکمۃ در امانتہا ورحمۃ رابطی بایشان وارد بصحۃ معاملہ بغلبۂ اصل شان کہ موجودات است -

ترجمہ اور ممکن ہے کہ ظلوم ظلمت سے ہو - پس اسکے معنی یہ ہین کہ یہ انسان گناہ کی تاریکی کو پہونچگیا اور بسبب سعادت ایمان حقیقی کے ان گنہگار مومنین کے ساتھہ مغفرت کو ایک ربط ہے اونکی اصل کے غلبہ کی وجہ مین کہ وے موجودات ہین جو غیر متعارض مسلوبات کو شامل ہین - اور بعض ان ایمان والون مین متقی ہین کہ وے انبیاء اور اولیاء ہین ایسے اولیاء کہ سنت انبیاء کے تابع ہین علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام - اور یہ سب مومن حقیقی ہین امانتون کے سچے دل سے قبول کرنیکے سبب کیونکہ امانت کے قبول کرنیکا حق اونکی استعداد کی مناسبت پر ادا ہوگیا لبسبب وجود تضمنی کے کہ خالص موجودات سے اونکو حاصل ہی - پس یہان ظلوم وجہول اس معنی خاص مین ہی کہ اس انسان نے اپنے نفس پر ظلم کیا حق اجابت امانت کی ادا کرنیمین مشقت مجاہدون کے اختیار کرنیسے کہ لفظ حملہا سے اسکا اشارہ ہورہا ہے - اور ممکن ہے کہ ظلوم ظلمت سے ہو جسکے معنی یہ ہین کہ عارف حق ذات وصفات خدائے تعالیٰ کی کیفیت وکنہ کے اور امانتون مین حکمت کی جہل یعنی نجاننے کے سبب مرتبہ ظلمت مین جاپہونچا جیسا جہل کیفیت وکنہ کی نسبت قرآن مجید مین ہے سورہ انعام کے رکوع تیرہ مین لاتدرکہ الابصار - یعنی اوسکو آنکہین نہین پا سکتی ہین اور صحت معاملہ کے سبب رحمت کو ان کے ساتھ ایک ربط خاص ہے اون کے غلبۂ اصل کیوجہ مین کہ وہ خالص موجودات ہین

باید دانست کہ بر المنافقین والمشرکین و المومنین الف ولام استغراق بانواع متخالف وصف است وتقدیم ذکر منافقان ومشرکان ومومنان عاصیان اشارت بران دارد کہ نزول این آیۃ کریمہ بر تنبیہ کیفیۃ ایشان است واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب وسخن در اثبات ثابت قطعی کہ عذاب کفار ومغفرت فجار ورحمۃ ابرار است نکردہ شد مگر در اختلافی کہ بتحقیق نرسیدہ۔ ای مستفہم بدانکہ اگر الف ولام استغراق یا عہد ذہنی بر امانۃ والانسان وتخالف بمعنی خاص ظلوم وجہول چنانکہ مذکور شد نگرفتہ شود اجتماع نقیضین بجمع موجودات ومسلوبات متعارض در وجود واحد خواہد شد وترتب احکام خاص متخالف کہ حاصل تخالف وصف انواع وتخالف بمعنی خاص است باشتراک عام فیما بینہم باطل گردد وامانۃ وجہی خاص مجہول گردد کہ ذکرش عبث است یا وجہی معلوم کہ دلالتی بران کجا وسخن در الف ولام ہم شدنی است **س** من بعد سخنی دیگر متضمن تفصیل اجمال سابق برائے مستفہم است **ھ** واگر مراد از انسان ظلوم وجہول منافقان ومشرکان ومومنان عاصیان ہستند باشارت تعلق لیعذب الخ ویتوب الخ

ترجمہ سمجھنا چاہیے کہ المنافقین اور المشرکین اور المومنین پر الف ولام استغراق ہے متخالف وصف انواع کے ساتھہ کہ اوس وصف کی ساری نوع اس الف ولام کے سبب اس لفظ کو شامل ہو کر اسمین مستغرق ہے۔ اور ذکر منافقون اور مشرکون اور گنہگار مومنون کا مقدم کرنا اپر اشارہ کر رہا ہے کہ اس ایت کریمہ کا نزول اونکی کیفیت وحالت کی تنبیہ پر ہے۔ اور خدائے برتر ہی صواب کو خوب جانتا ہے۔ اور کلام اس ثابت قطعی کے ثابت کرنے مین کہ کافرونکو عذاب اور گنہگارونکو مغفرت اور نکوکارون کو رحمت ہے نہین کیا گیا ہے مگر یہ کلام اوس اختلاف مین کیا گیا ہے جو تحقیق کو نہین پہونچا ہے۔ اے سمجھدار معلوم کر کہ اگر الف ولام استغراق یا عہد ذہنی کا امانت والانسان پر۔ اور تخالف ظلوم وجہول کا معنی خاص مین جیسا کہ مذکور ہوا نہ مانا جاویگا تو موجودات ومسلوبات متعارض کے جمع ہونیکے سبب اجتماع نقیضین وجود واحد مین ہو جاوے گا۔ اور احکام خاص متخالف کا مترتب ہونا جو وصف انواع کے متخالف ہونے اور اون کے معنی خاص مین تخالف کے سبب حاصل ہوا ہے بسبب عام اشتراک کے اوس چیز مین کہ اُن کے آپس مین ہی باطل ہو جائیگا اور امانت ایکو جہ خاص مجہول ہوگی جسکا ذکر بسبب جہل عبث ہے۔ یا کوئی وجہ معلوم ہوگی کہ اوسپر دلالت کہان ہے یعنی اوس وجہ معلوم پر کوئی دلالت نہین ہے۔ اور گفتگو الف ولام مین بہی ہونے کے لائق ہے۔ اسکے بعد ایک گفتگو اور مستفہم کیلئے ہے جو اجمال سابق کی تفصیل کو متضمن ہے۔ اور اگر مراد انسان ظلوم وجہول سے بسبب اشارت متعلق ہونے لیعذب الخ اور یتوب الخ کے صرف منافق اور مشرک اور مومن گنہگار ہین

بیان الف ولام المنافقین والمشرکین والمومنین ...

نہ انبیاء واولیاء علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام فکیف کہ انبیاء واولیاء علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام خیر المومنین وخیر العالمین ہستند ودلالتی برین استثناء کجا وظلوم وجہول بمعنی غیر متخالف بمعنی خاص منسوب بکفار وفجار ہم خواہد شد وحکم خاص باطل **س** اعنی ظلوم وجہول بمعنی خاص کہ صفۃ انبیاء واولیاء است علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام در معنی غیر متخالف بمعنی خاص بکفار وفجار ہم واقع شود وحکم خاص منسوب بانبیاء واولیاء علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام وکفار وفجار باطل گردد **ھ** واگر انبیاء واولیاء علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام مراد ہستند نہ غیر **ش** ای منافقان ومشرکان ومومنین عاصیان **ھ** دلالتی برین استثناء کجا وظلوم وجہول بمعنی غیر متخالف بمعنی خاص منسوب بانبیاء واولیاء علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام ہم خواہد شد وحکم خاص باطل **ش** اعنی ظلوم وجہول بمعنی متخالف بمعنی خاص کہ صفت کفار وفجار است در معنی غیر متخالف بمعنی خاص بانبیاء واولیاء ہم واقع شود علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام۔

ترجمہ نہ انبیاء اور اولیاء علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کیونکہ انبیاء اور اولیاء علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام خیر المومنین اور خیر العالمین ہین یعنی ایمان والون مین اچھے اور احکام خداوندی کے بجالانیوالون مین بہتر ہین۔ اور اس استثناء پر کوئی دلالت کہان پائی جاتی ہے۔ اور ظلوم وجہول غیر متخالف معنی مین معنی خاص کیساتہہ کافرون اور فاجرون کو بہی منسوب ہونگے اور حکم خاص باطل ہو جائے گا۔ مراد یہ کہ ظلوم وجہول متخالف معنی مین معنی خاص کیساتہہ کہ صفت انبیاء واولیاء علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام ہے غیر متخالف معنی مین معنی خاص کے ساتہہ کفار وفجار کو بہی واقع ہوگی اور حکم خاص کے منسوب ہے انبیاء اور اولیاء علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کیساتہہ اور کفار وفجار کیساتہہ وہ حکم خاص باطل ہو جاوے گا۔ اور اگر انسان ظلوم وجہول سے انبیاء اور اولیاء علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام مراد ہین نہ غیر یعنی منافق اور مشرک اور مومن گنہگار مراد نہین ہین تو اس استثناء پر کوئی دلالت کہان پائی جاتی ہے۔ اور ظلوم جہول غیر متخالف معنی مین معنی خاص کے ساتہہ انبیاء اور اولیاء علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کو بہی منسوب ہونگے اور حکم خاص باطل ہوگا۔ مراد یہ کہ ظلوم وجہول معنی متخالف مین معنی خاص کیساتہہ جو صفت کفار وفجار کی ہے وہ معنی غیر متخالف مین معنی خاص کے ساتہہ انبیاء اور اولیاء کو بہی واقع ہوگی علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام

وحکم خاص منسوب بانبیاء و اولیاء علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ و السلام و کفار و فجار
باطل گردد ﻫ و نفاق بی حمل امانت صحۃ نپزیرد و نہ عرض امانۃ اتمام حُجۃ باشد و نہ نفاق
سبب عذاب و نہ ایمان سبب مغفرت و رحمۃ و ربط لیعذب و یتوب بہ عرضنا و عموم
استغراق منافقین و مشرکین و مومنین مہمل و بر غیر استغراق دلالتی کجا و اللہ تعالیٰ
اعلم بالصواب و بر فضولی متعصب جواب ازین مختصر توان گفت البتہ دانائی
باید و تدبّر در فصاحت و بلاغت این کریمہ کہ از اعجاز است و در کلام در مند نہ تعصب
وَمَا يُضِلُّ بِهٖۤ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ ﴿ش﴾ ازین کریمہ تائیدے
بر مدعاء کریمہ انا عرضنا الامانۃ الخ می توان یافت ﻫ اللّٰھم صلّ وسلّم علی
محمد النبی نورک وعلیٰ الوارہ کما تحبہ و ترضاہ و شفعہ فینا و ترحمنا بہ ۔

ترجمہ اور حکم خاص کہ منسوب ہے انبیاء اور اولیاء علی نبینا و علیہم الصلوۃ والسلام کو اور کفار و
فجار کو باطل ہو جائے گا ۔ اور نفاق بغیر اوٹھائے یا قبول کئے امانت کے صحت نہین پاتا ہے
اور نہ امانت کا عرض و ظاہر کرنا اتمام حجت ہوتا ہے ۔ اور نفاق عذاب کا سبب ہوتا ہے اور نہ ایمان
مغفرت و رحمت کا سبب ۔ اور ربط لیعذب اور یتوب کا عرضنا کے ساتھ ۔ اور منافقین اور
مشرکین اور مومنین کا عموم استغراق مہمل ۔ اور غیر استغراق پر کوئی دلالت کہان پائی جاتی ہے
اور خدائے برتر ہی راستی و درستی امر کو خوب جانتا ہے ۔ اور متعصب کی فضولی پر اسی مختصر سے جواب
دیا جا سکتا ہے ۔ البتہ کوئی دانا چاہئے ۔ اور اس آیت کریمہ کی فصاحت و بلاغت مین تدبر یعنی
سوچ و فکر چاہئے کہ یہہ فصاحت و بلاغت اعجاز سے ہے ۔ اور تدبر کلام در مند مین چاہئے
نہ تعصب و مایضل بہ الا الفاسقین الذین ینقضون عہد اللہ من بعد میثاقہ
یعنی اور نہین گمراہ کرتا ہے اس سے مگر فاسق لوگونکو
جو خدا کے عہد کو مضبوط باندھکر توڑ ڈالتے ہین ۔ اس کریمہ سے کریمہ
انا عرضنا الامانۃ الخ کے مدعا پر کچھہ تائید مل سکتی ہے
اللّٰھم صل وسلم علی محمد النبی نورک وعلی الوارہ کما تحبہ
و ترضاہ و شفعہ فینا و ترحمنا بہ ۔

ذکر کیفیۃ تفسیر الحدیث الشریف یا سرّ ستری یا نور نوری یا خزائن معرفتی اَفدیت ملکی علیک یا محمد من لدن العرش الی تحت ارضین کلہم یطلبون رضائی و انا اطلب رضائک یا محمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ و نستعینہ و نصلی علیٰ رسولہ محمد و نستشفعہ وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین
قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وسلم عن اللہ تعالیٰ یا سرّ ستری یا نور نوری یا خزائن معرفتی افدیت
ملکی علیک یا محمد من لدن العرش الی تحت ارضین کلہم یطلبون رضائی و انا اطلب
رضائک یا محمد الحدیث ۔ اعلم انّ ذات اللہ تعالیٰ موجود مع صفاتہا فصفاتہا الی مرتبۃ
حجابیتہ سترہا و متعلق الصفات تعلقاً تضمینًا و تعلقا التزامیا ﴿ش﴾ کیفیۃ التضمن و
الالتزام مذکورۃ فی ذکر کیفیۃ الاصول فی اصل ذکر کیفیۃ الانتزاع ﻫ الذی ظلہا الحادث
المخلوق علیٰ شبہ الصنع من ذات اللہ تعالیٰ وصفاتہا سترہا فاؤلہ مقصودٌ فی الحدیث الشریف

ذکر بیان تفسیر این حدیث شریف یا سرّ ستری یا نور نوری یا خزائن معرفتی افدیت ملکی علیک یا محمد من لدن العرش الی تحت ارضین کلہم یطلبون رضائی الخ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ و نستعینہ و نصلی علی رسولہ محمد و نستشفعہ علی آلہ واصحابہ اتباعہ اجمعین ۔
فرمود آنکہ درود خدائے برتر برو و بر آل او و سلام باد کہ از خدائے برتر است ای راز راز من ۔ ای
نور من ۔ ای گنجینہائے معرفت من ملکم بر تو ۔ فدا نمودم ای محمد از نزد عرش تا زیر زمینہا ہمہ شان خوشنودی
من میخواہند و من خوشنودی تو میخواہم محمد تا آخر حدیث ۔ بدانکہ بتحقیق ذات خدائے برتر موجود است
با صفات خود ۔ پس صفاتش تا مرتبۂ حجابیہ ستر ور از ذات است و متعلق صفات کہ بایشان تعلق
بطور تضمنی و تعلق از روئے التزامی دارند ۔ کہ کیفیت تضمن و التزام در ذکر کیفیت اصول در اصل
ذکر کیفیت انتزاع مذکور است آنکہ ظل صفات اند حادث کہ بر شبہ صنع از ذات خدائے برتر و از
صفات او آفریدہ شدند ستر آن صفات اند ۔ پس اول آن ستر کہ ظل و ستر صفات است مقصود است
درین حدیث شریف

فاضافة السر الی السر منی بانتزاع تضمنی بقیام مجازی واضافة السر الی المتکلم لامی بانتزاع تضمنی بقیام حقیقی مخصص بخطاب آخر یا نوری باضافتین مذکورتین تبرز مماہو تعلقاً التزامیاً فالستر الذی من نور اللہ تعالیٰ بقیام مجازی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم علیٰ دلالة الخطاب الصریح مخصص بخطاب آخر یا خزائن معرفتی بظہورہ من نورہ تعالیٰ

ترجمہ پس اضافت این ستر کہ سوئے ستر است منی است بمعنی از بانتزاع تضمنی بقیام مجازی۔ یعنی ستر اول مضاف کہ ظل است حادث مخلوق متعلق صفات منتزع است متضمن از ستر ثانی مضاف الیہ ذی ظل کہ صفات او تعالیٰ اند ستر ذات ۔ و درین انتزاع تضمنی اول را با ثانی قیام مجازی است باضافت من بمعنی از ای یا ستر من ستر ۔ و اضافت ستر ثانی صفات کہ سوئے متکلم است بیالامی است بمعنی برائے بانتزاع تضمنی بقیام حقیقی ۔ یعنی نسبت این ستر دوم کہ صفات اند تا مرتبۂ حجاب برائے ذات متکلم است کہ از و منتزع آمدہ بتضمن باو قیام حقیقی دارند بذریعہ اضافت لام بمعنی برائے ای یا ستر من ستر لی ۔ پس تخصیص فرمود بخطاب دیگر کہ اے نور نور من بہر دو اضافتہائے مذکورہ منی و لامی کہ نور اول حادث مخلوق منسوب بصفات است کہ ظل آنہا است منتزع متضمن بقیام مجازی با آنہا و نور دوم منتزع متضمن بقیام حقیقی منسوب بذات متکلم کہ این خطاب بنا بر تبرا است از انچہ کہ تعلق بالتزام دارد ۔ تا معلوم شود کہ این نور حادث مخلوق از نور ذات مطلق قدیم منتزع است بتضمن بواسطۂ صفات قدیمہ بہ تحت ظل حجاب نہ منتزع است بتعلق التزام ۔ بلکہ در انتزاع تضمنی از موجودات قدیمہ برائے حصول شبہ خود از التزام مسلوبات بری است اما در خلق خود کہ عدمش سابق است مسلوبات لازمش گردید زیرا کہ خلق در معرض مسلوبات آمدہ پس نور او صلعم از موجودات قدیمہ منتزع است بطور تضمن فقط و ہمہ مخلوق از نور او صلعم بطور تضمن و التزام بحصول شبہ خلق از موجودات و مسلوبات لازمۂ او صلعم ۔ پس ستری کہ آن از نور خدائے برتر است کہ قیام مجازی دارد محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم است کہ از خطاب صریح یا محمد برو دلالت موجود است ۔ پس بخطاب دیگر خاص کردہ فرمود کہ ای گنجینہائے معرفت من ۔ این خطاب بنا بر ظہور او صلعم است کہ از نور او تعالیٰ است یعنی این ذات مقدس ظل و مظہر ذات مطلق است کہ بظہور آورد تا بدین ظل بذی ظل حقیقی رہ بر آمد و معرفتش بدست آید پس این ظل محدود بصفات گنجینہائے معرفت آمد از ذات و صفات ذی ظل قدیم از انکہ ذات مطلق قدیم در و جواہر معرفت خود ودیعت فرمودہ است ولآلی و یواقیت اسرار و انوار خود بہ بحر درونش و در گنج سینہ اش مکنون و مخزون ساخت پس ہر کہ باین ذات مبارک صلعم کہ ظل اللہ است و بحر عمیق دریائے معرفت است و گنجینہائے دولت سرمدی است بحبل متینش متمسک گشت و بہ نسبت ملائش غوطہا زدہ خوردہ بجان کندن دجا ندادن بجاہت گردن ظل تضمنی از و برگرفت

فاعلم ان محمداً صلعم موجود مع صفاتہ فصفاتہ سرہ فالذی مدلولہ القدیم سرہ مقصود لمعرفتہ فہذا معنی خزائن معرفتی فاللہ تعالیٰ احب معرفة الکمالات الثبوتیة فی نفسہ الکریمة التی مقصودہ فی ظہورہا علی حکمة التی لا یعلمہا الا ہو فعرفہا فی سر سرہا فمحمد صلعم اذا عرف نفسہ الکریمة فعرف

الفاء للتعقیب متصل فیہا سر سرہ الذی مدلول قدیم وہذان من سر ان اعرف بعموم فاعلہ مخاطب بخطاب آخر فحدیث ملکی علیک والملک غیرہ صلعم فی توسعہ صلعم فغیر مقصود مقصداً الا لہ صلعم کما فی الحدیث الشریف یا محمد انا وانت وخلقت سواک لاجلک فخاطب بخطاب آخر یا محمد من لدن العرش الی تحت ارضین کلہم یطلبون رضائی وانا اطلب رضائک یا محمد اعلم ان رضاء اللہ تعالیٰ کانہ ہو رضاء محمد صلعم باتحاد مجازی بینہما ظہوراً تضمنیاً فرضاء محمد صلعم کانہ ہو رضاء اللہ تعالیٰ فی مرتبة التی تخبر بسر سری و بنور نوری و بخزائن معرفتی فاعلم ان الصفات السلبیة سر الصفات تعلقاً التزامیاً فغیر مقصودة فی ذکر اتحاد نور اول الذی من نور اللہ تعالیٰ اتحاداً مجازیاً

ترجمہ پس بدانکہ بتحقیق محمد صلعم کہ موجود آمدہ با صفات خود پس صفاتش ستر اوست صلعم ۔ پس آنکہ مدلول او کہ قدیم است ستر آن ستر است یعنی صفات حادث مخلوق کہ انسان او است صلعم ستر اند برای او و دلیل اند بحدوث خود سوئے مدلول قدیم کہ صفات قدیم اند پس این صفات قدیم ستر آن ستر اند کہ صفات حادث اوست صلعم بنا برین ستر حادث مخلوق معرفت ستر قدیم را مقصود آمدہ پس این است یعنی گنجینہائے معرفت من پس خدائے برتر محبوب داشت معرفت کمالات ثبوتیہ را کہ در نفس کریم او ثابت اند آنکہ مقصودہ او تعالیٰ در ظہور آنہا بر حکمت او تعالیٰ آنکہ نمیداند است او را مگر او پس تعریف فرمود حکمت را در ستر ستر او ۔ از انکہ ظہور آن کمالات معرفت نفس کریم را کہ مقصودہ نفس کریم است و آن بحکمتے بود کہ بجز او تعالیٰ کسے آنرا نمیداند است پس تعریف کرد او را در ستر ستر او پس محمد صلعم چون نفس کریم خود را شناخت پس با تصافش در ان ستر ستر او را بشناخت آنکہ مدلول قدیم است ۔ و این بردو از ستر ان اعرف اند بعموم و فاعل او کہ صیغۂ مجہول است بفحوائے این حدیث کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق یعنی من خزانہ پوشیدہ بودم پس دوست داشتم آنکہ شناختہ شوم پس خلق را پیدا فریدم ۔ پس خطاب فرمود بخطاب دیگر کہ ملکم بر تو فدا کردم یعنی قربان نمودم ۔ و این ملک غیر او است صلعم در توسع خود کہ از نور او است صلعم پس بنا بر مقصدی کہ معرفت است از مقصود غیر است مگر برائے او صلعم مقصود است چنانکہ در حدیث شریف است یا محمد انا و انت و خلقت سواک لاجلک یعنی ای محمد منم و تست و آفریدم سوائے تو برائے تو ۔ پس خطاب فرمود بخطاب دیگر کہ ای محمد از نزد عرش تا زیر زمینہا ہمہ شان خوشنودی من می خواہند و من خوشنودی تو بخواہم ای محمد صلعم بدانکہ بتحقیق خوشنودی خدائے برتر گویا کہ او است او خوشنودی محمد صلعم بسبب اتحاد مجازی کہ در میان ہر دو است بنا بر ظہوری کہ از راہ تضمن است ۔ پس خوشنودی محمد صلعم گویا کہ او است او خوشنودی خدائے برتر در مرتبۂ آنکہ خبر داد شد بہ ستر سترم و بہ نور نورم و گنجینہائے معرفتم ۔ پس بدانکہ بتحقیق صفات سلبیہ ستر صفات اند از راہ تعلقی کہ از روئے التزام است

شق هذا دفع زعم زاعم الذی یری المسلوبا فی نوراول و یعرفهما فی ذکر کیفیة تخلیق نور محمد صلعم الخ
ص فمن لم یصل باسرار الحدیث الشریف فلیسکت ولا یکن من المعرضین ولیات بخیر منها
اللهم صل وسلم علی محمد النبی نورک وعلی انواره کما تحبه و ترضاه و شفعه فینا و ترحمنا به۔

ذکر کیفیة تفسیر الآیة الکریمة فاما الذین شقوا ففی النار لهم فیها زفیر و شهیق
خالدین فیها ما دامت السموٰت والارض الا ما شاء ربک ان ربک فعال لما یرید
واما الذین سعدوا ففی الجنة خالدین فیها ما دامت السموٰت والارض الا ما شاء ربک عطاء غیر مجذوذ
فی اختلاف الذی اتصل الی صحته بسم الله الرحمن الرحیم وما اتصل الیها فی الاستثناء

نحمد الله و نستعینه و نصلی علی رسوله محمد و نستشفعه وعلی آله واصحابه واتباعه اجمعین قوله سبحانه
فاما الذین شقوا ففی النار لهم فیها زفیر و شهیق۔ خالدین فیها ما دامت السموٰت
والارض الا ما شاء ربک ان ربک فعال لما یرید۔

ترجمه این دفع است از زعم کننده آنکه می بیند مسلوبها در نور اول و آنکه خواهد شناخت آنها را در ذکر کیفیت تخلیق نور محمد صلعم الخ پس هر که
نرسید باسرار الحدیث شریف باید که او سکوت کند و خاموش بماند و نه شود از روگردانان و باید که بیارد بهتر ازین اللهم صل وسلم
علی محمد النبی نورک وعلی انواره کما تحبه و ترضاه و شفعه فینا و ترحمنا به خدایا درود و سلام برسان بر محمد آنکه نبی است
نور تو و بر انوار او چنانکه دوست میداری او را و می پسندی او را و شفیع گردان او را درمیان ما یان و رحمت کن ما را باد

ذکر بیان تفسیر این آیه کریمه که در سوره هود رکوع نهم است فاما الذین شقوا ففی النار لهم فیها
زفیر و شهیق لا خالدین فیها ما دامت السموٰت والارض الا ما شاء ربک در اختلاف آنکه سوی صحتش
نزدیک آمده و آنچه نزدیک آمده بسم الله الرحمن الرحیم سوی صحت در استثناء۔
نحمد الله و نستعینه و نصلی علی رسوله محمد و نستشفعه وعلی آله واصحابه واتباعه اجمعین قول او سبحانه است در سوره هود
رکوع نهم فاما الذین شقوا ففی النار لهم فیها زفیر و شهیق خالدین فیها ما دامت السموٰت والارض الا ما شاء ربک
ان ربک فعال لما یرید ہ واما الذین سعدوا ففی الجنة خالدین فیها ما دامت السموٰت والارض
الا ما شاء ربک عطاء غیر مجذوذ ہ

یعنی پس لیکن آنانکه بدبخت شدند پس در آتش در آیند که اندرش شان را فریاد و ناله باشد هیچو اول و آخر بانگ خر حالانکه
همیشه مانند درین آتش تا آنکه هستند آسمانها و زمین لیکن نه در آیند در نار تا وقت خواست و مشیة پروردگار
تو یعنی محتاج باشند درین دخول نار بمشیة رب که بتحقیق پروردگار تو نیکو کردگار است هر آنچه را که میخواهد۔ ولیکن آنانکه

واما الذین سعدوا ففی الجنة خالدین فیها ما دامت السموٰت والارض الا ما شاء
ربک عطاء غیر مجذوذ ہ الکلام فی اختلاف الذی اتصل الی صحته وما اتصل الیها
فی الاستثناء اعلم فی النار وفی الجنة متعلقا ید خلون مقدر ضرورتا بمنع تعلقه بما قبله یعنی
ای شقوا و سعدوا ضرورة هو شامل المبتدء فان تعلق به بطل الکلام المفید و بعده ش
ای خالدین ضرورة هو حال لعائد فی الخبر الی المبتدء و بتعلقه فیهما تاقل فیهما ما دامت
السموٰت والارض و هما دائمتان فی النار و الجنة بوجود الذی بعد فنائهما فتاکید للخلود و علی
مجاورة وان یرد السموٰت والارض فی الدنیا بطل الخلود بالتحدید والا الاستدراک من ید خلون
لا الاستثناء منه علی اصلهما ش کما ذکر فی ذکر کیفیة الاصول فی اصل کیفیة الاستثناء والاستدراک

ترجمه ولیکن آنانکه نیک بخت آمدند پس در آیند در جنت که همیشه اندرش بمانند تا آنکه مانند آسمانها و زمین لیکن
نه در آیند در جنت تا وقت خواست و مشیة پروردگار تو به بخشش بی انتهای او۔ این کلام در اختلاف است
آنکه سوی صحتش نزدیک آمد و آنچه در استثناء لصحت متصل شده۔ بدانکه فی النار و فی الجنة متعلق ید خلو
است بضرورت که مقدر آمد بسبب منع تعلق آن هر دو بانچه که پیش از و است یعنی تعلق فی النار و فی الجنة بفعل
ما قبلش شقوا و سعدوا هر یکی را بهر یکی منع است ناچار بضرورت بفعل ید خلون مقدر متعلق گردد۔ زیرا که هر
فعل مذکور ما قبل شامل مبتدا اند۔ پس اگر هر دو مجرور مذکور بآن هر دو فعل ما قبل مذکور متعلق شوند کلام مفید باطل گردد
و بسبب منع تعلق بانچه که بعد او است یعنی تعلق هر دو مجرور مذکور به خالدین ما بعدش هم منع آمده۔ زیرا که او حال است
ضمیر عائد را که خبر است سوئے مبتدا۔ و بسبب تعلق او بما بعدش فیهما را۔ نیکو در آورین هر دو تعلق با قبل و ما بعد
تادر یابی که تقدیر فعل برائے تعلق فی النار و فی الجنة ضروری است چنانکه مذکور آمد ما دامت السموٰت والارض و هما
یعنی وقتیکه همیشه بمانند این آسمانها و زمین۔ و این هر دو دائم مانند گا نند در دوزخ و جنت بوجود آنکه پس فنای هر دو است
پس تاکید است این بر بنای محاوره برائے خلود و همیشگی هر دو در نار و جنت بوجه آنکه بعد فنائے هر دو است۔ و اگر
اراده کرده شوند این آسمان و زمین که درین دنیا هستند باطل شود این خلود که به تحدید است۔ و الا درینجا برای استدراک
است از من ید خلون نه برای استثناء از و بر بنائی اصل هر دو۔ چنانکه در ذکر کیفیت اصول در اصل کیفیت استثناء
و استدراک مذکور آمد و آن این است که در استثناء تغایر مستثنی منه و مستثنی در خلاف ضروری است و تغایر وجه استثناء
لمقصد۔ و اینجا درین هر دو خلاف نیاید بلکه در نار و جنت در آیندگان و برون آیندگان که دخولش محتاج بمشیت
رب است همان شقی و سعید اند نه نوع دیگر که خلاف پدید آید لهذا بنابر اتحاد نوع فریقین الا برای استثناء نگفته شود
بلکه برائے استدراک است از آنکه در استدراک چون تغایر وجه استدراک لمقصد باشد ضروری است که مستدرک منه
و مستدرک متغایر بنمایند ورنه همان استثناء است و استدراک مهمل۔ و در مقصود وجه استدراک مذکور نه شود بسبب جود

م وما ظرفية وقتاً ش كما اولم نعمركم ما يتذكر فيه من تذكر م فبالحال مضاف الى شاء بمعنى مصدر فحاصله لكن لايدخلون فى النار وفى الجنة الى وقت مشية الرب اى محتاجون بمشية الرب فى الدخول ومن ورائه ثبت ان دخول النار والجنة متفاوت زماناً على تفاوت عمل فيأول الاستثناء لبعض لضرورة صحة فحاصله الالايدخل بعضهم قدر وقت مشية الرب ويأول الاستدراك لبعض بضرورة صحة فحاصله لكن يدخل بعضهم وقت مشية الرب فاعلم ان كان الا الاستثناء من خالدين كما قالوا فتشويش فى عدم خلود مؤمن فى الجنة وفى عدم خلود كافر فى النار خلاف الثابت المجمع عليه ولزوم ان يكون من خاصاً الذى عقل الذى يستحق للجنة والنار فى مقام ما عاماً من ذى عقل وغير ذى عقل الذى لايستحق للجنة والنار فلا يصح العموم فى دخول الجنة والنار وفى محل الكلام ش الذى فى كيفية الذين شقوا وسعدوا م الا الذى مخصوص ش بذى عقل وبالكلام م فما افاد العموم وان كان الاستثناء من خالدين بتعلقه بلهم فيها زفير وشهيق كما قيل لايصح اذ هما صفتان للداخلين الخالدين فيها ولايكون خالدين فيها حالاً لهما خاصاً تاملٍ فى النظم الشريف على النحو۔

ترجمہ وما ظرفیہ است برائے زمان چنانکہ در سورۂ فاطر رکوع چہارم باین کریمہ آمده کما اولم نعمرکم ما یتذکر فیه من تذکر یعنی آیا زنده نگردانیدیم شمارا تا از زمان کہ ہر کہ را اندیشیدن است باندیشد در و۔ پس درین کریمہ ما برائے ظرفیہ است بدلالت ضمیر فیہ کہ تذکر مظروف موقت است بزمان حیات کہ ظرف است ہمچنین در کریمہ مذکوره حرف ما در ما شاء ربک برائے ظرف است موقت بمشیت۔ ودر بوقت ما بمعنی وقت مضاف است سوئے شاء بمعنی مصدر مشیۃ۔ پس حاصل الا ما شاء ربک این است لکن لایدخلون فی النار وفی الجنۃ الی وقت مشیۃ الرب ای محتاجون بشیۃ الرب فی الدخول۔ یعنی نہ درآیند در نار وجنت تا وقت خواست رب یعنی محتاج اند بمشیۃ رب درین دخول۔ وانہ ورائے او ثابت شد کہ بتحقیق درآمدن در نار وجنت متفاوت است بزمان بر تفاوت عمل۔ پس تاویل کرده شود استثناء برائے بعض بنا بر ضرورت صحت او کہ حاصلش این است الا لایدخل بعضهم قدر وقت مشیۃ الرب یعنی مگر نہ درآیند بعض شان باندازهٔ وقت مشیۃ پروردگار۔ وتاویل کرده شود استدراک برائے بعض بنا بر ضرورت صحت او پس حاصلش چنین است لکن یدخل بعضهم وقت مشیۃ الرب یعنی لیکن درآیند بعض شان وقت مشیۃ رب۔ پس بدانکہ اگر الا برائے استثناء باشد از خالدین چنانکہ گفتند۔ پس تشویش است در عدم خلود مومن در جنت ۔۔۔ در عدم خلود کافر در نار خلاف ثابت کہ مجمع علیہ است ثابت او۔ ولازم شود آنکہ درین کریمہ بجائے ما عامہ من باشد کہ خاص است برائے ذی عقل آنکہ جنت ونار را سزاوار باشد نہ ما کہ عام است از ذی عقل وغیر ذی عقل آنکہ سزاوار نباشد جنت ونار را۔ پس این عموم صحت نہ پذیرد در دخول جنت ونار۔ ودر محل این کلام آنکہ در کیفیت الذین شقوا وسعدوا آمده الا الذی مخصوص است بذی عقل جاین کلام پس نفع داد عموم را

وان كان ش الاستثناء من خالدين م بتعلقه بالذين شقوا بالعصيان كما قيل لزم خروج العاصى من النار فدخوله فى الجنة سلمنا لكن لايصح استثناء الذى فى واما الذين سعدوا الخ اذ لايصح خروج السعيد من الجنة فلا دخوله فى النار وبمنعه ش اى الاستثناء من خالدين فاعلاً كان او مفعولاً م عطاء غير مجذوذ ش فاعلاً كان او مفعولاً م فبطل الاستثناء وان كان ش الاستثناء من خالدين م بتعلقه بتوقف المواقف كما قيل بتقدم المستثنى على المستثنى منه ولايصح تقدمه فما لايستقيم المعنى به استثناء من خالدين والله تعالى اعلم بصوابه۔ اللهم صل على محمد النبى نورك وعلى انواره كما تحبه وترضاه وشفعه فينا وترحمنا

ترجمہ واگر استثناء است از خالدین بسبب تعلق او بہ لہم زفیر وشہیق چنانکہ گفتہ شد صحیح نیاید این قول زیراکہ زفیر وشہیق ہر دو صفت آمده برائے داخلین خالدین فیہا۔ ونباشد خالدین فیہا حال ہر دو زفیر وشہیق را بالخصوص۔ نیکو درآ درین نظم شریف برین نحو وطریق۔ واگر این استثناء است از خالدین بسبب تعلق او بہ الذین شقوا بالعصیان یعنی آنانکہ شقی شد ند بگناه چنانکہ گفتہ شد لازم شود خروج عاصی از نار پس دخول او در جنت۔ گرفتیم یعنی تسلیم کردیم۔ لیکن درست نیاید استثناء آنکہ در کریمہ واما الذین سعدوا الخ است زیراکہ خروج سعید از جنت درست نباشد پس نیست دخولش در نار۔ وبسبب منع استثناء از خالدین فاعل باشد یا مفعول فقره عطاء غیر مجذوذ یعنی بخشش بی انتہا فاعل یا مفعول باشد۔ پس استثناء باطل شد۔ واگر استثناء از خالدین باشد بسبب تعلق او بتوقف مواقف چنانکہ گفتہ شد درین صورت مستثنی بر مستثنی منہ مقدم شود وتقدمش درست نیاید۔ پس حیثیت کہ استقامت نمی یابد این معنی با و از روئے استثناء از خالدین والله تعالی اعلم بصوابہ وخدائے برتر بہتر داننده است بدرستی او۔ اللهم صل على محمد النبى نورك وعلى انواره كما تحبه وترضاه وشفعه فينا وترحمنا به

ذکر کیفیة تفسیر حدیث شریف لیغان علیٰ قلبی وانی لاستغفر اللہ فی الیوم مائة مرة رواہ مسلم در مشکوٰة باب الاستغفار والتوبہ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونستعینہ ونصلی علیٰ رسولہ محمد ونستشفعہ وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین

قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم لیغان علیٰ قلبی وانی لاستغفر اللہ فی الیوم مائة مرة

ترجمہ حجاب کردہ می شود بر دلم وہر آئینہ استغفار میکنم درین روز صد مرتبہ +

در مقصد این حدیث شریف اختلاف است گفتہ شد ہر گاہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم عین ذات اللہ تعالیٰ است غین را چہ جا است فقط درین نظری است ظاہر بمخالفت عقیدہ ونظم شریف وگفتہ شد در ترقی بر ترقی مرتبۂ اولیٰ در حکم حجاب میشود فقط این راز سالکان طریق کشف وشہود دانند۔

ذکر بیان تفسیر اس حدیث شریف کا لیغان علیٰ قلبی وانی لاستغفر اللہ فی الیوم مائة مرة روایت کیا اسکو مسلم نے مشکوٰة باب استغفار وتوبہ میں ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونستعینہ ونصلی علیٰ رسولہ محمد ونستشفعہ وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔
قول حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا لیغان علیٰ قلبی انی لاستغفر اللہ فی الیوم مائة مرة یعنی میرے دل پہ حجاب کر دیا جاتا ہے اور میں ضرور استغفار کرتا ہوں اس دن میں سو مرتبہ۔ اس حدیث شریف کے مقصد ومراد میں اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ کہا گیا جب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم عین ذات خدا کے برتر ہیں تو غین کا کیا موقعہ ہے یعنی اوس میں حجاب کی کیا گنجایش ہے فقط اسمین مخالفت عقیدہ اور نظم شریف کے سبب بظاہر بہت کچھ نظر وتامل ہے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ کہا گیا کہ ترقی کیصورت میں پہلا مرتبہ حجاب کے حکم میں ہو جاتا ہے فقط۔ یہ بھید وہی جانتے ہیں جو کشف وشہود کی راہ میں چلنے والے صوفیان باصفا ہیں۔

لاکن درین نظریست باینکہ ترقی بر ترقی در معرفة اللہ تعالیٰ در حال انبیاء علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰة والسلام کہ لازم نقص بتدریج است ناروا است ہمانا علم انبیاء علیہم در معرفة اللہ تعالیٰ بی تدریج است بنا بر ضرورت کمال شان نبوت وللآخرة خیر لک من الاولیٰ عام در مرادات حضرت صلعم است نہ مخصوص بعدم دلالت

ش این کریمہ باین تفسیر کہ گفتہ شد جواب مدعی است کہ باین کریمہ استدلال بر ترقی بر ترقی وارد ہ وگفتہ شد کہ استغراق در ذات بحت بسبب عدم امتیاز شی در حکم حجاب است فقط دران نظریست باینکہ استغراق در ذات بحت بی دلالت از حادث واز اوصاف قدیمہ صحة نپزیرد پس تا وجود دلالت حجاب نتواند وبعد قطع دلالة حالة باطلہ است فکیف الحجاب بالاستغراق وگفتہ شد حجاب بفنای حادث بانقطاع دلالة از حادث واز اوصاف قدیمہ است فقط درین نظریست باینکہ حالت صحیحہ در معرفة اللہ تعالیٰ بہ بقای دلالة از حادث واز اوصاف قدیمہ است وآنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بہرہ در کمال معرفة صحیحہ بی تدریج ابنا بر شان نبوت است فکیف الحجاب

ترجمہ لیکن اسمین بہی جائے نظر وغور ہے اسطرح کہ معرفت خدائے تعالیٰ میں ترقی پہ ترقی جو تدریج وڈہیل کے سبب نقص وکمی کو لازم ہے انبیاء علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰة والسلام کی حال میں ناروا ہے۔ بات یہی ہے کہ علم انبیاء علیہم السلام کا خدائے تعالیٰ کی معرفت میں بی تدریج یعنی بی ڈہیل ہے بسبب ضرورت کمال شان نبوت کے یعنی شان نبوت کا کامل ہونا ضروری ہے اور کریمہ للآخرة خیر لک من الاولیٰ یعنی البتہ آخر بہتر ہے آپکے لئے اولیٰ سے۔ یہہ حضرت صلعم کی عام مرادون میں ہے نہ مخصوص میں بسبب دلالت نہونیکے۔ یہہ کریمہ اس تفسیر کے ساتھہ کہ کہی گئی جواب ہے اوس مدعی کا جسنے اس کریمہ کو اختیار کیا ہے دلیل ترقی کے اوپر ترقی پر۔ اور ایک قول یہ ہے کہ کہا گیا ذات بحت میں استغراق ذات کے امتیاز نہونیکے سبب حکم حجاب میں ہے فقط اسمین بہی ایک نظر وغور کی ضرورت ہے اسطرح کہ استغراق ذات بحت میں بغیر دلالت حادث کے اور اوصاف قدیمہ کے صحت نہین پاتا ہے پس جبتک وجود دلالت کا ہے حجاب نہین ہو سکتا اور قطع دلالت کے بعد حالت باطلہ ہے تو استغراق میں حجاب کیسا یعنی بدون دلالت جب حالت کا اعتبار نہو بلکہ وہ باطل سمجھی جاوے تو استغراق ہی باطل ہوگا اور بطلان استغراق کے سبب بطلان حجاب ہے۔ اور ایک قول یہ بہی ہے کہ کہا گیا حجاب ہے حادث کے فنا ہو جانیسے بسبب دلالت منقطع ہو جانیکے حادث سے اور اوصاف قدیمہ سے فقط۔ اسمین بہی ایک نظر غور ہے اسطرح کہ معرفت خدائے تعالیٰ میں صحیح حالت بقائے دلالت کیساتھہ ہے جیسکہ حادث سے اور اوصاف قدیمہ سے وہ دلالت باقی ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اپنی شان نبوت کی بنا پر بی تدریج وڈہیل معرفت صحیحہ کے کمال کے ساتھہ بہرہ ور ہین پہر حجاب کیسا۔

وگفتہ شد کہ رجوع بخلق بنابر رحمۃ وانچہ لازم نبوت است حجاب است
از مرتبۂ تفرد برب اگرچہ از مرضیات اللہ تعالیٰ است پس استغفار است
ازین حجاب فقط رو و او آنانکہ چنین است ش یعنی رجوع بخلق حجاب از
تفرد برب است ص ہمین دانند وبس و درین ہم نظریست باینکہ قلب اشرف مظہر جمال
رب العالمین را رجوع بخلق از مرتبۂ تفرد برب حجاب نیارد واین راز آن داند کہ
عارف حقیقۃ محمد صلعم بانطباق کلی مظہریتش بجمال بالکمال رب العالمین باشد ہمانا
ماسوا اللہ تعالیٰ در بحر جمال بالکمال رب العالمین مانا کہ قطرہ است بل کمتر ازانکہ
دانی در حقیقۃ جامعہ محمد صلعم ہم چنانست وآن حقیقۃ جامعہ محمد صلعم با متعلقات
بقیام حقیقی ومجازی بحقیقۃ خودش رہنما است فکیف الحجاب واز حال ناقصانست
کہ برجوع بخلق حجاب از تفرد برب رونماید پس ناقص باین سخن نرسد ونیز باید دانست
کہ این غین در وصفِ آن نور اللہ تعالیٰ صلعم از متشابہات است۔

ترجمہ اور ایک قول یہ بہی ہے کہ کہا گیا کہ آپکا رجوع خلق کی طرف رحمت اور اُس چیز کی بنا پر کہ لازم نبوت
ہے حجاب ہے مرتبۂ تفرد برب سے یعنی ایسے مرتبہ سے جسمین رب کے ساتھ خلوت وتنہائی ہو اگرچہ
مرضیات خدائے تعالیٰ سے ہے پس استغفار اس حجاب سے ہے فقط۔ جن لوگون کی رو داد یعنی
پیش آمدنی ایسی ہے یعنی خلق کی طرف رجوع اونکو رب کے ساتھہ تنہا ہونیسے حجاب ہے وہ یہی
جانتے ہین اور بس۔ اور اسمین یہی جائے نظر ہے اسطرح کہ مظہر جمال رب العالمین صلعم کے قلب
اشرف کو خلق کی طرف رجوع مرتبۂ تفرد سے رب کے ساتھہ حجاب نہین لاتا ہے۔ یہ بہید وہی جانتا ہی جو حقیقت
محمد صلعم کا کہ جمال باکمال رب العالمین کے ساتھہ آپکے مظہر ہونیکے پوری منطبق ہونیکا عارف
ہووے۔ بات یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کے سوا جو کچھ ہے وہ دریائے جمال باکمال رب العالمین مین
گویا کہ ایک قطرہ ہے بلکہ کمتر اوس سے کہ تو جانے۔ حقیقت جامعہ محمد صلعم مین ہی ماسوا اللہ کا
یہی حال ہے۔ اور وہ حقیقت جامعہ محمد صلعم مع متعلقات ایسے کہ بقیام حقیقی ومجازی مین
جبکہ اپنی خود کی حقیقت کے ساتھہ رہنما ہے تو حجاب کیسا اور یہ حال ناقصون کا ہے
کہ خلق کی طرف رجوع کرنے مین رب سے تنہا ہونیسے حجاب پیش آتا ہے
پس ناقص اس کلام کو نہ پہونچے گا۔

پس بر ما است کہ این غین را حوالہ بعلم حضرت نبی مکرم صلعم نمائیم نہ قیاس بر حالت
نفوس خود کہ تدریج لازم او است بنا بر نقصان استعداد وہم احتمال ضلال بقطع دلالت
ونیز ظاہر است کہ فاعل لیغان وہم مفعول ثانیش کہ سبب حجاب است نامذکور
است پس حکم صریح محقق ومخصص بر آنہا لش ای فاعل ومفعول ثانی ص نتواند
شد واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب وہمچنین سہو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ
وسلم در حالت نماز از متشابہات است لش بدلائلی
کہ در تفسیر این حدیث شریف گفتہ شد ص اللہم
صل وسلم علیٰ محمد النبی نورک وعلیٰ انوارہ کما تحبہ
وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ

ترجمہ اور یہ بہی سمجہنے کی بات ہے کہ یہ غین یعنی حجاب اوس نور خدائے تعالیٰ صلعم کے وصف
مین متشابہات سے ہے۔ پس ہمیر لازم ہے کہ اس غین کو حضرت بنی مکرم صلعم کے علم کے حوالہ کرین
نہ اپنے نفسون کی حالت پر قیاس کرکے نقصان استعداد کی بناپر اوسکو تدریج لازم ہے اور قطع
دلالت کی صورت مین احتمال ضلال وگمراہی بہی ہے۔ اور یہ بہی ظاہر ہے کہ لیغان کا فاعل اور
اوسکا مفعول ثانی بہی جو سبب حجاب ہے مذکور نہین ہے۔ پس اونہین فاعل اور مفعول ثانی
پر حکم صریح محقق اور مخصص نہین ہوسکتا۔ اور خدائے برتر ہے درستی وصواب کو خوب جانتا ہے
اور ایسے ہی سہو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا نماز کی حالت مین
متشابہات سے ہے۔ اونہین دلائل پر کہ اس حدیث شریف
کی تفسیر مین بیان کی گئین۔ اللہم صل وسلم
علیٰ محمد النبی نورک وعلیٰ انوارہ کما تحبہ وترضاہ
وشفعہ فینا وترحمنا بہ۔

ذکر کیفیة تفسیر کریمه اَلَّذِیْ یَرٰکَ حِیْنَ تَقُوْمُ وَتَقَلُّبَکَ فِی السَّاجِدِیْنَ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینه ونصلی علیٰ رسوله محمد ونستشفعه وعلیٰ اله واصحابه واتباعه اجمعین فرمود اللہ سبحانه اَلَّذِیْ یَرٰکَ حِیْنَ تَقُوْمُ وَتَقَلُّبَکَ فِی السَّاجِدِیْنَ

ترجمه آنکه نگاه میدارد ترا وقت قیام ای بودن تو بعالم شهود و نگاه میداشت گردیدن ترا در ساجدان ای از ساجدی بساجدی بعالم روح ۔ **ش** کما قال سبحانه یعصمک من الناس ۔ **ھ** بعصمة عامه تامه و استفاده معنی عصمة عامه تامه بنا بر ربط کلام سابق است **ش** ای اَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ وَاخْفِضْ جَنَاحَکَ لِمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ج فَاِنْ عَصَوْکَ فَقُلْ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ وَتَوَکَّلْ عَلَی الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ الَّذِیْ الخ

ذکر بیان تفسیر کریمه اَلَّذِیْ یَرٰکَ حِیْنَ تَقُوْمُ وَتَقَلُّبَکَ فِی السَّاجِدِیْنَ ٥ کا

کہ آخر سورہ شعری   بسم اللہ الرحمن الرحیم   رکوع گیارہ مین ہے

نحمد اللہ ونستعینه ونصلی علیٰ رسوله محمد ونستشفعه وعلی اله واصحابه واتباعه اجمعین ۔ فرمایا خدائے سبحانہ نے آخر سورہ شعری رکوع گیارہ مین اَلَّذِیْ یَرٰکَ حِیْنَ تَقُوْمُ وَتَقَلُّبَکَ فِی السَّاجِدِیْنَ ه یعنی وہ کہ تجھے نگاہ رکھتا ہے قیام کے وقت یعنی تیرے عالم شہود مین ہونیکے وقت اور نگاہ رکھتا تھا تیری گردش کرنے اور پہرنیکو سجدہ کرنیوالون مین یعنی ایک سجدہ کرنیوالے سے دوسرے سجدہ کرنیوالے کی طرف عالم روح مین عام پوری نگاہ داشت کے ساتھہ ۔ جیسا فرمایا حق سبحانہ نے سورہ مائدہ دسوین رکوع مین یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ ۔ یعنی نگاہ رکھتا ہی تجھکو لوگون سے تا آخر آیت ۔ اور عام پوری نگاہداشت کے معنی کا فائدہ حاصل کرنا کلام سابق کے ربط کی بنا پر ہے یعنے اَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ وَاخْفِضْ جَنَاحَکَ لِمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ج فَاِنْ عَصَوْکَ فَقُلْ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ وَتَوَکَّلْ عَلَی الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ الَّذِیْ یَرٰکَ حِیْنَ تَقُوْمُ وَتَقَلُّبَکَ فِی السَّاجِدِیْنَ ٥ یعنی ڈرائے اپنے قریب کنبہ والونکو ۔ اور اپنے بازونکو اوسکے لئے جھکا دیجئے جو ایمان والون مین سے آپکی پیروی کرے ۔ پھر اگر وے آپکی نافرمانی کرین تو کہہ دیجئے کہ مین اوس سے بری و الگ ہون جو تم عمل کر رہے ہو ۔ اور آپ اوس بڑے زبردست مہربان پر بھروسہ کیجئے

ذکر بیان تفسیر کریمه الذی یراک حین تقوم وتقلبک الخ کا   رکوع ۱۱

حاصل آنکه میندیش از انذار ایشانرا و از کینه ایشان بالتفات بمومنان و نافرمانی ایشان و برارت خود از اعمال شان باشد که ازین وجوه ضرر رسانند و توکل کن بر خدائے غالب و رحیم آنکه نگاه میدارد ترا در عالم شهود از هر چه میخواهد و نگاه میداشت نقل ترا در عالم روح در ساجدان از غیر ساجدان ۔ سخن در امر و اظهار غلبه و رحمة غیر مقصود البحث است پس سخن مافی پرادین است **ھ** بدانکه درین مرا یری وتقوم بمعنی مجازی است یعنی رویة بمعنی نگاه داشتن **ش** کما فی قوله تعالیٰ لَا تَخَافَا اِنَّنِیْ مَعَکُمَآ اَسْمَعُ وَاَرٰی بمعنی مجازست بخصوص اجابة و عصمة بعموم هر اشان باقتضای نظم سابق و اگر درین خصوص معنی حقیقی گرفته شود فائده اش میگردد بمعنی مجازی و نیز بمعنی حقیقی بحذف مفعول به بلاغتی است توسیع مفاعیل و فوائد مناسب شان انها نسبة بحضرت موسیٰ و هارون علیٰ نبینا و علیهما الصلوة والسلام بفائده معنی مجاز نیست ورنه امری عام بیفائده اولی ربط از اقتضای نظم سابق است و اللہ تعالیٰ اعلم بالصواب و حاصل یری باعتبار رای پس مستلزم افاده دوام او ماضی و مستقبل باعتبار مری **ش** تعریف حال و ماضی و مستقبل در ذکر کیفیة حصول العاقبة فی ذکر کیفیة الا ...

ترجمه ۔ حاصل یہ کہ آپ ڈرانے سے اونکو اور اون کے کینہ سے مومنین کیطرف التفات کرنیمین کچھ خوف نکیجیے ۔ اور انکی نافرمانی اور اپنی برارت اون کے اعمال سے ہو گئی کہ وے ان وجوہ کے سبب ضرر پہونچاوین اور خدائے زبردست و مہربان پر بھروسہ کیجئے جو آپکو عالم شہود مین جس چیز سے چاہتا ہے نگاہ رکھتا ہے اور جو آپکے منتقل ہونیکو عالم روح مین ساجدین کے اندر غیر ساجدین سے نگاہ رکھتا تھا ۔ کلام امر اور اظہار غلبہ اور رحمت مین مقصود بحث نہین ہی پس کلام جس چیز مین کہ مراد ہے یہ ہے ۔ معلوم ہو کہ اس کریمہ مین یری اور تقوم کے معنی مجازی مراد ہین یعنی رویت کے معنی نگاہ رکھنے کے جیسے خدائے تعالیٰ کے اس قول مین کہ سورہ طٰہٰ کے دوسرے رکوع مین ہے لَا تَخَافَا اِنَّنِیْ مَعَکُمَآ اَسْمَعُ وَاَرٰی ۔ یعنی تم دونون نہ ڈرو بیشک مین تم دونون کے ساتھہ ہون سن رہا ہون اور دیکھہ رہا ہون یعنی قبول کرتا ہون اور نگاہ رکھتا ہون ۔ یہان اسمع اور اری کے معنی مجازی مین ہی بسبب خاص ہونے اجابت اور عصمت کی یری اوسکے عموم کے اون کیلئے نظم سابق کی خواہش پر اور اگر اس خصوص مین معنی حقیقی اختیار کئے جاوین تو اوسکا فائدہ معنی مجازی کی طرف پھرتا ہی اور معنی حقیقی کی طرف بھی حذف مفعول کی سبب جسمین پوری بلاغت ہی توسع مفاعیل کی نسبة اور فائدون کی نسبة کہ اون کی مناسب ہین ان تمام فائدون سے کہ نسبت حضرت موسیٰ و ہارون علی نبینا و علیہما الصلوة والسلام کے ساتھہ معنی مجازی کے فائدہ مین ہی ورنہ ایک امر عام بیفائدہ ہی اور نظم سابق کے اقتضاء اور خواہش کی نسبت بے ربط معلوم ہوتا ہی ۔ اور خدا برتر ہی صواب کو خوب جانتا ہی ۔ اور فعل یری کا حال ہونا باعتبار رائے یعنی دیکھنے والیکے ہی جو دوام کا فائدہ دینے کو لازم کر رہا ہی ۔ اور ماضی و مستقبل باعتبار مری ہی یعنی جسکو دیکھنے والا دیکھہ رہا ہی ۔ تعریف حال و ماضی و مستقبل کی ذکر کیفیة اصول عاصمه الخ

ودر ذکر کیفیتہ غیب و علمہ فی تفسیر کریمہ یعلم ما بین ایدیہم وما خلفہم الآیہ مذکور است

ھ وقیام بمعنی بودن ای موجود شدن ش کما فی قولہ تعالیٰ اقم الصلوٰة ای بوجود آر نماز را وفی تکبیر الاقامت قد قامت الصلوٰة ای موجود شد نماز وفی قولک قامت الدلالة ای موجود شد دلالة ھ وحین تقوم ببلاغتش بعموم قیام وعموم زمان ومکان ش از اضافة حین سوئے تقوم واز معنی مصدریتش ھ بافائدہ زمان حال ومستقبل ش از اصلش کہ دائر عالم شہود است ھ مفید معنی وجود عالم شہودش ش

ای مخاطب ھ متعلق یریٰ ش مفعول فیہ زماناً ومکاناً

ھ تقلب بمعنی حقیقی لازم ش خلاف متعدی

ھ ای گردیدن ببلاغت ودوام بی دوران حال واستقبال

ش باقتضائی مصدریتش ھ بافائدہ خصوص

عصمة عامة تامہ ش برائی مخاطب حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وعلی آلہ وسلم

ترجمہ اور ذکر کیفیتہ غیب اور اوسکے علم مین کریمہ یعلم ما بین ایدیہم وما خلفہم الآیہ کی تفسیر مین مذکور ہے - اور وہ یہ ہے کہ زمانہ حال عدم سابق ولاحق کے درمیان ایک حالت فارہ ہے حادث کی پس یہی کیف حادث زمان حال متجدد ہے کہ ہر ممکن کو پیش آرہا ہے اور آگے دونون عدم مذکور پر اسی حادث سے ہو رہی ہے - اس زمانہ حال کو عدم لاحق ہونیسے زمانہ ماضی ہو گیا اور اسکا علم حال سے ہوتا ہے نہ بالاستقلال بطور خود کیونکہ ممکن کے کیف سے اوسکا علم بالاستقلال نہین ثابت ہوتا اسلئے کہ عدم کا علم وجود سے ہے پس ماضی اپنے استقرار مین محتاج حال ہے بخلاف حال ومستقبل کہ حال موجود مستقبل ہے - اور یہ مستقبل عدم سابق مین مقتضی وجود ہے لہذا اپنے استقرار مین محتاج حال نہین بلکہ وہ زمانہ کہ مستلزم تجدد ہے عدم سابق کے ساتھ وہ مستقبل ہے کہ ہنوز پیچھے ہے اور وجود مین آنا اوسکا ممکن ہے پھر جب کیفیت ممکن اوسپر طاری ہوئی جو آگا فاگا ہے اوسوقت وہ کیفیت حال ہے - اور جبتک وہ کیفیت عدم سے سبقت کرکے طاری نہین ہوئی ہے مستقبل ہے - اور جب معدوم ہو جائیگی ماضی ہے اور آیت مذکورہ مین قیام کے معنی ہوئے یعنی موجود ہونیکے ہین جیسا خدائے برتر کے اس قول مین اقم الصلوٰة کہ نماز کو قائم کر یعنی وجود مین لا - اور تکبیر اقامت مین قد قامت الصلوٰة یعنی تحقیق نماز قائم ہو گئی یعنی موجود ہو گئی - اور جیسا تیرے قول مین قامت دلالة - کہ قائم ہو گئی دلالت یعنی دلالت موجود ہو گئی - اور حین تقوم اپنی بلاغت کے سبب عموم قیام اور عموم زمان ومکان کو مع فائدہ زمان حال ومستقبل کے مفید معنی وجود عالم شہود مخاطب کی نسبت ہو کر متعلق یریٰ کا ہے کہ زمان ومکان دونون طرحکا مفعول فیہ ہے کیونکہ حین کا تقوم کیطرف نسبت کرنا اور تقوم کا معنی صدری مین ہونا کہ بغیر اسکے اضافت صحیح نہین ہوتی کیونکہ اضافت دو اسمون مین ہوتی ہے

ھ معطوف بر ضمیر متصل مفعول بہ یریٰ است ش ای کاف خطاب متصل یریٰ ھ بدلالة نصب ش پس مفعول بہ است نہ معطوف بر تقوم مجرور محلاً مفعول فیہ ومفعول بہ معطوف نشود بر مفعول فیہ ھ وفی الساجدین ای مصلین متعلق تقلب واگرچہ مجرور باشد بنابر قراءتی ش چنانکہ در تفسیر کبیر است ھ مستلزم افادت معنی مفعول فیہ مکاناً برائی فاعل تقلب پس مراد تقلب روح محمد صلعم در ساجدین است کہ ہنوز فارغ ش از عالم شہود ودوران حال ومستقبل شہودیست نہ فارغ از حال ومستقبلی کہ لازم وجود است ش چہ روح بنفسہا فارغ از عالم شہود است کہ محل دوران حال ومستقبل شہودیست تنبیہ وجود روح اگرچہ فارغ از مکان وزمان شہودیست لاکن

بی شبہ وجودیست بالحال کہ ماضی ومستقبلش

خلاف زمان عالم شہود است ھ

ترجمہ ان دونون کی اضافت آپسمین قیام زمان ومکان عام ہونیکو مفید ہو کر زمان حال ومستقبل کا فائدہ دے رہی ہے بسبب انکے اصل کے کیونکہ اہلیت زمانونکی اسی عالم شہود مین دائر ہے جس سے مخاطب کے وجود عالم شہود کی معنی کا فائدہ حاصل ہے اور تقلب مصدر خلاف متعدی جو معنی حقیقی لازم مین ہے جسکے معنی گردیدن یعنی پھرنے کے ہین یہ اپنی بلاغت دوام بغیر دوران حال واستقبال کے کہ اقتضاء اوسکی مصدریت کا ہے جو لازمی ہے عصمت عامہ تامہ کے خاص ہونیکے فائدہ کیساتھ کہ یہ عصمت عامہ تامہ مخاطب حضرت حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کیواسطے ہے - معطوف ہے ضمیر متصل پر کہ مفعول یریٰ کا ہے جسکے مفعول ہونے پر نصب دلالت کر رہا ہے - کیونکہ تکلف مصدر لازمی کا عطف کاف ضمیر متصل پر ہے جو یریٰ کا مفعول بہ ہے جسکے معنی یہ ہین کہ تجھکو اور تیرے پھرنیکو نگاہ رکھتا ہے - اور نصب عصمت دلالت ہے اوسکی مفعول بہ ہونے پر - اور اوسکا مصدر لازم ہونا خود مقتضی ہے دوام کا بی دوران حال واستقبال کی جس سے فائدہ عامہ تامہ کی خاص ہونیکا مخاطب کیلئے کہ حضرت حبیب خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم مین حاصل ہو رہا ہے - پس مصدر تقلب مفعول بہ ہے نہ معطوف تقوم مجرور پر کہ بنابر محل مفعول فیہ ہے اور مفعول بہ مفعول فیہ پر معطوف نہین ہوتا ہے - اور فی الساجدین یعنی مصلین متعلق تقلب کا ہے - اور اگرچہ تقلب مجرور ہووے ایک قراءت کی بنا پر جیسا کہ تفسیر کبیر مین ہے تو فاعل تقلب کیلئے کہ ضمیر مخاطب متصل اضافی ہے معنی مفعول فیہ کی ازروئے مکان فائدہ دینے کو لازم کر رہا ہے یعنی مخاطب کیلئے تقلب در صورت مجرور ظرف مکان ہونیکے فائدہ کا مستلزم ہے - پس مراد تقلب سے روح محمد صلعم کا ساجدین مین گشت کرنا ہے جبکہ عالم شہود سے وہ روح مبارک ہنوز فارغ ہو - اور حال اور مستقبل کا دوران شہودی ہے - نہ روح مبارک کا فارغ ہے اوس حال ومستقبل سے جو آپکے وجود مبارک کو لازم ہے اسلئے کہ روح اپنی نفس مین عالم شہود سے فارغ ہے کہ یہ عالم شہود - شہودی حال ومستقبل کا محل دوران ہے تنبیہ وجود روح

نہ **ش** فی الساجدین **ھ** متعلق تقوم بنابر عدم صحت عطف حائل غیر شامل **ش**
یعنی تقلب مفعول بہ غیر شامل بمفعول فیہ زمانی **ھ** ولزوم تباعد **ش** تقوم وفی الساجدین
بسبب حائل غیر شامل **ھ** وافادت معنی مفعول معہ **ش** چنانکہ ماکان اللہ لیعذبہم
وانت فیہم ای معہم **ھ** خلاف اقتضائی تقلب مفعول بہ ونہ **ش** فی الساجدین **ھ**
متعلق یری بنابر تباعد لفظی وتنازع معنوی متعلق بمابہ التعلق **ش** ای تعلق فی الساجدین
بہ یری تباعد لفظی بحائل غیر شامل ای مفعول بہ منفصل وارد و در ضمن یری بہ تقوم وتقلب تنازع
معنوی بمعنی قیام مع الساجدین وتقلب فی الساجدین آرد **ھ** پس استحقاق قریب
راست **تنبیہ** در حال صحت تعلق لفظی ومعنوی فی الساجدین بتقلب غیر متباعد **ش**
لفظاً ومعناً **ھ** با فائدہ خصوص عصمۃ عامۃ حاجت اختیار این جر ثقیل بتباعد لفظی ومعنوی
باترک فائدہ مذکور چیست فاعتبروا یا اولی الالباب بل اقرب لفظاً ومعناً حین تقوم مفعول فیہ
زمانا برامفعول بہ متصل یری است وفی الساجدین مفعول فیہ مکانا برائی فاعل متصل تقلب با فائدہ مذکور فتم المراد

ترجمہ فی الساجدین تقوم کا متعلق ہی عطف حائل غیر شامل کی صحت نہونیکی سبب یعنی تقلب مفعول بہ جو مفعول فیہ زمانی حین تقوم کو شامل نہیں ہے
انکے درمیان بصورت عطف حائل ہی درصورت تعلق مذکور یہ عطف صحیح نہیں ہے لہذا عدم صحت عطف تعلق کو مانع ہی۔ پہر اسی حائل غیر شامل کی سبب لزوم تباعد تہی
یعنی تقوم اور فی الساجدین میں اسی تقلب حائل غیر شامل کی سبب دوری ہونا لازمی ہی لہذا یہ لزوم تباعد مانع تعلق ہی درمیان تقوم
اور فی الساجدین کی اور معنی مفعول معہ کا فائدہ حاصل کرنا۔ جیسا کریمہ ماکان اللہ لیعذبہم وانت فیہم ای معہم
مین یعنی اللہ ایسا نہیں ہی تاکہ اونکو عذاب کری حالانکہ آپ نہیں ہون یعنی اونکی ساتھہ ہون پس اسی طرح تقلبک فی الساجدین
مین مع الساجدین کے معنی کا فائدہ حاصل کرنا یعنی خدائے برتر آپکی روح مبارک کا ساجدین مین یعنی ساجدین کیساتھ
گشت کرنا نگہہ رکہتا تہا۔ یہ افادہ معنی مفعول معہ تقلب مفعول بہ کے اقتضاء کی خلاف ہے۔ یہ سب صورتین فی الساجدین
کی تعلق کو تقوم کی ساتھہ مانع ہین۔ اور نہ فی الساجدین یری کے متعلق ہی بسبب تباعد لفظی اور تنازع معنوی متعلق
کی اوس چیز کیساتھہ کہ اوسکو تعلق ہی یعنی لفظون مین باہم دوری اور معنی مین جہگڑا ہونیکی سبب متعلق کی مابہ التعلق کیساتھہ یعنی جسکو یری
کیساتھہ تعلق ہی اوسکی متعلق مین تنازع معنوی ہوجانیکی سبب مطلب یہ کہ فی الساجدین کا تعلق یری کیساتھہ حائل غیر شامل کے
سبب باہم بعد لفظی ظاہر کر رہا ہی یعنی مفعول بہ منفصل رکہتا ہی کہ وہ تقلبک ہے جس سے بعد وفصل عیان ہی۔ اور ضمن یری مین
تقوم اور تقلب کیساتھہ معنوی تنازع لاتا ہی اس معنی کر کہ قیام مع الساجدین اور تقلب فی الساجدین مین تنازع معنوی ہوتا
ہی۔ پس صورت تنازع مین استحقاق قریب کو حاصل ہی **تنبیہ** جبکہ لفظی ومعنوی تعلق فی الساجدین کا تقلبک کیساتھہ
صحیح ہو جسمین باہم بعد لفظی ومعنوی بہی نہو۔ اور عصمت عامہ کے خاص ہونیکا فائدہ حاصل ہو رہا ہی۔ پہر فائدہ مذکور
چہوڑ کر اس جر ثقیل بتباعد لفظی ومعنوی کے اختیار کرنیکی ضرورت کیا ہی فاعتبروا یا اولی الالباب پس ای عقلمندو عبرت کرو۔

ضمیمہ واگر گرفتہ شود یری وتقوم بمعنی حقیقی **ش** ای دیدن واستادن **ھ** وتقلب
بمعنی لازم ای گردیدن از حالی بحالی وتعلق فی الساجدین ای مصلین بہ یری ودرین
ضمن بہ تقوم وبہ تقلب نیز بمعنی مفعول معہ **ش** باین حاصل کہ می بیند ترا وقت
استادن تو وگردیدن ترا از حالی بحالی باساجدان ای مصلیان **ھ** درین مراد نظر بانسبت
بانیکہ حین تقوم متعلق یری مفعول فیہ زمانی برائی مفعول بہ متصل یری است وتقلب
مفعول بہ منفصل یری وفی الساجدین متعلق یری مفعول معہ برای ہر دو مفعول بہ پس حین
تقوم عام باشد ومعارض خصوص فی الساجدین ومہمل المعنی **ش** بتعارض **ھ** واگر فی
الساجدین درضمن یری علاقہ بہ تقوم ہم بنابر قرینہ محلی دارد رفع عموم وتعارض تواند شد لیکن قرینہ بمقابلہ
صراحت مذکور سابق **ش** ای اقرب لفظاً ومعناً حین تقوم مفعول فیہ زمانا برائی مفعول بہ متصل یری است
وفی الساجدین مفعول فیہ مکانا برائی فاعل متصل تقلب **ھ** اعتباری ندارد ونیز حائلیۃ غیر شاملہ
مفعول فیہ زمانی **ش** یعنی غیر شامل بمفعول بہ منفصل **ھ** تباعد لفظی آرد **ش** نہ تباعد معنوی
ھ ومفعول معہ متنازع گردد میان ہر دو مفعول بہ پس استحقاق مفعول بہ منفصل بنابر قرب است

ضمیمہ اور اگر یری اور تقوم معنی حقیقی یعنی دیکہنے اور کہڑی ہونیمین مان لیا جاوے اور تقلب بمعنی لازم ہی یعنی ایک حال سی دوسری حال
مین ہوجانا۔ اور یہ کہ فی الساجدین یعنی مصلیین کا یری کے ساتھہ تعلق ہی۔ اور اسی ضمن مین اوسکا تعلق تقوم کیساتھہ
اور تقلب کیساتھہ بہی مفعول معہ کی معنی مین ہی۔ جسکا حاصل یہ ہی کہ دیکہتا ہی تجہکو سجدہ کرنیوالے یعنی نماز پڑہنیوالونکی ساتھہ
تیری کہڑے ہونے اور تیری ایک حالت سی ایک حال کی طرف پہرنیکے وقت۔ ایسے معنی مراد کرنے مین نظرین ہین اور اعتراض آتے
ہین۔ اسطرح کہ حین تقوم یری کی تعلق کی سبب مفعول فیہ زمانی ہی مفعول بہ ضمیر متصل یری کیلئے۔ اور تقلب یری کا مفعول بہ
منفصل ہی۔ اور فی الساجدین یری کے تعلق کی سبب مفعول معہ ہی ہر دو متصل ومنفصل مفعول بہ مذکورہ کیلئے۔ پس حین
تقوم عام ہوگا اور خصوص فی الساجدین کا معارض۔ اور اس تعارض کی سبب مہمل المعنی۔ اور اگر فی الساجدین
یری کے ضمن مین قرینہ محلی کے سبب علاقہ تقوم کے ساتھہ بہی رکہے تو رفع عموم اور تعارض ہوسکتا ہی لیکن قرینہ
مقابلہ مین صراحت مذکور سابق کی یعنی حین تقوم مفعول فیہ زمانی لفظ ومعنی کے اعتبار سے یری کے مفعول بہ متصل
کے لئے قریب تر ہی۔ اور فی الساجدین مفعول فیہ مکان تقلبک کے فاعل متصل کیلئے نزدیک تر ہے۔ کچھ اعتبار
نہین رکہتا۔ اور حائلیت غیر شاملہ مفعول فیہ زمانی بہی کہ مفعول بہ منفصل کو شامل نہو لفظی بعد باہم پیدا
کرتی ہے نہ معنوی۔ اور مفعول معہ دونون مفعول بہ کے درمیان متنازع ہوتا ہے پس مفعول بہ
منفصل کا استحقاق قرب کے سبب ہے۔

ای دانا درین مراد اگر بنگری تعلق فی الساجدین به تقلب نیکوتر است نه به یری تا که مفید خصوص قیام
ش فی الساجدین ھ صراحتاً باشد و آن نتواند شد ازانکه حین تقوم مفعول فیه زمانی است مر
مفعول به متصل یری را و فی الساجدین مفعول معه برای فاعل تقوم پس شامل باشد
مفعول فیه زمانی را و تقلب عام باشد ش چنانکه تقوم بعدم تعلق فی الساجدین عام باشد یا معا
ھ و تقلب مفعول به نیز متقاضی تعلق فی الساجدین است پس فی الساجدین متنازع فیه باشد میان
مفعول فیه زمانی و مفعول به پس استحقاق تعلقش بمفعول به باشد بنابر اصلیتش در کلام و قربته نه بمفعول فیه
زمانی بنابر فضلیتش در کلام بعد و نیز حائلیة غیر شامله مفعول به ش یعنی تقلب غیر شامل مفعول فیه
زمانی ھ مانع تعلق فی الساجدین ش که مفعول معه است ھ به تقوم ش که مفعول فیه زمانی
است بدخول حین ھ زیرا که حائل غیر شامل تباعد لفظی و معنوی آرد پس تنازع یا تعارض نیز
ش آرد و حکم تنازع و تعارض مذکور شد ھ بخلاف حائل شامل ش که تباعد و تنازع
نیارد بسبب شمول ھ و عطف تقلب بر تقوم نیکوتر است

ترجمہ ای دانا اس مراد مین اگر اچھی طرح تو غور کریگا تو معلوم کریگا فی الساجدین کا تعلق تقوم کے ساتھ
بہت اچھا ہے نہ یری کے ساتھ تاکہ خصوص قیام فی الساجدین کا صراحتاً مفید ہووے - سو یہ ہو نہین سکتا
اس سبب سے کہ حین تقوم خاص مفعول بہ متصل یری کا مفعول فیہ زمانی ہے اور فی الساجدین فاعل تقوم کیلئے
مفعول معہ پس شامل ہوگا مفعول فیہ زمانی کو - اور تقلب عام ہوگا جسطرح تقوم فی الساجدین کے عدم تعلق کے
سبب مع اوسکے معاملت کے عام ہوتا ہے - اور تقلب کہ مفعول بہ ہے وہ بھی تعلق فی الساجدین کا متقاضی ہے
پس فی الساجدین درمیان مفعول فیہ زمانی اور مفعول بہ کے متنازع فیہ ہوگا پس استحقاق تعلق کا اوسکو
مفعول بہ کے ساتھ ہوگا اوسکے اصل ہونیکے سبب کلام مین اور قربت کے سبب نہ مفعول فیہ زمانی کیساتھ
بسبب اوسکے فضلہ ہونیکے کلام مین و لسبب بعد کے - اور مفعول بہ کی حائلیت غیر شاملہ بھی یعنی تقلب کا
مفعول فیہ زمانی کے ساتھ شامل نہونا بھی فی الساجدین کے تعلق کی جو مفعول معہ ہے تقوم کیساتھ مانع
ہے جو مفعول فیہ زمانی ہے بسبب حین کے اوسپر داخل ہونیکے - کیونکہ حائل غیر شامل لفظی و معنوی تباعد
یعنی باہم بُعد پیدا کرتا ہے - پہر تنازع یا تعارض بھی لاتا ہے اور حکم تنازع اور تعارض کا مذکور ہوچکا - بخلاف
حائل شامل کے کہ بسبب شمول تباعد اور تنازع نہین لاتا - اور تقلب کا تقوم پر عطف بہت اچھا ہے

بنابر رفع تعارض مذکور ش ای عموم حین تقوم و خصوص فی الساجدین ھ و آن صحت
نپذیرد بنابر اختلاف مفعول فیه و مفعول به ش معنًا ھ و اختلاف نصب و جر ش
لفظاً ھ پس تنازع رفع نشود و حکم مذکور ش ای استحقاق تعلق فی الساجدین به تقلب
ھ لازم گردد و اگر تقلب مجرور گفته شود بنابر قرأتی البته عطف صحة پذیرد لاکن صیغهٔ
مضارع فصیح و بلیغ بود بر موافقة بلاغة تقوم ش نه مصدر که خلاف فصاحة و بلاغة
باشد ھ و نیز تغیر معنی باختلاف قرارت خلاف اصل قرآنی است و نیز مقصد خصوص
عصمة عامهٔ تامه و ربط کلام سابق که مستفید عصمة عامه تامه است ضائع شود پس اصرار
برین مراد ش ای مراد ثانی ھ و اعراض ازان مراد ش ای مراد اول ھ بکدام
راه پسندیده شود و اگر گرفته شود تقلب بمعنی متعدی ای گردائیدن پس ساجدین را
مفعول به بصلهٔ لام خواهد یا بی صله ش نه بصلهٔ فی ھ و عموم قیام همچنان پس در حالیکه
ش تقلب ھ داخل صلوة است مفسد صلوة است و در حالیکه ش تقلب ھ خارج صلوة است

ترجمہ تعارض مذکور کے اوٹھہ جانیکے سبب کہ یہ تعارض حین تقوم کے عموم اور فی الساجدین کے خصوص کا ہے
حالانکہ یہ عطف صحت نہین پاتا ہے بسبب اختلاف مفعول فیہ اور مفعول بہ کے معنی کے اعتبار سے اور نیز
لفظی اعتبار سے نصب و جر کے اختلاف کے سبب - پس تنازع رفع نہوگا اور حکم مذکور لازم ہوجائیگا یعنی
استحقاق تعلق فی الساجدین کا تقلب کے ساتھہ -
اور اگر ایک قرارت کی بنا پر تقلب مجرور کہا جاوے البتہ عطف صحت پاجائیگا لیکن مضارع کا صیغہ بلاغت
تقوم کی موافقت پر فصیح و بلیغ تہا نہ مصدر کہ خلاف فصاحت و بلاغت ہوتا ہے - اور اختلاف قرارت
کے ساتھہ بغیر معنی کا بھی خلاف اصل قرآنی کے ہے - اور خصوص عصمت عامہ تامہ کا مقصد بھی
اور کلام سابق کا ربط جو عصمت عامہ تامہ کا مستفید یعنی فائدہ دیتا ہے ضائع جائیگا -
پس اس مراد ثانی پر اصرار اور اوس مراد اول سے اعراض کس راہ سے مقبول پسندیدہ ہوگا -
اور اگر تقلب معنی متعدی گردانیدن یعنی معنی مین پہرنیکے اختیار کیا جائے تو ساجدین کو مفعول بہ
صلۂ لام کے ساتھہ ہونا چاہتا ہے یا بی صلہ کے - نہ فی کے صلہ کے ساتھ اور اسیطرح عموم قیام - پس
اوس حال مین کہ تقلب داخل صلوٰۃ ہے مفید صلوٰۃ ہے - اور اس حال مین کا تقلب
خارج صلوٰۃ ہے -

بیان مراد ثانی

بیان معنی تقلب

فی الساجدین متعلق یری یا تقوم مستلزم افادت معنی مفعول معہ باطل است واللہ تعالی اعلم بالصواب **تنبیہ** باید دانست صحۃ صراحت بر قرینہ قوت دارد و مراد اول بہر حالت نصب و جر صحۃ پزیرد بخلاف مراد ثانی کہ بحالت جر صحۃ پزیرد نہ بحالت نصب و اختلاف قرارت مغیر معنی نظم نباشد پس مراد اول قوت دارد بر مراد ثانی وفائدہ عصمۃ عامہ تامہ کہ مقصود المحل بنا بر ربط نظم سابق است در مراد اول است نہ در مراد ثانی وفصاحۃ کلام و بلاغۃ مرام کہ اعجاز قرانی است در مراد اول است نہ در مراد ثانی ومقصود امر توکل و اظہار غلبہ و رحمۃ در مراد اول است نہ در مراد ثانی و در مراد ثانی معنی حقیقی یری و تقوم ناچار رجوع کند بمعنی مجازیش ورنہ امری عام بی فائدہ است بخلاف مراد اول کہ معنی مجازی یری و تقوم رجوع نکند بمعنی حقیقیش وچون نظم قرآن مجید در حالت نصب تقلب احتمالی بر مراد ثانی ندارد تائیدش از غیرش اگرچہ از حدیث شریف بود سودے ندہد واللہ تعالی اعلم بالصواب اللہم صل وسلم علی محمد النبی نورک وعلی انوارہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ

ترجمہ فی الساجدین سے تعلق یری کے تقوم کیساتھ کہ افادت معنی مفعول معہ کو مستلزم ہے باطل ہی واللہ تعالے اعلم بالصواب **تنبیہ** سمجھنا چاہیے کہ صراحت کی صحت قرینہ پر قوت رکہتی ہے - اور مراد اول ہر حالتمین خواہ نصب ہو یا جر صحت پا جائیگی - بخلاف مراد ثانی کے کہ حالت جر مین صحت پا جاتی ہے نہ حالت نصب مین - اور اختلاف قرارت کا معنی نظم کو تغیر نہین دیتا ہے پس پہلی مراد دوسری مراد پر قوت رکہتی ہی - اور فائدہ عصمت عامہ تامہ کا جو مقصود المحل نظم سابق کے ربط کی بنا پر ہے اول مراد مین ہے نہ ثانی مراد مین - اور فصاحت کلام اور بلاغت مرام جو اعجاز قرآنی ہے مراد اول مین ہے نہ مراد ثانی مین - اور امر توکل اور غلبہ اور رحمت کے اظہار کا مقصود بہی پہلی مراد مین ہے نہ دوسری مراد مین - اور مراد ثانی مین حقیقی معنی یری اور تقوم کے ناچار اوسکے معنی مجازی کی طرف رجوع کرتے ہین ورنہ ایک امر عام بیفائدہ ہے - بخلاف مراد اول کے کہ معنی مجازی یری اور تقوم کے اوسکے حقیقی معنی کیطرف رجوع نہین کرتے ہین - اور جبکہ نظم قرآن مجید تقلب کے نصب کی حالت مین مراد ثانی کی بنا پر کوئی احتمال نہین رکہتی ہے تو مراد ثانی کی تائید اوسکے غیر نظم سے اگرچہ حدیث شریف سے ہووے کوئی فائدہ نہین رکہتی ہے واللہ تعالی اعلم بالصواب اور خدائے برتر ہے درستی کو خوب جانتا ہے - اللہم صل وسلم علی محمد النبی نورک وعلی انوارہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ -

ذکر کیفیۃ مسائل متفرقہ کہ از علم وعمل صلحائے ثابت است

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین باید دانست در ثبوت تقبیل ومعانقہ روایات از فعل رسول اللہ تعالی واصحاب واتباع اواست صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ وسلم دردمند کفایت بروایتے کردہ **حدیث** عن عائشۃ رض قالت قدم زید بن حارثۃ المدینۃ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بیتی فاتاہ فقرع الباب فقام الیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عریانا یجر ثوبہ واللہ ما رایتہ عریانا قبلہ ولا بعدہ فاعتنقہ وقبلہ رواہ الترمذی کذا فی المشکوٰۃ باید دانست بروایۃ حضرت انس رض نہی در معانقہ وتقبیل وارد شدہ -

ذکر بیان مسائل کا جو صلحائے کے علم وعمل سے ثابت ہین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین - سمجھنا چاہیے کہ تقبیل ومعانقہ یعنی بوسہ دینے اور گلے ملنے کے ثبوت مین جو روایتین کہ رسول خدائے تعالی اور آپکے اصحاب اور پیروان کے فعل سے ہین - خدائی تعالی کی رحمت اور سلامتی آپ پر اور آپکے اصحاب اور پیروان پر ہوجیو - دردمند نے اون مین سے ایک روایت پر کفایت کی - **حدیث** - روایت ہے حضرت ام المومنین بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے کہا بی بی صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہ زید بن حارثہ رض مدینہ مین آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گہر مین تہے - پہر آپ کے پاس آئے اور دروازہ کو کہٹکہٹایا پس اون کیلئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ننگے بدن کہڑے ہوگئے اسحالت سے کہ اپنے کپڑے کو کہینچتے جاتے تہے - قسم خدا کی مینے آپکو برہنہ نہین دیکہا پہلے اسکے اور نہ پیچہے اسکے - پہر اونسے آپ گلے ملے اور اونکو چوما - اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا جیساکہ مشکوۃ مین ہے - معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت معانقہ اور تقبیل مین نہی وارد ہوئی ہی -

حدیث عن انس رضؓ قال قال رجلؓ یا رسول اللہ الرجل منّا یلقی اخاہ او صدیقہ اینحنی لہ قال لا قال افیلزمہ ویقبلہ قال لا قال افیاخذہ بیدہ ویصافحہ قال نعم رواہ الترمذی کذا فی المشکوۃ بدانکہ تعارض واقع شد در جواز تقبیل والتزام بنا بر حدیث حضرت عائشہؓ وحضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما واین فعل مخصوص بحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نتواند شد چہ در افعال صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نیز یافتہ شد چنانکہ مرویست قبّل النبی صلی اللہ علیہ وسلّم فاہ ابی بکر رضؓ بعد ما عانقہ حین اقبل وعلیؓ وافق مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم فقال علیؓ اتقبل فا ابی بکر فقال صلی اللہ علیہ وسلم یا ابا الحسن منزلتہ ابی بکر عندی کمنزلتی عند ابی الحدیث ای منزلۃ الابن عند ابیہ فی الرافۃ والشفقۃ ازینجا است کہ بوسہ دہن پسر جائز است پس نہی در مقابلۂ ثابت **ش** کہ از فعل آنحضرت صلعم وصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم است ۵ مأوّل شود بانچہ رفع تعارض شود نہ ثابت در مقابلۂ نہی ورنہ وجہ نہی بر ثابت دایرہ جائز شود ونہی غیر معقول پس مأوّل شد نہی بانچہ از قول فقہا وشراح حدیث واضح است یعنی تقبیل والتزام محرم منہی عنہ است نہ غیر

حدیث روایت ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا اونہون نے کہ ایک مرد نے کہا اے اللہ کے رسول کوئی مرد ہم مین کا اپنے بہائی یا اپنے دوست سے ملاقات کرے کیا اوسکے لئے انحنا کریگا یعنی جہکیگا فرمایا نہین - اوسنے کہا تو کیا اوس سے التزام کریگا یعنی اوسکو لپٹا لیگا یا بغلگیر ہوگا اور اوسکو بوسہ دیگا فرمایا نہین - کہا اوسنے تو کیا اوسکا ہاتہہ پکڑکر اوس سے مصافحہ کریگا فرمایا ہان - اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا جیسا مشکوۃ مین ہی - معلوم ہو کہ تقبیل اور التزام کی جواز مین حدیث حضرت عائشہؓ اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سبب تعارض واقع ہوا - اور یہ فعل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ مخصوص نہین ہوسکتا اسلئے کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی افعال مین بہی پایا گیا ہے جیسا کہ مروی ہے - کہ چوما نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دہن کو اونسے معانقہ کرنیکے بعد جبکہ وے سامنے آئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ موافقت کی یعنی حضرت صدیق رضؓ کیساتہہ ویسا ہی برتاؤ کیا جسطرح حضور صلعم نے کیا تہا - پہر کہا حضرت علی رضؓ نے کیا آپ ابوبکر رضؓ کے دہن کو چومتے ہین ایپر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو الحسن ابوبکر کا مرتبہ میرے نزدیک ایسا ہی جیسا میرا رتبہ میرے باپ کے نزدیک تا آخر حدیث یعنی جیسا بیٹے کا مرتبہ اوسکے باپ کے نزدیک رافت اور شفقت مین ہوتا ہے یہین سے یہ بات ہی کہ بیٹے کا چومنا جائز ہے پس نہی مقابلہ مین ثابت کی کہ وہ ثابت آنحضرت صلعم اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فعل سے ہی تاویل کیجاویگی اوس چیز کیساتہہ کہ تعارض اوٹہ جاوے نہ ثابت ماوّل ہوگا مقابلہ مین نہی کے ورنہ وجہ نہی کی ثابت پر دائر اور جائز ہو جائیگی اور نہی غیر معقول ہوگی پس نہی ماوّل ہوئی اوس چیز سے کہ قول فقہا اور شراح حدیث سے ظاہر ہے یعنی تقبیل اور التزام محرم کا منہی عنہ ہے مطلب کہ اوسی کی بوسہ بازی اور بغلگیر ہونیکی ممانعت ہی جسکو فقہا اور شراح حدیث نے حرام لکہا ہے -

ش چنانکہ بوسہ بر دہن طفل اگرچہ غیر باشد رخصت است وگفتہ شد بوسہ بر دہن طفل سنۃ است وگفتہ شد کہ بوسہ بر پنج نوع است بوسۂ مودت یعنی بوسۂ والدین بر رخسارۂ اولاد وبوسۂ رحمت یعنی بوسۂ اولاد بر سر والدین وبوسۂ شہوت یعنی بوسۂ شوہر بر دہن جفت وعکس این وبوسۂ تحیۃ یعنی بوسۂ مسلمان بر دست مسلمان وبوسۂ خواہر بہ پیشانی برادر وعکس این وبوسۂ شہوت بر غیر زن وشو حرام است ۵ پس بمناسبت حال تعارض در نفی وثبوت التزام وتقبیل رفع شود باید دانست کہ فعل تقبیل دائر است میان فاعل ومفعول پس از نسبت بفاعل چیزی نیست لاکن از نسبت بمفعول حلال بوجہ خاص باشد یا حرام بوجہ خاص پس غیر از انچہ حرام است حلال است پس ہر گاہ بوسہ غیر محرم بعموم مفعول وعموم وجہ خاص کہ از اخبار وآثار ثابت است **ش** در بیان عموم مفعول وعموم وجہ خاص روایات از فعل حضرت صلعم واصحاب کرام وغیرہم رضؓ بسیار است ہر کہ خواہد توجہ بکتب حدیث شریف نماید ۵ منعی در خصوص مفعول ووجہ خاص نتواند شد **ش** یعنی بوسۂ دست وپا وسر ورو ولباس ونعلین ودیگر آثار وشعائر ودیگر اشیا بہر وجہی کہ جائز باشد منع نتواند شد بنا بر اصل آنکہ بر تعمیم مسلّم منع بالخصوص نتواند شد

ترجمہ نہ غیر جیسا بچہ کے منہ پر بوسہ اگرچہ غیر کا ہو رخصت ہی - اور کہا گیا بچہ کے منہ پر بوسہ سنت ہے - اور کہا گیا کہ بوسہ پانچ طرح پر ہی ایک مودت وپیار کا بوسہ یعنی ماں باپ کا بوسہ اولاد کے رخسارہ پر - اور دوسرا رحمت کا بوسہ یعنی بوسہ اولاد کا والدین کے سر پر - اور تیسرا بوسۂ شہوت یعنی بوسہ شوہر کا اوسکے جفت کی منہ پر اور اسکا عکس یعنی بیوی کو شوہر کا بوسہ - اور چوتہا بوسہ تحیت کا یعنی مسلمان کا بوسہ مسلمان کے ہاتہہ پر - اور بہن کا بوسہ بہائی کی پیشانی پر اور اوسکا عکس یعنی بہائی کا بہن کی پیشانی چومنا - اور پانچوان بوسہ شہوت کا خاوند جورو کی سوائے غیر پر کہ حرام ہی - پس التزام وتقبیل کی نفی اور ثبوت مین جو تعارض ہے وہ مناسبت حال سے رفع ہو جاتا ہے اب سمجہنا چاہئے کہ بوسہ دینے کا فعل دائر ہے فاعل اور مفعول کے درمیان تو اوس نسبت سے کہ فاعل کیساتہہ ہے کوئی چیز نہین ہے لیکن اوس نسبت سے کہ مفعول کے ساتہہ ہی وجہ خاص مین حلال ہوتا ہے یا وجہ خاص مین حرام - پس غیر اوس چیز کا کہ حرام ہے حلال ہے - پس جبکہ بوسہ غیر محرم کا نسبت عموم مفعول اور عموم وجہ خاص کے کہ اخبار وآثار سے ثابت ہے - حالانکہ اسی بیان عموم مفعول وعموم وجہ خاص مین حضور صلعم اور اصحاب کرام وغیرہم رضوان اللہ علیہم کے فعل سے بہت روایتین ہین جسکو خواہش ہو توجہ حدیث شریف کی کتابون کی طرف کرے - کوئی منع خصوص مفعول اور وجہ خاص مین نہین ہوسکتا یعنی بوسہ ہاتہہ وپیر وسر ومنہ اور لباس اور نعلین کا اور اور آثار وشعائر کا اور دوسری چیزونکا ہر اوس وجہ مین کہ جائز ہووے منع نہین ہوسکتا اس قاعدہ کی بنا پر کہ تعمیم مسلم پر منع بالخصوص نہین ہوسکتا -

ھ و در و اللہ ما رایتہ عریاناً قبلہ ولا بعدہ سخن دراز است تا آنکہ یمین صحت نہ پذیرد دیگر آنکہ تاویل کردہ شود در حالت التزام پس ازینجا است کہ معانقہ عریان بہ لابس ہم جائز است اگر منجر بحرام نباشد و معانقہ عریان بعریان مکروہ پس ترکش خیر است۔ باید دانست فرمود صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم خالطوا الناس باخلاقہم وخالقوا ہم فی اعمالہم رواہ ابن عساکر کنوز الحقائق فی حدیث خیر الخلائق + از الثبت خمیدن باکرام کسانیکہ رسم اکرام ایشانست جائز است پس نہی در خمیدن عام نتواند شد مگر ماؤل برسم اہل عرب **ش** کہ در ایشان رسم اکرام خمیدن نیست ھ و نیز باید دانست کہ اگر انحنار مطلقاً حرام گفتہ شود بشبہہ نہ کہ ازین حرام نصیبی نداشتہ باشد و اگر بعضاً حرام گفتہ شود وجہی خاص دارد کہ جز آن حرام نتواند شد وظن حرام در فعل مومن صحت نپذیرد پس ازین انحنار کہ وقت سلام واقع شود جز برسم اکرام نتوان فہمید و آن جائز است و نیز باید دانست کہ بنا بر رسم عرب ترک انحنار سنت است و ایذا مسلم بترک انحنار بنا بر رسم اکرامش حرام ترک سنۃ بنا بر تحرز از حرام اولی است و علیہ الفتویٰ و از قواعد شریعت است کل ما ینجر الی الحرام حرام ۔

ترجمہ اور اس جملۂ قسمیہ واللہ ما رایتہ عریاناً قبلہ ولا بعدہ حدیث حضرت صدیقہ رضی میں گفتگو دراز ہے یہانتک کہ قسم صحت نہ پاویے مگر یہ کہ حالت التزام میں تاویل کیجاویگی پس یہیں سے ہے کہ برہنہ کا صاحب لباس یعنی کپڑے والے سے معانقہ یعنی گلے ملنا بھی جائز ہے اگر حرام کی طرف کھینچنے والا نہو۔ اور معانقہ ننگے کا ننگے سے مکروہ ہے پس اوسکا ترک بہتر ہے ۔ سمجھنا چاہیئے کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ملو آدمیون سے اون کے اخلاق کیساتھ۔ اور اخلاق ومدارات کرو اونکی اعمال میں ۔ اس حدیث کو ابن عساکر نے روایت کیا کتاب کنوز الحقائق فی حدیث خیر الخلائق میں ۔ اسی سے ہے کہ بغرض اکرام جھکنا اون لوگون کا جنکی یہ رسم اکرام ہے جائز ہے ۔ پس جھکنے میں عام ممانعت نہیں ہوسکتی مگر تاویل کیجاویگی یہ اہل عرب کی رسم کیساتھ کیونکہ جھکنا اون میں رسم اکرام نہیں ہے ۔ اور یہ بھی سمجھنے کی بات ہے کہ اگر انحنار یعنی جھکنا مطلق حرام کہا جاوے تو کوئی بشر نہیں ہے کہ اس حرام سے کچھ حصہ ونصیب نہ رکھتا ہو۔ اور اگر بعض جھکنا حرام کہا جاوے تو کوئی خاص وجہ رکھتا ہے کہ اوسکے سوا حرام نہیں ہوسکتا۔ اور مومن کے فعل میں حرام کا گمان صحت نہیں پاتا ہے ۔ پس اس جھکنے سے جو سلام کے وقت واقع ہوتا ہے بجز رسم اکرام اور کچھ نہیں سمجھا جاتا اور یہ جائز ہے اور یہ بھی سمجھنا چاہیئے کہ رسم عرب کی بنا پر انحنار کا ترک سنت ہے ۔ اور مسلمان کی ایذا ترک انحنار کی سبب اوسکی رسم اکرام کی بنا پر حرام ہے ۔ اور حرام سے بچنے کیلئے سنت کا ترک اولیٰ ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اور قواعد شریعت سے ہے کل ما ینجر الی الحرام حرام ۔ یعنی ہر وہ کہ حرام کی طرف کھینچے حرام ہے ۔

ازینجا است کہ تلاوت قرآن مجید بجہر اگرچہ سنت است لیکن در وقت تاذی مسلم حرام است **ش** اینچنین مسائل یعنی ترک سنۃ بنا بر تحرز از ایذار مسلم در فقہ میتوان یافت ھ و فقہار رحمہم اللہ انحنار را مکروہ فرمودہ اند حرام **ش** در فتاویٰ ہندیہ است الانحنار للسلطان وغیرہ مکروہ ویکرہ الانحنار عند التحیۃ ھ و اختیار مکروہ اولیٰ بمقابلہ اختیار حرام واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب و انحنار در دیار ہند رسم ادب و اکرام است ترکش محمول بر خلاف ادب واکرام است باید دانست چنانکہ علمار از تقبیل حجر اسود تقبیل ہر معظم استنباط فرمودہ اند **ش** قال ابن الحجر استنبط بعضہم من مشروعیۃ تقبیل الحجر الاسود جواز تقبیل من یستحق التعظیم من آدمی وغیرہ ھ از طواف والتزام کعبہ و رجعت قہقری از جانب او طواف والتزام ہر معظم و رجعت قہقری از جانب او استنبط میشود واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب و نیز رجعت قہقری در افعال از صلحار سلف وخلف یافتہ شد **ش** رجعت قہقری رجال الغیب از جانب حضرت غوث اعظم محمد عبد القادر محبوب سبحانی در بہجۃ الاسرار مذکور است و حضرت سیدی مرشدی رجعت قہقری خود از جانب حضرت مرشد خود ش بیان میفرمود رضی اللہ تعالیٰ عنہم

ترجمہ یہیں سے یہ مسئلہ ہے کہ قرآن مجید کا زور سے پڑھنا اگرچہ سنت ہے لیکن وقت تاذی مسلم یعنی مسلمان کے ایذا پانیکی حالت میں حرام ہے ۔ ایسے مسئلے یعنی سنت کا چھوڑ دینا ایذائے مسلمان سے بچنے کے لئے فقہ میں ملسکتے ہیں اور فقہار رحمہم اللہ نے انحنار کو مکروہ فرمایا ہے نہ حرام ۔ کہ فتاویٰ ہندیہ میں ہے سلطان اور اوسکے غیر کیواسطے جھکنا مکروہ ہے جھکنا تحیت یعنی سلام کے وقت ۔ اور مکروہ کا اختیار مقابلہ میں حرام کے اختیار رکھے بہت مناسب ہے واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب اور خدائے برتر ہے درستگی کار کو خوب جانتا ہے ۔ اور انحنار ملک ہند میں ادب واکرام کی رسم ہے اسکا ترک ادب واکرام کے خلاف پر محمول ہے ۔ سمجھنا چاہیئے جیسا کہ علمار نے حجر اسود کے چومنے سے ہر معظم کا چومنا استنباط فرمایا ہے یعنی نکالا ہے ۔ کہ کہا ابن حجر نے بعض علمار نے حجر اسود کے چومنے کی مشروعیت سے اوسکے چومنے کا جواز نکالا ہے جو مستحق تعظیم کا ہو آدمی ہو خواہ غیر آدمی ۔ اسیطرح کعبہ شریف کے طواف اور التزام اور اوسکی طرف سے رجعت قہقری یعنی پیچھہ پاؤن لوٹنے سے ہر معظم کا طواف اور التزام اور اوسکی طرف سے رجعت قہقری مستنبط ہوتی ہے واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب ۔ اور رجعت قہقری بھی افعال میں اگلے اور پچھلے نیک بختون سے پائی گئی ہے ۔ جیسا رجال الغیب کا حضرت غوث اعظم محمد عبد القادر محبوب سبحانی رض کی طرف سے اولٹے پیچھہ پاؤن لوٹنا ادب کی راہ سے ۔ کہ کتاب بہجۃ الاسرار میں مذکور ہے ۔ اور حضرت سیدی ومرشدی اپنے پیچھہ پاؤن لوٹنے کو اپنے آپ کے حضرت مرشد کی طرف سے بیان فرماتے تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہم ۔

وبایدو دانست کہ رجعت قہقری وقت وداع از بیت اللہ تعالیٰ وحرم محترم حضرت نبی اللہ تعالیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم از سنة ثابت نشد ازین سبب بعض علما بدعت مکروہ فرمودند وبعض علما جائز وتوارث صلحا بران فرمودند از انست امام زیلعی در تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق در آداب زیارت بیت الرب بجا آوردن التزام ورجوع قہقری فرمودہ ونیز رجوع قہقری از جانب اکابر ومنکر را مکابر وفی المستخلص الحقائق ثم قالوا ینبغی ان ینصرف وہو یمشی ورآہ ووجہہ الی البیت وملا علی در مسلک از طرابلسی جائز وتوارث صلحا بران نقل نمودہ ھ باید دانست تقبیل ومعانقہ وطواف با مومن ورجعت قہقری از جانب او کہ بربط ظلیت با نور اللہ تعالیٰ ورسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم در معنی شعائر است ش چنانکہ در ذکر کیفیتہ اشتراک وصفی باللہ سبحانہ ودر ذکر کیفیتہ العلم والمعرفة مذکور است ھ تبفاوت مراتب است ش ای تقبیل وغیرہ کہ مذکور شد ھ بنا بر معرفة ونیت عارف مقبل ومعانق وطائف وراجع در معرفة مقبل ومعانق ومطوف مرجوع عنہ از انست تقبیل ومعانقہ وطواف با مومن ورجعت قہقری از جانبش تقبیل

ترجمہ اور سمجھنا چاہئے کہ بیت اللہ اور حرام محترم حضرت نبی اللہ تعالیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سی رخصت کیوقت رجعت قہقری از راہ سنت ثابت نہیں ہوئی اسی سبب سے بعض علمائے اسکو بدعت مکروہ فرمایا۔ اور بعض علمائے نے جائز۔ اور صلحاء کا توارث اوسپر فرمایا یعنی یکے بعد دیگرے اوسپر عمل۔ اونمین سے ایک امام زیلعی ہین کہ تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق مین آداب زیارت بیت الرب مین جنہون نے التزام اور رجوع قہقری کا ادا کرنا فرمایا۔ اور منکر کو مکابر یعنی جھگڑنیوالا اور مقابلہ کرنیوالا فرمایا اور کتاب مستخلص الحقائق مین ہے۔ پہر اونہون نے کہا کہ لوٹنا یعنی پہرنا واپس ضروری ہے تو وہ چلیگا اپنے پیچھے کو حالانکہ چہرہ اوسکا کعبہ شریف کی طرف ہوگا یعنی رجوع قہقری کریگا۔ اور ملا علی نے کتاب مسلک مین طرابلسی سے جائز اور اوسپر صلحاء کا توارث نقل کیا۔ سمجہنا چاہئے کہ تقبیل اور معانقہ اور طواف مومن کیساتھ اور اوسکی طرف سی رجعت قہقری کہ نور خدائے تعالیٰ اور رسول خدا کے تعالیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سی ظل ہونیکے بربط کے سبب سے ہی مومن معنی شعائر مین ہی جیسا کہ ذکر کیفیت اشتراک وصفی باللہ سبحانہ اور ذکر کیفیت علم ومعرفت مین مذکور ہے حسب تفاوت مراتب ہے کہ یہی تفاوت مراتب تقبیل وغیرہ مذکورہ بالا معرفت کی بنا پر۔ اور چومنے والے اور گلے ملنے والے اور طواف کرنیوالے اور لوٹنے والے عارف کی نیت کی بنا پر ہے جو اوسکو معرفت مین حاصل ہی اوسکے جسکو وہ چومتا اور جس سے گلے ملتا اور جسکی گرد پہرتا اور طواف کرتا ہی اور جسکی طرف سے وہ واپس لوٹتا ہی اوسی سے یہ مسئلہ ہی کہ تقبیل اور معانقہ اور طواف مومن کیساتھ اور اوسکی طرف سی رجعت قہقری خدائے تعالیٰ کا تقبیل

ومعانقہ وطواف اللہ تعالیٰ است ورجعت قہقری از جانب او تعالیٰ ہمہ تعبد اللہ تعالیٰ واز انست کہ تقبیل ومعانقہ وطواف با مومن ورجعت قہقری از جانبش تقبیل ومعانقہ وطواف رسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ورجعت قہقری از جانب او است صلعم ہمہ تعظیما لہ صلعم وللمومن منہ این تعظیم شامل تعبد اللہ تعالیٰ است از بہر ظلیتہ نور اللہ تعالیٰ ش بنا بر معرفة ونیت عارف ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب ھ پس اگر باین معرفة ونیت اجمال کند جائز است وانیہمہ کہ گفتہ شد از ثمرہ با در ولیطوفوا بالبیت العتیق ع التزام با باب کعبہ ومصافحہ وتقبیل با حجر اسود است ش چنانکہ در ذکر کیفیتہ صحتہ اشتراک وصفی واسمی باللہ سبحانہ در تفسیر کریمہ ولیطوفوا بالبیت العتیق مذکور است ودر حدیث شریف است کہ مصافحہ وتقبیل با حجر اسود مصافحہ وتقبیل ید اللہ تعالیٰ است پس التزام نیز چنین باشد واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب ھ باید دانست بوسہ قبر والدین درست است از انکہ در حدیث شریف است ان رجلا جاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ انی حلفت ان اقبل عتبة الجنة وحور العین فامرہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یقبل رجل الام ووجہ الاب

ترجمہ ومعانقہ اور طواف ہے اور خدائے تعالیٰ کی طرف سے رجعت قہقری ہے یہ سب اوسی خدائے برتر کی بندگی کیلئے۔ اور اوسی سے یہ مسئلہ ہے کہ تقبیل ومعانقہ اور طواف مومن کے ساتھ اور اوسکی طرف سے رجعت قہقری یہ رسول خدائے تعالیٰ کا تقبیل اور معانقہ اور طواف ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور حضور صلعم کی طرف سے رجعت قہقری ہے۔ کہ سب بغرض تعظیم ہی حضور صلعم کیلئے اور مومن کیواسطے اور یہ تعظیم حضور صلعم کی خدائے تعالیٰ کی بندگی کو بہی شامل ہی آپکے خدائے تعالیٰ کے نور کے ظل ہونیکے سبب عارف کی معرفت اور نیت کی بنا پر موافق مضمون کریمہ ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب ٥ کہ سورہ حج رکوع چار مین ہے یعنی اور جو کوئی خدا کی نشانیون کی عظمت اور بزرگی کرتا ہی پس البتہ یہ تعظیم شعائر اللہ دلون کی پرہیزگاری کے سبب ہے۔ پہر اگر اس معرفت ونیت مین اجمال کرے جائز ہے۔ اور یہ سب کہ کہا گیا حرف با کا ثمرہ ہے جو کریمہ ولیطوفوا بالبیت العتیق ..... مین ہے۔ اور التزام باب کعبہ کیوجہ مین اور مصافحہ اور تقبیل حجر اسود کے سبب سے ہے جیسا کہ ذکر کیفیت صحت اشتراک وصفی واسمی باللہ سبحانہ مین اسی آیت کریمہ ولیطوفوا بالبیت العتیق کی تفسیر مین مذکور ہی۔ اور حدیث شریف مین ہے کہ حجر اسود سے ساتھ مصافحہ اور تقبیل خدائے تعالیٰ کے دست مبارک کا مصافحہ اور تقبیل ہے۔ پس التزام ہی یونہین ہے واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ سمجھنا چاہئے کہ قبر والدین کا بوسہ درست ہے اسی سبب سے کہ حدیث شریف مین ہی تحقیق ایک مرد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا ای اللہ کے رسول البتہ مین نے جنت کی چوکھٹ اور حور عین کی چومنے کی قسم کہائی ہے پس نبی صلعم نے اوسکو حکم دیا کہ اپنی ماں کا پیر اور باپ کا منہ چوم لیوے

فقال یا رسول اللہ لو لم یکن لی ابوان فقال قبل قبرہما قال فان لم اعرف قبرہما
قال خط خطین احدہما قبر الام والآخر قبر الاب فقبل ہما فلا تحنث فی یمینک الحدیث و
در فتاوی عالمگیری است لا باس بتقبیل قبر ابویہ کذا فی الغرائب چونکہ ازین حدیث شریف
بوسہ قبر والدین ظاہر است بوسہ قبر استاد دین و حضرت پیر طریقت و حضرت پیغمبر خدائے
تعالی صلعم بالاولویہ مستنبط می شود بنا بر شرف ایشان و نفرمود کہ پایم ببوس برای تحریز
از حکم کریمہ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُؤْتِيَهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِّي
و تخصیص با دصلعم باید دانست نہادن سبابتین بر لب و چشم وقت استماع اسم مبارک محمد صلی اللہ
تعالی علیہ و علی آلہ وسلم درست است باسنادہ عن علی المرتضی کرم اللہ تعالی وجہہ۔
انہ کان اذا سمع المؤذن یقول اشہد ان محمدا رسول اللہ قال نحو ذلک وقال رضیت
باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم نبیا و یقبل باطن انامل سبابتیہ
و یضعہما علی عینیہ۔

بیان مسئلہ بوسہ سبابتین وقت استماع اسم مبارک

ترجمہ پھر اوسنے کہا ای خدا کی رسول اگر میری لئے ماباپ نہون اوسپر آپنے فرمایا اون دونون کی قبر کا بوسہ دلی اوسنے کہا
اور اگر اون دونون کی قبر نہ معلوم ہو فرمایا دو خط اسطرح کہینچ کہ ایک ان دونون کا ماکی قبر ہو اور دوسرا باپ کی قبر کا ہو اور
اون دونون کو چوم لی پھر تو اپنی قسم مین حانث یعنی گنہگار نہوگا۔ تا آخر حدیث۔ اور فتاوی عالمگیری مین ہی۔ ماباپ کی
قبر کے بوسہ دینے مین کچھہ اندیشہ نہین چنانچہ کتاب غرائب مین ہی۔ چونکہ اس حدیث شریف سی والدین کی قبر کا بوسہ
ظاہر ہے تو اوستاد دین اور حضرت پیر طریقت اور حضرت پیغمبر خدای تعالی صلعم کی قبر کا بوسہ بسبب اونکی شرف کا اولویت
کیساتھہ مستنبط ہوتا ہی۔ اور حضور صلعم نے نہ فرمایا کہ میرا پاؤن چوم لے اس کریمہ کے حکم سے بچنے کی غرض سے جو سورہ آل عمران
رکوع آٹھہ مین ہے مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا
یعنی بشر کو نہین زیبا ہی جبکہ اللہ اوسکو کتاب اور نبوت عطا کری پھر وہ لوگون کو کہی کہ میری بندگی کرنے لگو۔ اور نفرمانا اپکا اپنی
پاؤن مبارک چومنی کو آپکی تخصیص کے سبب سے۔ سمجہنا چاہیے کہ دونون کلمہ کی انگلیون کا ہونٹون اور آنکھون پر رکہنا اسم
مبارک محمد صلعم کی سننے کیوقت درست ہی بسبب اسکی سند پہونچنے کی حضرت علی مرتضی کرم اللہ تعالی وجہہ سے
یہ کہ تحقیق آپ یعنی حضرت علی مرتضی کرم اللہ تعالی وجہہ جب سنتی تھے موذن کو کہتا تھا اشہد ان محمدا الرسول اللہ۔
آپ بھی یہی کہتے تھے اور کہتے تھے کہ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا۔
یعنی مین اللہ سے اوسکے رب ہونے پر راضی ہوا اور اسلام کے دین ہونے پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبی ہونے پر۔ اور چومتے تھے
اور چومتی تھے آپ اپنے دونون کلمہ کی پورونکی اندر کی حصہ کو اور اونکو اپنی دونون آنکھون پر رکہتے تھے۔

و در روایتے از حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ و وضع ابہامین و سبابتین بر لب و چشم
مذکور شدہ و در روایتے وعدہ شفاعت از حضرت صلعم برین فعل مذکور شدہ و در روایتے تقبیل ابہامین و
وضع بر عینین فعل آنحضرت صلعم بنا بر سنت حضرت آدم علی نبینا و علیہ الصلوة والسلام مذکور و بعض علمائے
تقبیل و وضع مذکور را مخصوص با اذان نفرمودہ اند بل وقت استماع اسم مبارک محمد صلعم عموما فرمودہ اند۔
باید دانست این بوسہ تعظیم و محبت است متنا صمین میگویند کہ این فعل یہودیان می ماند خوشا مشابہتے
کہ در تعظیم و محبت باشد صوم عاشورا ہم بمشابہت عمل یہود یافت چنانکہ دانستہ باشی
باید دانست سلام مسلم بذمی باشارہ جائز است در بخاری است انما سلم عبد اللہ علی الدہاقین
اشارة و سلام مسلم بمسلم ہم باشارہ جائز است قال رأیت انسا مر علینا فومی بیدہ الینا فسلم و قالت
اسماء اومی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بیدہ الی النساء بالسلام البتہ اشارہ بی لفظ ہیچ نیست لیکن در کسانیکہ
عادت اشارہ با لفظ است از اشارہ مجرد وہم انچہ در عادت اتوان فہمید علماء اشارہ مجرد را با مسلم مکروہ فرمودہ
اند کہ درین ترک لفظ مسنون است اللہم صل وسلم علی محمد النبی نور کم علی الوارہ کما تحبہ و ترضاہ و شفعہ فینا و ترحمنا بہ

بیان مسئلہ سلام باشارہ

ترجمہ اور ایک روایت مین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ سے دونون انگوٹھونکا اور دونون کلمہ کی اونگلیونکا
ہونٹون اور آنکھون پر رکہنا مذکور ہوا ہی۔ اور ایک روایت مین شفاعت کا وعدہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی اس فعل پر
مذکور ہوا ہی۔ اور ایک روایت مین انگوٹھی چومنا اور دونون آنکھون پر رکہنا آنحضرت صلعم کا فعل حضرت آدم علی نبینا و
علیہ الصلوة والسلام کی سنت کی بنا پر مذکور ہی اور بعض علمار نے چومنے اور رکہنے مذکورہ کو مخصوص اذان کی ساتھہ نہین
فرمایا ہی بلکہ عام طور پر اسم مبارک محمد صلعم کی سننے کی وقت فرمایا ہی۔ جاننا چاہی کہ یہ بوسہ تعظیم و محبت کا ہی خصومت رکہنی
والی کہتے ہین کہ یہ یہودیون کی فعل سی مشابہ ہوتا ہی۔ کیا اچھی ہی وہ مشابہت جو تعظیم و محبت مین ہووے۔ عاشورہ کا روزہ
بھی یہودیون کی عمل کی مشابہت مین ہے جیسا کہ تجھے معلوم ہوگا سمجھنا چاہئی مسلمان کا ذمی کو سلام اشارہ سی جائز ہی
بخاری مین ہی کہ یہ بات یقینی ہی کہ حضرت عبد اللہ رضی نے گاؤن والونپر اشارہ سی سلام کیا۔ اور سلام مسلمان کا مسلمان
کو اشارہ سی بھی جائز ہی جیسا کہا دیکہا مین نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو کہ ہمپر گذری پس اشارہ کرتے تھے
اپنے ہاتہہ سے ہماری طرف پھر سلام کیا۔ اور کہا حضرت اسمار رضی اللہ عنہا نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
اپنے دست مبارک سے اشارہ کیا یا موڑا یا پھیر اپنے دست مبارک کو عورتون کی طرف سلام کیا ساتھ
البتہ اشارہ بی لفظ کے کچھہ نہین ہے لیکن جن لوگون مین کہ عادت اشارہ کی مع لفظ ہی مجرد اشارہ سے
ہی جو عادت مین ہی سمجھہ سکتے ہین علمار نے مسلمان کیساتھہ مجرد اشارہ کو مکروہ فرمایا ہے کیونکہ
اسمین لفظ مسنون کا ترک ہی اللہم صل وسلم علی محمد النبی نور کم علی الوارہ کما تحبہ و ترضاہ و شفعہ فینا و ترحمنا بہ۔

ذکر کیفیۃ صدر و شرح صدر

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی الہ واتباعہ اجمعین ہ باید دانست تشخص نفس از مرتبہ ذات وصفات تا افعال مصدر ش اسم فاعل ص صادر است ہر چہ صادر شد در وجود تضمنی است یا التزامی ہمہ صدر است کہ بمعنی مصدر با تضمن فاعل و مفعول عام است ش چنانکہ در ذکر کیفیۃ تفسیر سورۃ النصر اشارتے بشرح صدر است ص از ینجا است صدر یست برای اللہ سبحانہ وآن مرتبہ حجاب و متعلقات حجاب است ش چنانکہ در ذکر کیفیۃ اثبات مرتبۃ الحجاب بین الخالق والمخلوق مذکور است ص و صدر یست برای انبیاء علی نبینا وعلیہم الصلوۃ والسلام صدر یست برای اولیاء رضی اللہ تعالی عنہم وآن منتزعات است ش ای انبیاء و اولیاء ص بقیام حقیقی باشد یا قیام مجازی ش چنانکہ در ذکر کیفیۃ العلم والمعرفۃ در تعریف رسالۃ ونبوۃ وولایۃ مذکور است ص بل برائے جمیع تشخصات حسب حال پس فضل توسع عام صدر محمدی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم بر توسع خاص صدر غیرش است صلعم و شرح صدر کشف حقائق تضمنی والتزامی صدر است از ینجا است

ذکر بیان صدر اور شرح صدر کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین سمجھنا چاہیے کہ تشخص نفس ذات وصفات کی مرتبہ سے افعال تک مصدر یعنی صادر کرنیوالا ہے صادر کا یعنی جو صدور پا رہا ہے۔ پس جو کچھ صادر ہو گیا خواہ وہ وجود تضمنی سے ہے یا التزامی سے سب صدر ہے کہ معنی صدر میں فاعل و مفعول کے تضمن کے ساتھ یہ صدر عام ہی۔ جیسا کہ ذکر کیفیت سورہ نصر میں کچھ اشارت شرح صدر کیطرف ہے۔ یہیں سے ہے کہ ایک صدر خدائے سبحانہ کیواسطے ہے اور وہ مرتبہ حجاب اور متعلقات حجاب ہے جیسا کہ ذکر کیفیت اثبات مرتبہ حجاب میں جو درمیان خالق و مخلوق ہے مذکور ہے۔ اور ایک صدر انبیاء علی نبینا وعلیہم الصلوۃ والسلام کیواسطے ہے۔ اور ایک صدر اولیاء رضی اللہ تعالی عنہم کے واسطے ہے۔ اور وہ منتزعات ہیں اونہیں انبیاء اور اولیاء کے کہ قیام حقیقی کیساتھ ہوں یا قیام مجازی کے ساتھ۔ جیسا کہ ذکر کیفیت علم و معرفت میں بحث تعریف رسالت و نبوت و ولایت میں مذکور ہے۔ بلکہ تمام تشخصات کے لئے صدر حسب حال ہے پس صدر محمدی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے توسع عام کو آپ کے غیر کے خاص صدر کے توسع پر فضل ہے صلعم۔ اور شرح صدر کشف ہے صدر کی تضمنی والتزامی حقیقتوں کا۔ اسی محل سے ہیں یہ آیات + + + +

الم نشرح لک صدرک ومن یہدی اللہ یشرح صدرہ للاسلام وانچہ در ظاہر شرح صدر جسدی صلعم واقع شد تواند شد کہ از اسباب کشف حقائق صدر باشد پس مخالفت در مقصود نباشد از من یشرح صدرہ للاسلام یا بمراد دیگر باشد واللہ تعالی اعلم بالصواب باید دانست کہ لغت صدر را معانی است اما بمقتضای حقائق آن ش ای آن معنی ص است کہ گفتہ شد و شرح صدر یعنی کشف حقائق از اوصاف ذاتیہ است و شرح صدر جسدی از اوصاف عارضیہ و فضل شئی باوصاف ذاتیہ است نہ عارضیہ ش یعنی اگر فضل باوصاف ذاتیہ نباشد و فضل باوصاف عارضیہ باشد و بس بنگر کہ ذات فضلی در حد ذاتہا باوصافہا ندارد و محتاج در فضل خود باوصاف عارضیہ است پس فضل ذاتی متحقق نہ شود ص و امتنان در وجہ اوصاف ذاتیہ اولی باشد نہ عارضیہ و فضل اوصاف ذاتیہ را است در وجہ موجودیہ مقصودہ نہ عارضیہ را ش تنبیہ از فضل اوصاف ذاتیہ است بر اوصاف عارضیہ نہ انکار از فضل اوصاف عارضیہ ص واللہ تعالی اعلم بالصواب اللہم صل وسلم علی محمد النبی نورک وعلی انوارک کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ

ترجمہ الم نشرح لک صدرک ومن یہدی اللہ یشرح صدرہ للاسلام۔

یعنی کیا نہیں کھول دیا ہمنے آپکے صدر کو یعنی آپکی صدر کی تضمنی والتزامی حقیقتوں کا کشف کر دیا۔ اور اللہ جس کسی کو ہدایت کرتا ہی اسلام کیلئے اوسکا صدر کھول دیتا ہے صدر حقائق تضمنی والتزامی کا کشف کر دیتا ہے۔ اور جو کچھ ظاہر میں جسدی صدر حضور صلعم کا شرح یعنی کھلنا واقع ہوا ممکن ہے کہ وہ حقائق صدر کے اسباب کشف سے ہو یعنی یہ بہی ایک سبب ہو اون اسباب سے جو صدر کی حقیقتوں کے کشف سے ہیں۔ اسصورت میں جو مقصود من یشرح صدرہ للاسلام سے ہے اوسمیں مخالفت نہ رہیگی۔ یا یہ شرح صدر جسدی اور مراد پر ہووے واللہ تعالی اعلم بالصواب۔ سمجھنا چاہیے کہ لغت صدر کے کئی معانی ہیں لیکن اونہیں معنی کے حقائق کے موافق مقتضی ہیں جو بیان ہوئے۔ اور شرح صدر یعنی کشف حقائق یہ اوصاف ذاتیہ سے ہیں۔ اور شرح صدر جسدی یہ اوصاف عارضیہ سے ہیں۔ اور فضیلت شے کی اوصاف ذاتیہ کے سبب ہے نہ عارضیہ کے۔ کیونکہ اگر فضل اوصاف ذاتیہ کے سبب نہ ہوگا بلکہ فضل بسبب اوصاف عارضیہ کے ہوگا اور بس۔ تو ذرا دیکھو کہ ذات اپنی حد ذات میں اپنے اوصاف کے سبب گویا کوئی فضل نہیں رکھتی ہی بلکہ اپنے فضل میں اوصاف عارضیہ کی محتاج ہے۔ پس اسصورت میں فضل ذاتی متحقق نہوگا۔ اور امتنان یعنی منت و احسان رکھنا اوصاف ذاتیہ کیوجہ میں اولی ہوگا نہ عارضیہ کی۔ اور موجودیت مقصودہ کیوجہ میں اوصاف ذاتیہ کو فضل ہی نہ عارضیہ کو۔ یہ تنبیہ ہے اس بنا پر کہ اوصاف عارضیہ پر اوصاف ذاتیہ کو فضل ہی نہ انکار ہی اوصاف عارضیہ کے فضل سے۔ واللہ اعلم بالصواب + + +

اللہم صل وسلم علی محمد النبی نورک وعلی انوارک کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ

ذكر كيفية تفسير الآية الكريمة حافظوا على الصلوات والصلوة الوسطى وقوموا لله قانتين

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمد الله ونستعينه ونصلي على رسوله محمد ونستشفعه وعلى اٰله واصحابه واتباعه اجمعين
اعلم ان العبادة ما هي لله تعالى لا بالله تعالى **ش** ما هو بالله تعالى لا لله تعالى ليس عبادة تا
لله تعالى بل هو عبادة لما اراده **ه** فالعبادة على وجهين فوجه منه تعالى كالصلوة قال سبحانه
حافظوا على الصلوات والصلوة الوسطى الاية مع شرائطها الواو على الصلوة الوسطى العطف تاكيد
على الصلوات **اصل** ان في المفاعلة مشاركة الفاعلين في الفعل مجازا ولزمه المفعول فان
ذكر فلا غيره **ش** مفعول **ه** مشترك الفاعلين حقيقتا في الذاتيات كقوله سبحانه قاتلوا المشركين
الاية ومجازا في الوصفيات كقوله سبحانه حافظوا على الصلوة ومشاركة الفاعلين
في الفعل بحالها وان لم يذكر فنفس الفاعلين مفعول لهما اي لاحد منهما فاذا غير مشترك للفاعلين۔

ذكر بيان تفسير آيت كريمه حافظوا على الصلوات والصلوة الوسطى وقوموا لله قانتين كه در سورهٔ بقر ركوع سی ویکم آمده

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمد الله ونستعينه ونصلي على رسوله محمد ونستشفعه وعلى آله واصحابه واتباعه اجمعين
بدانکه عبادت هر آئینه آنچه که او است برائے خدائے تعالے نه بخدائے تعالے
وانچه او بخدائے تعالی است نه برائے خدائے تعالی عبادت خدائے تعالی را نیست بلکه او عبادت است چیزے را
که او را خواسته یا بدو اراده کرد۔ پس این عبادت بر دو وجه است که وجهے برائے خدائے تعالی بار و تعالی است چون نماز
فرمود سبحانه حافظوا على الصلوات والصلوة الوسطى الاية در سورهٔ بقر رکوع سی ویکم۔ یعنی محافظت کنید
ونگاه دارید بر نمازها و بر نماز درمیانی تا آخر۔ مع شرطهائے نماز۔ و واوی که بر صلوٰة وسطی است برائے
عطف تاکید است بر نمازها **اصل** هر آئینه در باب مفاعلت بطور مجاز مشارکت است فاعلین را درین فعل
ولازم است او را مفعول۔ پس اگر این مفعول مذکور است پس غیرش نباشد۔ و هر دو فاعل فعل را این مفعول
خواه مشترک است حقیقتاً در ذاتیات چون فرمودن او سبحانه قاتلوا المشركين ٥ یعنی مشرکین را
باهم مقاتله کنید۔ اینجا مشرکین مفعول مذکور است و مشترک است هر دو فاعل را حقیقتاً در قتل ذاتیات۔
و خواه مشترک است این مفعول فاعلین را مجازاً در وصفیات چون فرمودن او سبحانه حافظوا على الصلوات یعنی
نگاه دارید بر نمازها۔ اینجا مفعول که صلوات یعنی نمازها است مذکور است که باهم هر دو فاعل را مشترک است بمجاز در وصفیات و مشارکت فاعلین

ولا يشارك المفعول والفاعلين في الفعل اذ المفعول فضلة ولضديتهما ولا يشارك فعل وفاعل
اذ الفعل وصف الفاعل **ش** والوصف والفاعل الموصوف به لا يشارك كان حتما **ه** انتهى
فعلى الاصل في المحافظة مشاركة فاعليه مجازا لا اتصافهما بوصف ومفعوله الصلوة مشترك مجازا
ش اذ هو من الوصفيات **ه** لفاعليه ولا مشاركة فعل مفعول **ش** اي الصلوات **ه**
الفاعلين اذ هو فضلة ولضديتهما ولا يقع الفاعل مفعول له **ش** اي للمفعول **ه** على المشاركة لكنه
ش اي الصلوات **ه** متعلق حافظوا مفعوليتاله **ش** اي لحافظوا **ه** بصلة على فذلك مشير
اقتضاء للمحل الى معنى تعاونوا واجتمعوا **ش** جدا **ه** على الصلوات والى استمرارها للحفظ والامر حتى
لم يخصصا بزمان **ش** فهنا لم يخصصا بزمان **ه** والى حفظها من مبطلاتها ظاهرا وباطنا۔
ولا يشارك فعل وفاعل اذ الفعل وصفه **ش** رد مشاركة فاعل ومفعول وفعل ان يزعم
ه فثمرة المشاركة تاكيد جماعة لا وجوبها في الصلوة ولا فرضية الصلوة على المشاركة **ش**
اذ الاشتراك يبطل الوجوب والفرضية لاحتمال بطلانه احيانا۔

ترجمه پس درین هنگام مفعول فاعلین را غیر مشترک است۔ ونه باهم شریک باشند مفعول و هر دو فاعل در فعل از انکه
مفعول فضله و زیادت است۔ بنا بر ضدیت هر دو در فعل۔ ونه باهم شریک شود فعل و فاعل از انکه فعل وصف
فاعل است۔ و وصف و موصوف به که فاعل است هرگز هر دو باهم شریک نباشند۔ تمام شد این اصل۔ پس برین
اصل در فعل محافظت کریمه مذکوره مشارکت هر دو فاعلش بطور مجاز است بسبب متصف شدن هر دو بوصف۔ و
مفعول او که صلوات است هر دو فاعلش را مشترک است از روئے مجاز از انکه او از وصفات است۔ نه اینجا مشارکت
مفعول فاعلین است یعنی صلوات را از انکه او فضله است۔ ونیز عدم مشارکت بنا بر ضدیت هر دو است
و اینکه فاعل برائے مفعول مفعول واقع نمیشود بر بنائے مشارکت۔ لاکن صلوات متعلق است بفعل حافظوا بصله
علی بنا بر مفعولیت برائے این فعل۔ پس این تعلق مشیر است سوئے این معنی بتقاضائے محل که تعاونوا واجتمعوا
جدا على الصلوات یعنی باهم یاری کنید و گرد آئید بکوشش برین نمازها۔ ونیز این تعلق مشیر است سوئے استمرار نمازها
بنا بر لفظ حفظ و صیغه امر تا آنکه هر دو اینجا بزمانے خاص نشدند۔ و این تعلق مشیر است سوئے حفظ نمازها از
مبطلات آنها که باطل کنندگان نمازها اند از روئے ظاهر و باطن۔ و اینکه فعل و فاعل مشارک نباشند از انکه فعل
وصف او است۔ رد کرده شد مشارکت فاعل و مفعول و فعل اگر زعم کرده شود۔ پس ثمره و نفع مشارکت تاکید
جماعت است نه وجوب جماعت در نمازها و نه فرضیت نمازها برین مشارکت۔ از انکه اشتراک باطل میکند
وجوب و فرضیت را بسبب احتمال بطلان اشتراک احیاناً یعنی احتمال است که احیاناً اشتراک نه تشود و بطلان
وجوب و فرضیت کند وقتیکه بنائے وجوب جماعت و فرضیت نمازها بر مشارکت باشد

ص لکن فرضیتها علی مفعولیتها للحفظ لا للمشارکة اذ المشارکة فی معنی موضوع ومجاز لا فی غیرهم

ش فاذا المشارکة بالصلوات باطلة بانها لیست بمعنی موضوع ومجاز للمحافظة وهو

مشارک فیه ه ووجه لله تعالی بغیر الله تعالی لتعظیم الشعائر ووقوف العرفات ووقوف المزدلفة

وطواف البیت العتیق والسعی بین الصفا والمروة قال سبحانه من یعظم شعائر الله فانها من

تقوی القلوب الآیة ومن یعظم حرمات الله فهو خیر له الآیة ولیطوفوا بالبیت العتیق

الآیة ان الصفا والمروة من شعائر الله فمن حج البیت او اعتمر

فلا جناح علیه ان یطوف بهما الآیة وتعظیم الرسول والاولیاء منها فقال وقوموا لله

قانتین القیام بمعنی موضوع ومجاز عام بما لم یخصص لشیٔ کما قم فانذر الآیة بخلاف اذا قمتم

الی الصلوة الآیة ش فانه مخصص الی الصلوة ه فالعام خصص لله تعالی فهو عبادت

لله تعالی والقنوت بمعناه عام لله تعالی ولغیر الله تعالی قال سبحانه من یقنت منکن لله ورسوله الآیة او علی

قوموا الخ لعطف علی الجملة الاولی ش ای حافظوا الخ ه ص او ابتداء الکلام المتغایر سابقا

ترجمہ لیکن فرضیت نماز بر مفعولیت او بنابر حفظ است نہ بسبب مشارکت از انکہ مشارکت در معنی موضوع است

ومجاز نہ در غیر پس درین ہنگام مشارکت بنمازہا باطل است باآنکہ نمازہا بسبب لفظ محافظت بمعنی

موضوع ومجاز نیست بلکہ معنی موضوع ومجاز در معنی مشارک اند۔ ووجہی دیگر عبادت برای خدائے تعالیٰ بغیر او تعالیٰ

است چون تعظیم شعائر ووقوف عرفات۔ ووقوف مزدلفہ۔ وطواف بیت عتیق۔ وسعی درمیان صفا ومردہ

فرمود سبحانہ ومن یعظم شعائر الله من یعظم حرمات الله فهو خیر له الآیة یعنی وہرکہ حرمات یعنی

بزرگ واشتگان خدارا بزرگ دارد پس این بزرگی بزرگ۔ داشتگان خدا برائے او خیر ونکوئی است۔

ولیطوفوا بالبیت العتیق الآیة یعنی وباید کہ طواف کنند بہ بیت عتیق ان الصفا والمروة من شعائر الله

فمن حج البیت او اعتمر فلا جناح علیه ان یطوف بهما الآیة یعنی بتحقیق کوہ صفا ومردہ از شعائر خدا است پس

ہرکہ حج کرد خانہ را یا عمرہ گرفت پس نیست بر گناہ دانکہ طواف کند ہر دو تا آخر۔ وچون تعظیم رسول واولیاء است از وبعنی

عبادت برای خدا بواسطہ غیر او تعالیٰ پس فرمود وقوموا لله قانتین ۰ یعنی وبرخیزید برای خدا فرمانبرداران۔ درین

کریمہ قیام بمعنی موضوع ومجاز عام است یا آنچہ کہ خاص نیامدہ بچیزے چنانکہ قم فانذر الآیة یعنی برخیز دبترسان

بمعنی موضوع ومجاز عام۔ بخلاف اذا قمتم الی الصلوة الآیة یعنی ہرگاہ کہ سوئے نماز برخیزید پس بتحقیق قیام

سوئے نماز خاص کردہ شد۔ پس این عام برائے خدا تعالیٰ خاص کردہ شد پس او عبادت است برائے خدائے تعالیٰ

وقنوت بمعنائے او عام است خدای تعالیٰ را وغیر خدائے تعالیٰ را کہ فرمود سبحانہ من یقنت منکن لله ورسوله الآیة

یعنی ہرکہ فرمانبرداری کند از شما خدای را ورسول او را تا آخر۔ این داد کہ بر قوموا الی آخرہ است برائے عطف است

والا فان کان عطف تفسیر للجملة الاولی لا یصح لعدم ذکرارکان الصلوة رکوعا وسجودا وقعودا وغیرهم

وللتعارض بالمشارکة ش فی قوموا وحافظوا ه وعموم صیلة قانتین لله تعالی ولغیره

تعالی والصلوة لا تکون عامة ش لله تعالی ولغیره تعالی ه او عطف نسق لا یصح لعدم

جواز تردید الجملة الاولی ولزوم التغایر ش الذی فی العطف ه خلاف مراد من یرید اتحادها

بالجملة الاولی او عطف تاکید لا یصح لاقتضائه تغایرا من جهة العطف وشمولا من جهة التاکید

فاما العطف فکان مغایرا للجملة الاولی فخلافها ش ای الجملة الاولی موجود ه او کان

متحدا بها معنا فمهمل بالتکرار المعنوی بخلاف صحت عطف الصلوة الوسطی علی الصلوات

ش لا علی حافظوا فان قدر فکان مغایرا ولزم ان الصلوة الوسطی غیر الصلوات

او متحدا ولزم الاهمال ه واما التاکید فکان شاملا بها ش ای الجملة الاولی ه

ولا خصوصیته للقیام من ارکان الصلوة ش کخصوصیة الصلوة الوسطی

من الصلوات

ترجمہ ورنہ پس اگر این عطف تفسیر شود برائے جملۂ اولی صحیح نیاید از انکہ ارکان صلوة کہ رکوع وسجود وقعود اند دیگرہم

ہر تفسیر ذکر نکردہ شد اند پس بغیر تفسیر ذکر این ہمہ صحت عطف تفسیر چگونہ شود۔ واز انکہ در قوموا وحافظوا

تعارض است بمشارکت۔ واز انکہ صلہ قانتین عام است برائے خدائے تعالیٰ وبرائے غیر او تعالیٰ۔ نماز عام

نمی شود برائے خدائے تعالیٰ وغیر او تعالیٰ را۔ یا این عطف نسق باشد کہ صحیح نیاید بسبب عدم جواز تردید جملۂ اولی

یعنی در عطف نسق تردید جائز باشد ودرین کریمہ مذکورہ بصورت عطف نسق کہ عطف قوموا بر حافظوا باشد

تردید جملۂ اولی از جملۂ ثانی جائز نباشد پس این عطف صحیح نیاید۔ ولزوم تغایری کہ درین عطف است بمراد

کسیکہ اتحاد را بجملۂ اولی ارادہ دارد یعنی در عطف تغایر لازم است وتغایر اتحاد را نخواہد پس کسیکہ مراد او

اتحاد است جملۂ اولی را باین جملہ۔ لزوم تغایر خلاف است مراد او را۔ یا این عطف تاکید باشد کہ ہم صحیح

نیاید بسبب اقتضائے او تغایر را از جہت عطف وشمول را از جہت تاکید۔ ولیکن عطف پس یا مغایر باشد

جملہ اولی را پس خلاف جملۂ اولی موجود است یا متحد باشد بجملۂ اولی معناً پس مہمل است بتکرار معنوی بخلاف

صحت عطف الصلوة الوسطی بر الصلوات نہ بر حافظوا۔ واگر حافظوا التقدیر کردہ شود پس این عطف مغایر شود

ولازم آید اینکہ صلوة وسطی غیر صلوات است یا این عطف متحد شود واہمال لازم آید۔ ولیکن تاکید پس شامل

باشد بہ جملہ اولی ونیست خصوصیت برائے قیام از ارکان نماز چون خصوصیت نماز وسطی از نمازہا

م وتقتضی قانتین عموماً علی مغایرة قوموا بحافظوا ومتعلقاته والصلوٰة لاتکون عامة ش للہ تعالیٰ ولغیرہ تعالیٰ م فلا یُراد بہ ش ای بالتاکید م صَلُّوا اللہ قانتین ولا یصح الاعطاف غیرہم ش ای عطف جمع وترتیب م ایضًا وعلی المعنی المعرض عنہ قوموا انہ خلاف فصاحة النظم الشریف وینبغی حافظوا علی الصلوٰة الوسطی للہ قانتین انتہی۔ فاعلم ان القیام للہ تعالیٰ عام زماناً وخطاباً وقنوتاً للہ تعالیٰ ولغیر اللہ تعالیٰ لعموم صلة القنوت بحذفہا والقنوت عام انحاءہ فالقیام قنوتاً منہا ش ای بعض من انحاء القنوت ولو بمعنی موضوع او مجازہ م کقیام الصلوٰة وتخصیص القیام للہ تعالیٰ لاینافی عموماً لغیرہ تعالیٰ وفی النظم الشریف ربط ترکیبہ آخر وہو ان لفظ للہ متعلق القنوت مقدم تخصیصاً لہ فالقیام عام وایضًا فیہ بلاغة لمعنی الجہتین ش جہة تعلق لما قبلہ وجہة تعلق لما بعدہ کما لاریب فیہ فی ذٰلک الکتاب لاریب فیہ ہدی للمتقین الآیہ

ترجمہ ولفظ قانتین میخواہد عموم را بربنائی مغایرت قوموا بہ حافظوا ومتعلقات او۔ ونماز عام نمی شود برائے خدائے تعالیٰ وبرائے غیر او تعالیٰ۔ پس مراد نہ شود بتاکید یعنی بنا بر تاکید از قوموا صلّوا مراد نہ شود کہ گفتہ شود صلّوا اللہ قانتین۔ یعنی نماز کنید برائے خدا فرمانبرداری کنان۔ از انکہ تاکید در جملہ اولی شامل است۔ وہم صحیح نیابند غیر این ہمہ عطفہا کہ مذکور آمدند یعنی عطف جمع وترتیب نیز۔ وبربنائے این معنی کہ از وے اعراض کردہ در وے گردانیدہ شد قوموا انہ است خلاف فصاحت نظم شریف بلکہ سزاوار است کہ گفتہ شود حافظوا علی الصلوات والصلوٰة الوسطی اللہ قانتین۔ یعنی نگاہدارید بر نمازہا ونماز وسطی برائے خدائے سبحانہ فرمان برداری کنان + تمام شد۔
پس بدانکہ بتحقیق قبلہ برائے خدائے تعالیٰ عام است از روئے زمان وخطاب۔ واز روئے قنوت برائے خدائے تعالیٰ وبرائے غیر خدائے تعالیٰ بسبب عموم صلۂ قنوت بحذف صلہ۔ وقنوت عام است انحاء یعنی اقسام او را۔ پس قیام از روئے قنوت از واست یعنی از بعض اقسام قنوت است اگرچہ بمعنی موضوع باشد یا مجاز۔ چون قیام نماز وتخصیص قیام برائے خدائے تعالیٰ منافی نمی شود عموم را برائے غیر او تعالیٰ۔ ودرین نظم شریف ربط ترکیب او دیگر است واو آنکہ لفظ للہ متعلق قنوت است کہ مقدم وپیش آوردہ شد بنا بر تخصیص برائے قنوت۔ پس این قیام عام است ودرو ہم بلاغت است برائے معنی بنا بر جہتین کہ بجہتے متعلق ست ماقبل او را وبجہتے متعلق مابعد او را چنانچہ لاریب فیہ در ذٰلک الکتاب لاریب فیہ ہدی للمتقین الآیہ

م فکلا الترکیبین بمعنی واحدٍ ففیہ وجوہ کما وضح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب علیک النظر فی تفسیر الایة الکریمة فی التفسیر الکبیر الحمد للہ الذی شرفنا بالعبادات التی ہی علی الوجہین المذکورین تکثیر الاعمال لعبادہ تکثیر الثواب بہا واعلم ان اختلافی فی مشارکت فاعل ومفعول مذکور ش ہو الصلوٰة م وعطف قوموا الخ علی حافظوا الا فی الصلوٰة الوسطی والقنوت فبایّ ما اختلفوا فیہما ش ای فی الصلوٰة الوسطی اوالقنوت م اقتدیتم اہتدیتم۔ اللّٰہم صلّ وسلّم علی محمد النبی لنورک وعلی الوارہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ۔

ترجمہ پس این ہر دو ترکیب بمعنی واحد است پس درو وجہہا است چنانچہ واضح شد واللہ تعالیٰ اَعلم بالصّواب وبر تو لازم است نظر کردن در تفسیر این آیت کریمہ در تفسیر کبیر۔ حمد تمام مر خدائی راست آنکہ مشرف کرد ما را بعباداتے کہ او برین دو وجہ مذکورہ است یکی بنا بر زیادہ نمودن اعمال بندگان خود را ودوم لغرض بیشے کردن ثواب بدان اعمال وبدانکہ بتحقیق ہر دو اختلاف کہ در مشارکت فاعل ومفعول مذکور ست او صلوات است۔ وعطف قوموا الخ بر حافظوا۔ نہ در نماز وسطی وقنوت است پس بکدام چیز اختلاف نمودند درین ہر دو یعنی در نماز وسطی وقنوت۔ اقتدیتم اہتدیتم یعنی اقتدا کنید ہدایت یابید۔ اللّٰہم صلّ وسلّم علی محمد النبی لنورک وعلی الوارہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ۔

ذکر کیفیۃ تفسیر کریمہ اِنَّ اللہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُ اللہَ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَنَسْتَشْفِعُہٗ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْن فرمود سبحانہ اِنَّ اللہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا - بدانکہ اِنَّ اللہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ

مقدمہ است بنابر تعظیم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصلوٰۃ رحمت است پس صلوٰۃ اللہ تعالیٰ علیہ انتزاع وجود محمود اوست صلعم از نور اللہ تعالیٰ دورین انتزاع اسرار صفات نامنتہی است ہرکس بقدر نصیب خود دانست وان ہنوز لاتحصیٰ است واین صلوٰۃ صفۃ مالغہ است وصلوٰۃ ملٰئکہ دعا است بر مراد صلوٰۃ اللہ تعالیٰ **ش** ای اللّٰھم صلّی علیٰ محمدؐ

ذکر بیان تفسیر کریمہ اِنَّ اللہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا - کا کہ سورہ احزاب کے ساتوین رکوع مین ہے،

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علیٰ رسولہ محمد ونستشفعہ وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین فرمایا حق سبحانہ نے سورہ احزاب رکوع ہفتم مین اِنَّ اللہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا یعنی بیشک خدائے تعالیٰ اور فرشتے اوسکے اس نبی پر درود بھیجتے ہین ای ایمان والو تم بھی درود بھیجو آپ پر اور تسلیم وسلام کرو جیسا چاہیے کرنا خواہ نوع ادب کی قسم سے ہو یا کثرت ذکر کیسا تھ ہو بدلالت مفعول مطلق معلوم ہو کہ اس کریمہ مین جملہ اولی اِنَّ اللہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ مقدمہ ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کی بناپر - اور صلوٰۃ رحمت ہے - پس خدائے تعالیٰ کی آپ پر صلوٰۃ آپ کے وجود محمود کا منتزع ہونا ہے خدائے تعالیٰ کے نور سے - اور اس انتزاع مین اسرار صفات بیحد ہین کہ ہر ایک نے اپنے نصیب کے موافق معلوم کئے - اور وے ابہی تک شمار سے باہر ہین -

اور یہ صلوٰۃ صفت مالغہ ہے اور ملائکہ کی صلوٰۃ دعا ہے خدائے تعالیٰ کی ارادہ کی ہوئی صلوٰۃ پر یعنی یہ دعا کہ اللّٰھم صل علیٰ محمد خدایا صلعم پر درود بھیج جیسی تیری مراد ہے

ص ومراد از ایشان مصلین ہستند بنابر خلقت شان بہ بجا آوردن تصلیہ کہ عبادت شانست ومصداق متقدم برای امر صلّوا بنابر صفۃ جامعہ است **ش** نہ صلوٰۃ اللہ تعالیٰ کہ صفۃ مالغہ است **ص** باید دانست کہ مصداق متقدم امر سلّموا درین آیۃ کریمہ مذکور نشد پس مصداق متقدمش عام است با عموم معنی وعموم صلہ وعموم مفعول ثانی پس مفید مطالب عموماً باشد باید دانست سلام بفتح تحیۃ وبی گزندگی وگردن نہادن است واین لغت مفید است معنی سلم بفتحتین ای گردن نہادن وسلم بکسر ای آشتی وصلح وسلامت یکی وپاکی از عیب پس تسلیم بجا آوردن تحیۃ وبی گزند داشتن از ناشایستہ وسپردن امور وگردن نہادن بعجز وطاعت واختیار یکی وپاک داشتن از عیب است **ش** پس مفید مطالب عموماً باشد **ص** در صلہ ومفعول بر مراد معنی باشد ای سلّموا علیہ تحیۃً وسلّموا بہ امورکم وسلّموا من کذا ازینجا است کہ صلوٰۃ بر نبی صلعم خاص است وسلام تحیۃً عام است چنانکہ در قرآن مجید سلامٌ علیہ وسلامٌ علیٰ مذکور شد

ترجمہ اور مراد اونسے یعنی فرشتون سے درود بھیجنے والے ہین کیونکہ اونکی پیدایش تصلیہ ادا کرنیکی غرض پر ہے کہ وے درود پڑہنے والے فرشتے درود پڑہتے ہین جو انکی عبادت ہے اور امر صلّوا کیلئے مصداق متقدم ہے صفت جامعہ کی بناپر - نہ درود خدائے تعالیٰ کہ صفت مالغہ ہے - سمجہنا چاہیے کہ امر سلّموا کا مصداق متقدم اس آیت کریمہ مین مذکور نہین ہوا پس مصداق متقدم اسکا عام ہے عموم معنی اور عموم صلہ اور عموم مفعول ثانی کے اعتبار سے - پس مفید ہوگا - مطالب کو عموماً - سمجہنا چاہیے لفظ سلام بفتح بمعنی تحیت ہے یعنی سلام کہنا اور بے گزندگی یعنی نقصان نہ پہونچا - اور گردن نہادن یعنی تابعداری کرنا ہے - اور یہ لغت مفید ہی معنی سلم بفتحتین یعنی گردن نہادن کو - اور سلم بکسر معنی مین دوستی اور میل کے ہے - اور سلامت ایک ہونا اور پاک ہونا ہے عیب سے - پس تسلیم ادا کرنا ہے تحیہ وسلام کا اور بی گزند رکہنا ہے ناشایستہ سے یعنی ایسے امور سے کہ لایق نہین محفوظ رکہنا ہے - اور کامون کا سونپنا - اور عاجزی اور بندگی کے ساتھ گردن جہکا دینا ہے اور یکی یعنی ایک ہونیکو اختیار کرنا - اور عیب سے پاک رکہنا ہے - پس مفید ہوگا عام طور پر مطالب کو - اور صلہ اور مفعول مراد معنی پر ہوگا - یعنی اسطرح سلّموا علیہ تحیۃً سلام بہیجو اوسپر تحیت وسلام کے طریق پر - وسلّموا بہ امورکم اور سونپ دو اوسکو اپنے سب کام - وسلّموا من کذا اور عاجزی وبندگی کرو اوسکی اسطرح سے - یہین سے ہے یہ مسئلہ کہ درود نبی صلعم پر خاص ہے - اور سلام بطور تحیت عام ہے جیسا کہ قرآن مجید مین مذکور ہوا سلامٌ علیہ وسلامٌ علیٰ یعنی سلام اوسپر اور سلام مجہپر ہو جیو -

باید دانست امر مفید استمرار و منع جواز است و مفعول مطلق مفید تاکید و نوع **بش**
نه لتعدید بنابر استمرار امر **ه** حاصل آنکه تسلیم باہتمام تمام بر نوع سزاوار بجا آرید و چون بغور
افعال عباد در آید ہر عبادتے کہ از عباد است از اقسام صلوٰة اللہ تعالیٰ است ازینجا است زمزمہ
شادمانی بوجود محمود نبی حبیب اللہ تعالیٰ بصلوٰة بر آسمانیان صفة شان است
و بر زمینیان مامور بہ فرمود سبحانہ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا
يَجْمَعُوْنَ **بش** تفسیر این کریمہ در ذکر کیفیة اخلاق الخ مرقوم است
و فرمود صلعم من فرح بنا فرحنا بہ تا آنکہ
حضرت نبی صلعم صلوٰة بر خود
خوانده

ترجمہ سمجھنا چاہئے کہ امر مفید ہے استمرار کو اور جواز کے منع کو - اور مفعول مطلق مفید ہے تاکید و نوع کو
نہ تعدید یعنی گنتی و شمار کو بسبب استمرار امر کے - حاصل یہ کہ تسلیم پورے اہتمام کے ساتھ لائق طریقہ پر ادا کرو
اور جب غور سے بندون کے افعال مین در آئیگا اور فکر کریگا تو ہر ایک عبادت بندون کی طرف سے
خدائے تعالیٰ کی صلوة یعنی رحمت کے اقسام سے ہے - یہین سے زمزمہ شادمانی یعنی اظہار
خوشی ہے نبی حبیب خدائے تعالیٰ کے وجود محمود پر صلوة کے ساتھ آسمان والون پر کہ اونکی صفت ہے
اور اہل زمین پر کہ مامور بہ ہین یعنی اونکو آپکے وجود مبارک کے لئے خوشی کا حکم ہے کہ فرمایا حق سبحانہ نے
قل بفضل اللہ و برحمتہ فبذلک فلیفرحوا ہو خیر مما یجمعون ٥ یعنی کہدے تجھے اے ہمارے حبیب
اپنی امت کے لوگونکو خدائے تعالیٰ کے فضل کی نسبت کہ آپ جیسے کے دین مین اونکا مشرف کر دینا جو
تمام کاملہ مخصوصہ حسنات و خیرات و برکات کا محل حصول ہے دوسرون کے مقابلہ مین بغیر کسی استحقاق کے - اور
خدائے تعالیٰ کی رحمت کی نسبت کہ حضرت رحمة العالمین صلعم ہین - پھر اس قرآن کی نسبت - پس
چاہئے کہ وے ان نوازشون پر خدائے تعالیٰ کے جو اونکو پہونچا ئین اوس نے خوش ہو وین - یہ خوشی
ان تمام بخششون کی نسبت بہتر ہے اوس سے جو وے زندگی دنیا اور آخرت کے اسباب سے جمع کرتے
ہین کیونکہ ایمان کی حقیقت ان سبکے ساتھ راضی و خوشی ہونے مین ہے ورنہ حقیقت نفاق و کفر کی
متحقق ہے - اس کریمہ کی تفسیر کیفیت اخلاق الخ مین مرقوم ہے - اور فرمایا حضور صلعم نے جو خوشی ہوا ہمسے
ہم اوس سے خوش ہوئے - یہانتک کہ حضرت نبی صلعم نے درود خود پڑہا

حاصل معنی تسلیم و اینکہ ہر عبادت کہ از عبادات از اقسام صلوٰة او تعالیٰ است چون بغور افعال عباد در آئی
بیان زمزمہ شادمانی بوجود محمود او صلعم بصلوٰة بر آسمانیان و بر زمینیان بنص کریمہ و حدیث -

و دیگر از ادین صلوٰة خاص از اقتضائی رحمة عام طفیلی خود کرده خواست اللّٰھم
صلِّ علے محمدٍ و علیٰ آل محمدٍ کما صلّیتَ علیٰ ابراہیم و علیٰ آل ابراہیم انک حمیدٌ
مجیدٌ و برکت دعائی حضرت نبی الرحمة بر آلش بمراد حدیث شریف
من سلک علیٰ طریقی فھو آلی بظہور وجود صلحاء امتش صلعم ظاہر است -
اللّٰہم صلّ وسلّم علیٰ محمد النبی نورک و علیٰ الوارہ کما تحبہ و ترضاه
و شفعہ فینا و ترحمنا بہ -

ترجمہ

اور دوسرون کو اس درود خاص مین رحمت عام کے اقتضار سے اپنا طفیلی کر کے اسطرح مانگا
اللہم صلّ علیٰ محمدٍ و علیٰ آلِ محمد کما صلّیت علیٰ ابراہیم و علی آلِ ابراہیم انک حمیدٌ مجیدٌ - خدایا رحمت
بہیج محمد صلعم اور محمد صلعم کی آل پر جیسی رحمت بہیجی تو نے حضرت ابراہیم اور آل ابراہیم علیہ
السلام پر بیشک تو ہی بڑا ستودہ اور بہت بزرگوار ہے - اور حضرت
نبی رحمت کی دعا کی برکت آپ کی آل پر اس حدیث شریف کی مراد پر ہے
جو کوئی میرے راستہ پر چلا پس وہ میری آل ہے - کہ
یہ حضور صلعم کی امت کے صلحا کے ظہور وجود سے ظاہر ہے
اللّٰہم صلّ وسلّم علے محمد النبی نورک و علی الوارہ
کما تحبہ و ترضاه و شفعہ فینا و ترحمنا بہ

+

ذکر کیفیۃ تحقیق معنی اقوال ما رایتُ شیئاً الّا و رایتُ اللہ قبلہ و ما رایتُ شیئاً الا و رایتُ اللہ بعدہ و ما رایتُ شیئاً الّا و رایتُ اللہ معہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ و نستعینہ و نصلی علی رسولہ محمدٍ و نستشفعہ و علی آلہ و صحابہ و اتباعہ اجمعین قیل قال سیدنا ابو بکر الصدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ما رایت شیئاً الا و رایت اللہ قبلہ و قال سیدنا عمر فاروق الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ما رایتُ شیئاً الّا و رایت اللہ بعدہٗ۔ و قال سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ما رایت شیئاً الّا و رایت اللہ معہ۔ اعلم انّ الّا للاستدراک و للتحقیق **ش** انظر فی اصل کیفیۃ الاستدراک فی ذکر کیفیۃ الاصول ھ لا للاستثنار لعدم مغایرت واجبۃ فی ارکان ثلثۃ فیہ

ذکر بیان تحقیق معنی اقوال ما رایتُ شیئاً الّا رایتُ اللہ قبلہ۔ و ما رایتُ شیئاً الّا و رایتُ اللہ بعدہٗ و ما رایت شیئاً الّا و رایتُ اللہ معہ کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ و نستعینہ و نصلی علی رسولہ محمد و نستشفعہ و علیٰ آلہ و اصحابہ اجمعین۔

کہا گیا کہ فرمایا حضرت سیدنا ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ما رایتُ شیئاً الّا و رایتُ اللہ قبلہ۔ یعنی مین نے کسی چیز کو نہین دیکھا لیکن حال یہ ہے کہ مین نے اوس سے پہلے اللہ کو دیکھا۔ اور فرمایا حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ما رایتُ شیئاً الا و رایتُ اللہ بعدہ۔ یعنی مین نے کسی چیز کو نہین دیکھا لیکن حال یہ ہے کہ مین نے اوسکے بعد اللہ کو دیکھا۔ اور فرمایا حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ما رایتُ شیئاً الا و رایتُ اللہ معہ۔ یعنی مین نے کسی چیز کو نہین دیکھا لیکن حال یہ ہے کہ مین نے ساتھ ہی اوسکے اللہ کو دیکھا۔ معلوم ہو کہ اقوال مذکورہ مین حرف الّا استدراک اور تحقیق کے لیے ہے کہ دیکھو اصل کیفیت استدراک مین جو ذکر کیفیت اصول مین ہے۔ نہ یہ الّا استثنار کیواسطے ہے کیونکہ استثنار کے ارکان ثلثہ مین جو مغایرت کہ واجب ہے وہ اس مین نہین ہے۔

بیان قول اول حضرت صدیق اکبر است و دوم از حضرت فاروق اعظم و سوم از حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم اجمعین

ش انظر فی اصل کیفیۃ الاستثنار فی ذکر کیفیۃ الاصول ھ و رایت بمعنی عرفت بضرورت المعرفۃ والواو حالیۃ لبیان حال مستدرک منہ محذوف **ش** ای رایتہٗ لاقتضار النظم والحال لاینفکُ من ذی حال ھ۔ فحاصل الکلام ما عرفت شیئاً لکن عرفتہٗ فی حال معرفتی ان اللہ قبلہ و معہ و بعدہٗ بدلالۃ الشی المخلوق الیٰ خالقہ الذی قبل خلقہ و معہ بوجودہما و بعدہ لفنائہٗ **ش** فالاقوال شاملۃ فی معنی

من عرف نفسہ من حیث حدوثہا

فقد عرف ربہ بدلالتہا

فقبلیتہ منہا و معیتہ

بہا و بعدیتہ

منہا

ترجمہ کہ اصل کیفیت استثنار مین دیکھو جو ذکر کیفیت اصول مین ہی۔ وہان تجھکو استثنار کے ارکان ثلثہ کی مغایرت واجبہ کا حال معلوم ہوگا۔ اور رایتُ معنی مین عرفتُ کے ہے معرفت کی ضرورت کے سبب۔ اور واو حالیہ ہے مستدرک منہ محذوف کے بیان حال کے لئے یعنی رایتہٗ محذوف ہے مع ضمیر متصل مفعولی کے۔ جو مستدرک منہ ہے کہ نظم عبارت اسکی مقتضی ہے اور حال ذوالحال سے منفک و جدا نہین ہوتا ہے۔

پس حاصل کلام یہ ہے ما عرفتُ شیئاً لکن عرفتہٗ فی حالِ معرفتی انّ اللہ قبلہٗ و معہٗ و بعدہٗ یعنی نہین پہچانا مین نے کسی چیز کو لیکن مین نے اوسکو میری پہچاننے کی حالت مین پہچان لیا کہ بیشک اللہ اوسکے پہلے اور اوسکے ساتھ اور اوسکے بعد ہے۔ شی مخلوق کی دلالت سے جو اوسکو اوسکے خالق کی طرف ہے کہ وہ خالق اوسکی خلقت سے پہلے ہے اور اوسکے ساتھ ہے مع دونون کے وجود کے اور اوسکے بعد ہے اوسکے فنا ہو جانیکے سبب۔ پس یہ اقوال شامل ہین اس حدیث کے معنی مین کہ ماحصل اوسکا یہ ہے مَن عَرَفَ نَفسَہ مِن حَیثِ حدوثہا فقد عَرَفَ رَبَّہٗ بدلالتہا فقبلیتہ منہا و معیتہ بہا و بعدیتہ منہا۔ یعنی جسنے اپنے نفس کو اوسکے حادث ہونیکی حیثیت سی پہچان لیا تو تحقیق اوس نے اپنے رب کو اوسی نفس کی رہنمائی سے پہچان لیا۔ پس پہچان لیا اُسنے اپنے رب کے پہلے ہونیکو اوسی نفس سے اور اوسکے ساتھ ہونیکو اوسی نفس کے ساتھ اور اوسکے بعد ہونیکو اوسی نفس سے۔

فالاقوال اخبار من الحالات الثلثۃ للمخلوق وخالقہ لا من حالہم اذ ہم کاملون
فی معرفۃ اللہ تعالی بکلہن اذ معرفۃ القبلیۃ متقدمۃ من معرفۃ المعیۃ ومعرفۃ
المعیۃ متقدمۃ من معرفۃ البعدیۃ کما ذکر ش ای بدلالۃ الشئی
المخلوق الی خالقہ الذی قبل خلقہ ومعہ بوجودہما
وبعدہ بفنائہ اللہم صل وسلم علی محمد النبی
نورک وعلی انوارہ کما تحبہ وترضاہ و
تشفعہ فینا وترحمنا بہ +

ترجمہ

پس یہ اقوال انہین تینون حالتون کی نسبت جو مخلوق اور اوسکے خالق کے لیئے ہین اخبار و خبرین ہین نہ اون کے حال کی بابت یعنی حضرات ثلثہ مذکورہ کے اسلیئے کہ وے خدائے تعالی کی معرفت مین کل انہین تینون حالتون مین کامل ہین کیونکہ معرفت قبلیت کی متقدم ہے معیت کی معرفت سے اور معیت کی معرفت متقدم و پہلے ہے بعدیت کی معرفت سے جیسا مذکور ہوا۔ یعنی معرفت خالق کی شے مخلوق کی دلالت سے ہے جو بدلالت خلق کے مخلوق کو اپنے خالق کی طرف ہے کہ وہی خالق اوسکے پیدا کرنیسے پہلے ہی اور پہر اوس خلق کے ساتھ ہے مع وجود اون دونو کے یعنی خلق و خالق کے اور خلق کے فنا ہو جانیکے سبب اوسکے بعد بہی ہے اللہم صل وسلم علی محمد النبی نورک وعلی انوارہ کما تحبہ وترضاہ وتشفعہ فینا وترحمنا بہ۔

ذکر کیفیت سلاسل عالیہ دران شرف شمول یافتم

ربنا تقبل منا انک ارحم الراحمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسول محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین
باید دانست کہ از اوصاف باطنی اولیاء اللہ تعالی رضی اللہ تعالی عنہم اللہ تعالی دانا تر است واز بیان اوصاف ظاہری قوت بشری عاجز ناچار بضرورت مقصود باسمار طیبات این بزرگان کہ در و مند بواسطہ شان با رسول اللہ تعالی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم
وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین
تشرف دارو تبرک گرفتہ

ذکر بیان اون سلسلون عالیہ کا جنمین مینے شامل ہونیکا شرف پایا۔

اے رب ہمارے تو قبول فرما ہمسے۔ بیشک تو مہربانون مین سب سے زیادہ مہربان ہی

بسم اللہ الرحمن الرحیم +

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین
سمجہنا چاہیے کہ اولیاء اللہ تعالے رضی اللہ تعالی عنہم کے باطنی اوصاف سے خدائے تعالی ہی زیادہ دانا ہے۔ اور ظاہری اوصاف کے بیان سے بشری قوت عاجز ہے ناچار ضرورت مقصود کے موافق ان بزرگون کے اسماء طیبات سے کہ ان کے واسطہ سے درمند رسول خدائے تعالے صلے اللہ تعالے علیہ وسلم وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین سے تشرف رکہتا ہے اسنے
تبرک حاصل کیا۔

اسمائے طیبات مشایخ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا الیہا

حضرت محمد رسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ تعالیٰ وسلم علیہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین
حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ — حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
حضرت امام قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ — حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت خواجہ ابا یزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ — حضرت خواجہ ابو الحسن خرقانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت خواجہ ابو القاسم کرکانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ — حضرت خواجہ ابو علی فارمدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ — حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت خواجہ محمد عارف ریوگری رضی اللہ تعالیٰ عنہ — حضرت خواجہ محمود الخبیر فغنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت خواجہ عزیزان رامیتنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ — حضرت خواجہ بابا سماسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت سید امیر کلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ — حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار رضی اللہ تعالیٰ عنہ — حضرت خواجہ مولانا یعقوب چرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ — حضرت خواجہ محمد زاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت خواجہ محمد درویش امکنگی رضی اللہ تعالیٰ عنہ — حضرت خواجہ باقی باللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اسمائے طیبات مشایخ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے خدا تعالیٰ ان سلسلہ والوں سے راضی ہے

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ وسلم علیہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔ سے لیکر جیسا اصل میں مرقوم ہے حضرت شاہ سید غلام رسول رسول نما رضی اللہ تعالیٰ عنہ سالاری فتحپوری تک فقط وہی نام ہین۔

یہ سلسلہ عالیہ مصنف کتاب دردمند حضرت محمد عبد الوحید مخاطب بہ امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ خدائے تعالیٰ اوسکے گناہونکو بخشے پہونچا معلوم ہونا چاہیئے کہ حضرت دردمند رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدا مین تعلم تربیت اسی سلسلۂ عالیہ مین پائی۔

حضرت ایشان عروۃ الوثقی خواجہ محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت شیخ سیف الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سید نور محمد بدایونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت شمس الدین مرزا مظہر جان جانان شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت مولوی محمد نعیم اللہ بہرائچی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت مولوی محمد مراد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تہانیسری۔ حضرت شاہ سید غلام رسول رسول نما رضی اللہ تعالیٰ عنہ سالاری فتحپوری فقط این سلسلۂ عالیہ بدردمند محمد عبد الوحید مخاطب بہ امیر غفر اللہ تعالیٰ ذنوبہ رسیدہ۔ باید دانست کہ دردمند در ابتدای تعلم تربیت درین سلسلۂ عالیہ یافتہ۔

اسماء طیبات مشایخ سلسلۂ عالیہ چشتیہ معینیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا الیہا

حضرت سید الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ وسلم علیہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت عبد الواحد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابراہیم بن ادہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت سدید الدین حذیفہ مرعشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت امین الدین ابی ہبیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اسمائے مشایخ سلسلۂ عالیہ چشتیہ معینیہ کی پاکیزہ نام خدائے تعالیٰ اون سب سے راضی ہو اور ہے جمیع

حضرت سید الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ وسلم علیہ وعلی آلہ وصحابہ واتباعہ اجمعین۔ سے لیکر۔ حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک فقط اوسی طرح پر ہین جیسا اصل مین ہین۔ لہذا بدون تکرار تحریر اسی اشارت پر اکتفا کیا۔

یہ سلسلہ عالیہ تربیت اویسی کے طریق پر مصنف کتاب دردمند حضرت محمد عبد الوحید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہونچا۔ معلوم ہو کہ اس سلسلۂ عالیہ مین انکا نام احمد بھی ہے۔ سمجھنا چاہیئے کہ دردمند حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اسی سلسلۂ عالیہ مین اویسی طریق پر آخر مین تعلم تربیت پائی۔

حضرت ممشاد علو دینوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت ابی اسحاق شامی چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابی احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت ابی محمد بن ابی احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ حضرت ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت خواجہ مودود چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت خواجہ محمد معین الدین حسن سنجری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقط۔ این سلسلۂ عالیہ بطریق تربیت اویسی بدردمند محمد عبد الوحید رسیدہ بدانکہ درین سلسلہ عالیہ اسمش احمد ہم ہست۔ باید دانست کہ دردمند درین سلسلہ عالیہ بطریق اویسی ورآخر تعلم تربیت یافتہ۔

اسمائے طیبات مشایخ سلسلۂ عالیہ نظامیہ رضی اللہ تعالیٰ عن اہالیہا

حضرت محمد معین الدین حسن سنجری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت فرید الدین مسعود گنجشکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت نظام الدین محبوب آلہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سید عبد الرزاق بانسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اسمائے طیبات مشایخ سلسلۂ عالیہ نظامیہ کے پاکیزہ نام۔ خدائے تعالیٰ اون سب سے راضی ہوجیو

یہ سلسلۂ عالیہ حضرت سید الانبیا محمد رسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ وسلم۔ سے لیکر حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک۔ اور یہان سے تا آخر حضرت مولوی حافظ محمد عبد الرزاق لکھنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک اوسی طرح نام بنام ہے جیسا ہر دو سلاسل سلسلۂ عالیہ چشتیہ معینیہ وسلسلۂ عالیہ نظامیہ مذکورۂ بالا اصل مین مرقوم ہین لہذا بدون تکرار تحریر اسی اشارت پر اکتفا کیا۔ اور معلوم ہو کہ یہ سلسلہ عالیہ بطریق اویسی حضرت سید عبد الرزاق بانسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہونچا۔ پہر یہ سلسلہ عالیہ مصنف کتاب دردمند حضرت محمد عبد الوحید مخاطب بہ امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہونچا چند واسطے سے۔

حضرت مولوی احمد عبد الحق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت مولوی احمد انوار الحق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مولوی حافظ عبد الوالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مولوی حافظ محمد عبد الرزاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقط۔ این سلسلۂ عالیہ بدردمند محمد عبد الوحید مخاطب بہ امیر رسیدہ۔ باید دانست این سلسلۂ عالیہ بطریق اویسی بحضرت سید عبد الرزاق بانسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسیدہ۔

اسمائے طیبات مشایخ سلسلۂ عالیہ صابریہ رضی اللہ تعالیٰ عن اہالیہا

حضرت فرید الدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت علاء الدین علی احمد صابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت جلال الدین پانی پتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت احمد عبد الحق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت عارف احمد بن احمد عبد الحق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت محمد بن عارف احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت بڑے اولیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت پیر اولیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت حاجی قطب الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت شیخ حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت شیخ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت شیخ محمد عرف پیر شیخا رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت شیخ محمد عرف پیر اچھے رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اسمائے طیبات مشائخ سلسلۂ عالیہ صابریہ رضی اللہ تعالیٰ عن اہالیہا

یہ سلسلۂ عالیہ حضرت سید الانبیا محمد رسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ وسلم۔ سے لیکر حضرت خواجہ فرید الدین مسعود گنجشکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک۔ اور یہان سے تا آخر حضرت مولوی محمد عبد الرزاق لکھنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک اوسی طرح نام بنام ہے جیسا سلسلۂ عالیہ چشتیہ معینیہ وسلسلۂ عالیہ صابریہ مذکورۂ بالا اصل مین مرقوم ہین۔ لہذا اسی قدر تحریر کو بنظر تکرار کافی سمجہا۔ پہر یہ سلسلہ عالیہ مصنف کتاب دردمند حضرت محمد عبد الوحید مخاطب بہ امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہونچا۔

بیان اسمائے طیبات مشایخ سلسلۂ عالیہ نظامیہ رضی اللہ تعالیٰ عن اہالیہا کہ بطریق اویسی بحضرت سید عبد الرزاق بانسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ السعید ... بچند واسطہ حضرت مصنف را رسیدہ ۱۲۵

حضرت شیخ محمد لسباون رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔حضرت شاہ احمد زمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت شاہ حسین احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔حضرت شاہ ہدایت احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت شاہ امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔حضرت مولوی احمد انوار الحق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت مولوی ابو الکرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔حضرت مولوی محمد عبد الوالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت مولوی محمد عبد الرزاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔فقط این سلسلۂ عالیہ بدرومند محمد عبد الوحید
مخاطب با میر رسیدہ ۔

اسماءِ طیبات مشائخ سلسلۂ عالیہ قادریہ رضی اللہ تعالیٰ عن اہالیہا

حضرت سید الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ وسلم علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین ۔
حضرت سید الاولیاء امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ۔حضرت امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ
عنہ ۔حضرت حبیب عجمی رضی اللہ عنہ ۔حضرت داؤد طائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔شیخ
الاسلام حضرت معروف کرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت شیخ عبد اللہ سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت خواجہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔حضرت شیخ عبد اللہ ابو بکر شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اسمائے طیبات مشائخ سلسلۂ عالیہ قادریہ رضی اللہ تعالیٰ عن اہالیہا

یہ سلسلۂ عالیہ حضرت سید الانبیاء محمد رسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ وسلم سے
لیکر حضرت سیدنا میر سید محی الدین محمد عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک اور یہان سے تا آخر حضرت
مولانا مولوی محمد عبد الرزاق لکھنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک اوسی طرح نام بنام ہے جیسا اس
سلسلۂ عالیہ قادریہ مذکورۂ بالا اصل مین مرقوم ہین ۔ لہذا بحفظ تکرار تحریر اسی اشارت پر
اکتفا کیا ۔ اور معلوم ہو کہ یہ سلسلۂ عالیہ حضرت شیخ الاسلام معروف کرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے بسلسلۂ دیگر بواسطہ حضرت امام علی موسیٰ رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ بطریق آبائی حضرت خاتم النبیین
محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تک اوسی طرح جیسا اصل مین نام بنام مرقوم ہین پہونچتا ہے
لہذا بغرض تکرار اسی اشارت پر اکتفا کیا جسکو تفصیل ملحوظ ہو اصل کو ملاحظہ کرے ۔

بیان اسمائے طیبات مشائخ سلسلۂ عالیہ قادریہ رضی اللہ تعالیٰ عن اہالیہا کہ بدو طریق بحضرت معروف کرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسیدہ بحضرت مصنف رسید و نام شیخ درین سلسلہ عبد الغنی است

حضرت شیخ عبد العزیز یمنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔حضرت شیخ عبد الوحد یمنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت خواجہ ابو الفرح یوسف طرطوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت شیخ الاسلام شیخ ابو الحسن علی
ہنکاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ حضرت شیخ ابو سعید مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔حضرت
میر سید محی الدین محمد عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔حضرت میر سید عبد الرزاق رضی اللہ
تعالیٰ عنہ ۔حضرت میر سید محمد بن ابو صالح رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔حضرت میر سید احمد
رضی اللہ تعالیٰ عنہ برادر میر سید محمد بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت میر سید علی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔حضرت شاہ موسیٰ قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔حضرت میر سید حسن
رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔حضرت شیخ ابو العباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔حضرت شاہ بہاؤ الدین
رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔حضرت میر سید محمد قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔حضرت شاہ جلال قادری
رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔حضرت میران سید بخش فرید بہکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔حضرت
سید شاہ ابراہیم ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔حضرت شاہ ابراہیم بہکری رضی اللہ تعالیٰ
عنہ ۔حضرت شاہ امان اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔حضرت شاہ حسین خدا نما رضی اللہ
تعالیٰ عنہ حضرت شاہ ہدایت اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔

ترجمہ معلوم ہو کہ یہ سلسلۂ عالیہ قادریہ بہر دو طرق مذکور د مصنف کتاب در و مند حضرت
محمد عبد الوحید مخاطب بہ امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہونچا ۔ اور اس سلسلہ مین حضرت در د
سند مصنف رحمۃ اللہ علیہ کا نام عبد الغنی بہی ہے ۔

حضرت سید شاہ عبد الصمد خدا نما رضی اللہ تعالیٰ عنہ - حضرت سید شاہ عبد الرزاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مولانا مولوی احمد عبد الحق رضی اللہ تعالیٰ عنہ - حضرت مولانا مولوی احمد انوار الحق رضی اللہ تعالیٰ عنہ - حضرت مولانا حافظ محمد عبد الوالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ - حضرت مولانا مولوی محمد عبد الرزاق رضی اللہ تعالےٰ عنہ فقط - بدانکہ حضرت معروف کرخی را از حضرت امام علی موسی رضا ابن امام موسی کاظم علیہما السلام بطریق آبائی رسیدہ بدین وجہ حضرت شیخ معروف کرخی رضی اللہ تعالےٰ عنہ - حضرت علی موسی رضا ابن امام موسی کاظم علیہما السلام - حضرت امام موسی کاظم ابن امام جعفر صادق علیہما السلام - حضرت امام جعفر صادق ابن امام محمد باقر علیہما السلام حضرت امام محمد باقر ابن امام زین العابدین علیہما السلام - حضرت امام زین العابدین ابن امام حسین علیہما السلام حضرت امام حسین ابن امیر المومنین علی علیہما السلام - حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ - حضرت خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ واتباعہ وسلّم

بدانکہ این سلسلۂ عالیہ بدردمند محمد عبد الوحید مخاطب بہ امیر رسیدہ - ودرین سلسلہ اسمم عبد الغنی ہم است

اسماء طیبات مشائخ سلسلۂ عالیہ مصافحیہ رضی اللہ تعالیٰ عن اہالیہا

حضرت محمد رسول اللہ صلّیٰ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین - حضرت امام عبد اللہ علم بردار رضی اللہ تعالیٰ عنہ - حضرت شیخ عبد اللہ جنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ - حضرت شیخ حاجی صفت خیرابادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ - حضرت مولوی امین الدین سیدن پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ - حضرت بحر العلوم عبد العلی محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ - حضرت سید میر محمد نتھر رضی اللہ تعالیٰ عنہ - حضرت مولانا مولوی محمد عبد الرزاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقط این سلسلۂ عالیہ بدردمند محمد عبد الوحید مخاطب بہ امیر رسیدہ - اللّٰہم صلِّ وسلم علیٰ محمد النبی نورک وعلیٰ انوارہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ -

اسمائے طیبات مشائخ سلسلۂ عالیہ مصافحیہ رضی اللہ تعالیٰ عن اہالیہا

یہ سلسلۂ عالیہ حضرت سید الانبیاء محمد رسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ وسلم سے لیکر حضرت مولانا مولوی محمد عبد الرزاق لکھنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک حرف بحرف واسطون سے نام بنام اوسیطرح جیسا مذکورہ بالا اصل مین مرقوم ہین پہونچتا ہے - پھر یہ سلسلۂ عالیہ دردمند مصنف کتاب حضرت محمد عبد الوحید مخاطب بہ امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہونچا -
اللّٰہم صلی وسلّم علے محمد النبی نورک وعلیٰ انوارہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ -
یعنی خدایا درود وسلام بھیج اس نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیری نور پر اور آپ کے انوار پر جیسا تو اسکو چاہتا ہے اور تو اس سے راضی ہے اور شفیع کر اوسکو ہم مین اور رحم کر ہمکو اوسکے طفیل -

ذکر کیفیۃ ختم بقصد ترک تحریر نامۂ درد و دیگر مطالب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ و نستعینہ و نصلی علی رسولہ محمد و نستشفعہ و علی آلہ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین۔
درین سال کہ آغاز چہار دہ صد است قصد ترک تحریر این نامۂ درد ناپایان پذیر کہ مشتمل
سفتاد و ذکر است نمودم مگر آنچہ او سبحانہ خواہد فَاُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللہِ و لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ
اِلَّا بِاللہِ شعر یارب تو مرا بیار دمساز رسان + آوازۂ دردم ہم آواز رسان +
و این نامہ درد را از ضرر موافقان و مخالفان محفوظ داشتہ بشرف نظر محبوب بارک
اللہ تعالیٰ فی جمالہ رسان و بدعایش ما را مشرف بمغفرت گردان۔ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا
اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا۔ اللّٰھم صل و سلم علی محمد النبی نورک و علی انوارہ کما تحبہ و ترضاہ
و شفعہ فینا و ترحمنا بہ تمت

ذکر بیان ختم کا اس نامۂ درد کے ترک تحریر کے ارادہ پر مع اور مطالب کے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ و نستعینہ و نصلی علی رسولہ محمد و نستشفعہ و علی آلہ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین۔ اس سال مین
جسکا شروع چودہ سو صدی ہے اس نامۂ درد کی جسکا انجام پذیر نہین اور جو ستر ذکر پر مشتمل ہے
مین نے ترک تحریر کا ارادہ کیا مگر جو کچھہ کہ خدائے سبحانہ چاہتا ہے فافوض امری الی اللہ و لا
حول و لا قوۃ الا باللہ یعنی پس مین میرا کام خداے تعالیٰ کی طرف سونپتا ہون اور مجھہ مین
حول و قوت نہین ہے۔ مگر اللہ کی مدد سے شعر یارب تو مرا بیار دمساز رسان + آوازۂ
دردم ہم آواز رسان ترجمہ یارب مجھے پہنچا دے دمساز یار تک + اور یہ صدائے دردم آواز یار تک
اور اس نامۂ درد کو موافقون اور مخالفون کے ضرر سے محفوظ رکھکر محبوب کے شرف نظر مین۔ خدائے
تعالیٰ اوسکے جمال مین برکت دے پہونچا۔ اور اوسکی دعا سے ہمکو مغفرت کے ساتھہ مشرف کردے
رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا یعنی اے رب ہمارے ہمسے مواخذہ نفرمائیو اگر ہم بھول گئے
ہون یا ہمنے خطا کی ہو۔ اللّٰھم صل و سلم علی محمد النبی نورک و علی انوارہ کما تحبہ و ترضاہ و شفعہ فینا
و ترحمنا بہ یعنی خدایا درود و سلام بھیج اس نبی محمد صلعم پر کہ تیرا نور ہے اور اوسکے انوار پر جیسا تو
اوسے چاہتا ہی اور تو اوسی پسند کرتا ہی اور اوسکو درمیان ہمارے شفیع کر اور بطفیل اوسکے ہم پر رحم فرما۔